بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے بخشنے والا - جاننا چاہئے کہ بسم اللہ میں تین نام الٰہی ذکر کیے گئے
تاکہ شروع ہر کار کا ساتھ استعانت ان ناموں کے پایا جاوے اور وجہ خصوصیت انہیں ناموں کی
باوجودیکہ اسمائے الٰہی اور بھی بہت ہیں یہ ہے کہ حصول ہر کام کا خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین چیزوں پر موقوف
ہے اول موجود ہونا تمام اسباب اُس کام کے اور یہ امر ساتھ اسم اللہ کے کہ تمام صفتوں کمال کو متضمن ہے
مناسبت رکھتا ہے دوسرے باقی رہنا اُن اسباب کا ابتدا اُس کام کی سے تمام ہونے تک اور یہ صفت
رحمانیت کا ثمرہ ہے واسطے کہ بقا عالم کی ساتھ اسی صفت کے ملی ہوئی ہے تیسرے پایا جانا فائدہ اُس
کام کا اور یہ صفت رحیمی کا کام ہے کہ اپنی رحمت سے سعی بندوں کی برباد نہیں کرتا ہے۔ شان نزول
سورۂ فاتحہ کا اس طرح پر ہے کہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں اتری اور حال اسکے اترنے کا یہ ہے کہ رسول
علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں جنگل میں جاتا تھا ایک آواز میرے کان میں آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے یا محمد اور
دیکھتا تھا میں کہ ایک تخت سنہرا آسمان اور زمین میں معلق ہے اور اُس پر ایک شخص نورانی بیٹھا ہوا ہے
میں اُس آواز سے ڈر کر بھاگتا تھا جب یہ ماجرا کئی بار دیکھا تو ورقہ بن نوفل سے کہ چچا زاد بھائی حضرت
بی بی خدیجہ کا تھا اور توریت اور انجیل کا عالم تھا اور علم نصاریٰ سے بہت خط رکھتا تھا اس حال کو
بیان کیا اُس نے کہا آیندہ کو جو تو وہ آواز سنے تو نہ بھاگیو اور کان رکھیو کہ کیا کہتا ہے ویسے ہی کیا جب پھر
وہی آواز آئی میں نے کہا لبیک یعنی حاضر ہوں میں تب اُسنے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور یونہی اہلسنت کہو

انواع کہتے ہین اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اونکو کہتے ہین اور اہل عزت اور عزیمت والے موکلات نام رکھتے
ہیں اور اہل حق کے نزدیک ویسی پرورش باعث عبادت کا نہین اسواسطے کہ یہ پرورش محض بعض بعض
اشیا کے ہی مثلاً ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہو کہ جو چیزین گرمی اور خشکی قبول کرتی ہین
اُن مین تاثیر کرتا ہو ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کے ہے وعلی ہذا القیاس
حاصل یہ ہے کہ یہ پرورش بھی خاص ہو گو کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہے کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص
کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی
نہو گی کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہے اور جو مقتضا اس خصوصیت کا ہے وہی ہی قابل عبادت اور لایق
حمد اور ثنا کا یعنی ذات باری عز اسمہ کی پرورش اسکی اسطرح سے نہین کہ کسی شئے کیواسطے پرورش ہو اور کسیکے
واسطے نہو بلکہ پرورش اسکی تمام چیزون کو شامل ہے خواہ اشخاص ہون خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان
مین موجود ہے اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہے اسی جہت سے کہ پرورش اسکی
عام ہے جب فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام سے سوال کیا کہ وما رب العالمین یعنی کیا ہی رب العالمین
اُنھون نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض وما بینہما یعنی رب آسمانون و زمین کا اور جو کچھ درمیان
آسمان اور زمین کے ہے فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش پر اُسکی پرورش کو
قیاس کیا حضرت موسی نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم ورب ابائکم الاولین یعنی رب تمھارا اور رب باپ
دادون تمھارے کا کہ پہلے ہین اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اُسکی بیچ مکانات مختلف کے ہے اور دوسری بار
ارشاد کیا کہ حق تعالی بیچ اوقات جدے جدے کے پرورش کرنیوالا ہی فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک
ذات بیچ مکانون مختلف اور زمانہائے دراز مین کس قسم کی پرورش کریگی اور حضرت موسی کے حق مین گمان
کیا کہ یہ شخص سودائی ہے تیسری بار حضرت موسی نے بڑھ کر پرورش اُسکی ثابت کی اور فرمایا کہ رب المشرق
والمغرب وما بینہما یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور اُن چیزون کا کہ درمیان اُن دونون کے مطلب حضرت
موسی کا یہ تھا کہ ربوبیت اُسکی جیسی مکانون اور وقتون مختلف مین پائی جاتی ہے ویسی ہی ساتھ اوضاع
اور حالات غیر متناہی کے موجود ہے جب ذکر اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جانا گیا کہ
پرورش اللہ تعالی کی خاص کسی شئے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع کی
نہین اور اوروں کی پرورش خاص خاص یا مقید ساتھ بعض اوقات و بعض زمان کو اور موجب خصوصیت کا

انفس کہتے ہین اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور عقول کہتے ہین اور اہل دعوت اور عزیمت والے کلمات تامہ
کہتے ہین اور اہل حق کے نزدیک ایسے پرورش باعث عبادت کا نہین اسواسطے کہ یہ پرورش بعض بیچ بعض
اشیا کے ہی مثل ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہی کہ جو چیزین گرمی اور خشکی قبول کرتے
ہین اُنہین پہ تاثیر کرتا ہی ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کی ہی وعلی ہذا القیاس
حاصل یہ ہی کہ یہ پرورش بہی خاص ہی گو کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہی کہ وہ پرورش خاص بعض تہام
کی تہی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد لیکن بسبب خصوصیت کے یہ بہی مقتضی عبادت کی نہین
کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہی اور جو مقتضے اس خصوصیت کا ہو وہی ہی قابل عبادت اور لایق عبادت تا
یعنے ذات باری عزاسمہ کی پرورش اُسکی اسطرح سے نہین کہ کسی شئے کیواسطے پرورش ہو اور کسی کے واسطے
نہو بلکہ پرورش اسکی تمام چیزون کو شامل ہی خواہ اشخاص ہون خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان
مین موجود ہو اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہی اسی جہت سے کہ پرورش اُسکی
عام ہی جب فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام سے سوال کیا کہ وما رب العالمین یعنی کیا ہی رب العالمین
اُنہون نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض وما بینہما یعنی رب آسمانون اور زمین کا اور جو کچھ
درمیان آسمان اور زمین کے ہی فرعون کو اسبات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش کو اپنی پرورش
کو قیاس کیا حضرت موسے نے دوسری فرمایا کہ ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی رب تمہارا اور رب باپ
دادون تمہارے کا کہ پہلے ہین اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہی اور دوسری بار
ارشاد کیا کہ حق تعالی بیچ اوقات جدی جدی کے پرورش کرنیوالا ہی فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ
ذات بیچ مکانون مختلف اور زمانہائے دراز مین کس قسم پرورش کریگی اور حضرت موسے کے حق مین
گمان کیا کہ یہ شخص سودائی ہی پہر تیسری بار حضرت موسے نے بڑہکر پرورش اُسکی ثابت کی اور فرمایا کہ
رب المشرق والمغرب وما بینہما یعنے رب مشرق اور مغرب کا اور اُن چیزون کا کہ درمیان اُن دونون کے
مطلب حضرت موسی کا یہ تہا کہ ربوبیت اسکی جیسی مکانون اور وقتون مختلف مین پائی جاتی ہی ویسی ہی
اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہی پس ہرگاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بہی جانا
گیا کہ پرورش اللہ تعالی خاص کسی شئے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع
کی نہین اور اورون کی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمان اور [illegible]

ذات باری کی ہے تو ثابت ہوا کہ قابل عبادت اور لائق ثنا کے فقط ذات باری کی ہے کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی پرورش مین کسی غرض یا عوض کو دخل نہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ اگرچہ بیان کیا گیا کہ ربوبیات خاص خاص سواے ذات باری کے اورون مین بھی پائی جاتی مین لاکن یہ بھی باعتبار ظاہر کے ہے اور حقیقت مین ہر طرح کی ربوبیت خواہ خاص ہو خواہ عام اُسی کی ذات کیواسطے ہے اسواسطے کہ ربوبیت اُسوقت پائی جاوے کہ پیدا کرے کسی شئے کو عدم محض سے اور پیدا کرے اسباب نفع لینے اور پرورش اُسکی کے اور قدرت دیوے اوپر انتفاع کے اور دور کرے موانع انتفاع کے اور یہ سب باتین سوائے ذات اُسکی کے غیر مین موجود نہین کیونکہ اور پرورش کرنیوالے وقت پرورش کے مخلوقات اللہ تعالی کی اپنی پرورش کے کام مین لاتے ہین اور قدرت اوپر پرورش کرنے اُن چیزون کے کہ جنسے پرورش کو کرتی ہین ایسی ہے اور موجود کرنے شرائط پرورش کے نہین رکھتی نہایت درجہ یہ ہے کہ یہ ارباب منجملہ شرائط اور سامان پرورش کے ہین کسی طرح کا استقلال انکو نہین اسی واسطے حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ان سب چیزون کے اعتبار ساقط فرمایا اور ملت حنیفی اختیار فرمائی چنانچہ مقولہ انکا کلام اللہ مین منقول ہے + انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین - تحقیق مونہہ پھیرا مین نے طرف اُس ذات کی کہ پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہین ہون مین شریک کرنیوالون مین سے اور حق تعالی نے یہ عقیدہ اُنکا پسند کیا اور اُنکا پیشوا سب ملتون کا کیا + **الرحمن الرحیم** معنی اسکے بسم اللہ مین بیان ہوئے پوشیدہ نرہے کہ لفظ رحمن اور رحیم کا مادہ یعنی اصل انکی ایک ہے کہ لفظ رحمت سے بنے ہین پس ان دونون مین فرق اسطرح ہے کہ صفت پرورش کے بعد ان دو لفظون کو بیان کیا اور پرورش کو دو قسم کی رحمت لازم ہے ایک وہ رحمت کہ خاص حالت پرورش مین ہوتی ہے اور اگر یہ رحمت نہو پرورش پائی نجاوے اور حقیقت اس رحمت کی یہ ہے کہ مربی بیچ روا کرنے حاجتون اپنی پروردہ کے بخوبی طرح مشغول ہو اور ہر وقت خبرداری خبرگیری اور جستجو ہر چیز مناسب اور غیر مناسب اُسکی کے کرتا رہے اور یہی مراد لفظ رحمن سے ہے دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش اور کمال کو پہونچنے اسکے کے حاصل ہونے ثمرات اور فائدے اسکے کے تدبیر کرے اور اس کمال کو رائگان نکرے ورنہ وہ پرورش صرف عبث اور کھیل ہو جاویگی اور اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ساتھ شفقت تمام کے درخت کو پرورش کیا کہ پھل اُس پر آگیا اور اپنے کمال کو پہونچا لاکن اُس پھل سے شیرہ یا مربا یا اچار وغیرہ درست نکیا کہ مدت تک فائدہ اُس کا باقی رہتا

اور اس قسم کی رحمت کو ساتھ لفظ رحیم کے تعبیر فرمایا ہیں بیچ ذکر کرنے ان دونون نامون کے پیدا
ہوکہ پرورش خدا تعالیٰ کی بیچ حق تمام جہان کے ہمیشہ پائی جاتی ہو جبتک کہ ہیئت مجموعی اسکی موجود ہو
پرورش بھی اسکی مصروف ہو اور بعد متفرق ہونے اور بکھر جانے اجزا اسکے کے بھی باقی ہے اور یہی ہے
معاش اور معاد یعنی پہلی حالت کا نام معاش اور دوسری کا معاد اور اگر صاحب عقل بسا تأمل کرے
تو معلوم ہووے کہ بیچ ہر شئے کے اشیا اِن جہان کی سے معاش اور معاد ہو یعنی جبتک بنیاد اُس شئے کی
قائم ہے اسوقت میں معاش نام رکھتے ہیں اور بعد برہم ہونے اسکی بنیاد کے معاد ہوتے ہیں جیسے کہ کھانا
کہ وقت بوئے جانے دانہ کے سے تا ہضم ہونے معدے میں اُسکے معاش ہے اور بعد اسکے معاد اسکی کہ کچھ
اُس سے خون ہوکر جزو بدن کا ہوتا ہو اور کچھ بلغم اور صفرا اور سودا ہوکر بیچ [illegible] کے صرف
ہوتا ہو اور کچھ فضلہ ہوکر راہ بول اور براز کی سے نکلتا ہو اور کچھ سنک اور تھوک اور پسینہ ہوکر اور بال بدن کے
بنکر اور سوا اسکے نکلتا ہو اور ایسا ہی بیچ تمام اشیا کی معاش اور معاد پائی جاتی ہو اور [illegible] معاش [illegible]
کا بیچ ہر عالم کے ساتھ صفت ربوبیت کے تعلق رکھتی ہو اور خرابی معاد ہر چیز کی بیچ ہر عالم کے صفت رحیمی کی
مقتضا ہو **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** مالک دن جزا کا بیچ بعضی قرأت کے ملک یوم الدین یعنی بادشاہ دن جزا کا
جاننا چاہئے کہ یہ دونون صفتین یعنی مالکیت اور بادشاہت کی حقیقتہً اسکے واسطے ثابت ہیں اور اسواسطے
مالک اور بادشاہ تمام چیزون کا ہو اور ہر وقت ہو ایسا نہیں کہ ایک وقت میں ہو اور ایک وقت میں نہ ہو
یا بعض چیز کا ہو اور بعض چیز کا نہ ہو سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مالکیت یا بادشاہت اپنی خاص دن جزا کے
ساتھ کیون فرمائی یعنی فرمایا کہ مالک دن جزا کا اسطرح نہ کہا کہ مالک ہر شئے کا اسکی وجہ یہ ہے کہ اس جہان میں مالک
ہونا اور بادشاہت باعتبار ظاہر کے اوروں کیواسطے بھی ثابت ہو کہ کہا جاتا ہو اور قیامت کے دن سوا
ذات اُسی کے نہ کوئی مالک ہوگا اور نہ بادشاہ جو کچھ تصرف ہو اسکے اختیار میں ہوگا اور اُس دن بیچ نظر
ہر خاص و عام کے غلبہ اسکا ظاہر ہوگا اور سبب اسکا کہ دنیا میں اوروں کو بھی کچھ اختیار دیا اور قیامت
کے دن بالکل ہر چیز اپنے قبض قدرت میں رکھی یہ ہو کہ دنیا دار العمل ہے اور [illegible] عمل کا [illegible] اختیار
کے درست نہیں ہوتا ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ آدمی کی [illegible] شرع
اور قبول کرنے حکمون الٰہی کی تو [illegible] پس جو بعضے اشیا اُس کی ملک میں
یا اختیار میں نہوں اور آدمی کو غیر اپنے پر بالکل دخل نہ ہو [illegible] کیونکر خطا بہون [illegible]

وہ اعمال کہ علاقہ ساتھ مال اور خرچ حیوانات اور دینے صدقات اور ادا کرنے نفقات کے رکھتے ہیں اور
ایسے ہی وہ اعمال کہ تعلق ساتھ رعیت اور لونڈی غلاموں کے رکھتے ہیں کہ جب انکا اختیار اور حکم آدمی کا جاتا رہا
کیونکر ہو سکیں پس اللہ جلشانہ نے بمقتضائے حکمت اپنی کے اس جہان میں تھوڑا سا اختیار اور تصرف
اوروں کو بھی عطا فرمایا ہے تا کہ روز قیامت کے عذر بے اختیاری اور لاچاری اپنی کا پیش نکریں اور حجت انکی
بالکل منقطع ہو جاوے اور جبکہ دن قیامت کا روز جزا کا ہے اعمال کا یعنی جو دنیا میں کام الٰہی کئے ہیں خواہ نیک
خواہ بد اُس دن بدلا انکا ملیگا تو اُس وقت میں اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو کسی طرح کا اختیار اور تصرف نہ دیا
والا جزاء اعمال کی متحقق نہو اور اسی نکتہ کے واسطے لفظ یوم الدین کا فرمایا یعنی دن جزا کا اور بجائے اسکے لفظ
یوم القیمہ یا یوم البعث والنشور یا اور کوئی ناموں قیامت کے سے ذکر نہ کیا تاکہ وجہ خصوصیت بادشاہت اور
مالک ہونے اسکے کی اُس دن میں اور نہ خاص ہونے بادشاہت اور ملکیت کے غیر اس دن میں ظاہر ہو دیوے اور
بھی جاننا چاہیئے کہ جناب باری عزاسمہ نے پہلے حمد کو ساتھ اسم ذات کے متعلق فرما کر پیچھے اُسکے تین صفتیں
علی الترتیب ذکر فرمائی پہلی صفت ربوبیت کی دوسری صفت رحمت کی تیسری صفت جزا کی اور اسطرح کی
ذکر کرنے میں ایک نکتہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں جو کوئی مدح اور ثنا کسی کی کرتا ہے تین صورت سے
خالی نہیں یا یہ کہ زمانہ سابق میں نمک پروردہ اُسکا تھا اور اُس ممدوح نے اس مادح کے اوپر انعام کیا تھا
گو فی الحال اُسکو اُس شخص سے کچھ نفع نہیں اور نہ آیندہ کو توقع فائدہ کی اُس سے رکھتا ہے یا بالفعل
اُسکو اُس سے فائدہ ہے گو زمانہ گذرے ہوئے میں کسی طرح کا فائدہ نہ تھا اور نہ آیندہ کو ہے یا یہ کہ فقط توقع نفع
کی رکھتا ہے گو بیچ زمانہ گذرے ہوئے اور حال کے کسی طرح کا نفع نہیں ہے اور یہ تینوں چیزیں دنیاداری
دینداری میں بھی آزمائی گئی ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں پس بیچ لانے ان تینوں صفت کے اشارہ ہے کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندے راہ مروت کی اختیار کریں اور اپنے خالق کی حمد بلحاظ نعمتوں پہلی کے کہ انکے
تمتع اٹھا ہوئیں کریں سو بھی ہو سکتا ہے کہ میں صفت ربوبیت کی رکھتا ہوں اور نعمتیں بے شمار انکی +
اوپر میرے طرف سے ہیں اور جو نظر اوپر ان نعمتوں کے کریں کہ فی الحال موجود ہیں بھی ممکن ہے کہ
رحمن اور رحیم ہوں میں اور اگر طریق دور اندیشی کا اختیار کریں بھی لایق اُسکے ہوں میں کہ کارخانہ
جزا کا میری طرف رجوع کرے گا بہر کیف لائق حمد اور ثنا کا ہوں میں ایاک نعبد اس سے
پہلے کہ بندہ مشغول ساتھ ثنا و صفت اُسکی کے تھا اُس سے غائب تھا اسواسطے کہ نظر اُسکی طرف

نعمتون اسکی کے اور طرف دوسری اشیاؤن کے کر جائے درود نعمتون اسکی کے مین بھی متوجہ تھی گو
ہرگاہ کہ صفتین بڑی بڑی یعنی پرورش کرنی تمام جہان والون کی اور رحمت اوپر اسد تعالی کی تیز
مین ذکر کی توجہ بندہ کا طرف معبود اپنے کے بڑھتا گیا یہان تک کہ جسوقت صفت پچھلی یعنی مالک ہونا سب چیز
دن قیامت کے واسطے اسکے ثابت کیا کمال توجہ اسکی ذات کی طرف ہوگئی اور رتبہ حضوری کا حاصل ہوا
سونا چار ایاک نعبد ساتھ صیغہ خطاب کے اسکی زبان سے نکلا یعنی خاص تیری بندگی کرتا ہون ہم
اور جیسا کہ شخص حاضر کے ساتھ کلام کرتے ہین ویسے ہی اسد تعالی کو اس جگہ مخاطب کیا جو کہ ذکر عبادت کا
آیا چاہئے کہ حقیقت عبادت کی بیان کی جاوے عبادت یہ ہو کہ نہایت درجہ تعظیم کا کہ جسکے اوپر تعظیم نہ
بجا لاوے اور عبادت شرع شریف مین کئی اقسام پر ہو بعضی عبادت ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور
بعضے ساتھ باطن کے وہ کہ ظاہر کے ساتھ علاقہ رکھتی ہو پس عبادت زبان کی ہو اور وہ یاد کرنا اسکا اور
پڑھنا قرآن کا اور تسبیح او تہلیل اور اوراد دعائین پڑھنی اور دعا کرنا اور عبادت آنکھون کی ہو اور وہ
دیکھنا ان چیزون کا کہ خیر کی چیزین ہین مثل کعبہ شریف کے اور قرآن مجید کے اور دیکھنا صلحا وہ مثل انبیا
علیہم السلام اور اولیا رضی اسد عنہم اور زیارت کرنی قبرون شہیدون اور صالحین کی کہ ان لوگون نے
جان اپنی کو درمیان راہ خدا کے خرچ کیا ہو اور عمر اپنی بیچ یاد اسکی کے گذاری ہو اور ایسے ہی دیکھنا اور غور
جیسے کہ آسمان اور ستارہ اور دریا اور کشتی اور سوا انکے مگر اس جہت سے کہ قدرت اسد تعالی کی انمین نظر
آتی ہو اور حکمت اسکی معلوم ہوتی ہو اور عبادت کانونکی ہو اور وہ سننا کلام اسد کا اور سننا ذکر کا اور ایسے
ہی سننا ان چیزون کا کہ محبت اسد تعالی کی ان چیزون سے بڑھتی ہے اور شوق بندگی کا ان چیزون
کے سننے سے اٹھتا ہو اور عبادت ہاتھ پاؤن کی ہو اور وہ لکھنا قرآن کا اور لکھنا اسکے نامون کا اور
جانا مسجد کی طرف اور جانا حج کیواسطے اور ایسے ہی جانا واسطے زیارت صالحین کے اور واسطے جہاد
دشمنان خدا کے اور جانا واسطے کار روائی حاجت مندون کے۔ اور وہ عبادت کہ علاقہ باطن کے ساتھ
رکھتی ہو پس منجملہ اسکی عبادت عقل کی ہو اور وہ فکر کرنا بیچ نشانیون اسکی کے اور بیچ معنی قرآن کے اور
بیچ حکم شریعت کے اور عبادت نفس کی ہو اور وہ صبر کرنا اوپر چھوڑدینے مرغوب چیزون کے اسد کے حکم کیواسطے
مثل روزہ کی اور اعتکاف کی اور صبر کرنا اوپر مصیبتون کے اور چھوڑنا اور دنیا کا وقت مصیبت کے اور
اپنے تئین حرام چیزون سے اور گناہونکی باتون سے اور عبادت دل کی ہو اور وہ محبت کرنی ساتھ دوستون کے

اور دشمنی رکھنی ساتھ دشمنون اسکے کے اور امید رکھنی ثواب اسکے کی اور ڈرنا عذاب اسکے سے اور عبادت روح کی ہی اور وہ کوشش کرنی بیچ مشاہدہ اسکیکے اور آرام اور لذت پانی مراقبہ اسکے سے اور عبادت سر کی ہی اور وہ ڈوبا رہنا بیچ معرفت اسکیکے اور بعضی عبادت مال کے ساتھ علاقہ رکھتی ہی اور وہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت حقیقت مین مشغول کرنا ہے تمام اعضا اور قوتین ظاہر اور باطن کی بیچ راہ اسکیکے اور بیچ مرضیات اسکیکے **وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** یعنے تجھی ہی سے مدد چاہتے ہین ہم اس لفظ کو اسواسطے ذکر کیا تاکہ لفظ نعبد کی سی کہ اسمین نسبت عبادت کی اپنی طرف کی ہی خود پسندی پیدا نہوئیں گویا بندہ کہتا ہی کہ عبادت تیری بغیر چاہنے مدد کے تیری ساتھ نہین ہو سکتی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہی کہ درمیان اس عالم کے تین قسم کے آدمی ہین ایک جبریہ ہین کہتے ہین کہ کسی طرح کا ہم اختیار نہین رکھتے اور مانند پتھر اور لکڑی کے بلا اختیار حرکتین ہم سے سرزد ہوتی ہین دوسرے قدریہ ہین وہ کہتے ہین کہ بالکل ہم کو اختیار حاصل ہی اور جو حرکت اور فعل ہم سے صادر ہوتا ہی اسکے پیدا کرنیوالے ہم ہین اور یہ دونون گروہ مردود ہین اسواسطے کہ پہلا فرقہ تمام امور شرعیہ اور تکلیفات کو باطل کرتا ہی اور فرقہ دوسرا دعویٰ شرکت کا ساتھ خالق اپنے کے کرتا ہی پس یہ دونون لفظ واسطے رد کرنے عقیدہ ان دونون فرقون کے لائے ہین ایاک نعبد مین رد ہی عقیدہ جبریون کا اور ایاک نستعین مین رد ہے عقیدہ قدریون کا اور راہ راست نصیب فرقہ تیسرے کے ہی اور وہ فرقہ سنیون کا ہی وہ کہتے ہین کہ بندگی ہم کرتے ہین اور توفیق تجھسے چاہتے ہین یعنی ہم نہ بالکل بے اختیار ہین اور نہ بالکل اختیار رکھتے ہین اور اہل باطن نے کہا ہی کہ استعانت اس جگہ ساتھ معنی طلب عون یعنی طلب مدد کی نہین بلکہ بمعنی طلب معاینہ کی ہی یعنی عبادت طرف ہماری سے ہی اور مرتبہ معاینہ کا دنیا اور عین الیقین کو پہنچانا کام تیرا ہی شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز بیچ نماز مغرب کے امامت کرتے تھے جس وقت کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین زبان سے نکلا بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش مین آئے لوگون نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔ جواب دیا کہ جس وقت ایاک نستعین مین نے کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئین کہین اے جھوٹے کس واسطے طبیب سے دوا طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو اسی واسطے بعضے علما نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل مین نادم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو پروردگار اپنے کے کھڑا ہوکر جھوٹ بولون لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضرور ہے وہ یہہ ہے کہ مطلق استعانت غیر سے حرام نہین بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اسی شخص پر بھروسا

کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالےٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے
کرے اور اُس غیر کو مظہر عون الٰہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے اور انبیا اور اولیا نے بھی اسطرح
کی استعانت ساتھ غیر کے کی ہے اور حقیقت میں ایسی استعانت استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت خدا کے ساتھ ہے
**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** دکھلا ہمکو راہ سیدھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ آدمی بیچ بعض طرح کے راہ راست پر ہو لیکن اسپر
بھی اُسکے تئیں طلب کرنا راہ راست کا ضرور ہے اسواسطے کہ راہ راست کے مراتب مختلف ہیں ایک دوسرے سے کم اور
زیادہ ہیں اور بعضے ادنے اور بعضے اعلےٰ ہیں پس جو کہ صاحب مرتبہ ادنے کا ہے وہ طلب کرنے والا مرتبہ اعلےٰ کا ہے
اور جو اعلےٰ بھی حاصل ہوا ہو پس اُس اعلےٰ سے جو اعلےٰ ہوگا اُسکو طلب کریگا وعلیٰ ہذا القیاس اور استقامت اور راستی
راہ کی کئی اعتبار سے ہے اول باعتبار نزدیک ہونے کے کہ جو راہ نزدیک ہے بہ نسبت راہ دور کے راہ راست ہے اور دوسرے باعتبار
صفائی کے کہ ایک رستہ صاف پتھر اور مٹی اور کانٹے وغیرہ سے ہے اور دوسرا خلاف اسکے پس صاف رستہ کو راہ راست کہینگے
اسی جہت سے کسی قائل نے کہا ہے ع راہ راست برو اگرچہ دور است ہے تیسرے باعتبار امن کے کہ ایک راہ میں خوف
قزاقون سے اور درندون سے اور اور تکلیف کی چیزون سے مثل نہ ملنا آب و دانہ کا اور سوا اسکے کسی طرح کی ایذا کی ہو
ایسا رستہ راست ہے بہ نسبت اُس رستے کے کہ ایسا نہو اور استقامت راہ کی تینون طرح سے واسطے بہتر ہونے طلب
کے شرط ہے پس جو کوئی راہ راست پر باعتبار ایک معنی کے ہو اُسکے تئیں لازم ہے کہ باعتبار دو معنی دوسرون کے بھی
راہ راست طلب کرے تفصیل اس اجمال کی کہ اس سے مثالیں نزدیکی اور دوری اور صفائی وغیرہ راہ کی واضح ہو
یہ ہے کہ واسطے حاصل ہونے معرفت الٰہی کے بھی راہیں مختلف ہیں ایک راہ توجہ کا ساتھ وجہ خاص کے اور دور کرنا
علاقات نفسانیہ کا ساتھ ذکر کے اور مستغرق ہونا بیچ مشاہدہ کے اور یہ راہ قریب ہے اور راہ عبادت اور فکر کرنے سے
بیچ نشانیون کے کہ پھیلی ہوئی ہیں بیچ عالم ارواح اور اجسام کے اور راہ اتباع شریعت کا زیادہ امن رکھتا ہے بہ نسبت
توجہ کے ساتھ وجہ خاص کے اور راہ شریعت کا کہ جس طرح اُسمیں اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کر دی ہے صاف
زیادہ ہے راہ رہبانیت کی سے کہ انواع انواع مشقتیں اور تکلیفیں بیجا بعضی بدن میں اختیار کرتے ہیں اور استقامت
کی اور بھی تین قسم ہیں ایک استقامت اقوال کی دوسرے استقامت افعال کی تیسرے استقامت احوال کی اور جو کہ
صاحب ایک استقامت کا ہے یعنی ایک قسم کی استقامت اُسکو حاصل ہو اُسکے تئیں طلب کرنا دو استقامت اور کا بھی ضرور ہے
پس ثابت ہوا کہ طلب کرنی راہ راست کی خواہ مبتدی ہو خواہ منتہی خواہ متوسط چارہ نہیں اسواسطے کہ مرتبے اسکے بہت ہیں بلکہ
غیر متناہی سو جو مرتبہ ہستی کا اُسکو حاصل ہوگا فوق اُسکے مرتبہ دوسرا ہے اسی واسطے تعلیم بندون کو کیا کہ ہر وقت

اس دعا کو وقت مناجات کے پڑھیں اور استقامت میں میانہ روی اور ترک کمی اور بیشی کا ہر امر میں خوب ہی مثلاً
میانہ روی عقیدہ میں یعنی نہ مبالغہ تشبیہ میں کرے کہ ذات باری کو مانند مخلوقات کے سمجھے چنانچہ متمکن ہونا کسی مکان
میں اور متوجہ ہونا طرف کسی جہت کے اور محتاج ہونا طرف اسباب کے ثابت کرے اور یہ مذہب باطل اور اس نے راہ تفریط
یعنی گھٹا دینا حد سے اختیار کیا اور نہ مبالغہ تنزیہ میں کرے کہ اصلاح پاکی اور تنزہ اسکا ثابت کرے کہ بالکل اسکی ذات کو
بیکار قرار دے اور یہ مذہب بھی باطل ہوا اور اسمیں افراط ہی اور حد سے بڑھنا ہو علی ہذا القیاس اور عقاید میں ہیچ و میانہ روی
اخلاق میں یہ ہو کہ قوت نطقیہ یعنی جس قوت سے ادراک ہوتا ہی اسکو افراط اور تفریط سے نگاہ رکھے اور افراط اسکا نام
جربزہ ہو کہ تیزی طبیعت کی حد اعتدال سے بڑھجاوے اور تفریط اسکا نام غباوت اور بلادت ہو کہ بالکل قابل فہم کے
نرہے اور ایسے ہی قوۃ شہویہ کے تئیں فجور سے بچاوے کہ افراط اسکا ہی اور خمود سے بھی نگاہ رکھے کہ تفریط اسکی ہی اور ایسے
ہی قوت غضبیہ کو تہور اور جبن سے بچاوے تہور افراط اس قوت کا ہی کہ کمال درجہ مردانگی کا ہو اور جبن کہ نامردانگی کو کہتے
ہیں تفریط اسکا ہی اور اعمال میں بھی میانہ روی مطلوب ہی اسکے واسطے کہ کثرت اعمال کی بسبب نورانی ہونے روح اور اور
لطائف کے ہی اور یہ تاثیر بدون ہمیشگی عمل کے حاصل نہیں ہوتی اور ہمیشگی اعمال کی سواے اختیار کرنے توسط کی حاصل نہیں
ہوتی اور جس وقت بندہ کو فرمایا کہ راہ راست کو طلب کرے لازم ہوا ذکر ان شخصوں کا کہ بسبب انکے راہ راست طرف اور بندوں کے
پونہچے اور افعال اور اقوال انکے دیکھکر اور سنکر راہ راست دوسری راہ سے جدا ہوا اور نہیں تو ہر کوئی مذاہب باطلہ سے بھی دعوے
کرتا ہو کہ میں راہ راست پر ہوں پس چاہئے کہ ایک جماعت اپنے ذہن میں مقرر کرے کہ اس جماعت سے راہ راست ظاہر ہو
اسی واسطے راہ راست کو ساتھ اس طریق کے تعلیم فرمایا **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر
تو نے فضل کیا اور اس لفظ کی اور جگہ قرآن میں تفسیر فرمائی ہو ساتھ چار گروہ کے اور وہ یہ ہیں انبیا اور صدیق اور شہدا اور
صالحون اور ان چاروں کا بیان قریب آتا ہی پس معلوم ہوا کہ راہ راست راہ انہیں چاروں گروہ کی ہی اور بندے کے تئیں
چاہئے کہ بیچ وقت مناجات کے ساتھ پروردگار اپنے کے ان چاروں گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور راہ انہیں فرقوں
کی طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالی جل شانہ بیچ قرآن مجید کے سورہ نسا میں فرماتا ہی ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی جو کہ اطاعت خدا اور رسول کی بجا لاوے اور انکے
موافق فرمانے ان دونوں کے کام کرے پس وہ شخص ہمراہ ان لوگوں کے راہ میں چلتا ہی کہ انعام کیا ہی اللہ تعالی نے اوپر انکے
اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں انبیا اور صدیق اور شہدا اور صالحون اور یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس بیچ اہدنا الصراط
المستقیم کی طلب راہ حق کی ہو گئی اور بیچ صراط الذین انعمت علیہم کے طلب رفیق کی پائی گئی کہ الرفیق ثم الطریق یعنی

پہلے رفیق پیدا کرے پھر ارادہ راستہ کا کرے اور اسطرح جاننا چاہیئے کہ یہ چارون گروہ آپس مین برابر نہین بلکہ ایک
دوسرے سے افضل ہین پس چاہیئے کہ عام مسلمین رفاقت صالحین کے طلب کرین اور صالحون رفاقت شہیدون کے
ڈہونڈہین اور صدیق رفاقت انبیاؤن کی اختیار کرین اور اگر کوئی عوام مین سے چاہیئے کہ انبیاؤن کی رفاقت کی خواہش کرے
تو اسکو چاہیئے کہ اول رفاقت ان تین گروہ کی درجہ بدرجہ پیدا کرے اسوقت انبیاؤن کی رفاقت حاصل ہوگی جیسا کہ کوئی رفاقت
بادشاہ کی چاہے پہلے رفاقت جمعدار کی اور اسکے باعث سے رفاقت رسالدار کی اور رسالدار کی رفاقت سے ایک بڑے
امیر کی رفاقت حاصل کرے بعد اسکے رفاقت بادشاہ کی ممکن ہو اسیواسطے داخل ہونا بیچ سلسلۂ اولیاء اللہ کے اور وسیلہ انکا ساتھ
ڈھونڈنا نزدیک اہل اسلام کے مستحسن ہوا اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اصل راہ بارگاہ الٰہی حضرات انبیاء علیہم السلام کو تعلیم
ہوا اور انکی واسطے سے صدیقون کو حاصل ہوا اور صدیقون کے واسطے سے شہدا کو اور شہدا کی طرف سے صالحین کو پہنچا پس ضرور
ہوا کہ ان چارون گروہ کی حقیقت سمجھے اور علی الترتیب یعنی پہلے انبیاؤن کی تعریف بعد اسکے ان تینون کی معرفت حاصل کرے
تاکہ طلب رفاقت کی انسے میسر ہو اسواسطے کہ جبتک شے معلوم نہو طلب اسکی کیونکر ہوسکے پس حقیقت نبی کی یہ ہے کہ نبی
ایک انسان ہے اور ہر انسان مین دو طرح کی قوتین ہین ایک قوت کا نام نظریہ ہے اور یہ ایسی قوت ہے کہ اسکے ساتھ اشیا کا
جاننا ہوسکتا ہے دوسری قوت عملیہ اور وہ ایسی قوت ہے کہ بسبب اسکے اعمال نیک اور بد اس سے صادر ہوتے ہین پس نبی ایسا
انسان ہے کہ اللہ تعالے اسکے تئین بلا واسطہ ترتیب بشری کی کامل فرماتا ہے اسطرح کہ تاثیر نور پاک کی بیچ قوت نظریہ اسکے ایسی
ہوجاتی ہے کہ غلطی اور شبہ اسکی معلومات مین راہ نہین پاتا اور اسکی قوت عملیہ مین ایسا ملکہ پیدا کردیتا ہے کہ اسکے اعمال نیک ساتھ
کمال رغبت کے اس سے ہونے لگتے ہین اور برے کامون سے نہایت نفرت سے بچا رہتا ہے اور جسوقت دونون اسکی قوتین کمال
کو اور تجربہ عقل کا انتہا کو پہونچتا ہے تب اسکو اللہ تعالے طرف خلق کی بھیجتا ہے اور اسکے سچا ہونے کیواسطے معجزے اسکو عطا کرتا ہے
اور معجزے انبیاؤن کے بعضے جنس کلام کی ہوتے ہین جیسا کہ قرآن مجید اور بعضی جنس فعل کی مثل جاری کرنا پانی کا انگلیون سے اور
ان معجزات کے اور نشانیان عقلی بھی اسکو بخشتا ہے تاکہ خواص کے ایمان کی ترقی کا باعث ہون جیسا کہ معجزے عوام کے
ایمان کے ازدیاد کا سبب ہوتے ہین اور نشانیان عقلی کئی قسم پر ہوتے ہین منجملہ انکے اخلاق اچھے اور بعضے ان مین سے
علوم سچے اور بعض ان مین سے تقریر صاف جس سے تسلی حاصل ہو اور دلیل ظاہر کہ ٹوٹ نہ سکے اور انہین نشانیون
مین سے تاثیر انکی صحبت کی اور روشنی دل کی حاصل ہوتی ہے اور عوام لوگ اور کم استعداد انکے معجزات سے دلیل پکڑتے
ہین اور کامل آدمی ساتھ کمالات انکے کے دلیل پکڑتے ہین خصوصاً جسوقت علاج بیماریون روحانی کا اور کامل
کرنا نفوس ناقصین کا اور دفع انوار کا اوپر صحبتون کے دیکھا جاتا ہے یقین قطعی ہر شخص کو کہ عقل رکھتا ہو ساتھ

نبوت اُنکی کے حاصل ہوتا ہی اور جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام دو قسم کی چیزین بیان کرتے مین بعضے وقت مین
ایسی چیزین بیان کرتے ہین کہ عقل بھی اُنکو مان لیتی ہی جیسا کہ وجود خدا تعالی کا اور صفات کمال اُسکیکی اور
بعض وقت اُن چیزون کو ارشاد کرتے ہین کہ صرف عقل معلوم نہین کر سکتے جیسا کہ احکام روزہ کے بندون کیواسطے
اور بیان تفصیل ثواب اور عذاب کے اوپر کامون نیک اور بد کے اور ایسا ہی بیان حال ان کامون کا کہ کبھی اچھے
ہو جاتے ہین اور کبھی بُرے پس اگر معجزے اور نشانیان عقلی ہمراہ نبیون کے نہون تو فقط عقل خصوصاً عقل عوام
کی اُنکی بات کو قبول نکرے اور فائدہ نبوت کا حاصل نہو اور ہرگاہ کہ معنے نبی کے معلوم ہو چکے اب معنی صدیق کے
چاہئے جاننا صدیق وہ ہی کہ قوت نظریہ اُسکی مثل قوت نظریہ انبیاء کی کامل ہوتی ہی اور ابتدائی عمر سے جھوٹ بولنے
اور دورنگی بات سے دور رہے اور بیچ امور دین کے خاص خدا کے واسطے کوشش کرے کہ ہرگز خواہش نفس کو دخل نہو
اور نشانیان صدیق کی یہ ہین کہ بیچ ارادہ اپنے کے تردد نہین کرتا ہی اور بیچ نماز کے اگرچہ کوئی حادثہ سخت پیش آوے
بائین اور داہنے توجہ نکرے اور ظاہر اور باطن ایک سا ہو اور کسی کے تئین لعنت نکرے اور علم تعبیر خواب کا جانے اور
شہید وہ ہی کہ دل اُسکا بیچ مشاہدے تجلیات الٰہی کے مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاؤن نے اُسکو پہنچایا ہی اسطرح دل
اُسکا اُسکو قبول کرے کہ گویا دیکھتا ہی اسی واسطے جان دینا بیچ امر دین کے نزدیک اُسکے آسان کام ہوتا ہی اگرچہ ظاہر
مین مقتول نہو اور قوت عملیہ قریب قوت انبیاؤن علیہم السلام کے ہی اور صالح وہ ہی کہ دونون قوتین اُسکی مرتبہ کمال
انبیا کے سے کمتر ہوتی ہین لیکن بسبب کمال متابعت کے ظاہر اپنے کو گناہون سے پاک کرتا ہی اور باطن اپنے کو اعتقادات
فاسدہ اور اخلاق برون سے دور رکھتا ہی اور یاد حق کی اُسکے اندر ایسی سما جاتی ہی کہ گنجایش دوسری چیز کی اسمین
نرہے اور لفظ ولی کا اگرچہ شامل ان تینون گروہ کو ہی لیکن اکثر اوپر صالحین کے بولا جاتا ہی اور جو علامتین اور نشانیان
مشترک ہین اور ان چارون گروہ مین پائی جاتی ہین وہ یہ ہین کہ خدا تعالےٰ اُنکو دوست رکھتا ہی اور ضامن رزق
اُنکے کا رہتا ہی اس طرح سے کہ سب آدمیون سے ممتاز رہتے ہین اور دشمنون اپنے سے اُنکو محفوظ رکھتا ہی اور بیچ سفر
کے ہمراہ اُنکے رہتا ہی اور اُنکے تئین ایسی عزت دیتا ہی کہ بسبب اُس عزت کے بیچ خدمت بادشاہون اور امیرون کے
راضی نہین ہوتے اور ہمت اُنکی ایسی بلند کر دیتا ہی کہ ہرگز ساتھ آلودگی نجاستون دنیا کے راضی نہین ہوتے اور سینے
اُنکے اسطرح کھول دیتا ہی کہ بسبب پہنچنے محنتون دنیا اور مصیبتون کے اور مرنے قریبون کے سے تنگ دل نہین
ہوتے ہین اور اُنکی ہیبت ایسی ہوتی ہی کہ سرکش لوگ اور بڑے متکبرون کے دل مین بھی اثر کر جاتی ہی اور برکتین
بیچ کلام اور دم اُنکے کے اور بیچ کامون اور مکانون اور بیچ ہم صحبتون اور اولاد اور نسل اُنکے کے اور بیچ

زیارت کرنے والون مین اُنکے پے درپے ظاہر کرتا ہو اور نزدیک اپنے اُنکے تئین مرتبہ اور عزت بخشتا ہو کہ دعا اُنکی قبول ہوتی
ہو بلکہ جو شخص کسی حاجت مین ساتھ اُنکے وسیلہ ڈھونڈے حاجت اُسکی روا ہو جاتی ہو اور چونکہ اسجگہ ایک شبہہ وارد
ہوتا ہو کہ بسبب اسکے صراط مستقیم ساتھ غیر صراط مستقیم کے مل جاتا ہو اور جدائی حاصل نہین ہوتی ہو تفصیل اسکی یہ ہے
کہ بعضے فرقہ اپنے تئین طرف ایک کے ان چارون گروہ سے کہ صاحب طریق مستقیم کے ہین نسبت کرتے ہین اور اپنے تئین
تابعدارون اُس بزرگ ہین سے سمجھتے ہین اور حقیقت مین اُسکے تابعدار نہین بلکہ اُسکا راستہ چھوڑکر راہ شیطانی مین
پھنسے ہین پس بسبب اس دعوے جھوٹھے اور نسبت کے عام آدمیون کو اُنکا اُلٹا راستہ سیدھا دکھلائی دیتا ہو جیسے یہود
اور نصاریٰ کہ اپنے تئین تابعدار حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا جانتے ہین اور واقع مین یہ لوگ ان نبیونکی راہ سے
ایک طرف اور دور ہین ٭ اور اس امت مین فرقہ رافضیون کا کہ دعویٰ محبت اہل بیت ؓ کا کرتے ہین اور اپنے تئین
اُنکی طرف نسبت دیتے ہین اور حقیقت مین عقائد اور اعمال اُنکے ان مین موجود نہین بلکہ سراسر مخالف ہین اور ایسی ہی
مداریہ اور جلالیہ اس زمانے مین اور اوقیہ ہین کہ نسبت اپنی طرف طریقہ سہروردیہ اور قادریہ اور چشتیہ کے کرتے ہین اور
بالکل اعمال اور اشغال ان طریقہ والون کے ساتھ مناسبت نہین رکھتے پس واسطے دور کرنے اس شبہہ کے عبارت
دوسری لایا اور فرمایا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ یعنی نہ راہ ان لوگون کی کہ غصہ خدا کا اُنپر ہوا
اور نہ گمراہون کی گویا بیچ اس آیۃ کے تعلیم ہو اس امر کی کہ بیچ طلب کرنے راہ مستقیم کے احتیاط کرلی چاہئے اور راہ ان
لوگون کی جو گمراہ ہین اور جن پر غصہ اللہ کا ہو راہ مستقیم نجاننا چاہئے اگرچہ وہ لوگ اپنے تئین جانتے ہین کہ ہم راستے سیدھے
پر ہین اور آپ کو نبیون اور ولیون کی طرف نسبت کرین بلکہ وقت دعا کے ایسے راستے سے بچنا دل مین ٹھیرانا چاہئے اور
غصہ ایک حالت کا نام ہو کہ آدمی مین ہوتی ہو اور بسبب اسکے خون دل کا جوش کرتا ہو اور روح حیوانی واسطے دور کرنے
مخالف طبیعت کے اور مغلوب کرنے اُسکے کے اندر کی طرف سے باہر نکلتی ہو اور یہ بات اللہ تعالے کے حق مین محالات
ہو سو اسجگہ کہ لفظ غصہ کا اللہ کی طرف نسبت ہو اس سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان شخصون سے اسباب حکمت کے نہ
کرے تاکہ اپنے مقصود کو نہ پہونچین اور منشا غصہ کا اُنکے اوپر ناشکری نعمتون کی ہو اور اثر اسکا لعنت اور ذمت
اور مقابل غصہ کے رضا ہو کہ رضامند ہونا اللہ کا یہ ہو کہ اسباب حکمت کے ساتھ نہایت درجے کے مہیا کرے اور باعث
اسکا شکر ہو اور اثر اسکا ثنا اور عطا ہو یعنی جو شخص شکر خدا کا کرے اللہ کا فضل اُس پر زیادہ ہوتا ہو اور ضلالت
اختیار کرنا ایسے راستے کا ہو کہ طرف مطلب کے نہ پہونچاوے اور سبب اختیار کرنے ایسے رستہ کا تہمی غفلت ہوتی ہو کہ
ظاہر کی لذتون کو آدمی اختیار کرلیتا ہو اور باطن کی لذتون کو چھوڑ دیتا ہو اسی واسطے عارفون کے نزدیک کمینا او تمام

سے بہتر ہے کہ وہ بادشاہت کے مرتبہ سے بہتر ہو اور کبھی سبب یہ ہوتا ہی کہ نفس بسبب شبہہ اور غلطی فہم کے اپنی خواہش
کے موافق کام کرتا ہی جیسا کہ کہتے ہین نقد بہتر ہے ادھار سے پس نفس امارہ دنیا کو نقد سمجھتا ہی اور آخرت کو ادھار
اور واقع مین یہ اسکی کج فہمی ہی اس واسطے کہ دس روپیہ ادھار کہ اُن کے ملنے مین کسی طرح کا شبہہ نہو ایک روپیہ نقد
سے بہتر ہین اور معاملہ آخرت مین انبیاؤن اور اولیاؤن اور علما کو کسی طرح کا شبہہ نہین اسی واسطے یہ لوگ دنیا کی
لذتون کو چھوڑ کر مجاہدے اور ریاضتین اللہ کرتے مین کرتے ہین کہ یقین جانتے ہین کہ ہمارے عملون کا آخرت مین
بدلا زیادہ اُن سے ملیگا اور اگر نافہم لوگ کہنے لگین کہ ہم کو اس بات کا یقین نہین سو اُن سے کہین گے کہ تمکو پیروی
انبیاؤن اور اولیاؤن کی لازم ہی اگرچہ تم کو شک ہی جیسا کہ مریض دوا کو تلخ جانتا ہی اور شفا ہونے مین اسکو شک ہی
لیکن اسکو پیروی طبیب کی ضرور ہی اور کبھی سبب یہ ہوتا ہی کہ خواہش نفس کی دل پر غالب ہوجاتی ہی اور ایسا غلبہ
ہوجاتا ہی کہ نیک عمل کرنے سے دل اسکا تنگ ہونے لگتا ہی اور عمل بد کرنے مین طبیعت اسکی کھلتی ہی اور خوش ہوتی ہے
اور یہ بیماری نہایت خوفناک ہی اسواسطے کہ جو کتنی مدت اسی حال پر رہیگا صدرین کو پہونچاویگا اور رین کے معنی غلبہ کے
ہین جیسا کہ کلام اللہ مین آیا ہی کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون ۔ بعد اسکے غشاوہ کی نوبت پہونچیگی اور غشاوہ
کے معنی پردہ کے ہین پھر نوبت طبع کی پھر نوبت ختم کی اور طبع و ختم کی معنی مہر کے ہین پھر نوبت قفل کی پہونچتی ہی چنانچہ ام علی
قلوب اقفالہا کلام اللہ مین مذکور ہی بعد اسکے نوبت موت قلب کی ہی کہ بعد اسکے خدا آیتین اسکو نفع دیتی ہین اور نہ ڈرانے
والون کی بات تاثیر کرتی ہی **ف** حدیث شریف مین آیا ہی مسلمان جسوقت گناہ کرتا ہی پس ایک نقطہ سیاہ بیچ دل
اسکے کے ہوجاتا ہی پس اگر توبہ کرلیتا ہی صاف ہوجاتا ہی دل اسکا اُس سیاہی سے اور اگر توبہ نہین کرتا اور پھر گناہ کرتا
ہی تو وہ سیاہی دل کی بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ تمام دل کو گھیر لیتی ہے جیسا کہ بعضی احادیث مین آیا ہی اذا فسدت
فسد الجسد کلہ یعنی جب فاسد ہوا دل فاسد ہوا تمام بدن اور جب حال گناہ مومن کا یہ ہی پس حال کافر کا کیا ہوگا اور
مراد ختم اور طبع اور اغفال اور غشاوہ سے کہ کلام مجید مین ذکر اُنکا آیا ہی یہی سیاہی دل کی اور نہ تاثیر ہونی اچھی
بات کی اُس مین مراد ہی اور جسوقت معلوم ہوا کہ بسبب اختیار کرنے رستہ گمراہی کے ایسے نقصان حاصل ہوتے
ہین پس اگر راہ راست اختیار کرین کہ باوجود خواہش نفس کے خلاف شرع امور کی طرف نجاوین اور صبر اور پرہیزگاری
کے کرین تو بسبب اسکے دل اُنکا کھل جائے گا بعد اسکے دل اُن کا قابل آزمایش تقوی کا ہوجاویگا اور پھر مرتبہ
سکینت آجاوے کہ اُنکے دلون کو اللہ کے ذکر سے آرام اور کیفیت آنے لگے اور جب یہ مرتبہ نہایت کو پہونچتا ہی
عصمت حاصل ہوجاتی ہی اور دو لفظ یعنی غیر المغضوب علیہم اور ولا الضالین ۔ ذکر کیئے اور ایک لفظ پر

کفایت کی باوجودیکہ معنی ان دونون لفظون کے قریب قریب تھے اسواسطے ہر جگہ مراد دونون سے جدی جدی ہی المغضوب
علیہم سے وہ لوگ مراد ہین کہ کفر اختیار کرکے مخالف راہ حق کی کی اور دیدہ و دانستہ انکار حکمون الہی کا کیا اور بیباک ہو کر
گناہ کی باتین کرین جیسا کہ یہود کہ انکے حق مین مذکور ہی الذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان
فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اور دوسری جگہ فرمایا ہی ولقد علموا لمن اشتریہ ما لہ فی الآخرۃ من خلاق
اور اور جگہ فرمایا ہی ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہین کہ اپنے
بزرگون کی پیروی کرکے راہ باطل اختیار کی اور انکے راستہ پر چلے یا بسبب کوتاہی فکر اور فہم کے گمراہی اختیار کی
جیسا کہ نصاری کہ انکے حق مین آیا ہی اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ یا بسبب اسکے گمراہی اختیار کی کہ اللہ ضرور
بخش دیگا اور گناہ ہمارے معاف کریگا یا اسطرح انکی گمراہی ہو کہ عبادت کا محل اور وقت نہو اور اسکو عبادت سمجھے جیسا
کہ شراب پلائی اُس شخص کو کہ بسبب خمار کے بیتاب اور بیقرار ہی وعلی ہذا القیاس ف مشہور یہ ہی کہ المغضوب علیہم سے مراد
یہود ہین جیسا کہ کلام اللہ مین آیا ہی من لعنہ اللہ وغضب علیہ اور ضالون سے مراد نصاری ہین واسطے اس آیت کے کہ قریب
ذکر ہو چکی اور بعضون نے کہا کہ خاص کرنا ان دونون لفظون کا ساتھ ان دو گروہ کے قول ضعیف ہی اسواسطے کہ جو لوگ
خدا کے یا مشرک ہین یہود و نصاری سے بھی خباثت مین انکے دین سے احتراز کرنا ضرور ہی بلکہ اولی یہ ہی کہ المغضوب علیہم
مراد وہ لوگ ہین کہ اعمال ظاہرہ مین خطا کرتے ہین اور وہ فاسقون ہین اور ضالون سے مراد وہ لوگ ہین کہ خطا اعتقاد
مین رکھتے ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ المغضوب علیہم سے مراد کفار ہین اور ضالون سے مراد منافقین ہین جب سورۂ فاتحہ
کی تفسیر سے فراغت پائی تو ضروری معلوم ہوا کہ کچھ لطائف و نکات جو اس سورۃ اور بسم اللہ سے متعلق ہین لکھے
جاوین۔ جاننا چاہئے کہ علم لطیفون اور نکتون کلام مجید کا بے نہایت ہی اور ہمیشہ بڑھتا رہتا ہی اور سبب ترقی کا یہ ہی کہ
ہر صاحب فن کا موافق حوصلہ اور استعداد اپنی کے جو باتین اوس فن کی ہین کلام اللہ سے نکالتا ہی اور سلسلہ اہل کمال کا
قیامت تک رہیگا پس پورا پورا بیان اس علم کا بیچ دنیا کے ممکن نہین اسیواسطے بیان اس علم کا اس تفسیر مین نہین
کیا گیا مگر بیچ اس سورہ کے تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذکر کیا جاتا ہی معلوم ہو کہ نکتے اس سورہ کی دو قسم کی ہین بعضے نکتے ایسے
ہین کہ ہر آیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تعلق رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ تمام سورہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہین
پہلی قسم مین جو نکتے کہ تعلق ساتھ بسم اللہ کے رکھتے ہین یہ ہین کہ تمام علوم جہان کے چارون کتاب آسمانی مین جمع
ہین اور چارون کتابون کے علوم کلام مجید مین مندرج ہین اور سب علوم کلام اللہ کے سورۂ فاتحہ مین پائے جاتے ہین
اور علوم سورۂ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر ہین اور علوم بسم اللہ کے فقط اندر حرف بے کے کہ بسم

بیان ان نکات کا جو بسم اللہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہین

اور یہ جو کہے پہلے مین توضیح اس ذکر کی ہے کہ مقصود سب علمون سے واصل ہو جانا بندہ کا ساتھ ذات پاک باری
کے ہے اور ہر گاہ کہ بندہ بیچ کمال نقصان کے ہے اور نہایت ستون بشریت مین آلودہ ہے اور ذات اللہ تعالی کی نہایت کمال اور
پاکیزگی مین ہے پس طرف ذات اُسکے کے پہونچنا ممکن نہین مگر اسطرح سے کہ اُسکے نامون کو یاد کرے اور اُسکے نام سے ہوشیار ہو اور
ایسا اُسکی یاد مین مشغول اور مستغرق ہو کر آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جائے کہ ذاکر اور ذکر ہوا الا اللہ ذکر کیا ایک
ہو جاوے اور دوئی درمیان سے اُٹھے اور یہ اتصال مطلب کے معنی ہین کہ نحو مین با الصاق کے کہتے مین اور اُسکے معنی
چپٹا دینے کے ہین اور معلوم رہے کہ لڑکون کو وقت تعلیم کے الف سے شروع کرواتے ہین اور کلام مجید کا شروع حرف
بے کے ساتھ کیا سبب اسکا یہ ہے کہ الف مین بلندی اور بڑائی پائی جاتی ہے اسواسطے محل نظر رحمت الٰہی کا نہوا۔ اور بے
مین انکسار اور پستی پائی گئی ہے اس جہت سے مقبول بارگاہ الٰہی کی ہوئی اور جاننا چاہیے کہ بادشاہ اور امیر جسوقت
کوئی چیز دل پسند اپنی خرید کرتے ہین اوپر اُسکے مہر کر دیتے ہین تا کہ ارادہ چورون کا اُسکے چورانے سے ہٹ جاوے اور
ایسے ہی جو کسی جانور کو اصطبل خاص بادشاہی مین داخل کرتے ہین اُسکے اوپر داغ لگا دیتے ہین تا کہ کوئی چور اور قزاق
اُسکے لینے کا ارادہ نکرے۔ پس بندہ جسوقت کوئی کام نیک اور عبادت شروع کرے چاہیے کہ اُسکو مہر خدا تعالے کے نیچے
داخل کرے اور داغ اوپر اُسکے لگا دے اور وہ مہر مضمون بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ہے کہ جسوقت بسم اللہ کے ساتھ
اس کام کو شروع کیا تو لائق مقبولیت کے ہو گیا اور شیطان کے تصرف سے بچ رہا کہتے ہین کہ جسوقت حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے اور ڈوبنے اُسکے سے ہراسان تھے پس واسطے نجات پانے کے ڈوبنے سے یہ الفاظ
کہے بسم اللہ مجریہا و مرسیہا کشتی اُنکی ڈوبنے سے بچ گئی غور کرنا چاہیے کہ آدھی بسم اللہ کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی
کشتی ڈوبنے سے بچ گئی جو شخص کہ تمام بسم اللہ کو عمر بھر بیچ شروع ہر کار کے پڑھتا رہے کیونکہ محروم اُسکی
عنایت سے رہیگا کہتے ہین کہ ایک عارف باللہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوا کر وصیت کی تھی کہ اسکو کفن
میرے بیچ رکھ دیجیو آدمیون نے سبب اس کا اُس سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ سنا ہے مین نے کوئی فقیر
اوپر ایک دروازے بہت بلند کے سائل ہوا وہان سے تھوڑا سا اُسکو ملا فقیر چلا گیا اور ایک تیشہ لایا اور دروازے
کو گرانا شروع کیا مالک دروازے کا آیا اور کہا کہ کیا کرتا ہے کہا کہ یا اس دروازے کو موافق بخشش اپنی کے کر
یا بخشش اپنی کو لایق دروازے کے کر یہ آیت بھی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دروازہ اُسکی کتاب کا ہے پس
دن قیامت کے یہ ایک دست آویز کامل ہے کہ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالے سے درخواست رحمت کی کرونگا علما
نے کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اُنیس حرف ہین اور فرشتے دوزخ کے بھی اُنیس ہین پس ایک ایک حرف

کی برکت سے ایک ایک فرشتہ عذاب کا دور ہو سکتا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ رات اور دن کے چوبیس ساعت مین
منجملہ انکے پانچ ساعتون کے واسطے پانچ نماز مقرر فرمائین کہ ان ساعتون مین عبادت اُسکی بجا لاوے اور
انیس ساعتون باقی کے یہ انیس حرف عنایت ہوئے ہین تا کہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ساتھ ذکر خدا کے
کہ اُنیس حرفون مین ہی اُنیس ساعتون باقی کو مشغول رکھے اور اسکی برکت سے جو گناہ کہ ان اُنیس ساعتون
مین ہوتے ہین بخشے جاوین اور یہ بھی علمانے کہا ہی کہ سورہ براءت مین حکم قتال کفار کا مذکور ہی اسی واسطے
بسم اللہ الرحمن الرحیم سے خالی ہی اور ایسی ہی وقت ذبح کے بسم اللہ و اللہ اکبر کہتے ہین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
نہین کہتے کہ ذبح ظاہر مین صورت قہر کی ہی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم رحمت کو تقاضا کرتی ہی پس جو شخص
اس کلمہ رحمت کو ہر وقت اور ہر لحظہ ہمیشہ پڑھے اور اس سے کم نہین کہ سترہ بار البتہ نماز فرضون کی
مین پڑھیگا یقین ہی کہ غضب اللہ اور عذاب اُسکے سے محفوظ ہووے اور ثواب اسکے سے محظوظ ہووے اور
بعضے خواص اس آیت کے سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو آدمی پاخانے مین
جاوے چاہیے کہ پہلے بسم اللہ کہے کہ یہ آیت درمیان شرمگاہ اسکے اور درمیان نظر جنون کے پردہ ہو جاوے
اور جسوقت یہ کلمہ درمیان اُسکے اور درمیان دشمنون دنیاوی اسکے پردہ ہوا پس بیچ آخرت کے یہ
کلمہ اُسمین اور عذاب آخرت مین پردہ ہو جاویگا ف جاننا چاہیے کہ یہ نکات کہ مذکور ہوچکے تفسیر کبیر مین
موجود مین پس بعضے نکتے اور بھی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نکل سکتے ہین اس تفسیر سے لکھے جاتے ہین
ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درد شکم ہوا اور نہایت شدت ہوئی پس جناب الٰہی سے التجا کی حق تعالیٰ
نے ایک بوٹی جنگل کی بتلائی حضرت موسیٰ نے اس بوٹی کو کھایا حکم اللہ سے فی الفور شفا ہوگئی بعد ایک
مدت کے وہی مرض پھر ہوا اگر جناب الٰہی سے عرض کی خود بخود وہی بوٹی کھائی مرض زیادہ ہوگیا حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب پہلے اس بوٹی کو کھایا تھا شفا ہوگئی تھی اور اب جو کھایا مرض
کیا جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ پہلی مرتبہ میری طرف ہو کر بوٹی کی طرف گیا تو پس شفا ہوگئی تھی اور اب دوسری
اپنی طرف سے اُس بوٹی کی طرف گیا پس بیماری زیادہ ہوگئی آیا نہین جانتا ہی تو دنیا تمام زہر قاتل ہی
اور تریاق اسکا نام میرا ہی اور فرمایا ہی رسول علیہ السلام نے جو شخص اُٹھاوے اُس کاغذ کو زمین سے
جس مین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہی اللہ کے نام کی تعظیم کے واسطے لکھا جاتا ہی وہ شخص نزدیک
اللہ تعالیٰ کے صدیقون سے اور تخفیف عذاب کی کی جاتی ہی والدین اُسکے سے اگرچہ مشرک ہون

اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے اے ابو ہریرہ جسوقت وضو کرے تو پس کہہ تو
بسم اللہ پس تحقیق فرشتے لکھنے والے اعمال کے نہین قرار پکڑینگے لکھنے نیکیون کے سے واسطے تیرے یہانتک
کہ فارغ ہو تو اور جسوقت صحبت داری کرے تو ساتھ بیوی اپنی کے پس کہہ تو بسم اللہ پس فرشتے نگہبان
تیرے ہین لکھین گے واسطے تیرے نیکیون کو یہان تک کہ غسل کرے تو جنابت کا پس اگر ہو جاوے اس
جماع سے بچہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیان ساتھ شمار دم اس بچے کے اور ساتھ شمار دمون اولاد اس
بچے کے اگر ہوگا واسطے اُسکے کوئی فرزند یہان تک کہ نہ باقی رہے اُن مین سے کوئی اور جسوقت سوار ہو تو کشتی پر چلا
پائے پھر پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جاوینگی واسطے تیرے نیکیان ساتھ شمار ہر قدم کے اور جسوقت سوار ہو تو کشتی مین
پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جاوینگی واسطے تیرے نیکیان یہانتک کہ نکلے تو اُس کشتی سے اور معلوم ہو کہ یہ
بسم اللہ کی نکلی ہوئی ہی نقطہ بے سے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کرنیوالا ہی اوپر مومنین کے ساتھ طرح طرح کی بخششون
کے بیچ دنیا اور آخرت کے اور بڑی بخشش اور نہایت کرم اُسکا یہ ہی کہ بزرگی دیگا دن قیامت کے اپنے دیدار کی مرد ہی ہے
بعض اصحاب کے ہمسایے مین ایک یہودی رہتا تھا اور وہ بیمار ہوا اُس مومن نے کہا کہ اسلام لے آ یہودی نے کہا کس
چیز پر اسلام لاؤن اور کیا حاصل ہوگا۔ کہا دوزخ سے نجات ہوگی اُس نے کہا کہ اُسکی پروا مین نہین رکھتا پس اُس مومن
نے کہا کہ جنت مین اسلام کی برکت سے جاویگا اُس نے کہا یہ بھی نہین چاہتا ہون کہا پھر کیا چاہتا ہی تو کہا اسلام اس شرط
پر لاتا ہون کہ اللہ تعالے اپنا دیدار مجکو عنایت کرے کہا اُنہون نے کہ اسلام لے آ یہ مطلب تیرا حاصل ہو جاویگا پس یہودی
نے کہا اس بات کو ایک کاغذ پر لکھدے پس ایک خط اُسکو لکھ دیا پھر مسلمان ہوا وہ یہودی اور مر گیا اسی وقت
پس نماز جنازہ کی اوپر اسکے پڑھی اور دفن کیا جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا فرماتے ہین کہ دیکھا مین نے
اُسکو بیچ خواب کے گویا کہ خوش پھر رہا ہی کہا مین نے اُس سے کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا
اُس نے کہ اللہ تعالے نے مجھکو بخش دیا اور کہا کہ واسطے شوق میرے کے اسلام لایا تو اور سین بسم اللہ
کا نکلا ہوا ہی نام اُسکے سے کہ سمیع ہی یعنی سنتا ہی دعا خلق کی عرش سے تحت الثریٰ تک روایت ہے کہ
زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ مکے سے طرف طایف کے گئے پس جسوقت پہونچے ایک جنگل مین منافق
نے کہا یہان آ اور آرام کریں دونون اُس جنگل مین داخل ہوگئے اور سو گئے پھر منافق نے اُٹھ کر خوب
مضبوط اُن کو باندھ لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالون زید بن حارثہ نے کہا کہ کس واسطے مجکو
مارتا ہے تو اُس منافق نے کہا کہ محمدؐ دوست رکھتا ہی تجکو اور مین اُسکو دشمن رکھتا ہون پس کہا زید نے

اے رحمن فریاد کو پہونچ میری پھر منافق نے ایک آہ ادب سے کھینچی کہ ہلاکت ہو تجھکو بہت قتل کر اسکو وہ منافق اس جنگل سے
نکلا اور دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا پس پھر اور دوسری دفعہ ارادہ اسکے مارنے کا کیا پھر ایک آواز قریب سے سنی کہ کوئی شخص
کہتا ہے بہت قتل کر اسکو پھر دیکھا تو کوئی اسجگہ موجود نہ تھا پس تیسری بار مارنے کا ارادہ کیا پھر آواز پاس سے بھی نزدیک سنی
کہ کوئی کہتا ہے بہت قتل کر اسکو ناگاہ ایک سوار ظاہر ہوا کہ اسکے پاس ایک نیزہ ہے پس اس سوار نے ایک ضرب اسکے ماری
کہ مر گیا اور اس جنگل میں آکر نزدیک کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مجکو نہیں پہچانتا میں جبرئیل ہوں جسوقت دعا کی تو نے ساتویں آسمان
پر تھا پس اللہ تعالے نے فرمایا کہ پہونچ تو پاس بندہ میرے کے اور دوسری مرتبہ میں آسمان پہلے پر تھا اور تیسری دفعہ
میں منافق کے پاس پہونچ گیا اور تمیم بسم اللہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ملک اسکا ہے اور وہی مالک
ہے سندی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ایکبار حضرت سلیمان عم کے عہد میں خشک سالی ہو گئی لوگوں نے حضرت سلیمان عم
سے واسطے دعا باران کے عرض کی حضرت سلیمان عم نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی اپنے پانو پر کھڑی ہے
اور دونوں ہاتھ پھیلا رہی ہے اور کہتی ہے اللھم انا خلق من خلقک ولا غنی لنا عن فضلک - یعنی اے پروردگار
میں ایک مخلوق ہوں مخلوقات تیری سے اور نہیں بے پروائی مجکو فضل تیرے سے کہتے ہیں کہ مینہ برسایا اللہ تعالے
نے اوپر انکے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ دعا اور کی سے مینہ تمہارے اوپر برسا اور فرمایا رسول علیہ السلام
نے جو شخص وضو کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو بسبب وضو کے فقط اعضا اسکے پاک ہوجاوینگے اور جس نے
وضو کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو تمام بدن کی پاکی حاصل ہوئی پس جسوقت ذکر الٰہی وضو کے اوپر باعث طہارت
تمام بدن کا ہوا سو ذکر اسکا ساتھ دل کے بدرجہ اولیٰ پاک کریگا دل کو کفر اور بدعت سے اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اوپر ایک قبر کے پس دیکھے فرشتے عذاب کے کہ عذاب کرتے ہیں میت کو پس اپنی حاجت رفع کر کے پھر اس
قبر پر گذرے پس اس قبر پر دیکھے فرشتے رحمت کے ساتھ انکے طبق نور کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو اس بات سے تعجب ہوا پس نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے عیسے یہ بندہ
گنہگار تھا اور جب سے مرا تھا بیچ عذاب کے گرفتار تھا اور یہ ایک عورت حاملہ چھوڑ گیا تھا اس نے ایک
فرزند جنا اور اسکو اس عورت نے پرورش کیا یہانتک کہ بڑا ہوا بعد اسکے اس عورت نے اس فرزند کو مکتب
میں بھیجا استاد نے اسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی تب حیا آئی مجکو بندے اپنے سے کہ عذاب کروں میں
اسکو ساتھ آگ اپنی کے اندر زمین کے اور فرزند اسکا لیتا ہے نام میرا اوپر زمین کے لازم ہے انسان کو کہ
ذکر اللہ نزدیک جان اپنی کے رکھے یہانتک کہ دور نہ ہو اس سے دونوں جہان میں - روایت ہے

رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری ابی بکر صدیق رضہ کو دی اور فرمایا کہ اس پر
لا الہ الا اللہ کندہ کروالے حضرت ابو بکر لے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا کہ اسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پس نقاش نے یہی لکھ دیا پس حضرت ابو بکر رضہ اُس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے
اُسمین لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - ابو بکر صدیق سے حضرت نے فرمایا اے ابو بکر یہ زیادتی کیا ہے
ابو بکر رضہ نے کہا یا رسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مین نے لکھوایا
اس واسطے کہ یہ بات مجکو خوش نہ آئی کہ نام تیرا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے مینے اُس نقاش سے
نہین کہا اور حضرت ابو بکر اپنے دل مین شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتری مین کیون لکھا گیا پس جبرئیل حضرت
کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ نام ابو بکر کا مینے اس انگشتری مین لکھ دیا ہے اسواسطے کہ مجکو یہ بات خوش
نہ آئی کہ ابو بکر کا نام تیرے نام سے جدا ہو اور نکتہ اسجگہ پر یہ ہے جسوقت حضرت ابو بکر کو بسبب ملا دینے نام حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام اللہ کے یہ بزرگی حاصل ہوئی پس جو شخص کہ اپنی جان اور دل کو اللہ کے نام
کے ساتھ وصل کرے کیا بزرگی حاصل ہوگی اور درنظم مین لکھا ہی کہ امام جعفر صادق رضہ سے منقول ہی جس شخص کو
کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ لکھے ایک رقعہ اور اسمین یہ عبارت ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل
الی رب الجلیل رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین - پھر ڈالدے اس رقعہ کو پانی جاری مین اور کہے اللھم
محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المرضیین اقض حاجتی یا اکرم الاکرمین اور اُس اپنی حاجت کا نام لیوے
پس تحقیق وہ حاجت اُسکی پوری ہوجاویگی انشاء اللہ تعالی اور اسی کتاب مین ہی کہ بیان کیا مجھسے بعضے عالم
نیکبخت نے تحقیق جو شخص پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح سے کہ ایک ہزار بار بسم اللہ
کو پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے پھر اللہ تعالے سے حاجت چاہے جو حاجت رکھتا ہو بعد اسکے پھر بسم اللہ ہزار
بار پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے اور دعا مانگے اور حاجت چاہے اس ترکیب سے تا حاجت روا ہونے تک بارہ
ہزار پورا کرے انشاء اللہ تعالے حاجت اُسکی روا ہوگی اور یہ منقول ہی ابو محمد عبد المہیمن خضرمی سے اور بعضے
عارفین نے کہا ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم چار کلمات ہین اور گناہ بندے کے بھی چار قسم ہوتے ہین ایک گناہ دن کے
دوسرے گناہ رات کے تیسرے گناہ ظاہر کے چوتھے گناہ باطن کے پس جو شخص بسم اللہ کو ساتھ ایمان اور اخلاص
وصاف نیت سے پڑھیگا برکت اسکی سے چارون قسم کے گناہ اللہ تعالے اسکے بخشیگا اور نکات بسم اللہ کے
اور تحقیقات اسکی بہت ہین مگر یہان اسی قدر کافی اور شافی ہی جسکو زیادہ خواہش ہو تفسیر کبیر وغیرہ مین

ملاحظہ کرے گا اور عجایب اور غرایب ظاہر ہونگے فقط اور بیان اس شے کا کہ ساتھ الحمد للہ کے تعلق رکھتی ہے
کہ بیچ اسجگہ کے تین لفظ ہین حمد اور مدح اور شکر لیکن مدح زندہ کے واسطے بھی ہوتی ہے اور غیر زندہ کے واسطے بھی
جیسا کہ مدح باغ اور شہر اور جواہر وغیرہ کی مشہور ہے اور حمد زندہ ہی کے لئے ہوتی ہے اور مدح بغیر احسان کے
بھی ہوتی ہے اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہے اور مدح کبھی ممنوع بھی ہوتی ہے اسیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے احثوا التراب فی وجوہ المداحین یعنی خاک ڈالو تم بیچ منہ مدح کرنیوالون کے اور حمد ہمیشہ
جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ یعنی جس نے تعریف
آدمیون کی نکی اللہ کی تعریف بھی نکریگا اور شکر نعمت کے ہی اوپر ہوتا ہے کہ کسی کی طرف سے پہونچی ہو اور
دونو طرح ہوتی ہے خواہ نعمت اسکی طرف سے پہونچی ہو خواہ نہ پہونچی ہو بلکہ حمد اوپر کمال ذاتی شخص کی بھی ہو
ہے پس بسبب انہین وجہون کے اسجگہ حمد کا لفظ اختیار کیا مدح یا شکر کا لفظ نہین ذکر کیا ف اگر الممدوح اللہ
یہ معلوم نہوتا کہ اللہ تعالے فاعل مختار ہے اسواسطے کہ مدح مین شرط نہین کہ ممدوح فاعل ہو جیسے کہ مثالین
بیان کی گئین اور الحمد للہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہے کہ اللہ تعالے مختار ہے اپنے فعلون مین اختیار رکھتا
جو چاہے کرے جو چاہے نکرے پس الحمد للہ کہنا بہتر ہے کہ اسمین مذہب فلاسفہ کا رد ہو گیا وہ کہتے ہین اپنے فعلون
مین اللہ کو اختیار نہین بلا اختیار صادر ہوتے ہین اور الحمد کا لفظ الشکر للہ کیے اسواسطے اولے ہے کہ اس
لفظ سے استحقاق حمد کا واسطے ذات کے ہر طرح ثابت ہوا خواہ انعام اسکا بہ نسبت حمد کرنیوالے کے ا
یا نکرے گویا بندہ کہتا ہے حمد تیرے واسطے ثابت ہے چاہے دے تو یا نہ دے تو مجھکو اور الشکر للہ کے معنی
کہ شکر ثابت ہے واسطے اللہ کے اوپر ان نعمتون کے کہ دی تونے مجھکو پس یہ خاص ہوا بہ نسبت حمد کے
ہے جاننا چاہئے کہ یہ مقام ایسا ہے کہ لفظ احمد اللہ کا بولا جاوے یعنی بندہ اسطرح کہے کہ حمد کرتا ہون مین
کی لیکن ہرگاہ کہ آدمی نہایت عاجز ہوتا ہے کہ بسبب عجز کے حمد لائق ذات اسکی کے نہین کرسکتا اسواسطے
کہ اسکی طاقت سے باہر تھی تکلیف اسکی نہ دی بلکہ اس عبارت کو تعلیم فرمایا کہ الحمد للہ یعنی حمد کامل حق
اسکی ہے خواہ بندہ اوپر ادا کرنے اسکے کے قدرت رکھے یا نہ رکھے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
نے بیچ جناب باری تعالیٰ کے عرض کی یا رب کیف اشکرک یعنی اے رب کسطرح شکر کرون مین تیرا اور کیونکہ ذمہ شکر
سے باہر آؤن اسواسطے کہ توفیق شکر کی اور تعلیم اسکی تیری طرف سے ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے اسکے
اور شکر چاہئے اور ایسے سلسلے غیر متناہی شکر کا چلا جاویگا اور کہین ٹھہرنے کا نہین پس شکر ممکن نہ
بھی

بیان وجہ اختیار لفظ حمد کا مدح و شکر پر

تعریف

سے ارشاد ہوا اے داؤد جب تونے اپنے تئین شکر میرے سے عاجز جانا پس تیرا یہی شکر ہے اور بھی اگر احمد الله
کہا جاتا اس سے یہ سمجھا جاتا کہ حمد الله تعالی کی یہ شخص کرتا ہو اور حال یہ ہو کہ ہمیشہ تعریف کرنی کرنے والون سے حمد کیا گیا
ہو اسی واسطے فرمایا الحمد لله یعنی ہر حمد اور ثنا لایق اُسکے ہو ازل سے ابد تک اگرچہ کہنے والا موجود ہو یا نہ ہو
اگر گمان کیا جاوے کہ جو کوئی کسی پر انعام کرے منعم علیہ کی نسبت سے وہ انعام کرنیوالا مستحق حمد کا ہو جیسا کہ پیر
مرید کی طرف سے استحقاق حمد کا اور اُستاد ثنا شاگرد کی نسبت سے اور بادشاہ عادل رعیت کی نسبت سے اور ماں باپ
فرزند کی نسبت سے حق ستایش کا رکھتا ہو پس سب حمدون کا حق الله کیواسطے کسطرح ثابت ہوا پس جواب
یہ ہو کہ ایسی صورتون مین بھی محمود خدا تعالی ہو اور ان صورتون کو پردہ سمجھا چاہیئے اسواسطے کہ صاحب
نعمت کے دل مین ارادہ انعام کا ڈالنا اور اس نعمت کو اُسکے تئین عطا کرنا اور تصرف دے دینے اس نعمت
کا دوسرے کو اُس منعم کے تئین بخشنا اور جسکو نعمت دلوائی ہو نفع اُس نعمت کا اس شخص کو پہنچانا اور کھو جانے سے
اور گم ہونے نعمت کے اُسے امن مین رکھنا کام الله تعالے کا ہو اسیواسطے فرمایا ہو کہ ما بکم من نعمة فمن الله یعنی جو نعمت
کہ ساتھ تمھارے ہو الله کی طرف سے ہو پس اور انعام کرنیوالے خدمت گار اور اُٹھانے والے ہین کہ ساتھ حکم مالک
خوانون کے کھانے اورون کی طرف پہنچاتے ہین یہ نعمت اُنکی طرف منسوب نہین اور بھی جو شخص کہ ہم جنس اپنے
کو کوئی نعمت پہونچاتا ہو ضرور عوض اُس نعمت کا چاہتا ہو یا ثواب یا تعریف منظور ہوتی ہو یا خصلت سخاوت کی
پیدا کرنی یا دور کرنا بخل کا ارادہ کرتا ہو یا حال ہمجنس کا دیکھکر کہ اُسکے دل کو شکستگی حاصل ہوئی تھی اُسکو دور کرتا
ہے اور جو شخص کہ عوض طلب کرتا ہو منعم نرا اور مستحقاق حمد کا اُسکے واسطے ثابت نہوا اور الله تعالے ہر وجہ سے
کامل ہو کسی طرح سے طلب کرنا کمال کا اور دور کرنا نقصان کا اپنی ذات سے اُسکو منظور نہین کہ موجود شے کا
طلب کرنا محال ہو پس انعام اُسکا محض بخشش ہو اور اُسکے سوا کوئی مستحق حمد کا نہین اور اسجگہ ایک شبہہ
پیدا ہوتا ہو کہ ہر جگہ تسبیح مقدم تحمید سے ہے اسیواسطے کہا جاتا ہو سبحان الله والحمد لله اس سورة مین کسواسطے
تحمید کو پہلے ذکر کیا اور جواب اس شبہہ کا یہ ہو کہ تسبیح اُسوقت مقدم تحمید پر ہوتی ہو کہ دونون ایک کلام مین ذکر
کیئے جاوین اور اس سورة مین فقط تحمید مذکور ہو تسبیح کا ذکر نہین ہو اسجگہ اسکی وجہ چاہیئے کہ فقط تحمید ذکر کی
اور تسبیح کا ذکر نہین کیا پس وجہ یہ ہو کہ مضمون تسبیح کا تحمید مین داخل ہو اسواسطے کہ مضمون تسبیح کا یہ ہے کہ
ذات اُسکی تمام نقصانون سے پاک ہو اور مضمون تحمید کا یہ ہو کہ جو کمال اور نعمت کہ خیال بشر کے مین آوے
تمام اُسی کی ذات سے ہو اور جسوقت تمام کمالات اور نعمتین اُسکے واسطے اعتقاد کرین اس سے یہ بات لازم ہوئی

کہ بیع کا نقصان اُنھوں نہین کہتے ہین کہ لفظ الحمد للہ کے آٹھ حرف ہین اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ
ہین پس جو شخص کہ خلوص نیت سے ان آٹھوں کو کہے گا مستحق آٹھوں دروازے جنت کا ہوا اور حمد کا دو چیزون
کے ساتھ تعلق ہو ایک ساتھ ماضی کے اس وجہ سے کہ حمد کرنا بسبب شکر نعمتوں پہلی کا ادا ہوتا ہی دوسرے تعلق ہی
ساتھ مستقبل کے کہ یہ کلمہ شکر کا ہی اور شکر سے نعمتین زیادہ ہوتی ہین جیسا کہ فرمایا ہی لئن شکرتم لازیدنکم پس
باعتبار تعلق پہلے کے دروازے دوزخ کے حمد کرنیوالے سے بند ہونگے اسواسطے کہ موجود ہ ایات شکر کے اُسکے ہمراہ
اور باعتبار تعلق دوسرے کے مستحق کھلنے دروازون بہشت کا ہوا عقلا نے کہا ہی کہ الحمد للہ نہایت بزرگ کلمہ
ہے لیکن چاہیئے کہ اچھے محل مین اسکو کہا جاوے تا ثمرہ اسکا اچھا حاصل ہو حضرت سری سقطی قدس اللہ سرہ
سے نقل ہی کہ فرماتے تھے ایک مرتبہ مین نے الحمد للہ کہی اسوقت سے اب تک تیس برس ہو چکے ہین کہ اُس
الحمد للہ کہنے سے استغفار کرتا ہون سبب یہ ہی کہ ایک دفعہ بغداد مین آگ لگی اور جس بازار مین میری دوکان
تھی تمام جل گیا کوئی شخص پاس میرے آیا اور کہا کہ تمام بازار جل گیا اور تیرے دوکان بچی میں نے الحمد للہ کہا
پھر جب مین نے فکر کیا کہ یہ کلمہ مخالف دین اور مروت کے مجھ سے سرزد ہوا کہ مسلمانون کی مصیبت سے غمناک نہ
ہین اور واسطے تھوڑے سے نفع اپنے کے خوش ہوا ہین اسواسطے اُسی وقت سے استغفار کر رہا ہون اور
کہا ہی کہ حمد اوپر نعمتوں دین کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نعمت [illegible]
بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر [illegible] اور نعمتوں پر اس نیت سے کہ عطا یا سبب حقیقی کے
بہتر ہے اس جہت سے کہ لذت اور خوشی نفس کے واسطے حمد کیجاوے پس ایسے مقامات کا حمد کرنے مین
چاہیئے تا کہ حمد غیر موقع مین پائی نہ جاوے اور نقل ہے کہ ایک روح حضرت آدم علیہ السلام کی ناک مین
تھی کہ چھینک آئی الحمد للہ رب العالمین فرمایا اور کلام اللہ مین مذکور ہی کہ پچھلا کلام بہشتیون کا جنت
مین بھی الحمد للہ رب العالمین ہی پس ابتدا عالم انسان کا اوپر حمد کے ہوا اور خاتمہ اس عالم کا
حمد کے پایا گیا بندہ کے تئین بھی چاہیئے کہ ابتدا اعمال اپنے کو اور اخیر اعمال کو ساتھ کلمہ حمد کے لاوے
اس جگہ جاننا چاہیئے کہ نزول اس سورہ کا واسطے تعلیم بندون کے ہی کہ بیچ وقت مناجات الٰہی کے
کہین اصل اس لفظ کی یہ ہی قُولُوا الْحَمْدُ لِلّٰہ یعنی کہو تم الحمد للہ لیکن قولوا اس جگہ پوشیدہ کیا
مین نکالنے نکتہ اسکا یہ ہی کہ اگر ظاہر اس لفظ کو ذکر کر دیتے پس یہ صیغہ امر کا ہو اور امر کی مخالفت سے
ہوتا ہو جیسا کہ باپ اگر بیٹے اپنے کو کہے کہ فلانا کام کر اور بیٹا فرمان بردار نہ ہو تو کسی نہ لسے پس بیٹے مخالف

اگر شکر کرو گے تم کو زیادہ نعمتیں دینگے

ہو جاوے اور اگر باپ بیٹے کو اس طرح کہے کہ فلانی چیز اچھی ہی یا کرنے کے لایق ہی ایسی صورت مین اگر
بیٹا فرمان برداری نکرے عقوق بیٹے کا ظاہر مین نہین ہوتا ہی پس رحمت کاملہ آلہی بندون کے واسطے
ہوئی کہ الحمد للہ کو ظاہر مین بصیغۂ امر ذکر نکیا بلکہ بطریق تلقین کے تعریف اپنی فرمائی تاکہ مخالفت
صریح امر کی لازم نہ آوے اور بندہ ہونے کی جہت سے اسکے اوپر عمل کرین اور جو چیز کہ تعلق ساتھ رب العالمین
کے رکھتی ہے یہ ہے کہ جو کچھ بیچ جہان کے دیکھا یا سنا یا دریافت کیا جاوے دو حال سے خالی نہین یا واجب
الذات ہی یعنی ایسی ذات کہ خود بخود موجود ہے اور کسی نے اُسکو پیدا نہین کیا اور نہونا اُسکا محال ہو اور
وہ ذات اللہ کی ہے فقط یا ممکن الذات کہ دونون امر یعنی ہونا اور نہونا اُسکا برابر ہو اور اللہ کے پیدا
کرنے سے پیدا ہوا ہو اور اس قسم کا نام عالم ہے خواہ موجود ہو چکا ہو یا آیندہ کو موجود ہوگا اور عالم
مشتق ہے علامت سے اور اس قسم کا نام عالم اسواسطے رکھا ہے کہ یہ علامت ہے اوپر اسمار
اور صفات الٰہی کے اسواسطے کہ جو فرد افراد عالم مین سے ہے مظہر کسی اسم یا صفت اُسکی کا ہے اور
جنسین اور نوعین عوالم کے مظہر اسمون کلیہ اور صفتون مطلقہ کی ہین اور جب ہر فرد افراد جہان
کی ہے مظہر اسم خاص خاص کا ہے اسمار الٰہی سے پس شمار عالمون کے اس اعتبار سے حد مین نہین
آسکتے مگر اصول اور کلیات عالم کے جو کچھ شرع شریف مین مقرر مین بیان کیے جاتے ہین تفصیل اسکی
یہ ہی کہ جو کچھ جہان مین موجود ہے یا ذات ہے یا صفتین ذات اُسے کہتے ہین کہ وجود اُسکا بغیر شے
دوسری کے قائم ہو سکے جیسا کہ آسمان اور زمین اور صفت وہ ہوتی ہے کہ دوسری شے کے ساتھ
ملکر پائی جاوے جیسا کہ رنگ اور بو اور مزہ اور سوا اسکے معقولیون کی اصطلاح مین ذات کو جوہر کہتے
ہین اور صفت کا نام عرض رکھتے ہین اور ذات بھی دو قسم ہے جسم اور روح جسم وہ ہوتا ہے
کہ ایک اندازہ اور شکل معین رکھے اور اُس مقدار کو نچھوڑے اور روح وہ ہے کہ مقدار اور
شکل معین نرکھے اور ساتھ شکلون جدی جدی کے ظاہر ہووے اور جسم بھی دو قسم ہے علوی
اور سفلی اور علوی کی بہت قسمین ہین عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی اور لوح اور قلم اور
کہان بہشت کی اور کہان دوزخ کی اور ستارے خواہ ثابت ہون یعنی حرکت نکرین خواہ سیارہ کہ
حرکت کرین اور سات آسمان اور جسم سفلی بھی دو قسم ہے ایک بسیط ہی کہ کسی اجزا سے مرکب نہو جیسا
کہ عناصر اربعہ یعنی زمین اور پانی اور ہوا اور آگ اور قسم دوسری مرکب وہ بھی دو قسم ہے اسواسطے

یا مرکب ہوگا عناصر سے یا بعض عناصر سے اوّل کو مرکب تام اور دوسرے کو مرکب ناقص کہتے ہین اور
مرکب تام منحصر بیچ تین عالم کے ہے ایک عالم معادن کا یعنی کہانون کا دوسرا عالم نباتات یعنی جو چیزین
اگنے کی ہین چنانچہ گھاس درخت وغیرہ اور تیسرا عالم حیوان کا یعنی جاندار چیزین اور ان تینون مین
عالم بیشمار بہت ہین کہ تفصیل اسکی طول چاہتی ہے اور مرکب ناقص کی بھی تین قسمین ہین ایک بخار
یعنی پانی اور ہوا اور دوسرا غبار یعنی مٹی اور ہوا اور تیسرا دھوان یعنی آگ اور ہوا اور ان تینون
عالم سے بھی بہت چیزین پیدا ہوتی ہین پس غبار محض سے بگولے پیدا ہوتے ہین اور بخار سے مینہ برستا
ہے اور جسوقت بخار زیادہ بلند ہوجاتا ہے اور بیچ مقام سردی کے جاتا ہے جم کر اولہ اور برف پیدا ہوتا
ہے اور دھوین سے بجلی اور ستارہ گرنے والے اور ستارہ دم دار اور صورتین نیزون کی پیدا ہوتی ہین
اور جسوقت بخارات اور دھوان الٹ کر زمین مین بند ہوجاتے ہین نیچے زمین کے بگولے پیدا ہوتے ہین اور
اُسکو زلزلہ کہتے ہین اور جو بخار نیچے زمین کے جاکر بند ہوجاتا ہے اور ساتھ قوت ہوا کے نکلتا ہے چشمے
جاری ہوتے ہین اور جو بخار ہلکا درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سردی رات کے جم جاتا ہے
پھر اوپر زمین کے گرتا ہے اُسکو شبنم کہتے ہین اور اگر جم کر درمیان آسمان اور زمین کے پھیلا رہتا ہے
اُسکو صقیع اور ہندی مین کہل کہتے ہین اور بعض شہرون مین یہی بخار ہلکے اور تھوڑے تھوڑے
جم کر مانند شکر سفید کے اور صمغ گوند کے اوپر زمین کے برستی ہے اُسکو ترنجبین و خشک انگبین اور من اور
شیرخشت کہتے ہین یہ اقسام مرکب ناقص کے موافق عادت کے ہین اور کبھی بطور خرق عادت کے
اور چیزین اور طرح طرح پیدا ہوتی ہین اور درمیان آسمان اور زمین کے معلق کھڑی رہتی ہین اور
زمین پر بھی گر پڑتی ہین اور تفصیل اسکی اپنی جگہ مذکور ہے اور درمیان کتابون عجائب کائنات الجو
کے لکھی ہوئی ہے اور روح یا نیک محض ہے اور اُسکو فرشتہ کہتے ہین یا صرف بد ہے اور اسکو شیطان
کہتے ہین یا ملی ہوئی نیک اور بد سے اور وہ دو قسم ہین جن اور روحین بنی آدم کی اور فرشتون
کی بھی تین قسمین ہین ایک فرشتے ایسے ہین کہ علاقہ اُنکو جسمون کے ساتھ ہے بعضے جسمون عالیہ کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہین جیسا کہ اُٹھانے والے عرش کے اور محافظ کرسی اور داروغے بہشت کے
اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہے اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستارون
کے اور حرکت دینے والے آسمانون کے اور دربان آسمانون کے اور بعضے اجسام سفلیہ

کے ساتھ علاقہ رکھتے ہین جیسے وہ فرشتے کہ ابر اور ہوا کے اوپر موکل ہین اور ہمراہ ہر قطرہ کے اُترتے
ہین اور وہ فرشتے کہ اوپر دریاؤن اور پہاڑون اور درختون کے موکل ہین اور وہ فرشتے کہ بنی آدم کے
محافظ ہین اور عمل اُنکے لکھتے ہین اور وہ فرشتے کہ بیچ اعانت اُن لوگون کے کہ اسمار الٰہی کا وظیفہ رکھتے
ہین اور عزیمت پڑھنے والون کے مصروف ہین دوسری قسم کے فرشتے ایسے ہین کہ بیچ عبادت الٰہی کے
ڈوبے ہوئے رہتے ہین اور خدمت اُنکی یہی ہی کہ یاد خداوند اپنے کی کیا کرین اور یہ فرشتے اس کثرت سے
ہین کہ شمار اُنکا ممکن نہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ درمیان آسمانون کے ایک بالشت کی بھی
جگہ خالی نہین کہ اُسجگہ فرشتہ نہو عبادت اللہ کی مین مشغول کھڑا ہے یا بیچ رکوع کے ہے یا بیچ سجدے کے
تیسری قسم ملائکہ مقرب ہین کہ کام بڑے بڑے جہان کے اُنکی تدبیر سے اور اُنکے واسطے سے سرانجام ہوتے ہین
جیسا کہ اُتارنا وحی اور شریعت کا اور پہونچانا رزق کا اور دولت کا اور مدد کرنی اور تصرف کرنا اور خراب کرنا
ملکون اور دولتون کا اور قبض کرنا ارواح بنی آدم کا اور چار فرشتے یعنی حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل
اور عزرائیل علیہم السلام اور لشکر اور مددگار اُنکے بھی اسی قسم مین داخل ہین اور مطلق فرشتون کے حال مین
اور اُنکی کثرت مین حق تعالے نے فرمایا ہی کہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ یعنی نہین جانتا ہی لشکرون رب تیرے
کا مگر وہی یہانتک اقسام ذات کا بیان ہو چکا اور صفت کے بھی عالم بہت ہین جیسا مکان اور زمان اور کم
اور کیف اور وضع اور نسبت اور جہت اور پورا پورا بیان ان عالمون کا بیچ کتابون بڑی بڑی حکمت کے
ہے حاصل یہ ہے جس کسی کو احاطہ احوال موجودات اور تفصیلون اُنکی کا زیادہ تر ہو گا رب العالمین کی تفسیر سے
اُسکو خوب واقفیت ہوگی اسجگہ ایک بات دل مین چبھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نزول اس سورہ کا اسواسطے
ہے کہ بندے بیچ وقت مناجات پروردگار کے ساتھ اس نوعکے شکر نعمتون اُسکی کا بجا لاوین پس ذکر کرنا پرورش
تمام جہانون کا اسجگہ کیا مناسب ہے چاہئے تھا کہ پرورش عالم انسانی کی فقط اسجگہ ذکر کی جاتی۔ جواب
اس شبہہ کا یہ ہے کہ پرورش خدا کی نے ہر جہان کو ساتھ جہان دوسرے کے ایک ربط اور ملاپ دیدیا ہی کہ
آپسمین محتاج ایک دوسرے کے ہین پس جاننا ربوبیت انسانی کا بغیر دریافت کرنے ربوبیت تمام جہانون کی ممکن
نہین اور جسوقت بندے جانینگے کہ تمام جہانون کو بیچ پرورش ہماری کے مصروف کیا ہی پس قدر نعمت اللہ کی
اُنکو ذہن مین نہایت درجہ حاصل ہوگی اور موافق اُسکے عاجز ہونا شکر اللہ تعالے کے سے اُنکو معلوم ہوگا اور اسی قدر
انکسار نفس کا مقابلہ انعام منعم حقیقی کے کہ خلاصہ شکر کا ہے اور اصل حمد کا ہے حاصل ہوگا تفصیل اس

اس اجمال کی طول چاہتی ہے لیکن واسطے نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے تاکہ باقی کو اسی پر قیاس کیا
جاوے مثلاً جو تربیت خدا تعالی کی کہ آدمی کے حق مین ہوئی ہے ابتدا اسکی وجود ہے اور انتہا اسکی
حصول سعادت ہمیشگی کی اور سعادت ابدی کو اگر کھولا جاوے اور اجزا اسکے جدے جدے کیجین تو
تین چیزین نکلتی ہین ایک اعتقاد سچا دوسرے عمل نیک تیسرے خلق نیک اور یہ تین چیزین موقوف ہین اوپر
چار چیز بدنیکے ایک صحت دوسری قوت تیسرے جمال چوتھے طول عمر کا اور یہ چارون چیزین موقوف اوپر اور
چار چیز کیے ہین مال اور اہل اور مرتبہ اور کنبا اور مددگار اور معاون اور ربط فضیلتون بدنی کا ساتھ
فضیلتون نفسی کے کہ یہ اجزا سعادت ابدیہ کے ہین سوا اور پانچ چیز کے نہین ہوسکتا اول انکا ہدایت
ہے یعنی پہچاننا طریق بھلائی اور برائی کا ساتھ عقل اور شرع کے دوسرے ثمرہ مجاہدون اور ریاضتون کا
یعنی روشنی نور کی کہ عالم نبوت اور عالم ولایت سے بعد کمال مجاہدہ کے ظاہر ہووے تیسرے مرشد یعنی د
کہ باعث ہوا اوپر توجہ کے طرف سعادت کے چوتھے توفیق اور تائید اور سیدہا ہونا راستے صواب پر چلنا
اور پہونچنا طرف مطلب کے پانچوین استقامت یعنی باقی رہنا اوپر اسی کا آخر کار تک اور کھل جانا بصیرت کا
اس کام مین پس ان سولہ چیزون کے اوپر تربیت آدمی کی موقوف ہے اور سب سے اونچے انہین صحت ہوا اور صحت
کے واسطے بہت اسباب ہین کہ تفصیل انکی کتب طب مین موجود ہے اور ادنی ان اسباب کا کھانا ہے اور ہرگاہ
کھانا فعل اختیاری ہے اسکو حاجت طرف ایک جسم کے ہے جسمین قدرت اور ارادہ اور علم ہو اور نباتات
اگرچہ قدرت اور علم اور ارادہ نہین رکھتے ہین مگر قوت جذب کرنے غذا کی انکو بھی دی گئی ہے اور اسی
واسطے نباتات کو جمادات سے کامل کیا ہے لیکن نبات طلب کرنے اس غذا سے کہ اس سے دور ہو عاجز ہے اسواسطے
کہ اسکو نہ علم مکان اس غذا بعید کا ہے اور نہ قوت چلنے کی اسکی طرف پس حیوان کو یعنی ذی روح کو پانچ
حواس دئے ہین ایک قوت لامسہ ہے کہ بسبب اسکے معلوم ہو جاتی ہے گرمی آگ کی اور سردی برف کی اور
کاٹنا تلوار کا پس بھاگتا ہے ایسی چیزون سے اور محفوظ رہتا ہے مگر جس حیوان مین فقط یہی قوت ہے جیسا
کہ بعضی کرم پس وہ عاجز ہوتا ہے اس بات سے کہ دشمن سے دور بھاگے یا جو چیزین کہ مرغوب ہین اور دور ہین
انکو طلب کرے پس واسطے دریافت کرنے ان اشیاکے کہ دور ہوں ہین قوت دوسری عطا فرمائی کہ اسکو شامہ
کہتے ہین تاکہ اس قوت سے بو سونگھی جاوے اور جو کہ بو سونگھنے سے بھی معلوم نہین ہوتا کہ شئے مطلوب اور
مرغوب کس طرف ہے اسکے واسطے قوت دوسری عطا فرمائی کہ اسکو باصرہ کہتے ہین اور بسبب اس قوت کے انکی جگہ

بیان اجزاء سعادت

بیان حواس خمسہ

معلوم ہو جاتی ہے اور جواس قوت سے بھی جو شئے کہ پردے مین ہو معلوم نہین ہوتی پس شئے مطلوب کا طلب کرنا
کہ پردہ مین ہو اور شئے مرہوب سے بھاگنا کہ پردہ مین ہو متصور نہین ہو سکتا مگر بعد پاس آجانے کے پس
واسطے معلوم کرنے اشیاء پوشیدہ کے قوت دوسری دی گئی کہ اُسکو سمع کہتے ہین اور جو کسی شخص کو رغبت
کسی غذا کی طرف ہو اور وہ غذا حواس خمسہ سے غائب ہو پس اُسکی طلب کرنیکے واسطے بنی نوع اپنے سے کلام عنایت
کیا کہ مرکب حرفون سے ہی تاکہ بسبب اُس کلام کے اُنکو فرمایش کرے کہ فلانی فلانی چیز بازار سے لاؤ اور درست کرو
اور جب غذا پہونچی اُسکی لذت دریافت کرنے کیواسطے قوت ذایقہ بخشی تاکہ بسبب لذت کے اُس غذا کی طرف
طبیعت متوجہ ہو اور جذب اُسکا طبیعت پر آسان ہو پھر حس مشترک اور قوت خیال کی بھی بخشی تاکہ مجموع
محسوسات کو خیال مین محفوظ رکھے اور وقت غیبت کی طلب کرے مثلاً ترنج کی شیرینی اور زردی اور خوشبو
تینون حس سے دریافت کرکے صورت مرکبہ اُسکی خیال مین رکھے تاکہ وقت حاجت کے طلب کرے پھر ایک قوت شہوانیہ بھی
عطا فرمائی کہ بسبب اُسکی خواہش شئے مطلوب کی ہو اور ایک قوت کراہیہ عنایت کری کہ بسبب اُسکے شئے مکروہ سے طبیعت
نفرت کرے اور قوت غضبیہ واسطے دفع کرنے خصم کے دی گئی تاکہ غذا حاصل کی ہوئی کو غصب کرے اور پانوسے تاکہ
واسطے طلب کرنے غذا کیجاوے اور ہاتھ دئے تاکہ غذا کو اس سے پکڑکر مونہہ کیطرف پہونچاوے اور مونہ واسطے پہنچانے
غذا کیطرف معدہ کے اور جبڑا اور دانت واسطے پیسنے کھانیکے تاکہ نگلنا اُسکا آسان ہو اور زبان واسطے حرکت دینے
طعام کے بیچ مونہہ کے اور واسطے چکھنے مزہ کے اور واسطے لینے نام اُس غذا کے وقت حاجت کے اور
لب واسطے گوندھنے کے اور مری اور حنجرہ یعنی حلق واسطے پہنچنے طعام کے طرف معدے کے اور معدہ اسواسطے دیا
کہ کھل جاوے اور طعام کو اپنے اندر لیلے اور پھر مل جاوے تاکہ کھانا مدت تک اُسمین رہے اور پکے اور کھانیکے اجزا
ہضم ہوکر ایک سے مثل آش جو کے ہوجاوین اور واسطے پکانے غذا کے معدہ کے اندر حرارت اور تلی اور جگر کے کہ ایک
پردہ شکم کا ہی بھی ضرور ہوئی اسواسطے ان اعضا کو حرارت دی گئی تاکہ کھانا معدہ کے اندر طبخ پاکر او کیلوس
ہوکر رگون کے رستون سے جگر مین پہونچے اور اسجگہ پک کر خون ہوجاوے اور بسبب پخت کے کچھ اُس غذا
مین سے سودا ہوجاتا ہی مثل تل چھٹ کے اور اُسکو تلی لے لیتی ہے اور جو کچھ صفرا ہوجاتا ہے مثل کف کے
جیساکہ ہانڈی کے اوپر آجاتا ہی اور اُسکو پتہ جذب کرتا ہی اور چونکہ خون مین ابھی تک پتلا پن اور رطوبت
باقی ہی اسواسطے دو گردہ عنایت ہوئے تاکہ خون صاف ہوکر مائیت اُسکی اُنکی طرف آجاوے اور جسوقت خون
صالح غذا کا ہوگیا اُسکی تقسیم کرنیکے واسطے کوئی شئے چاہیئے کہ تمام بدن مین اُسکو بانٹ دے اور بدنکو غذا پہونچے

اسواسطے رگین عنایت فرمائین رگین بڑی بڑی اور باریک باریک بھی اور ہرگاہ کہ غذا نے معدہ مین طبخ پایا
اور فضلہ بعد پکنے کے باقی رہا تھا اگر معدہ مین رہجاتا باعث بیماریونکا ہوتا اسواسطے پتے کو قوت دی اور رستہ
بھی کھول دیا کہ تھوڑا سا صفرا امعا کی طرف بھیجے اور وہ صفرا اُس امعا کو کھپا دے تاکہ احتیاج دفع کرنے فضلہ کی
پائی جاوے اور راہ مقعد کیسے نکلے اور بدن ہمیشہ تحلیل ہوتا رہتا ہے اسواسطے سودا مین سے کہ طحال نے جذب کیا
تھا اور اُسمین ترشی اور قبض آگئی تھی کچھ طرف فم معدہ کے پہونچایا تاکہ قوت شہوانیہ حرکت مین آوے اور طبیعت
غذا کو چاہے اور جو مائیت گردہ نے جذب کی تھی اپنی غذا کے موافق لیکر باقی کو مثانہ کی طرف ڈال دیتا ہے تو مثانہ
باریک سے کہ سوراخ ذکر کی طرف آتا ہے دفع ہوا اور پیشاب ہو کر نکلے بعد اسکے جاننا چاہئے کہ آدمی کیواسطے
کھانیکی چیزین بہت درکار ہین کہ تخم اُنکا باقی رہے اور اگر تخم جاتا رہیگا وہ چیزین گم ہوجاوینگی اور آدمی بھوکا
رہیگا اسواسطے ایک پیشہ تعلیم کیا کہ بسبب اُسکے تخم اُن چیزون کا باقی رہیگا اور وہ پیشہ کھیتی کا ہے اور کھیتی کے
واسطے تین رکن ہین اول مٹی کہ تخم کو اُس مین نگاہ رکھے دوسرے پانی تیسرے ہوا تاکہ وہ تخم پھول کر شاخ و
پتے لاوے اور ہوا کو ضرور ہے کہ سخت حرکت کرکے زمین مین گھسے اور تخم کے اجزا مین آوے اور درمیان تینون
چیزون کے کمال خلط ہوجاوے اور باوجود اسکے گرمی موسم گرما کی ضرور ہے اسواسطے کہ بغیر گرمی کے ہوا کے
اجزا تخم کے اوپر کو اٹھ نہین سکتے اس جہت سے کہ ہوا ٹھنڈی سے تخم جم جاتی ہے اور باعث اوپر کو اٹھنے کے
نہین ہوتی پھر واسطے پانی دینے کھیتی کے احتیاج کھودنے کنوئین اور نہر اور جاری کرنے چشمون کے اور درست
کرنے نالیون پانی کی ہوئی اور ایسے ہی حاجت آلات پانی دینے کی کنوون سے نکلتی ہے اور بعضی زمینین
بلند ہوتی ہین کہ نہرون کا اور چشمونکا اور کنوون کا اُسجگہ پانی نہین پہونچتا اسواسطے جناب باری نے ابر پیدا
کردئے اور ہواؤن کو اُنکے اوپر مقرر کیا تاکہ ابر کو ہر طرف لیجاوین اور چونکہ پانی باران کا ہر وقت میسر نہین
اسواسطے پہاڑون کو خزانہ مینہ کے پانی کا مقرر فرمایا تاکہ نہرین اور چشمے بتدریج جاری ہووین اور نہرون کا
نکلین اور گرمی کیواسطے آفتاب کو بیچ وقت حاجت کے فرمان بردار کیا تاکہ نزدیک ہو کر ہوا مین گرمی پیدا کرے اور
سبزہ زمین سے بلند ہو سختی اور پستگی اُسمین پیدا ہوجاوے اور رطوبت پانی اور ہوا کی اُس سبزہ کو کمتر پہونچتی
ہے اور ابھی تک رطوبت بہت درکار ہے سو اس رطوبت کیواسطے چاند کو فرمان بردار کیا اور ایسے ہی جو ستارے
کہ آسمان مین ہین زراعت مین اُنکا فائدہ بھی بعد تفتیش کے معلوم ہوتا ہے اور مسخر ہونا آفتاب اور چاند اور
ستارون کا بغیر حرکت آسمانون کے متصور نہین اور سرانجام حرکات افلاک کا فرشتون کے ذمہ ہے بعض فرشتے

بیان کھیتی

واسطے تدبیر غذاکے آدمی کے بدن پر موکل ہین اسواسطے کہ فائدہ غذا کا یہ ہی کہ جز غذا کا قائم مقام جزبدن کے
کہ بسبب حرکتون کے تحلیل ہوگیا ہی ہوجاوے پس ضرور ہی کہ ایک فرشتہ ایسا ہو کہ غذا کو طرف گوشت اور
استخوان کے کھینچ کر لیجاوے اس واسطے کہ غذا جسم ثقیل ہے میل اسکا نیچے کی طرف ہے اور طرف کو میل نہین آور
ایک فرشتہ ایسا چاہیئے کہ غذا کو عضو کے اندر رکھے آور تیسرا فرشتہ بھی ہو تاکہ صورت خون کی غذا سے جدا کرے
اور چوتھا فرشتہ اور ہو کہ صورت گوشت اور پوست کی ہڈیون کو پہناوے آور پانچوان فرشتہ واسطے دفع کرنے
فضلے کے آور چھٹا تاکہ جنس کو ساتھ جنس کے چپٹا دیوے آور ساتوان فرشتہ ایسا چاہیئے کہ رعایت مقدار
کی کرے کہ اونچا پن اور نیچا پن عضو کی صورت مین پیدا نہووے پس یہ سات فرشتے واسطے غذا ہر عضو کے
درکار ہین اور بعضے اجزا بدن کے ایسے ہین جیسے آنکھ اور دل کہ سو فرشتون سے زیادہ کیطرف احتیاج رکھتے
ہین اور تمام فرشتون زمین کے کو آسمان کے فرشتون سے مدد پہونچتی رہتی ہی اور آسمان کے فرشتون کو مدد پہنچتی
ہے اُن فرشتون سے جو اُٹھانیوالے عرش کے ہین پس یہ تمام جو مذکور ہوا ایک شاخ ہے شاخون تربیت الٰہی
سے کہ فقط کھانیکی صورت مین پائی گئی اور کھانا ایک سبب صحت کا ہی اور اسباب صحت کے اور بھی ہین
اور صحت ادنے چیز ہے کہ اعلے درجہ تربیت کا اس پر موقوف ہی آور جو شخص تمام اسباب صحت کی اور اور چیزین
جنکے اوپر تربیت موقوف ہی ساتھ نظر تفصیلی کے مشاہدہ کرے یقین ہوجاوے کہ حقیقت تربیت کی بغیر ربط
ہونے تمام عالمون کے آپسمین ممکن نہین آسی واسطے بیچ مقام شکر نعمتون کے لفظ رب العالمین کا ذکر کیا گیا
تاکہ اشارہ ہو اسطرف کہ تربیت عالم کی بیچ تربیت ہر فرد کے داخل ہے اور حقیقت مین تربیت تمام عالم
کی تربیت اُسکی ہی اور کیا اچھا ہی کہ کہا گیا بیت ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند ٭ تا تو نانے بکف
آری و بغفلت نخوری ٭ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار ٭ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری ٭
جاننا چاہیئے کہ لفظ رب کا بیچ لغت عربی کے کئی معنون کیواسطے آتا ہے آور سب معنی اس جگہ مناسب ہین
پس ایک معنی رب کے مالک کے ہین آور مالک ہونا تمام جہانون کا اُسکے واسطے ظاہر ہے اسواسطے کہ جب
سب چیزین مخلوق اُسکی ہین مملوک بھی اُسکی ہوئین اور آدمی کی ملکیت ایسی نہین ایک اس وجہ سے کہ ملکیت
مطلقہ نہین یعنی سب چیزون کا مالک ہو بلکہ ملکیت خاص ہے یعنی بعض چیزون کی ملکیت اُسکے واسطے ثابت ہی دوسرے
اس وجہ سے کہ ملکیت اُسکی بطور عاریت کے ہی مالک حقیقی سے اور دوسرے معنی رب کے پیدا کرنیوالا اور یہ معنی
بھی مناسب مقام حمد کے ہین بلکہ خالق ہونا اُسکا سزاوار اعلے درجہ حمد کے کو چاہتا ہی کہ نعمتین اُسکی مخلوقات

کیطرف پہونچ گئی ہین باوجودیکہ کچھ استحقاق اُنکا نہین تھا اور اب بھی پہونچتی رہتی ہین بغیر استحقاق
اُنکیکے تیسرے رب کے معنے سید کے ہین یعنی سردار گروہ کا اور باعتبار اسی معنی کے رب النوع کہتے ہین یعنی
سردار نوع کا اور حقیقت اس معنی کی بلند ہونا مرتبہ کا ہی اور یہ وصف بھی چاہتا ہی کہ اُسکے واسطے اعلیٰ درجہ
کی حمد کیجاوے اور چوتھے معنی رب کے مربی کے ہین یعنی درستی کا مون کی کرنیوالا اور پہنچانیوالا ہر چیز کو
اوپر مرتبہ کمال کے مثلاً نطفہ کو خون کے ساتھ ملا کر علقہ کیا اور علقہ کو منجمد کر کے مضغہ کیا اور مضغہ مین
اعضا جدے جدے بنا کر روح اُس پر فایض کی اور ہر عضو کو جو قوت کہ لایق اس عضو کے ہی عطا فرمائی پھر
روح کو ساتھ شریعت اور طریقت کے اور حقیقت کے کامل کیا پس سزاوار حمد کامل کا ہوا اور یہ بھی جاننا چاہیے
تربیت دو قسم ہے ایک قسم وہ ہی کہ جو کوئی شخص اپنے نفع کیواسطے کسی کی پرورش کرے تا کہ وہ چیز اُسکے کام آوے
اور تربیت اس قسم کی شان مخلوقات کی ہی کہ پابند غرضون اور حاجتون کی ہین دوسری قسم تربیت کی یہ ہے
کہ اُسی شے کے فائدے کے واسطے تربیت کیجاوے اور شان خالق کی یہی ہی کہ مخلوقات کے فائدے کے
واسطے تربیت اُنکی کرتا ہی اور اُسکو اس بات کی حاجت نہین کہ بسبب مخلوقات کے کمال پیدا کرے اور اسی
واسطے اللہ تعالے کے حق مین یہ حدیث شریف آئی ہی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ
دوست رکھتا ہے گڑگڑا کر دعا مانگنے والون کو اور یہی آیا ہی کہ مَنْ لَا یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ یعنی جو شخص کہ
نہ مانگے اللہ سے اللہ غصہ ہوتا ہی اوپر اُسکے اور اسجگہ سے جانا گیا رب العالمین بڑی کامل صفات حمد کی ہی
جل شانہ اسواسطے کہ ابتدا لفظ ہر چیز نے وجود کے سے تا انتہا پہنچنے ہر شخص کیطرف معاد ابدی کی اسی اسم کے تحت مین
داخل ہے اور جو نسبت اور علاقہ کہ جہان کا دیکھا یا سنا جاتا ہی ایک پرتو انوار ان اسی اسم مبارک کا ہے اسیلیے
بعد اسم مبارک اللہ کے اس اسم کو بیچ مقام حمد کے لائے بسبب اسکے کہ اسم اللہ کا دلالت اوپر تمام اور کمال
کے کرتا ہی یعنی ذات اللہ تعالے کی اپنے آپ کامل اور پوری اور واجب ہی کسی شے کی طرف اپنے کمال میں
محتاج نہین اور یہ اسم دلالت اوپر مافوق تمام اور کمال کے کرتا ہی یعنی ذات اُسکی باوجود کمال اپنے کے
آگے کو بڑھی یعنی اُنکی کمل ہوئی اور اور چیزون کا کمال بسبب اس ذات کے حاصل ہوا بسبب تربیت اور
چیزون کی ناقص ہوئی اور اُسکی تربیت کامل کہ یہ محتاج کسی کا نہین اور اور چیزین محتاج اسی کی
ہین اب آیندہ بیان ان چیزون کا ہوتا ہی جو متعلق ساتھ الرحمن الرحیم کے ہین کہ حقیقت رحمت کی
حق تعالے کے حق مین یعنی جو رحمت کہ صفت اللہ کی ہوسکتی ہے وہ کیا ہے پہونچانا خیر کا اور دفع کرنا

اور دفع کرنا شر کا ہے اور رحمت الٰہی دو قسم ہے ایک ذاتی ہے دوسری صفاتی اور ذاتی بھی دو قسم ہے
عام اور خاص رحمت عام عطا کرنا وجود کا کہ یہ رحمت سب موجودات مین پائی جاتی ہے اور رحمت
خاص استعداد قرب الٰہی کا بخشنا کہ یہ بات بعضے بندون کے واسطے ثابت ہے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم ہے
عام اور خاص عام یہ ہے کہ جو صفات اور اعراض لایق ہر موجود کی ہین اُسکے تئین عنایت کرنا اور
خاص یہ ہے کہ ہر موجود کو ایسی شئے عطا کرنی کہ اُسکو بسبب اُس شئے کے اور چیزون پر فضیلت حاصل ہو
اس جگہ سے معلوم ہوا کہ رحمن اور رحیم کا دوسری بار اس سورہ مین ذکر کرنا باوجودیکہ بسم اللہ مین بھی
یہ دونون اسم ایکبار ذکر ہو چکے تکرار نہین اس واسطے کہ وہ رحمت کہ بسم اللہ مین ذکر ہوئی ہی ذاتی ہی اور وہ
رحمت کہ اسجگہ ذکر ہوئی صفاتی ہی اور ہر گاہ کہ ذاتی دو قسم کی ہی عام اور خاص پس دونون قسمونکی ذکر کیلیے واسطے
دونون لفظ رحمن اور رحیم کے بسم اللہ مین ذکر کیئے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم کی ہے عام اور خاص اسواسطے اسجگہ
بھی دونون اسم ذکر کیئے تاکہ دونو قسم کی رحمت پر دلالت کرین اور بعضے کہتے ہین کہ بسم اللہ مین ذکر رحمن اور
رحیم کا واسطے تسکین ہیبت کی ہے کہ اسم اللہ کے ذکر کرنے سے دل پر آتی ہے اور خوف سے دل مدہوش ہوتا ہے
اور اس جگہ کہ رحمن اور رحیم کا ذکر ہوا واسطے امیدوار کرنے بندون کے ہی تاکہ خوف مالک یوم الدین کے سے
بیقرار نہون اور جو بیچ کلام آیندہ کے عبادت کا ذکر ہے اور عبادت نہایت شاق فعل ہے پس ضرور ہوا کہ دو
امر ہمراہ اُسکے ہون ایک رجا اور دوسرا خوف پس دونون جگہ دو دو اسم ذکر کیئے کہ پہلا دلالت اوپر
تسکین عوام کے کرتا ہے اور دوسرا خواص کے واسطے اور یہ بھی علمانے فرمایا ہے کہ ابتدا ظہور
عالم کا ساتھ رحمت عام اور خاص کے ہے اور ایسے ہی انتہا اُسکا بھی دونون قسم کی رحمت کی ساتھ
ہے پس ذکر دونون اسمون کے اندر اشارہ طرف رحمتون ابتدائی کے ہے اور اس جگہ ذکر کرنا اُن کا
اشارہ طرف رحمتون انتہائی کے ہی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ ابتدا حمد کا رحمتین عام اور
خاص ہین عام بیچ نظر عام کے اور خاص بیچ نظر خاص کے پس چاہیئے کہ منتہا حمد کا بھی دونون
قسم کی رحمتین ہون ساتھ اسی تفصیل کے اس مین اور یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حمد اگرچہ کامل اور پوری
پوری ہو لیکن مکافات نعمتون الٰہی کے کہ سابقہ ہین خواہ عام ہون خواہ خاص نہین کر سکتی کیا جگہ
اُسکے کہ رحمت موجب جزاے مزید کا ہو سکے مگر ساتھ اسطرح کے کہ یہ دو قسم رحمت کی اس حمد کے ساتھ
مل جاوین اور موجب جزاے مزید کا ہووین عام واسطے مزید عام کے اور خاص واسطے مزید خاص کے

آخرت نوافل اور طاعتوں کے آخرت میں قسم تیسری وہ ہے کہ ضروری ہے اور نفع دینے
والی نہیں جیسے آفات اور امراض دنیا کے اور آخرت میں اس قسم کی کوئی نظیر نہیں
قسم چوتھی وہ ہے کہ نہ نفع دینے والی اور نہ ضروری مثل فقر کی دنیا میں اور عذاب کے
آخرت میں پس جو چیز کہ نفع دینے والی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت
خاص کا ہے اور وہ کہ ضروری ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت عام کا
ہے کہ کل عالم کے ساتھ اوسکا تعلق ہے اور وہ کہ نہ نفع دینے والی ہے اور نہ ضروری ہے
دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تقاضا رحمت اضافی کا ہے یعنی بہ نسبت بعضوں کے جسکی
تفصیل اسکی یہ ہے جو دنیا میں فقر نہو تونگری اور جو لوازم اوس کے ہیں بادشاہت
اور امارت وغیرہ کی صورت ظاہر نہو کیونکہ جب کسیکو کسیکی طرف احتیاج ہی نہو کیوں
کوئی کاروبار کے سرانجام میں ذلیل ہو اور کیوں اپنے اوقات عزیز کو محتاج ایک کے
اوامر و نواہی کے تابعداری میں صرف کرے پس یہ سب منصب برہم درہم ہو جاویں اور بالکل
انتظام عالم بگڑ جاوے اور بکھر جاوے بلکہ بنی آدم کا ایک جگہ رہنا اور جمع ہونا اور ایک دوسرے کی
مدد کرنا بالکل یک قلم جاتی رہے اور خلقت انسانی مثل خلقت جانوروں کے پراگندہ
اور بے سر ہوں پس رحمت اضافی اللہ تعالی کی کہ بہ نسبت ہر منصب اور مرتبہ اور
حرفت اور پیشہ کے کہ تعلق پکڑے ہوے ہے تقاضا کرنیوالے فقر اور احتیاج اور لاحق
مرضوں اور مصیبتوں اور آفتوں کے ہوئی فرض کیا چاہیے کہ جو جہان کے چور نہو تو چوکیدار
کیا کریگا اور اگر بیماری نہو طبیب و عطار و جراح اور سالوتری معطل ہیں کے اور اگر فقر اور
احتیاج نہو بادشاہ بے لشکر اور امیر بے خدمتگار کے اور تاجر بے کماشتے کے اور متصدی بے پیشکار کے
کیا کریں اس جگہ سے حقیقت رحمت الٰہی کی ظاہر ہوئی کہ جو ہر شہر کے آفت مخفی ہے اور باوجود
اس کے آفتیں و بلائیں چلتی پھرتی تمام عالم میں پراگندہ کرتی ہیں بہت بادشاہ قدرت
والے مرضوں میں گرفتار ہیں اور محتاج طبیبوں اور عطاروں اور دوا سازوں کے ہیں اور
بہت فقیر ہیں کہ کسی سے خوف نہیں رکھتے ہیں اور ساتھ امن تمام کے گذارتے ہیں نہ تو
لشکر اور چوکیدار کی نہیں رکھتے ہیں اور بادشاہ اور امیر اور تونگر رشک اون کو کی

تقریر لطیف
اس میں اچھی اچھی سلطنت کی باتیں جو بادشاہ کو اپنی رعایا کے ساتھ برتنا ہے اور جس طرح پر رعایا کو رہنا چاہیے اور انعام و جرمانہ سب کچھ بیان کر دیتا ہے جو رعایا قانون کے بموجب عمل درآمد کرتی ہے اس کو عزت و آبرو کے ساتھ رکھتا ہے رعیت شکر گزاری سے زندگی کے دن بسر کرتی ہے اور اقلیم والے کاموں میں انعام بھی پاتی ہے اور جو رعایا بادشاہ کی عدول حکمی کرتی ہے

لیجاتے ہیں پس مرض بادشاہ کا رحمت عظیم ہے طبیبوں کے حق میں اور مفلسی اور احتیاج
طبیبوں کی رحمت ہے بادشاہوں کے حق میں اور اوپر اسیکے قیاس کرنا چاہیے تمام آفتوں اور
بلاؤں کو کہ ظاہر میں خلاف رحمت کا دکھائی دیتے ہیں ہاں یہ بات ہے کہ کسیکو مخلوقات میں
سے سب قسم کی رحمتیں نہیں دی ہیں ورنہ انتظام عالم کا فاسد ہو جاوے اور صفت قہر اور غضب
کی بے مظہر رہے اسجگہ ایک نکتہ باریک ہے کہ حضرت مریمؑ کو ایک رحمت عطا کی کہ سبب نجات
اون کے کا طعنہ کفار بدبخت کے سے ہوا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً
لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا اور تمام امت مصطفوی کو بھی ایک رحمت عمدہ تر عنایت فرمائی ہے کہ وہ وجود
باجود رسول مقبول کا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ پس کیا بعید
کہ بسبب اس رحمت کے عذاب دوزخ کے سے خلاص ہوں اور وہ چیز کہ متعلق ساتھ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ
کے ہے وہ یہ ہے کہ مقتضا عدالت کا فرق کرنا درمیان نیکی کرنے والے اور بدی کرنے والے اور مطیع اور
عاصی اور موافق اور مخالف کے ہے اور یہ فرق ظاہر نہوگا مگر قیامت کے دن اسواسطے کہ اگر دنیا میں
نیکوں کو نعمت اور دولت اور صحت دیویں اور بدوں کو فقر اور مصیبت اور مرض حوالہ کریں کل
آدمی بالطبع راہ نیکی کا اختیار کریں اور بدی سے پرہیز کریں بباعث طمع حصول دولت اور
عافیت کے اور ایمان کی جہت سے نیکی نہ قبول کریں پس امر تکلیف کا برہم جاوے اور کام
نیک بلا اختیار آدمیوں سے ظاہر ہوویں نہ ساتھ حکم الٰہی کے اسی واسطے دن جزا کا جدا مقرر
کیا اور دن عمل کا جدا تاکہ حقیقت تکلیف اور معاملہ امتحان کا متحقق ہووے جاننا چاہیے کہ اسجگہ
دو قرائتیں صحیح اور متواتر ہیں مالک اور ملک اور دونوں طرح سے پڑھنا اس کا درست ہے لیکن
علما نے بیچ ترجیح کے کلام کیا ہے کہ کونسی قرأت افضل ہے جو لوگ کہ قرأۃ مالک کی پڑھتے
ہیں کئی وجہ سے اس قرأت کو ترجیح دیتے ہیں اول یہ کہ مالکیت عام ہے اسواسطے کہ آدمی اور
غیر آدمی کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے بخلاف ملک اور بادشاہت کے کہ خاص آدمیوں کے ساتھ
ہے دوسرے یہ مالک کو اوپر مملوک کے کمال قدرت ہے اگر چاہے مملوک اپنے کو بیچ ڈالے یا بخشے
بخلاف بادشاہ کے کہ یہ قدرت رعیت کے اوپر نہیں رکھتا ہے تیسرے یہ کہ نسبت مالکیت کی قوی
زیادہ نسبت بادشاہت کی سی ہے اسواسطے کہ مملوک کے تئیں ملک مالک سے نکلنا ممکن نہیں

اور بے دھڑک ہو کر اللہ تعالے سے سوال کرے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم اپنے تئین فقط رحمن
کہتے عظمت بھاری تیرے دل پر غالب ہوتی اور سہل سہل چیزون کا سوال ہمسے بے ادبی جانتا تو اب کہ اپنے
تئین رحمن اور رحیم کہا ہمنے اجازت اور پروانگی دی کہ ہر حاجت خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہمسے طلب کر
اور یہ اُسکا کمال احسان ہو بندون کے اوپر برخلاف عادت بادشاہون اور امیرون اور متکبرون دنیا
کے ایک کتاب مین دیکھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سہل مقدمہ مین عرضی بیچ حضور بادشاہ کے گذری بادشاہ
نے فرمایا کہ اسکو تادیب کرین کہ مقدمات سہل کے تئین سہل آدمیون سے چاہئے طلب کرنی اسجگہ کمال رحمت
الٰہی ظاہر ہوتی ہو کہ بندہ کو ساتھ اس مرتبہ کے دلیر کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ رحمن دلالت کرتا ہو اوپر اُن
نعمتونکے کہ ملنا اُن نعمتون کا بندون سے نہوسکے جیسا کہ زندگی دینی اور قوت شنوائی اور بینائی کی عطا کرنی
اور فرزند دینے اور رحیم دلالت اوپر اُن نعمتون کے کرتا ہے کہ آدمیون کے خیال مین حاصل ہونا اُسکا
آدمیون سے بھی ممکن ہے جیسا کہ تشخیص مرض کی اور معالجہ کرنا ساتھ دوا کے اور تعیین روزینہ کی کرنی
اور جاگیر دینے اور اعانت کرنی بیچ امور معاش اور معاد کے پس گویا فرماتے ہین کہ مین رحمان ہون نطفہ
گندہ کو تو میرے حوالہ کرتا ہو مین اُسکو آدمی خوش قامت اور خوبصورت بناکر حوالہ تیرے کرتا ہون اور تخم
خشک بوسیدہ مجکو سونپتا ہے تو مین اُسکو درخت مع شاخ اور پتون کے پھل لانے والا بناکر تیرے تئین
عطا کرتا ہون اور عبادت ناقص میرے واسطے بھیجتا ہے تو مین اُسکو ایک محل بلند کہ جسمین اور مکانات
اور درخت اور نہرین اُسمین ہون بناکر تیرے حوالہ کرتا ہون اور بھی رحیم ہون مین کہ جو کچھ باپ
اور ما اور خاوند اور مالک اور اُستاد اور پیر اور طبیب اور عطار اور آقا اور مربی تیرے ساتھ کرتے
ہین ہمسے توقع رکھ اور اسی واسطے کہا ہے شعر لکل شیٔ اذا فارقتہ عوض ٭ ولیس لِلّٰہ ان فارقت من
عوض ٭ یعنی واسطے ہر شے کے جسوقت مفارقت ہو جائے تیری اُس سے بدل ہو اور نہین ہو واسطے اللہ کے
اگر مفارقت کرے تو اُس سے کوئی بدلا۔ اس جگہ ایک شبہ ہے بہت مشکل اور وہ یہ ہے کہ جو وہ رحمن
اور رحیم ہے پس کسواسطے اُس نے بُری چیزین اور قباحت کی باتین پیدا کرین اور افعال ذمیمہ اور بلا
لگے اور غم اور طرح طرح کے سوچ اور فکر اور حاجتین ساتھ ہمارے لگائین اور یہ کیا تقاضا رحمت کا ہے
جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت مین کوتہ نظری ہماری ہے کہ ان چیزون کو خلاف رحمت کا جانین
اگر باپ شفیق بیٹے کے تئین تادیب نکرے البتہ رحمت کے موافق اُس نے کام نکیا اور ظاہر مین دیکھ

صورت عذاب کی ہے لڑکی سے پوچھنا چاہئے کیا اوس پر گذرتی ہے جسوقت صبح کے وقت
اوٹھتا ہے اور اوسکو گھر میں سے مجلسوں سے علیحدہ کرکے مکتب میں لیجاتے ہیں اور معلم مکروہ صورت
کہ کوڑہ ہاتھ میں ہے اور چین پیشانی پر پڑی ہوئی ہے اوسکے حوالہ کر دیتے ہیں اور وہ اوستاد اوسکو
فرصت ایک لحظہ کی نہیں دیتا ہے کہ تھوڑا سا کھیل میں مشغول ہو کر آرام کرے پھر جب دن جمعہ کا آتا
ہے اس بلا سے خلاصی ہوتی ہے حجام کے حوالہ کرتے ہیں کہ ناخن و بال اوسکے مونڈے پھر جب گھر میں
آوے پانی گرم سے اوسکو غسل دیتے ہیں اور میل بدن سے کیسہ ملکر دور کرتے ہیں اور جو کہیں اوسکو صورت
بدہضمی کی ہو جاتی ہے پانی اور کھانا اوسکا بند کرتے ہیں تمام گھر کو دیکھتا ہے کہ کھانے لطیف اور
شربت لذیذ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور یہہ ایک لقمہ اور ایک گھونٹ کے واسطے ترستا ہے اور ہر چند
فریاد کرتا ہے کوئی نہیں سنتا ہے پس یہہ باتیں صورت کمال عذاب کی ہیں اور حقیقت میں عین رحمت
ہے من لم یؤدبہ الابوان ادبہ الملوان اگرچہ طفل ناقص العقل ہرگز نہیں سمجھتا ہے کہ یہہ سب کچھ
اسکے حق میں رحمت ہے پس جو کچھ روز و شب جہان میں محنت و بلا ہے حقیقت میں رحمت و نعمت
ہے عسی ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم و عسی ان تحبوا شیئا و ھو شر لکم واللہ یعلم و انتم لا تعلمون قصہ
حضرت موسی اور حضرت خضر علیہما السلام کا عبرت کے واسطے اس مقام میں کافی اور شافی ہے
جس جگہ ایسے پیغمبر اولو العزم کے تئیں اسرار بعضے فعلوں الہی کے ظاہر نہوں اور
حضرت خضر کے اوپر انکار سے پیش آوے دوسروں کو کہ اب تک کشف ظاہر عالم کا بھی
میسر نہیں حکمتیں اللہ تعالی کی معلوم کرنی کیوں کر ممکن ہو طریق عام و خاص کا یہہ کہ اوسکو
رحیم مطلق اور رحمن برحق اعتقاد کریں اور اپنے تئیں مثل طفل ناقص العقل کے عاقبت
میں پہچانیں کہ ہرچند وہ لڑکا کوشش کرے ہرگز وجہ تعذیب اور تادیب والدین کے
نہیں سمجھتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ جو چیزیں دنیا اور آخرت میں خلق پر وارد ہوتی
ہیں چار قسم کی ہیں قسم پہلی یہہ ہے کہ نافع بھی ہو اور ضروری بھی ہو جیسا دم لینا دنیا میں
کہ جو لحظہ بھر دم رک جائے اور ٹوٹ جاوے آدمی مرجاوے اور مثل معرفت الہی کے بیچ
آخرت کے کہ جو ایک لحظہ دل سے دور ہو مستحق عذاب ہمیشگی کا ہو قسم دوسری وہ چیز ہے کہ نفع
دینے والی ہے اور ضروری نہیں جیسا کہ مال دنیا میں اور کثرت علوم اور معرفتوں کے اور

حاصل یہ ہے کہ حمد اگرچہ کیسی ہی پوری اور کامل ہو لیکن کیا ممکن کہ اُس کی نعمتون کی کہ پیدا
ہے ذمہ اسکے ہین مکافات کر سکے پس اسی سے لازم آیا کہ جب حمد نے اُس کی نعمتون کا حق
نہ کیا لائق جزاے مزید کے کیونکر ہو۔ اسواسطے دو بارہ رحمتین ذکر کین کہ ان رحمتون کے
سبب سے جزاے مزید حامد کو عطا کی جاوے اور یہ بھی اشارہ دو بارہ ذکر کرنے مین ہے
کہ جیسے رحمت دنیا کی دو قسم ہے ایک عام کہ وہ ایجادی ہے اور خاص کہ تفضیلی ہے یعنی ساتھ
انعام بزرگ کے مشرف کرنا کہ بعض خاص لوگون کے واسطے ہو ایسی ہی رحمت آخرت کی بھی
دو قسم کی ہے ایک عام ہے کہ جسکے سبب سے نجات عذاب سے ہووے اور دوسری خاص
کہ جس کے سبب سے قرب الٰہی حاصل ہو اور اسکی طرف بھی اشارہ نکل سکتا ہے کہ رحمت اللہ
تعالے کی سبب حمد اسکیکا ہے بلا واسطے خاص سبب حمد خاص کا ہو اور عام سبب عام کا اور یہ
وہی رحمت سبب عبادت کا ہے اگر مضمون مالک یوم الدین کا ملاحظہ کیا جاوے رحمت عامہ واسطے
عبادت عامہ کے اور خاصہ واسطے عبادت خاصہ کے پس حمد کے تئین ساتھ دو وجہ کے ضرور
جاننا چاہیے اول یہ کہ مقتضاے رحمت کا ہو اور دوسرے یہ کہ مقصود عبادت سے بھی حمد ہے
اور عبادت مقصود ہے انسان کے پیدا کرنے سے اور انسان کا پیدا کرنا مقصود ہے پیدایش تمام
جہان کی سے اور بعضون نے کہا ہے کہ رحمٰن اور رحیم کے معنی ایک ہین جیسے ندمان اور ندیم
کے پس جمع کرنا دونون لفظون کا تاکید کے واسطے ہو جیسا کہ کہتے ہین کہ فلانا تیز اور تند ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ رحمٰن مین مبالغہ زیادہ ہے رحیم سے اسواسطے کہ رحمٰن مین پانچ حرف
ہین اور رحیم مین چار حرف اور زیادتی لفظون کی دلالت کرتی ہے اوپر زیادتی معنون کے اور
اسیواسطے رحمٰن خاص ہوا ساتھ ذات پاک باری کے غیر کے اوپر بولا نہین جاتا ہے اور بسبب
اسمیت کے حکم علم کا اس نے پیدا کیا ہے اسواسطے جو کوئی غیر اللہ تعالی کو رحمٰن کہے کافر ہو جاوے
اور مبالغہ کہ رحمٰن مین پایا جاتا ہے تین طرح سے سمجھنا چاہیے اول باعتبار کثرت افراد رحمت
ایجادی کے دوسرے باعتبار کثرت افراد مرحومین کے اور یہ دونو قسم کے مبالغے زیادتی
کمیت کی ہے تیسرے باعتبار زیادتی کیفیت کے کہ اسم رحمٰن کا خاص ہے ساتھ رحمتون
بڑی کے کہ ہمیشہ ہون اور جو کوئی کہتا ہے کہ رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیم الآخرۃ

اشارہ طرف ایک کے انہین تین وجہ مبالغہ کی طرف ہے اور بعضون نے کہا کہ رحمٰن الدنیا
و رحیم الآخرۃ اسکی وجہ یہ ہے کہ رحمت دنیا کی عام ہے نیک اور بد اُسمین شریک ہین
بخلاف رحمت آخرت کے کہ خاص مومنین کے واسطے ہے پس اس وجہ سے رحمٰن مین مبالغہ کمال پایا
اور یہ بھی کہا ہے کہ رحمن باعتبار لفظ کے خاص ہے اور باعتبار معنی کے عام اسواسطے کہ سوائے
ذات باری کے دوسرے کو رحمن نہین کہا جاتا اور خالقیت اور رازقیت اور نفع رسانی کہ
معنی اسکے شامل ہین تمام موجودات کو اور رحیم باعتبار لفظ کے عام اور باعتبار معنی کے
خاص اسواسطے کہ مخلوقات کے اوپر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہتے ہین فلانا رحیم ہے اور
لطف اور توفیق کہ معنی اسکے ہین خاص مومنین کیواسطے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ رحمن مین
اشارہ طرف ظہور رحمت اُسکی کے ہے اوپر اہل آسمانون کے اور رحیم مین اشارہ ہے طرف
نزول رحمت اُسکی کے اوپر اہل زمین کے ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جو اُس سے
سوال کرین پورا کرے اور رحیم اُس کو کہتے ہین کہ جو اُس سے کچھ نہ طلب کرین ناخوش
ہو اور غصہ مین آوے اور بعضون نے کہا ہے کہ نعمتین طرح طرح دنیا اور آخرت کی آثار
رحمت رحمانی کا ہے اور دور کرنا بلیات کا اور آفات دارین کا بسبب رحمت رحیمی کے ہے اور
ہر تقدیر پر اگر رحمٰن ابلغ رحیم سے ہے پس بیچ ترتیب ان اسماء کے کہ اول اللہ کو ذکر کیا پھر
رحمن کو پھر رحیم کو مناسبت تنزیلی ہے یعنی درجہ بدرجہ ذکر ہے کہ پہلے ذکر اسم ذات کا
کیا پھر ذکر اُس اسم کا اسماء صفات مین کیا کہ مانند اسم ذات کی ہے بیچ اختصاص کے کہ اور کے
اوپر اطلاق نہین ہوتا بعد اسکے اسماء صفات مین سے ایسے اسم کا ذکر فرمایا کہ وہ عام ہے
لیکن اسجگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن کا کہ دلالت اوپر کمال کے کرتا ہے ذکر ہو گیا
پھر حاجت ذکر رحیم کی کیا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ذکر رحیم کا ارداف اور تتمیم کے قبیل سے
ہے یعنی جو رحمت کہ اس مین مندرج نتھی لفظ رحیم کے ساتھ اُسکا ذکر کیا اس واسطے کہ لفظ
رحمن کا شامل ہے نعمتون بزرگ اور کلیات اور اصول منافع کو اور لفظ رحیم کا نعمتون حقیر اور
جزئیات اور فروع کو شامل ہے اور یہ تتمیم اسواسطے کی گئی تا کہ بندہ کو بیچ مانگنے حاجتون
چھوٹی چھوٹی کے مثل نمک کے اور پاپوش کے اور گھاس جانور کے جناب آلہی سے شرم دامنگیر نہو

اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہوئے بادشاہ کے سے ساتھ اختیار اپنے کے نکل جاوے
چوتھے زیادتی مرتبہ مالک کی بہ نسبت مملوک کے اعلیٰ ہے زیادتی مرتبہ بادشاہ کی سے نسبت
رعیت کے اس واسطے کہ مملوک کمتر و بہ عہد ہے رعیت سے پس غلبہ اور قہر مالکیت میں زیادہ
ہوتا ہے بادشاہت سے پانچویں غلام کو خدمت مولیٰ کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت بادشاہ
کی واجب نہیں چھٹی غلام بغیر اذن مالک کے کچھ نہیں کر سکتا بخلاف رعیت کے کہ بدون
پروانگی بادشاہ کے کام کر لیتی ہے ساتویں بندہ کو طمع خداوند سے لازم ہے اور بادشاہ کو
رعیت سے طمع ہوتی ہے آٹھویں نہایت اس چیز کا کہ بادشاہ سے امید ہے عدل اور انصاف ہے
اور ہیبت اور سیاست اور غلام کو کہ مولا اپنے سے امید ہے طرح طرح کی چیزیں ہیں خوراکا اور پوشاک
اور پرورش اور مہربانی اور رحمت پس توقعات مالک کی میں زیادہ تر امید جناب الٰہی میں نکلتی ہے
اور آدمی کو احتیاج طرف بخشش و تربیت اور مہربانی اس کی عادت کے زیادہ ہے احتیاج ہیبت اور
سیاست اور عدل اور انصاف سے جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے یا عبادی کلکم جائع الا من
اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوتہ فاستکسونی
اکسکم یعنے اے میرے بندو سب تم بھوکے ہو مگر جو شخص کہ اسکو کھلاؤں نہیں پس کھانا مجھ سے
مانگو تم تاکہ کھلاؤں میں تم کو اے میرے بندو سب تم برہنہ ہو مگر جسکو پہناؤں میں اسکو پس مجھ سے پوشاک کی درخواست کرو تم تاکہ
پوشاک دوں میں تم کو نویں بادشاہ جس وقت مجبوات لشکر اپنی کی لیتا ہے بڈھے اور ضعیف اور شکستہ
اور مریض اور عاجز کو نظر سے دور کرتا ہے اور مالک جس وقت تفحص غلاموں اپنے کا کرتا ہے اپنے ضعیفوں
مریضوں اور بڈھوں کے زیادہ تر رحمت فرماتا ہے اور سبب معالجہ اور اعانت کے مشغول ہوتا ہے
پس مرتبہ مالک کا بہتر مرتبہ بادشاہ کے سے ہے دسویں مالک میں ایک مرتبہ ہستی ہے جس کا [illegible]
پس اس کے پڑھنے میں ثواب بیا وہ ہو گیا ہوں قیامت میں بادشاہت ہوں گے اور سیاست [illegible]
اپنی کے گرفتار اور مالک سوائے خدا کے کوئی نہوگا گیارھویں بندہ کو ساتھ خداوند اپنے کے اتصال ہے
رعیت کے اتصال کو ساتھ بادشاہ کے اسی واسطے فقہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب خداوند کسی غلام کا نیت
کی کرے نیت اقامت کی کرے تو غلام بھی بے اختیار مسافر اور مقیم ہوتا ہے بخلاف رعیت کے اور جو لوگ لفظ ملک
میں کہتے ہیں کہ ہر بادشاہ مالک ہے اور ہر مالک بادشاہ نہیں ہے پس وصف بادشاہی کو بہ نسبت مالکیت کی ہی [illegible]

بادشاہ کا اوپر مالک کے نافذ ہے اور حکم مالک کا اوپر بادشاہ کے نافذ نہیں اور بھی سیاست بادشاہ کی
اقوی اور اتم اور اشمل اور اعم ہے ہزار مالک مقابلہ ایک بادشاہ کا نہیں کر سکتے اور مالک بہت شہروں میں موجود
ہیں اور بادشاہ سوائے ایک شخص کے نہیں ہوتا ہے اور لفظ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ کا دلالت اوپر مالکیت کے کرتا ہے
پس اگر اس جگہ بھی لفظ مالک پڑھا جاوے تکرار لازم آتا ہے اور بھی لفظ مالک تو دونام حسنی میں واقع ہوا اور
مالک دوسری جگہ نہیں ہاں مَالِكُ الْمُلْكِ تو وہ نام میں موجود ہے کہ بمعنی مالک کے ہے اور بھی لفظ ملک کا بیچ آخر قرآن
کے مذکور ہے یعنے ملک الناس اور ختم کلام کا شرف چیز پر ہوتا ہے پس شروع کلام کا بھی ساتھ اوسی چیز کے
مناسب دکھائی دیتا ہے اور اطاعت بادشاہ کی اوپر کل کے واجب ہے اور اطاعت مالک کی واجب نہیں مگر اوپر
مملوکوں اوس کے کے یہ مذکور وجوہ ترجیح دونوں قراتوں کا تھا اور ان وجہوں میں بحثیں ہیں پہلے قرأت کی وجوہ
میں اس سبب سے بحثیں ہیں کہ بادشاہت کے ساتھ غیر آدمیوں کے تعلق نہیں پکڑتی وجہ اوسکی یہ ہے کہ سوائے
آدمیوں کے اور چیزیں سر امر اور نہی بادشاہ کی کا نہیں سمجھتے ہیں اور باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام
کو عام بادشاہی بھی حاصل تھی اور بادشاہت میں ساتھ ایک حد کے عموم تھی اس واسطے کہ بادشاہ کو غلبہ اور
تصرف اوپر غلاموں اور دیگر اشخاص کے حاصل ہوتا ہے اور اوپر اور لوگوں کے اختیار کامل ہے اور رعیت کو نگلنا
ولایت بادشاہ کی سے اوس صورت میں ممکن ہے کہ ولایت اوسکی عام نہ ہو اور اس جگہ جو اضافت طرف یوم الدین
کے واقع ہوئی عام ہونا ولایت کا سمجھا گیا اور غلام کافر حربی کے واسطے جائز ہے کہ دار الاسلام میں بھاگ
کر چلا آوے اور ملک مالک سے باہر ہو بلکہ اسکو شرعاً جائز ہے کہ مولا اپنے کو مغلوب کر کے غلام بنا لے اور جیسا
کہ غلام کے تئیں خدمت آقا اپنے کی واجب ہے ایسی ہی رعیت کو فرماں برداری حکم بادشاہ کی واجب ہے اور یہ
بھی ایک قسم خدمت سے ہے اور غلام کو کبھی مستقل ہونا بیچ کسب کرنے کے ساتھ اجازت مولی کے حاصل ہوتا
ہے چنانچہ فقہ میں عبد ماذون کی بحث میں مذکور ہے اور رعیت کو اخذ کرنا حقوق اور اجرائے حدود اور قصاص
کا بدون اذن بادشاہ کے متصور نہیں اور خاوند اور مولی کو ہر چند کہ طمع غلام کے مال میں نہیں ہے لیکن بیچ خدمت
غلام کے اور منافع میں ہمیشہ طمع رکھتا ہے اور بھی مولی کو اوپر غلاموں اپنے کے ہیبت اور سیاست ہوتی ہے اور
عفو اور مہربانی اور حرمت اور تربیت کی بادشاہ سے بھی رعیت کو ضعیف آدمیوں کو امید ہوتی ہے کہ ذمہ بادشاہ
کے واجب ہے کہ ضعیفوں کو کھانا کپڑا اور دوسرے حوائج ضروری اول صدقے کے سے پہنچاوے اور باوجود اسکے تمدن اور اجتماع
مقابلہ ہیبت اور سیاست کی زیادہ ہوتی ہے اور اسی واسطے بادشاہ رعیت کو دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے

فلانا ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ روز صفین کے ایسا ایسا واقع ہوا اور روز خندق کہ ایسا اتفاق پڑا حالانکہ
یہ مدتیں مہینوں اور دنوں کی تھیں پس اسجگہ جو یوم کی اضافت طرف دین کی کی گئی معلوم ہوا مراد اس سے
مطلق وقت ہے اور حد اوسکی ابتدا نفخہ ثانیہ سے ہے اور انتہا اوسکی یہ ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی
دوزخ میں چلی جاویں اور اگرچہ اس درمیان میں وقائع بہت اور حالات بیشمار ہوویں گے لیکن مقصود سب
چیزوں سے جزا ہی ہے اسواسطے اضافت یوم کی طرف دین کے کی گئی اور دین کے معنی جزا کے ہیں اور ہر چند کہ بعضی
وقتوں میں دنیا میں بھی صورت جزا کی پائی جاتی ہے مگر اصلی جزا کا انعام صرف اور انتقام صرف دنیا میں
نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے جو انعام کہ دنیا میں پایا جاتا ہے ملا ہوا ساتھ ایک نوع انتقام کے ہے
اور ایسے ہی جو انتقام کہ دنیا میں ہے ملا ہوا ہے ساتھ طرح طرح کے انعاموں کے باقی رہی یہ بات کہ حمد کو
اوپر اس مالکیت کے کسواسطے متعلق کیا اور مالکیت کی جہت سے استحقاق حمد کا کسواسطے ہے جواب یہ ہے
کہ اوس دن میں بزرگی فضل اور احسان خالق تعالی کی کمال مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوگی کہ ایک کلمہ پر
اور ایک عمل ایک ساعت کے ثواب غیر متناہی کہ ہمیشہ باقی رہے عنایت فرما دیگا اور ایسے ہی کمال عدل
اوسکا اوس دن ظہور فرماویگا کہ فرق کرنا درمیان نیک اور بد کے مقتضا ہے کمال حکمت کا ہے اور اسوجہ سے
بھی مالکیت جزا کی سبب استحقاق حمد کا ہو سکتی ہے کہ جزا فی نفسہ ایک بڑی عمدہ نعمت ہے کہ اصلاح ظاہر اور باطن
کی کرتی ہے اور حجابوں تاریکی کو کہ بیچ شہوت اور غضب کے جمع ہو جاتے ہیں دفع کرتی ہے اور حال تمدن
اور اجتماع کا ساتھ اوسکے سر انجام پاتا ہے اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مالک یوم الدین ایسی صفت ہے
کہ رتبہ اوسکا بعد رحمن و رحیم کے ہے اسواسطے کہ رحمت خاص حقیقت میں سعادت ہمیشگی کی ہے کہ ظہور اس
سعادت کا دن جزا کے ہوگا اور ربوبیت کی بھی مالک یوم الدین فرع ہے اسواسطے کہ انجام ربوبیت
کا اصلاح کرنا ظاہر اور باطن انسان کا ہے تا کہ سعادت ابدی کی طرف پہنچا دے اور ربوبیت مقتضا ہے
الوہیت کا ہے پس ہر صفت کو اوپر صفت اوپر والی اپنی کے ترتب ہے یعنے مافوق والی کے سبب سے
وجود نیچے والی صفت کا ہے اب جاننا چاہئے کہ اس سورہ میں دو مضمون ہیں ایک حمد اور ثنا کہ
زبان بندہ کی سے جناب الہی میں معروض ہوتی ہے دوسری خواہش اور چاہنا مطلب کا کہ بعد حمد اور ثنا کے
منظور ہے اور اس سورۃ میں پانچ نام اللہ تعالی کے ذکر ہوئے ہیں اللہ - رب - رحمن - رحیم - مالک یوم الدین
کہ اس کو اور بیان کہ ایک معنی ہیں اور ان پانچوں ناموں کو ساتھ دونوں مضمونوں کے کمال ربط ہے ربط حمد کا ساتھ

نعمتوں کے تقاضائے ربوبیت کے پرورش کیا پھر گناہ او عیب اوسکے تئیں پوشیدہ رکھے
اور سوا انکے پایا اور یہ مقتضائے صفت رحمانیت کا ہے پھر گنجایش توبہ کی دی اور اگر توبہ کرے تو قبول کرے
اور بخشے اور یہ بمقتضائے صفت رحیمی کے ہے پھر موافق اعمال اوس کے جزا دیگا اور یہ مضمون مالك
یوم الدین کا ہے اب بیان اوس چیز کا ہوتا ہے جو ایاك نعبد سے تعلق رکھتی ہے اس کلمہ میں تقدیم مفعول
کی فعل کے اوپر ہے اور اہل عربیت کے نزدیک تقدیم مفعول کی اختصاص کا فائدہ دیتی ہے یعنی کسی کی سوا
تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں ہم اور اگر مفعول کو مقدم نکریں اور نعبدك کہا جاوے تو اختصاص
نہیں سمجھا جاتا ہے اور وجہ خاص ہونے عبادت کی اوسکی ذات پاک کیواسطے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی
نہایت تذلیل ہوتا ہے واسطے نہایت تعظیم غیر کے جو اختیار سے ہو اور یہ حقیقت عبادت کے معنوں میں یہ قیدیں
معتبر ہوئیں پس جو تذلل کہ اختیار سے نہو بلکہ کسی کے زور سے وہ تذلل ہوا تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور ایسے
ہی مسخرا اور تھوڑی تعظیم کو کہ نہایت درجہ کی نہو اوسکو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی جو تذلل کہ بلا اختیار
پایا جاوے بھی عبادت میں شمار نہوگا اور عبادت حقیقی کے لائق کوئی نہیں مگر وہ ذات کہ جسکی طرف سے نہایت
درجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس وہ ذات اللہ تعالی کی ہے کہ کمال درجہ انعام کا اوس کا کام ہے تفصیل
اسکی یہ ہے کہ بندہ کے تین حال ہیں ماضی اور حاضر اور مستقبل ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ پر ایک
وقت کہ نیست و نابود تھا اوسکو عدم سے طرف وجود کے لائے وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ
شَيْئًا پھر بیچ حالت نطفہ ہونیکے مردہ تھا اوسکو زندہ کیا كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ پھر جاہل تھا اوسکو
تعلیم کیا اور اسباب علم کے کہ حواس و عقل ہیں اوسکو بخشے أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا
تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ اب پھر حاضر یعنے حال بالفعل کا پس
حاجتیں اوسکی حد شمار سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کر لی
چاہئیں کہ کس قدر پہنچتی ہیں اور باوجود گوناگون تقصیروں اور نافرمانیوں کے کہ ہمیشہ
اوس سے سرزد ہوتی ہیں حاجتیں اوس کی رفع ہوتی چلی جاتی ہیں اور بکمال فضل و احسان
سے کاربراری اوسکی ہوتی رہتی ہے اب پھر حال آیندہ کا پس ابتدا موت سے پہنچنے جنت تک
طرح طرح کے انعام اور بچنا انواع عذاب سے اوسکی ذات سے امید ہے تیس بندے کو کسی حال
میں جائے پناہ سوائے ذات اوسکی کے نہیں پس بندہ کی عبادت کا بھی مستحق وہی ہے

پس عقل ایک نعمت ہے کہ واسطے معرفت کے دی ہے اور آلات جسمانیہ ہاتھ پاؤں وغیرہ اسواسطے عطا کئے ہیں کہ انسان
کی عبادت میں انکو مشغول رکھے اور عبادت نگہبان معرفت کا ہے اگر عبادت نہو تو تخم معرفت کا محفوظ نہیں
رہتا بلکہ اگر تامل کیا جاوے حاصل آدمی کا معرفت ہے اور عبادت اوسکا ثمرہ اور بڑھانا اوسکا ہے اسواسطے
کہ حضور اور توجہ نہایت کامل ہو جاتا ہے اگر عمل بدن کے موافق عمل قلب کے ہوں اسواسطے کہ آپسمیں ان
دونوں کو نہایت ارتباط ہے ہر عمل دل کے کو تاثیر ہے بیچ عمل بدنی کے اور ہر عمل بدنی کو تاثیر ہے بیچ عمل قلبی کے
پس انسان کہ پیدا کیا ہے واسطے معرفت اور عبادت کے ہے اگر یہہ دونو چیزیں ترک کردے حقیقت میں
انسان نہیں اسجگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسا کہ مقتضائے حکمت کا ہے ایسا ہی صورت انسان کی بھی
تقاضا عبادت کو کرتی ہے اور اگر کوئی ملحد شبہ کرے کہ حاجت شرع کی کیا ہے معرفت میں اور عبادت میں عقل
بھی کفایت کرتی ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ عقل کو اوپر طور اوسکے کے نہیں چھوڑا ہے بلکہ اوسکے ساتھ وہم اور خیال
لگا دیے ہیں اور یہہ دونو عقل سے جھگڑتے رہتے ہیں شاید کہ صرف غلطی میں آکر اوس طرف چل جاوے اسواسطے
اسکی تائید شرع سے کر دی ہے تا کہ عقل ادراک بعض امور سے کہ معرفت اور عبادت میں ضرور ہیں عاجز
نہو پس عقل بمنزلہ بصارت کے ہے اور شرع بمنزلہ شعاع آفتاب کے کہ بدون اسکے دیکھنا اشیا کا اچھی طرح
ممکن نہیں اور بھی آدمی زندگی اپنی میں محتاج طرف اس بات کے ہے کہ آپسمیں آدمی ایک دوسرے کی مدد کریں
اور معاملہ جاری کریں اور اسکی زندگی ایسی نہیں جیسے جانور زندگی اپنی کرتے ہیں کہ اون کو حاجت
طرف مدد ہم جنس اپنے کے نہیں اور انسان کو اسی واسطے مدنی الطبع کہتے ہیں یعنے اس کی طبیعت اسطرح
پر مخلوق ہوئی ہے کہ آپس میں ملکر رہیں اور ایک جگہ رہنے سہنے کا اور اجتماع کا اور معاملات اور معاوضہ
کا کہ آپسمیں جاری ہے پائدار اور مضبوط نہیں جبتک کہ قاعدہ عدل کے مقرر نہوں اور اتفاق آدمیوں کا اوپر
قاعدوں عدل کے حاصل نہیں ہوتا ہے جبتک یہہ نہ جانیں کہ یہہ حکم خدا کا ہے اور اس سے پھرنا نہ چاہئے اور
یہہ بات حاصل نہیں ہوتی جبتک امید ثواب کی اور خوف عذاب کا نہو اور امید اور خوف دلمیں اس وقت
پائدار اور محکم نہیں ہوتا ہے کہ صفات اوسکی کرات اور مرات دل پر گذرتے رہیں اور دل میں ہمیشہ صفات کا
رہنا نہیں ہوسکتا مگر اسطرح پر کہ افعال جوارح بھی اوسکے ہمراہ ہوں اور اسی کا نام عبادت ہے اور بہی
کمال انسان کا یہہ ہے کہ آئینہ دل کا صفائی اور روشنی قبول کرے اور مقابل نظر اوسکے کے ہو اور نہایت صفائی
دل کی ہے فرشتوں کے ساتھ ملجاوے اور اگر اسطرح نہو تو زنگ آئینہ دل کے بسبب پیروی کرنے

تو ہوش نفس کے بڑھتی جاوے گی اور چوپایوں کی طرح کھیتا پھرے گی اور صفائی آئینہ دل کی حاصل نہ ہو
کہ ساتھ مجاہدہ کے اور حقیقت مجاہدہ کی اونکا لا دینا اور دور کرنا آلائشوں اور ماضیوں کا ہے کہ جاریاں
ہیں اور روح کو وقت جدا ہونے کے کمال الم پہنچاتے ہیں اور تاریکیوں اور معاصی کا دور کرنا اور دور کرنا
بغیر عبادت کے متصور نہیں اور ہمیشگی عبادت کی ایسی شے ہے کہ دل کو ہمیشہ بھلا ہے کہ نورانی کر دیتی ہے
زبان کو ذکر کے ساتھ مشرف کرتی ہے اور اعضا و جوارح کو خدمت کے ساتھ زیب و زینت دیتی ہے
پس عبادت ظاہر میں تو ایسی ہوتی ہے لیکن باطن میں کمال فرحت و زینت ہے اور باوجود اسکے جو کوئی
عبادت میں توجہ دل کے ساتھ مشغول ہوتا ہے ایسی لذت اور خوشی اوسکو حاصل ہوتی ہے کہ بیان میں نہ
آوے ٹھنڈک آنکھوں کی اور روشنی دل کی اور خوشی روح کی سب اسمیں موجود ہیں اور جو کوئی انکار
لذت عبادت کا کرے اوسکی مثال نامرد کی ہے کہ لذت جماع کی جانتا نہیں سو اسلئے انکار کرتا ہے
یا مثل اندھے مادرزاد کی ہے کہ دیکھنے کی لذت کا منکر ہے اور حقیقت عبادت کی انتقال کرنا
کے سے طرف عالم مجرد کی اور سفر کرنا ظلمت خانہ خلق سے طرف حضرت نور حق کی اور مشاہدہ جمال
بلکہ ثابت کرنی نسبت امکان کی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ عبادت باعث کھل جانے دلوں کا ہو
ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اسکی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ف اس آیت
اول ذکر ضیق صدر کا فرمایا بعد اوسکے مرہم چند ذکر کیا ایک تسبیح کا چنانچہ لفظ فسبح کا دال
کرنا دوسرے تحمید کا جیسا لفظ بحمد ربک سے سمجھا جاتا ہے تیسرے سجود کا چنانچہ لفظ من الساجدین
کا دال ہے چوتھے عبادت کا جیسا کہ لفظ واعبد ربک سے نکلتا ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت
تنگی دل کی دور کرتی ہے اور کھلنا دل کا اسی سے حاصل ہوتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ عبادت
ہٹا دیتی ہے آدمی کو خلق سے اور متوجہ کرتی ہے طرف حق کے اور اسی سے تنگی دل کی جاتی رہتی ہے
ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا پڑھا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول اللہ تعالیٰ کا اَفَمَنْ شَرَحَ
صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کہا میں نے یا رسول اللہ کس طرح کھل جاتا ہے دل او
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت داخل ہوتا ہے نور دل میں کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے
میں نے نشانی اسکی کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور

تفسیر جلالی

ہیں اور اکثر لوگ ہوں آنکھ بار سمجھ میں آئی کہ ہیں وہ باتیں نئی طرح اختیار کروں ایک تو قرآن کا ترجمہ اس وقت کے محاورے کے بموجب بلا لحاظ تقدیم و تاخیر عبارت قرآن مجید درست کر دیا کہ عام فہم ہو جاوے یہ وہ بات ہے جسکے لیے چند جگہ عبارت سے زیادتی بھی کر دی گئی ہیں دوسرے اسکی تفسیر حل لغات

کے واسطے وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے۔

والتاهب للموت قبل نزول الموت یعنے رجوع کرنا طرف گھر ہمیشگی کے اور دور ہونا گھر فریب
کے سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنے کے پہلے آنے موت سے نقل ہے امام ابی حنیفہ
رضی اللہ تعالی عنہ کے حالمیں ایک روز ایک سانپ چھت میں سے گرا جتنے آدمی وہاں موجود تھے
بسبب خوف کے بھاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے اونکو اوسکے گرنے کی خبر بھی نہوئی
اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر کے حالمیں لکھا ہے کہ ان کے کسی عضو میں ایک زخم تھا اور حاجت
اوسکے کاٹنے کی پڑی پس جسوقت نماز پڑھنی اونھوں نے شروع کی اوس عضو کو کاٹ لیا اور
اون کو بسبب کمال استغراق کے معلوم بھی نہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت نماز
شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک سے ایسی آواز سنتے تھے کہ ہانڈی کپتی ہوئی جوش کر رہی ہے اور جو شخص
ان باتوں کو بعید سمجھے پس چاہیے کہ مضمون اس آیت کا فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ معلوم کرے
جبکہ عورتوں کا یہہ حال ہوا کہ بسبب دیکھنے جمال یوسف علیہ السلام کے اپنے وجود سے غافل ہوئیں اور ہاتھ کاٹ
ڈالے اور حضرت یوسف علیہ السلام مخلوقات الہی سے ہیں اگر بسبب عظمت الہی کے اور ہیبت اوسکی کے انسان کے دل پر
غالب ہو جاوے کیا عجب ہے کہ اپنے وجود سے غافل ہو کر بیخود ہو جاوے اور اوسکی مثال یہہ ہے کہ جو شخص بادشاہ ہیبت
ناک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور بیٹے اوسکے اور یار اوسکا اور سب لوگ موجود ہوتے ہیں اور وہ اونکو دیکھتا ہے مگر
بسبب غلبہ وحشت اوس بادشاہ کے اون کو نہیں پہچانتا اور بالکل شعور اوسکا جاتا رہتا ہے جسوقت بادشاہ مجازی کے
روبرو یہہ حال ہو لائق ہے کہ سامنے بادشاہ حقیقی کے اس سے بڑھکر حال ہو جاوے یہہ سب تفسیر کبیر میں مذکور
ہے باقی یہہ بات ہے کہ لفظ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ساتھ کیا مناسبت اور ربط ہے کہ اوسکے پیچھے اوسکو ذکر کیا
کیا جواب اوسکا یہہ ہے کہ عبادت کی تین وجہیں ہیں ایک یہہ ہے کہ واسطے رغبت حور و قصور اور باغوں اور نہروں کی
عبادت کیجاوے اور یہہ حقیقت میں معاملہ اور مبادلہ ہے اسواسطے کہ جو شخص صاحب عقل ہو یقینا جانے کہ دنیا اور
اور لذتیں اور اسباب اسکے سب فانی ہیں اور طرح طرح کے رنج اور نقصان اسمیں موجود ہیں اور ایک جہان
دوسرا بہتر اس سے اور ہمیشہ رہنے والا کہ کبھی اوسکو فنا نہیں آگے آنے والا ہے پس ایسا شخص اوقات عزیز اپنی
کو فعل رفانی سے ہٹا کر یہہ حاصل کرنے اوس باقی کے خرچ کرتا ہے اور ثمرہ اس عبادت کا نہیں حاصل ہوگا مگر روز
قیامت کے اسواسطے کہ تمام فنا تمام ثواب کے اوسی دن حاصل ہونگے دوسری یہہ کہ خدا کے ڈر سے عبادت کرے اسواسطے
کہ تمام انبیا ڈراتے چلے آئے ہیں کہ جو بندے عبادت نکریں تو لائق عذاب کے ہوویں اور خبر ایک آدمی کو نہیں

بھگادیتی ہے قال اللہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم
مبصرون پس بندہ کو چاہئے کہ پہلے عبادت ہو کر معبود کا بجا لاوے تاکہ شیطان کہ جو عبادتکا ہر سبب
سستی لانے اور غافل کرنے کے نقصان نکرسکے اور عبادت اوسکی محفوظ رہے اور بھی یہہ جاننا چاہئے کہ عبادت
کرنیوالا ایک آدمی ہے اور صیغہ نعبد کا واسطے جمع کے ہے یعنی ہم سب عبادت کرتے ہیں اس صیغہ کے
لانے میں کیا حکمت ہے نکتہ یہہ ہے کہ بندہ عبادت ناقصہ اپنی کو بیچ عبادتوں کاملہ تمام عبادت کرنیوالوں
کی ملاکر بیچ حضور اقدس کے عرض کرتا ہے تاکہ وہ کریم بموجب کرم اپنے کے عبادتوں کے اندر فرق نکرے
اور سب عبادتوں کو بسبب نقصان بعضوں کے رد نفرماوے اور ہمراہ عبادتوں انبیاؤں و اولیاؤں
بلکہ فرشتوں مقرب کے اسکی عبادت ناقصہ بھی مقبول ہوجاوے جیسا کہ فقہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دس
چیزیں ملاکر ایک قیمت اونکی کرکے بیچے اور بعضے اونمیں ناقص ہوویں اور بعضے کھرے ہوں اس
صورت میں خریدار کو نہیں جائز کہ اچھے اچھے لیلے اور ناقص کو پھیردے بلکہ یا سب کو خریدے
یا کل کو پھیردے تو ہرگاہ کہ اچھے معاملہ اکرم الاکرمین کے ساتھ ہے رد کرنا منظور نہیں ضرور سب مقبول
ہوویں گے اور کیا اچھا کہا ہے کسی کہنے والے نے بیت سے بدان را بہ طفیل نیکاں بخشند
واپس نمیدہد ہر کہ گہر میگیرد اور بھی جمع کے صیغے لانے میں اشارہ ہے طرف فضیلت نماز جماعت کے
گویا مقام عبادت کا مقام اجتماع کا ہے اور بدون اجتماع کی عبادت ناقصہ ہوتی ہے اور فضیلت
جماعت کی اوپر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دلالت کرتا ہے التکبیرۃ الاولی فی صلوٰۃ الجماعۃ
خیر من الدنیا وما فیہا یعنے تکبیر اولی جماعت کی نماز میں بہتر ہے دنیا سے اور جو چیزیں دنیا میں
ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں منقول ہے اور بھی بیچ تلقین صیغہ جمع کے کمال بزرگی ہے بندہ کیواسطے اللہ
کیطرف سے گویا ایسا فرمایا ہے کہ جو عبودیت اپنی میرے ساتھ درست کی تونے اور میری بندگی سے
تنگ نہوا تو پس ہمنے تیرے تئیں برابر ایک امت کے مقرر کیا اور لفظ جمع کا تلقین کیا جیسے قال اللہ
تعالیٰ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً اور بھی اگر اِيَّاكَ أَعْبُدُ کہتا مضمون اوسکا یہہ ہوجاتا کہ میں بندہ
تیرا ہوں اور جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہا یہہ مضمون ہوا کہ میں ایک بندہ ہوں بندوں تیری میں سے اور
اس مضمون میں کمال ادب اور تواضع ہے اور جو کچھ تعلق اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے ساتھ رکھتا ہے وہ یہہ ہے کہ حقیقت
استعانت کی طلب کرنا معونت کا یعنی یاری کا کسی سے اور معونت ہر کار میں چہار قسم پر ہے اول

وہ چیز کہ قدرت اوپر کام کے بخشے دوسری وہ چیز کہ اوس کام کو آسان کرے تیسری وہ چیز کہ اوسکو
کام کو نزدیک کر دے چوتھے وہ چیز کہ اوپر اوسکے برانگیختہ کرے اور رغبت پیدا کرے مثلاً عقل و شعور اور ہاتھ
پاؤں عبادت کے واسطے قسم اول کی چیزیں ہیں اور دور کرنا موانع اور اشتغال اور فراغت خاطر کی
یہ قسم ثانی میں ہے اور داعیہ اوسکا دلیلیں لانا اور حسن اوسکا نزدیک عقل کے ظاہر کرنا اور لذت عبادت کی
کھل جانا دل کا زیادہ کرنا یہ تیسری قسم ہے اور مرشد انبیاؤں اولیاؤں میں پیدا کرنا تاکہ وعظ سنا کر
نصیحت کر رغبت اور تاکید اوپر عبادت کے کرے یہ قسم چوتھی ہے اور مقدم کرنا ایاک کا نستعین کے اوپر
بھی مفید حصر و اختصاص کا ہے یعنے غیر تیرے کے ہم استعانت نہیں کرتے اور یہ استعانت یا خاص عبادت کے واسطے
ہے یا عام ہے سب کاموں دنیا اور دین میں اگر مراد خاص ہے پس جیسا کہ استعانت کی یہ ہے کہ عبادت ہر چند کہ
عمل بندہ کا ہے لیکن بندہ کو حاصل ہو قوت اسکے اوپر جو کہ اسکے دل میں تصور اس فعل کا آوے کہ جسکا خیال
دلیلیں اوسکی کیونکر اوسکو لیوے اور پیدا کرنا تصور کا خدا کا اختیار ہے اور بھی علم نفع اور ضرر عبادت کا پھر اس علم
اوسکی دلیلیں جتانا اور حکم کرنا یہ سب پیدا کیا ہوا خدا کا ہے بندہ کو اسمیں دخل نہیں اور بھی یہ بھی جیسا ہو کر
اور نفس آپس میں لڑتے ہیں عقل کا کام یہ ہے کہ انجام کو سوچتی ہے اور شہوت کا مآل حال پر ہے اسکا اختیار کر لیتی ہے
اگرچہ فی الحال بہت رنج اور مشقت ہے اور خواہش نفس کی اوس چیز کو اختیار کرلیتی ہے کہ فی الحال
نفع ہو اور انجام کا موت کا اوسپر پوشیدہ رہتا ہے اور اس جھگڑے میں اکثر لشکر خواہش نفس کا غالب جاتا ہے اور عقل
ہلاکت لگا ہوتا ہے اور دور کرنا اس لشکر کا بغیر عون الٰہی کے ممکن نہیں اور بھی عبادت آسان نہیں ہوتی
مگر ساتھ دور کرنے موانع کے اور وہ چار چیزیں ہیں دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس اور بھی ممکن نہیں مگر ساتھ
دور کرنے عوارض کے اور عوارض کتنی چیزیں ہیں مصیبتیں و نظر مصیبتوں کی اور انواع ہموم و غموم کی
اور بغیر اسکے بھی عبادت درست نہیں ہوتی کہ جو چیزیں توڑنے والی عبادت کی ہیں اونکو دور کیا جاوے
کر ریا اور عجب اور سمعہ اور رسوا اسکے اور بعد ان کے بھی تمام نہیں ہوتی ہے کہ خوف اور رجا اور اشتیاق
حق کا موجود ہو اور یہ سب چیزیں گھاٹیاں سخت ہیں کہ قطع کرنا انکا بغیر عون الٰہی کے ممکن نہیں لیکن اگر
دو شبہ وارد ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر عبادت مقدر ہے تو اعانت بھی ضرور ہوگی فائدہ طلب اعانت کا کیا
ہم کہتے ہیں کہ مدد خدا کی اکثر وقت اون لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ استعانت اوسکی جناب میں بجا لاتے ہیں
یہ سبب عادی ہے واسطے حاصل ہونے عون کے اور اسباب مقدرہ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں

فائدہ انکا یہی ہو کہ اللہ تعالی نے عادت کرادی ان چیزون کو سبب حاصل ہونے مطلب کا کر دیا ہے
جیسا کہ کھانا طعام کا پیٹ بھرنے کیواسطے عادت میں سبب ہو گیا ہے اور پینا پانی کا کہ پیاس کو دور کرنے کا
سبب ہے پس اعتراض جبریہ اور قدریہ کا ساقط ہو دوسرا شبہ یہ ہے کہ استعانت کسی کام کے پہلے اوس کام
کے شروع کرنے سے مناسب ہو نہ پیچھے اوسکے پس چاہیے تھا کہ استعانت کو اوپر عبادت کے مقدم کرتے جواب
اسکا یہ ہے کہ عبادت وسیلہ ہو اور استعانت حاجت ہو اور وسیلہ کو اوپر حاجت کے تقدم ہو اور ہر گاہ کہ استعانت
واسطے تمام کرنے عبادت کے ہے اور تمام کرنا ہر چیز کا بعد شروع کرنے اوسکے کے ہوتا ہو اسواسطے استعانت کو پیچھے
عبادت کے لائے گویا بندہ اسطرح کہتا ہو کہ مینے عبادت تیری ساتھ حکم تیرے کے شروع کی ہو لیکن تمام کرنا اوسکا بیچ
ہاتھ میرے کے نہیں ایسا نہو کہ کوئی مانع منع کر دے اور خرج درپیش آوے پس ساتھ تیرے استعانت کرتا ہوں بیچ تمام
کرنے اسکے کو فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یعنے تحقیق دل مومن کا درمیان دو انگلیوں
رحمان کے ہے اور اگر مراد اس استعانت سے عام ہے کہ تمام کاموں دنیا اور دین میں ہو پس وجہ اس
اختصاص کی یہ ہے کہ جو کوئی غیر اپنے کی اعانت کرتا ہو نہایت کار اوسکے کا یہ ہے کہ اس شخص کو دل
میں داعیہ اعانت اوسکے کا ڈالا جاتا ہے یعنے یہ بات اسکے دلمیں مضبوط ہو جاتی ہے کہ میں اعانت اس
شخص کی کروں اور یہ دل میں خیال ڈال دینا اللہ تعالی کا فضل ہے پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوا تیرے
کسی سے اعانت میری ممکن نہیں مگر جسوقت تو اعانت اوسکی فرما دے تا کہ اسباب اعانت کا بہم پہنچاوے
پھر اوسکے دلمیں داعیہ اعانت میرے کا ڈالے تو میں ان وسائط سے قطع نظر کرتا ہوں اور سوا تیرے اعانت
تیرے کے نہیں دیکھتا ہوں میں توضیح اس مقام کی یہ ہو کہ بندہ کو ظاہر میں قدرت دی ہو کہ بسبب اوس قدرت
کے گمان کرتا ہے کہ کرنا اور نکرنا میرے اختیار میں ہو لیکن ترجیح کرنے کے اور چھوڑنے کے ہرگز اپنی طرف
سے اوسکو میسر نہیں اسواسطے جو مرجح بندہ کی طرف سے ہو پس اوس مرجح میں کلام کی جاوے گی کہ اسکے
وجود کو ترجیح اوپر عدم کے کہاں سے آئی یہانتک کہ تسلسل لازم آوے پس وہ مرجح نہوگا مگر خدا کیطرف سے
پس استعانت سوائے خدا کے کسی سے لائق نہیں اور بھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنے مطلب طلب کرتے
ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہو اور مطلب کو نہیں پہونچتے مگر بعضے
پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں اور بھی بارہا دیکھا گیا کہ ایک انسان نے دوسرے انسان
سے حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک ٹالتا رہا اور لیت و لعل میں گذارتا رہا پھر دفعۃً حاجت اوسکی پوری کی

اور تعریف پس پشت کرنی بہتر ہوتی ہے تاکہ گمان خوشامد کا نکیا جاوے اور اسجگہ جاننا چاہیے کہ مشرک ساتھ اہل اسلام کے برخلاف ہیں بیچ خاص کرنے عبادت و استعانت کے کہ سوا خدا کے اوروں کی عبادت کرتے ہیں اور استعانت اونسے چاہتے ہیں بعضے مشرک اجسام معدنیہ کے تئیں جیسا کہ بڑی بڑی پہاڑ اور چاندی اور سونے کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے بعض درختوں کی پرستش کرتے جیسے کہ درخت پیپل اور تلسی اور سوا اسکے اور بعضوں نے روحانیات غیبیہ کو مربی اپنا قرار دیا ہے بلکہ ایک جماعت نے انمیں سے ہر اقلیم کیواسطے ایک روح کو ارواح فلکیہ سے مقرر کر رکھا ہے کہ اوس روح کو اوس اقلیم کا مدبر اور مربی سمجھتے ہیں اور جتنے انواع عالم کے ہیں ہر نوع کیواسطے ایک روح کو مربی اور مدبر اعتقاد کرتے ہیں اور واسطے دور کرنے ہر مرض کے اور واسطے حصول ہر کیفیت کے بدن میں کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست ہے بھی ایک روح مقرر کی ہے کہ اوس روح سے استعانت چاہتے ہیں اور چونکہ وہ ارواح نظروں سے غائب ہیں صورتیں اور شکلیں اونکی بنا کر نہایت تعظیم اور عاجزی سے پیش آتے ہیں اور بعضے ان مشرکین سے ایسے ہیں کہ جو انسان کامل ہیں اونہیں کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے اجسام بسیط کی عبادت کرتے ہیں خواہ سفلیہ ہوں مثل آگ کے کہ معبود مجوس کی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ جسم نہایت لطیف اور نورانی ہے اور باوجود اسکے بیچ ہر صنعت آدمی کے دخل رکھتی ہے پس ظہور ربوبیت الٰہی کا اوسمیں کامل ہے اور کسی شئی کو انواع حیوانات سے طرف اس عنصر کے بیچ معاش اپنی کے احتیاج نہیں مگر آدمی کو پس یہ عنصر کہ خاص ساتھ نوع انسان کے ہے اور ربوبیت خاص انسان کی نے اس عنصر میں ظہور پایا ہے قابل اس کے ہے کہ نہایت تذلل نسبت اوسکے کیا جاوے اور ایک جماعت اجسام علویہ مثل ماہتاب اور آفتاب اور اور ستاروں کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تدبیر عالم کی موقوف اوپر بدلتے رہنے نور اور ظلمت کے ہے کہ دن اور رات کا انتظام اسی سبب سے ہے اور بھی موقوف ہے اوپر بدلنے فصول اور اختلاف ہوا اور زیادتی رطوبت کے بیچ بعض وقت کے اور قوت یبوست کے دوسرے وقتمیں اور یہ چیزیں آثار انہیں جسموں کا ہے پس نسبت ان اجسام کے نہایت تعظیم رعایت کرنی چاہیے اور باوجود اسکے ان جسموں کیواسطے ارواح بھی ہیں کہ انھوں کو کمال مناسبت ہماری ساتھ بہم پہنچائی ہے پس بالاولیٰ قابل عبادت کے ہوئی اور تمام ان مذاہب کو مرد مسلمان ساتھ ان دو کلموں کے رد کرتا ہے اور حقیقت ملت حنیفی کی کہ مقرر کی ہوئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ہے تفصیل انہیں دو کلموں کی ہے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ باقی رہی تفصیل عبادت کی اور استعانت چاہنی غیر سے اور وہ

کیا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ نَسْتَعِیْنُ نہ کہا بلکہ دو بار اِیَّاکَ کہا تا کہ کوئی وہم نکرے کہ استعانت
ساتھ عبادت کے ہے بلکہ بمجرد فضل آلہی کے ہی اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ بھی نکہا تا کہ کوئی وہم نکرے کہ یہہ عبادت
بندی کی اللہ تعالی کو نفع ہی اسواسطے کہ لام لغت عرب میں واسطے نفع کے آتا ہی جیسا یہہ مَالَہُ وَ مَا عَلَیْہِ
کے مشہور ہے اور ایسے ہی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ نکہا تا کوئی وہم نکرے کہ حق تعالی کو واسطے اور آلہ مقرر کیا ہی
درمیان اپنے اور درمیان مطلوب اپنے کے اور لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاکَ بھی نکہا باوجودیکہ اس عبارت میں
تصریح ساتھ نفی کے تھی اسواسطے کہ خبردار کیا اوپر حکم التفات کی طرف منقبات کی یعنی مصلے کو یہہ مقام
مناجات کا التفات ساتھ نفی کے نہیں بالکل غرض ثابت کرنے مقصد اپنے سے ہی اور عِبَادَتَکَ بھی نکہا
تا کہ آگاہی ہو اوپر اوسکے کہ عبادت اوسکی آرام لیے کے ہر وقت ہوتی نہتی ہی کہ محصل استمرار تجددی کا ہی
یعنے لحظ بلحظ ہونا اور اس عبارت سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ برابر عبادت ہمیشہ چلی جاوے اور منقطع نہوا اور یہہ طاقت
بشری سے خارج ہی اور اِیَّاکَ عَبَدْتُ اور عَبَدْنَا بھی نکہا تا کہ کوئی وہم نکرے کہ عبادت سے فراغت ہو گئی
اور اوسکو چھوڑ دیا اور اِیَّاکَ اَعْبُدُ اَنَا بھی نکہا تا کہ آگاہی ہو ساتھ ضعف اوس عبادت کے گویا بسبب
کمال ضعف کے قابل تاکید کے نہیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ نَحْنُ بھی نکہا تا کہ آگاہی ہو ساتھ قصور عبادت تمام خلق کے حق اوسکے
ہی گویا ساتھ اس عبادت ناقص کے نہیں کہہ سکتا کہ یہہ سب عابد ہیں حاصل کلام یہہ ترکیب کہ اختیار کی گئی سب ترکیبوں
سے کہ تصور اور خیال میں آتی ہیں بہتر ہے اور اَعِنَّا بھی نکہا جیسا کہ اِھْدِنَا تا کہ اطلاع کرے اوپر اس بات کے کہ حاجت
بندی کی حقیقت میں طلب کرنا عبادت کا ہی اور ذکر استعانت کا محض اسواسطے درخواست اجازت طلب حاجت کے ہے
اور وہ شے کہ متعلق ساتھ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے ہی یہہ ہے کہ معنی ہدایت کے نشان دینا مطلب کا ہی یا ساتھ
الہام کے یعنے خود بخود اللہ تعالی اوسکے دل میں ڈالے جیسا کہ چوسنا پستان کا بغیر سکھلانے و سوچنے کو لڑکے کے دل میں
آجاتا ہی اور جیسا کہ ظاہر کرنا شکایت کا ساتھ رونے کے ابتدا پیدا ہونے کے ماں کے پیٹ سے بچہ کو تعلیم ہوتا ہی اور یا نشان
دینا مطلب کا ہی ساتھ حواس ظاہرہ اور باطنہ یا بداہت عقل کے یا دلائل نظریہ یا ساتھ بھیجنے رسولوں کے پس مرتبے ہدایت
کے علی الترتیب ہیں یعنی بعضے پہلے اور بعضے پیچھے اول ہدایت الہامی ہی کہ لڑکپن کی حالت میں حاصل ہی بعد
اوس کے ہدایت احساسی کہ جب قوت حواس آدمی کی ظاہر اور باطن میں قوت پکڑتی ہیں نیک اور بد چیزوں کو
پہچانتا ہی اور جس چیز کی طرف حواس نہیں پہنچتے اوسکے دریافت کرنے کے واسطے بداہت عقل کی عنایت کی
تا کہ مدرکات ظاہرہ اور باطنہ سے کلیات اون کی نکال کر کام میں لاوے اور جو چیز بداہت عقل سے بھی حاصل نہیں

ہوتی وہ طلب دریافت کرنے اوسکے دلائل نظر پر عطا فرمائی کہ اون دلیلوں سے نتیجہ نکالکر مطلب حاصل کرے اور
پھیر کی نظر عقل سے بھی خارج ہیں اور حس اور تجربہ اونکا قوت عقلیہ سے معلوم نہیں ہوتا یا اونکے ادراک
کرنیمیں وہم او خیال اوس سے معارضہ کرتے ہیں وہ طلب دریافت کرنے اون چیزوں کے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور
ہدایت کے ساتھ بھیجے رسولوں اور اوتارے کتابوں کہ پائی جاتی ہے وہ قسم ہے عام اور خاص عام وہ ہے کہ راہ
او شر کی ظاہر کریں اور یہ بھی دو قسم ہے تبیانی اور توفیقی تبیانی کھول دینا اوس چیز کا کہ رسول اوسکا
اسطرح پر کہ کسی طرح کا احتمال او شک او شبہہ سے سمجھنے مراد کے راہ نپاوے اور اسکو حرف تنہا میں بتلا کرے
اور توفیقی وہ ہے کہ سہارا سہل رہنے کو ساتھ ہدایت انبیا علیہم السلام کے بیچ حق کسی شی کے جمع کریں
اور اوس کے طریق آسان فرمادیں تا کہ ساتھ سعادت ہمیشگی کے پہنچنے والا ہوا اور بیچ مقام مصطفائی کے
مشرف ہو جاوے اور غایت اس توفیق کی یا بہشت ہے آخرت میں یا دریافت کرنا حق کا ہے دنیا میں اور
وہ ہے کہ ایک نور عالم نبوت یا عالم ولایت سے اوپر قوۃ مدرکہ اوس شخص کے روشن ہو اور حقیقتیں جیسے کہ نفس الامر
ہیں او سپر کھلجاویں اور یہ تعین ہے کہ کبھی ہے پاس اللہ کے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى
یا آل اللہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ یا اسم ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا
لولا اللہ ما اهتدینا اور یہی ہدایت خاص میں افضل ہے یہ بات کہ آدمی کو درمیان سیر سلوک انتقال کا
حال ہو طرف دوسرے حال کے اور ایک مقام سے طرف دوسرے مقام کے کسی بندہ کی امداد سے ارشاد مرشد کے
حاصل ہوتا ہے سمجھا جانا چاہیے کہ اگر ہدایت سے نشان دینا راہ کا مراد ہوتا ہے اوسکے ساتھ الی کے متعدی کرتے
ہیں اور اگر پہنچانا رستہ کا منظور ہوتا ہے تو ساتھ لام کے متعدی کرتے ہیں اور اگر قطع کرنا رستہ کا اور پہنچنا
طرف مقصد کو مراد ہوتا ہے تو متعدی بنفسہا ہوتی ہے جیسی بیچ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے اگر متعلق
ہے ظاہر کرنا کمال عجز ہونا توان بندہ کا ہے کہ کفایت اور پریشانی نہو اور پیچھے رستہ کو سری پر نہیں
او کہتا ہے کہ راہ مطلب کی طرف نہیں پاتا ہے جبتک کہ میسر ہدایت اللہ تعالیٰ کی نہیں ہوگی اور نہیں
کی او ہاتھ پکڑنے والی نہو اور لانا صیغہ جمع کا بیچ اِهْدِنَا کے واسطے وہی نکتہ کرتے کہ نَعْبُدُ میں مذکور ہوا
بیچ سمجھا کہ مقام دعا ہے اور دعا جماعت مسلمانوں کی قریب تر طرف قبولیت کے ہے تو بھی مدح میں شامل
حمد کرنیوالوں کو کیا ہے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں بھی سبکی عبادت شامل ہے اور استعانت بھی سبکی طرف سے چاہنا
لایا طلب ہدایت کی بھی سب کے واسطے چاہئے اور یہی کہ تمام حمد والوں میں یا ایک حمد والوں میں ایک تمہ والا

یا ایک ملک اون میں سے ایک شخص کو ہدایت حاصل ہے اور دوسرے گمراہی میں گرفتار رہیں پس اس شخص کو
نہایت مشکل پڑ جاوے اگر اون کی موافقت کرے دیدہ و دانستہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر مخالفت اونکی کرے
تو مسخرہ اون لوگونکا بننا پڑتا ہے اور صحبت بری لوگوں کی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اوقات بیچ قیل و قال
اور لڑائی اور جھگڑے کے بے مزگی سے گذرتی ہے اور علاقے قرابت اور صداقت اور عون اور نصرت کے تمام برہم
ہو جاتے ہیں ناچار اپنے تئیں اور ہمجنسوں اپنے کو ہدایت کی دعا میں شامل کرنا چاہئے تاکہ کشاکش ان
برائیوں کی سے محفوظ رہے اور لفظ صراط کا ہم معنی طریق اور سبیل کا ہے اور ان سب کے معنی راہ کے ہیں اور اس جگہ
اس لفظ کو اسواسطے اختیار فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو ذکر کرنے اس لفظ کے سے گذرنا پل صراط کا یاد آوے
کہ اوس میں صراط کا لفظ ہے اور یہ جانے کہ مجکو اوس پر گذرنا ہے اور گذرنا اوس سے سوائے چلنے طریق مستقیم
کے ممکن نہیں اور مشہور یہ ہے کہ طریق مستقیم پر چلنا اختیار کرنا میانہ روی کا ہے یعنے نہ افراط اوس میں ہو
اور نہ تفریط کہ یہ دونوں مذموم ہیں مثلاً عبادت میں افراط یہ ہے کہ جس جگہ ظہور کسی صفت کا صفات
الہیہ سے دیکھا جاوے بے اختیار پرستش اوسکی کرنے لگے جیسا کہ مذہب ہنود کا ہے اور تفریط یہ ہے کہ کسی وقت
مشغول دنیا اور طلب معاش سے اپنے تئیں فراغت نکرے اور عالم غیب کیطرف متوجہ نہو جیسا کہ معمول فرقہ
انگریز اور دوسرے بیدینوں کا ہے اور افراط استعانت میں وہ ہے کہ ہر چیز کیواسطے بباعث وہم کے سبب
درخواست کریں اور بیچ کاموں مطلب کے اوسکی طرف رجوع کریں اور تاثیریں ستاروں کی اور سعادت اور
نحوست دنوں کی اور خواص پوشیدہ معادن اور نباتات اور حیوانات کی رعایت کریں اور شوم اور یمن کو
بی بیوں اور اولاد اور غلاموں اور لونڈیوں اور گھوڑوں اور حویلی اور تلوار اور اور چیزوں میں خیال میں
لاویں اور اوقات زندگی کی اپنے اوپر تنگ کریں اور مثل سودائیوں کے ہر چیز سے ڈریں اور ہر چیز سے توقع
نفع ضرر کی رکھیں اور تفریط یہ ہے کہ اسباب اعتبار کئے ہوؤں کو بھی مثل دوا اور غذا کے اور پرہیز کے اور مثل
صحبت نیکوں کے اور صحبت بدوں کے اور مثل دعا اور التجا کرنے جناب الٰہی میں سبکو ساقط الاعتبار جانیں
اور اسی قیاس پر میانہ روی تمام کاموں میں بہتر ہے اور بیشی اور کمی مذموم ہے جیسا کہ بالتفصیل کتابوں
علم اخلاق وغیرہ میں مذکور ہے اور طریق نمونہ کے اسجگہ کچھ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی کیواسطے تین قوتیں ہیں ایک قوت
نطقیہ کہ اسکو عقلیہ بھی کہتے ہیں صفت اوسکی جاننا اشیاؤں کا اور دریافت کرنا حقیقتوں کا ہے اور حقیقتیں
یا ذات اور صفتیں اللہ تعالی کی ہیں یا افعال اور آثار اوسکے دنیا اور آخرت میں اور اس قسم کے علم کو علم الٰہی کہتے ہیں

چیزونکا یا وہ حقائق اجسام و اعراض دوسری ہیں کہ اس علم کو علم الجواہر و الاعراض کہتے ہیں اور علم الٰہی
اور ریاضی بھی نام رکھتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً بیچ شرح اور بسط ان چیزوں کی
غور تمام کرے اور قوت مدرکہ اپنی کو بیچ حاصل کرنے مالا یعنی کے یعنی احوال اور خواص اور تاثیرات انکی کے
معروف کرنے مثل تعمق کرنے کو علم ہیئت اور ہندسہ اور حساب اور فنون ریاضی میں اور موسیقی اور
جر الاثقال اور مناظرہ اور شعبدہ اور طلسمات اور نیرنجات اور علم فلاحت اور علم حیوان اور خواص نباتات
اور احجار اور علم طب میں اور سوا اسکے یا ان چیزونکا مطلق انکار کرے اور ان سے بے بہرہ اور لا نصیب ہے
اور جسقدر علم ان چیزونکا نافع دین و دنیا میں ہو اوس میں بھی متوجہ نہو اور دوسری قوت شہویہ ہے
کہ باعث کھینچنے منافع کی اور وسیلہ خواہش مرغوبات کی ہے اور افراط اسکا فجور ہے اور خلاعت
بھی کہتے ہیں یعنے ڈوب جانا لذتوں اور رغبت کی چیزوں میں زیادہ اوسقدر سے کہ حاجت ہو اور
تفریط یعنی نقصان اوسکے کو جمود کہتے ہیں یعنے سکون اور باز رہنا اوس چیز سے کہ عقل اور شرع
اوسکی طرف رغبت لاتی ہے جیسا کہ نکاح حلال اور کھانا لذیذ کہ بے شبہ کا ہو اور مرتبہ توسط کا عفت
ہے یعنی تابع کرنا شہوت کا ساتھ حکم عقل و شرع کے تا کہ خواہش نفس سے سلامتی حاصل ہو اور اس میانہ
روی سے اخلاق پسندیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ حیا اور صبر اور قناعت اور ورع اور جوانمردی اور
سخاوت اور توابع سخاوت سے ایثار اور کرم اور معاف کرنا اور مروت اور آسانی کرنی معاملات میں اور
تیسری قوۃ غضبی ہے کہ منشا پیش دستی کرنے کا اور چیزوں خطرناک کی ہے اور مقتضا اسکا تسلط اور
بلندی اور دور کرنا ضرر غیر کا ہے آپ سے اور متعلقوں اپنے سے اور افراط اس قوۃ کا تہور ہے یعنے دلیری
کرنی بیچ او بیجگی کے اور اوپر اوس چیز کے نہیں چاہئے اور تفریط اسکا جبن ہے یعنے ڈرنا اوس چیز سے کہ
نچاہئے اوس سے ڈرنا اور توسط اسکا شجاعت ہے اور اس توسط سے بہت اخلاق پسندیدہ پیدا ہوتے
ہیں مثل علو ہمت اور استقلال اور حلم اور تحمل اور حمیت اور سوا اسکے اور توسط استعمال قوت نطقیہ کے
میں کو حکمت کہتے ہیں اور اوس سے ذکا اور سرعت فہم کی اور صفائی ذہن کی اور آسانی سے سیکھ لینا کسی
فن کا اور اچھی طرح یاد کرنا اور سمجھنا اور سوچنا حاصل ہوتا ہے اور اسکے افراط کا نام جربزہ ہے اور تفریط
اسکے کا نام بلادت اور غباوت ہے اور جسوقت تینوں قوتوں میں توسط حاصل ہو جاوے اسکا نام
عدالت ہے اور توابع عدالت کی ہے دوستی اور الفت اور وفا اور شفقت اور بدلا دینا احسان کا

اور نگاہ رکھنا علاقوں اور حسن صحبت کا اور مشارکت کا اور توکل اور ادا کرنا حق معبود مطلق
کا اور رسالت کا اور سکے کا اور پیغمبروں اور سکے کا اور اولو الامر کا اور فرماں برداری کرنا اوامر و نواہی
شرع کی اور یہی ہے کمال تقوی لیکن اسجگہ ایک نکتہ ہے اوسکو بھی معلوم کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ
قوت نطقیہ انسانکی ذات میں داخل ہے کہ اسکی روح کیواسطے پہلے بدن کو آنے سے حاصل تھی اور قوت
شہویہ اور غضبیہ بعد تعلق پکڑنے روح کے ساتھ بدن کے حاصل ہوئیں پس کمال توسط کا قوت نطقیہ
اندر وہ ہے کہ استعمال اسکا اس حد کو پہنچاویں کہ زیادہ اوس سے ممکن نہو اور کمال توسط قوت شہویہ
او غضبیہ کا وہ ہے کہ اون کے تئیں بقدر ضرورت کے استعمال کریں ساتھ اس حد کے کہ کمتر اوس سے
نہو لاچار طریق توسط کا دریافت کرنا بغیر رہنمائی انبیا علیہم السلام کے اور موافقت سے بعقول اولیا
او صالحین کی دشوار ہے اور یہیں سے کہا ہے کہ صراط مستقیم پیروی کرنیکے ساتھ انبیا علیہم السلام کی ہے
قدر مشترک دو کا کہ انسان اپنے دل ہی ما سوا اللہ سے اعراض کرنیوالا ہووے [illegible] اور ذکر
بالکلیہ طرف خالق اپنے کے متوجہ ہو یہانتک کہ اگر اوس جناب سے حکم پہنچے کہ بیٹے اپنے کو بیچ راہ خدا کی
کر تابعداری کرے مثل حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے اور اگر حکم ہو کہ جان اپنی کو بیچ راہ خدا کی
کر ساتھ کمال رضامندی او خوشی کے قبول کرے مثل حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور اگر فرماویں
اپنے تئیں دریا کے زخار میں ڈالدے تو فرماں برداری کرے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام
اور اگر اوسکو حاصل ہووے منصب بزرگی کا اور مرتبہ بلند کے اشارہ فرماویں کہ اپنے تئیں مانند شاگرد
کے آگے ایک شخص مجہول الحال کے پہنچا او اوس سے ایک دو بات کلام کے سیکھے عار نکرے اور ننگ
اپنی طرف نہ آنے دے جیسے حضرت موسی علیہ السلام کہ طرف حضرت خضر علیہ السلام کے دوڑ کر
شاگردی اونکی اختیار کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں جس وقت کہ مکہ
میں کفاروں کے ہاتھ سے اذیت بہت پہنچی او آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے فرمایا کہ پیشتر تم سے ایمان والوں
کو کفاروں کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں پہنچی ہیں اس حد تک کہ بعضوں کے تئیں زمین میں [illegible]
کے ٹکڑے کر دیتے اور آرہ تیز لاکر اونکے سر پر چلاتے تھے یہانتک کہ بدن اونکا دو ٹکڑے ہو جاتا تھا
لوگ ہرگز دین اپنے سے نہ پھرتے تھے اور بعضوں کے تئیں لوہے کی کنگھیوں سے بدن [illegible]

چھپلتے تھے اور ہرگز خلاف دین اپنے کے کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے کہتے ہیں کہ خط مستقیم اوس خط کا
نام ہی کہ سب خطوں سے کہ دو نقطوں میں فرض کر سکیں چھوٹا ہو گویا بندہ کہ سراط مستقیم کی اپنے
واسطے دعا کرتا ہے عجز اور ضعف اپنا بیان کرتا ہے یعنی لائق ناتوانی میرے کچھ نہیں مگر طریق مستقیم
اور اسیواسطے جو کوئی بوڑھا یا ناتوان کسی حاجت اپنی کیواسطے جاتا ہی نزدیک رستہ تلاش کرتا
ہے اور دور کے رستہ سی بھاگتا ہے اور بھی کہا ہے کہ بندہ جبتک دنیا میں ہی بیچ کشمش مشوش
بنانیوالوں اور راہ جتانیوالوں کے ہی عورت اور فرزند ایک راہ کیطرف بلاتے ہیں اور ماں باپ
دوسری راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور دوست اور شفیق اور راہ کی صلاح دیتے ہیں اور دشمن اور
حاسد دوسری راہ کی عقل بتاتے ہیں اور اپنا نفس اور طرف کو کھینچتا ہے اور شیطان رستہ دوسرا
سکھلاتا ہے اور شہوت اور غضب اور طریق سو جھاتے ہیں اور عقل اسکی ضعیف ہی اور عمر اسکی
کوتاہ میدان کوشش کا تنگ حیران ہو کر اپنے تئیں خداوند کے دروازہ پر لاکر فریاد کرتا ہی کہ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اسجگہ بعضے جاہل شبہ کرتے ہیں کہ جسوقت مرد مسلمان کو یہ
دعا تعلیم ہوئی کہ نماز میں ورد پروردگار کے اسطرح عرض کرے سوال کرنا ہدایت کا بیموقع ہے اسواسطے کہ مومن
نمازی کو سقدر ہدایت حاصل ہوئی ہی کہ حضور میں پہنچ گیا پھر طلب کرنا ہدایت کا تحصیل حاصل کی ہی اور اسکا
کیا فائدہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مرتبہ ہدایت کے جیسے کہ ذکر بھی ہو چکا بہت ہیں پس آدمی ہر وقت میں ہدایت
کے مانگنے سے مستغنی نہیں کہ علم آدمی کا ایک ہی چیز کے ساتھ دو طرح سے ہمیشہ بڑھتا رہتا ہی اول دوام اور
علم کا یعنی برابر چلا جانا تمام وقتوں میں اور کم ہونا فترات کا یعنے درمیان میں غفلتیں آجانی دوسری ساتھ
زیادتی دلیلوں کے اسواسطے کہ جو علم ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے اور دوسرا علم کئی دلیلوں سے حاصل ہوا
دونوں علم برابر نہیں ہو سکتے اور جو چیز اقسام ممکنات سے جہان میں موجود ہی اوس میں دلالت اوپر وجود
ذات الٰہی کے اور علم اور قدرت اور کرم اور رحمت اور حکمت اوسکی کے رکھی ہوئی ہی جیسا کہ کہا ہی شعر وفی کل
شیٔ لہ اٰیۃ ٭ تدل علی انہ واحد ٭ فرد ہر گیاہے کہ از زمین روید ٭ وحدہ لاشریک لہ گوید پس
علم آدمی کا ہر وقت زیادتی قبول کرنیوالا اور استعداد رکھنے والا ترقی پر ٹیکا ہی فرد ہر چند آں مباش کہ
مضموں نماندہ ہست ٭ صد سال می تواں سخن از زلف یار گفت ٭ معہذا فرماں برداری تمام اوامر اور نواہی
اوسکی کے اور حاصل کرنا فضائل اور مرتبوں بلند کا میدان بہت بڑا ہی یعنے اسکے بہت مرتبے ہیں اور

میں بلا اور آفت ہے پس اسکی مثال یہ ہے کہ زہر قاتل کو شیرینی یا حلوہ لذیذ اگرچہ ہر او کہیں ملا ایک شخص مزاج بگڑی ہوئی کو
کھلاویں کہ اوسکے معدہ میں خلط سمیہ کیطرف مستعد ہو کر حکم زہر قاتل کا پیدا کریگا اسی مثال ہے کہ ایک شخص کو حلوا لذیذ
دیں اور وہ شخص اوسکو بیوقت یا بھوک سے زیادہ نوش جان کرے اور باعث بدہضمی اور ہیضہ کا ہو اور اسی واسطے کلام مجید میں
فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا یعنے یہ نہ سمجھیں
منکر کہ ہم فرصت دیتے ہیں اونکو کچھ بہتر ہے اون کے حق میں بلکہ ہم فقط اسواسطے اونکو فرصت دیتے ہیں تاکہ بڑھ جاویں گناہ
میں اور اسی واسطے نعمت الٰہی کو دوسری آیت میں خاص فرمایا ہے ساتھ چار گروہ کے کہ عبارت انبیاؤں و صدیقوں
اور شہیدوں اور صالحین سے ہیں پس لفظ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا اگرچہ ظاہر میں شامل سبکو ہے لیکن حقیقت میں خاص
انہیں چار گروہ کے ساتھ ہے اور اسجگہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے صراط الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا اور صراط من
انعمت علیہم نہ فرمایا اسواسطے کہ لفظ من کا کبھی لغت عرب میں نکرہ موصوفہ ہوتا ہے پس من کہنے سے علم
خاص اون شخصوں کا کہ مشہور ہیں ساتھ انعام الٰہی کے مذکور ہو چکے ہیں حاصل نہوگا اس جہت سے کہ نکرہ شی غیر معین کے
اوپر دلالت کرتا ہے اور جسوقت علم خاص اون شخصوں کا حاصل نہوا طلب کرنے متابعت مجہول کو لازم آئی اور یہ محال ہے اور
الَّذِينَ موصوفہ ہے اور معرفہ اوسجگہ استعمال کریں گے کہ مدلول اوسکا معین و معلوم ہو اور لفظ أَنْعَمْتَ فرمایا اور
نسبت انعام کیطرف ذات الٰہی کے کی تاکہ آگاہی اوپر کمال انعام کے ہو اسواسطے کہ ذات الٰہی سب طرح سے کامل
ہے اور جو چیز کامل سے حاصل ہو وہ بھی کامل ہوتی ہے اور لفظ خطاب کا یہیں ختم کیا تاکہ بندہ کو بعد حضور کے طرف
غیبت کی رجوع نہو کہ وہ حور بعد کور یعنی نقصان پیچھے کمال کے ہے اور عَلَيْهِمْ کو أَنْعَمْتَ کے اوپر مقدم نفرمایا اسواسطے
کہ تقدیم کرنے سے تخصیص سمجھے جاتے یعنے انعام خاص ونہیں کیواسطے ہے اور تخصیص منع کرتی ہے طلب کرنے مثل کے سے
اور بندہ درپے طلب کے ہے مثل اونہی انعام کے ہے پس تخصیص منافی اوسکی غرض کے ہے اور أَنْعَمْتَ کو ساتھ صیغہ ماضی کے
ذکر کیا تاکہ کوئی وہم نکرے کہ وہ انعام مشکوک ہے اسواسطے کہ مستقبل محل شک کا ہے اور مفعول انعام کا حذف کیا تاکہ
انعام دنیوی اور اخروی کو شامل ہو اور اسجگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ صراط مستقیم ایک رستہ ہے اور یہ چاروں گروہ
رستہ جدا جدا رکھتے ہیں پس رستہ واحد راہ ان چاروں گروہ کا کسطرح ہو سکے اور ایسا ہی ہر نبی کا طور اور شریعت
اوسکی جدی جدی تھی اور ایسا ہے ہر ایک ولی اذکار اور اشغال جدی جدی طریقت میں برتتا ہے پس باوجود کثرت رستوں کے
کہ یہ قول مشہور کہ الطُّرُقُ إِلَى اللهِ بِعَدَدِ أَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ مذکور ہے وحدت رستہ کی کیونکر ٹھیک بیٹھے جواب اس شبہ کا
ساتھ ایک مثال کے ذہن نشین کیا جاوے اور وہ یہ ہے کہ طبیب یونانیوں کی مثلاً ایک راہ مستقیم علاج کا ہے اور بقراط اور جالینوس

انبیا اور اولیا کی گمان کریں اور اللہ کے غضب میں اور گمراہی میں نہ جا پڑیں واسطے دور کرنے اس شبہہ کے
یہہ لفظ لائے ہیں اور اکثر مفسرین بیچ تعیین کرنے مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ اور ضال کی قوال مختلف لائے ہیں تھوڑے سے
ذکر کیئے جاتے ہیں بیضاوی کہتا ہے مغضوب علیہ گناہگار لوگ ہیں اور ضالین سے مراد جاہل ہیں اسواسطے
کہ پورا پورا انعام الہی بندوں کے حق میں وہ ہے کہ انکو معرفت حق کی اور عمل نیک دونوں عنایت ہوں اور جس
شخص کو تئیں دونوں نصیب نہوں نعمت تمام نہوئی ہیں اگر فقط معرفت حق کی رکھتا ہے اور عمل نیک
نہیں رکھتا ہے فاسق ہے اور محل غضب کا ہے اور جو شخص معرفت حق کی نرکھے گو عمل نیک کرتا ہے جاہل اور گمراہ ہے
اور پیشتر گذرا کہ مغضوب علیہ دو فرقہ ہیں ایک کافر عناد کرنیوالا کہ دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے اور دوسرا
گناہگار کہ قصداً گناہ کرتا ہے اور ضال بھی دو فرقہ ہیں ایک کافر کہ ساتھ تقلید کے کفر میں پڑا ہوا ہے یا بسبب قصور
نظر کے کہ حقیقت معین کی اوسکے اوپر ظاہر نہوئی اور دوسرا گناہگار کہ اللہ کے کرم اور بخشش پر اعتماد اور
بھروسا کرکے گناہ کرتا ہے یا بسبب سوچنے اور بغیر دریافت کرنیکے اہل ذکر سے نادانستہ منہیات کو اختیار کرتا ہے
اور بعضوں نے کہا ہے مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کافر ہے اور ضال مبتدع اور بعضوں نے کہا ہے مغضوب علیہ وہ شخص ہے کہ
یقیناً قیامت کے دن انتقام اوس سے لیگے اور سزا دینگے اور ضال عام ہے احتمال عفو کا بھی رکھتا ہے اور حدیث
شریف صحیح میں بیٹے حاتم طائی کیسے کہ عدی نام رکھتا تھا اور بیچ حضور پرنور پیغمبر علیہ السلام کے پہنچا تھا روایت
ہے کہ انہی جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معنی ان دو لفظ کے پوچھے فرمایا مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ یہودی ہیں اور
ضالین نصاریٰ اور تصدیق اسکی قرآن مجید میں موجود ہے یہود کے حق میں یہہ ہے وَبَاؤُا بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ اور
نصاریٰ کے حق میں یہہ ہے وَضَلُّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو کوئی اعتقاد حق اور خلق
نیک اور عمل صالح میں طرف تفریط کی گیا یعنے جو چیز چاہیے تھی اوس سے کوتاہی کی مغضوب علیہ ہے اور
جو شخص افراط کی طرف گیا وہ گمراہ ہے اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ ظاہر میں حاجت اس لفظ کی معلوم نہیں
ہوتی ہے اگر ایسا فرماتے اهدنا الصراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين کافی اور شافی ہوجاتا اور ذکر ضلال و غضب کا اتنا درکار نہ تھا لیکن ایمان کے دو بازو ہیں کہ رستہ
کو ان دونوں بازو کے زور سے سیر و سلوک اس راہ کا میسر ہوتا ہے اور وہ بازو عبارت خوف اور رجا سے ہیں
اور دونوں ایسے چاہیئیں کہ اعتدال پر رہیں اور اسیواسطے قرآن مجید میں جابجا وعدہ کو ساتھ وعید کے ملا کر
ذکر فرمایا ہے اور صراحتاً ارشاد فرمایا ہے کہ نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ

کے ساتھ اس صیغہ کو نظر حق کیطرف بھی ہے اور نظر خلق کیطرف بھی ہے اور نیز ملاحظہ منعم کا ہے اور نعمت کا بھی اسواسطے
کہ حمد اسی کو کہتے ہیں کہ ثنا کیجاوے بسبب انعام کے کہ مبذول ہو طرف بندہ کی اور بندہ اسحالت میں منعم کیطرف بھی متوجہ
ہے اور نعمت کیطرف بھی پس حمد ایک حالت متوسط ہے درمیان غفلت و استغراق کے جیسا کہ رکوع بھی ایک حالت متوسط
ہے درمیان قیام اور سجود کے یا یہہ سبب ہے کہ جسوقت حمد میں اوصاف بیشمار اللہ تعالی کے ملاحظہ کئے پشت بوجھ ہیبت کے
مارے جھک گئی اور خم ہوئی اور صورت رکوع کی نمودار ہوئی اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مناسب قومہ کے ہے اسواسطے کہ جو بندہ
کہ اپنی بڑائی اور بلندی کو خدا کے واسطے عاجزی اور پستی کے ساتھ بدل کرے رحمت الٰہی اوسکو پھر بلندی کی طرف پھیر
دیتی ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مناسب پہلے سجدہ کے ہے اسواسطے کہ یہہ لفظ دلالت
کرتا ہے اوپر تجلی قہری جلالی کے کہ پیدا کرنیوالے خوف شدید کے اور ثمرہ دینے والے کمال خواری و عاجزی کے ہے
اور خاک ہونا اور منہہ کو خاک پر ملنا اسکے آثار سے ہے اور بھی ابتدا یوم الدین کا بعد مرنے کے ہے اور وقت رجوع ہونا بنیہ انسانی
کا طرف اصل اپنی کے ہے کہ وہ خاک ہے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مناسب ہے قعدہ کو کہ درمیان دو سجدوں کے ہے اسواسطے کہ اِیَّاکَ
نَعْبُدُ بیان فراغت کا پہلے سجدہ سے ہے کہ کمال تذلیل و عبادت اوسمیں ہوتا ہے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ طلب کرنی مدد کی دوسرے سجدہ کے
واسطے ہے اور لفظ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سوال بڑے مطلوب کا ہے پس مناسب سجدہ دوسرے کے ہے کہ محل اجابت کا ہے اور
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ گویا فال ہے حاصل ہونے مطلب کے اور پہنچنے انعام الٰہی کی
پس مناسب قعدہ کے ہے اسواسطے کہ عادت مقرر بادشاہوں و سلاطین کی اوپر اسکے جاری ہے کہ جسوقت اونکے بندے اور غلام کمال
تواضع کے ساتھ مجرا اور تسلیمات کو ادا کرنے سے فارغ ہوتے ہیں واسطے بیٹھنے کے اونکو حکم کرتے ہیں اور اکرام اور انعام اونکو اوپر جناب
اور بیٹھنا رو برو خاوند اپنے کے کمال مرتبہ انعام ہے اسیواسطے بعد حاصل ہونے اس مرتبہ کے تحیات کا اور بیان شکر اور ثنا منعم حقیقی کا ہے
اور درود اور سلام اوپر کبیلوں اس راہ کے اور رفیق اس طریق کے ہے مقرر ہوئی اور بعضوں نے ایسا کہا ہے کہ لفظ بسم اللہ کا مناسب
طہارت کے ہے اسواسطے کہ نور اسم الٰہی کا تاریکی حدث کو دور کرتا ہے اور لفظ رحمن کا کہ بسم اللہ میں ہے مناسب استقبال قبلہ کے ہے اسواسطے
کہ رحمت ایجاد کی حاصل اوسکا متوجہ ہونا حق کا طرف اشیا کے اور متوجہ کرنا اشیا کا طرف حق کے ہے اور استقبال قبلہ میں بھی بدن
متوجہ طرف اصل اپنی کے کہ وہ مٹی کعبہ کی ہے ہوتا ہے اور جو مٹی کا زیادہ مناسب مسجد کے نہیں ہے اور مٹی اسکی کعبہ کے نقطہ سے پھیلی
ہے جیسے کہ احادیث میں موجود ہے اور یہہ حالت باعث متوجہ ہونے روح کیطرف پیدا کرنیوالے اپنے کے ہوتی ہے اسواسطے کہ بعد
بنا ہونے کعبہ کے اوس جگہ مبارک میں وہ تجلی ہے پس لا اور لفظوں کا یعنے رحمن اور رحیم کا اشارہ ہے طرف استقبال بدنی اور توجہ روحانی
کی اور رحیم مناسب قیام کے ہے اسواسطے کہ اشارہ کرتا ہے ساتھ قائم ہونے خلق کے ساتھ حق کے یہانتک کہ تمام تعریفیں مخلوقات کی

اور زمین کے اوپر سر رہنا صفت حشرات اور ہوام کی ہی پس رکوع مین شکستگی نفس کی بیچ ایک مرتبہ کی ہی اور
سجدہ مین دو مرتبہ کے عاجزی ہی لاچار سجدہ کو مکرر کیا تا کہ ٹوٹنا نفس کا زیادہ حاصل ہو فائدہ دوسرا سورۂ
فاتحہ مین دس چیزین ہین پانچ چیزین صفتین ربوبیت کی اللہ رب رحمن رحیم مالک اور پانچ چیزین صفتین
بندہ کی عبادت استعانت طلب ہدایت طلب استقامت طلب نعمت کی اور پناہ غضب سی عبادت اللہ کے ساتھ
علاقہ رکھتا ہی اور استعانت رب کے ساتھ اور طلب ہدایت کی رحمن کے ساتھ اور طلب استقامت کی
رحیم کے ساتھ اور طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے ساتھ مالک کے تعلق رکھتی ہی اور بھی آدمی مرکب
پانچ چیزون سے ہی بدن اور نفس شیطانی اور نفس سبعی اور نفس بہیمی اور جوہر ملکی کہ عقل ہی اور ذات پاک
باری کی نے اوپر ان پانچون کے تجلی فرمائی اور ثمرات انکو ان چیزون پر ظاہر ہوئے پس اطمینان جوہر ملکی کا ساتھ
تجلی اسم اللہ کے ہی اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یعنی عارفون کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہین ۔
اور نرمی اور فرمان بردار ہونا نفس شیطانی کا ساتھ تجلی اسم رب کی ہی اسواسطے کہ جب اللہ تعالی اُسکی طرف ساتھ
انعام اور احسان کے متوجہ ہوا اپنی شرارت سی باز آیا اور فرمانبرداری اختیار کی رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ
هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ یعنی اے میرے رب مین پناہ چاہتا ہون تیری شیطانی وسوسون سے ۔ اور اصلاح نفس
سبعی کی بسبب تجلی اسم رحمن کے ہی اسواسطے کہ یہ اسم مرکب قہر اور لطف سے ہی جیسے کہ فرمایا ہی اَلۡمُلۡکُ
یَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ لِلرَّحۡمٰنِ اور اصلاح نفس بہیمی کی بسبب تجلی اسم رحیم کے ہی اسواسطے کہ جب اُسکے
واسطے پاک چیزین اور طرح طرح کی نعمتین عطا فرمائی نافرمانی سے بچا جیسا کہ فرمایا ہے وَمِنۡ رَّحۡمَتِهٖ
جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ یعنی یہ اللہ کی
محض رحمت ہی کہ تمہارے واسطے دن اور رات کو پیدا کیا تا کہ رات مین آرام کرو اور دن مین روزی
پیدا کرو اور یہ سب کچھ اسواسطے کہ شکر کرو ۔ اور دور کرنا غلظت اور کثافت بدن کا ساتھ تجلی
صفت مالکیت کی ہی اسواسطے کہ بدن غلیظ اور کثیف ہی اسکے واسطے قہر بھی شدید چاہئے اور وہ
قہر یہ ہی کہ خوف قیامت کے سی حاصل ہو جیسے کہ فرمایا ہے لِمَنِ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ یعنی
آج سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کی بادشاہی نہین ۔ اور ہرگاہ کہ بسبب ان تجلیات خمسہ کے آدمی
ساتھ تمام اجزا اپنے کے درست اور آراستہ ہوا پچھلے پاؤن پھرا اور راہ اطاعت کی طرف متوجہ ہوا پس
واسطے اطاعت بدن کے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہا اور واسطے اطاعت نفس بہیمی کے تا کہ ترک کرنا الذتون کا

اور گناہ کی باتون کا آسان ہو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ذکر کیا اور واسطے خلاصی کے غضب نفس سبعی کے صراط کہا اور د
دور کرنے مکرون نفس شیطانی کے طلب استقامت کی کی اور واسطے اصلاح جوہر ملکی کے رفاقت ارواح مقدسہ
درخواست کی اور دور ہونا ارواح خبیثہ سے ساتھ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے چاہا اور بھی
بندہ بیچ مقام مناجات کے کھڑا ہوا اور صفات کمال ذات باری کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کرکے مالک یوم الدین
تک ملاحظہ کئے بے اختیار اسکو شوق آل اللہ کا دامنگیر ہوا ناچار قصد اس سفر کا مصمم کیا اور حج کے واسطے
درکار ہے توشہ اس سفر کا عبادت ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور جس وقت جانا کہ سفر نہایت دور و دراز ہے اور توشہ نہایت تھوڑا
اور طاقت بھی مستعد نہیں کہ پیادہ اتنی مسافت کو قطع کرے سواری بھی چاہئے ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا ذکر
توشہ میں اور سواری واسطے قطع کرنے مسافت کے جناب الٰہی سے عنایت ہو نقل ہے حضرت ابراہیم ادہم
حال میں کہ ایک وقت بے سواری حج کے رستہ میں جاتے تھے ایک اعرابی نے ان سے کہا کہ اے شیخ بڑا
ہے کہ یہ سفر بڑا ہے اور تو نے بغیر سواری کے ارادہ کیا انہوں نے فرمایا کہ پاس میرے سواریاں بہت ہیں اگر راہ میں
اور بلا آتی ہے سواری صبر کی رکھتا ہوں میں اور اگر نعمت مجھکو پہونچتی ہے سواری شکر کی اور اگر قضا مقدر ہوتی
سواری رضا کے سوار ہوتا ہوں میں اور اگر نفس خلل انداز ہوتا ہے اوپر سواری قناعت اور زہد کے سوار ہوتا ہوں
اور اگر شیطان وسوسہ ڈالتا ہے ساتھ بدرقہ ذکر کے پناہ میں رہتا ہوں میں اعرابی نے کہا کہ تجھکو
ہے اور حقیقت میں تو سوار ہے اور میں پیادہ ہوں اور جب بندے نے توشہ اور سواری سے خاطر اپنی جمع کی
راستے مختلف اسکی نظر میں نمودار ہوئے ناچار طلب کرنا راہ مستقیم کا شروع کیا اور جس وقت راہ مستقیم
ظاہر ہوئی رستہ میں رہنما اور رفیق بھی چاہئے اپنے نبی کو رہنما اپنا کیا اور اولیاؤں کو رفیق اپنا ٹھہرایا اور
اور ڈر اور کھٹکے کہ اس رستہ میں درپیش آتے ہیں ساتھ لفظ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے
اجتناب کیا جانا چاہئے کہ اس سورہ کے نام بہت ہیں تھوڑے سے نام ساتھ بیان وجہ تسمیہ کے ذکر کئے
ہیں تاکہ وہ فائدہ کہ بیچ تمام اس سورہ کے رکھے ہوئے ہیں منکشف ہوں بعض ان ناموں سے فاتحہ
ہے اور وجہ تسمیہ کی اس نام کے ساتھ یہ ہے کہ کتاب الٰہی ساتھ اسی سورہ کے شروع کرنے میں
اور پڑھنے میں اور نماز میں بھی قراءت کا شروع اسی کے ساتھ ہے بلکہ بسم اللہ اور حمد اس
ہر کتاب کا ہے اور ہر شے کا وجود اسم الٰہی کے ظہور سے ہے جو اس شے کی ذات میں ہے
کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے پس اس سورہ کا نام فاتحہ بھی اسی سبب سے مقرر کیا گیا

نے فرمایا وہ قرآن جاننے والا لکھنے والا بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو مشکل سے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اسکو دوہرا ثواب ہے۔ (ق) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فضائل علوم کے پس بسم اللہ اشارہ طرف ذات اور اسمار آلہی کے ہی کہ ہزار ہا ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ
اور تمام دین اور شریعت واسطے معرفت اور عبادت اُسکے ہی آور لفظ الرحمن الرحیم کا اشارہ ہی طرف
ظہور ذات اور صفات اللہ تعالےٰ کے بیچ جہان کے اور انتہا علومون کی جاننا اسی بھید کا ہی اور حرف
با کا کہ واسطے الصاق کے ہی اشارہ کرتا ہی طرف متصف ہونے خلق کے ساتھ اسمار آلہی کے کہ غایت کمال
نوع انسانی کی یہی ہی آور حمد اشارہ طرف شکر نعمتون اُسکیکے ہی کہ تمام جہانمین پھیلی ہوئی ہین اور
جو نعمتین کہ خاص بدن انسان مین موافق اُسکے کہ بڑے بڑے طبیبون نے ذکر کیا ہی پانچہزار نفع ہین اور
استقدر نعمتون کو اگر بہ نسبت کل نعمتون اُسکیکے قیاس کیا جاوے جیسے کہ قطرہ کو دریا ر زخار سے نسبت
ہے اُس سے بھی کمتر ہے اور بیچ ضمن معرفت اُسکیکے معرفت نفس کی حاصل ہوتی ہے کہ بسبب اُسکے معرفت
تمام خلایق کی میسر ہوتی ہی اور ربّ العالمین اشارہ ہی طرف اقسام موجودات کے خواہ ارواح ہون
خواہ اجسام اور وہ بھی شہادی ہون یا مثالی اور خواہ اعراض ہون شہادی سے مراد یہ ہی کہ عالم
شہادت مین پائی جاتی ہین اور مثالی سے مراد یہ ہی کہ عالم مثال مین موجود ہوا اور الرحمن الرحیم اشارہ
ہے طرف تمام خیرات کے اور وجوہ خلاصی کے تمام آفتون سے اور یہ مبحث بڑا مقصد سب علمون مین
سے ہی آور مالک یوم الدین اشارہ ہی طرف معاد اور باقی رہنے نفسون کے بعد مفارقت کے بدنون سے
اور نیک بخت ہونے بعضون کے اور بدبخت ہونے بعضون کے اور طرف خراب ہونے عالم علی اور
عالم اسفل کے اور نفخ صور کے اور کیفیت زندہ ہونے کی بعد مرنے کے اور کھڑے ہونے کی بیچ میدان
قیامت کے اور طرف حساب اور میزان کے اور درجون جنت کے اور طبقون دوزخ کے اور مرتبہ شفاعت
انبیاؤن اور اولیاؤن اور عالمون اور شہیدون کے اور یہ مطلب بزرگ تر مطلبون علم اعتقاد مین سے
ہے آور ایاک نعبد اشارہ ہی طرف انواع عبادت قلبی کے اور قالبی کے یعنی عبادت دل اور اعضا
کے کہ بیچ کتابون فقہ اور سلوک اور رسائل اوراد اور اشغال ہر طریقہ کے تھوڑا سا انہین سے بیان
ہوا اور ایاک نستعین اشارہ ہی طرف طرح طرح کے حرفتون اور پیشون کے کہ جہان مین رائج اور معمول
ہین اسواسطے کہ تمام پیشون بنی آدم کے اور کاریگری اُنکی بیچ استعانت پکڑتی ہے ساتھ مخلوقات
اللہ تعالےٰ کے مثلاً پیشہ کھیتی کا اسمین استعانت ہی ساتھ مقتضاے صورت نوعیہ تخم کے اور مقتضاے
کیفیت زمین کے اور ساتھ آب اور ہوا اور آفتاب اور ماہتاب اور لوہے اور بیل اور چمڑے وغیرہ

سورۃ الشکر اسواسطے کہ حمد بنیاد شکر کی ہی اور اس سورہ مین کئی وجوہ شکر کے جمع کئے ہین آور وہ تین وجہ ہین محبت دل
کے ساتھ اور ثنا ساتھ زبان کے اور خدمت ساتھ اعضا کے جیسا کہ تفصیل ان سب کی گذری ہی اور انہین نامون سے سورۃ الکنز
ہی اسواسطے کہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ من کنز تحت العرش یعنے
سورۂ فاتحہ اس خزانہ مین سے نازل ہوئی جو عرش کے نیچے ہی یعنی اسرار معارف سے کہ شامل ہین معرفت ذات اور
اسمار اور افعال اور معاد اور صراط مستقیم اور جزا اور علم مخاصمہ اور علم احکام کو پس اللہ ایک اسم ہی جامع ذات اور اسمار
کو اور ساتھ حرف بار الصاق کے اشارہ طرف اسکے فرمایا ہی کہ وجودات اشیا کے قائم ساتھ ذات اور اسمار اللہ تعالے کے
ہین جیسا کہ قائم ہونا جسد کا ساتھ روح کے اور یہی ہی سر وجود اشیا کا لیکن ساتھ طریق ایجاب کے نہین یعنی بلا اختیار صادر
نہین بلکہ بتقاضا رحمت اسکی کا ہی کہ افاضہ وجود کمالات ذاتیہ کا فرماتا ہی پس درمیان لفظ رحمن اور رحیم کے معرفت افعال
کا بیان ہوا اور سر افعال کا بھی ظاہر ہوا کہ افعال اسکے واسطے کمال ذاتی اسکی کے ہین آور اسی جہت سی اللہ تعالے
مستحق حمد کا ہوا اسواسطے کہ شان کامل کی یہ ہی کہ تکمیل غیر کی کرے نہ استکمال نفس اپنی کا اسواسطے کہ وہ رب سب کا ہی
پس عطا کرنا کمالات تمام مخلوقات کا اسی کی طرف سی ہی اور اگر اسکو اسکے سبب سے تحصیل کمال کی منظور ہو تو لازم آتا ہی کہ عطا بے
عوض کا ہوا اور کمال اسکی مین نقصان آجا دے اور ساتھ لام استغراق اور لام اختصاص کے بیان فرمایا کہ حمد اللہ تعالی کی کہ جر اولی
سب حمد ونکو ہی یعنی تمام حمدین اسی کی طرف رجوع کرتی ہین اسواسطے کہ کوئی چیز جہان مین ساتھ کسی وجہ کی استحقاق
حمد کا رکھی اسی کے فیض کے سبب سے ہی پس وہ بالاولی ساتھ اس حمد کے حمد کیا گیا ہوا اسی واسطے کہا ہی بیت
حمد را با تو نسبتے ست درست ٭ بر در ہر کہ رفت بر در تست ٭ پھر اشارہ کرتے ہین طرف سر حمد کے یعنی بھید اسکا کیا ہی کہ حمد
اسکی کیجا دے اسواسطے کہ جناب باری تربیت فرماتا ہی کل عالم کو ساتھ تربیت رحمت کی کہ اول ہر چیز کو جیسا کہ چاہیئے پیدا
کیا پھر جس چیز کیطرف کہ بکار اپنی مین حاجت اسکو ہی بخشے اور تمام کمالات غیر متناہی کی اسکو استعداد عطا فرمائی اور طرف
معاد کی اشارہ فرمایا ہی ساتھ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے اور ساتھ اضافت کرنے مالکیت کے طرف زمانہ کے یعنی یوم الدین کے
اشارہ طرف احاطہ مالکیت کے فرمایا اسواسطے کہ دن قیامت کا تمام بندونکو گھیرنے والا ہوگا جبکہ مالک اس دن کا ہوا
مالک تمام بندونکا بھی ہوا اور معاد کے بھید کیطرف بھی اشارہ فرمایا کہ یہ بھی مقتضا رحمت اسکی کا ہی اسواسطے کہ اوپر
مظلوم کے رحمت تمام نہین ہوتی بدون بدلا لینے کی واسطے اسکے ظالم سے اور نعمت عابدونکی اوپر تمام نہین
ہوتی مگر ساتھ بخشنے ملک ہمیشگی کے اوپر ایک کلمہ کے اوپر ایک عمل کے پھر اشارہ طرف صراط مستقیم کے فرمایا
اور اسکے دو رکن ہین آراستہ ہونا ساتھ عبادت کے اور تزکیہ کرنا ساتھ استعانت کے اور صراط مستقیم کا

دو طرح کا معراج ہوا تھا ایک معراج جسمانی اور دوسری معراج روحانی معراج جسمانی اس طرح سے تھا کہ مسجد حرم سے
مسجد اقصیٰ تک تشریف لیگئے اور وہان سے طرف انتہا عالم ملکوت کے گئے اور معراج روحانی یہ تھا کہ عالم شہادت سے
طرف عالم غیب کے اور عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے انتقال فرمایا اور یہ دونو بمنزلہ دو قوسون
ملی ہوئی کے ہین کہ آنحضرتؐ ان دونو کی طرف فائز ہوئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فکان قاب قوسین او ادنیٰ
اور ادنیٰ اشارہ طرف مرتبہ فنا کے ہی عالم شہادت جسم اور جسمانیات سے عبارت ہی کہ مشاہدہ اور دیکھنے مین آتا ہی اور
عالم غیب عبارت عالم ارواح سے ہی پس سفر کرنا روح کا عالم اجسام سے طرف عالم ارواح کے اسی کا نام سفر کرنا عالم
شہادت سے طرف عالم غیب کے ہی اور عالم ارواح بہت بڑا عالم ہی بلکہ بے نہایت ہی اسواسطے کہ تمام ارواحون کے مرتبون
سے پچھلا مرتبہ ارواح انسانی کا ہی بعد کمال پیدا کرنیکے ترقی ہوتی جاتی ہی اور جو ارواح کہ متعلق آسمان دنیا کے ہین
وہانتک پہونچتے ہین پھر اس سے ترقی کرکے طرف ارواح آسمان دوسرے کے پہونچتے ہین اور اسیطرح ترقی کرتے کرتے اون
ارواح کی طرف پہونچتے ہین جو کرسی کے رہنے والے ہین اور وہی روحین بھی جدے جدے مراتب رکھتی ہین
اور بعضی اعلیٰ بہ نسبت دوسرے کے ہین بعد اسکے ترقی کرکے طرف ان فرشتون کے پہونچتے ہین جنکا ذکر اس آیت مین ہی
وتری الملٰئکۃ حافین من حول العرش یعنے دیکھے تو فرشتون کو گرداگرد عرش کے ہین بعد اسکے جو فرشتے انسے
بھی اعلیٰ ہین انکی طرف پہونچتی ہین اور انکا ذکر اس آیت مین ہی ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ یعنی اٹھا رہے
ہین تخت رب تیرے کا اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص بعد اسکے طرف ارواح مقدسہ کے کہ جسم سے بالکل تعلق نہین رکھتے ہین
اور طعام انکا ذکر اللہ ہی اور شراب انکی محبت ہی اور انس انکا ساتھ ثنا الٰہی کے ہی اور لذت انکی بیچ خدمت اللہ جل شانہ کے ہی
پہونچتی ہین اور انکا ذکر اس آیت مین ہے ومن عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون یسبحون
اللیل والنہار لا یفترون یعنے اور جو اسکے نزدیک رہتے ہین تکبر نہین کرتے اسکی عبادت سے اور نہ کاہلی کرتے ہین یاد کرنے مین
رات اور دن نہین تھکتے اور یہ ارواحین بھی بہت ہین اور درجے انکے مختلف ہین اور عقل بشری انکے اوصاف کا احاطہ
نہین کرسکتی ہی اور بعد اس کے بھی ترقی ہوتی رہتی ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وفوق کل ذی علم علیم یعنی
اوپر ہر علم والے کے اور علم والا ہی یہانتک کہ انتہا ترقیات کا طرف نور الانوار اور روح الارواح کے کہ وہ ذات باری کی ہی
ہوتا ہی جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وان الی ربک المنتہیٰ اور جلال ربوبیت کا نام غیب الغیب ہی اسی واسطے آنحضرتؐ
نے فرمایا ہی ان للہ سبعین حجابا من النور لو کشفھا لاحرقت سبحات وجھہ کل ما ادرکہ البصر
پس انتقال کرنا عالم ارواح سے طرف جلال الٰہی کے یہی ہی سفر کرنا عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے پس دونون قسمو کی

دور کریگا پس جسوقت یہ پاک ہوگیا اور کپڑون وغیرہ سے اپنے تئین درست کرلیا اب چاہتا ہے کہ نماز کیواسطے کھڑا
ہون تو اسحالت کو ایسا تصور کرے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ کے روبرو کھڑا ہوتا ہون اور یہ بات بھی دلمین خیال
کرے کہ میرے ساتھ دو چیز دنمین سے کونسی چیز ہے فرشتہ ہے یا شیطان ہے دین ہے یا دنیا ہے عقل ہے یا ہوی ہے خیر ہے
یا شر ہے صدق ہے یا کذب قناعت ہے یا حرص غرض ہر شی کا اور ضد اسکی کا تصور کرکے اچھی رفاقت مین نیک چیز کو
لیلے اور بریکو چھوڑدے اسواسطے کہ رفاقت جس شے کے ستحکم اور مضبوط ہو جاویگی ہمیشہ کو وہی چیز اسکے ساتھ مین رہیگی
اور مفارقت اُس کی نہوگی چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے صحبت آنحضرت کے اختیار کے دنیا مین بھی انہین کے ساتھ رہے
اور قبر مین بھی اور قیامت مین اور جنت مین بھی اور کتا اصحاب کہف کا انکے ساتھ ہو لیا تھا دنیا مین بھی اسکا ساتھ
چھٹا اور آخرت مین بھی ساتھ رہیگا اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا
مع الصادقین یعنی ای ایمان والو ڈرو تم اللہ سے اور ہوجاؤ تم ساتھ سچوں کے اور نماز مین اسطرح کھڑا ہو جیسے قیام
اصحاب کہف کا تھا اللہ تعالی کی خدمت مین اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض یعنی جسوقت
کھڑے ہوئے پس کہا انہون نے رب ہمارا رب آسمانون اور زمین کا ہے یا ایسا کھڑا ہو کہ مخلوقات قیامت کے دن
روبرو پروردگار اپنے کے کھڑی ہوگی جیسا کہ اس آیت مین ذکر ہے یوم یقوم الناس لرب العالمین یا ایسا
کھڑا ہووے جیسےکہ غلام گنہگار مولی اپنی سے کہ نہایت زبردست ہی بھاگ گیا ہو اور بعد بھاگ جانیکے اسکو شرمندگی حاصل
ہوئی ہو اور پھر اپنے مولی کیطرف آسے رجوع کیا ہو اس حال مین نہایت ہی خوف اسکو ہوگا اور سرنگون کمال
شرمندگی سے اسکے سامنے کھڑا ہوگا اور وقت کھڑا ہونیکے قبلہ کیطرف منہ کرے مگر یہ نہ سوچے کہ صرف منہ قبلہ کیطرف
کرلے بلکہ دل کو بھی سب چیزون سے اسکیطرف پھیر اسواسطے کہ ظاہر کے افعال عبث باطن کے افعال [illegible] مقصود بالذات افعال باطنی
ہین پس جیسے کہ منہ جبتک ہر طرف سے نہ پھیریگا قبلے کیطرف متوجہ نہوگا ایسے ہی دل جبتک ماسوائے خالی
نکریگا اسکی طرف کیونکر متوجہ ہوگا اور ایسا یقین کرلے کہ اللہ تعالی ظاہر اور باطن میرے کو دیکھ رہا ہے اسواسطے درجہ ہے
اس سے کمتی نکرے جیسے کہ کسی بزرگ کے روبرو لحاظ کے مارے ادہر ادہر نہین دیکھتا ہے اور اسکی حیا اور توقیر دلمین بیٹھے
ہوئے ہوتی ہے بعد اسکے نیت کرے کہ ارادہ کرے اس بات کا کہ مین نماز پڑہتا ہون واسطے بجالانے حکم اسکیکے اور اسکے ثواب
کی امید رکھے اور عذاب اسکیکا خوف کرے اور یہ بھی خیال کرے کہ یہ وقت مناجات کا ہے اور کیسے مالک سے مناجات کرتا ہون
اور کیونکر مناجات کرون گنہگار ہون سرشار ہون اور اس وقت لائق ہے کہ شرمندگی کے مارے عرق پیشانی سے جاوے اور پیر
لرزنے لگیں اور خوف کے مارے رنگ چہرہ کا زرد ہوجاوے اور اسوقت یہ نمازی اُن شخصونمین سے ہو جنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے

اور دوسری جگہ ہے فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور
کرسی کو بڑائی اسقدر ہے کہ تمام آسمان اوسکی نسبت سے ایسے ہیں جیسے کہ جنگل فراخ میں ایک حلقہ
پڑا ہوا ہو اور کرسی درمیان ساتوین آسمان اور عرش کے ہے اور کرسی بہ نسبت عرش کے بھی یہی
نسبت رکھتی ہے اور اسکی عظمت کہ آگے عرش کی عظمت ایسی ہے جیسے کہ سمندر کے مقابلہ میں ایک
قطرہ اور کبر کا مرتبہ علو اور عظمت سے بڑا ہے اسواسطے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ
اِزَارِيْ اور ردا بڑی ہوتی ہے ازار سے اور تینوں سے بڑھکر جلال کا رتبہ ہے اسواسطے کلام اللہ میں آیا ہے وَيَبْقٰى
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور یہ بات بھی سمجھنی
چاہیے کہ لوگ عظیم اوسکو جانتے ہیں کہ جثہ اوسکا بڑا ہو اور عالی اسے جانتے ہیں کہ بہت اونچا ہو
اور کبیر اوسکو سمجھتے ہیں کہ عمر اوسکی بڑی ہو لیکن اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے اور اوسکی عظمت ایسی
نہیں کہ جثہ اوسکا بڑا ہو اسواسطے کہ جثہ سے وہ پاک ہے اور کسی شے سے مرکب نہیں اور علو اسکا ایسا نہیں
سب سے اوپر کے مکان میں ہو اسواسطے کہ جہت سے وہ پاک ہے اور کبر اوسکا بھی ایسا نہیں کہ بہت زمانہ کا
ہو اسواسطے کہ مدت بدلتی رہتی ہے اور مدت کو اوسی نے پیدا کیا ہے پس بسبب مدت کے وہ کبیر کیونکر ہو سکے
پس کبریائی اوسکی کبریائی عظمت کی ہے اور عظمت اوسکی عظمت علو کی ہے اور علو اسکا علو جلال کا ہے یعنے اجل ہے
اس بات سے کہ مشابہت اوسکو محسوسات کی ساتھ دیجاوے اور اکبر ہے اس سے کہ وہم کسی کے میں آوے اور اعظم ہے
اس سے کہ کوئی وصف کرنیوالا وصف اوسکے بیان کرے اور اعلیٰ ہے اس سے کہ کوئی بڑائی اوسکی کماینبغی ظاہر کرسکے
پس جسوقت مصلے نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا عقل اوسکی جلال الٰہی کے ادراک کرنے سے عاجز ہوئی اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
کہے اس مقام میں تجلی انوار جلال الٰہی کی ہوئی بعد اسکے تسبیح سے طرف تحمید کے انتقال کرے اور وَبِحَمْدِكَ اور
تَبَارَكَ اسْمُكَ کہے اور اس مقام میں نور ازلی اور ابدی منکشف ہو اسواسطے کہ تبارک اسمک اشارہ ہے طرف
دوام کے کہ منزہ ہے فنا اور عدم سے اور دوام کا تعلق ساتھ ازل اور ابد کے ہے بعد اسکے وَتَعَالٰى جَدُّكَ کہے
اسمیں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ صفتیں جلال اور کمال اوسکے کی منحصر کسی حد معین میں نہیں پھر
لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ کہے اسمیں اشارہ طرف اس بات کے ہے کہ جتنی صفتیں جلال اور نعوت کمال کی ہیں
اوسی کیواسطے ثابت ہیں غیر کیواسطے نہیں تو پس وہی کامل ہے اور کوئی کامل نہیں اور وہی مقدس ہے اور کوئی بھی
مقدس نہیں اور اسجگہ عقل بند ہو جاتی ہے آگے اسکا ادراک نہیں چلتا اور تمام حواس وہم اور خیال

وغیرہ حیران ہو جاتے ہیں بعد اسکے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہے مگر نہ کہ فقط زبانی ہو
بلکہ دل میں بھی سمجھے کہ شیطان میرا دشمن ہے اور شبہات کا منتظر ہے کہ دل میرا اللہ تعالیٰ کیطرف سے پھیر دے
اور اسواسطے حسد کرتا ہے کہ یہ شخص مناجات جناب الٰہی سے کر رہا ہے اور سجدہ کریگا کیونکہ واسطے مستوجب لعنت
بسبب ایک سجدہ نکرنے کے ملعون ہو گیا اور اوس سے پناہ اسوجہ سے اللہ کے ساتھ پکڑی کہ جس چیز کو
شیطان چاہتا ہے اوسکو چھوڑ دے اور جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے وہ بجا لاوے اور اگر اسطرح نکرے اور فقط
سو کہہ دیوے اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر دشمن رستے کیواسطے یا شیر پھاڑنے کے واسطے چلا آتا ہے پس اوسنے
اسنے اپنی زبان سے یہ بات کہہ لی کہ میں اس قلعہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اور وہاں ہی کھڑا رہا سو یہ کہنا
اوسکے حق میں نفع نہ دیگا اور وہ دشمن یا شیر اوسکو پکڑیگا ایسے ہی جو شخص فسق و فجور میں مشغول ہو شیطان
کے قبضہ میں ہے اور اقرار زبانی اوسکا فائدہ نہیں کرتا ہے بس چاہیے کہ دل سے متوجہ ہوکر اعوذ پڑھے تا
شیطان کے شر سے بچے کیواسطے اللہ کے قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ اوسکا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے جو ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ اور اللہ کے قلعہ میں وہی شخص
داخل ہے جو کہ سوا اللہ کے کسی کو معبود اپنا نہ ٹھہراوے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
یعنے جس شخص نے مقرر کیا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو پس یہ بیان شیطان کا ہے بعد اسکے بسم اللہ
پڑھے اور اسکے پڑھنے کے وقت یہ سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سبب سے ہیں اور جب سب
اللہ ہی کیطرف سے ہوئیں مستحق حمد کا بھی وہی ہوا پس بعد اس کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے اور اسکے معنی یہ ہیں
شکر اللہ کے واسطے ہے اسواسطے کہ سب نعمتیں اوسکی طرف سے ہیں اور ساری الحمد کے پڑھنے سے تمام عجائب دنیا
اور آخرت کی نظر آویں گے واسطہ انوار اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کا ہو جائیگا اور دیا اپنے اور اسرار
الٰہی اور شریعتوں نبیوں کی ظاہر ہوں گی اور شریعت سے طرف طریقت کی اور طریقت سے طرف حقیقت
پہنچ جاویگا اور درجہ انبیاؤں اور مرسلین کا اور مقامات مردود اور ملعونوں کا بھی منکشف ہو
گے اب اس اجمال کی تفصیل معلوم کرنی چاہیے پس جس وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اسکے کہنے کے وقت تمام
مشاہدہ کر لیا اللہ کو اور اسکو اسم کے ساتھ تمام آسمان اور زمین عالم ملک میں جس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
عالم آخرت کا اس سے معلوم ہو گیا جیسے کہ فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جس وقت الرَّحْمٰنِ
کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم جمال کا کرتا فضل اور احسان کا ہو گیا اور جس وقت مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہا

پڑھو جب ... میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن میں آگیا

تفسیر خلیلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنات میں قرآن اور اسکے پڑھنے والے جو اسپر عمل بھی کرتے تھے حاضر کیے جاویں گے سب سے پہلے سورہ بقرہ اور آل عمران آگے کر حجت ہی سفارش کر آویں گے اور ان دونوں کے درمیان نور چمکتا ہوگا

عالم جلال اور رسول اوسکی کا تصور ہوگیا اور جسوقت اِيَّاكَ نَعْبُدُ پڑھا عالم شریعت پیش نظر ہوا
اور جسوقت اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہا طریقت کا رستہ معلوم ہوا اور جسوقت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
پڑھا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جسوقت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہا درجہ صالحین و اہل
کرامات کی مثل انبیا اور صدیق اور شہدا کے ظاہر ہوئی اور جسوقت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ زبان پر لایا
فساق کے مرتبے کھلے اور جسوقت وَلَا الضَّآلِّيْنَ کو پڑھا کافروں اور منافقوں کے درجے ذہن
میں آئے اور جسوقت اس سورہ الحمد کو اس طریق سے پڑھا اور اوسکے اسرار پر واقف ہوا سو اسکی سات
آیتیں میں بہ ساتوں آیتیں ہوا عوض کنجیاں آٹھوں بہشت کے دروازوں کی ہوگئیں اور نمازی کیواسطے
آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے اور جسوقت احوال و مراتب بڑے بڑے منکشف ہوگئے اوسکے دلمیں عظمت
خالق کی ٹھہر گئی اور گویا ایسا خوف اوسکی عظمت کا اسکے دلمیں سمایا کہ تاب کھڑے رہنے کی نرہی اور پشت اوسکی
جھک گئی اور اپنے تئیں ذلیل و عاجز سمجھ کر کبریائی اوسکی بیان کرنے کیواسطے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہکر رکوع میں جاوے
اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور اس جگہ بار بار عظمت حق اوسکو یاد کرے تا کہ بسبب تکرار کرنے کے عظمت حق دلمیں قرار
پکڑے بعد اسکے سر اٹھا رکوع سے او ٹھا کر امید وار اوسکی رحمت کا ہو اور اپنی امید کے محکم کرنے کیواسطے سَمِعَ اللّٰهُ
لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے یعنے سن لیا اللہ نے جس شخص نے اوسکی حمد کی مراد یہہ ہے کہ اوسنے شکر اوسکا قبول کیا اور اسمیں
نکتہ کیا ہے کہ اس جگہ مصلے نے اپنے حمد کا خاص کرکے ذکر کیا بلکہ سب حمد کرنیوالوں کو ذکر کیا اسواسطے جو مسلمان
اپنے مسلمان بھائی کیواسطے دعا مانگے اللہ تعالی وہ چیز اوس مانگنے والے کو عطا کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے
لَا يَزَالُ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الرَّجُلِ مَا دَامَ الرَّجُلُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ یعنے ہمیشہ رہتا ہے اللہ تعالی بیچ مدد آدمی
کے جبتک وہ آدمی بیچ مدد بھائی مسلمان اپنے کے ہے بعد اسکے سجدہ میں گرے اور یہہ اصلی درجہ عاجزی کا ہے
اسواسطے کہ جو اشرف اور بزرگ عضو آدمی کا بدن میں ہے اوسکو خاک پر کہ سب سے ذلیل ہے رکھدیا اور اسجگہ بھی نہایت
عظمت اللہ تعالی کی بیان کرے یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے اور اپنے تئیں ہیچ سمجھے اور خیال کرے کہ میں
زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں مجکو پھر جانا ہوگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ ہے
عرش کے نیچے نام اوسکا حزقیل ہے اللہ تعالی نے اوسکو امر کیا کہ اڑ تو تیس ہزار برس وہ اڑا پھر تیس ہزار برس
تک اوڑا لیکن ایک کنارے عرش سے دوسرے کنارے تک نہ پہونچا پس ارشاد الٰہی ہوا کہ اگر صور پھونکنے تک اڑتا
تب بھی تو عرش کے دوسرے کنارے تک نہ پہنچتا اوسوقت اس فرشتے نے کہا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

بعد اسکے سر سجدہ سے اوٹھا کر دوبارہ تواضع بجا لاوے اور سجدہ میں گرے اور دو سجدہ کرنے میں اشارہ
طرف ازل اور ابد کے کہ وہ ازلی ہے یعنی اول وہی ہے کوئی نہیں اور ابدی ہے یعنی پیچھا اوس کے کوئی
چیز نہیں اور یہی مضمون اَلْاَوَّلُ وَالْآخِرُ کا ہے اور بابیں دو سجدوں کو اشارہ ہے طرف ہونے
کے کہ درمیان ازل اور ابد کے ہے اور وجوہات اسکے بھی اصل کتاب میں بیان ہو چکا ہے اور اسی
سے باقی نماز ادا کی جاوے اور پہر گاہ کہ حالت معراج ہے نماز کی ایک شعلہ معراج محمدی کی ہے اور اوسی
کے طفیل سے یہ نعمت عظمیٰ امت مرحومہ کو جناب آپ ہی سے عنایت ہوئی اس جہت سے کمال عنایت اور
اسکے حال پر فرمایا کہ رویہ مالک بیان دیکھے وہ سکو بیٹھنا نصیب ہوا اور جو چیز معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پڑھی تہی ویسا ہی پڑھنا اس وقت میں اسکو بھی تعلیم ہوا کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ
اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جو اعمال اچھے خواہ زبان سے ہوں خواہ اعضا سے خواہ دل سے تیرے ہی واسطے ہیں
معنی اپنے دل میں حاضر کرے جب اسوجہ سے نماز ادا کر چکے آپنے باطن میں روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے اور یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اوپر سے اوترتی
میری روح اوپر کو جاتی ہے اور گویا درمیان میں ملاقات دونوں روحوں کی حاصل ہوئی اور راحت
اسکو حاصل ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کیواسطے حمد اور ثنا اور تحیت ضرور ہے اسواسطے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے اور یہ خیال کرے کہ میرے سلام سے جواب
اعلیٰ جواب میری طرف پہونچا اور اس سلام میں اپنے نفس کو اور نیک بندوں کو شامل کرکے
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ بہ کہنے کے یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ نے میرے حق میں
اپنا سلام عنایت فرمایا اور جسقدر نیک بندے جہانمیں ہیں بعد اسکے کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اسکے کہنے میں نکتہ یہ ہے کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ کس سبب اس
رتبہ کو تو پہنچا پس یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ اس کلام کی برکت ہے بعد اسکے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مجکو نعمت حاصل ہوئی اون کے واسطے کیا شکریہ ادا کیا اسنے کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بعد اسکے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول کے پیدا ہونے کے
واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تہی جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
اس کے عوض میں اون کے حق میں تو نے کیا خدمت گزاری کی اسکو کہا کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

تفسیر عزیزی
جب آپ نے [illegible]
[illegible] مارکر
پھر دعا دی [illegible]
کے باپ اصغر
تمہارے علم میں
برکت دے [illegible]
رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ کوئی
سورہ کہف کے
شروع کی دس
آیتیں یاد رکھے
دجال سے محفوظ رہے
ایک صحابی ہر قرأت
کے بعد قل ھو اللہ
کی سورۃ پڑھا
رکعت ختم کیا
کرتے تھے لوگوں
نے اون کی یہ
عادت

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ بعد اسکے کہا گیا کہ مجھکو یہہ مرتبہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت ابراہیم نے
عنایت فرمایا اسنے کہا اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یعنے ای رب بتحقیق تو حمد کیا گیا عظمت والا ہے جو کچھہ ہے تیرے
کرم سی ہے بعد اسکے دعا پڑھے کمال تواضع اور خشوع سی اور امید قبولیت کی سے اور اس دعا میں اپنے
والدین اور تمام مسلمانوں کو شریک کرے ہر گاہ کہ اس طریق سی نماز ادا کی اللہ تعالی نے اسکی تعریف فرشتوں
کے گروہ میں کی اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہی اِذَا ذَكَرَنِيْ عَبْدِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُ
یعنے جسوقت یاد کرتا ہی بندہ میرا مجھکو بیچ جماعت کے یاد کرتا ہوں میں اوسکو بیچ ایک جماعت کے کہ بہتر ہے
اوسکی جماعت سی جبکہ اسکا ذکر فرشتوں میں آیا فرشتے اسکی ملاقات کے مشتاق ہوئے پس اللہ تعالی نے
اسکو فرمایا کہ فرشتے تیری زیارت کے مشتاق ہیں اور تیرے پاس آئے ہیں پیشتر تو اسکے اوپر سلام کر
تاکہ تو سابقین میں سے شمار کیا جاوے پس یہہ کہے داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اسی سبب سی جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ہر طرف سے فرشتے آکر انسے سلام
کریں گے اور کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور وقت سلام کرنے کے ایسی حالت
مصلی کی ہو کہ تصور کرے اس بات کا کہ اس نماز کو گویا رخصت کرتا ہوں شاید دوسری نماز تک زندگی
میری وفا کرے یا نکرے اور یہی مضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ کسیکو وصیت کی تھی اور فرمایا تھا
کہ صَلِّ صَلٰوةً مُوَدِّعٍ یعنے پڑھہ تو نماز مثل نماز رخصت کرنیوالے کے اور اس بات کا خوف کرے کہ نماز
میں مجھہ سے کچھہ تقصیر ہوگئی ہو اور تیرا وی اور اندیشہ کرے اس امر کا کہ بسبب کسی گناہ کے ظاہری ہو یا باطنی
نماز میری اولٹی میرے موںھہ پر ماری نجاوی اور اس بات کی امید رکھے کہ اللہ تعالی اپنے فضل اور کرم سے
اس نماز کو قبول کریگا مروی ہے کہ بعضے کاملین نماز کے بعد ایک ساعت توقف کرتے اور ایسا حال
اونکا ہو جاتا کہ جیسے کوئی بیمار ہوتا ہے یہہ طریق نماز خاشعین کا ہی یعنے خشوع او حاضری کرنیوالوں کا جنکی تعریف
کلام اللہ میں آئی ہے اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ پس اگر ایسی نماز مصلے سے ادا ہووے شکر خدا کا بجا لاوے اور اگر
بعضی نماز ایسی ہوئی اوس سے خوش ہوا اور جتنی ایسی نہوئی اوسکے واسطے حسرت اور غم کرے
اور نماز میں چھہ چیزیں چاہئیں جب کامل ہوتی ہے ایک حضور دوسرے سمجھنا معانی کا تیسرے
تعظیم معبود کی چوتھے ہیبت پانچویں رجا چھٹے حیا اور تفصیل اسکی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے

مگر حضور اوسکو کہتے ہیں کہ دل اوسکا خالی ہو غیر اوس شئے سے جسکو کر رہا ہو یا زبان سے بول رہا ہے پس فکر
اسکا اس شئے کیطرف رہے اور جگہ جگہ دوڑتا نہ پھرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں نظر
کرتا ہے اللہ طرف اوس نماز کی کہ دل مصلے کا ساتھ بدن کے جس نماز میں حاضر نہو اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ اپنی ڈاڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر رجوع ہو
دل اسکا اور خوف ہوتا اسکو اسکے جوارح اور اعضا بھی خشوع کرتے اور روایت ہے کہ جب وقت نماز کا آتا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کانپنے لگتے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہوتا پس کہا گیا اون سے کیا سبب ہے یا امیر المومنین پس
فرماتے تھے کہ یہ وقت ادا کرنے ایسی امانت کا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اللہ تعالی نے وہ امانت
پیش کی تھی اور اوسکے اوٹھا لینے کیواسطے کہا تھا پس سب از خوف کہ مارے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور
جنے اوس امانت کو اوٹھا لیا اور مروی ہے حضرت علی بن الحسین سے کہ جس وقت وضو کرتے تھے رنگ اونکا
زرد ہو جاتا تھا پس اون سے اونکے گھر کے لوگوں نے کہا کہ یہ وضو کے وقت تمہاری کیا عادت ہے اونہوں نے
فرمایا جانتے ہو تم کہ اب میں کس کے روبرو کھڑا ہونیکا ارادہ کرتا ہوں اور مروی ہے کہ حاتم اصم رضی اللہ عنہ
سے اونکی نماز کا حال دریافت کیا گیا اونہوں نے کہا کہ جب وقت نماز کا آتا ہے اچھی طرح تر بتر وضو کرتا ہوں
اور جس مکان میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تھوڑی دیر وہاں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ اعضا میرے
قرار پکڑ جاویں پھر اوٹھتا ہوں نماز کے واسطے اور کعبہ کو درمیان دونوں بھووں اپنی کے کرتا ہوں
اور پل صراط نیچے قدم اپنے کے اور جنت کو داہنی طرف اپنے اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو
پیچھے اپنے سمجھتا ہوں اور اس نماز کو پچھلی نماز تصور کرتا ہوں کہ شاید بعد اسکے زندگی رہے یا نہ رہے
پھر درمیان خوف اور رجا کے کھڑا ہوتا ہوں اور اسیطرح سب افعال نماز کا بیان کرکے کہا کہ سوا اخلاص
الکو ادا کرتا ہوں پھر فرمایا مجکو معلوم نہیں کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہوئی اور ابن عباس نے فرمایا ہے
کہ دو رکعتیں کہ متوسط ہیں تفکر میں بہتر ہیں قیام تمام رات کے سے کہ دل کی غفلت سے ہو پس ضرور ہوا
کیواسطے کہ نماز کیوقت عظمت الہی اور خوف اور امید اور ہیبت اور شکر کی اور حیا تقصیر کی سے نماز میں رہے
اور یہہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ خطروں اور وسوسوں کو نماز کے اندر دل سے دور کرے اور خطرات کے
سبب کئی قسم کی ہوتی ہیں بعضے خطرے اسطرح ہوتے ہیں کہ کسی شئے کو سننے سے یا کسو شئے کے دیکھنے سے خیال
اوسطرف آجاتا ہے اور اوسکے ساتھ اور خیال آجاتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے ایک سلسلہ خیالات کا بن جاتا ہے

اور بعضے فکر سبب سر کے فکروں کے ہو جاتے ہیں اور اسکا علاج کتابوں میں اسطرح لکھا ہے کہ ایسے
سببوں کو نہونے دے اور تدبیر اسکی یہہ ہے کہ آنکھ بند کرے یا کسی علیحدہ گھر میں نماز پڑھے کہ آواز آدمی سے
امن ہو یا سامنے اپنے ایسی چیز رکھے کہ اوسکے دیکھنے سے خیال ادھر جاوے اور راستوں کے اوپر نماز پڑھنے
سے پرہیز کرے اور جگہ منقش اور خوبصورت اور فرش رنگ برنگ سے بھی احتراز کرے کہ ایسی جگہ نماز پڑھنے
سے بھی خیال بٹتا ہے سو اسی لیے زمانہ کے بزرگ ایسی جگہ عبادت کرتے تھے کہ چھوٹا سا گھر اور اندھیرا اوسمیں ہوتا
تھا اسواسطے کہ ایسے مکانمیں دل پریشان نہیں ہوتا ہے اور بڑے نیک بخت اونمیں ایسے ہوتے تھے کہ جسوقت
مسجد میں آتے تھے اپنی نظریں ادھر ادھر نہ دوڑاتے تھے اور سوا اوس جگہ سجدہ کے اور طرف نگاہ نہ اوٹھاتے اور کمال نماز
کا اسمیں جانتے تھے کہ جو شخص داہنے اور بائیں اون کے ہوتا اوسکو نہ پہچانتے کہ کون کھڑا ہے اور بعضے
خطرے ایسے ہوتے ہیں کہ آنکھ بند کرنے وغیرہ سے بھی نہیں جاتے ہیں بلکہ اول سے دل میں وہ خیال جمع
ہوئے ہوتے ہیں سو اوسکے دفع کرنیکا علاج یہہ ہے کہ زور اور جبر سے نفس کو طرف سمجھنے الفاظ اور معنی قرات
کا متوجہ کرے اور اطراف سے دل ہٹا دے اور پہلے نیت کرنے سے آخرت کا ذکر اور کھڑا ہونا پروردگار
کے سامنے دل میں بیان کرے اور جس چیز کا خیال اور سوچنا نماز کے اندر پڑیگا پہلے ہی اوسکے خیال سے فراغت
کرلے اور تدبیر اوس شے کی سوچ لے کہ نماز میں دوبارہ اوسکا سوچنا پڑیگا اسیواسطے اہل باطن کے نزدیک نماز
پوری پوری نہیں ہوتی ہے کسیکی آدھی ہوتی ہے اور کسیکی تہائی وعلی ہذا القیاس مگر فتوی کی راہ سے بسبب مشکل ہونے کے
کہ اکثر آدمیوں سے تمام نماز میں حضور ممکن نہیں فقہا نے کہدیا ہے کہ اگر تمام نماز میں حضور نہو اور
تھوڑی سی میں ہو جاوے جب بھی نماز ذمہ سے ساقط ہو جاویگی اور ادنی درجہ یہہ ہے کہ ایک لحظہ بھی
اگر حضور ہو جاویگا یعنے وقت تکبیر تحریمہ کی امید ہے کہ نماز صحیح ہو جاویگی اور حاصل یہہ ہے کہ حضور دل کا روح
نماز کی ہے اور اخیر درجہ اسکا کہ جسکو سد رمق کہتے ہیں یہہ ہے کہ حضور تکبیر کیوقت ہو اور اتنا بھی اگر نہو پس
یہہ مرتبہ ہلاکت کا ہے اور جسقدر زیادہ ہو اوسی قدر روح پھیلتی ہے اور بعضے زندہ ایسے ہوتے ہیں کہ حرکت
اونمیں نہیں ہوتی ہے ایسی ہی مثال نماز کی ہے کہ تمام نماز میں غافل رہا اور فقط تکبیر کیوقت حضور ہو جاوے
اور نماز جسوقت کامل ہو اور کرنے شرط باطنی کے کہ وہ خشوع اور تعظیم اور حیا وغیرہ ہے بجا لائی جاوے سبب حاصل
ہونے انوار اور تجلیات کا دلمیں ہوتی ہے اور ان انوار کے سبب سے اولیاء اللہ کو مکاشفات حاصل ہوتے ہیں
اور اسرار ربوبیت کے نماز میں کھلتے ہیں خصوص سجدہ کے وقت کہ قرب الہی سجدہ کے سبب سے ہوتا ہے

فصل حضرت ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... قال ... [illegible]

لیکن مکاشفات مختلف ہوتے ہیں جسقدر کہ کدورات دنیا کی سے صفائی ہو اوسی قدر مکاشفہ بھی زیادہ
ہوگا اور جسقدر کم ہوگی اوسی قدر کمتی مکاشفے کی ہوگی جاننا چاہئے کہ خشوع اور خوف ثمرہ ایمان و نتیجہ
یقین کا ہے جسقدر معرفت زیادہ ہوگی اوسیقدر خشوع بڑہیگا اور خشوع کچھ نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ
نماز کے بھی ہوتا ہے اسیواسطے بعضے کاملین کے حال میں آیا ہے کہ چالیس برس تک آسمان کیطرف واسطے حیا
خوف الہی کے نظر نہ اوٹھائی اور ربیع بن خثیم بسبب کے کہ آنکھیں اپنی بند او نیچے کو رکھتے تھے بعضے آدمی
اونکو نابینا سمجھتے تھے اور بیس برس تک ابن مسعود کے مکان پر اونکا آنا جانا رہا جسوقت لونڈی اونکی اونکو
ابن مسعود سے کہتی کہ تمہارا اندھا دوست آیا ہے ابن مسعود اونکی بات پر ہنسا کرتے تو وہ لونڈی اسیواسطے
یہ بات کہتی کہ جسوقت دروازہ پر آکر دستک دیتا اور وہ لونڈی اونکی طرف آتی ہمیشہ آنکھیں بند کئے ہوئے
اور نیچے کو سر لگائے دیکھتی اور ایک دن ابن مسعود کے ساتھ لوہار کا کام کرتے تھے اور کوٹے اون کی بھٹی میں
دہکائے جاتے تھے اور آواز اونکی دہونکنے کی آتی تھی بیہوش ہوکر گر پڑے اور ابن مسعود اونکے پاس بیٹھے
رہے یہاں تک کہ وقت نماز کا آگیا اور اونکو ہوش نہوا لاچار اپنی پیٹھ پر اوٹھا کر اونکو مکان پہنچا دیا پھر
ویسے ہی بیہوش پڑے رہے اور پانچ نمازیں ان کو فوت ہوئیں اور ابن مسعود ان کے پاس جھککر فرماتے کہ
خوف اسکا نام ہے یہ **تمام مذکور تفسیر کبیر اور احیا وغیرہ کی تخریج ہے اور کچھ بیان اس**
**کتاب میں بھی آویگا** اور انہیں ناموں سے نام اسکا سورۃ الشفا اور شافیہ ہے اسواسطے
کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر بیماری سے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نوع سم آلود کا اور بیماری
کو کہ جو مرضوں کے اسباب کا باعث ہے دور کرتا ہے اور رحمت اللہ تعالی کی اوس آفت کو کہ مرض سے
درپیش آنیوالی ہے دور کرتی ہے اور حمد اللہ تعالی کی نعمت کو کھینچنے والی ہے بموجب اس آیت کہ لئن شکرتم
لازیدنکم یعنے اگر شکر کروگے تم البتہ زیادہ کرونگا میں اوپر تمہارے انعام کو اور یہ نعمت کہ حالت مرض
میں درکار ہے شفا اور صحت ہے اور اقرار کرنا ساتھ ربوبیت کے اس بات کو چاہتا ہے کہ آثار پرورش کے ظاہر ہوں
اور انہیں سببوں سے شفا کامل ہوتی ہے اور ذکر رحمت کا کامل ہونے فضل کو چاہتا ہے اسواسطے کہ کمال فضل کا
بعد کمال صحت کے ہوتا ہے اور بغیر صحت کے فضل نہیں نقصان رہتا ہے اور یوم دین کی مالکیت اس بات کو
چاہتی ہے کہ اسباب مرض کے ضعیف ہو جاویں اور تقویت اسباب شفا کی ہو اسواسطے کہ صراط الذین میں اشارہ
طرف جزا کی ہے اور یہ باتیں منجملہ حمد کے جزا اول میں ہوتے ہیں اور یہ طلب کرنی ہدایت کی تمام طرف صحت کے

خطا سے بچ تجویز کرنے دوا کے اور تشخیص مرض کی کرتا ہے اور استقامت احوال بدنکی کہ سواری روح کی
ہے درخواست کرتا ہے اور ساتھ ذکر انعام کے اشارہ کرتا ہے کہ بعد شفا کے بہ بہتر میرا لوٹے اور لذیذ اور پاک
چیزوں سے نفع مجکو اور مزہ حاصل ہو اور ساتھ دور ہونے غضب اور گمراہی کے احتراز کرنا ہے سؤ تدبیر
اور اولٹ جانے اسباب مرض سے ہے اور انہیں ناموں سے نام اسکا رقیہ ہے اسواسطے کہ ایک صحابی نے
ایک مرگی کی بیماری والی پر جاکر اس سورہ کو اوس پر پڑھکر دم کیا تھا اوس مرگی والے نے شفا
پائی تھی اور وجہ مناسبت کی بیان ہو چکی اور اور انہیں ناموں سے اساس بھی نام اسکا ہے اسواسطے
کہ شعبی نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ اساس اور بنیاد کتابوں آسمانی کی قرآن ہے اور اساس قرآنکا
فاتحۃ الکتاب ہے پس ہر گاہ کہ بیمار ہو تو چاہئے کہ ساتھ اساس قرآن کے التجا لیجاوے تو اور شفا حاصل
کرے تو اور بھی یہ سورہ رکن نماز کا ہے اور نماز اساس سب بندگیوں کی ہے کہ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
اور بھی نماز ظرف مقام مناجات و مشاہدہ کے پہنچانی ہے کہ جڑ سب کمالات کی ہے اور بھی اس سورہ میں
معاد کو ساتھ مبدا کے ربط دیا ہے اور ترتیب کے ساتھ مرتبے اس میں رکھ دیئے ہیں اور ہر مرتبہ اساس
مرتبہ دوسرے کا ہے مثلاً انعام کہ ترتب اوپر ہدایت اور استقامت کے ہے اور غضب اوپر ضد
ان کی کے ہے اور ہدایت موقوف اوپر استقامت کے ہے کہ عبادت میں ہو اور عبادت موقوف اوپر جاننے
فعلوں الہی کے کہ دنیا اور آخرت میں موجود ہیں کہ رحمن و رحیم اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ان فعلوں کی طرف اشارہ
کرتے ہیں اور افعال الہی آثار اسماء اور صفات اللہ کو ہیں کہ جملہ اوپر اون کے مرتب ہے اور انہیں ناموں سے
سورۃ الصلوۃ نام اسکا ہے اسواسطے کہ نماز میں پڑھنا اس سورۃ کا ضرور ہے ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے حکایت فرماتے ہیں کہ نماز کو تقسیم کیا میں نے درمیان
اپنے اور درمیان بندے اپنے کے دو حصہ برابر کر کے جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حق تعالی
روبرو فرشتوں کے فرماتا ہے کہ دیکھو تم بندہ میرے نے مجکو یاد کیا مجکو یعنی وہ ذکر کہ ذات اور اسماء اور صفات
اور افعال میرے کو شامل ہے اوس سے ظاہر ہوا اور جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حق تعالی
فرماتا ہے کہ بندہ میرے نے تعریف میری کی یعنے ایسی تعریف کی کہ سب تعریفوں کو شامل ہے اور جب بندہ کہتا ہے
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حق تعالی فرماتا ہے کہ ساتھ بزرگی اور تعظیم کے یاد کیا مجکو بندہ میرے نے اسواسطے کہ ہر چیز کو
میری طرف نسبت کیا اور جانا کہ پیدا کرنا میرا ہر چیز کا موافق حکمت اور منفعت کے ہے اور جب بندہ کہتا ہے

مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ حق تعالیٰ فرماتا ہے خاص کیا بندہ نے میرے تئیں ساتھ بزرگی کے اسواسطے کہ اوسنے
یاد کیا کہ جس دن کوئی مالک و بادشاہ نہیں و جب بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا ملا ہوا درمیان میرے اور درمیان بندہ میرے کے ہے اسلئے کہ عبادت میرا حق ہے بجہت
ربوبیت کے اور اعانت حق بندہ کا ہے کہ لوازم عبودیت کرے ہر چیز ساتھ لفظ اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے حق میرا اور اوسکا
ساتھ لفظ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے حق اپنا پایا اور جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ آخر سورت تک
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب بندہ میرے کے واسطے ہے اور بندہ کو سوال اوسکا دیا یعنی طلب ہدایت کی اور
استقامت کی اور انعام کی اور طلب پناہ کی غضب و ضلال سے یہ سب منافع بندہ کو ہیں اور بندہ مزدوری کرتا
کہ بیچ عبودیت کی ہے تقاضا و تکرار بیچ حق ربوبیت اس بات کو چاہتا ہے کہ اوسکو طرف اس مطلب کے
پہنچا دیں اور اوسکے ناموں سے نام سبع المثانی ہے یعنی سات آیتیں کہ مکرر پڑھی جاتی ہیں بیچ ہر نماز کے
اور وہ سات آیتیں یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کنجی دروازہ ذکر کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی
کنجی دروازہ شکر کی ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کنجی دروازہ رجا اور امید کی ہے و مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی
دروازہ خوف کی اور بیم کی ہے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کنجی دروازہ اخلاص کی ہے اور اخلاص
پیدا ہوتا ہے معرفت عبودیت اور معرفت ربوبیت کرنے سے و اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کنجی دروازہ دعا کی
اور تضرع کی ہے و صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ آخر سورت تک کنجی دروازہ اوسیت کی ہے اور اقتدا کے
ساتھ ارواح طیبہ کے اور طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اسمیں ہے کہ بسبب وسیلے سالک کو اوپر
جانے سے امن حاصل ہوتا ہے اور موافق مضمون اس آیت کے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ کلمہ اعوذ کو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے ان ساتوں آیتوں کے ساتھ ملایا اور
آٹھ کنجیاں ہو گئیں واسطے آٹھوں دروازوں بہشت کے ہاتھ میں آئیں اور اوسکے ناموں سے نام ہے وافیہ
اسواسطے کہ یہ سورت سب سورتوں سے بہتر اور فاضل ہے بیچ ثواب کے اور اوسکے ناموں سے ہے سورۃ تعلیم المسئلۃ
اسواسطے کہ ادب سوال کا کہ بیچ اللہ کی طرف کے ہے اس سورت میں بندوں کو تعلیم ہوئی ہے کہ پہلے ثنا بجا لاویں
بعد اوسکے دعا کریں اور اوسکے ناموں سے ہے نام کافیہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ سورت
سب کو کفایت کرتی ہے اور کوئی سورت اسکو کفایت نہیں کرتی اور اوسکے ناموں سے ہے نام ام الکتاب و
ام القرآن ہے اسواسطے کہ یہ سورت اوپر تینوں مطالب کے جو مقصد کلی علمی و عملی بندہ کا ہے شامل ہے اور

ہیں ایک علم شریعت کا یعنے تکلیفات اور احکام شرع کا اور دوسرا علم طریقت کا یعنی پہچاننا معاملات قلوب کا اور تیسرا
علم حقیقت کا یعنے دریافت کرنا مکاشفات ارواح کا لیکن علم شریعت کا دو قسم ہو ایک اصول عقاید کا اور دوسرا
علم فروع احکام کا اور اس موقع میں پہلے معرفت ذات کی ہو اسطرح سے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ سب موجودات
ساتھ اوسکے قائم ہیں مانند قیام بدنوں کے ساتھ ارواح کے پھر معرفت وجود اوس ذات پاک کی ہو اس دلیل
سے کہ اپنی رحمت سے ممکن کو کہ عدم اور وجود آپس میں برابر تھا ساتھ ایک طرف کے دونوں طرفوں سے ترجیح دی ہے
پس ضرور ہے کہ خود بھی موجود ہو پھر معرفت صفتوں اوسکی کی ہے ساتھ اسطرح کے کہ وہ صفتیں تمام کمالات
ہیں کہ موجب کمال حمد کی ہیں آور دلیل اوسکی تربیت ہی اسواسطے کہ پرورش بغیر حیات اور علم اور ارادہ اور
قدرت کے متصور نہیں آور دلیل اوسکی رحمت بھی ہو اسواسطے کہ حقیقت رحمت کی بخشنا اوس چیز کا ہو کہ جسکی
حاجت ہو آور یہہ بخشنا بغیر جاننے احوال مرحومین کے تفصیلا اور بغیر جاننے اوس چیز کے کہ لایق ہر ایک کی ہے علیحدہ
علیحدہ اور بغیر قدرت کے اور بغیر پہچاننے ہر چیز کے ساتھ ہر کسی کے اور بدون ربط عالموں مختلف کے ساتھ ایک
دوسرے کے اور داخل ہونے ایک تدبیر کے بیچ تمام کثرتوں کے ممکن نہیں اور دلیل اوسکی جزا بھی ہے اسواسطے
کہ جزا بغیر سننے اور دیکھنے اقوال اور افعال مکلفین کے اور بغیر کلام کے کہ اوسکے ساتھ تکلیف دین ممکن نہیں پھر
معرفت اسماء اوسکی کی ہے ساتھ اسطرح کے کہ حقائق اسماء کو واسطے قریب ہیں درمیان اوسکے اور درمیان خلق کے
اور وہ ساتھ اون حقائق کے دیکھتا ہی اور سنتا ہے اور مہربان ہوتا ہے اور فضیلت دیتا ہے بعضوں کو اوپر بعضوں کے
پھر معرفت توحید کی ساتھ اس دلیل کے کہ وہ رب تمام مخلوقات کا ہے اور جو چیز سوا اسکے ہے تمام اوسکا مربوب ہے
پس مرتبہ اور منصب میں اوسکے کوئی اوسکے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور بعد وجود اوسکے کے احتیاج دوسری
شے کی باقی نہیں رہتی ہے اگر کہ دوسرا فرض کریں ہم لغو ہوا اور لغو قابل ربوبیت کے نہیں پھر معرفت استحقاق
عبادت کے اوسکے واسطے ہے ساتھ اس دلیل کے کہ ہر چیز کو ہر حالت میں اور ہر حاجت میں رجوع اوسکی طرف ہے اور
احتیاج طرف جناب اوسکی کے بیچ حالت ابتدا کے ساتھ ربوبیت کے اور بیچ حالت درمیان والے کے ساتھ رحمانیت اور
رحیمیت اوسکی کے اور بیچ حالت انتہا کے ساتھ مالکیت اوسکی کے واسطے دن جزا کے ہے اور ہرگاہ کہ وہ ایسی ذات ہے کہ اس حالت
میں اور ان حاجتوں میں انعام اور فضل فرماتا ہے پس لایق عبادت کے بھی وہی ہو پھر معرفت نبوت اور ولایت کی اور مرتبے
ایمان کی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اور صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں مذکور ہے اور معرفت کفر اور بدعت اور فسق کی بیچ
غَضَب اور ضَلَال کے سمجھی جاتی ہے اور معرفت سعادت اور شقاوت کی ان دونوں معرفتوں سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت

فضل اور عدل کے ان دونوں صفتوں سے کہ الرحمن الرحیم اور مالک یوم الدین میں پائی جاتی ہیں اور معرفت
حکمت الٰہی کی اسجگہ سے معلوم ہوتی ہے کہ عبادت سے استقامت پیدا کرتا ہے اور استقامت سے انعام اور اوپر شقاوت
ضلالت کو غضب مترتب کرتا ہے اور معرفت قضا اور قدر کے ذکر عبادت و استعانت کی سے حاصل ہوتی ہے
الا اگر خلاف تکلیف کو مقدر نظر آتا استعانت کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی اور معرفت معاد کے فیما اللہ کو مالک یوم الدین
تھا اور معرفت معاد کی مالک یوم الدین سے آذکر کیے انعام اور غضب کے اور علم فروع میں سے معرفت عبادات کے
ساتھ نعبد کے اور معرفت معاملات کی اور مناکحات اور حکومات کی ساتھ نستعین کی اسواسطے کہ خواہش نفسانی
برخلاف مقتضائے عقل کے معاملات میں ہوتی ہیں واجب و مستحب و مباح اور صحیح کو ساتھ ہدایت کے پہچان
سکتے ہیں اور حرام اور مکروہ اور فاسد کو ساتھ غضب و ضلال کے پہچان لیتے ہیں اور علم فقہ معاملات و عبادات
کا کہ امر و نہی ہے ذکر عبادت اور غضب کے سے معلوم ہوتا ہے اور ثمرہ امر و نہی کا کہ وعد و وعید ہے ساتھ انعام
اور غضب کے منکشف ہوتا ہے اور علم طریقت کا کہ معرفت کمال قوت نظریہ اور عملیہ کی ہے ساتھ صراط المستقیم
کے ادا کیا گیا اور نقصان ان دونوں قوتوں کا ساتھ لفظ غضب اور ضلال کے ذکر ہوئی یا ابتدا طریقت کی جس چیز کا
واجب ہے ابتدا سلوک میں نام اوسکا عبادت ہے اور وہ چیز کہ درمیان سلوک کے رعایت اوسکی ہے مطلوب وہ
استعانت ہے اور وہ شے کہ انتہا میں ہے استقامت کے نام سے مشہور ہے اور معرفت اوصاف نفس کی ذکر غضب و ضلال
کے سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حقیقت اوسکی ہے نفس کا طریق استقامت کی سے ہٹ اور معرفت اوصاف قلب کی
ساتھ استقامت اور ہدایت کے پہچان سکتے ہیں اور معرفت تخلیہ کے ساتھ عبادت اور استعانت کے اور
حصول تجلیہ کا ساتھ ہدایت اور استقامت کے اور تخلیہ میں ضرور ہے خالص ہونا دونوں شہوتوں سے
اور اوسکو تعبیر فرمایا ہے ساتھ عبادت کے کہ ضد شہوت کی ہے اور یہی ضرور ہے خالص ہونا غضب
اور طرف اسکے ساتھ رحمت الٰہی کے اشارہ فرمایا اسواسطے کہ جو کوئی امیدوار رحمت الٰہی کا ہو اوسکے
تئیں غصہ کرنا اوپر اون شخصوں کے کہ رحمت الٰہی جنکے حال پر ہے نہیں کرنا ہے جیسا حدیث شریف میں آیا
ہے الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء یعنی جو رحم کرتے
ہیں رحم کرتا ہے اونپر رحمان رحم کرو تم اوس شخص پر کہ جو شخص زمین میں ہے رحم کریگا تم پر وہ شخص کہ آسمانوں میں ہے
اور پرہیز کرنا ہوا اور خواہش نفسانی سے ساتھ ذکر استقامت کے بیان فرمایا اسواسطے کہ خواہش نفسانی اور
استقامت سے ذکر کالی ہے اور فروع شہوت اور غضب اور ہوا کی کئی چیزیں ہیں اول حسد اور غلامی

سلہ یعنے تقریر شرک کا بھی ہے اور نہ کیا بھی سے اگر تقریر میں معرفت ظاہری ہوتی عبادت و استعانت کی کیا ہوتی پس واسطے حاصل کرنے اوسکے استعانت کی ضرورت ہوئی منہ عفی عنہ

سلہ یعنی جس شخص کے اندر عبادت اور استعانت پائی جاوے گی وہی شخص ہمت کی ہے کہ تجلیہ یعنے صفائی باطن کی اور پختگی دل کی اسکو حاصل ہوا اور حاصل ہونا اسکا سبب ہدایت الٰہی اور استقامت کا ہے منہ

اور

اوس سے ساتھ ملاحظہ معنی الحمد للہ کے واسطے کہ یہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ راضی اور خوش ہوا ساتھ
عطایا الٰہی کے یہ حق تمام خلائق کے اور ضد حسد کی خوشنودی ہے اور دوسرے بخل ہے اور راہ خلاصی کا اوس سے
سمجھنا مضمون رب العالمین کا ہے واسطے کہ تمام نعمتیں جب پیدا کی ہوئی خدا کی ہیں پس بخل ساتھ اوس چیز کے کہ
ملک اسکی نہ ہو کیا وجہ رکھتی یعنے اللہ تعالیٰ سب نعمتوں کا مالک ہے جسکو چاہے اپنی شے کو دیدے غیر کی چیز میں اسکو
کیا دخل ہے اور تیسرے عجب اور خود پسندی ہے اور طریق خلاصی کا اوس سے ساتھ مضمون اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے
ہے اور چوتھے کبر ہے اور طریق خلاصی کا اوس سے ساتھ مضمون اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے ہے اور پانچویں کفر اور بدعت
ہے اور طریق خلاصی کا ان دونوں سے احتراز کرنا غضب اور گمراہی سے ہے اور بھی تجلیہ کے اندر میانہ روی
بیچ اخلاق کے ضرور ہے مثل تعفف کے اور شجاعت کے اور سخاوت کے اور میانہ روی اعتقادات میں بھی چاہئے کہ
افراط اور تفریط کی طرف مائل نہو اور اعمال میں بھی میانہ روی ضرور ہے کہ حد میانت سے منحرف ہو اور مرتبہ اہمال
اور تقصیر سے تجاوز کرے اور طرف اس توسط کے اشارہ ہے ساتھ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے اور بھی تجلیہ میں لابد ہے زہد اور
محبت اور شوق اور ان سبکو ساتھ حمد کے ادا فرمایا ہے واسطے کہ جب تمام نعمتیں اوسیکی طرف سے دیکھیں اسباب
ظاہری نظر اوسکی سے گم ہو گئے اور زہد اور بے رغبتی اسباب کیطرف حاصل ہوئی اور محبت اور شوق منعم کا امر انسان
کی جبلت میں بلکہ ہر حیوان کی طبیعت میں ہے اور بھی تجلیہ میں ضرور ہے اپنی احتیاج ظاہر کرنے اور اسکا بیان
استعانت کے ساتھ ہوا اور ضروری تذلل اور انکساری اور وہ عبادت سے سمجھے گئے اور ضروری ہے معرفت
عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کی اور یہ بات مجموعہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے ظاہر ہوتی ہے
اور تحلیہ میں معرفت بھی ضرور ہے اور معرفت کی طرف اشارہ فرمایا ساتھ باء الصاق کے یعنے اتصال روحانی
کہ بندہ کے ساتھ خالق اپنی کے حاصل ہے بیت اتصالی بے تکیف بے قیاس ٭ ہست رب الناس را باجان
ناس ٭ اور ذکر کرنے پانچ امور سے اس سورۃ میں اشارہ ہے طرف مقام ذکر کے اور ساتھ ذکر حمد کے اشارہ
طرف مقام شکر کے ہے اور اشارہ طرف مقام رضا کے ساتھ ذکر رحمت کے اور طرف مقام خوف کے ساتھ مالک
دن جزا کے اور ذکر غیبت کے اور طرف مقام اخلاص کے ساتھ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے اور طرف مقام دعا کے
ساتھ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے اور طرف مقام اولیت ارواح طیبہ کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے اور طرف احتراز کرنے صحبت بد اور بچنے توسل کے سے ساتھ ارواح خبیثہ کے ساتھ
لفظ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بیت نخست موعظت پیر صحبتم این است کہ از

اے مقام عبادت
سیدھی راہ دکھا
ہمیں جو کچھ
دے ہم
راہ ان لوگوں کی
کہ نعمت کی تو
نے اوپر ان
کے نہ ان لوگوں کی
کہ غضب کیا گیا
اوپر انکے اور
نہ گمراہوں کی
۔۔۔

مصاحب نفس احتراز کنیدہ اور علم حقیقت کا علم اسکا شفا کافی ہی اس سورۃ کے ساتھ اس طریق کو سمجھنا
چاہئے کہ معرفت سر ربوبیت کا الحمد للہ کے کلمے سے حاصل ہوتی ہے اسواسطے کہ سب حمد کا رجوع اوسکی طرف
اسطرح سے ہو کہ دیو دکل او سکے ساتھ قایم ہے اور یہی مدلول بار بسم اللہ کا اور معرفت تجلی جلالی کے ساتھ ذکر
مالک یوم الدین کا اور ذکر غضب کے اور معرفت تجلی جمالی کے ساتھ ذکر الرحمن الرحیم اور انعام کی اور معرفت
کمالات الٰہی کی ذکر الحمد للہ کے سے یوم الدین تک حاصل ہوتی ہے اور معرفت اسما الٰہی کے ساتھ
ذکر اسما رحمت کے اور معرفت نفس کے ساتھ ذکر ضلال کا اور معرفت قلب کے ساتھ استعانت کے اور معرفت
روح کے ساتھ ہدایت کی اور معرفت سر اور خفی اور ما فوق اوسکے کے ساتھ ذکر استقامت اور انعام کے اور
معرفت سر نبوت کے ساتھ ذکر الحمد کی رحیم تک اور ساتھ ذکر انعام کے اور معرفت وحی کے ساتھ لفظ
اسواسطے کہ حقیقت وحی کے اتصال نفس روحانی کا ساتھ بعضوں کے یہانتک کہ یہ سلسلہ اتصال طرف حق
کی پہنچ جاتا ہے اور بحث فرق کی درمیان نبوت اور ولایت کے ساتھ ذکر تابع اور متبوع کے یعنی صراط الذین
انعمت علیہم کے معلوم کرنی چاہئے اور بحث احوال و مقامات کے ساتھ ایاک نعبد و ایاک نستعین
کے اور ذکر ہدایت اور استقامت اور انعام کی سمجھنی چاہئے اور مرتبہ علم الیقین کا ساتھ ذکر افنا غیب کے الحمد للہ سے
مالک یوم الدین تک حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ عین الیقین کا ساتھ خطاب ایاک کے اور معرفت حق الیقین
کے ساتھ ذکر رحمت اور ہدایت اور انعام اور استقامت کے اور سر قضا و قدر کا ساتھ لفظ نعم کے کہ تخصیص
ہر ایک کا ساتھ قدر اور استعداد اوسکی کے ہے اور معرفت اسرار عبادات کی تفریع ان کی ہے اوپر اسماء [illegible]
کرنی چاہئے اور پہچاننا اسرار معاملات کا تفریع ہدایت کی سے اوپر استعانت کے ہو سکتا ہے اور اسرار اخروی
انعام کرنیکے اوپر مستقیم کے اور غضب کرنیکے اوپر غیر مستقیم کے دریافت ہوتی اور تسخیر عالم شہادت کی وہ عالم
غیب کے لفظ استعانت کے سے مفہوم ہوتی ہے اور فنا ما سوا اللہ کے درمیان اور معرفت کے ساتھ مالک یوم
الدین کے معلوم کرائی اور معرفت بقا کے ساتھ استقامت اور انعام کے ارشاد کی سمجھی چاہئے جاننا کہ اکثر [illegible]
داخل ہونا شیطان کا آدمی کے دل میں تین راہ ہیں شہوت اور غضب اور ہوا شہوت کو بہیمیت
کہتے ہیں اور غضب کو سبعیت اور ہوا کو شیطانیت اور مرتبہ غضب کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ شہوت کے سے اور مرتبہ ہوا
بڑھا ہوا ہے مرتبہ غضب کے سے اسواسطے کہ انسان بسبب شہوت کے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور بسبب غضب کے
غیر پر ظلم کرتا ہے اور بسبب ہوا کے اوپر پروردگار اپنے کے اور اسیواسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ الظلمات ثلثہ

فظلم لا یغفر وظلم لا یترک وظلم عسی الله ان یترکه فالظلم الذی لا یغفر هو الشرک بالله والظلم
الذی لا یترک ظلم العباد بعضهم بعضاً والظلم الذی عسی الله ان یترکه هو ظلم الانسان
نفسه یعنے ظلم تین قسم کا ہے ایک ظلم ایسا ہو کہ اوس کے سبب کبھی ہرگز بخشا جاویگا اور ایک ظلم ایسا
ہے کہ معاف نہیں ہوگا اور ایک ظلم ایسا ہو شاید اپنی رحمت سے اوسکو معاف کر دے پس وہ ظلم کہ
اوسکے لیے ہی بخشش نہیں شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور وہ ظلم کہ معاف نہیں ہوگا ظلم آدمیونکا ہے ایک دوسرے کو اور اور
وہ ظلم کہ شاید معاف ہو وہ ظلم انسانکا ہے اوپر نفس اپنے کے اور نتیجہ شہوت کا آدمی میں دو چیزیں ہیں حرص اور بخل اور نتیجہ غضب کا
بھی دو چیزیں ہیں عجب و تکبر اور نتیجہ ہوا کا بھی دو چیزیں ہیں کفر اور بدعت اور جمع ہونے ان چھ چیزوں کے سے آدمی
میں خصلت ساتویں پیدا ہوتی ہے کہ سب اخلاق ذمیمہ سے بری ہے اور اوسکو حسد کہتے ہیں حکیموں حکمت یمانی نے
ایسا فرمایا ہے کہ مرتبہ حسد کا اخلاق ذمیمہ میں ایسا ہے جیسا کہ مرتبہ شیطان کا اور لعنت کئے ہوؤں کے اندر جب یہ بعد
معلوم ہوئی جاننا چاہیئے کہ تین اسم کہ بسم اللہ کے اندر ذکر ہوتے ہیں واسطے دفع کرنے تین اخلاق اصلیہ کے ہیں اور سات
آیتیں الحمد کے واسطے دفع کرنے اخلاق سبعہ قبیحہ کے ہیں بیان اسکا یہ ہے کہ جسنے اللہ کو پہچانا شیطان ہوا کا
اوس سے بھاگیگا اور جسنے رحمانیت اوسکی دریافت کی غضب سے بالکلیہ پاک ہوا اور جسنے رحیمیت اوسکی پہچانی اپنے تئیں
روا نرکھیگا کہ اوپر نفس اپنے کے ظلم کرے اور ساتھ افعال بہیمیہ کے اوسکو آلودہ کرے اور جس وقت الحمد للہ کہا مرتبہ
شکر کا حاصل کیا اور جو شئے موجود ہے اوسیکو اوپر قناعت کرنے نصیب اسکے ہوئی اور ترک شہوت کو توڑا اور جسنے
الحمد رب العالمین کا اعتقاد کیا حرص اوسکی بالکل دور ہوئی اور بخل اوسکا بھی جاتا رہا اسواسطے کہ حرص اوس چیز میں
ہوتی ہے کہ پاس اپنے موجود نہیں اور بخل اوس چیز میں ہوتا ہے کہ پاس اپنے موجود ہے اور یہ شخص سب چیزوں کو خواہ
موجود ہوں خواہ غیر موجود طرف ربوبیت اوسکی کے حوالہ کرتا ہے اور جس نے مالکیت دن جزا کی پہچانی بعد اوسکے
الرحمن الرحیم کو جانا تھا غضب اسکا دور ہوا اور جسنے ایاک نعبد و ایاک نستعین کا تلفظ کیا تکبر کو ساتھ کلمہ اول
کے اور عجب کو ساتھ کلمہ دوسرے کے جڑ سے اوکھاڑا اور جسوقت اھدنا الصراط المستقیم کہا اور صراط الذین
انعمت علیہم کو آخر تک اسکے ساتھ ملاحظہ کیا کفر اور بدعت دور ہوا اور بیرگا بلکہ یہ چھ خلق بد اوسمیں نرہے حسد
خود بخود دور ہوا اور لطائف اس سورہ کی سے یہ ہے کہ اسمیں سات حرف مذکور نہیں ہیں ثا اور جیم او رخا اور زا اور
شین اور ظا اور فا اور یہ سات حرف الات اوپر سات قسم کے عذاب جہنم کے کرتے ہیں اور ایسے ہی سات دروازے
دوزخ کے ہیں غرض یہ ہے کہ گمان مسلمان کو ہوتا ہے کہ جسوقت سورہ فاتحہ کو پڑھیگا جہنم اور طبقات جہنم اور گونا گون

عذاب وکرب سے آور داخل ہونے دروازوں اور کرب سے خلاصی حاصل ہوگی پھر حرف تا کا ہیں اشارہ طرف تبرکہ
کرا کہ کون تیار کیے کہ خاص طبل رنج کا ہوگا قال اللہ تعالیٰ انطلقوا الیٰ ثم لا یجد وادعوا ثبورا کثیرا
طرف نام جہنم و جحیم کے اشارہ کرتی ہے اور قاف اشارہ طرف قہر کی اور سے کی ہو کر وہ ضعیف کو حاصل ہوگی اور جیسے فرمایا
گیا ہے ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ اور یا اشارہ ہے طرف یلب کے کہ لفظ زخمیوں کا ہوا ہے
زقوم کرتا ہے کہ طعام اس گروہ کا ہے اور شین اشارہ طرف شہیق کرتا ہے لہم فیہا زفیر وشہیق اور قاف
عدہ عقلی کا ہے کہ ایک طبقہ ہے جہنم کا اور تا اشارہ لفظ فراق کا ہو کہ دوستوں کے نزدیک فراق بدترین انواع
عذاب کا ہے اور بھی اشارہ طرف ظرفت اور اختلاف کرتا ہے کہ بسبب نزول دفع کرتا ہے **فائدہ** ہر گاہ کہ الطاف اور معانی
اس سورۃ کے سے فارغ ہوئے لازم ہوا کہ بعضے فضائل اس سورۃ کے کہ حدیث شریف میں مذکور ہیں بھی لکھیں
بخاری اور باقی صحاح ستہ اور کتب معتبرہ میں مروی ہے کہ ابو سعید بن معلیٰ صحابی نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دن
مسجد مقدس میں نماز پڑھتا تھا کہ آنحضرت نے مجھکو آواز دی میں بسبب مشغول ہونے کے نماز میں جواب
نہ دے سکا یہاں تک کہ نماز سے فراغت کی میں نے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر بیان کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عذر قابل سننے کے نہیں ہے رسول اللہ کے بلانے کو ہر حال میں قبول
کیا چاہیے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما
یحییکم یعنی اے ایمان والو تم حکم اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاوے تم کو ایک کام کہ جس میں تمہاری زندگی
ہے قبول کرو بعد اسکے فرمایا کہ ہمراہ میرے آؤ کہ ایک سورۃ بڑی کہ قرآن میں ہے مسجد کے نکلنے سے پہلے تجھکو سکھاؤں گا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جس وقت نزدیک دروازہ مسجد کے پہنچا یاد دلایا میں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے اور یہی ہے سبع المثانی اور قرآن عظیم
کہ حق تعالیٰ نے خبر دی ہے بسبب نازل کرنے اسکے کے احسان کیا ہے جبکہ فرمایا ولقد آتیناک سبعا
من المثانی والقرآن العظیم اور بیچ مسند دارمی اور مسند امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور سنن بیہقی
اور صحیح ابن خزیمہ کے مثل اس قصہ کے سید القراء ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہوا ہے اور اس
میں یہ کلمہ بھی واقع ہوا کہ اتحب ان اعلمک سورۃ لم تنزل فی التوراۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور
ولا فی القرآن مثلہا قال ابی نعم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعب کو فرمایا کہ آیا دوست
رکھتا ہے تو کہ سکھاؤں تجھکو ایسی سورۃ کہ نہیں اتری مثل اس کے توریت میں اور نہ انجیل میں اور نہ

زبور میں اور نہ قرآن میں کہا الٰہی نے کہ اسکا دیجیئے لیے اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورہ
ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اوسکو پڑھتا ہے اور صحیح مسلم اور نسائی کے اور ابن حبان اور طبرانی اور
حاکم کے ساتھ روایت ابن عباسؓ کی آیا ہے کہ ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام پاس آنحضرتؐ کے بیٹھے ہوئے
تھے کہ آسمان سے آواز دروازہ کے کھلنے کی سُنی اور تامل سے آسمان کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ
ہے کہ اب نازل ہوتا ہے کبھی جب سے پیدایش آدم کی ہوئی ہے اس دم تک زمین کے اوپر نہیں آیا جب
فرشتہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا فرمایا خوشوقت ہو تم اور دو نور کہ تجھکو دیا ہے کسی نبی کو پہلے
تجھسے بھی نہیں دیا وہ کیا سورہ فاتحۃ الکتاب اور آمن الرسول آخر سورہ بقرہ تک کوئی حرف تو اسے نہ پڑھے گا مگر تو
ثواب عظیم اوسکے پاویگا اور صحیح بخاری تعالیٰ باقی صحاح ستہ میں وارد ہے کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سانپ کے کاٹے ہوئے اور بچھو کے کاٹے ہوئے لوں کو اور جھنونوں کو اس سورہ کے ساتھ منتر کیا ہے
اور آنحضرتؐ نے اوسکو جائز فرمایا ہے اور دارقطنی کرتے ساتھ بیں یزید سے روایت کی ہے کہ اوسکے
اوپر آنحضرتؐ نے ساتھ اس سورہ کے افسوں پڑھا ہے اور آب دہن مبارک کا بعد پڑھنے اس سورہ کے درد کی جگہ
اوسکے ملا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور سعید بن منصور نے بیچ سنن اپنی کے لائے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
فاتحۃ الکتاب شفاءٌ من کل داءٍ یعنے فاتحۃ الکتاب شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور بزار مسند اپنی میں انس بن مالکؓ
سے لائے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے پہلو اپنا فرش پر رکھا اور فاتحہ اور قل ہو اللہ احد
پڑھکر اپنے اوپر دم کیا ہر بلا سے امن میں ہو مگر موت اگر اوسکی تقدیر میں ہو اور عبد بن حمید بیچ مسند اپنی کے ابن
عباسؓ سے مرفوعاً روایت کرتا ہے کہ فاتحۃ الکتاب برابر دو ثلث قرآن کے ہے بیچ ثواب کے اور اسمیں روایات بہت ہیں
کہ نزدیک حاکم کے صحیح ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بھی اونکی تیئں صحیح کیا ہے لفظ افضل القرآن آخر سورے
اس سورہ کے حق میں وارد ہوا اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ دیلمی اور ضیائی مقدسی بیچ احادیث کے کہ بیچ
اونکی مختارہ میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چار چیز عرش کے خزانہ سے مجھکو عنایت ہوئی
ہیں اور کوئی چیز سوائے ان چار چیزوں کے اوس خزانہ سے کسیکو نہیں پہنچی اور وہ چار چیزیں یہ ہیں ام الکتاب
اور آیت الکرسی اور خاتمہ سورہ بقر کا اور سورہ کوثر اور ابو نعیم اور دیلمی نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں سے اوس چیز
کو کفایت نہیں کرتی ہے اور اگر فاتحۃ الکتاب بیچ ایک پلہ ترازو کے رکھیں اور تمام قرآن کو دوسرے پلہ میں

اور جسقدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں اور کسی سورۃ سے اسقدر مستنبط نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے
والوں نے لکھا ہے کہ پانسو حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت مداینت کی کہ اوس میں بڑی
سب آیتوں قرآن کی بڑی ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہے اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے
امور عجیبہ اور صنف صنف کے حالات غریبہ ایسے مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کیطرف کی
اور کسی امر کی طرف نکی اور سورۃ البقرہ اسکا نام رکھا بسبب دو وجہ کے اول یہہ کہ ذکر بقرہ کا اسی سورۃ میں ہے
اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں تیس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خاص
شے کے ضرور ہے دوسری وجہ یہہ کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام مہمات و مقاصد دین کے دلالت کرتا ہے پس یہہ
قصہ گویا کہ خلاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ دین متین میں مطلب اعلی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ میں یہہ مقصد
اسطرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اوس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا والا ہر ایک مرا ہوا زندہ ہو جاتا
اور نہ اس سبب سے زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اوس کے اوپر مارا والا ہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر
مارنے سے میت زندہ ہو جاتی پس یہہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب
کے نہ ساتھ اس سبب کے اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالی کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اوس کی بھی ۔
اسواسطے کہ زندہ کرنے اس مردہ کو اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ ذبح کرنے
نفس امارہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہہ مقصد اوس قصہ سے
صریح ثابت ہوا اسواسطے کہ وہ قصہ معجزہ حضرت موسی علیہ السلام کا تھا اور جسوقت نبوت حضرت
موسی علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین ہوں خواہ متاخرین ثابت
ہوئی اسواسطے کہ تمام انبیا دو حال سے خالی نہیں یا تصدیق کرنیوالے حضرت موسی علیہ السلام کے تھے
یا تصدیق کئے گئے حضرت موسی علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونو صادق
ہیں اور بیچ ضمن ثابت کرنے نبوت کے بیچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہے بہت مفید طرف اس بات کی
کہ اطاعت انبیا علیہم السلام کی بے تفتیش وجہ حکم کے آدمیوں کو اوپر واجب ہے تاکہ مونت کم ہووے اور
فضیحت واقع نہو جیسا کہ اون لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا رسوائی درپیش آئی پھر مقصد
استقامت ہے اور یہہ مطلب اس قصہ سے اسطرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اوس مقتول کو نے دنیا طلب کی اور

ذلیل ہوا پس معلوم ہوا کہ طلب دنیا کی ذلت ہے اور طلب سوائے اللہ کے خطا ہے پھر مقصد چوتھا مجاہدہ ہے
اور یہ مقصد اوپر مجاہدہ اور شرائط مجاہدہ کے ساتھ وجہ شباب کی دلالت کرتا ہے مثلاً چاہیے کہ مجاہدہ
ساتھ قتل نفس امارہ کی بڑھاپے میں نہیں ہوتا اس واسطے کہ جب خواہش نفسانی نے قوتوں اور
جوارح میں رگ اور ریشہ دوانی کر کے استحکام قبول کیا ہو اور ہمیشہ اوسکا عادت و شعار ہو گئے بالخصوص
اوس وقت ضعف اور گر جاتی تو قوتوں کا ہے ضعیف ہی نہیں ہو سکتا کہ درخت قوی کو ہٹے اور کھینچے
اور بھی چاہیے کہ بیچ زمانہ مستی جوانی اور شروع شباب کی بھی نہ ہو اس واسطے کہ عقل اوس وقت میں کم
اور بے تجربہ ہے طاقت محاربہ ہوا کے نہیں رکھتی ہے غالب ہو کر مغلوب ہو جاوے گی اور بھی شرائط مجاہدہ
کی سے زردی بے نیک بختی کی ہے کہ تنزلنا ظاہر ہی شان اوسکی ہے اور سلامتی ہے دنیا کے کاروبار
میں گڑ جانے سے جیسا کہ زراعت اور تجارت اور صحت استعداد کی ہے اور بیلاغ ہونا
جوہر روح کا وعلیٰ ہذا القیاس پھر مقصد پانچواں معاد ہے اور یہ مقصد بھی صراحۃً اس
قصہ سے ثابت ہوتا ہے اس واسطے کہ حیات نے کہ بدن قتیل کی سی جدی ہو گئی تھی پھر طرف
اوس کے عود کیا اور یہی پانچ مقصد ہیں کہ خلاصہ مطلبوں اس سورت کا ہے اور باقی
امور تتمات اور مقدمات ان امور پنجگانہ کے ہیں جاننا چاہیے کہ بیچ مسند امام احمد اور دیگر کتابوں
معتبرہ حدیث کی میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورہ بقرہ بمنزلہ
کوہان قرآن کے ہے ہمراہ ہر ہر آیت کی اوس کے اسی اسی فرشتہ نازل ہوئے ہیں
اور آیت الکرسی کہ بہترین آیتوں قرآن کا ہے عرش کے نیچے سے لا کر اس سورۃ میں رکھدی ہے اور اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت الکرسی بمنزلہ دل اس سورۃ کے ہے اور واقع میں بعد تامل اور غور کرنے کے
معلوم ہوتا ہے کہ تمام مطالب اس سورۃ کے گرد اگرد اسی آیت کے دوران کرتے ہیں پس وہ
بمنزلہ جان کے ہے لفظ الحی القیوم کا کہ بیچ آیت الکرسی کے موجود ہے اور تمام آیتیں
سورہ کی شیون اور مظاہر اس کلمہ کی ہیں جیسا کہ تمام اعضا انسانی مظاہر اور شیون جان
پاک کے ہیں تفصیل اس مقام کی نہایت طول کھینچتی ہے کہ یہ تفسیر مجمل گنجائش اوس کی نہیں
رکھتی ہے لیکن ساتھ حکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے بطریق نمونہ کے کچھ تھوڑا سا لکھنا ضرور ہے غور سے سننا
چاہیے وہ چیز کہ اس سورۃ میں افادہ اوسکا منظور ہے حیات و قیومیت اللہ تعالیٰ کی ہے کہ ساتھ تمام مکلف

ظہور کے عالم میں جلوہ گر ہورہی ہے اول حیات ہر فرد کی افراد انسانی سے ہے کہ کنتم امواتا فاحیاکم طرف اوسکے اشارہ فرماتا ہے پھر حیات اور قیام تمام نوع کا ہے ساتھ پیدا کرنے ابو البشر کے اور عطا کرنے منصب خلافت کے واسطے اوسکے ٹہرنے اور قرار پکڑنے اوسکے کے زمین میں کہ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً آخر قصہ تک شرح اوسکی ہے پھر حیات قیام ایک خاندان کو خاندانوں اس نوع کو کہ کوئی مانند اسکے کوئی خاندان دوسرا بندگی اور مرتبہ میں نزدیک اللہ کے اور دیر تک رہنے میں تا وقت نزول اس سورہ تک موجود نہوا تھا اور ابتدا شرح اس حیات اور قیام کی شروع رکوع یا بنی اسرائیل سے تا انجام یا بنی اسرائیل تیسری تک کہ آخر سیپارہ میں واقع ہے چلی گئی اور منجملہ اقسام حیات کے سو کہ اس خاندان عالی میں اونہوں نے ظہور فرمایا ہے اول اوس قسم کو بیان فرمایا ہے کہ ظہور اوسکا اوسوقت میں ہوا کہ جسوقت فرعون نے قصد دور کرنے حیات اس خاندان کا بہ سبب ذبح کرتے بیٹوں کے اور زندہ رکھنے بیٹیوں کے کیا تھا بعد اوسکے اس خاندان کے دلوں کی حیات بسبب عطا کرنے توریت کے باوصف اسکے کہ جاہلوں اس خاندان کے نے بسبب گوسالہ پرستی کے فکر دور کرنے اس حیات کا کیا تھا ارشاد ہوئی اور طریق دفع کرنے سفرت گوسالہ پرستی کا کہ ساتھ صورت قتل کے تھا اور حقیقت میں یہہ قتل نہ تھا بلکہ زندہ کرنا تھا مثال اسکی یہہ ہے کہ تمام آدمی کے بدن میں سے ایک عضو گندہ اور بوسیدہ ہوجاوے واسطے سلامتی دوسرے اعضا کے اوسکو کاٹ ڈالا کرتے ہیں ہمراہ اسی کے ارشاد ہوا بعد اوس کے جماعت دوسری نے کہ بے ادبانہ سوال رویت کا کیا اور حیات اپنی برباد دی بسبب دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نئی طرح سے خلعت حیات کے پہنے پھر تمام بنی اسرائیل بسبب نافرمانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیچ تیہ کے گرفتار ہوئی اور قریب تھا کہ نقد حیات کی ہار دیں اول غیب سے اسطرح سامان زندہ رہنے اور قایم رہنے اونکو کا کیا کہ سایہ ابر کا اون کے واسطے ظاہر کیا اور من اور سلوا کھانے کے واسطے نازل فرمایا بعد اوسکے طرف ایک گانوں کے نشان دیدیا بعد اوسکے چشمے پانی کے جاری کئے پتھر سے نکال دیئے تا کہ صورت حیات اونکی کے برہم نہوا اور جسوقت ایک فرقہ اس خاندان میں سے بسبب ہتک حرمت کے مستحق دور کرنے حیات انسانیہ کا ہوا او خلعت حیات خسیسہ حیوانیت کے بدلے اوس حیات طیبہ انسانیہ کو پہنا کر مسخ عنایت الہی نے شراون کے کو اور طرف جانے سے باز رکھا اور اس قصہ کو واسطے دوسروں کی عبرت کی

رکھنے بدن کو روزہ میں اور منجملہ اون کے ہے حیات دین کی بسبب جہاد کرنے اور لڑنے کو دین
کے دشمنوں سے حاصل ہوتی ہے کہ قصداً اوسکا بیچ آیت وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کے مذکور ہے اور
منجملہ اون کے ہے حیات اور قائمی ملت کی بسبب قائم کرنے شعائر حج کے اوس مکان میں کہ جائے
پیدائش اور جائے پرورش ہے خاندان عالی کے ہے حج کے دنوں میں پھر متوجہ ہوتے ہیں ساتھ
حیات اور قائمی ہر ہر گھر کے ساتھ بیان کرنے آداب نکاح کے اور منع کرنے مجامعت کو حالت
حیض میں کہ موجب باقی رہنے حیات خبیثہ فاسدہ کا ہے اور منع کرنے تلف کرنے حقوق
زوجیت کے ساتھ بہانہ قسم کے کہ عرف میں اوسکو ایلا کہتے ہیں اور پرورش یتیموں کی اور کیفیت
نفقہ اقارب کی بھی خانہ داری کے ضمن میں مذکور ہوئی بعد اوسکے اگر نوبت ٹوٹ جانے نکاح
اور برہم ہونے خانہ داری کے واقع ہو کہ اوسکو عرف میں طلاق کہتے ہیں پھر باقی رہنے آثار اوس
نکاح کے اور قائم رکھنے حقوق اوس خانہ داری کے ساتھ محافظت عدت کے اور دینے متعہ کے اور دودھ
پلوانے اولاد کے کس کس طرح کوشش کرنی چاہئے تا حیات و قائمی اوس عقد کی بالکلیہ برہم نہو اور
اتنے مضامین آیت أَلَمْ تَرَ کے اوس [illegible] تک بیان ہوچکے اور جب اس سے
فارغ ہوئے چند قصے عجیبہ کہ جنہیں [illegible] ذکر فرمائی تا کہ معنی حَیّ اور
قیوم کے پہلے بھی اس کلمہ سے اور بعد کو بھی اس کے اوترنے سے سننے والوں کے ذہنوں میں ٹھہر جاویں
اور وہ کہ پہلے اوترنے اس کلمہ کے ہے دو قصے ہیں اول قصہ حیات ایک جماعت کا بنی اسرائیل
میں سے کہ وبا کے خوف سے بھاگے تھے اور مر گئے تھے اور پھر ساتھ دعا حضرت حزقیل علیہ السلام کے زندہ
ہوئے دوسرا قصہ حضرت شمویل اور طالوت علیہما السلام کا کہ بعد زوال خاندان بنی اسرائیل کی نئی
سر سے اوس خاندان کو اونہوں نے قائم کیا اور آخر میں وہ پایہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اور سبب
آنے تابوت سکینہ کے تقویت اوسکی بدرجہ اتم ظاہر ہوئی اور وہ قصے کہ بعد اوترنے اس کلمہ کے ہے
کئی قصے ہیں اول قصہ نمرود کا ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہ وہ مردود خدا کے جلانے اور مارنے
کو نہ سمجھا اور اپنے تئیں جلانے اور مارنے والا ٹھہرایا اور دوسرا قصہ حضرت عزیر علیہ السلام کا کہ اونہوں
نے زندگی اور آبادی شہر کی بعد ویران ہونے کے بعید سمجھی یہانتک کہ ساتھ مرتبہ حق الیقین کے انہیں
اور اپنی سواری پر پڑنے مرنے سے حیات اور قیام معلوم کیا تیسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

کہ بیچ کیفیت جلانے مردوں کے کسطرح مردے زندہ ہوجاتے ہیں توقف کیا یہاں تک کہ کیفیت زندہ ہونے
مردوں کے اور جانوروں سڑ گئے ہوئے اوپر اوٹھنے ہڈیوں کے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تمام ہوا بیان
اس آیت تک کہ مثل الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ ختم ہوئی بعد اوسکے نوبت ذکر حیات اور قائم رہنے
مالوں کے شروع ہوئی اور چونکہ آدمی اوسکو مالوں کیو اسطے نفع اور بقا سمجھتے ہیں پہلے سود لینا کہ سبب
باقی رہنے اور بڑھنے مال کا آدمیوں کے نزدیک ذہن نشین ہے اور حقیقت میں اسکے نزدیک باعث تلف کرنے
مال کا ہے مفصل ارشاد ہوا اور بالعکس اسکے خرچ کرنا اور صدقہ کرنا فی سبیل اللہ کہ آدمیوں کے ذہنوں میں موجب
تلف کرنے مال کا ہے اور اللہ کے نزدیک سبب حیات کا اور بڑھنے مال کا ہے تفصیل اسکی بھی ارشاد ہوئی
اور اسکے حیات اور بقای مالوں کی بیچ اور معاملات مشترکہ مثل قرض اور ضمانت کی اور گواہ کے لینے میں
میں ایک مستقل کتابت اور استشہاد کے باب میں عنایت فرمایا اور سورت کو ختم کیا پس معلوم ہوا
کہ مطالب اس سورت کی تمام شرح اور بسط اور تقسیم کی ہیں اور یہہ کہ بمنزلہ جان اس سورہ کی ہے اور
آیت الکرسی بمنزلہ دل اس سورۃ کے اور تمام باقی اس سورت کا بمنزلہ اعضا اور جوارح کی واسطے اوسکی
یہہ سورت بیچ بیان کرنے حدود زمانیہ اور مکانیہ شرعیہ کے ایک نئی حالت رکھتی ہے کہ دوسری سورت کو
خصوصیت نہیں اول ذکر اربعین حضرت موسی علیہ السلام کا کہ میقات اہل خلوت اور ریاضت کا ہے
پھر ذکر ماہ مبارک رمضان کا اور مقرر ہونا روزہ فرضی کا اور پھر ذکر مہینوں حج کا کہ شوال اور ذی القعدہ اور
عشرہ ذی الحجہ اسکے اندر آیا پھر ذکر شہر الحرام کہ چار مہینے ہیں اور ابتدا قتل ان مہینوں میں حرام ہے اور کیا
دو چند ہوتی ہیں اور دیہات گشت جانے والیں پھر بیان مدت ...... حیض کا کہ نزدیکی بیوی اور لونڈی
کی اوس میں حرام ہے پھر ذکر مدت ایلا کا کہ چار مہینے ہیں پھر ذکر مدت طلاق کا کہ مدت تین حیضوں
یا تین طہروں کی ہے پھر ذکر عدت وفات کا کہ مدت چار مہینے اور دس دن کے ہے اور نہایت اوسکی
ایک برس تک بھی کھچتی ہے ہوا یہہ بیان اون حدوں شرعیہ کا تھا کہ تعلق زمانہ کے ساتھ رکھتی
ہیں اور پھر وہ حدیں کہ تعلق مکان کے ساتھ رکھتے ہیں پس اون میں سے جہت استقبال کہ تعلق
اوسکا ساتھ کعبہ معظمہ اور مسجد الحرام کی ہے اور حرمت تمام شہر مکہ کی اور گرد و پیش اوسکی
کی کہ مراد اوس سے حرم ہے اور مقام ابراہیم مصلے بنانا قریب اوسکے سے ہے اور اونہیں
میں سے ہے صفا اور مروہ کہ طواف اور سعی درمیان ان دونوں کے واجب ہے اور

اور ان میں سے ہے عرفات اور مشعر الحرام اور منی کہ بیچ آیت فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کے اشارہ طرف رات گذارنے کے اوس مقام میں ہے اور
بیان جزا ممنوعات احرام کا بیچ صورت نہونے استطاعت مالی کے ساتھ روزہ رکھنے تین دنکو
درمیان میں حج کے اور اوپر اسی قیاس کے تمتع کو خاص حرم کے رہنے والوں کے ساتھ کرنا
اور واجب کرنا کامل دس دن کے روزوں کا بیچ صورت نہ میسر آنے ہدیے کے اوپر متمتع
کی بھی درمیان میں بیان ہے اور علم خصوصیات زمانیہ اور مکانیہ کا کہ احکام شرعیہ اون کے ساتھ تعلق
رکھتے ہیں اوس قبیل سے ہے کہ بدون وحی کے ہرگز دریافت نہیں ہوتا اور تعبدی محض ہے کہ عقل کو
کسی حیلہ سے جاننا اوسکا ممکن نہیں پس جس سورت کہ ایسے علوم کا اوسمیں بیان ہے کمال صالت وحی
ہونے میں رکھتی ہے اور اسیواسطے اس سورت کو بواسطہ اس سبب کے خصوصیت بہم پہنچی ہے کہ کتنی چیزوں
میں سب قرآن کی سورتوں سے ممتاز ہے منجملہ اون کے وہ کہ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے
کہ من حلف بسورۃ البقرۃ فعلیہ بکل ایۃ منہا یمین یعنے جس کسی نے قسم کھائی ساتھ سورۃ بقرہ کے
پس اوپر ذمہ اوسکے بشمار ہر آیت کو اوس سورہ سے ایک قسم ہوتی ہے پس گویا سورہ بقرہ کے ساتھ قسم
کھانے والے نے سو اوپر سے قسم کھائی ہے اور اس مضمون کو ابن ابی شیبہ مجاہد سے مرفوعا روایت کرتا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من حلف بسورۃ البقرۃ فعلیہ بکل ایۃ منہا یمین صبر
فمن شاء بر ومن شاء فجر اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت
لایا ہے کان الرجل اذا قرأ البقرۃ و ال عمران جد فینا یعنے جس وقت کہ کوئی شخص
زمرہ ہمارے سے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھکر تمام کرتا تھا اوسکے واسطے درمیان
ہمارے عظمت اور مرتبہ پیدا ہوتا تھا اور اسیواسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت
علیہ السلام لشکر بھیجتے تھے اور بیچ مقرر کرنے امیر کے تردد کرتے تھے ہر ایک کو اہل لشکر
سے روبرو اپنے بلاکر تفتیش فرماتے کہ کون سے سورہ قرآن سے پڑھتے ہو تم جو
کوئی جو کچھ یاد رکھتا تھا پڑھتا تھا یہانتک کہ نوبت ایک نوجوان کی پہونچی کہ عمر میں سب سے چھوٹا
تھا اوس کو بھی پوچھا کہ تجکو کونسی سورہ قرآن سے یاد ہے اوسنے عرض کی کہ فلانی سورۃ اور فلانی
سورۃ اور سورہ بقر بھی آنحضرت نے فرمایا کہ آیا سورت بقر بھی یاد ہے تجکو عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ

فرمایا جاتا امیر اس لشکر کا ہے اوسوقت میں ایک شخص نے بزرگوں میں سے اوس قوم کے عرض کیا
یا رسول اللہ میں بھی سیکھتا تھا یاد کرتا سورہ بقرہ کا لیکن ڈرا میں کہ اگر سورہ بقر کو یاد کروں
میں پس تہجد میں بسبب بڑے ہونے اوس کے کہ ہر روز نہ پڑھسکونگا اس سبب سے میں نے اوس
کو یاد نہ کیا میں نے فرمایا یہ خیال نکرو اور قرآن کو سیکھو اسواسطے کہ جو کوئی قرآن سیکھے اور تہجد میں
پڑھے مثال اوسکی ایسی ہے جیسا کہ ایک تھیلا مشک سے بھرا ہے اور منہ اوسکا کھول دیا ہے بو اوسکی
ہر مکان میں پہنچتی ہے اور جو کوئی قرآن کو یاد کرتا ہے اور پھر نہیں پڑھتا اور قرآن اوسکے
سینہ میں ہوتا ہے وہ مانند ایک تھیلے کے ہو کہ مشک سے بھرا ہے کہ منہ اوسکا خوب باندھ رکھا ہے
اور اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہؓ سے
روایت کی ہے اور بیہقی کتاب الدلائل میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت لایا ہے کہ میں
صغیر سن تھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے مجھکو سرداری شہر طائف کی دی تھی اس سبب سے کہ مجھے
سورہ بقرہ یاد تھی اور منجملہ اون کے وہ جو کہ بطریق تواتر کے آنحضرت سے ثابت ہوا کہ فرماتے تھے کہ سورہ
بقرہ کو اپنے گھروں میں پڑھتے رہو اسواسطے کہ شیطان اوس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ
بقرہ پڑھی جاوے اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں سہل بن سعدؓ سے روایت کی
ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کے واسطے کوہان ہے اور کوہان قرآن کا سورہ بقرہ
ہے جو کوئی اسکو دن کو اپنے گھر میں پڑھے شیطان تین دن تک اوس گھر میں نہ آوے اور جو کوئی
رات کو پڑھے تین رات تک شیطان اوس گھر میں نہ آوے اور منجملہ اون کے یہ ہے کہ حدیث صحیح
میں اس سورہ کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لا یستطیعہا البطلۃ یعنی طاقت مقابلہ کی نہیں رکھتے
ہیں ساحر اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تعلموا سورۃ البقرۃ فان تعلمہا برکۃ و ترکہا حسرۃ اور منجملہ اون کے وہ
کہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہے کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن بصورت دو ٹکڑے
ابر یا دو سائبان سیاہ کے آویں گے اور درمیان ان دو سورہ کے ایک خط روشن ہوگا یا مانند دو ٹکڑے
جانوروں اوڑنے والوں کے ہے کہ کبوتر اور کلنگ صف باندھا کرتے ہیں آویں گے اور پڑھنے والے اپنے کی طرف
ہوکر شفاعت میں جھگڑا کریں گے اور اصرار کریں گے یہاں تک کہ اوسکو بہشت میں لیجاویں گے اور
ان دونوں سورتوں کو زہراوین لقب دیا ہے اور اصفہانی نے کتاب الترغیب میں کہا ہے کہ عرب

بن امین سے روایت لایا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ بقرہ اور آل عمران کو
جمعہ کی رات کو پڑھے اوسکو ایسا ثواب دیتے ہیں کہ مابین بیدا اور عروبا کا بھر کرتا ہے بیدا نام ساتو
زمین کا ہے اور عروبا نام ساتویں آسمان کا ہے اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ ابو عبید ام الدردا
رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص کہ قرآن کا پڑھنے والا تھا رات کیوقت ایک ہمسایہ
پر دوڑا اور اسکو مار ڈالا صبح کے وقت اوس شخص کو پکڑا اور قصاص میں مار ڈالا جب اوسکو دفن
کیا تمام قرآن سورۃ سورۃ سینہ اوسکے سے بھاگ کر جا لگی تھی یہانتک کہ سورہ بقرہ اور آل عمران
ہمراہ اوسکے ایک جمعہ تک رہیں اور اوسکو عذاب سے محافظت کرتی تھیں بعد ایک جمعہ کے
سورہ آل عمران بھی بھاگ کر چلی گئی اور سورہ بقرہ ایک جمعہ دوسرے تک اوسکی نگہبانی میں رہی اور
عذاب کے فرشتوں کو آنے نہ دیا یہانتک کہ جناب رب العزۃ سے ندا پہونچی کہ ما یبدل القول لدی وما
انا بظلام للعبید یعنی نہیں بدلی جاتی ہے بات نزدیک میرے اور نہ میں ظلم کرنیوالا بندوں کا ہوں یہ آواز
سنکر سورہ بقرہ بھی نکل گئی ام الدردا کہتے تھے جسوقت کہ یہ سورۃ آئی ایسا دکھائی دیا کہ ایک بڑا ابر آیا
اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ بخاری نے تعلیقات اور مسلم اور دوسرے اصحاب صحاح نے ساتھ سند صحیح کے روایت
کیا ہے کہ اسید بن حضیر ایکدن رات کو وقت اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتے تھے اور گھوڑا اوسکا اوس مکان کے
کے نزدیک بندھا ہوا تھا دفعۃً گھوڑے نے کودنا اچھلنا شروع کیا اسید پڑھنے سے باز رہا پھر وہ خاموش
ہونیا وسکے گھوڑا بھی کودنے سے ٹھیر رہا پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑے نے پھر کودنا ازسرنو شروع
کیا پھر یہ خاموش ہوگئے گھوڑا بھی ٹھیر گیا جب چند بار اسیطرح معاملہ ہوا وہ اوٹھا اور بیٹے اپنے کو کہ یحیی
نام تھا اور اوس مکان کے پاس سوتا تھا اوٹھا کہ مبادا گھوڑا شوخی و جولانی میں کچھ زیان اوسکو
کو پہنچا دے اس درمیان میں کہ سر اپنا آسمان کی طرف اوٹھایا دیکھا کہ ایک سائبان چراغوں سے بھرا ہوا اوپر
سے آسمان کی طرف چڑھا چلا جاتا ہے جاتا ہے سبب جس لائی گھوڑے کا یہی روشنی تھی اوس سائبان کو اپنی نظر میں رکھا
یہانتک کہ غائب ہوا صبح کو کہ یہ تمام ماجرا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ
یہ فرشتے تھے کہ بسبب پڑھنے اس سورت کے اوترے تھے اگر صبح تک تو پڑھتا جاتا تو صبح کو آدمیونکی نظروں میں آتے
اور ہرگز پوشیدہ نہوتے اور ابو عبید نے ایک سفید پوشوں مدینہ منورہ سے روایت کی ہے کہ اہل محلہ انصار کے ایکدن
وقت صبح کے نزدیک آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات کو محلہ ہمارے میں ایک طرفہ

عجوبہ نمودار ہوا کہ تمام گھر ثابت بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے پر تھا سبب اسکا معلوم
نہیں آنحضرت نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورۂ بقر پڑھتا ہوا اس کو پوچھو آدمی آگے ثابت
بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب گذشتہ میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا کہ سورۂ بقرہ اور بیہقی نے شعب الایمان
میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے سورۂ بقرہ کو بارہ برس میں پڑھا
تھا تمام حقائق اور دقائق کے ساتھ اور ختم کے دن ایک اونٹ ذبح کرکے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے یاروں کو کھلایا تھا اور ابن عمرؓ سے بھی روایت کی ہے کہ سورۂ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ
برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ یہ سورۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام کے نزدیک بڑی عظمت رکھتے تھے اور یہ سورتیں ستہ میں مشہور تھیں اور خواص یہ ہے اس
سورہ کی ترکیب ہے کہ وقت نکلنے بڑے الفاظ کے اسکو چیچک کہتے ہیں فتح کو نہار منہ اس سورۃ کو
حرفوں کو ادا کرکے آہستہ آہستہ بچہ کے سامنے پڑھکر دم کریں اور لڑکا بھی نہار منہ ہو ساتھ فضل خدا
کے اوس برس چیچک اوس لڑکے کے نکلے اور اگر نکلے تکلیف یا وجود کچھ نقصان نہ پہنچے لیکن شرط
ہے کہ وقت شروع اوسکے کہ ڈھائی پاؤ چاول شکر اور دہی کے ساتھ کہ بقدر حاجت ہو کسی مستحق کو اوس جگہ
بٹھا کر کھلا دینا اور وہ مستحق وہ ہو پڑھنے والے اور اس لڑکے کو کھا وے تجھکو جاننا چاہئے کہ علما کو خلاف
اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی فرمائی ہوئی شارع کی اور توقیفی ہے یا صحابیوں کے اجتہاد سے ہوئی
ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کی درمیان میں دیکھکر اور دریافت کرکے ایک کو پیچھے دوسری کے لکھا
اور ہر تقدیر بیان کرنی وجہ ربط کی درمیان دو سورتوں کی ضرورت ہے اسواسطے کہ اگر یہ ترتیب توقیفی ہے شارع
کی طرف سے پس شارع حکیم ہے اور فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہیں ہوتا اور اگر سبب اجتہاد صحابہ کے ہے پس وجہ ربط
اسوجہ سے ضرور ہے کہ صحابہ کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورۃ خاص کو بعد اس سورۃ خاص کے لکھا اور اوس باعث
کا محمول وپہ فقط عقل کے دین کے اندر ہو جاوے اور یہ باطل ہے اسواسطے کہ شہید عقیدہ ذلت و بھی
کیا ہوا یہ امر ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے تو نہیں ہے بلا تامل صرف عقل سے کر دی ہو اجتہاد کے
واسطے ماخذ چاہئے اور بیان وجہ ربط کی گویا اشارہ طرف اوس ماخذ کے ہے اور یہ بھی جاننا کہ ترتیب آیتوں
ایک ایک سورہ کے بالاتفاق ساتھ توقیف کے اور شارع کی طرف سے واقع ہوئی ہے ترتیب میں بالکل خلاف
نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں ہے جس وجہ سے کہ بیچ مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ اور کئی

اوپر اجماع کیا ہے اور نسخہ اوسی قرآن کے تمام طرف پہنچے اور تمام مجتہدین نے اوسکو قبول کیا اور جنہوں نے
مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسا کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب بھی مخالفت سے دست بردار ہوئے طوعا اور کرہا
مذہب اکثر علما مالکیہ اور حنفیہ اور شافعیہ اور دوسروں کا یہ ہے کہ یہ ترتیب صحابہ کی اجتہاد سے واقع ہوئی اور آنحضرت
صلعم نے یہاں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ امت کے سپرد کرکے آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا ہے اور دلیل اس
گروہ کی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب توقیفی ہوتی اور آنحضرت نے اسکے واسطے ارشاد فرمایا ہوتا مخالفت اس ترتیب کی
حرام محض اور بدعت شنیعہ ہوتی اور حال یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب نے کہ صحابہ جلیل القدر میں سے تھے
مخالفت اس ترتیب کی اختیار کی اور تا دم مرگ اوسی ترتیب کی رعایت کرتے تھے اور صحابہ دوسرے جس وقت ان دو
بزرگوں سے گفتگو و مقابلہ اس امر میں کرنے لگے سوائے اجماع جمہور کے کوئی دلیل ان بزرگوں سے بیان نہ کی اور
اور یہ ذکر نکیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلاف ترتیب تمہاری کے ارشاد فرما گئے تھے تس معلوم ہوا کہ یہ
ترتیب توقیفی نہ تھی ورنہ مخالفت ان دو صحابیوں کی اور سکوت کرنا اور صحابہ کا ذکر توقیف کی سے بیچ مقام حجت کے
کوئی وجہ نہیں رکھتا اور ایک گروہ علما کا اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب بھی توقیفی ہے آنحضرت کی اشارہ
اور فرمانے سے عمل میں آئی ہے اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ صحابہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنحضرت کے فرمانے
سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور ہرگز اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا نہیں کرتے تھے اس مقدمہ عمدہ میں کس طرح ساتھ
عقل اپنی کے دخل کرتے اگر فرمایا ہوا آنحضرت کا اونکے پاس نہ تھا اجماع بدون اوس فرمائے ہوئے کے کیونکر متحقق
ہوتا اور فیصلہ کی بات درمیان دونوں فریقوں کے یہ ہے کہ دونو فریق سچے ہیں جو لوگ کہ اس ترتیب کو صحابہ کے
اجتہاد سے کہتے ہیں اوپر اس وجہ کے ہے کہ صاحب اس ترتیب کے اور مقرر کرنے والے ہر سورہ کے
اپنے موضع میں صحابہ ہوتے ہیں اور آنحضرت نے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ شغل نہیں فرمایا ہے
بلکہ لطور صحابہ مجتہدین کے چھوڑکر تشریف فرما ہوئے اور جو لوگ کہ اس ترتیب کو توقیفی کہتے ہیں وہ اس
معنی سے ہے کہ صحابہ نے بمجرد عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ تابعداری قولوں اور فعلوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر میں کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ جمہور صحابہ کے نزدیک متیقن ہوا
تھا کہ اگر آنحضرت ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ کام کرتے اسی وضع پر فرماتے اسکے مخالف نفرماتے اور یہی
ہے شان اور اجماعیت صحابہ کی کہ جب تک نصوص بہت ساری کہ ایک ایک ان میں سے موجب یقین کا
نہیں مگر سب کے جمع ہونے سے فائدہ یقین کا جاوے ملاحظہ نکر لیتے تھے جرات اوپر اجماع کے نکرتے

اور ساتھ اس فیصلہ کے حل ہو جاتے ہیں اختلافات بہت ساری کہ درمیان توفیقی ہونے
اور اجتہادی ہونے بعض امور شرعیہ کے واقع ہو گئے ہیں جیسا کہ قائم ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا
واسطے خلافت کے اجماع کے ساتھ تھا یا نص کے ساتھ وعلی ہذا القیاس اور بڑے بڑے صحابہ
کہ اسباب نزول سے مشاہدہ کرتے تھے اور معانی وحی کے خوب پہچانتے تھے اور بسبب طول صحبت کرا
سنتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلانی سورۃ بعد فلانی سورۃ کے پڑھتے ہیں اور خود قرآن
اسی امر پر رکھتے تھے کہ اوروں کو یہ خبر داری میسر نہ ہو چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کے بہت آدمیوں
اہل مدینہ سے روایت آئی ہے کہا حکم نے ظن کرتا ہوں کہ ابو جعفر بھی انہیں میں ہیں کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعۃ بسورۃ الجمعۃ والمنافقین اما سورۃ الجمعۃ فیبشر بہا المؤمنین و
یحضضہم واما سورۃ المنافقین فیؤیس بہا المنافقین ویوبخہم اور خطابی نے حکایت کی ہے
کہ جس وقت صحابہ کبار واسطے جمع کرنے کلام مجید کے مشغول ہوئے سورۃ قدر کو بعد سورۃ علق کے
لکھا اور جو مقدم ہونے سورۃ علق کے اوپر سورۃ قدر کے یہ دلیل لائے کہ ضمیر انزلنا کی سورۃ قدر میں
قرآن کی طرف پھرتی ہے کہ لفظ اقرأ کے سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت عثمانؓ نے درمیان سورۃ انفال
اور سورۃ براءۃ کے فرمایا کہ رأیتہا شبیہۃ بقصتہا یعنی پایا میں نے قصہ اوسکا مشابہ قصہ
اوسکے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعض جا ساتھ عقل اپنی کے بھی کام کیا ہے اور ظاہر پڑھے کا اعتبار
کیا ہے چنانچہ بموضع احتیاط کا بیچ سورۃ طلاق اور تحریم اور سورۃ تکویر اور انفطار اور سورۃ ضحی
اور الم نشرح اور سورۃ فیل اور لایلاف اور درمیان معوذتین کے فہم من الشمس ہے اور سیوطی نے
ابو محمد عبدالحق بن عطیہ ترتیب سورتوں میں ایک بات نہیں کہتے ہیں بلکہ تفصیل کے قائل ہیں اس
پر کہ ترتیب اکثر سورتوں قرآن کی آنحضرت کے زمانہ میں معلوم تھی جیسا کہ سبع طوال اور
حوامیم اور مفصل اور ترتیب بعض سورتوں کے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ظاہر عقل کے دریافت کی اور بموجب اوس کے عمل میں لائے اور حق یہ بات ہے کہ بات اس
بزرگ کی بہت محکم ہے اسواسطے کہ صحیح مسلم اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں وارد ہوا یؤتی
بالقرآن یوم القیامۃ واھلہ الذین کانوا یعملون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ وآل عمران
اور بیچ مصنف ابن ابی شیبہ کے سعید بن خالد سے مروی ہے کہ صلی رسول اللہ بالسبع الطوال

فی رکعۃ اور یہ بھی مصنف میں موجود ہے کہ کان یجمع المفصل فی رکعۃ اور صحیح بخاری میں عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یقول فی بنی اسرائیل والکہف ومریم وطٰہٰ والانبیاء انہن من العتاق الاول وھن من تلادی یعنی تحقیق یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہؓ سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیہما فقرأ فیہما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس الحدیث اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمرؓ سے قرأ فی رکعۃ واحدۃ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ولایلاف قریش فی رکعۃ واحدۃ اور اگر تتبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جاوے بہت کچھ اس جنس سے نکل آتا ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب آیتوں ہر سورہ کے بالاجماع توقیفی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام بموجب فرمودہ جبرئیلؑ کے عمل میں لاتے اور اوس ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شارع کی نظر میں اعتبار سے ساقط ہے اور جو چیز کہ شارع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو اوسکو دوسری بار اوسکا اعتبار کرنا منافی تشریع اور تدین کو ہے کا یقدم علیہ الا جاہل دوسری یہ کہ اگر ترتیب نزول کی اعتبار کرتے طرفہ بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۂ چھوٹی اور بہ سورہ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی چھوٹی سورتوں کے درمیان میں آجاتیں اور بالعکس وقوع میں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم ہوتی بلاتشبیہ ایسی مثل ہو جاتی کہ ایک شاعر ایک دیوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو ترتیب میں پہلے ذکر کرے اور وہ کہ پیچھے نظم کیا تھا اوسکو پیچھے پس اول فرد لکھی اور بعد اوسکے غزل بعد اوسکے فرد دوسری اور رباعی دوسری بعد اوسکے قصیدہ بعد اوسکے مثنوی لیلی اور مجنوں اور قیس و لبنیٰ کی اور مانند اس کو بعد اوس سے پھر فرد اور قطعہ علی ہذا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل و اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم دیتا ہے اسواسطے شعرا وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے

ساتھ حروف مقطعات کے ہے اور وہ انتیس سورتین ہین اور حروف مقطعات بعد گرادینے تکررات کے چودہ حرف ہین الف اور لام اور میم اور صاد اور را اور کاف اور ہا اور یا اور عین اور طا اور سین اور حا اور قاف اور نون کہ لفظ صراط علی حق نمسکہ جمع کرنے والا اُن حرفون کا ہے اور بیچ ذکر کرنے ان چودہ حرفون کے ان انتیس سورتون مین نکتے اور باریکیان رعایت کی گئی ہین کہ بیضاوی اور حواشی اُس کے مین مذکور اور مندرج ہین اور جس قدر اس جگہ بیان کرنا مقصود ہے یہ ہے کہ معنی ان حرفون کے کیا ہین اور بغیر تمہید ایک مقدمے کے بیان اُس کا نہین کر سکتے اس واسطے تقدیم اُس مقدمے کی کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ علما محققین کا اس مین اختلاف ہے کہ دلالت الفاظ کی اوپر معانی وضعیہ اُنکیکے فقط بسبب وضع کے ہے کہ واضع نے جس لفظ کو چاہا جس معنے کے واسطے وضع کر دیا بدون لحاظ اسکے کہ اُس لفظ کی ذات مین اُس معنی کے ساتھ مناسبت ہو اکثر علما نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ درمیان لفظ اور معنی کے مناسبت طبیعی ہے کہ اختصاص اُس لفظ کا ساتھ اُس معنی کے اُسکو چاہتا ہو اور اگر وہ مناسبت نہو لازم آتا ہے کہ بیچ وضع کرنے واضع کے کسی لفظ کو واسطے کسی معنی کے ترجیح بلا مرجح لازم آوے دلیل پہلے مذہب کی یہ ہے کہ اگر دلالت لفظ کی باعتبار تقاضا لفظ کے ہوتی اختلاف زبانون کا ساتھ اختلاف فرقون اور شہرون کے موجود نہوتا اور ہر شخص معنی ہر لفظ کے سمجھ لیتا اور نقل کرنا لفظ کا ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف محال ہوتا اس واسطے کہ انفکاک اُس چیز کا کہ بالذات ہو محال ہے اور وضع ایک لفظ کی واسطے دو معنی متنافی کے جیسا کہ لفظ جون کا کہ سیاہ اور سفید کو کہتے ہیں اور قرء کہ حیض اور طہر کا نام ہے محال ہوتے اور دلیل مذہب دوسرے کی یہ ہے کہ بعد تتبع کے معلوم ہوتا ہے کہ حرفون کے فی حد ذاتہا خواص مختلف ہین مثلاً جہر اور ہمس اور شدت اور رخاوت اور استعلا اور تسفل اور ہیئتون ترکیبی کے بھی خواص مختلف ہین مثلاً فعلانٌ کا وزن ساتھ تحریک کے کہ حرکت

کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نزوان اور خفقان اور باب فعل مضموم العین کا کراوپر فعلون طبعیہ لازمہ کے دلالت کرتا ہے اور فعل بالتشدید کثرت پر دلالت کرتا ہے پس اگر واضع ان خواص کی باوجود علم ان خواص کے رعایت نکرے اور مناسبت کو ترک کرے تو لازم آتا ہے کہ اُس نے حق کلمہ کا ادا نکیا اور یہ منافی حکمت کے ہے اور حال یہ ہے کہ واضع ذات پاک خدا تعالے کی ہے کہ جہان کے حکیمون کی حکمت ایک قطرہ ہے دریاے بے نہایت اُسکے سے اور فیصلہ درمیان دونون فریقون کے یہہ ہے کہ مناسبت ذاتی درمیان الفاظ اور معانی کے البتہ رعایت کی گئی ہے اور جو لوگ کہ انکار اس مناسبت کا کرتے ہین غرض اُنکی یہہ ہے کہ یہہ مناسبت فقط سمجھنے معنی مین کفایت نہین کرتی ہے والا محذورات ذکر کئے گئے لازم آوین بلکہ ہمراہ مناسبت ذاتی کے وضع واضع کی بھی معانی کے سمجھنے مین درکار ہے اسواسطے کہ حروف تہجی کے جس وقت ترکیبات مختلفہ مین رکھے جاوین مناسبتین جدی جدی پیدا ہوتی ہین اور وہ مناسبتین مختلفہ اوضاع جدی جدی کو چاہتی ہین جیسا کہ عناصر اربعہ ساتھ کیفیات اپنی کے کہ جدی جدا ہین اجزا مرکبات تمام جہانکے ہین لیکن کیفیات اُنکی بسبب مل جانے دوسری کیفیتون کے اور مختلف ہونے طرق انضمام کے یعنی کسی جگہ کوئی کیفیت غالب ہے کسی جگہہ کوئی کیفیت غالب اور کسی جگہہ اعتدال ہے بحسب مراتب ترکیب کے بیحد اور بیشمار ہوگئین اور آثار اُن کیفیتون کے نظر عقل ظاہرین سے پوشیدہ کئے گئے کہ ہرگز سوائے ذات علام الغیوب کے کوئی نہین معلوم کرسکتا کہ اثر اس کیفیت کا اس ترکیب خاص مین کیا ہوگا مگر بعد تجربہ کے مثلاً کیفیت برودت اور یبوست کی کہ افیون مین پائی جاتی ہے کیفیت پانی اور مٹی کی سے غالب نہوگی اور حال یہہ ہے کہ تھوڑی سی افیون مار ڈالتی ہے اور آب وخاک کئی حصہ اُس سے زیادہ بھی ہون تو تغیر مزاج کا بھی نہین کرتے مار ڈالنے کا تو ذکر نہ ہے اور اسیواسطے عقل ظاہر بین اس قسم خاص کو صورۃ نوعیہ کی طرف نسبت کرکے تسلی خاطر اپنی کی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ فعل اس مرکب سے بالخاصیت صادر ہوا مقتضا کیفیتون اجزا اُس مرکب کا نتہا وعلی ہذا القیاس اس جگہ سمجھنا چاہئے کہ واضع نے

تغیر طبیعی

دوسرا ای کا سبب یہ ہے کہ اصل بادر شق کرنے والا بھاری اور حقیقت میں ہر چیز کا قول اور ہر چیز کا دل وہی ہے ... مشتق جہان تک تمام جہات میں اسی کا بد رونق جاری ہے اور سب اسی کے حکم میں ہیں اور اسی کا بادر شق کسی زمانہ یا جگہ یا وضع یا بعض یا شخص کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور نہ اسکو کوئی غرض

بسبب کمال علم مجید اپنے کے مناسبت مفردات الفاظ کی ہر ترکیب مین جانکر ہر ترکیب کو
مقابل معنی کے وضع فرمایا ہے لیکن ہرگاہ کہ عقلین ظاہر بینون کی اُس کے دریافت کرنیکی
مناسبت نہین رکھتی ہین کوئی چارہ سواے حوالہ کرنے کے طرف ارادہ واضع کے نہین جانتے
اور ارادہ واضع کا بجاے صورت نوعیہ کے عصا اعتماد اپنے کا کرتے ہین والا حقیقت امر
کی وہی ہے کہ مذکور ہوئی اور اسی واسطے علماء اشتقاق کہ بعد تامل اور تتبع کرنے ترکیبون
متناسبہ کے علم اُنکا حقیقت کار کیطرف گیا ہے اور ترکیبون متقاربہ مین اُنہون نے فرق
کیا ہے جیسا کہ لفظ فصم کا بالفاء اور لفظ قصم کا بالقاف فصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا
بے اسکے کہ جدا ہو اور قصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا یہان تک کہ جدا ہو وعلی ہذا القیاس
جبذ وجذب اور مدح اور حمد اور رحم ومثل انکے جسقدر کہ اجزا لفظون کی بہ نسبت ہر فرقہ اور ہر
ملک کے اسی سبب سے [illegible] ایک ملک کے کسی معنی مین
کوئی چیز ایسی پاتے ہین کہ بسبب اُس شے نے کسی لفظ کو اُس معنی کے مقابل وضع کرتے
ہین اور دوسرے لوگ اُس چیز کو نہین دریافت کرسکتے اور بسبب غفلت کے اُس چیز سے
رعایت اُسکی بیچ وضع کرنے لفظ کے مقابل اُس معنی کے نہین کرتے ہین اس واسطے
اختلاف الفاظ اور لغات ہر قوم کے بیچ پڑتا ہے اور علاوہ اسکے مزاجون ہر قوم کے
کو بسبب عوارض سماویہ اور ارضیہ کے صورت اُنکی حاصل ہوئی ہے بیچ کیفیت صورتون کے
کہ حکایت معانی سے کرتی ہین دخل تمام ہے اور اسی جگہہ سے ہے کہ زبان پہاڑیون کی
سخت اور بھاری ہوتی ہے بہ نسبت زبان جنگل کے رہنے والون کے اور زبان جنگل کے رہنے
والون کی بہ نسبت زبان شہریون کے وعلی ہذا القیاس عادتین ہر فرقہ اور ہر ملک کی کو بھی
دخل کلی ہے اور اسی سبب سے ہر کوئی زبان ہر کسی کی نہین سمجھتا اور صاحب مسلم نے
بعض شیوخ اپنے سے نقل کیا ہے کہ اُسکو ایک برہمن پہاڑ سوالک کے رہنے والے سے
کہ ہندوستان کے شمال کی جانب مین واقع ہے اتفاق ملاقات کا پڑا تھا اُس برہمن کو
ایسے قاعدے کلیہ یاد تھے کہ بسبب اُن قاعدون کے ہر ایک زبان ساتھ وجہ کلی کے
سمجھ سکتا تھا اور ذمہ داری اوپر ناقل کے ہے البتہ یہ محذور اُسوقت لازم ہوتا ہے

وضع کر دیا ہے اور علماء اشتقاق نے مثل امام راغب اصفہانی وغیرہ نے اُن حالتون کو قوت
ذکا کے ساتھ دریافت کیا ہے اور وہ حالت بسیطہ بیچ استعمال واضع کے فقط خصوصیات
ترکیبیہ سے نہین آئی البتہ عقل کو ممکن ہے کہ اُس حالت کو خصوصیات ترکیبیہ سے اخذ کرکے
ساتھ نظر دقیق کے معین کرے اور اُس سے ساتھ کسی کیفیت کے کیفیتون معلومہ اپنی سے تعبیر
کرے جیسے کہ تعبیر موسیقی والون کی الحان نغمات کو ساتھ صور اور اوقات کے اور جیسے کہ
حکایت اہل نجوم کی مطابق کرنا کواکب کا اوپر اقسام کائنات کے اور اس معنی کو حضرت
سلطان العارفین خلاصہ حکما ربانیین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز
نے آخر کتاب خیر کثیر مین کہ ملقب بخزائن حکمت ہے شواہد اور دلائل کے ساتھ تفصیل فرمائی ہے
اور بیچ آخر کتاب فوز کبیر فی علم التفسیر کے جسقدر کہ تفسیر مقطعات قرانی مین کام آوے کفایت کی
ہے جیساکہ عبارت سراسر بشارت اُنکی کتاب فوز الکبیر سے منقول ہوتی ہے۔ فرماتے ہین
خلاصہ اُس کا یہ ہے جاننا چاہئے کہ حروف ہجا کے کہ اصول کلمات عرب کے ہین ہر ایک
کے واسطے ایک معنی بسیط ہین کہ نہایت نزاکت سے تعبیر اُس سے سوائے رمز اجمالی
کے نہین کر سکتے اسی جگہ سے ہے کہ بہت مادے الفاظ کے ایسے آپس مین مناسبت رکھتے
ہین کہ ہم معانی یا قریب المعانی ہوتے ہین جیساکہ اذکیا و اہل ادب نے ذکر کیا ہے کہ جس
لفظ مین نون اور فا جمع ہوتے ہین دلالت کرتا ہے اوپر معنی خروج کے کہ کسی وجہ سے
ہو مانند نفر اور نفث اور نفح اور نفخ اور نفق اور نفذ او نفد کے اور جس جگہ فا اور لام جمع ہوا ہے
دلالت کرتا ہے اوپر چیرنے کے مثل فلق اور فلج اور فلح اور فلذ اور فلد کے اور اسی جگہہ سے
ہے کہ اذکیا اہل ادب کے جانتے ہین کہ عرب بہت جگہہ ایک کلمہ کو اوپر کئی وجہ کے تکلم کرتے
ہین ساتھ تبدیل حروف متقاربہ کے جیساکہ دق اور دک اور لبج اور لز بالجملہ شواہد
اس امر کے بہت ہین اور ہم کو اس جگہہ مطلب فقط تنبیہ ہے اور یہہ سب لغت
عرب کے ہین اگرچہ عرب قح ساتھ تنقیح اسکے نہ پہونچا ہین اور نحات بھی معلوم نکر بین
جیساکہ مفہوم تعریف جنکا ساتھ خواص ترکیب کے اگر کسی عرب قح سے دریافت کرے
تو اوپر تنقیح حقیقت اُسکے قادر نہو ہر چند کہ اپنے برتاؤ مین برتتا ہے پھر باریکی کو

پہونچنے والے کلام عربیہ کے بھی اور ایک وضع کے نہین ہین بعضون کے ذہن لطیف ہو
بنسبت بعض کے بہت ایسی مفہوم ہین کہ ایک جماعت نے اُسکو تنقیح کیا ہے اور بعضے
اُس کی تنقیح کو نہین پہونچے اور یہ علم بھی لغت عرب سے ہے لیکن اکثر موشگاف
تنقیح اُس مفہوم کی سے قاصر ہین پس حروف مقطعہ نام سورتون کے ہین باعتبار
اسکے کہ مجملا دلالت کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ مفصلا اُس سورۃ مین مذکور ہوئی ہے
مثال اُسکی ایسی ہے کہ کسی کتاب کا ایک ایسا نام مقرر کرین کہ حقیقت اُس کتاب کی
سامع کے ذہن مین ظاہر کرے جیسا کہ بخاری نے کتاب اپنی کا نام جامع الصحیح المسند
فی حدیث رسول اللہ رکھ دیا پس معنی الم کے یہ ہین کہ غیب غیر متعین متعین ہوگئے
بنسبت عالم شہادت کے کہ متدنس ہے اور آلودگیون مین بھرا ہوا ہے اسواسطے کہ ہمزہ
اور ہا دونون غیب کے معنون مین ہین مگر اتنا فرق ہے کہ ہا غیب اس عالم کا ہے اور
ہمزہ اوپر غیب عالم مجرد کے دال ہے اور یہی واسطے استفہام کے وقت ہا اور ام کہتے ہین
اور بیچ وقت عطف کے تردید کے وقت او لاتے ہین اسواسطے کہ نفی مستفہم عنہ ایک امر
منتشر ہے اور وہ غیب ہے بنسبت متعین کے اور ایسے ہی متردد فیہ غیب ہے اور اول
امر مین ہمزہ زیادہ کرتے ہین تا کہ دلالت کرے اوپر اسکے کہ خاطر اُسکی مین ایک صورت
مقرر ہوئی ہے کہ تفصیل اُسکی فلانا مادہ ہے اور ضمیرون مین ہا کو اختیار کیا ہے اسواسطے
کہ غیب اس عالم کا ہے اور متعین کو فی الجملہ اجمال حاصل ہوا اور لام بمعنی تعین کے ہے
اسی واسطے تعریف کے وقت لام زیادہ کرتے ہین اور میم اس جہت سے کہ دونون لب کا
اسکے جمع ہوتے مین دلالت کرتی ہے اوپر ہیولا متدنس کے کہ حقایق مختلف اُس مین
جمع ہوتے ہین اور مقید ہوگئے ہین اور میدان تجرد سے قید تعبیر مین پڑے ہین پس الم کا
بعض مجرد سے ہے کہ عالم تعبیر مین آیا اور موافق عادتون اور علوم اُنکے کے متعین ہوا
سیاہی دلون اُنکے کو ساتھ نصیحت دینے کے دور کر دیا اور بری باتون اور کھوٹے
کامون کو دلیلون محکم سے توڑا اور تمام سورت شرح اور بیان اُس کا ہے اور دال
مثل الم کے ہے مگر یہ کہ را اوپر تردد کے دلالت کرتی ہے یعنی جو غیب کہ متعین ہونے

ساتھ آلودگی کے دوسری بار پھر آلودگی مین آیا اور متعین ہوا اور تیسری بار بھی ایسا ہی
اور یہ کنایہ ہے علمون سے کہ بسبب قباحتون بنی آدم کے بار بار اُن مین صدمے آگئے ہین
اور یہ بات سچی ہے ساتھ قصون انبیاؤن اور باتون اُنکی کے کہ کئی کئی دفعہ وقوع مین آئین اور
ساتھ سوال اور جواب مکرر اُنکیکے اور طا اور صاد دونون عبارت ہین اُس حرکت سے کہ صعود کرے عالم
ناپاک سے طرف عالم پاک کے مگر یہ طا دلالت کرتی ہے اوپر بزرگی اور بڑائی یا آلودگی اور
ناپاکی اُس متحرک کے اور صاد دلالت کرتا ہے اوپر صفائی اور لطافت کے اور سین
دلالت کرتا ہے اوپر سریان کے اور متلاشی ہونے اور پھیل جانے کے بیچ تمام جہان کے
پس طہ مقامات انبیا کے ہین کہ آثار متوجہ ہونے اُنکیکے ہین طرف عالم اعلے کے کہ صورت غیبی
پیدا کی ہے اس عالم مین ساتھ بیان اجمالی کے اور مذکور ہونے کے کتابون مین اور مانند
اُسکے اور حم مقامات انبیا کے ہین کہ آثار حرکتون فوقانیہ اُن کی کے ہین کہ پھیلے ہوئے
ہین اس عالم ناپاک مین اور پراگندہ ہوگئے ہین جہان ہین اور حا وہی ہا ہے کہ
جسکے معنی بیان کئے گئے مگر جو چیز روشنی اور ظہور اور تمیز رکھتی ہوا اُسکو حا کے ساتھ تعبیر
کرتے ہین پس معنی حم کے ایک اجمال ہے نورانی اور روشن کہ مل گیا ساتھ آلودگیون
اس عالم کے کہ وہ عقائد جھوٹے اور اعمال کھوٹے ہین اور یہ کنایت ہے رد کرنے قولون اُنکے
سے اور ظاہر ہونے حق کے سے بیچ شہادت اور مناظرات اور عادات اُنکی کے اور عین
دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر اور روشن ہونے اور متعین ہوتے کے اور قاف مثل میم کے دلالت
کرتا ہے اوپر اس عالم کے لیکن قوت اور شدت کی جہت سے اور میم دلالت کرتی ہے اوپر
اس عالم کے باعتبار جمع ہونے صورتون کے اُس مین اور انبوہ ہونے اُنکے کے پس
عسق مراد حق سے ہے کہ روشن ہے اور پھیلا ہوا ہے جہان غلیظ اور مکدر مین اور
نون عبارت ہے اُس نور سے کہ تاریکی مین ظاہر اور پراگندہ ہوا مانند اُس حالت کے کہ
وقت صبح صادق کے یا نزدیک غروب سورج کے ہوتی ہے اور یا بھی ایسی ہی ہے مگر
یہ کہ یا مین نورانیت کمتر سمجھی جاتی ہے بہ نسبت نون کے اور تعین کمتر ہے بہ نسبت
ہا کے پس یا کنایت اُن معانی سے ہے کہ عالم مین پھیلے ہوئے ہین اور ص ایک ہیئت

ہے کہ پیدا ہوئی وقت متوجہ ہونے انبیاء علیہم السلام کے طرف پروردگار اپنے کے خواہ
جبلی ہو خواہ کسبی اور قاف قوت اور شدت اور شکستگی ہے کہ بیچ اس عالم کے متعین
ہوئی جیسا کہ کوئی کہے جائے انداخت قصد میرے کی یہ ہیئت ہے کہ اس عالم میں پیدا
ہوئی ہے واسطے شکستگی اور صدمے کے اور کہ مثل قاف کے ہے مگر یہ فرق ہے کہ قوت
کے معنی اس میں قاف کی نسبت سے کمتر سمجھے جاتے ہیں بس معنی کہیعص کے عالم ناپاک
ظلمانی کہ متعین ہوگئے اس میں علوم نورانی اور غیر نورانی نزدیک رجوع کرنے کے طرف
پروردگار اعلے کے مجمل کلام یہ ہے کہ معنی ان کلمات کے بطریق ذوق سمجھائے گئے اور
ان معانی اجمالیہ کو بجز ان کلمات کے کہ تحریر میں آئے اور کچھ تقریر کرنی ممکن نہیں ہے
کہ یہ کلمات پورے پورے بیچ بیان کنہ اسکی کے نہیں پہنچتے بلکہ بعض وجہ سے
بیان کرتے ہیں اور بعض وجہ سے نہیں بیان کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوئی تقریر
فوز الکبیر کی اور شیخ کبیر اور شیخ صدر الدین قونوی بیچ کے دو رسالے میں درمیان معانی
اجمالیہ ان حروف کے اور ان رسالوں میں قریب انہیں مضامین کے کہ ذکر کیے گئے ذکر
فرمایا ہے مثلا ایک رسالہ میں فرماتے ہیں الالف کل قیوم محیط مستقل بما هو مقام
به كآدم و عيسى عليهما السلام والكعبة اللام كل وصلة تستقل بالايصال لما
يقصد له كالرسل المستقلة الميم كل تمام وفى بمقصده كالافلاك والارض
و على هذا القياس رسالہ دوسرے میں فرماتے ہیں الالف غيب واحاطة اللام روح
صلة و لطف الميم تمام ظهور مثال حس و على هذا القياس اور نزدیک علماء جفر کے
ایک طریق جدا ہے بیچ بیان مناسبات ان حروف کے ساتھ ارکان اس عالم کے اور
وہ طریق موقوف اوپر شکلوں خفیہ ان حروف کے ہے حاصل یہ ہے کہ حروف بجائے معانی
اجمالیہ ہونے اور باعتبار ان معانی کے حقایق کلیہ کے ساتھ مناسبت ہونی ایک امر
مانا گیا ہے نزدیک اہل کشف اور تحقیق اور اہل اشتقاق اور تصریف کے اگر ظاہر میں
متکلمین اور فقہاء انکار اسکا کریں حساب میں داخل نہیں اور جو کچھ قدماء مفسرین سے
بیچ تحقیق ان مقطعات کے منقول ہے پس کل ستر۱۷ قول ہیں قول اول یہ ہے

کہ یہ حروف اسرار محبت کے ہین کہ اورون سے پوشیدہ کرکے پیغمبر حبیب اپنے کو صلے اللہ علیہ
وسلم نشان دے دیا ہے کہتے ہین کہ القاطب بالحروف المفردۃ سنۃ الاحباب فان سر
الحبیب مع الحبیب یجب ان لا یطلع علیہ الرقیب اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ حضرت
امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فی کل کتاب سر و سر القرآن اوائل السور
اور ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ لکل کتاب صفوۃ
وصفوۃ ھذا الکتاب حروف التہجی اور یہ بھی کہا ہی کہ علم بمنزلہ دریاے بے پایان کے ہی کہ اُس سے
نہر جاری کی ہے اور اُس نہر سے ایک اور چھوٹی نہر اور اُس چھوٹی نہر سے ایک نالی
نکالی ہے اگر نہر کو کہین کہ تمام پانی دریا کا اُٹھالے نہین اُٹھا سکتی ہے اسی واسطے
حق تعالے نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا پس دریاے بے پایان علم کا
خدا کے پاس ہے اور اُس دریا سے بڑی بڑی نہرین مختلف پیغمبرون علیہم السلام کو عنایت
ہوئین اور ان بڑی نہرون سے چھوٹی چھوٹی نہرین بڑے بڑے عالمون کو پہونچین اور اُن
عالمون کی نہرون سے نالیان عوام الناس کی طرف بقدر استعداد کے پہونچتی ہین اور جو
نیچے کے مرتبہ کا ہوگا اوپر والے کے مرتبہ کا تحمل نہو سکے گا اسی واسطے اخبار مین وارد
ہوا ہے کہ للعلماء سر وللخلفاء سر وللانبیاء سر وللملئکۃ سر وللہ تعالے من بعد ذلک
کلہ سر پس علما کو ممکن نہین کہ خلفا کے اسرار پر مطلع ہون و علی ہذا القیاس
اور سبب اسکا یہ ہے کہ ضعیف عقلین اسرار قویہ کا تحمل نہین کرسکتی ہین چنانچہ بینائی چمگادڑ
کی تحمل نور آفتاب کا نہین رکھتی اور یہ قول شعبی سے منقول ہے کہ اُس سے ان حرفون
کے معنی سے سوال کیا تھا اُنہون نے کہا تھا ہذا سر اللہ تعالی فلا تطلبوھا یعنی یہ بھید
اللہ تعالے کا ہے پس نہ طلب کرو تم اُسکو اور رد کہ بیچ رد اس قول کے کہا ہے کہ اگر مقدمہ
ایسا ہو قرآن معلوم المعنی نہو یعنی اس کے معنی معلوم نہووے پس جواب اسکا یہ ہے
کہ فائدہ نزول قرآن کا منحصر اس مین نہین کہ سب جگہ معانی اُسکے سمجھے جاوین بلکہ
بہت جگہ ایسی ہین کہ فقط اُن کے اوپر ایمان مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ تمام متشابہات
مین یہی معنی مطلوب ہین موافق نص کے وما یعلم تاویلہ الا اللہ اسلئے قولہ

کل من عندہ رہنا اور جیسا کہ افعال مکلف بہا شریعت مین دو قسم تئے ہین بعضے انہین سے عاقل
تبیل سے ہین کہ وجہ حکمت اُس مین ظاہر ہے مثل نماز کے کہ تواضع معبود کی ہے اور شکر
منعم کا اور روزہ کہ توڑنا نفس کا اور قہر شہوت کا ہے اور زکوٰۃ کہ روا کرنی حاجت مسکین کی
اور دور کرنی خصلت بخل کی ہے اور بعضے اُس قبیل سے ہین کہ بالکل وجہ حکمت کی اُسمین
ظاہر نہین ہوتی ہے مثل اکثر افعال حج کے اور تکلیف ساتھ دونو قسم کے واقع ہے تاکہ سبب
فرمان برداری اُس تکلیف کے مکلفین بیچ مراتب کمال اپنے کے ترقی کرین بلکہ کمال فرمانبرداری
کا قسم دوسری مین زیادہ ظاہر ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف کے کلمون مین بھی دونون قسم
اُتری ہین تاکہ قوت ایمان کی دوسری قسم مین زیادہ ظہور کرے **قول دوسرا** یہ ہے کہ یہ
حروف مقطعہ نام سورتون کے ہین اور یہ مذہب اکثر متکلمین کا ہے اور خلیل اور سیبویہ نے
بھی اسی کو اختیار کیا ہے **قول تیسرا** یہ ہے کہ یہ حروف اسماء الٰہی ہین اور یہہ قول
ابن مسعود اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی
منقول ہے کہ اپنی دعا مین فرماتے تھے یا کٓھیٰعٓصٓ حمٓعٓسٓقٓ اور قریب اسی کے ہے یہ قول کہ یہ
حروف اسماء الٰہی کے اجزا ہین بعضی جگہون مین ترکیب ہمارے تئین ممکن ہے مثلاً الٓرٰ حمٓ
نون کو جمع کرین الرحمن نکل آیا اور بعضون مین ہمکو ترکیب ممکن نہین اور یہ مروی ہے سعید
بن جبیر رضی سے **قول چوتھا** یہ ہے کہ یہ حروف نام قرآن کے ہین اور یہی ہے مذہب کلبی
اور سدی اور قتادہ کا رضی اللہ عنہم **قول پانچوان** یہ ہے کہ ہر ہر حرف حروف مقطعہ کا
بطریق اشارہ کے دلالت کرتا ہے اوپر ایک اسم کے اسماء الٰہی مین سے مثلاً الٓمٓ مین الف
طرف احد اور اول اور آخر اور ازلی اور ابدی کے ہے اور لام اشارہ طرف لطیف کے
اور میم اشارہ طرف ملک کے اور مجید کے اور منان کے اور کٓھیٰعٓصٓ مین کاف اشارہ ہے طرف
کافی کے اور ہا طرف ہادی کے اور ہر گاہ کہ یا سے شروع کسی اسم الٰہی کا نہین اس لئے
اسکا اشارہ طرف صفات کے کیا جاتا ہے کہ ھو یجیر یعنی اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے مظلوم کو
اور عین طرف عالم کے اور صاد طرف صادق کے اور بھی کاف طرف کبیر اور کریم اور عین
اشارہ طرف عزیز اور عدل کے ہو سکتا ہے ابن عباس رضی سے یہی قول پانچوان منقول ہے

تفسیر عزیزی ... [illegible]

لیکن صحابہ رضہ کبھی ان حروف سے صفات مرکبہ بھی استنباط کرتے تھے مثلا بیچ الم کے انا
اللہ اعلم کہتے تھے اور بیچ الف لام میم صاد کے انا اللہ اعلم وافصل اور بیچ الر کے
انا اللہ اری اور محمد بن کعب قرظی صفات افعال کی ان حرفون سے نکالتا تھا اور
کہتا تھا الف الاء اللہ اور لام لطف الہی اور میم مجد اسکا ہے قول چھٹا یہ ہی کہ الف ماخوذ
اللہ سے ہی اور لام جبرئیل سے اور میم محمد سے یعنی اللہ نے اس کتاب کو بوساطت جبرئیل
علیہ السلام کے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجا ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ الف انا
اور لام لی اور میم منی یعنی تمام عالم مین ظاہر مین ہون اور ہر چیز ملک اور خلق میری ہا ہے
اور مجھ سے پیدا ہوئے قول ساتوان عبد العزیز بن یحیی نے کہا ہے کہ طریقہ تعلیم لڑکون
کا یہہ ہے کہ اول انکو مفردات حروف ابجد کے جدے جدے تعلیم کرتے ہین بعد اس کے
مرکبات سکھاتے ہین اور حروف مقطعہ کے لانے ہین اشارہ طرف اسی طریقہ کے
ہے کہ بسبب انکے تعلیم مفردات کی طرف پہلے اشارہ ہوگیا اور بعد اسکے مرکبات کا مرتبہ
ہی قول اٹھوان قطرب نحوی کہتا ہے کہ کفار نے جسوقت اس قرآن کو سنا استہزا اور کلام
لغو کرنے لگے اور اچھی طرح سنتے بھی نتھے جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا ہے وقال الذین
کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه حق تعالے نے بعد اسکے ان حروف مقطعہ کو نازل
فرمایا تاکہ انکو عجیب الفاظ جانکر سنین اور کان لگا دین اور اس جہت سے معنی قرآن کے انکے
دلپر نقش ہو دین اور انکو فائدہ ہو جاوے گو کہ انکو اس بات پر اطلاع نہو قول
نوان مبرد نے کہا ہے کہ لانا ان حروف مقطعہ کا بیچ اوائل بعضی سورتون کے واسطے
بیدار کرنے اور آگاہ کرنے کافرون کے ہے بیچ وقت معارضہ کے کہ دیکھو تم اس قرآن کو
کہ جن حرفون سے تم کلام اپنے کو مرکب کرتے ہو ہمنے بھی کلام اپنے کو انہین حرفون سے مرکب
کرکے نازل فرمایا پس اگر یہ کلام ہمارا نہین تو تم سب کسواسطے عاجز ہوئے مقابلہ اسکے سے قول
دسوان ابو العالیہ نے کہا ہے کہ یہ حروف بحساب ابجد کے اشارہ طرف اجلون اور مدتون
انقلابات عمدہ اس امت کے ہے کہ بعضی ان سے معلوم ہین اور بعضی انسے معلوم نہین اور اسی
قول کی تائید کرتا ہے وہ کہ بخاری بیچ تاریخ اپنی کے اور ابن جریر بیچ تفسیر اپنی کے

سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس سے روایت کرتے ہین اور وہ جابر بن عبداللہ سے کہ ابو یاسر بن اخطب ساتھ ایک جماعت یہود کے آنحضرت کے پاس کو گذرتا تھا سنا کہ آنحضرت علیہ السلام اول سورہ بقرہ کا پڑھتے ہین بھاگا ہوا روبرو بھائی اپنے کے کہ نام اسکا حیی بن اخطب تھا گیا اور کہا کہ آج مینے ایک چیز عجیب محمد سے سنی ہے کہ کتاب آسمانی مین لفظ الم کا پڑھتے تھے حیی نے کہا تو نے اپنے کانون سے سنا کہا ہان حیی اٹھا اور ایک جماعت علماے یہود کی ہمراہ لیکر گئے آنحضرت کے آیا اور کہا کہ ان حرفون کو جبرئیل پاس تمہارے اللہ کیطرف سے لایا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان حیی نے ہمراہیون اپنے سے کہا کہ کسی پیغمبر کو پہلے پیغمبرون سے مدت حکومت اپنی کی معلوم نہین ہوئی اس پیغمبر کو کس واسطے اوپر اس مدت کے آگاہ کیا پھر طرف ہمراہیون اپنے کے متوجہ ہوکر کہا کہ شمار کرو تم الف ایک ہے اور لام تیس اور میم چالیس پس مدت اس دین کی تمام ستر اور ایک برس ہے ایسے دین کو کہ جسکی تھوڑی سی مدت ہو کس واسطے قبول کرین پھر آنحضرت صلعم کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ سوا ان حرفون کے اور حرف بھی تیرے اوپر اترے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان المص کہا یہ مشکل ہے ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین پھر پوچھا کہ اور بھی تمہارے پاس ہے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا الر والمر حیی نے کہا کہ یا محمد تو نے اوپر ہمارے کام کو غلط کیا نہین جانتے ہم کہ مدت رواج ملت تیری کی کم ہے یا زیادہ اور جسوقت اٹھ کر گیا یارون اپنے سے کہا کہ شاید یہ مدتین امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جمع کردی ہون لیکن وعدہ اور انقلابات احوال امت اسکیکے ان مدتون مین رنگ برنگ ہوتے ہین اسکے ہمراہیون نے کہا کہ ابتک حال نہ کھلا کچھ معلوم نہوا کہتے ہین کہ حق تعالےٰ نے بعد اس قصہ کے یہ آیت بھیجی هو الذی انزل علیك الكتب منه ايات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات

**قول گیارھوان** وہ ہے کہ یہ حروف دلالت اوپر انقطاع ایک کلام کے اور ابتداء کلام دوسرے کے کرتے ہین اسواسطے کہ عرب کا یہی قاعدہ ہے جب دوسرے کلام کے شروع کرنے کا ارادہ ہوتا ہے درمیان پہلے اور پچھلے کلام کے کسی اور شے علیحدہ کا ذکر کرتے ہین تاکہ سننے والون کو معلوم ہو کہ اب اور کلام شروع ہوگا **قول بارھوان**

تفسیر فیاضی

یہ ہے کہ حق تعالی نے ان حرفون کے ساتھ قسم کھائی ہے اور حرف قسم کا محذوف ہے جیسے کہ اور
چیزون کے ساتھ بیچ اوائل دوسری سورتون کے قسم کھائی ہے اور واقع مین یہ حرف شرافت رکھتے
ہین کہ بسبب اُس شرافت کے قابل قسم کے ہین اسواسطے کہ اصول لغات کے ہین اور بسبب اُنکے
تعارف مافی الضمیر آدمیون کا حاصل ہوتا ہے اور مادے ذکر آلہی کے ہین اور اصول کلام اللہ
تعالی کے اور خطاب اُسکے طرف بندون کے **قول تیرھوان** الف اشارہ ہے طرف مقامات
کے اوپر شریعت کے بیچ ابتدا سلوک کے جیساکہ فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم
استقاموا اور لام اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وقت مجاہدے کے حاصل
ہوتی ہے جیساکہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور میم اشارہ ہے طرف اسکے کہ
بندہ بیچ مقام محبت کے مانند دائرہ کے پھرتا ہے کہ نہایت اُسکی عین بدایت اُسکی کا ہوتی ہے
جیساکہ کسی عارف نے فرمایا ہے **بیت** - نہایت در آخر بدایت شود ٭ جو شاگرد مرد رسن
تاب ہون **قول چودھوان** وہ کہ الف کہ حلق کی جڑ مین سے نکلتا ہے اور لام زبان کیطرف
سے کہ درمیان مخارج کا ہے اور میم لب سے کہ آخر مخرجون کا ہے اشارہ اس طرف ہوا کہ ابتدا
کلام بندہ کا اور درمیان اور اخیر اُسکا چاہیے کہ ذکر اللہ ہو **قول پندرھوان** وہ کہ
ال علامت تعریف کی ہے اور میم علامت جمع کی گویا اشارہ فرماتے ہین کہ نزول قرآن کا
واسطے تعریف تمام آدمیون کے ہے تاکہ احکام آلہی کو اپنے حق مین جانین اور مرضیات
اور نامرضیات اُسکی کو پہچانین **قول سولھوان** لانا ان حروف مقطعہ کا اوائل سورتین
واسطے ثابت کرنے اعجاز کے ہے اسواسطے کہ تمام حرفون کے نام سوائے لکھنے اور پڑھنے کے نہین
پہچانے جاتے امی محض کہ کبھی مکتب مین نہ بیٹھا ہو اُسکو نام حرفون کے بالکل معلوم نہین ہوتے
البتہ نفس حرفون کے ساتھ کلام کرتا ہے پس جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پڑھنے
لکھے ان ہجون کو ذکر کرین یقین حاصل ہو کہ بسبب وحی کے معلوم کیا ہے خصوصاً جب غور سے
نظر کیجاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیچ لانے ان حرفون کے اس قدر دقیقے اور نکتے رعایت کیئے
گئے ہین کہ عربیت کے جاننے والے کہ ماہر ہون اُنکو بھی ایسی رعایت کرنی ممکن نہین منجملہ اُن
دقائق کے یہ ہے کہ حروف مقطعات کے چودہ ہین کہ حروف ہجی کی نسبت سے آدھے ہین اگر

الف کو جدا حرف شمار کیا جاوے اور انتیس سورتوں میں انکو لائے کہ حروف ہجا کے اسی قدر ہیں
اگر الف کو بھی حرف علیحدہ شمار کریں پس آدھے نام حرفوں کے تمام مسمیات کے عدد میں لانا اشارہ
اس طرف ہے کہ الف کو ہمزہ کے ساتھ مشارکت تمام ہے فرق انکے درمیان میں سکون اور حرکت
کا ہے اور منجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ لانے ان حرفوں کے اشارہ طرف جمیع اقسام حرفوں کے ہے کہ نصف
نصف ہر قسم کا لائے ہیں مثلاً حروف دو قسم ہیں مہموسہ اور مجہورہ مہموسہ حروف ستشحثک خصفہ
کے ہیں کہ ان دس حرفوں سے حا اور ہا اور صاد اور سین اور کاف کہ نصف حقیقی انکا ہے مقطعات قرآنی
میں وارد ہے اور حروف مجہورہ سے بھی نصف حقیقی یا نصف اقل مذکور ہے اور وہ یہ ہے لام اور
نون اور یا اور قاف اور طا اور عین اور ہمزہ اور میم اور را اور یہی حروف دو قسم ہیں شدیدہ
اور رخوہ شدیدہ آٹھ حرف ہیں ہمزہ جیم دال تا طا با قاف کاف اور نصف ان حرفوں کا
کہ الف اور قاف اور طا اور کاف ہے ان مقطعات میں مذکور ہے اور بیس حروف رخوہ کہ باقی
ہیں انمیں سے دس حرف مذکور ہیں حا میم سین عین لام یا نون صاد ہا را اور یہی حروف
دو قسم ہیں مطبقہ اور منفتحہ مطبقہ کہ چار حرف ہیں صاد اور ضاد اور طا اور ظا نصف انکا
مذکور کیا ہے کہ صاد اور طا ہیں اور باقی حروف منفتحہ سے نصف انکا ذکر کیا کہ بارہ حرف ہیں
اور حروف قلقلہ میں سے کہ پانچ حرف ہیں قاف دال طا با جیم نصف اقل ذکر کیا کہ قاف
اور طا ہے تاکہ اشارہ ہو طرف قلت ان حرفوں کے بیچ کلام عرب کے اور دو حرفوں لین کہ واو
اور یا ہیں یا کو اختیار فرمایا ہے اسواسطے کہ ثقل اسکا واو کے ثقل سے کم ہے اور حروف مستعلیہ سے کہ سات
ہیں قاف اور صاد اور طا کو کہ نصف اقل ہے اختیار فرمایا ہے اور خا اور غین اور ضاد اور ظا
کو ترک کیا اور حروف منخفضہ سے کہ اکیس حرف باقی ہیں نصف اکثر کو کہ گیارہ حرف ہیں ذکر فرمایا
اور حروف بدل سے کہ گیارہ حرف ہیں موافق مذہب سیبویہ کے الف اور جیم اور دال اور طا
اور واو اور یا اور تا اور میم اور نون اور ہا اور ہمزہ نو حرف کہ نصف اکثر ہے ذکر
فرمائے ہیں اور ان حرفوں سے کہ اپنی مثل میں مدغم ہوتے ہیں اور بیچ قریب المخرج کے
مدغم نہیں ہوتے اور وہ پندرہ حرف ہیں ہمزہ اور ہا اور عین اور صاد اور طا اور میم اور یا
ذکر کیا ہے کہ نصف اقل کا ہوتا ہے اور خا اور غین اور ضاد اور فا اور ظا اور شین اور زا اور واو

ف لانا اشارہ
یعنی حرفوں میں
مقطعات قرآنی
حرفوں سے ہجا کے
چودہ حرف ہیں

کو چھوڑ دیا اور ان حرفون سے کہ دونون مین مدغم ہوتے ہین یعنی اپنی مثل مین بھی اور قریب المخرج
مین بھی اور وہ تیرہ حرف باقی ہین نصف اکثر اُسکا ذکر فرمایا ہو کہ حا اور قاف اور کاف اور را
اور سین اور لام اور نون ہو تاکہ اشارہ ہو طرف اسکے کہ ادغام سبب ہلکا ہونے کلام اور فصاحت
کا ہے کہ جو حرف ادغام زیادہ قبول کرے رعایت اسکے حال کی کرنی زیادہ ہے اور ان چار حرفون سے
کہ قریب المخرج اپنے مین ادغام نہین قبول کرتے اور قریب المخرج اُنکا اُنہین ادغام قبول کرتا ہے اور وہ
حروف میم اور را اور طین اور فا ہو نصف اُسکا ذکر فرمایا ہے کہ میم اور را ہے اور حروف زلقیہ سے
کہ پانچ ہین منقسم کے مجموع اُنکا ہے اور ایسے ہی حروف حلقیہ سے کہ حا اور ہا اور عین اور غین اور ہا اور
ہمزہ ہو اور زیادہ تر کلام عرب مین آتے ہین دو ثلث اُنکے ذکر فرمائے ہین تاکہ اشارہ ہو طرف کثرت وقوع اُنکے
کلام عرب مین اور دس حروف زوائد سے کہ سالتمونیہا مین جمع ہین سات حرفونکو ذکر فرمایا تاکہ اشارہ
ہو طرف اسکے کہ بنا مین مزید کی ساتھی سے تجاوز نہین کرتی ہین اور وہ بھی اسم مین جیسے کہ استفعال
اور افعیلال پھر یہ حروف کبھی مفرد آتے مین مثل صاد اور قاف اور نون کے اور کبھی دو دو حرف ذکر
کرتے ہین مثل حامیم اور یاسین اور طاسین اور کبھی تین تین مثل طسم اور الم اور کبھی چار چار مثل المص
اور کبھی پانچ پانچ مثل کہیعص اور حمعسق تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ حروف مفرد تینون قسمون مین
یعنی اسم اور فعل اور حرف مین موجود ہین اسم مین مانند کاف خطاب کے اور فعل مین جیسا کہ ق اور ل کہ
صیغہ امر کا ہے وقی یقی سے اور ولی یلی سے اور حروف مین مانند با و جارہ کے اور کاف تشبیہ کے اور دو
حرفی چار جگہہ لائے ہین طہ طس یس حم تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ ترکیب دوگانی کبھی حرف
مین ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل بل اور ہل کے اور کبھی فعل مین ہوتی ہے ساتھ حذف کے مثل قل کے
اور کبھی اسم مین ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل من کے اور حذف کے ساتھ بھی مثل دم کے اور تو جگہہ یہ
ترکیب ذکر کی تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ یہ ترکیب تینون قسمونکو یعنی اسم فعل حرف مین تین تین طرح پر وا قع
ہوتی ہے ضمہ کے ساتھ بھی اور فتح کے ساتھ بھی اور کسرہ کے ساتھ بھی پس اسمونکی مثالین مَن اِذ ذُو اور
فعلونکی مثالین قُل اور بِع اور خَف اور حروف کی مثالین اَن اور مِن اور مُذ ہین اور ترکیب سہگانی
کہ الم اور الر اور طسم ہو اشارہ ہو طرف اسی بات کے کہ یہ ترکیب تینون قسمون مین یعنی اسم اور فعل اور حرف مین
موجود ہو اور تیرہ سورتون مین لائے تاکہ اشارہ ہو طرف اس امر کے کہ اصل بنا کین جو استعمال مین آتی ہین

تیرہ بنائین ہین دس واسطے اسم کے مثل فلس فرس کتف عضد جرعنب ابل قفل صرد عنق اور تین
واسطے فعل ماضی کے مانند نصر اور علم اور شرف کے آور ترکیب چارگانی دو جگہ وارد فرمائی المٓص
اور ایسے ہی ترکیب خماسی کو بھی دو جگہ وارد فرمایا کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ تاکہ اشارہ ہو طرف اس
کے کہ ہر ایک ترکیب رباعی اور خماسی کی دو قسم ہین اصل جیسا کہ جعفر اور سفرجل اور ملحق
جیسا کہ قردد اور جحنفل اور واسطے انہین اشارون کے ان حرفونکو اوپر کئی سورتون کے جدا جدا کر
فرمایا ہے اور ایک جگہ اول قرآن مین جمع کرکے نہ لائے واللہ اعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم الٓمٓ
یعنی اصل لازم الاتباع محکم کہ منکرون کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والون کو مفید کرنے بڑے
مطلبون کے واسطے ساتھ دلیلون روشن کے ثابت کرنیوالی ہے اور شبہات واہیہ کو دور کرنے والی
ذٰلِكَ الْكِتَابُ یعنی وہ کتاب ہے کہ بسبب بلند درجہ کمال اپنے کے اور دقت اسرار اور دقائق
اپنے کے وہم اور فہم سمجھنے والونکے سے غائب اور جولانگاہ فکرون اور نظرون سے دور ہے اسی
واسطے اسکے حق مین لفظ ذلک الکتاب کہا کہ معنی اسکے وہ کتاب ہین کہ دلالت اوپر دور ہونے کے
کرتا ہے اور اس طرح نہ کہا کہ ہذا الکتاب کہ معنی اسکے یہ کتاب ہین کہ دلالت اوپر نزدیکی کے کرتا ہے
اسجگہ جاننا چاہیے کہ اصول احکام دین کی چار چیزین ہین کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس
اس واسطے کہ بعضے احکام دین کے کتاب سے ثابت ہوئے مثل نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حرام ہونے
خنزیر کے اور حلال ہونا گاؤ اور مانند اسکے آور بعضے احکام قول و فعل پیغمبر کے سے کہ انکو سنت کہتے
ہین ثابت ہوئے جیسا کہ نماز جنازہ کی اور حرمت گدھے کی اور خچر کی اور مانند اسکے اور بعضے حکم اجماع
مجتہدین سے ثابت ہوئے مثل حرمت بیع لونڈی کے کہ مالک اپنے سے اسکے اولاد ہوئی ہو اور دو
جمع کرنے دو بہنون کے کہ اسکی ملک مین ہون وطی کرنے مین اور بعضے احکام ساتھ قیاس علماء
کے کہ غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کیا ہو مثل حرمت سود لینے کے بیچون . . چکون مین کہ
مین ملحق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہین اس باب مین لیکن جو اصل کہ لازم اور محکم ہے سو
کتاب ہے کہ دوسری شے نہین اس واسطے کہ قیاس کے واسطے ایک سند چاہیے کہ مقیس علیہ کے
سبب سے حکم شرعی ثابت ہوا ہو اور سند قیاس کا یا کتاب ہو یا سنت یا اجماع اور اجماع بھی بذات اصل
نہین اس واسطے کہ اجماع نام اس قیاس کا ہے کہ سب مجتہدین نے کئے اور اپنا قیاس پہونچایا ہی نکی

تفسیر فیضی

واسطے بھی مستند ہوگا کتاب اور سنت سے اور سنت نام فعل اور قول پیغمبر کا ہے لیکن جبتک نبوت پیغمبر کی ثابت نہوئی ہو قول اور فعل اُسکا معتبر نہین ہوتا ہے اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی ساتھ قرآن کے ثابت ہے کہ معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہی پس حقیقت مین اصل محکم کہ اوپر ہر کسی کے خواہ مجتہد خواہ عامی لازم الاتباع ہے یہی قرآن ہے اور بس اور کتاب ہرچند اصل لغت مین بمعنی مکتوب کے ہی کہ ہر لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہین چنانچہ لباس بمعنی ملبوس کے لیکن بیچ اصطلاح شرع کے خاص قرآن کے ساتھ ہی یہانتک کہ اگر کہا جاوے کہ فلانی چیز کتاب مین ہے یہی سمجھا جاتا ہی کہ قرآن مین ہے اور قرآن کے سوا قرآن اور کتاب کے اور بھی بہت نام ہین کہ خود قرآن مین مذکور ہین منجملہ انکے نام اُسکا فرقان ہے کہ بیچ آیت تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ کے مذکور ہے اور وجہ تسمیہ اُسکے ساتھ فرقان کے دو چیزین ہین اول یہ کہ قرآن تفرقہ کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے دوسرے یہ ہی کہ نزول مین متفرق آیا ہے تیئیس ۲۳ برس مین آغاز سے انجام کو پہونچا اور انہین نامون سے نام اسکا تذکرہ اور ذکرا اور ذکری ہے جیسا ان تینون آیتون مین تینون نام مذکور ہین وہ آیتین یہ ہین انہ لتذکرۃ للمتقین اور وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین اور وانہ لذکر لک ولقومک اور معنی تذکرہ اور ذکری اور ذکر کے یاد دلانے کے ہین یعنی یہہ قرآن بندون کو احکام الٰہی یاد دلاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ذکر بمعنی شرف اور فخر کے ہے اور انہین نامون سے نام اسکا تنزیل ہے بیچ آیۃ وانہ لتنزیل رب العالمین اور انہین نامون سے نام اسکا احسن الحدیث ہے یعنی بہترین باتون کا بیچ آیۃ اللہ نزل احسن الحدیث اور انہین نامون سے نام اسکا موعظہ ہے یعنی نصیحت بیچ آیۃ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ اور انہین نامون سے نام اسکا حکم اور حکمت اور حکیم اور محکم ہی بیچ اس آیۃ کے وکذلک انزلناہ حکما عربیا اور بیچ آیۃ حکمۃ بالغۃ اور بیچ آیۃ یس والقرآن الحکیم اور بیچ آیۃ کتاب احکمت ایاتہ اور انہین نامون سے نام اسکا شفا اور رحمت ہی بیچ آیۃ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اور انہین نامون سے نام اسکا ھدی اور ھادی ہی بیچ اس آیۃ کے کہ ھدی للمتقین اور بیچ آیۃ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم اور انہین نامون سے نام اُسکا صراط مستقیم ہے بیچ آیۃ وان ھذا صراطی مستقیما اور انہین نامون سے نام اسکا حبل اللہ ہے بیچ آیۃ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا یعنی قرآن رسی خدا کی ہے مانند کمند

تفسیر خلاصی عبادت مین جو ... ہے عبادت مین اخلاص بھی شرط ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو یون پوچھے اسکو دیکھی ... تو ریہ ہو ... تاکہ تم نہیں دیکھتے وہ تمکو دیکھتا ہے ... ایاک نستعین ... اور ... ہین ... اپنے ... ہر کام کے

کی کر اوپر بلند کوٹھے کے لٹکا دیوین تا کہ جو کوئی چاہے رسی کو ہاتھ مین پکڑکے اوپر چڑھے اور
ترقی حاصل کرے اور انہین نامون سے ہے نام اسکا روح بیچ آیۃ وکذلک اوحینا الیک روحا
من امرنا اسواسطے کہ قرآن سبب زندگی روحون کا ہے جیساکہ روح سبب زندگی بدن کی ہے
پس قرآن بمنزلہ روح روح کے ہوا اور انہین نامون سے نام اسکا قصص حق کہ بیچ آیۃ ان
هذا لهو القصص الحق ہے اسواسطے کہ جو کوئی قصہ کو بیان کرتا ہے اکثر لغو اور باطل بھی اسمین
ملا دیتا ہے سواے اس کلام کے کہ کوئی چیز سواے حق کے اسمین نہین اور انہین نامون سے
نام اسکا بیان اور تبیان اور مبین ہی بیچ آیۃ هذا بیان للناس وتبیانا لکل شئ وقرآن مبین اور انہین نامون سے
نام اسکا بصائر ہے یعنی بخشین روشن بیچ آیۃ هذا بصائر من ربکم اور انہین نامون سے نام
اسکا قول فصل ہے بیچ آیۃ انه لقول فصل اور انہین نامون سے نام اسکا نجوم ہے بیچ آیۃ
فلا اقسم بمواقع النجوم اور انہین نامون سے نام اسکا مثانی ہے اسواسطے کہ اس مین قصے اور
خبرین اور وعدہ اور وعید کو تکرار کیا ہی بیچ آیۃ مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم اور انہین نامون سے
نام اسکا متشابہ ہے اسواسطے کہ ہر آیت اسکی متشابہ ہو آیت دوسری کے فصاحت اور بلاغت
اور اعجاز اور لطف اسلوب مین اور انہین نامون سے نام اسکا برہان ہے بیچ آیۃ قد جاءکم
برهان من ربکم اور انہین نامون سے نام اسکا بشیر اور نذیر ہے بیچ آیۃ قرآنا عربیا لقوم یعلمون
بشیرا و نذیرا اور انہین نامون سے نام اسکا قیم ہے بیچ اول سورہ کہف کے اور انہین نامون
سے مہیمن درمیان سورہ مائدہ کے بیچ آیۃ مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا اور انہین نامون سے
اسکا نور ہے بیچ آیۃ واتبعوا النور الذی انزل معه اور انہین نامونسے نام اسکا حق اور حق الیقین
ہے بیچ آیۃ یا ایها الناس قد جاءکم الحق من ربکم اور بیچ انه لحق الیقین اور انہین نامون سے نام
اسکا عزیز ہے بیچ آیہ انه لکتاب عزیز اور انہین نامون سے نام اسکا کریم ہے بیچ آیۃ
انه لقرآن کریم اور انہین نامون سے نام اسکا عظیم ہے بیچ آیہ ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم
اور انہین نامون سے نام اسکا مبارک ہے بیچ آیۃ کتاب انزلناه الیک مبارک اور انہین
نامون سے نام اسکا نعمت ہی موافق تفسیر ابن عباس کے کہ نعمت کو بیچ آیہ واما بنعمة ربک
فحدث قرآن کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے اور بیان ان نامون کا انشاء اللہ تعالے

بیچ مقام اپنے کے آوے گا اور یہ کتاب اس سبب سے اصل لازم الاتباع محکم ہوئی کہ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ
یعنی کچھ بھی شبہہ کی اسمین گنجایش نہین بسبب اسکے کہ خود یہ کتاب اوپر مطلبون اپنے کے دلیلین
روشن قائم کرتی ہے اور شبہات کو ساتھ بیان شافی کے دفع کرتی ہے پھر تائید کی گئی سا تھہ اعجاز
کے ہو کہ بیچ دور کرنے شبہون منکرون کے سیف قاطع ہے پھر کتابون آلہی نے کہ پیشتر اسکے نازل
ہوئی ہین اور نزدیک گروہ بون خلقت کی وحی ہونا انکا مسلم الثبوت ہے تصدیق اُسکی کی ہے پھر
کشوف اولیا کے اور صاحب مجاہدات حق کی مطابق اس کتاب کے ہوئے ہین بعد نازل ہونے اسکے
کے بلکہ صدق کشوف کا بسبب مطابقت اُسکی کے جانا جاتا ہے اور ایسی دلیلین عقلی کم ہین کہ معارضون
اور مناقضون اور نقضون سے خالی ہون پس لائق اسکے نہین ہین کہ اصل محکم لازم الاتباع اُنکو
کیا جاوے اور دلیلین نقلی کہ ماخوذ اور کتابون سے ہین احتمال تحریف کا رکھتی ہین اور وہ دلیلین
کہ ماخوذ انبیا سابقین علیہم السلام سے ہین بسبب منقطع ہونے سند کے اور پھیل جانے جھوٹ اور
بہتان کے امتون اُنکی مین محل اعتماد کی نہین ہین اور باوجود اسکے جو علوم سچے اور معارف یقینی کہ پہلی
کتابون آلہیہ اور خبرون گذری ہوئی تو یہ مین پراگندہ اور متفرق تھے اس کتاب مین ایک جگہ جمع ہین پس
اتباع اس کتاب کا گویا اتباع تمام کتابون آلہیہ اور تمام انبیاؤن سابقین کا ہے بمنزلہ اسکے کہ کتاب متاخر
ہر فن کی شامل اوپر خلاصہ کتابون پہلی اُس فن کے ہوتی ہے اور وہ ایک کتاب مطالعہ کرنیوالے
اپنے کو سب کتابون پہلی سے بے پرواہ کرتی ہے اور جب یہ کتاب اصل لازم الاتباع محکم ہے پس
هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ یعنی ہدایت ہے واسطے متقیون کے اسواسطے کہ متقی نام اس شخص کا ہے کہ اپنے
تئین نگاہ رکھے اُس چیز سے کہ اُسکو ضرر کرتی ہے آخرت مین خواہ وہ چیز اعتقاد بد ہو یا خلق
بد ہو یا عمل بد ہو اور پہچان مضرتون آخرت کی خواہ اعتقاد ہو خواہ اخلاق خواہ اعمال بدون
اس اصل محکم لازم الاتباع کے متصور نہین بیچ اس جگہ کے جاننا چاہیئے کہ تقوے کی شرع مین تین
مرتبہ مقرر کئے ہین مرتبہ پہلا اپنے تئین عذاب ہمیشگی سے بچانا ہے اور یہ ادنے مراتب تقوی کا ہے
کہ بسبب دور رکھنے کے نفس اپنے کو انواع شرک سے حاصل ہوتا ہے اور ساتھ اس معنی کے ہے
بیچ آیت وَاَلۡزَمَهُمۡ كَلِمَةَ التَّقۡوٰى مرتبہ دوسرا اپنے تئین گناہون سے دور رکھنا ہے اور ساتھ اس
معنی کے ہے وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰۤى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا اور اصطلاح اہل شرع مین اسی مرتبہ کا تقوی نام رکھتے ہین

مرتبہ تیسرا یہ کہ شبہون سے بھی آپکو نگاہ رکھے اور بعضے مباحات سے بھی کہ گناہ کی طرف لیجاوین پرہیز کرے اور باطن اپنے کو غیر حق کی طرف میل کرنے سے بچاوے اور بالکلیہ ساتھ تمام اعضا اور جوارح کے متوجہ طرف جناب خالق کے ہو اور اس مرتبے کو تقوی حقیقی اور مرتبہ ولایت کا کہتے ہین اور طرف اسی مرتبہ کے اشارہ ہے بیچ آیت واتقوا اللہ حق تقاتہ اب تھوڑی سی علامتین اور شرطین متقیون کی کہ بیچ حدیثون صحیحہ اور آثار صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے وارد ہوئی ہین ذکر کرتے ہین تا کہ فی الجملہ معنی متقی اور تقوے کے ذہن مین جگہہ پکڑین ابن ابی حاتم معاذ بن جبل رض سے روایت کرتے ہین کہ آدمیون کو قیامت کے دن ایک بڑے میدان مین قید کر دینگے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ متقین کہان ہین اس آواز کے سنتے سے متقی اُٹھین گے اور بیچ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الٰہی کے ہونگے اس طرح پر کہ شان اُس تجلی کی ایک لمحہ اُن سے محجوب اور پوشیدہ نہو گی آدمیون نے پوچھا کہ متقی کونسے فرقے ہین معاذ بن جبل رض نے کہا کہ وہ ہین کہ اُنھون نے انواع شرک اور بت پرستی سے آپکو بچایا اور عبادتون اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا اور امام احمد اور ترمذی اور اور محدثون معتبر نے عطیہ سعدی رض سے کہ صحابی ہین روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بندہ ساتھ اس درجہ کے نہین پہونچتا ہے کہ متقیون سے شمار کیا جاوے یہانتک کہ چھوڑے اور ترک کرے اُن چیزون کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی اُن مین نہین بسبب خوف اسی کے کہ اُن چیزون کے کرنے سے کوئی حرام سرزد نہو جاوے اور اک دن ابوہریرہ رض سے ایک شخص نے معنی تقوی کے پوچھے ابوہریرہ رض نے کہا کہ کبھی ایسے رستے مین چلا ہے تو کہ کانٹون سے پر ہو اس شخص نے کہا ہان آنحضرت نے فرمایا کہ ایسے راستہ مین تو کس طرح کرتا تھا کہا جس جگہہ کہ مین کانٹا دیکھتا تھا اُس سے ایک طرف کو ہو جاتا تھا اور راہ دوسری لے لیتا تھا ابوہریرہ رض نے کہا یہی ہے حقیقت تقوی کی اگر مقتدی دین مین بھی ایسی ہی چال تو اختیار کرے البتہ متقی ہو جاوے اس حکایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوی مین روایت کیا ہے اور بھی اس کتاب مین حضرت حسن بصری رض سے لائے ہین ما زالت التقوی بالمتقین حتی ترکوا کثیرا من الحلال مخافۃ الحرام یعنی ہمیشہ تقوی باقی رہیگا ساتھ متقیون کے یہانتک کہ چھوڑینگے بہت حلالون کو بسبب خوف حرام کے اور بھی عبداللہ بن مبارک سے لائے ہین کہ اگر کوئی شخص

تفسیر خلیلی
ہدایت ہائی سعیدیہ
ابو ظلیم نے فرمایا
ہم ایک لڑائی
میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ تھے
جب وقت دشمن سے
مقابلہ ہوا اُس وقت
... کی ... نے
فرمایا یا ملک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک
نستعین ... پھر تو
دشمنون کا یہ حال
تھا کہ زمین پر گرے
پڑتے تھے اور فرشتے
انکو آگے پیچھے
سے مارتے جاتے
تھے ایسا ہی جب
والی ومتقی دشمن
سے لشکر سے

گناہوں سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز نکرے متقیوں سے شمار نہو اور عون بن عبد اللہ سے لائے ہیں کہ
تمام تقویٰ یہ ہی کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقوے کی شرطوں کا رہے اور او پر دانست اپنی کے کفایت
نکرے جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور ڈرنیوالا بیماری سے ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفت اسباب کی
کا رہتا ہی اور او پر دانست اپنی کے کفایت نہیں کرتا ہے اور بھی امام مالک رض سے روایت کی ہی کہ وہب
بن کیسان کہتے تھے کہ عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو بطریق نصیحت کی یہ عبارت لکھی ہی اما بعد فان
لاھل التقوی علامات یعرفون بہا ویعرفونہا من انفسہم صبر علی البلاء و رضی بالقضاء و شکر
للنعماء وذل لحکم القرآن اور بھی ابن مبارک سے لائے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان ع
کو فرمایا کہ او پر تقوے آدمی کے تین نشانیوں سے دلیل پکڑی جاوے اول ساتھ کمال توکل اُسکے کے
او پر خدا کے ہر چیز میں کہ آگے اُسکے آوے دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اُس چیز کے کہ اُسکو عنایت
ہوئی تیسرے ساتھ حسن زہد کے بیچ اُس چیز کے کہ اُس سے فوت ہوئی اور بھی سعید مقبری سے
لایا ہی کہ ایک شخص آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آیا اور کہا یا معلم الخیر مجکو نشان دے کہ
متقی کیونکر ہو سکے فرمایا کہ یہ امر بہت آسان ہی ساتھ تمام دل اپنے کے محبت خدا کی بجالا اور
بقدر قوت استطاعت اپنی کے واسطے اسکے عمل کر اور او پر ہم جنس اپنے کے ایسی رحمت کر جیسی کہ
او پر جان اپنی کے رحمت کرتا ہے تو اُس نے کہا کہ ہمجنس میرا کون ہی فرمایا تمام بنی آدم اور جو چیز
کہ تجکو خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کیجاوے تو وہ چیز اور کے ساتھ مت کر اگر یہ سب کام کرے تو حق
تقوے کا بجالاوے اور ہم یاروں کو مگر نقصان ہیں [illegible] کمال تقوی یہ ہے کہ زبان تیری ہمیشہ
ذکر خدا سے تر ہو اور عون بن عبد [illegible] حسن نیت ہی اور انتہا تقوے کی
توفیق اور بندہ کے تئیں درمیان اس [illegible] بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہہ بہت درپیش آتے
ہیں اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہی اور شیطان کہ دشمن مکار ہی ایک آن غفلت نہیں
رکھتا ہی اور محمد بن یوسف فریابی سے لائے ہیں کہ میں نے ایک دن سفیان ثوری کو کہا کہ نام تمھارا
آدمیوں میں ساتھ اس مرتبہ کے مشہور ہے کہ مقتدا ہیں سفیان یعنی سفیان ثوری کہتے ہیں اور تمکو دیکھا میں نے
کہ رات کو خواب میں گذارتے تھے فرمایا کہ خاموش ہو مدار اس امر کا او پر تقوی کے ہی اور بھی روایت لائی
ہیں کہ ایک شخص حکیموں اُس زمانہ کے سے پاس عبد الملک بن مروان کے آیا عبد الملک نے اُس سے

پوچھا کہ وصف متقی کے کیا ہین اُس حکیم نے کہا کہ متقی وہ مرد ہے کہ خلقت کو چھوڑ کر اُس نے خدا کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کی اور مطلبون اور خواہشون سے ہاتھ دھویا ہوا اور دل کی آنکھ سے روح کے بلند مرتبون کو دیکھکر اُن مرتبون کی طرف متوجہ ہوا اور آدمی سوئے رہتے ہین اور وہ ترقی کے غم مین بیدار رہتا ہے شفا اُسکی قرآن اور دوا اُسکی حکمت اور نصیحت کی بات دنیا کو اسکے بدلے مین پسند نہین کرتا اور کوئی لذت سوا اسکے نہین جانتا حاضرین مجلس نے کہ اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلمون کو نہایت پسند کیا اور بھی قتادہ سے لائے ہین کہ جسوقت حق تعالے نے بہشت کو پیدا فرمایا ارشاد کیا کہ کچھ کہہ بہشت نے کہا طوبیٰ للمتقین[1] اور مالک بن دینار لائے ہین کہ تمام قیامت شادی کتخدائی متقیون کی ہے اور بھی محمد بن یزید رحبی سے لائے کہ ایک دن ابو درداء کو کہا ہیچ کہ کوئی شخص انصار مین سے ایسا نہین کہ شعر کہے کیا سبب ہے کہ تم شعر نہین کہتے ابو درداء نے کہا کہ مین بھی شعر کہتا ہون لیکن قابل اسکے نہین کہ شاعرون کی مجلس مین وہ شعر پڑھا جاوے پھر کہا کہ مجکو کچھ سنا یہ دو بیتین پڑھین رشعر[2] یرید الملئ ان یعطی مناہ • ویابی اللہ الا ما ارادا • یقول الملئ فائدتی ومنی • وتقوی اللہ افضل ما استفادا • اور ابن ابی حاتم معاذ بن جبل سے لائے ہین کہ مدار کار روز بہشت کا اوپر چار فرقون کے ہے اول متقین بعد اسکے شکر گذار بعد اسکے ڈرنے والے بعد اسکے اصحاب الیمین اور ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء مین میمون بن مہران سے روایت کرتے ہین کہ کوئی شخص متقیون کے درجہ کو نہین پہونچتا ہے یہانتک کہ ساتھ نفس اپنے کے ہر روز محاسبہ سخت کرتا رہے جیسا کہ کوئی بخیل شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہان سے اور کل دن ابو ہریرہ کہان سے ہی ادمیا پہرا کھایا ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے اور اس جگہ مین ایک اشکال ہے بہت مین چلا سوذ کرتے ہین اور پوچھتے ہین کہ ہدایت مناسب گمراہون کے ہے پس ظاہر ایسا تھا کہ ھدی للضالین فرماتے متقیون کے واسطے کہ علامتین اسلام کی اور شرطین ایمان کی خوب طرح سے جانکر برسون اور عمرون اس راہ مین چلے ہین اور نشیب اور فراز اسکے کو طے کیا ہے ہدایت کے کیا معنی کہ تحصیل حاصل کی ہے اور وہ باتفاق عقلاء کے باطل جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ معنی ہدی للمتقین کے یہ نہین کہ یہ کتاب پیچھے متقی ہوجانے کے اُنکو ہدایت کرتی ہے بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ کوئی متقی بغیر ہدایت قرآن کے متقی نہین ہوا اور بغیر دلالت اس کتاب کے اُسنے راہ نپایا جیسا کہ کہتے ہین یہ وہ دودہ پلانے والی اس جوان کی ہے حال کلہ جوانی کے وقت مین

[1] یعنی خوشوقتی ہے واسطے متقیون کے ۱۲

[2] یعنی چاہتا ہے آدمی کہ دی جاوین آرزوئین میری اور نہین کرتا ہے اللہ مگر جس چیز کو چاہا اس نے کہتا ہے آدمی فائدہ میرا اور ذخیرہ میرا اور تقوی بہتر ہے سب چیزون سے کہ حاصل ہوئی ہین ۱۲

[3] اور اسکا ذکر آتا ہے ۱۲

دودھ پلانا درکار نہین بلکہ دودھ پلانا لڑکپن کی حالت مین ہوتا ہے نہ جوانی کی حالت مین لیکن ہرگاہ کہ
جوانی بسبب دودھ پلانے اُسکے حاصل ہوئی کہہ سکتے ہین کہ شیر دینے والی جوان کی ہے اور صاحب کشاف
نے اور طور کے ساتھ تقریر اس معنی کی کی ہے اور کہا ہی کہ هدی للمتقین اس قبیلہ سے ہی کہ من قتل
قتیلا فله سلبه ساتھ اس معنی کے کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے اُن گمراہون کے کہ آخر کو
ساتھ درجے تقوے کے پہنچینگے اور بیضاوی نے کہا ہے کہ ہر چند ہدایت قرآن کی عام ہی ہر مسلمان
اور کافر کو چنانچہ دوسری جگہ مین فرمایا ہے کہ هدًی للناس لیکن انتفاع ساتھ ہدایت قرآن کے
خاص نصیب متقیون کے ہو اور بس اور امام رازی نے فرمایا ہے کہ مراد متقیون سے وہ آدمی ہین کہ ارادہ
شناخت خدا کا ہے تعصب اور سخن پروری کے اُنکے دل مین مستحکم ہوگیا اور عقل اور فہم اُنکا زنگ
تقلید باپ دادون سے اور بزرگون اپنے کیسے صاف ہوا یہی جماعت ہے کہ ساتھ ہدایت قرآن
کے راہ یاب ہوئی نہ وہ آدمی کہ عقل اُنکی آفت ناکتہ آئینہ دل اُنکے کا زنگ آلودہ ہو اور اس معنی کو تشبیہ
دی ہے ساتھ غذاے صالح کے کہ موجب حفظ صحت کی ہوتی ہے لیکن بشرط حصول اصل صحت کے
ورالا غذاے صالح اگر ایسے بدن مین جاوے کہ بھرا ہوا ہے اخلاط فاسدہ سے ہرگز مفید نہو بلکہ باعث زیادتی
مرض کا ہو اور قرآن مجید مین بھی طرف اس تحقیق کے اشارہ ہے اس آیت مین وننزل من القرآن
ما هو شفآء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا یعنی ہم اُتارتے ہین قرآن
مین اس چیز کو کہ جس سے بیماریان اچھی ہوتی ہین اور رحمت ایمان والون کو اور
نہین بڑھتا ہے گنہگارون کو مگر نقصان اور بیچ اس آیت کے يضل به كثيرا و
يهدي به كثيرا وما يضل به الا الفاسقين ۙ
اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی باعتبار انجام کام اپنے کے سات گروہ ہین اسواسطے
کہ نص قرآنی مین آدمی یا شقی ہے یا سعید قال الله تعالى فمنهم شقي وسعيد اور اشقیا
کا اصطلاح قرآن مین اصحاب الشمال اور اصحاب المشأمه نام رکھا ہے اور اُن کے دو گروہ
ہین اول مطرودین کہ جن کے حق مین فرمایا ہے ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن
والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان
لا يسمعون بها ط اولئك كالانعام بل هم اضل ط اولئك هم الغفلون ۝

یعنی اور تحقیق پیدا کئے ہمنے واسطے دوزخ کے بہت آدمی اور جن کہ واسطے انکے ایسے دل ہین کہ نہین
سمجھتے ہین اُنسے اور آنکھین اُنکی ایسی ہین کہ نہین دیکھتے ہین اُن سے اور کان اُنکے ایسے ہین کہ نہین سنتے
ہین اُنسے وے مثل چارپایون کے بلکہ اُنسے بھی زیادہ بے راہ ہین وہی لوگ ہین غافل اور یہ گروہ حقیقت مین
خارج انسانیت سے ہین گو بصورت انسان کی ہون بیت اینکہ می بینی خلاف آدم اند * نیستند
آدم خلاف آدم اند * اسواسطے کہ باعتبار اصل فطرت کے قابل نور الٰہی کے نہین ہین پیدایش ان کی
محض واسطے پر کرنے دوزخ کے ہے کہ حق لاء خلقتہم للنار ولا ابالی یعنی ان لوگون کو پیدا کیا مینے
واسطے آگ کے اور نہین پروا ہی مجکو اور دوسرے منافقین کہ اصل مین استعداد قبول کرنے نور الٰہی
کی رکھتے تھے مگر بسبب کسب کرنے خصائل قبیحہ اور اختیار کرنے گناہون اور مشغول ہونے اعمال
بہیمیہ اور سبعیہ اور مہارت کرنے فریبون شیطانیہ کے تاریکی اور سیاہی انکے دلون مین پھیلی
اور محکم ہوئی اور رفتہ رفتہ زنگ بیٹھ گیا حالت اس گروہ کی بدتر فریق اول سے ہے اسواسطے کہ
استعداد اصلی انکی مخالف حال انکیکے ہوگئی اور اسی واسطے انکے حق مین وارد ہو کہ ان المنافقین
فی الدرک الاسفل من النار ٥ اور سعید کی قسم مین دو قسم فرمائی ہین ایک قسم سابقین اور مقربین
ہین اور دوسری قسم اصحاب الیمین اور مقتصدین اور اصحاب المیمنہ اور اس گروہ کی تین قسمین
ہین ایک فرقہ اہل فضل اور ثواب کا ہے کہ ایمان اور عمل صالح ساتھ امید فضل اور ثواب الٰہی کے بجا لائے
اور فوجدوا ما عملوا حاضرا * ولکل درجات مما عملوا ط یعنی پاوینگے جو کیا ہو سامنے اور
واسطے ہر شخص کے درجے جدے جدے ہین بسبب اعمال اپنے کے انکے حال کا بیان ہے اور
ایک فرقہ اہل عفو کے ہین کہ خلطوا عملا صالحا واخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیہم یعنی ملایا انھون نے
عمل نیک اور عمل بد شاید کہ اللہ معاف کرے انکو اور عفو کے دو طریق ہین اول یہ کہ بسبب قوت
اعتقاد صحیح کے اور نہ تاثیر کرنے برائیون کے بیچ جوہر قلب کے بے توبہ اور بے شفاعت اور
بغیر عذاب کے گناہ اُنکے معاف ہوجاوین دوسرے یہ کہ بیچ مقابلہ ہر عمل اُنکے کے توبہ
ہوتی رہے اور بجاے عمل کے وہ توبہ انکے صحیفہ اعمال مین لکھی جاوے فاولئک یبدل اللہ
سیئاتہم حسنات یعنی سو انکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بھلائیان اور ایک گروہ انہین سے
ایسے ہین کہ بقدر گناہون اپنے کے معذب ہونگے یا تنک کہ ساتھ شفاعت انبیاء اور علماء اور شہدا اور

تفسیر خلیلی
اور نہ بہکنے والون کی راہ پر ف مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاری مراد ہین ف اس سورہ کے بعد آمین کہنے کا حکم ہے یعنی الٰہی قبول کر وایل بن حجر نے کہا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا الضالین کہا تو مینے سنا کہ آپنے لمبی آواز سے آمین فرمایا ترمذی کا لفظ یہ ہے اور ابوداؤد کا یہ ہے کہ بلند آواز سے آمین پکار کر فرمایا ابوہریرہ نے فرمایا

ملائکہ کی نجات پاوین اور انکو اہل عدل اور اہل عقاب نام رکھتے ہین والذین ظلموا من ھولاء
سیصیبھم سیئات ما کسبوا یعنی جو گنہگار ہین انہین سے اُنپر پڑینگی برائیان جو کمائی ہین
بیان حال اُنکے کا ہے ومنھم ظالم لنفسہ بھی عنوان انکا ہی اور سابقین مقربین بھی دو فرقے ہین کہ
عبارت شرع مین فرقہ اول کو مجتبیٰ اور فرقے دوسرے کو منیب کہتے ہین چنانچہ بیچ آیۃ اللہ یجتبی الیہ
من یشاء ویھدی الیہ من ینیب کے طرف اس نام کے اشارہ فرمایا ہی یعنی اللہ چن لیتا ہی اپنی طرف جسکو چاہے اور
راہ دیتا ہی اپنی طرف رجوع لاوے اور اہل سلوک کی اصطلاح مین ان دونون فرقون کو محبوبین اور محبین
نام رکھتے ہین اور مجذوبین اور سالکین جانتے ہین پس محبین وہ آدمی ہین کہ اول مجاہدہ اور انابت
اختیار کرتے ہین اُس کے بعد رستہ معرفت کا اُنکے اوپر کھولا جاتا ہے اور محبوبین وہ آدمی ہین کہ اول اُنکو
مقبول کرکے معرفت حاصل کروادی بعد اُسکے اُنکے تئین شوق مجاہدہ اور انابت کا دل مین پڑا
اور ان دونون فرقون کو اہل اللہ کہتے ہین چنانچہ تینون فرقے اصحاب الیمین کو اہل آخرت کہتے ہین اور
دونون فرقون اشقیا کو اہل دنیا نام رکھتے ہین جب کہ یہ تفصیل ذہن نشین ہوئی پس چاہیے جاننا کہ قرآن
مجید پہلے فرقے کے اشقیا کو ہدایت نہین کرتا ہی اسواسطے کہ قبول کرنا ہدایت کا اُن سے محال ہی بسبب اسکے
کہ استعداد قبول کرنے اسکی نہین رکھتے ہین اور بمنزلہ شیاطین کے ہین اور ایسا ہی فرقے دوسرے کو
بھی ہدایت نہین کرتا ہی اسواسطے کہ استعداد اُنکی بعد موجود ہونیکے دور ہوئی اور صورت معنوی اُنکی مسخ
ہوگئی جیسا کہ گندہ کھانے کی اصلاح نہین کرسکتے پس ہدایت قرآن شریف کی خاص ہوئی واسطے پانچ
فرقون اخیرہ کے کہ لفظ متقین کا اُنکو شامل ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف گمان کرتے ہین کہ ایک
فرقہ سابقین مقربین سے کہ محبوبین ہین اور جذب الٰہی نے اُنکو شناسائی معرفت کی عنایت فرمائی
کسواسطے محتاج طرف ہدایت قرآن کے ہون پس گمان اُنکا باطل ہی اسواسطے کہ محبوب بھی محتاج طرف
ہدایت کتاب کے ہی بعد جذب اور وصول کے تاکہ سلوک فی اللہ کرے جیسا کہ قرآن مجید مین طرف اس
معنی کے اشارہ فرمایا ہے کہ کذلک لنثبت بہ فؤادک - و کلا نقص علیک من انباء الرسل
ما نثبت بہ فؤادک یعنی جو چیز کہ بیان کرتے ہین ہم اوپر تیرے خبرون رسولون کی سے وہ تھے کہ
ٹھیرتے ہین بسبب اسکے دل تیرے کو البتہ فرق درمیان محبوب اور محب کے وہ ہی کہ محب محتاج کتاب کی
ہدایت کا ہوتا ہی پہلے وصول کے اور پہلے جذب سے اور بعد اسکے بھی تاکہ سلوک الی اللہ و فی اللہ کرے

اور محبوب بعد جذب کے محتاج ہدایت کا ہوتا ہے اور اس تقریر کے متقی اس جگہ قریب معنی لغوی اپنے کے ہے یعنی جو کوئی کہ اوپر استعداد صحیح کے باقی رہا ہو اور زنگ شرک اور شک اور ظلمت ہمیشگی محبت گناہوں کی نے آئینہ فطرت اُسکی کا برہم نکیا ہو پس یہ تقوی مقدم اوپر ایمان کے ہے چنانچہ دوسرے مرتبے تقوی کے ایمان سے متاخر ہین پس معلوم ہوا کہ تقوی بیچ عرف شرع کے کئی معنی پر بولا جاتا ہے کبھی ساتھ معنی ایمان کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ والزمہم کلمۃ التقوی کے یعنی اور لگا رکھا اُنکو تقوی کی بات پر اور کبھی ساتھ معنی توبہ کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیہ ولوان اہل القری امنوا واتقوا کبھی ساتھ معنی طاعت کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون ط اور کبھی ساتھ معنی ترک گناہ کے جیسا کہ بیچ آیت واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے جیسا کہ بیچ آیۃ فانھا من تقوی القلوب۔ اور بیچ فضائل تقوی کے وہ چیز کہ قرآن مجید مین وارد ہے یہ ہے ان اللہ مع الذین اتقوا ۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور حدیثوں مین فضائل تقوی کے بیشمار ہین اور لطائف اس مقام سے یہ ہے کہ جسوقت اس آیۃ کو ملاحظہ کرین کہ ھدی للمتقین اور ہمراہ اس آیت کے دوسری آیت بھی نظر مین لاوین کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس معلوم ہووے کہ ناس منحصر متقیون ہین یعنی آدمی یہی ہین اور باقی آدمی کالانعام یعنی مثل چارپایون کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ تمام قرآن کی تعریف ساتھ ہدایت کے کیونکر درست ہو حالانکہ قرآن مین مجملات اور متشابہات بھی موجود ہین کہ تعیین مراد کا انسے نہین کر سکتے مگر ساتھ عقل کے اور جب عقل دخیل ہوئی پس ہدایت شان عقل کی ہوئی نہ شان قرآن کی اور اسی واسطے تمام فرقے اسلام کے خواہ اہل حق ہون خواہ باطل قرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہین اور بھی بیچ روایت صحیحہ کے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے وارد ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کو واسطے مناظرہ خارجیون کے بھیجتے تھے فرماتے کہ علیک بالسنۃ فان القرآن ذو وجوہ یعنی لازم پکڑ سنت کو اس واسطے کہ قرآن صاحب بہت وجوہ کا ہے اور اگر قرآن ہی ہادی ہوتا تو حضرت علی اسطرح کیون فرماتے اور بھی بعضے مسائل اعتقادیہ ایسے ہین کہ ثبوت ہدایت قرآن کا اُن کے اوپر موقوف ہے ساتھ دلیل عقلی

تفسیر خلیلی

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتون کی آمین کے موافق پڑے گی اسکے اگلے گناہ بخشے جائینگے (ق) اور ایک روایت مین ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو خدا تمہاری دعا قبول کریگا (م) اور ایک روایت مین ہے کہ جب

کے جیسے کہ مباحث ذات اور صفات اور نبوت کی پس معرفت ذات اور صفات اور معرفت نبوت
مین ہدایت قرآن کی نپائی گئی اور اگر انہین بھی ہدایت قرآن کی کہی جاوے دور لازم آجاوے
پس لازم آیا کہ قرآن مطلقا ہادی نہوا جواب اس کا یہ ہے کہ ہدایت قرآن کے معنی
یہ نہین کہ فقط قرآن کے ساتھ الزام مخالف کو دے سکین بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ اسکے
سبب سے تامل کرنے والے کو حقائق نفس الامر پر منکشف ہو جاتے ہین اور مجملات اور متشابہات
قرآن کے بعد رجوع کرنیکے طرف محکمات کے موجب زیادتی انکشاف کے ہوتے ہین یا بسبب
فقط ایمان لانے کے ساتھ مدلول اُن مجملات اور متشابہات کی ترقی درجۂ ایمان کی ہوتی ہے
اور یہہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے اور ان سائل پر بھی کہ قرابت قرآن کی موقوف اوپر اُنکے
ہے ہدایت قرآن کی باطل نہین ہوتی ہے بلکہ اُن مین ہدایت باعتبار اسکے ہے کہ جو مطلب
عقل سے ثابت ہوتا ہے بسبب قرآن کے وہ محکم اور قوی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ دلائل
اُسکے مین اسوقت وہم وخلل ندے گا گو اصل مطلب کا ثبوت قرآن کے اوپر موقوف نہو
اور یہ بھی نوع عمدہ ہے ہدایت سے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ لفظ ہدی للمتقین کا دلالت
اوپر اسکے نہین کرتا ہے کہ ہر چیز اُسکی واسطے ہر متقی کے ہدایت ہو تاکہ محذور لازم آوے بلکہ
معنی اُسکے یہ ہین کہ تمام قرآن واسطے تمام افراد متقیون کے ہدایت ہے علی حسب تفاوت درجاتہم
فی الفہم والاستنباط اور علما کو ہدایت کے معنی مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ حقیقت
ہدایت کی محض مطلب کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہمراہ اُسکے پہونچانا
طرف مطلب کے ضرور ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ ہدایت اور تعلیم اور ارشاد
اور انذار اور مانند ان الفاظ کے کبھی بیچ معنی فاعل کے مستعمل ہوتے ہین اگرچہ اثر
اس کا مفعول مین ظاہر نہوا اور اسی قبیل سے ہے اما ثمود فھدینا ھم فاستحبوا العمی
علی الھدی یعنی لیکن ثمود پس ہدایت کر دی ہم نے اُنکو یعنی رستہ دکھلا دیا پس
اختیار کیا اُنھون نے گمراہی کو اوپر ہدایت کے اور کبھی ساتھ معنی تاثیر فاعل کے کہ
منفعل مین پائی جاوے مستعمل ہوتے ہین جیسا کہ کہین ھداہ اللہ فاھتدی مثل احییٰ اماتَ
اور دونون معنی حقیقی ہین بلکہ عند التفتیش ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مآل دونون معنون کا ایک

چیز ہے اسواسطے اگر تاثیر فاعل کی نسبت طرف فاعل کے اعتبار کرین اور منفعل مین تاثیر اس کی کا اعتبار نکرین یعنی اول مین اور اگر اُسی تاثیر کو منفعل مین اعتبار کرین یعنی دوسرے مین اور دونون معنون کے اعتبار سے صفت خدا کی بھی ہوتی ہے اور صفت قران کی بھی اور اور پیغمبرون اور مرشدونکی بھی لیکن پیدا کرنا اہتدا کا خاص ساتھ حضرت حق کے ہے مگر پیدا کرنا اہتدا کا معنی حقیقی ہدایت کی نہین حاصل یہ ہے کہ علامت ہدایت پانے کی ساتھ قرآن کے یہ ہے اور یہی علامت تقوی کی ہے کہ آدمی پہلے اعتقادون اپنے کو صحیح کرے پھر اعمال جوارح اپنے کو مطابق امر اور نہی قرآن کی عمل مین لاوے پھر اخلاق خبیثہ کو کہ روح کے واسطے مرض مہلک ہین ترک کرے اور درست کرنا اعتقادون کا سوائے اجتناب کے شبہون واہیہ اور افکار ردیہ کے متصور نہین اور اسی واسطے متقین وہ آدمی ہین کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی وتردد وانان لاتے ہین ساتھ غیب کے اور غیب نام اُس چیز کا ہے کہ ادراک حواس ظاہرہ اور تقوی کے متعلق ہو جیسا کہ ذات اور صفات پروردگار کی اور فرشتے اور روز آخرت اور وہ چیز کہ اُس دن مین ہوگی اور تقدیرات الٰہی اور کتابین الٰہی باعتبار نسبت اُنکی کے طرف خدا کے اور ایسے ہی تمام پیغمبر علیہم السلام ساتھ اس حیثیت کے اور ایمان بالغیب کو اس جہت سے بیچ علامات متقیون کے اختیار فرمایا ہے کہ جو چیزین محسوسات مین سے ہین خواہ حواس ظاہری سے مدرک ہون خواہ حواس باطنی سے آدمی کو اُن کی تصدیق کرنے مین اختیار نہین بلکہ خود بخود تصدیق اُن کی کرتا ہے پس یہ علامات اتقیا کی نہین ہوسکتی۔ اور ہدایت قرآن کی اس باب مین اس طرح ہے کہ قرآن کے سبب سے اوپر حقائق اور تفاصیل ان امور کے زیادہ اطلاع ہوتی ہے اور مسائل مقصودہ عقائد کے بھی انہین مین جس وقت ان امور کے ساتھ تمام حقائق اور تفصیلون کی کہ کلام اللہ مین وارد ہین تصدیق کرین جزو اعظم تقوے کا کہ درست کرنا اعتقادون کا ہے حاصل ہوا اور ہر چند جو ایمان کہ اس جگہ مذکور ہے ایمان معنوی ہے بمعنی تصدیق کے لیکن معمول مفسرین کا اسی مقام مین بیان کرنا حقیقت ایمان شرعی کا ہے اور اقوال مذاہب و یاہی معتزلہ

تفسیر خلیلی

سے فرمایا کہ مجھے نماز اور دعا میں جو میں کہتا ایسی چیز دی گئی ہے جو مجھ سے پہلے سوا کسی کے اور کسی نبی کو نہین دی گئی ہے البتہ دعا کرتے اور ہار دن میں لکھتے سو تم دعا کو تمام کیا کرو اس سے خدا تمہاری دعا قبول کرتا ہے (کنز ...)

بیان حقیقت ایمان

اور طوار ج اور زبید یہ اور اکرامیہ کے نقل کرکے دماغ سننے والے کا پریشان کرتے ہین اور
جس قدر کہ منقح ہے یہ ہے کہ ایمان عرف شرع مین عبارت تصدیق سے ہے یعنی ہان لینا اور یقین
کرنا اُس چیز کا کہ یقینا معلوم ہے کہ یہ چیز دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اسواسطے
کہ ایمان کو جا بجا قرآن مین کار دل کا فرمایا ہے ایک جگہ آیا ہے قلبہ مطمئن بالایمان اور ایک جگہ
فرماتے ہین کتب فی قلوبہم الایمان اور ایک جگہ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اور ظاہر ہے کہ کام دل کا
یہی تصدیق ہے اور بس اور کبھی ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت
ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے اور معاصی کے ساتھ بھی ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت وان
طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور بیچ آیت والذین اٰمنوا ولم یہاجروا پس معلوم ہوا کہ عملون
نیک کو ایمان مین دخل نہین اور نہ عملون بد کے سبب سے ایمان برہم ہو جاتا ہے یعنی ایمان
جاتا نہین اور صرف اقرار کی بغیر تصدیق کے اسی سورۃ مین مذمت فرمائی ہے بیچ آیت ومن الناس
من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ہم بمؤمنین پس معلوم ہوا کہ اقرار محض حکایت ایمان کی
ہے اگر حکایت ساتھ محکی عنہ کے مطابق ہوئی فبہا والا سوائے فریب اور جھوٹ کے کوئی شے
نہین اور محکی عنہ فقط تصدیق ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ جیسا کہ ہر چیز کے واسطے
تین قسم کا وجود ہے ایک وجود عینی اور دوسرا وجود ذہنی اور تیسرا وجود لفظی ایسا ہی
ایمان کا بھی تین قسم کا وجود ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ وجود عینی ہر چیز کا اصل ہے اور
باقی وجود جو ہین فرع اور تابع اُس وجود کے ہین پس وجود عینی ایمان کا گویا ہی ایک نور ہے
کہ دل مین حاصل ہوتا ہے بسبب رفع ہونے حجاب کے کہ درمیان اُسکے اور درمیان خدا کے
ہے اور یہی نور ہے کہ بیچ آیت مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح کے تمثیل اُسکی ساتھ وضاحت
تام کے مذکور فرمائی ہے یعنی مثل اُسکے نور کی جیسے کہ ایک طاق اس مین ایک چراغ ہے
اور بیچ آیت اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمٰت الی النور کے سبب اُسکا بیان کیا اور یہ نور
مانند اور نورون کے کہ محسوس ہین قابل قوت اور ضعف اور شدت اور نقصان کے ہے
جیسا کہ بیچ آیت اذا تلیت علیہم اٰیاتہ زادتہم ایمانا یعنی جسوقت پڑھی جاوین اوپر اُن کے آیتین
اُسکی بڑھتا ہے ایمان اُنکا اور ایسے ہی بیچ اور آیتون کے بھی طرف اُسکی اشارہ فرمایا ہے

اور طریق زیادتی اسکی کا یہ ہے کہ جسوقت حجاب مرتفع ہوتاہے وہ نور زیادتی قبول کرتاہے اور ایمان قوت پکڑتا ہے یہان تک کہ اوپر اوج کمال اپنے کے پہنچتاہے اور وہ نور پھیل کر اور فراخ ہوکر تمام قوتون اور اعضا کو گھیر لیتا ہے پس پہلے انشراح صدر حاصل ہوتا ہے اور اوپر حقائق اشیا کے مطلع ہوتاہے اور غیوب الغیوب اسکی مدرکہ پر منجلی ہوجاتے اور ہر چیز کو اپنی جگہہ مین پہچانتاہے اور صدق انبیا علیہم السلام کا جن چیزون مین خبر دی ہے اجمالا اور تفصیلا وجدانی ہوجاتاہے اور بقدر نور کے بصیرہ قدر انشراح صدر کے داعیہ دل کا طرف اسکے پہونچتاہے کہ موافق ہر امر الٰہی کے کام کرتاہے اور جو ممنوعات شرعی مین اُن سے پرہیز کرتاہے اور اس حالت مین انوار اخلاق فاضلہ اور خصائل حمیدہ اور اعمال صالحہ متبرکہ کے نور معرفت کے ساتھ مل کر اور ایک جا ہوکر عجیب چراغ بیچ ایکیون گھر طبیعت بہیمیہ اور شہویہ کے روشن کرتے ہین جیسا کہ طرف اسی معنی کے آیتون قرآنی مین اشارہ ہوا ہے ایک جا فرمایا ہے نورہم یسعیٰ بین ایدیھم و بایمانھم یعنی روشنی اُنکی دوڑتی چلتی ہے آگے انکے اور داہنے انکے اور ایک جگہہ فرمایا ہے نور یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء اور وجود ذہنی ایمان کا دو مرتبے رکھتا ہے اوّل ملاحظہ اجمالی کرنا اُن معارف اور امور غیبیہ کا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مدلول ہے اور ظہور اور انکشاف اُنکا ساتھ وجہ کلی کے ہو اور اس ملاحظہ کا تصدیق اجمالی نام رکھا ہے اور گرویدن اور باور کردن کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہین دوسرے ملاحظہ تفصیلی ہر ہر شے کا امور غیبیہ سے علیحدہ علیحدہ کرنا اور جو ارتباط کہ آپس مین انکے درمیان مین ہے اسکو بھی لحاظ کرنا اور اس ملاحظہ کا تصدیق تفصیلی نام رکھتے ہین اور وجود لفظی ایمان کا بیچ اصطلاح شارع کے نام شہادتین کا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ وجود لفظی ہر چیز کا بدون موجود ہونے اُس شے کے اصلا فائدہ نہین کرتا والا پیاسے کو پانی کے نام لینے سے سیرابی ہوتی اور بھوکے کو نام لینا روٹی کا تسلی بخشتا مگر یہہ بات ہے کہ ہر گاہ کہ تعبیر اور بیان کرنا مافی الضمیر کا بغیر واسطہ کلام کے عالم بشریت مین ممکن نہین ناچار تلفظ کو ساتھ کلمہ شہادت کے دخل بہت دیا ہے آدمی کے

فیض جلیلی

چالیس رکوع اور دو سو چھیاسی آیتین اور چھ ہزار دو سو اکیس کلمے اور پچیس ہزار پانسو حروف ہین واللہ اعلم

بس سورۃ کی پہلی آیتون کے اترنے کا سبب مالک بن صیف یہودی ہے اور مومنون کے دل مین شک ڈالتا تھا اور

مومن کہتے ہین اور فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فاذا قالوھا
عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ یعنی امر کیا گیا ہون مین اس بات کا
کہ قتال کرون مین آدمیون سے یہان تک کہ کہین لآ الٰہ الا اللہ ط پس جب وقت
کہہ لیا اُنھون نے یہ کلمہ بچا لئے اُنھون نے مجھسے خون اپنے اور مال اپنے مگر ساتھ حق اُسکے
اور حساب اُنکا اوپر اللہ کے ہے اور اس تحقیق سے معلوم ہوئی کیفیت زیادتی اور
نقصان ایمان کی اور قوت اور ضعف اُسکا اور وہ بھی ظاہر ہوا جو حدیث صحیح مین آیا ہے
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن والحیاء من الایمان ولا یؤمن احدکم حتی یامن جارہ بوائقہ
یعنی نہین زنا کرتا ہے زنا کرنیوالا جسوقت کہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو اور حیا
ایمان سے ہے اور نہین ایمان لاتا ہے کوئی تمہارا جب تک امن مین نہو ہمسایہ اسکا تکلیفون
اُسکی سے کہ یہ سب محمول اوپر کمال ایمان کے ہین بیچ وجود ذہنی اپنے کے اور جن
آدمیون نے انکار زیادت اور نقصان ایمان کا کیا ہے مراد اُن کی مرتبہ اول ہے
وجود ذہنی ایمان کے سے پس کوئی نزاع اور برخلافی نہین اور ایمان کی دو قسمین ہین
اول ایمان تقلیدی دوسرے ایمان تحقیقی اور تحقیقی بھی دو قسم ہے استدلالی اور کشفی اور ایک
ان دونون قسمون سے یا نہایت رکھے اور اُس حد سے تجاوز کرے یا نہایت نرکھے اور جو کہ
نہایت رکھے اُسکو علم الیقین کہتے ہین اور جو کہ انجام نرکھے وہ بھی دو قسم ہے یا مشاہدہ ہے
کہ اُس کا نام عین الیقین ہے اور یا مشہود ذاتی ہے کہ نام اُسکا حق الیقین ہے اور
یہ دو قسم اخیر یعنی عینی اور حقی داخل ایمان بالغیب مین نہین اور قدماء صحابہ رض
نے ایمان بالغیب کو اس جگہہ اوپر اور معنی کے حمل کیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
سے ساتھ روایت امام احمد کے بیچ مسند اُنکی کے ساتھ روایت حاکم اور اور محدثین معتبر
کے ثابت ہے کہ حارث بن قیس نے ایک دن اُن سے کہا کہ ہم بہت حسرت اور افسوس
کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی اے یارو
محمد کے تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے عبد اللہ بن مسعود نے
فرمایا کہ ہم بھی افسوس اور حسرت کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تمکو حاصل

ہوئی کہ بے دیکھے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے قسم ہے خدا پاک کی
کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اُس شخص کے کہ آپ کو دیکھا ہو آفتاب سے
بھی ظاہر زیادہ ہے ایمان کامل ایمان تمہارا ہے پھر سورۃ بقرہ کا پڑھنا شروع کیا اور
مفلحون تک پہونچے اور اس مضمون کو بزار اور ابو یعلی اور حاکم ساتھ روایت حضرت
امیر المومنین عمر بن الخطاب رضہ کے لائے ہین کہ اُنھون نے فرمایا ہے کہ مین ایکدن
ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا فرمایا کہ روبرو میرے بیان کرو تم کہ بہتر
ایمان کی قسمون مین ایمان کونسے آدمیون کا ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ
ایمان فرشتون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکو ایمان سے کیا چیز منع
کرنے والی ہے جانتے ہو کہ فرشتون کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے یعنی قرب جلال الٰہی
کا اُنکو میسر ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبرون کا فرمایا کہ ایمان
پیغمبرون کا کیا عجب ہے کہ حق تعالے نے اُنکو ساتھ رسالت اور نبوت اپنی کے ممتاز
فرمایا ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان اُن آدمیون کا کہ ہمراہ انبیاؤن کے حاضر
ہوئے اور اوپر دین کے جان اپنی کو قربان کیا اور شہادت پائی فرمایا ایمان اُنکا کیا
عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاؤن کی صحبت مین رہے اور طور اور وضع اُنکی دیکھکر یقین کامل
حاصل کیا آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ پس فرماؤ تم کہ ایمان کونسے فرقے کا افضل ہے فرمایا
ایمان اُس فرقہ کا کہ ابھی اپنے باپ دادون کی پشت مین ہین اور مجھسے پیچھے پیدا
ہونگے اور میرے اوپر ایمان لاوینگے اور مجکو اُنھون نے نہین دیکھا چند ورق لکھے
ہوئے اُنکی نظر مین پڑے بسبب قوت ایمان کے موافق اُس لکھے ہوئے کے عمل کیا یہ
گروہ ایمان مین افضل ہین اورون سے اور اسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین
صبح کو اُٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے تاکہ وضو کرون مین آدمیون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اس جگہہ پانی نہین فرمایا کسیکے پاس پانی پینے کا بھی ہے آدمیون نے ایک آبخورہ
آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے اُنگلیون مبارک کو اُس آبخورہ مین رکھکر بلال کو

فرمایا کہ لشکر مین آواز دے تاکہ آدمی آوین اور وضو کرین آدمی آتے تھے اور درمیان
اونگلیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تھے اور پانی فوارہ کی مانند انگلیون
مین سے جوش مارتا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے
مین مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا
آنحضرت اوٹھے اور نماز صبح کی ادا فرمائی بعد نماز صبح کے آدمیون کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اے آدمیو مخلوقات کے درمیان مین کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اوسکا عجائبات
سے ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آن حضرت نے فرمایا کہ فرشتے امر الہی
کو بجا لاتے ہین آپ کس واسطے اوپر اس کے ایمان نہ لاوین ایمان لانا اون سے کیا
عجب ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبرون کا فرمایا کہ اوپر پیغمبرون کے وحی آسمان
سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کس واسطے ایمان نہ لاوین عرض کیا یا رسول اللہ ایمان یارون
تمہارے کا فرمایا کہ یارون میرے کو کیا ہے کہ ایمان نہ لاوین اور حال یہ کہ مین اون
کے درمیان مین موجود ہون اور ہر دم اور ہر لحظ دیکھتے ہین جو کچھ کہ دیکھتے ہین ایمان لانا
اس گروہ کا عجب ہے کہ بعد میرے آوین گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لاوینگے
اور تصدیق میری کرین گے اور یہی لوگ ہین بھائی میرے اور تم یار میرے ہو
ابو داؤد طیالسی نافع سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص روبرو عبد اللہ بن عمر کے آیا اور کہا کہ اے ابا عبد الرحمن
تم نے آنحضرت کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ ہان اس شخص نے کہا کہ ان زبانون سے ساتھ آنحضرت
کے تم نے کلام بھی کیا ہے کہا ہان پھر کہا ساتھ ان ہاتھون اپنے کے بیعت بھی تم نے آن حضرت
سے کی ہے کہا ہان اس شخص کو حالت وجد کی ہو گئی اور کہا کہ تم عجب خوش حالت
رکھتے ہو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ تیرے سے ایک بات کہتا ہون مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ مجھکو دیکھا اور
میرے اوپر ایمان لایا اور خوشحالی ہے اور پھر خوشحالی ہے اور پھر خوشحالی ہے واسطے
اس شخص کے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کہ ایک جماعت امت

میری سے بعد میرے پیدا ہوگی کہ محبت میری مین اس قدر فریفتہ ہونگے کہ اگر دیدار میرا
حاصل کرین تو اہل اور عیال اور مال اور اسباب اپنے سے خریدین حاصل کلام ایمان
بالغیب جس قسم کا ہو مستلزم اعمال قلبیہ اور بدنیہ اور خرچ کرنے مال اور جاہ کا ہے اور
روگردانی لذتون جسمانی اور خواہشون طبیعت کی سے اوسکو لازم ہے اور اسیواسطے
ہرگاہ یومنون بالغیب سے اعمال قلبیہ متقیون کا اور درستی اعتقادون اونکی کا نشان دیا
اب اعمال بدنیہ اونکے سے نشان دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ویقیمون الصلوٰۃ یعنی
قایم رکھتے ہین نماز کو اس جگہہ سمجھنا چاہیے کہ نماز گزاری ایک شے ہے اور قایم رکھنا
نماز کا شے دوسری ہے اور قرآن مجید مین جابجا بیچ مقام مدح اور تاکید کے ادا کرنے
نماز کو ذکر نہین فرمایا بلکہ قائم کرنا نماز کا بیان کیا اور اقامت لغت مین ماخوذ قیام سے
ہے یعنی سیدہا کھڑا کرنا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کو سیدہا کھڑا کرتے ہین ہر ہر جزو اسکا
اپنی اپنی جگہہ کہ مناسب وضع طبعی اوسکی کے ہے بیٹھ جاتا ہے پس قائم کرنے نماز کے معنی یہ ہین
کہ نماز کو ہر کجی اور خلل سے محافظت کرین خواہ وہ خلل اور کجی دل کے کام مین ہو یا زبان کے
کام مین ہو یا جوارح اور اعضا کے کام مین ہو اور خواہ یہ محافظت فرائض مین ہو یا فرضون مین
یا سنتون مین یا مستحبات مین اور اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اقامۃ
الصلوۃ اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیہا فیہا یعنی قائم کرنا
نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجدہ کا اور تلاوت کا اور خشوع اور متوجہ ہونا اسکا اور قتادہ رضی
اللہ عنہ نے کہا ہے اقامۃ الصلوۃ المحافظۃ علیہا وعلی مواقیتہا ووضوئہا ورکوعہا وسجودہا
یعنی قائم کرنا نماز کا محافظت کرنی ہے اوسپر اور اوسکے وقتون اوسکے اور اوپر وضو اوسکی کے اور رکوع اور سجدہ اسکے
اور صوفیہ کرام کے نزدیک یہ بھی اقامت صلوۃ مین داخل ہے کہ وقت ادا کرنے
ارکان اور آداب نماز کے سر ہر ایک کا معلوم کرے اور قصد کرے کہ اپنے تئین ساتھ
اس سر کے ملا دے اور دریافت کرنا اسرار نماز کا اس وجہ سے کہ تحقیق اونکا اسمین ہو
مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور استعداد نمازیون کی پس جو کہ مناسب حال مبتدی
کے ہے لکہا جاتا ہے کہتے ہین کہ طہارت نجاست حکمی سے کہ حدیث اکبر و اصغر سے ہے

تفسیر لطیفی

گھرونکو تو روشن رکھو نماز سے جس گھر مین یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے شیطان نہین گھستا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا

اور نجاست حقیقی سے کہ بول اور براز اور خون اور پیپ وغیرہ ہے اسواسطے مقرر ہوئی ہے
تاکہ دلالت کرے اوپر حاصل کرنے طہارت کے علاقون دنیا و ی سے کہ تمام
حادث اور نو پیدا ہین اور کسی قسم کے خبث سے خالی نہین ہین تاکہ وقت خدا کی طرف
متوجہ ہونے کے ایک مناسبت ساتھ اس جناب پاک کے حاصل ہووے اور لیاقت حضور
اُس جناب کی اور بجا لانے اس خدمت کی جسکے واسطے اسکو امر ہے بہم پہونچے جیسا کہ
بادشاہون کے دربار مین بغیر اسکے کہ پہلے حمام اور غسل اور استعمال خوشبو اور صفائی کپڑون
اور بدن کی نہ کرلین نہین جا سکتے اور اون کی خدمت مین قائم نہین ہوسکتے اور متوجہ
ہونا ظاہر بدن کا طرف قبلہ کے کہ زمین پاک اُس جگہہ کی اصل جمعیت آدمی کی ہے
اسواسطے کہ تمام زمین اسی جگہہ سے پہیلائی گئی ہے دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ باطن اپنے
کو بہی متوجہ طرف جناب حق کے کہ منشاء روحانیت آدمی کا وہی ہے کرنا چاہئے اور تکبیر تحریمہ
رفع یدین کے ساتھ اشارہ اسکے اوپر کرتی ہے کہ مینے دونو جہان سے ہاتھ اوٹہایا اور
اللہ تعالی کی جناب کو سب چیزون سے مین نے بڑا جانا اور واسطے تائید اعتقاد کے دعاء
استفتاح یعنے سبحانک اللہم الخ زبان سے کہنا ہے اور کہڑا ہونا دلالت کرتا ہے اوپر استقامت
کے اس راہ مین اور پڑہنا الحمد کا کہ ثنا زبانی اس مین ہے اور زبان ترجمان دل کا ہے
دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ دل میرا بالکلیہ طرف اوسکے مائل ہوا اور اس سورۃ مین
الفاظ خطاب کے جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسے ہی تخصیص ساتھ عبادت
اور استعانت کے دلالت کرتے ہین اوپر اس کے کہ بسبب کمال توجہ اور التفات کے
رتبہ مشاہدہ اور مخاطبہ کا مین نے پایا اور عبادت اور استعانت مین کہ یہ دونون ایسے
شغل ہین کہ لائق بنی آدم کے یہ ہے کہ کسی دم انسے خالی نرہے غیرون سے اعراض
کلی مینے کیا اور سوال ہدایت کا اور بچانا راستے اہل غضب اور گمراہی کے سے دلالت اوپر
اس کے کرتا ہے کہ حب اور بغض اور میل اور نفرت میری اوس جناب کے تابع ہوئی
پہر رکوع دلالت کرتا ہے کہ بسبب مشاہدہ عظمت اسکی کے پشت میری خم ہوئی اور پہر
قومہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ بیچ اس انکسار کے استقامت مین نے قبول کی پہر سجدہ کہ

تفسیر لطیفی [illegible]

اس مین کمال تذلل ہے بعد انکسار کے دلالت کرتا ہے اور پر کمال تقرب کے اسواسطے کہ تقرب کہ بشر کی قدرت مین ہو اسی قدر ہے کہ جو شخص اس مین منظور ہو اس کو ستہ پست کرے کہ ساتھ اصل خاکی اپنی کے پہنچے اور سجدہ دوسرا دلالت کرتا ہے اوپر دور کرنے تکبر کے بسبب حصول قرب کے اور قعود اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے عزت اور بزرگی کے اس جناب کی طرف سے کہ مجرا قبول فرماکر پروانگی بیٹھنے کی دی اور سلام دلالت کرتا ہے اوپر پھرنے کے اس سفر باطنی سے اور یہ بھی کہا ہے کہ نماز اصل سب عبادتون بدنی کی ہے اسواسطے کہ شامل ہے اوپر طہارت اور استقبال قبلہ اور ذکر اور تسبیح اور تہلیل اور شہادتین اور درود اور دعا کے کہ اصول زبان کی عبادتون کے ہین اور بھی شامل ہے اوپر معنی روزہ کے مراد بند کرنے نفس کے سب خواہشون اس کی سے بلکہ نماز مین روزہ کی نسبت سے زیادہ بندی ہے اسواسطے کہ آنکھ کو بھی غیر دوست کی طرف سے ہٹانا ہے اور زبان کو بھی سواے تلاوت اور ذکر اوسکے کے اور چیزون سے بچانا ہے پاؤن کو اور طرف حرکت کرنے سے اور ہاتھ کو داو دست سے روکنا ہے علی ہذا القیاس قوۃ خیالیہ اور فکریہ کو سیر کرنے سے بیچ مخزونات اپنے کے اور یہ معنی روزہ مین متحقق نہین اور بھی شامل ہے اوپر معنی حج کے تکبیر تحریمہ اوس کی بجاے احرام کے ہے اور استقبال قبلہ کا بجاے طواف کے اور قیام بجاے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجود اور بیچ مین رکعتون کی مثل سعی کے درمیان صفا اور مروہ کے اور بھی شامل ہے اوپر معنے زکوۃ کے اسواسطے کہ خرچ کرنا مال کا واسطے ستر عورت اور حاصل کرنے آلات طہارت کے اس مین واجب ہے اور بھی ایک وقت کو اوقات مین سے نفع اپنے سے خالی کرنا اور ساتھ حکم خدا کے مصروف رکھنا مانند جدا کرنے ایک حصہ کے مال مین سے ہے واسطے مصارف الہی کے اور بھی عبادت جمادات جیسے پتھر وغیرہ کی کہ جو چیزین چلتی پھرتی نہین بیٹھنا ہے اور عبادت جانورون چرنے والون کی رکوع ہے اور عبادت جانور گھسٹنے والون کی ذکر اور تلاوت اور آہستہ کی ہے ساتھ خوشی آوازی کے فرد مرغان چمن بہر صباے ❊ خوانند ترا با صلاے ❊ اور عبادت حشرات

کی سجود ہے اور عبادت درختون اور سبزیون کی قیام ہے اور عبادت ہر فرقہ کی فرشتون
مین سے انھی قسمون کی عبادتین ہین اور عبادت گروہون کی کہ اون کو مہیمن بھی کہتے
ہین استغراق اور مشاہدہ ہے اور نماز مین یہ سب عبادتین پائی جاتی ہین اور اسی
واسطے مرتبہ اس عبادت کا سب عبادتون کے مرتبہ سے بڑا ہے کہ جامع تمام عبادتون
بدنی اور نفسی کو ہے اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب آن حضرت سے
پوچھا کہ ای الاعمال افضل یعنی کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ الصلوٰۃ لوقتھا یعنے نماز
اپنے وقت پر پڑھنی اور اسی واسطے ہے کہ بیچ بیان کرنے علامتون تقوے کے اوپر
اقامت صلوٰۃ کے کفایت کی گویا اشارہ فرماتے ہین طرف اس کے کہ تمام اعمال اسکے موافق
شرع کے ہین اسواسطے کہ اس عبادت کو اصل الاصول اعمال بدنی کی ہے ساتھ اس خوبی
کے ادا کرتے ہین اور جو وقت بیان خوبی اعمال متقیون کے سے فارغ ہوئے اب حسن
اخلاق اون کے سے نشان دیتے ہین کہ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ یعنی اوس چیز سے کہ
روزی دی ہمنے اون کے تئین خرچ کرتے ہین تا کہ شہوت اور حرص اپنی کو پاک
کرین اور خرچ کرنا مال کا شریعت مین سات قسم سے عبادت ہے پہلے ادا کرنا زکوٰۃ مفروضہ
کا کہ سونے چاندی سے بشرط پہنچنے حد نصاب کے اور گذر جانے برس کے
چالیسوان حصہ اوس کا واجب ہے اور مواشی اور مالون تجارت اور محصول زمین
عشری بھی جیسا کہ کتابون فقہ مین لکھا ہے واجب ہوتا ہے دوسرے صدقہ فطر کہ بعد
دیکھنے چاند عید کے دو سیر گیہون ہر آدمی کے اوپر واجب ہوتے ہین تیسرے خیرات
کہ عبارت ہے دینے سائلون کے سے اور ضیافت مہمانون کی سے اور اعانت ضعیفون
اور یتیمون اور قرضدارون کی سے سوائے قدر زکوٰۃ کے چوتھے وقف مانند بنانے
مسجدون اور مدرسون اور پل اور کوئین اور مہمان سرائے کے پانچوین مصرف حج کا کہ
خواہ واسطے اپنے یا واسطے دوسرے کے سامان حج کا درست کر دے
جیسا کہ سواری اور زاد راہ وغیرہ چھٹے مصرف جہاد کا کہ ایک درم خرچ کرنا اُس
مین برابر سات سو درم کے ہوتا ہے جیسا کہ بیچ اخیر اس سورۃ کے آویگا انشاء اللہ تعالے

ساتوین اداکرنا نفقون واجبہ کا اور وہ نفقہ بیوی اور چھوٹی اولاد کا ہے اور نفقہ
اور محارم کا بھی بشرط طاقت اس شخص کے اور محتاج ہونے اون کے کے اور
بیچ لفظ ما کے بسبب لانے من تبعیضیہ کے اشارہ فرمایا ہے طرف اسکے کہ اسراف مال
کے خرچ کرنے مین خواہ اپنے نفس کے اوپر کرے خواہ اہل کے ممنوع ہے اور حد اسراف
کی یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا بیچ ایسی جہت کے کہ سبب فوت کرنے حق کا جہت دوسری
مین ہو اور بیچ نسبت کرنے خداے تعالی کے رزق کی طرف اپنے اشارہ ہے طرف
اِس کے کہ ہر چیز ملک اور مال ہمارا ہے پس بخل کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ بیچ ہاتھ اسکے
کے ہے اور عاریۃً اونکو دیا ہے بخل بیجا ہے اس جگہہ جاننا چاہیے کہ اوپر مذہب اہل
سنت وجماعت کے جیسا کہ حلال رزق ہے حرام بھی رزق ہے پس لانا لفظ من کا کہ دلالت
اوپر تبعیضیت کے کرتا ہے بہت مناسب پڑتا ہے کہ وہ قسم رزق کی کہ حرام ہے
لایق خرچ کرنیکے نہین جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ لا یقبل صدقة من غلول
یعنی نہین قبول کیا جاتا ہے صدقہ چوری کی چیز سے اور فرقہ معتزلہ رزق کو عبارت
ملک سے جانتے ہین اور مال حرام کو اوس جہت سے کہ بیچ ملک غاصب کے داخل نہین
رزق نہین کہتے اور یہ صریح خطا ہے اسواسطے کہ رزق عبارت انتفاع سے ہے اور انتفاع
مین حلال اور حرام برابر ہے اور اگر رزق عبارت ملک سے ہو تو چاہیے کہ جانورونکے واسطے
ملکیت کی نہین رکھتے رزق نہو اور آیۃ قرآنی مین یعنی وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقہا
دلیل صریح ہے کہ جانورون کے واسطے بھی رزق مقدر خدا کی طرف سے ثابت ہے
اور جس وقت متقیون کی صفت مین ایمان بالغیب کا اعتبار فرمایا منظور اس کا ہوا کہ
لفظ متقی کا خاص ساتھ فرقے عربون اور امیون کے کہ مثل ان کے جو ہون ہووے
اسواسطے کہ اکثر مسائل ذات اور صفات کے اور مباحث نبوت اور معاد کے انہین کی نسبت
سے غیب ہین اور اہل کتاب جیسا کہ یہود اور نصارے ان اشیا کو بسبب کمال شہرت
کے اور تواتر خبر دینے انبیاؤن اور کتابون آسمانی کے مثل آنکھ کی دیکھی ہوئی شے کے
جانتے تھے یہان تک کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی اُن کے ان چیزون کو بیان

کرتے تھے ناچار واسطے داخل کرنے اہل کتاب کے کہ مشرف اسلام سے ہوگئے ہین
متقیون کے زمرہ مین ایک صفت دوسری کا اوپر ایمان بالغیب کے عطف کیا تا کہ اشارہ
ہو طرف اِسکے کہ متقی دو قسم ہین قسم پہلی وہ لوگ ہین کہ ایمان بالغیب لاتے ہین اور
بمقتضاے اوس ایمان کے اعمال اور اخلاق اپنے کو درست کرتے ہین اور قسم دوسری
وہ لوگ ہین کہ پہلے سے ان امور غیبیہ کو جانتے ہین اور واسطے تاکید اور تقویت اون
معلومات اپنی کی التجا طرف اس کتاب کے لاتے ہین مثل عبد اللہ بن سلام اور
امثال اون کی اور یہی لوگ مراد ہین اس آیۃ مین وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
یعنی متقیون سے وہ لوگ بھی ہین کہ ایمان لاتے ہین ساتھ اوس چیز کے کہ اوتاری گئی
ہے طرف تیری کہ وحی متلو ہے یعنی کتاب اور وحی غیر متلو یعنی سنت کہ اون کو بسبب
اس ایمان کے زیادتی اطلاع کی اوپر تفصیل اور تحقیق امور غیبیہ کے حاصل ہوتی ہے اور
ساتھ ہدایت قرآن کے راہ پانے والے ہوتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اور بھی ایمان لاتے ہین
ساتھ اُس چیز کے کہ اوتاری گئی ہے پہلے تیرے اوپر انبیاء پہلون کے کہ مراد اس سے
کتابین الٰہی ہین کہ پیشتر اوتری جیسا کہ توریت اور انجیل اور زبور اور صحیفے انبیاء اون
پہلون کے اور سنتین انبیاء سابقین کی اور نصیحتین اور ارشاد اونکے پس اس جماعت
کو بسبب احاطہ کرنے اور گھیر لینے تمام افراد وحی کے مرتبہ تقوے اور اہتدا کا حاصل ہوا جیسا
جماعت پہلی کو اہتدا حاصل ہوا تھا اور معنی ہدایت قرآن کے اس جماعت کی نسبت
سے یہ ہین کہ تفصیل اور تحقیق امور اخروی اور امور غیبیہ کی اون کو قرآن سے حاصل ہوئی
اور اسی واسطے اور ابنا جنس اون کے ہرچند کہ دعوی ایمان کا آخرت کے اوپر کرتے
ہین لیکن یقین تام نہین رکھتے وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ یعنی ساتھ آخرت کے وہ ہین
کہ یقین پورا رکھتے ہین اسواسطے کہ یقین پورا ساتھ کسی چیز کے سوای جاننے تفصیلون اُس
شے کے اور دور ہونے شبہون کے حاصل نہین ہوتا ہے اور یہ بات سواے اون
کے اور اہل کتاب کو حاصل نہین بیچ اس جگہہ کے جاننا چاہیے کہ جیسا کہ ایمان قرآن
کے ساتھ ہر مکلف پر فرض ہے ویسے ہی ایمان ساتھ کتابون پہلی کے بھی فرض ہے

لیکن اوپر بعض احکام اون کتابون کے کہ منسوخ ہوئے ہین عمل درست نہین جیسا کہ ایمان
ساتھ قبلہ ہونے بیت المقدس کے فرض ہے اور متوجہ کرنا نماز مین اوس طرف درست نہین
اسواسطے کہ منسوخ ہو گیا حاصل یہ ہے کہ دو نو فرقے ساتھ اس کتاب کی ہدایت پانیوالے
ہوئے اگرچہ ہدایت کی تفصیل کہ جو پہلی کتابون آسمانی سے حاصل ہوتی ہین مطلع نہون
لیکن اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی یعنے وہ تمام گروہ کہ مذکور ہوئے اوپر بڑی ہدایت کے ہین مِّن
رَّبِّهِمْ پروردگار اپنے کی طرف سے اسواسطے کہ پہلا گروہ اگرچہ بتدریج ہدایتون پر تفصیلا
واقف نہوئے لیکن ہر گاہ کہ یہ کتاب تمام مضمونون پہلی کتابون پر شامل تھی دفعتہ
سبب اس کے نور تمام ہدایتون اون کتابون کا اس گروہ کے دل پر چھا گیا اور دوسرے
گروہ نے اگرچہ انوار ہدایتون پہلیون کے حاصل کئے تھے لیکن یہ امر یقینی کہ نزول قرآن کا
کا ہے ساتھ انوار اور برکات اپنی کے نظر اون کی سے غائب تھا پس حقیقت مین اون کو بھی
ایمان بالغیب اوپر درجہ کمال کے حاصل نہوا تھا اور اسی واسطے دو نو فرقے بسبب
اس قرآن کے ساتھ مطالب اپنے کے پہنچے وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے اور وہ گروہ
ہین مطلب کے پانیوالے فرق اسی قدر ہے کہ پہلے فرقے نے دفعتہ اس خزانہ کی
طرف راہ پایا اور فرقے دوسرے نے بتدریج گذر کیا اس جگہہ جاننا چاہیے کہ سورۂ فاتحہ
ساتھ آیتون اپنی کے اور ان چار آیتون سورۂ بقرہ کے آن خصیص آیتون مین سے ہین
کہ برکتین اون کی مشہور اور معروف ہین عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیچ زوائد مسند
کے اور حاکم اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات کے ابی بن کعب سے روایت کی ہے
کہ مین ایک دن پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا ناگاہ ایک اعرابی
آیا اور عرض کی کہ ایک بھائی میرا بیچ درد سخت مین مبتلا ہے فرمایا کیا درد ہے عرض
کیا کہ آسیب جن کا اوس کے اوپر معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ اوس کو دو یہ ہمارے لا
اعرابی نے اپنے بھائی کو لاکر روبرو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بٹھلا یا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آیتون کے ساتھ دم فرمایا شفا پایا ہوا اور ایسا ہوا کہ گویا
کبھی مرض اس کو نہ تھا سورۂ فاتحہ اور چار آیتین اول سورۂ بقرہ سے اور دو آیۃ الہکم

تعویذ عملی

اللہ واحد اور آیۃ الکرسی اور تین آیتین آخر سورۂ بقرہ سے اور ایک آیۃ سورۂ آل عمران
سے یعنے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو اور سورۂ اعراف سے ان ربکم اللہ اور سورۂ مومنون
سے فتعالی اللہ الملک الحق اور سورۂ جن سے وانہ تعالی جد ربنا اور دس آیتین اول صافات
اور تین آیتین آخر سورۂ حشر سے اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین اور دارمی نے ابن مسعودؓ
سے روایت کی ہے کہ جو کوئی چار آیتین اول سورۂ بقرہ سے رات کو پڑہے اس گھر مین اس
رات دخل شیطان کا نہو صبح تک اور بیچ بعضی روایتون بیہقی کے شعب الایمان مین اور
سعید بن منصور کے بیچ مسند اپنی کے اور دارمی کے مغیرہ بن سبیع رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ
بن مسعودؓ کے یارون مین سے تھا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی دس آیتین سورۂ بقرہ سے وقت
خواب کے پڑہے قرآن کو فراموش نہین کرے گا چار آیتین اول سے اور آیۃ الکرسی اور
دو آیتین بعد اوس سے اور تین آیتین آخر سورۂ بقرہ سے کہ شروع اون کا للہ ما فی السموات
ہے اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سے
مینے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی تم مین سے مرے اوسکو گھر مین نہ رکھ چھوڑو بلکہ جلدی قبر
مین پہنچا اور چاہیے کہ قبر پر کھڑے ہو کر مردہ کے سر کے پاس شروع سورۂ بقرہ کا پڑہا ہو اور
پیر کی طرف آخر سورۂ بقرہ کا اور ابن النجار نے تاریخ اپنی مین محمد بن سیرین سے روایت
کی ہے کہ ایک بار ہمنے نہر تستر کے کنارہ پر خیمہ کھڑا کیا آدمی اُس جگہہ آئے اور کہا کہ یہ جگہہ خوف
کی ہے جو قافلہ اس جگہہ اوترتا ہے اسباب اُس کا چور لوٹ لے جاتے ہین ہمراہی میرے
اس خبر کے سننے سے شہر مین آگئے اور مین بسبب اس حدیث کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے سنی تھی اوسی مکان مین ٹھہر رہا اور حرکت نکی اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات مین تینتیس آیتین پڑہے اوس کو اُس رات
مین کوئی درندہ اور چور ایذا نہ پہنچا وے گا لاکن گھر کا چور نہو اور جان اور اہل اور
مال اس کا محفوظ رہے صبح تک جب رات ہوئی تو چورون کے ڈر سے مین نسویا یہان
تک کہ دیکھا مین نے ایک جماعت بڑی شمشیر برہنہ لئے میرے اوپر تیس بار سے زیادہ
حملہ کیا لیکن پاس میرے نہ آسکے جب صبح ہوئی تو وہان سے کوچ کیا رستہ مین ایک

بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی اوس نے مجھے کہا کہ تو جنس آدمی کی ہے
یا جنس جن کی سے مین نے کہا کہ مین انسان ہون اس نے کہا رات کو کیا حال تیرا تھا
کہ ہم ستر آدمی سے زیادہ تھے اور اوپر تیرے حملہ کرتے تھے اور ہمارے اور تیرے درمیان
ایک قلعہ لوہے کا پیدا ہوتا تھا اوس ضعیف مرد کے روبرو مین نے قصہ اس حدیث کا ذکر
کیا اوس نے پوچھا کہ وہ تینتیس آیتین کون کون سی ہین مجھے کہا چار آیتین شروع
سورۂ بقر سے مفلحون تک اور تین آیتین آیت الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتین
آخر سورۂ بقرہ کی لله ما فی السموات آخر سورہ تک اور تین آیتین اعراف کی ان
ربکم الله محسنین تک اور دو آیتین بنی اسرائیل کی قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن آخر
سورہ تک اور دس آیتین اول صافات سے لازب تک اور دو آیتین سورۂ رحمن
کی یا معشر الجن والانس تنتصران تک اور آخر حشر لو انزلنا هذا القرآن علی جبل سے
آخر سورہ تک اور دو آیتین سورۂ جن کی وانه تعالی جد ربنا سے شططا تک اور
ہر گاہ کہ بیان کرنے حال پانچ گروہ آدمیون کے سے کہ لفظ متقی کا اونکو شامل ہے اور
قرآن کی ہدایت سے اون کو نفع ہے فراغت ہوئے اب بیان دو فرقے دوسرون کا کہ
اشقیا ہین فرماتے ہین گویا اس ارشاد مین تسلی ہے جناب رسول مقبول علیہ السلام کی
کہ منتفع ہونا ان دو گروہ کا اس سبب سے نہین کہ قرآن کی ہدایت مین کچھ قصور اور سستی
ہے اور نہ اس سبب سے کہ تیرے انذار اور تبلیغ مین کسی طرح کا نقصان ہے بلکہ بسبب
باطل ہونے استعداد اور فاسد ہونے فطرت انکی کے ہے اسواسطے کہ ان الذین کفروا یعنی تحقیق وہ
آدمی کہ کافر ہوئے اور کفر پر مر گئے اسواسطے کہ جو کوئی آخر دم مین ایمان لایا عند اللہ
کافر نہین اور اسیواسطے شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کسی کافر کو
کافر نہین کہہ سکتے جب تک کہ خاتمہ اوسکا اوپر کفر کے نہو اور اس مسئلہ کا نام نزدیک
اشاعرہ کے مسئلہ موافات ہے اور حقیقت کفر کی یہ ہے کہ جس چیز کا کہ یقینا دین
محمدی سے ہے انکار کرے اور معنی انکار کے نہ ماننا ہے خواہ حقیقت اسکی
پہچانے یا نہ پہچانے بلکہ خواہ اقرار بھی ساتھ حقیقت اوسکی کے کرے یا نکرے پس اگر بہ حالت

فضیلت [illegible] آیتون ۷ [illegible] آیتین آیتون کی [illegible]

تادم مرگ معاذ اللہ مستمر رہی تو کفر حقیقی ہوا والا صورت کفر کی ہے حقیقت مین کفر نہین اسلئے
کہ ایمان اور کفر مین اعتبار خاتمہ کا ہے پس جو لوگ کہ اسی مرض مین مر ے
انہون نے کبھی زندگی اپنی مین توفیق قبول کرنے دین تیرے کی نپائی اور
ساتھ اس مرتبہ کے کفر اونکا محکم ہوا کہ تیرے ڈرانے سے ہرگز باز نرہے یہانتک
کہ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ یعنی برابر ہے اوپر اونکے خواہ ڈراوے تو خواہ نہ ڈراوے
تو اونکو اسواسطے کہ کفر اونکا بسبب شبہہ کے نہین کہ اعجاز قرآن مین یا نبوت تیری مین
آگیا ہو بلکہ بسبب بے التفاتی اور کم توجہی اونکی کے ہے اس طرف مین یا بسبب کمال
دشمنی اور بغض کے ہے کہ دیکھے ہوئے کو بن دیکھا اور سنے ہوئے کو بن سنا جانتے ہین
پس برابر ہے حال اونکا خواہ اونکے تئین دلیل ظاہر ہو یا نہو لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنی ایمان نہ
لاوینگے اور لفظ علیہم کا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ مین اسواسطے زیادہ کیا ہے کہ ڈرانا اور نہ ڈرانا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اون کی نسبت برابر ہے لیکن آن حضرت کی نسبت سے برابر نہین
اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ ڈرانے اونکے کے سراسر اجر اور ثواب
حاصل ہوتا تھا اور اس کے چھوڑ دینے مین اجر اور ثواب حاصل نہین ہوتا تھا پس گویا
ایسا ارشاد ہوا کہ سوآء علیہم لاعلیك اور اسی جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد اس آیت کے بھی ڈرانے اون کے سے باز نرہے بلکہ بیچ مبالغہ اور کوشش کے زیادتی
کرتے تھے تاکہ اجر اور ثواب زیادہ حاصل کرین اور سبب بقا کفر اون کے کا باوجود کمال ہدایت
قرآن اور کوشش پیغمبر اور مشتاقی اپنےکے یہ ہے کہ دلائل ہر چند کہ یقینی اور قطعی ہون فائدہ
اونکا نہین ہوتا ہے مگر اس کسی کو کہ دروازہ دل اس کے کا کھلا ہو اور یہ گروہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی مہر رکھی ہے اللہ تعالی نے اون کے دلون پر پس اون سے ممکن نہین
کہ ساتھ کسی دلیل کے علم حاصل کرین اسواسطے کہ اون کے دلون مین دلیل آ نہین
سکتی اور جب تک دلیل ادلکی کو دل مین نہ آوے اوس کو تامل اس دلیل مین اور
نتیجہ حاصل کرنا متصور نہین اور قلب لغت مین نام گوشت صنوبری کا ہے کہ بائین طرف
سینہ کے ایک جگہہ خالی مین رکھا ہوا ہے اور روح حیوانی اسی گوشت مین پیدا ہوتی ہے

اوریہی روح ہے کہ منشاء حس اور حرکت کی ہے اور اسی گوشت سے طرف باقی اعضا
کے بواسطہ شرائین کے پہونچتی ہے اور بیچ اصطلاح اہل شرع کے نام لطیفہ انسانی
کا ہے کہ انسانیت انسان کی اوسی کے ساتھ ہے اور فرمان برداری اوامر اور نواہی
شرع کی اور عمل کرنا بموجب تکلیفات الہیہ کے اسی سے ہے جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا
ہے ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے کہ وجود اسکا اوپر موقوف نہیں
جیسا کہ فرمایا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون جیسا کہ گوشت صنوبری بلکہ
تمام بدن عالم خلق سے ہے کہ وجود اوس کا موقوف اوپر مادہ کے ہے اور کبھی اس لطیفہ کو
بیچ قرآن مجید مین نفس کے ساتھ بھی تعبیر فرمائی ہے جیسا کہ بیچ آیۃ ونفس وما سوّٰھا
فالھمھا فجورھا وتقوٰھا اور کبھی روح کے ساتھ تعبیر کی ہے جیسا کہ بیچ آیت قل
الروح من امر ربی ونفخت فیہ من روحی اور اس مقام مین لفظ قلب سے یہی لطیفہ مراد رکھا ہے
اسواسطے کہ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کو پہچاننا کام اسی لطیفہ کا ہے اور یہی لطیفہ
ہے کہ اوس کو شعر الٰہی اور محل الہام ربانی مقرر کیا ہے اور جس وقت اس لطیفہ پر بھی
راہ استدلال اور راہ الہام اور ذوق اور کشف کا بالکل بند ہوا اور بیچ حق اونکے
اسی قدر پر کفایت نہین کہ اوپر دلون اونکے مہر رکھی ہے وعلیٰ سمعھم یعنی اور
اوپر قوت سمع انکی کے بھی مہر رکھی ہے پس استدلال دوسرونکے بھی نہین سنتے تا
کہ رفتہ رفتہ مضمون اوس استدلال کا سوراخون پوشیدہ کے راستہ سے اون کے کانون
مین پہونچتا اور اگر اون آدمیون کو کہ استدلال کا راستہ چلے ہین یا استدلال دوسرونکے
سے کمال حاصل کیا ہے دیکھتے ہین تو ہرگز کمالات اون کے نہین معلوم کرتے تا کہ
آپ بھی کمالات کے حاصل کرنے مین مشغول ہون اور راہ ہدایت کی چلین اسواسطے
کہ وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ یعنی اور اوپر بینائیون اونکی کے پردہ ہے ڈالا ہوا کہ بالکل دیکھنے
نہین دیتا اس جگہہ چند سوال ہین کہ اہل عربیت اس مقام مین ساتھ
جواب اونکے کے مشغول ہوتے ہین پہلا سوال یہ ہے کہ علیٰ سمعھم معطوف اوپر قلوبھم
کے ہے پس یہ بھی داخل نیچے ختم کے ہے یا عطف جملہ کا اوپر جملہ کے ہے یا ہمراہ

نوشتہ حاشیہ: آیہ ... نبی ... یا ... عرض کی یا رسول اللہ

بصر کے غشاوہ کے حکم مین داخل ہے پس کونسی وجہ کو اختیار کیا جاوے جواب اس
سوال کا یہ ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن تفسیر کرتا ہے بعض اوسکا بعض
کو دوسری جگہہ قرآن مجید مین سمع کو ختم کے حکم مین داخل فرمایا ہے اور غشاوہ کے حکم
مین داخل نہین کیا بیچ آیۃ وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ سوال دوسرا کہ
متفرع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ دل اور کان کو کسواسطے نیچے مہر کے داخل کیا اور
بینائی آنکھ کی کو ساتھ لٹکانے پردہ کے کسواسطے بند کیا اور حال یہ ہے کہ غرض اس
طرح پر بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ مہر تینون پر رکھی جاوے یا پردہ تینون پر لٹکایا جاوے
وجہ تخصیص کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ سبب دریافت کرنے دل کا مدرکات کو تین چیزیں
ہین حس سلیم اور خبر صادق اور عقل اور سبب سننے کا مسموعات کو موج مارنا ہوا کا
کہ کیفیت صوت کی اس مین ملی ہوئی ہے پس مہر کرنا دل اور کان پر اسواسطے ہے کہ یہ
چیزین باہر سے اندر کی طرف نہ پہنچین اور سبب دیکھنے آنکھ کا مرئیات کو موافق مذہب
قوی کے نکلنا شعاع کا ہے اور پہونچنا اس شعاع کا طرف مرئی کے پس پردہ آنکھ کا شعاع
کو باہر نکلنے سے منع کرتا ہے اور یہی منشا رویت کا ہے اور قاعدہ باندھا ہوا عقلا کا ہے
کہ واسطے محافظت آنے باہر کی چیزون کے مہر رکھتے ہین اور واسطے محافظت نکلنے اندر
کی چیزون کے پردہ ڈالتے ہین موافق اسی قاعدہ معمولہ کے یہ دونو تعبیرین مختلف آئین
سوال تیسرا یہ ہے کہ سمع کو مفرد کسواسطے لاے اور ابصار کو جمع کس واسطے فرمایا اور حال
یہ ہے کہ اگر نظر طرف معنی جنسی دونو کے کرین اوس مین تعدد نہین دونو جگہہ مفرد
کفایت کرتا ہے اور اگر نظر اوپر افراد ان دونو کے کیجاوے کہ مضاف جمع کے صیغہ کیطرف
ہین تو دونو جگہہ جمع لانا چاہیے تھا بیچ بدلنے اس طریق کے کیا نکتہ ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ محل سننے کی قوت کا ایک پٹھا ہے کہ کان کے سوراخ مین بچھا ہوا
ہے اور محل قوت بینائی کا طبقے مختلف اور رطوبتین متعدد ہین جیسا کہ علم تشریح
مین مشرح ہے اور ہر طبقہ سے نکلنا شعاع کا اور ہر رطوبت مین صورتین منتقش
ہوتی ہین پس ہر طبقہ اور ہر رطوبت بیچ کار اس قوۃ کے دخل رکھتا ہے

پس اس قوت سے گویا مکانوں مختلف میں جگہ پکڑی ہے تعدد محال کا لحاظ کرکے جمع لانا
مناسب ہوا بخلاف قوت سننے کے کہ آپ بھی ایک ہے اور محل بھی اُس کا ایک ہی
جو تعدد کہ لفظ جمع سے مفہوم ہوتا ہے کسی وجہ سے مناسب حال اُسکے نہیں
سوال چوتھا یہ ہے کہ مہر کرنے کو دل اور کان پر بصورت جملہ فعلیہ کے ذکر فرمایا ہے کہ
ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم اور پوشیدگی آنکھ کا بیان بصورت جملہ اسمیہ کے لائے
کہ فائدہ دوام اور ثبات کا دیتا ہے کہ علی ابصارھم غشاوۃ وجہ فرق کی کیا ہے جواب یہ ہے
کہ مہر کرنی اوپر دل اور کان کے منع کرنے والی داخل ہونے باہر کی چیزوں سے ہے
کہ دل اور کان میں نہیں آنے دیتی اور حقیقت میں مانع ہے علت اور تاثیر اُسکی کو منع کرتی ہے
جیسا کہ تیر کو پانی ہے جو چیز کہ تاثیر علت کو منع کرتی ہے وجود علت سے متاخر ہوتی ہے پس تعبیر کرنا
ایسی شے کی ساتھ جملہ فعلیہ کے مناسب زیادہ ہوئی اسواسطے کہ جملہ فعلیہ حدوث کے
اوپر دلالت کرتا ہے اور سبب تاخر کے اس میں بھی حدوث پایا گیا اور غشاوہ آنکھ کا
شعاع کو آنکھ سے باہر نکلنے کو منع کرتا ہے کہ سبب دیکھنے کا ہے اور حقیقت میں منع کرنیوالا
علت کے پیدا ہونے کو ہے جیسا کہ شل ہونا ہاتھ کا کہ تیر ڈالنے کو منع کرتا ہے اور جو چیز کہ
علت کے پیدا ہونے کو منع کرتی ہے موجب باقی رکھنے معلول کی اوپر عدم اصلی کے ہے
اور عدم اصلی ایک امر ثابت ہے حادث نہیں تاکہ اُس کی ساتھ جملہ فعلیہ کے تعبیر کی
جاوے بلکہ تعبیر اوس کی جملہ اسمیہ کے ساتھ چاہیے کہ دلالت ثبوت اور دوام پر کرتا ہے
سوال پانچواں کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ بیچ آیت وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل
علی بصرہ غشاوۃ کے غشاوہ بصر کا بیان بھی جملہ فعلیہ کے ساتھ لائے ہیں مانند ختم علی
سمعہ وقلبہ پس اگر یہ وجہ فرق کی درست ہو تو اس آیت میں ترک اسکے کا لازم آوے
جواب اس کا یہ ہے کہ جعل اگرچہ فعل ہے لیکن ملحق افعال قلوب کے ساتھ
ہے اور افعال قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ جملہ اسمیہ کو دوام اور ثبات کے معنی پر
باقی رکھتے ہیں اور تغیر نہیں کرتے اور مبتدا اور خبر کو دو مفعول اپنے بنا لیتے ہیں
چنانچہ علمت زیدا فاضلا میں تصریح کی ہے کہ اسناد علمت کی حادث ہے اور

تفسیر خلیلی دیکھو تو معلوم ہوا کہ دل میں کوئی چیز ہواؤں کی طرح پہنچ جاتی بلکہ بھی ہے

اسناد فعل کی زید کی طرف حادث نہیں پس بیچ علی بصرہ غشاوہ کے بیان غشاوہ بصر کا
اوس کے ساتھ متعلق ہے افادہ معنی ثبوت اور دوام کا متحقق ہے اسواسطے کہ
اسناد مفعول ثانی کی طرف مفعول اول کے اوسی وتیرہ پر باقی ہے اگرچہ متعلق جمل
کے ساتھ ہو گیا ہے پس اس آیت مین بھی بیچ بیان غشاوۂ ابصار کے معنی جملہ اسمیہ ہے
اور بیچ بیان ختم سمع اور قلب کے جملہ فعلیہ کو اختیار کیا اور اسی فرق کا اعتبار رکھا سوال
چھٹا یہ ہے کہ سمع کو بصر کے اوپر کسواسطے مقدم فرمایا حال آنکہ نزدیک حکما کے حس بصر
کے افضل حس سمع سے ہے کہ متعلق ابصار کا نور ہے اور متعلق سمع کا ہوا اور بصر دور سے
دیکھتی ہے اور سمع دور سے نہیں سنتے اور عجائب کاریگری آلہی کی بصر کی پیدایش
مین زیادہ ہے بنسبت اوس کے کہ سمع کی پیدایش مین ہے اور حضرت موسی علیہ السلام
کو سماعت کلام آلہی کی بدون خواہش اور سوال کے عطا ہوئی اور جب بصر سے دیکھنا
چاہا ندیا اور آنکھ سے جمال چہرہ کا ہے بخلاف کان کے اور جو انکشاف کہ بصر کے سبب سے
حاصل ہوتا ہے تمام انکشافات سے اقوی اور اتم ہے اور اسیواسطے عرب کی مثلون
مین وارد ہے کہ لیس وراء العین بیان جواب اس کا یہ ہے کہ ہر چند یہ وجوہ افضلیت کی
بصر مین پائی جاتی ہین لیکن اس مقام مین رعایت ان وجوہ کی کرنی مناسب نہین
اس جگہہ رعایت اون وجوہ کی کہ حق کو پہچاننے مین باعث ترجیح کا ہون کرنی چاہیے
اسی واسطے دل کو دونون شے پر مقدم فرمایا اور قوت سننے کی کو ہدایت کے ساتھ نفع
پکڑنے مین اور بیچ ارشاد پیغمبر اور ڈرانے اوسکے کے دخل کلی ہے کہ اس قدر بینائی
کو نہین اس مقام مین رعایت اسیوجہ کی اولی ہے اور معہذا سمع کو شرط نبوت کی لکھا ہے
اسواسطے کہ کوئی پیغمبر نہین کہ بہرا ہوا ہو اور بعضے پیغمبر اندھے ہوے ہین مثل حضرت
یعقوب علیہ السلام اور حضرت شعیب کے اور بھی قوت سمع کے سبب سے معارف اور نتائج
دوسرونکی عقلون کی فہم کی طرف پہنچتے ہین بخلاف بصر کے کہ محض محسوسات کو اوس کے
ساتھ ظاہر کرسکتے ہین اور بھی ادراک قوت سامعہ کا چھہون طرفون سے ممکن ہے بخلاف
ادراک قوۃ بینائی کے کہ محض جانب سامنے کی سی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بیچ بیان

تنبیہ

سمع جو ... یعنی ... سے ... سنے جاویں گے ... سنیں گے

کرنے عدم انتفاع کافرون کے ساتھ ہدایت قرآن کے اور خدا نے پیغمبرون کے مین
کان کے اوپر مہر رکھنی مقدم ہے پردہ آنکھ کے سے چنانچہ تفسیر مین بھی اشارہ طرف اس
معنی کے گیا ہو اور اس جگہ مظنہ شبہہ کا ہے کہ کسی کے دل مین گذرے کہ جب
خدا ہی تعالی نے دوام کفر کافرون کے ارادہ کیا اور رستے قبول کرنے کے بند کیے
پس یہ لوگ کفر اختیار کرنے مین مجبور ہین اور دن قیامت کے ایک عذر معقول ہے
اللہ ہی حقیقت کار کا انکے ہاتھ مین ہے اس مظنہ کے دفع کرنے کے واسطے فرماتے ہین کہ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنے اور انکے تئین ہے عذاب بڑا اسواسطے کہ مہر رکھنی اوپر دلون
ان کے کے اور آنکھ اور کان ان کے کو دیکھنے اور سننے اسباب نصیحت کے سے بالکل
ابتداءً اللہ کی طرف سے وقوع مین نہین آیا تا کہ جائے عذر ہوے بلکہ بسبب تقصیر انکے
کے ذکر کرنے مین اور بسبب دشمنی کرنے پیغمبرون اور نصیحت دینے والون کے اور اصرار
کرنے تقصیر و عناد پر یہ حالت پیدا ہوئی پس یہ حالت انکی منزلہ مرض مہلک کے ہے
کہ خود شخص اپنے تئین بسبب کھانے زہر قاتل کے مارتا ہو کہ صریح محل ملامت اور عتاب
کا ہے اور جب بیان حال ایک فریق کے اشقیاؤن مین سے فارغ ہوے اب بیان دوسرے
دوسرے کا اشقیاؤن مین سے شروع فرماتے ہین کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ
وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ یعنی اور آدمیون مین سے وہ آدمی ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم ساتھ خدا
کے اور دن آخرت کے پس گویا دعوی دونون علمون کا کرتے ہین واسطے اپنے علم توحید
کا اور علم معاد کا اور یہی دو علم اصل دین کی ہین پس حقیقت مین ایسا کہتے ہین کہ ہم یہ لوگ
ہین کہ حق سے محجوب رہے ہوے ہین اور نہ اہل کتاب سے ہین کہ محجوب ہین اور معاد سے
ہین حقیقت کفر کی احتجاب ہو یا حق سے کہ مشرکین کے تئین ہوتا ہو یا دین سے جیسا
کہ اہل کتاب کو اور جو کوئی محجوب حق سے ہو محجوب دین سے ہے اسواسطے کہ دین نہین
مگر طریق پہونچنے کا حق کی طرف اور جو کوئی محجوب دین سے ہو کبھی حق سے محجوب نہین
ہوتا ہو پس یہ گروہ اسواسطے اپنے دعوے کرتے ہین کہتے دونو حجاب رفع ہوے حالانکہ
اس دعوے مین جھوٹے ہین وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ یعنی اور نہین ہین وے ایمان لانیوالے حالانکہ

اونکی ذات سے مسلوب ہو کسی وقت وقتوں میں سے نصیب اون کے نہوگا اور اس گروہ کو
شرع میں منافق کہتے ہیں او نفاق کی کئی قسمیں ہیں اعلی اور کامل وہ ہو کہ ایمان اپنا ظاہر کرے
اور باطن میں صاف منکر ہو دوسرے وہ کہ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی متردد اور
دو طرف ہو تیسرے یہ کہ بسبب کثرت گناہوں کی اور پہونچنے اثر برائیوں کے اور زیادتی
محبت دنیا کی اور جمع ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اونکا چھپ جاوے اور نہایت ضعیف
ہو ساتھ اس مرتبہ کے کہ آخرت کی ضرر کو دنیا کی ضرر سے بڑا نہیں سمجھتا اور نفع آخرت کو دنیا
کی نفع سے بہتر نہیں جانتا پس حقیقت میں یہ فرقہ بھی ایمان نہیں رکھتے اسواسطے کہ مقصود
ایمان سے بلند ہمت ہونا پستی دنیا سے اور بسبب اختیار کرنے مرضیات الہی کی طرف درجات عالیہ
معاد کے پہونچنا اور اس فرقہ میں اگرچہ تصدیق پائی جاتی ہے لیکن نہایت ضعیف ہے کہ
بیچ مطلوبی کے ہرگز تاثیر نہیں رکھتی اور قاعدہ مقررہ عقلیہ ہے کہ الشئ اذا خلا عن مقصودہ
لغا یعنی شے جسوقت خالی ہووے مقصود اپنے سے لاطائل ہوئے پس تصدیق اونکی محض لغو ہوئی
اور ہونا نہونا اوس کا برابر ہوا اور اوپر اسی تین مرتبہ نفاق کی آیتوں اور حدیثوں مختلف کو
منطبق کیا چاہیے کیا مثلا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار وان المنافقین یخادعون اللہ
وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی مذبذبین بین ذلک تک بیان حال مرتبہ
اول اور دوسرے کا ہے اور آیتہ ومنھم من عاھد اللہ الخ بیان حال مرتبہ تیسرے کا اور وہ
کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایۃ المنافق ثلث وان صام وصلی وزعم انہ مسلم اذا حدث
کذب واذا عاھد غدر واذا ائتمن خان بھی اوپر اسیکے محمول ہے یعنے نشانیاں منافق
کی تین ہیں اگرچہ روزہ اور نماز کرے اور گمان کرے کہ میں مسلمان ہوں ایک یہ ہے
جسوقت بات کرے جھوٹ بولے اور جسوقت عہد کرے توڑ ڈالے اور جسوقت امانت
اوس کے پاس رکھی جاوے خیانت کرے اور سب سے ظاہر دلیل نفاق اون کے کی
کہ گواہی بے ایمانی اون کی کی دیتی ہے یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر دن جزا کا بالفرض
ثابت ہو اور ہم سے اللہ تعالی تفتیش حال ہمارے کی کرے دست آویز ہماری یہی
ایمان زبانی ہمارا ہے جیساکہ دنیا میں مسلمانوں میں ہم اسی دست آویز کے ساتھ

دلیل پکڑتے ہیں اور جان اور مال اپنی کو امان میں رکھتے ہیں ایسا ہی آخرت میں ساتھ اسی ایمان
کے جھکل مار کے نجات پاویں گے پس یہ لوگ اپنے زعم میں يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے فریب
دیتے ہیں خدا کو اور اون آدمیوں کو کہ ایمان واقعی رکھتے ہیں بسبب اس ایمان ظاہری اپنے کے
وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ یعنے اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے ہیں مگر جانوں اپنی کو کیونکہ
مرتبہ خدا کا اوس سے بلند زیادہ ہے کہ فریب دینے اون کے سے فریب میں آوے اور مومنین
کو بھی حق تعالیٰ پیغمبر کے فرمانے سے اور بسبب قرآن اور نشانیوں کے اوپر حال اون کے کے اطلاع
کر دیتا ہے پس مومنین بھی فریب نہیں کھاتے ہیں اگرچہ بپاس کلمہ طیبہ کے اون کا جان اور مال
کا قرض نہیں کرتے ہیں وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے ہیں کہ ساتھ اس آرزوے باطل
اور طمع کاذب کے جان اپنی کو فریب دیں مانند مریض کے کہ مرض مہلک میں گرفتار ہو اور نام
دواؤں کا یاد کر کے ساتھ زبان کے پڑھتا ہے اور آرزو رکھتا ہے کہ زبان سے یاد کرنا دواؤں
کا بیماری میری کے واسطے کافی اور شافی ہوگا کہ صریح جان اپنی کو دغا دیتی ہے اور یہ فریب
کھانا باوجودیکہ نہایت ظاہر ہے اوپر عاقلوں کے لیکن انپر ظاہر نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یعنے بیچ دلوں اون کے بیماری ہے محکم اور وہ مرض قصور قوۃ عاقلہ ہے
بسبب الفت کرنے دین اور آئین باپ دادوں اپنے کے اور بسبب غلبہ خلط فاسد شہوت کے
لذتوں نفسانی اور غرضوں جسمانی اپنی کو ضبط نہیں کر سکتے ہیں اور یہ کتاب ہرچند باعث
شفا کا اس قسم کی مرضوں سے ہے لیکن جب اونھوں نے بسبب کمال بغض اور دشمنی رسول
کی اور مستحکم ہونے مرض جہل کے بیچ دلوں اپنے کے اسکو نہ سمجھا اور اوس میں تامل نکیا
اوس سے کیا فائدہ اوٹھاویں مانند دوا کے کہ اگر اوسکا استعمال نکریں کیا فائدہ دیوے
بلکہ یہ قسم دوا کی کہ اپنے طور پر استعمال نکیجاوے موجب زیادتی مرض کا ہوتی ہے فَزَادَ
هُمُ اللّٰهُ مَرَضًا یعنے زیادہ کیا اللہ نے اون کے تئیں مرض وہ ساتھ اس طریق کے
کہ جب اونہوں نے مضمون اس قرآن کے مخالف وضع اور آئین اپنی کے دیکھے اور لذتوں
نفسانی اور شہوتوں جسمانی سے منع کرنیوالا پایا تو قوت غضبیہ اون کی نے جوش کیا اور واسطے
لڑائی اور مقابلہ کے اوٹھے اور درپے ایذاے پیغمبروں علیہم السلام اور وہ ہلکوں کے ہوئے

تفسیر خلیلی

... تقویٰ کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تمہارے کام سنوار دے (پ٢٢ س احزاب ٩) (٦) گناہ بخشا جاتا ہے

اور اگر کہیں کہ جب ہم نے قرآن میں نظر نکی اور تامل نکیا پس ہم بے ایمان ہوتے ہیں معذور ہوئے
اوسکے جواب میں کہنا چاہیے کہ نظر نکرنی اس قسم کی سبب ہدایت ہیں عذر نہیں ہوسکتا اور اگر
بالفرض عذر بھی ہو تو اسقدر ہیں عذر ہوگا کہ ایمان نلائے لیکن تکذیب اور انکار ا ورمقابلہ
ہیں کیا عذر ہوگا البتہ سزا اس تکذیب کی اور انکار کی پاویں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ یعنے اور اون کے تئیں ہے عذاب درد دینے والا بسبب اس کے کہ جھوٹھ
کہتے تھے اسواسطے کہ قرآن کی تکذیب کرتے تھے بغیر دلیل کے بلکہ باوجود ظاہر ہوتے دلیلوں
صدق اوسکی کے اور اعجاز اوسکی کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں اور بھی اپنی
تئیں مومن و متقی ظاہر کرتے تھے اور حال یہ ہے کہ سوائے نام ایمان اور تقوی کے
کہ اوپر زبان اون کی کے جاری تھا کچھ اثر دل میں نرکھتے تھے باقی رہی اسجگہ چند سوال کہ
جوابوں کے ساتھ مرقوم ہوتے ہیں اول یہ کہ حق تعالی نے بیچ اول اس سورہ کے بیچ نشان
مومنین کے کہ خالص ہیں تمام چار آیتیں نازل فرمائیں اور بیچ نشان کافروں کے کہ مجاہر ہیں یعنے
ظاہر اور باطن اونکا برابر کفر کے ساتھ آلودہ ہے تمام دو آیتیں بھیجیں اور بیچ نشان ان کافروں
پوشیدہ کے کہ مراد منافقین سے ہے تیرہ آیتیں فرمائیں اور ظاہر ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفر کافر
مجاہر کا کہ ظاہر و باطن اوسکا کفر سے آلودہ ہے زیادہ برا ہے منافق کے کفر سے اسواسطے کہ کافر
مجاہر کا دل بھی جہل کے مرض میں گرفتار ہے اور زبان بھی بسبب انکار کرنے حق کے اور
جھوٹھ بولنے کے بسبب بیان کرنے عقائد کفر کے گنہگار ہے بخلاف کافر منافق کے اگرچہ دل
اوسکا جہل کے مرض میں گرفتار ہے لیکن زبان اوسکی بیچ بیان عقائد حقہ اسلام کے راست
گفتار ہے جواب اسکا یہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹھ اور انکار کے ساتھ آلودہ ہے
اسواسطے کہ وہ زبان سے کہتا ہے میرے دلمیں عقائد اسلام کی جگہ پکڑے ہوئے ہیں اور حال یہ
کہ وہ اسبات میں جھوٹھا ہے قال اللہ تعالی و اللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون پس دل اور زبان
اوسکے بھی دونو بیمار ہیں اور علاوہ اوپر اسکے یہ ہے کہ منافق قصد فریب دینے کا کرتا ہے اور
جو کافر ظاہر ہے قصد فریب کا نہیں رکھتا ہے اور بھی کافر مجاہر مردوں کی مثل ہے کہ جو
کرتا ہے ویسا ہی کہتا ہے اور منافق مانند عورتوں ناقص کے ہے کہ کرتا ہے کچھ اور کہتا ہے

پھر اور بھی کافر ہر چند کہ جھوٹا ہے لیکن اپنے نظر میں سچا ہے اور ہرگز واسطے نفس اپنے کے
جھوٹھ کو پسند نہیں کرتا ہے بلکہ اوس سے عار کرتا ہے اور اسیواسطے اپنے دل کے عقیدہ
کو کھول کر بیان کرتا ہے اور منافق اس قدر کمینہ ہے کہ دیدہ و دانستہ جھوٹھ کہتا ہے
اور اس جھوٹھ کو کمال اپنا جانتا ہے اور بھی منافق ہمراہ کفر اپنے کے استہزا اور فریب
دینا خدائے تعالی کا ارادہ کرتا ہے اور کافر مجاہر بیچ بے ادبی نہیں رکھتا ہے اوسیواسطے
کفر منافق کا بہت سخت ہے اور حجاب اوسکا کثیف زیادہ ہے اور وبال اوس کا مخفی
زیادہ ہوتا ہے سو واسطے تفضیحت اوسکی کے تیرہ آیتیں نازل ہوئیں اور بعد بیان حال انکے
کے ضرب المثل بھی اوسکی مذکور ہوئی اور اسجگہ سے معلوم ہوا کہ جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو
اور ظاہر اپنا مخالف باطن کی رکھے بدتر ہے اوس مذہب سے کہ صاحب اوسکا ظاہر انکار کرے
اسواسطے کہ تقیہ والے کے حال باطنی کا اعتبار نہیں رہتا ہے اور اقرار و انکار اوسکا اگر
کبھی سچا بھی ہو جھوٹھا معلوم ہوتا ہے اور اسیواسطے علما نے کہا ہے لا تقبل توبۃ الزندیق
یعنے نہیں قبول کی جاتی ہے توبہ زندیق کی اور معنی اس کلام کے یہی ہیں کہ آدمیوں کو اعتماد
اوسکی توبہ پر نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ طریق معلوم کرنے توبہ اوسکی کا بھی اقرار زبانی ہے
اور اقرار زبانی اوسکا محل اعتماد کا نہیں کہ وہ قائل تقیہ کا ہے اور یہ معنی اس کلام کے
یعنے لا تقبل توبۃ الزندیق کے نہیں کہ اگر دل سے اور صدق نیت سے بھی اپنے عقیدہ سے
پھر جاوے اور باطن اوس کا صاف ہو جاوے اسپر بھی اللہ کے نزدیک مردود اور راندہ گیا
ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے ہر بندہ کے دل کا حال خوب
جانتا ہے اور آدمیوں کو علم اوس چیز کا کہ دلوں میں ہے ممکن نہیں مگر بسبب اظہار زبانی
کے سوال دوسرا یہ ہے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق بھی خدا کو فریب
دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اور خدا تعالی اور مسلمان بھی اون کو فریب دیتے ہیں اسواسطے
کہ یہ لفظ ماخوذ مخادعت سے ہے اور مخادعت باب مفاعلۃ سے ہے اور باب مفاعلۃ مشارکت
کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ خدائے تعالی کی نسبت سو نہ فریب دینا ممکن ہے اور نہ فریب کھانا
اسواسطے کہ علم اللہ تعالی کا کہ سب چیزوں کو گھیرنے والا ہے اور جو چیزیں پوشیدہ ہیں اوسکے

تفسیر عزیزی

(پ۲۶ س حجرات ر۲) (۱۰) دونوں جہان کی خوشخبری دی۔ جو ایمان والے اور تقوی والے ہیں اُنہیں کو دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے (پ۱۱ س یونس ر۷) (۱۱) دوزخ کی آگ سے نجات دی دوزخ پر سے سب گذریں گے پھر ہم فقط متقیوں کو بچا لیں گے (پ۱۶ س مریم ر۵) (۱۲) بہشت میں بھیجا بنا دیا بہشت متقیوں ہی کے لیے بنائی گئی ہے (پ۴ س آل عمران ر۱۴)

نزدیک سنظاہر میں فریب نہیں کہانے دیتا اور حکمت اوسکی اسباب کو چاہتی ہے کہ کسیکو فریب
نہ دے اسواسطے کہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کسی قبح اور نقصان سے پاک ہیں اور مومنین کو
ہر چند فریب کہانا ممکن ہے اسواسطے کہ مومنین بسبب کمال حلم اور حسن ظن کے منافقوں کو
ساتھ سختی نہیں کرتے ہیں اور جھوٹھ اون کے کو سچ جانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف
میں وارد ہے المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم یعنے مومن فریب کھانیوالا ہے اور
سخی ہے اور منافق فریب دینے والا لئیم ہے لیکن فریب دینا اُن کی شان سے بھی بعید ہے
پس استعمال مخادعت کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہہ ہے کہ باب مفاعلت اس جگہ میں
مشارکت کے واسطے نہیں بلکہ واسطے اصل فعل کے جیسا کہ عاقبت اللص اور سافرت
میں موجود ہے اور بالفرض اگر مشارکت کیواسطے بھی ہو پس معنی خداع کے اللہ کی نسبت
سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ اپنے سے معاملہ موافق نیت اور ارادہ اوسکے کی کرتا ہے اسیواسطے
حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَصْدَقُکُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُکُمْ حَدِیْثًا یعنے جو کوئی اپنے
کلام میں عادت سچ بولنے کی رکھتا ہو خواب میں بھی اوسکو غیب سے سچی خبریں دکھائی
دیویں اور جو کوئی باتوں میں دروغ گوئی کی عادت رکھے اوس طرف سے بھی باعتبار حال
اوسکے کے معاملہ ہوتا ہے پس جو کوئی عقیدہ اور عمل ناشایستہ کو پسند کرکے واسطے اپنے
اختیار کرتا ہے اور اوس عقیدہ اور عمل سے اوسکو قصد رضامندی الٰہی کا ہوتا ہے اولا
اوس شخص کو شہوات نفسانی میں غرق کرتے ہیں تاکہ وہ شخص جان لے کہ یہی عقیدہ اور
عمل میرا درمیان میرے اور درمیان پروردگار میرے کے بڑا وسیلہ ہے اور غیب کیطرف
سے اوسکو بسبب قبول ہو جانے دعا کے اور القا ہونے خطرات پے درپے کے اور خوابیں موافق
دیکھنے اور انشراح خاطر کے بیچ بدعتوں اور گناہوں اور افعال رکیکہ اور آلودگی نجاستوں اور
صحبت حیوانات ملعونہ کے امداد اور اعانت حاصل ہوتی ہے تاکہ یقیناً اوس کو خوبی
اوس بدعقیدہ اور عمل کی دل میں جگہ پکڑتی ہے اور یہی ہے معاملہ خداع کا اللہ کی طرف
سے پھر اگر خدا کو منظور ہوتا ہے وقت مرنے کے یا صدمہ ہمت قوی یا مرشد کے سے وہ سب کرم
لطف گم ہو جاتے ہیں اور معاملہ دو طرح ہو جاتا ہے ایپر مخادعت مومنین کی ایس منافقوں کی

طرف سے وہ تھی کہ اپنے تئیں دوستوں اور موافقوں کی صورت میں ظاہر کرکے واسطے دور کرنے
دولت مومنین کے اور توڑنے مرتبہ اون کے کے حیلے اوٹھاتے تھے جیسا کہ بیچ زمانہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عبد اللہ بن ابی واسطے مقابلہ اوس جناب کے یہودیوں کو ورغلان کی
دلیر کرتا تھا اور مومنین کیطرف سے وہ تھی کہ باوجود دیکھنے او جاننے حال اون منافقین کی
تعرض اون سے نکرتے تھے تاکہ ظاہرداری برتتے رہیں او راس سے نہ بھاگ جاویں او کثرت
ظاہری ہماری بنی رہے او گروہ کا فروں کا اون کے ملنے کے سبب سے بہت نہو جاوے
پس معنی خداع کے دو نو طرف سے پائے گئے او بعضو اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخادعت خدا
کی عبارت مخادعت رسول اوسکے سے ہے اسو اسطے کہ رسول کسی شخص کا اس امر میں بیچ حکم
اوسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اوس کے ساتھ کریں او اوس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے
او کہنا رسول کا بعینہ کہنا اوس شخص کا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
یعنے جس شخص نے اطاعت رسول کی کی پس تحقیق اوسنے اطاعت اللہ کی کی اور بیچ آیت ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ یعنے وہ لوگ کہ بیعت تیرے ساتھ کرتے ہیں سو اوسکو نہیں کہ وہ بیعت اللہ
کے ساتھ کرتے ہیں اور بیچ آیت ما رمیت اذ رمیت لکن اللہ رمی یعنے نہیں پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے لیکن اللہ نے
پھینکا اس معنی کا صاف ارشاد کیا ہے پس دھوکہ دینا ان منافقوں کا رسول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے
گویا فریب دینا خدا کا ہے علی الخصوص ہر گاہ کہ اس رسول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا
بھی ثابت ہوا اور محبوب خدا کو فریب دینا بمنزلہ اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح بخاری کے
اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میرے نزدیک ہوتا ہے بسبب اداکرنے نوافل کے
یہانتک کہ اوسکو محبوب اپنا کرتا ہوں کان اوسکا ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے سنتا ہے
او دیکھتا ہے او زبان اوسکی ہوتا ہوں میں کہ ساتھ میرے باتیں کرتا ہے او ہاتھ اوسکا ہو جاتا ہوں
میں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے او پاؤں اوسکا ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے چلتا ہے انتہی اور جسکو
ایسی حالت قرب کے ساتھ جناب الہی کی حاصل ہو قصد فریب دینے اوس کے کا بلاشبہ قصد فریب دینے
خدا کا ہوگا او فریب دینا رسول کا ان منافقوں کو ساتھ قبول کرنے ایسے اسلام اون کے کے ہے
او فریب دینا اللہ کا اون کو اس طرح ہے کہ بسبب اس اسلام ظاہری کے قتل کرنے اور قید کرنے او

لوٹنے سے امن میں رکھا اور غنیمت اور منافع میں اونکو بھی شریک کیا گو کہ اسلام تمہارا مقبول ہوا اور
ہمارے قہر سے تم نے نجات پائی سوال تیسرا یہ ہے کہ بیان حال منافقوں کا بعد بیان حال کافروں کے
عطف کے طریق پر لائے اور بیان حال کافروں کا حال مومنوں کے سے قطع کیا اور بطریق عطف کے
نہ لائے اس تغیر کرنے اسلوب میں نکتہ کیا ہے اور بہت جگہ قرآن میں سے کہ ان دونو گروہ کا حال بیان
کیا ہے اوس جگہ عطف کی صورت پر لائے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ان الابرار لفی نعیم
وان الفجار لفی جحیم اور موافق قاعدہ اہل معانی کے یہی جامع وہمی کہ وہ تضاد ہے دونو
میں پایا جاتا ہے اسواسطے کہ کفر ضد ایمان کی ہے باوجود جامع اور تناسب کے عطف نکرنا خلاف
آئین بلاغت کی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ کلام پہلے اصل میں بیان حال کتاب میں تھی کہ یہ
کتاب سبب ہدایت فلانی فلانی فرقہ کا ہوئی ہے پس ذکر کافروں کا اور برائی اون کی کہ مضمون
جملہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کا ہے مخالف اس مقام کے ہوا نہ مناسب و جامع وہمی کہ تضاد ہے
درمیان مومن اور کافر اور ایمان اور کفر کے پایا جاتا ہے نہ درمیان مدح کتاب اور برائی کفار کے
اور تقاضا کمال بلاغت کا یہ ہے کہ بنا میں اور تغایر مقام کو باوجود تناسب کے مقدم کرتے ہیں اور
اعتبار ترک عطف کا عمل میں لاتے ہیں جیسا کہ بیچ صورت اختلاف دو کلاموں کے کہ ایک خبر ہو اور ایک
انشا اس اختلاف کو ترجیح دیتے ہیں اوپر وجوب تناسب کے اور عطف کو چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہی اس مقام
میں سمجھنا چاہئے صاحب مفتاح نے باب فصل و وصل میں قاعدہ تباین مقام کا واسطے لزوم فصل کے
تفصیلا بیان کیا ہے سوال چوتھا یہ کہ من یقول امنا باللہ مبتدا ہے اور من الناس خبر اوسکی اور
خبر ایسی چاہئے کہ اوس کے ثابت کرنے سے فائدہ سننے والے کو حاصل ہو اور ہونا منافقوں کا
آدمیوں کے زمرہ سے ہر کسی کو معلوم ہے اسکی خبر دینے سے کیا فائدہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ من بیچ
من یقول کے موصوفہ ہے پس مدلول کلام کا یہ ہوا کہ آدمیوں کی جنس سے ایسے ایسے گروہ ہیں
پس مدار فائدہ کلام کا وصف کی اوپر ہے جیسا کہ اس قول میں کہا ہے من المومنین رجال
صدقوا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر من الناس کا اسواسطے ہے کہ اس فرقہ میں محض وصف
ایک آدمی ہونے کی پائی جاتی ہے اور کوئی صفت نیک آدمیوں کی جیسا کہ ذکا اور علم اور فہم
ان میں موجود نہیں جیسا کہ بیچ اصطلاح علماء مصنفین کے لفظ من الناس کا اسی اشارہ کیواسطے مذکور

ہوتا ہے اور صاحب جامی نے کہا ہے ومن الناس من حمل فی الفصوص یعنی آخر ہی خلاصہ
اور شارحوں نے کہا ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ومن الناس لامن العلماء اور بعضے مفسرون
کہا ہے کہ لفظ من الناس کا اس جگہ میں لانا واسطے تعجب سننے والوں کے ہے یعنی جملہ آدمیوں میں ایک
قسم کے بیوقوف بھی ہوتے ہیں پس ساتھ صورت نسا نیہ اپنی کے غرہ مست ہوا وبیچ اصلاح علم اور فہم اپنے
کے کوشش کرو سوال پانچواں یہ ہے کہ بیچ عذاب کافروں کے لفظ عظیم کا لائے ہیں اور منافقوں
کے عذاب میں لفظ الیم ذکر کیا فرق درمیان ان دونوں عذابوں کے ساتھ بڑائی اور درد دینے کے کیا
ہے جواب یہ ہے کہ کافروں کے عذاب کو کہا کہ بڑا ہے اور منافقوں کے عذاب کو کہا کہ درد دینے والا ہے جواب یہ کہ
کہ گروہ کافروں کا کہ موت اون کی کفر پر اور بمقدر ہے راندے گئے ازل سے ہیں کہ تقدیر کی
نعمتوں دینی سے محروم کیا ہے پس عذاب ونکا بڑا ہے لیکن بسبب باطل ہونے استعداد اپنی کے اور کیا
تیرگی دل اپنے کے شدت درد اوس عذاب کی دریافت نہیں کرتے ہیں مانند حالت عضو
یا مطوج کے یا ایسے عضو کے کہ سن ہو جاتی کہ اوسکے کاٹنے اور داغ دینے اور کسی طرح کے درد پہنچانے سے خبر
ہوتی لیکن منافق لیس واسطے باقی رہنے اصل استعداد اپنی کے اور قوت ادراک کی شدت درد اور
عذاب کے معلوم کرینگے اسیواسطے عذاب اونکا نہایت دردناک ہوگا اور بھی کافروں نے کہ بالکل
ایمان کی نہیں چکھی اور پر دہ ایمان کو نہیں سمجھے کیفیت لذتوں ایمان کی با وجود بالکل
محروم ہونے کے چنداں خواہش نہیں رکھتے ہیں برخلاف منافقین کے کہ اس گھر کے دروازہ
پہونچے ہیں اور مزے اسکا حلاوت ایمان کی اون کے تالو اور زبان میں لگ گئی ہے
لیکن پورا کرنے اوس لذت کے سے محروم کئے گئے ہیں ضرور اوپر گم کرنے لذتوں دیکھی
ہوئی اور چکھی ہوئی کے حسرت اون کی زیادہ تر ہوگی جیسا کہ آدمی ولایت کے کہ اون
نے ولایت کے میوؤں سے نفع اوٹھایا ہے اگر وطن سے دور جا پڑیں حسرت نہ ملنے اون
کی زیادہ اونکو حاصل ہوگی بخلاف اون آدمیوں کے کہ ولایت کو کبھی دیکھا نہیں اور وہاں
کے میووں کی لذت نہیں چکھی کہ اون کو اوس قدر حسرت نہیں سوال چھٹا کہ ما ہم
بمؤمنین بیچ جواب امنا کے کیونکر واقع ہو سکے اور حال آنکہ امنا میں ذکر شان
فعل کا ہے نہ ذکر شان فاعل کا اور وما ہم بمؤمنین میں ذکر شان فاعل کا ہے

تذکرۂ شان فعل کا جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ جواب بطریق ترقی ہے یعنے یہہ دعوے
کرتے ہیں کہ ہم ایمان میں داخل ہوے حال آنکہ وہ اہلیت اوسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کسی گروہ
مسلمانوں کے بیچ شمار کیے جاویں اور اگر جواب اس کلام کا اس طرح فرماتے کہ ولم
یومنوا یہہ ترقی نہ سمجھی جاتی اوپر اسی طریق کے ہے آیت دوسری یریدون ان یخرجوا
من النار وما ہم بخارجین منہا اور ہو سکتا ہے کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ میں ساتھ اور دو وجہ کی ترقی
سمجھی جاوے اول عموم اوقات کی جہت سے یعنے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے زمانہ قریب میں اور حال یہہ ہے
کہ یہہ لوگ کسی وقت میں نہ بالفعل اور نہ زمانہ آیندہ میں صلاحیت ایمان کی رکھتے ہیں
دوسرے عموم متعلقات کی جہت سے یعنے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان ساتھ خدا
اور دن آخرت کے ایمان لائے اور حال یہہ ہے کہ وہ ساتھ کسی چیز کے ایمان نہیں
رکھتے ہیں نہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہ ساتھ قرآن کے اور نہ ساتھ
اور چیز کے اون چیزوں سے کہ ایمان ساتھ اون کے فرض ہے سوال ساتواں یہہ کہ فی
قلوبھم مرض فرمایا اور قلوبھم مرضی کسواسطے نفرمایا جملہ ظرفیہ لاتے ہیں کیا نکتہ ہے جواب
اسکا یہہ ہے تاکہ معلوم ہووے کہ مرض اونکا عارض ہے اصلی نہ تھا لیکن باوجود عارضی
ہونے کے استقرار اور رسوخ تمام بہم پہونچایا ہے اور اسیواسطے مرض کو نکرہ کرکے لائے
اور یہہ معنی لفظ قلوبھم مرضی کے سے سمجھے نہیں جاتے تھے اسواسطے کہ قلوبھم مرضی بالتو
دلالت اوپر ہمیشگی مرض اور اصلیت اوسکی کے کرتا ہیں اس صورت میں عروض نہ سمجھا
گیا یا اوپر عروض کے کہ بے استقرار اور رسوخ کے ہو دلالت کرتا اور مقصود یہہ ہے کہ
عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہوا اور حقیقت مرض کی کہ دل منافقین میں ہر وقت
پیدا ہوتا ہے نزدیک محققین طب روحانی کے یہہ ہے کہ ہرگاہ کوئی امر امور غیبیہ الہی سے
بیچ دار دنیا کے لباس ظاہر ہونے کا پہنتا ہے اوس کے تئیں دو قسم کے عوارض
ضروری ہیں اول نزاہت اور پاکیزگی عالم غیب کی اسواسطے کہ معدن اوس کی عالم غیب
ہے دوسرے لوازم نشأ دنیا کے اسواسطے کہ نشأ دنیا میں وارد ہوا یعنے جو امر غیبی دنیا
میں آتا ہے اوس کے ساتھ دنیا کی باتیں بھی ملی ہوتی ہیں پس جو مومنین مخلص ہیں اوسی

امر غیبی کو دیکھکر یقین کر لیتے ہیں اور لوازم دنیاوی کا لحاظ نہیں کرتے اور حقیقت کار کی طرف پہونچتے ہیں اور منافقین جب لوازم غیب کے اوسکے ساتھ دیکھتے ہیں اقرار کرتے ہیں اور جب عوارض اس جہان کے اوسکے ساتھ پاتے ہیں پھر جاتے ہیں اور انکا کے ساتھ پیش آتے ہیں مثلاً پیغمبر علیہ السلام کو جسوقت نور کے ساتھ اور دلیلوں کے کہ پاس اوس کے تہیں ملاحظہ کرتے تھے بے اختیار جھک جاتے تھے اور فرمانبرداری قبول کرتے پھر جب دیکھتے کہ پیغمبر عورتوں کے ساتھ ہم صحبت ہوتے ہیں اور کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں اور کبھی لڑائی میں شکست بھی اون کی ہوتی ہے اور مرض بھی ہوتا ہے تو کہتے تھے کہ اگر یہ بندہ خدا کا مقرب ہوتا خدا تعالیٰ اوسکے ساتھ کسواسطے یہ معاملہ کرتا و ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا او يلقى اليه كنز او تكون له جنة يأكل منها الى غير ذلك من الشبهات یعنے کیا ہے واسطے اس رسول کے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے کیوں نہ اوتارا گیا طرف اسکے فرشتہ کہ ساتھ اسکے رہتا ڈرانے والا یا دیا جاتا اسکو خزانہ یا ہوتا اسکے پاس باغ کہ کھاتا اوس سے اور سوا اسکے اور ایسے ایسے شبہ نکالتے اور طریق زیادتی اس مرض کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمراہ ہر آیت کی آیتوں الہیہ سے اور بیچ جبلت ہر شخص کے ہدایت کرنیوالوں اس راہ کے لوازمات دنیا کے بھی لگا دئے ہیں جسقدر کہ وہ لوگ بیچ فکر کرنے آیتوں اور تلاش کرنے ہادیوں کے کمال درجہ کو پہونچیں اوسی قدر شک اور شبہا اون کے تئیں زیادہ ہوویں اور مقصد سے دور پڑیں ومن يضلل الله فما له من هاد یعنے جس شخص کو اللہ گمراہ کرے پس کون ہے اوسکا ہدایت کرنیوالا اور باوجود مستحکم ہونے اس مرض کے بیچ جوہر ذات اون کی کے طرفہ یہ ہے کہ حقیقت مرض اپنے سے بے خبر ہیں اور اس مرض مہلک کو صحت جانتے ہیں اور نشان اسکا یہ ہے کہ افعال قبیحہ اپنے کو افعال سلیمہ جانتے ہیں واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض یعنے اور جسوقت کہا جاتا ہے اون سے کہ فساد مت کرو زمین میں اور فساد انکا زمین میں کئی قسم پر تھا اول یہ کہ تحصیل کرنے مقتضیات قوت شہویہ اور قوت غضبیہ میں زیادتی کرتے تھے

تفہیم طفلی

جھکنے کا وقت جب تک ... ہیں زردی ... اور مغرب کا وقت جب تک شفق نہ چھپے اور عشا کا وقت آدھی رات تک ہے اور صبح کی نماز کا وقت فجر سے جب تک آفتاب نہ نکلے

(م) نماز کی ترکیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ... بیان کی ...

اور مقتضیات قوت حکمیہ کی حاصل کرنے میں اون سے تقصیر سرزد ہوتی تھی اور حال یہہ ہے کہ صحت مزاج روح انسانی کی اسطرح پر ہے کہ قوت حکمیہ غالب ہوا ور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شرع کی ممکن ہوا ور بسبب اوس انقیاد کے انتظام دونوں جہان کے کاموں کا میسر ہوا ور انسانیت کے معنے متحقق ہوں دوسرے یہہ کہ درمیان کافروں اور مسلمانوں کے آنا جانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونو گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہوا ور ایک طرف ہوکر مسلمانوں سے دوستی نرکھتے تھے تیسرے یہہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اون کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور دین کی باتوں میں سستی سے پیش آتے تھے اور جسوقت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ میں کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پیغامبر اور معتقد یاروں اوسکے کا ایسا سست ہے کہ ہماری آ آ کر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو شبہات کفار کے کہ دین اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھے نقل کرتے اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑ جاتا تھا ان سب باتوں کو تعبیر فساد کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اون کو ایسے فسادوں سے منع کرتے تھے جواب میں قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ یعنے کہتے تھے کہ سوا اسکے نہیں کہ ہم اصلاح کرنیوالے ہیں حاصل اون کے کلام کا یہہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر حالت اصلی اپنی کے آوے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر وشکر ہو جاویں اور جھگڑا اور مخالفت کہ بسبب اس دین اور آئین نئی کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دور ہو جاوے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جاوے اور تعصب آئین نئی کا کہ باعث مخالفتوں کا ہے درمیان سے اوٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا او قید کرنے اور لوٹنے او ہتک حرمت کسی کے نہو پس حقیقت میں اصلاح کو منحصر اسی میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کی کاموں کا بخوبی وجہ رہے

اور سبب اس سمجھ اونکی کا یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں کمال مشغول ہیں اور لذات بدنیہ میں
نہایت ڈوبے ہوئے ہیں اور بسبب کمال توجہ کیطرف منفعتوں جزئیہ اور لذتوں جسمیہ
کے دریافت کرنے صلاح کلیہ عامہ اور لذتوں عقلیہ کے سے کہ باقی رہنے والے ہیں محجوب
ہیں اور یہی ہیں فساد ہے جیسا کہ بیچ رد اس فہمید اون کی کے ساتھ تاکید تمام کی
ارشاد ہوتا ہے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ یعنے دانا اور آگاہ ہو تم کہ تحقیق یہ گروہ یہی ہیں
فساد کرنے والے اسواسطے کہ حال ملک اور ملت کا پہلے بعثت اس رسول کے فاسد تھا کہ
ہمیشہ سے فساد چلا آتا تھا اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ اوس فساد کو دور فرماوے اور
وہ چاہتے ہیں کہ اوس فساد کو پھر اپنی جگہ پر لاویں پس یہ لوگ فساد کا کام بعد اصلاح
کے کرتے ہیں اور یہ سب سے بڑا فساد ہے اور حقیقت اصلاح کی اللہ کے نزدیک وہ ہے
کہ دین حق کو اوپر تمام دینوں کے غالب کیا جاوے اور قربان بردار ی اس ارادہ الٰہی
کی جان اور دل سے بجا لائی جاوے اور حتی المقدور بیچ جاری کرنے اس ارادہ حق کے
کوشش کی جاوے اگرچہ اس اصلاح کے واسطے قتل اور لوٹ مالوں اور سختیاں طرح
طرح کی ساتھ اپنے اور ساتھ بنی نوع اپنی کے پہنچیں چنانچہ دوسری جگہ میں اسی سورۃ
کی فرمایا ہے وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله یعنے لڑو تم اون سے یہاں
تک کہ نرہے فتنہ اور ہو جاوے دین اللہ کا اور بھی اسی سورۃ میں فرمایا ہے يسئلونك
عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج
اهله منه اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتل یعنے پوچھتے ہیں تجھے مہینے حرام کو اوس
میں لڑائی کرنے سے تو کہہ لڑائی اوس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے
اور اوسکو نمانا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اوسکے لوگوں کو اوس سے
زیادہ گناہ ہے نزدیک اللہ کے اور دین سے بچانا مارنے سے زیادہ ہے پس ان سختیوں
کو فساد سمجھنا اور سختیوں سے بچنے کو اصلاح جاننا اور باقی رہنا حال کا جیسا کہ تھا اسکو
صحت کاملہ تصور کرنا مثال اسکی یہ ہے کہ ایک مریض کا کوئی عضو بسبب کسی زخم کے
گل گیا اور اوس میں تعفن پیدا ہو گیا اور خوف اسکا ہے کہ دوسرے عضو کی طرف

فضیلت ... الٰہی دور کر دے مجھ سے ... میں اور میرے گناہوں میں جیسا اپنے مشرق اور مغرب کے برابر دوری کر دے الٰہی مجھکو میرے گناہوں سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسا سفید کپڑا میل کچیل سے پاک و صاف کیا جاتا ہے الٰہی میرے گناہوں کو برف اور پالا اور اولے سے دھو دے (ق) آپ نے فرمایا جسنے (کذا) ہیں

کسی طرف کسی اعضائے رئیسہ سے کیفیت سمیہ اوسکی سرایت کرے اور کوئی طبیب حاذق کاٹنا
اور داغ دینا اوس عضو کا تجویز فرماوے اور یہہ مریض ناقص العقل اوس سے پرہیز کرے اور کہے
کہ کاٹنا اور داغ دینا اس عضو کا فاسد کرنا بنیاد بدن کا ہے مجکو چاہیئے کہ اصلاح بدن اپنی
کی کروں اور پہلے سے جیسا کہ تھا ویسے ہی رہنے دوں اور جو چیز کہ اوسمیں موجود تھی اپنے حال
پر باقی رہی کہ یہہ تجویز اوس کی صریح خطا اور موجب ہلاکت کی ہے لیکن بحکم اس کے کہ
سرای العلیل علیل یعنے فکر علیل کا بھی علیل ہوتا ہے یہہ جماعت کہ دل اسکا بیمار ہی نہیں
سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی اصلاح دو نو جہان کے کاموں کو خراب کرنے والی ہے بلکہ خراب
کرنیوالی حقیقت انسانی کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے اور لیکن
شعور نہیں رکھتے ہیں کہ عین اصلاح میں فساد کا کام کرتے ہیں اور منشا مد قوہی اور یہ
بے شعوری اون کی کیے یہہ ہے کہ اہل عقل کامل کو بیوقوف اور احمق سمجھتے ہیں وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا یعنے اور جب کہا جاتا ہے اون سے کہ ایمان لاؤ تم ایمان حقیقی
کہ جس سے فتنہ اور فساد اوٹھ جاوے اور مال اور اسباب دنیا کے سے بے رغبتی پیدا
ہو اور لذتوں فانیہ نفسانی اور نام اور جاہ ڈھونڈنے سے روگردانی حاصل ہو كَمَآ
اٰمَنَ النَّاسُ یعنے جیسا کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ حقیقت میں آدمی نام اوسی گروہ
کا ہے اسواسطے کہ حقیقت انسانیت کی اصلاح اور انتظام دارین کے سبب سے ہے اور
اصلاح اور انتظام بدون فرمان برداری شرع کے کہ ظاہر اور باطن میں ہو میسر نہیں
اور جسوقت بیچ غیر ان کے یہہ فرمان برداری متحقق نہیں گویا معنی انسانیت کے
متحقق نہیں اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ مصداق حال اون کے کا ہے اور اسواسطے
اس آیت میں ناس کو بے تعین کے ارشاد فرمایا تا کہ اشارہ ہو طرف اسبات کے کہ سوا مومنوں
حقیقی کے کسی کو انسان نہ کہنا چاہیئے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ یعنے کہتے ہیں ایا ایمان
لاویں ہم مانند بے عقلوں کے کہ ایک طرف کو محکم پکڑتے ہیں اور انقلابات زمانہ کے
سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مبادا غلبہ دوسری طرف کا ہو جاوے اور اوسوقت میں آدمی
اوس طرف کے درپے عداوت کے پڑیں اور دائرہ کو تنگ کریں اور کبھی فرمانبرداری

احکام شرع کی محض واسطے توقع دور دراز کے ہے اور فائدے کثیرہ دنیا کے کہ بالفعل
موجود ہیں اون سے محرومی اور اٹھانا مشقتوں سخت اور نقصانوں بے نہایت
مقتضائے عقل کا یہ ہے کہ ظاہر میں احکام شرع کی تابعداری کر لی چاہئے تاکہ
لدکوب مسلمانوں کی سے کہ بالفعل تسلط اونکا ہے بچے رہیں اور نفعے دنیا کے بھی ہاتھ
سے نجاویں اور دوسری طرف کے آدمیوں کو بھی خفیہ خفیہ راضی رکھنا چاہئے تاکہ
وقت انقلاب کی رضامندی اون کی کام میں آوے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ یعنے
دانا اور آگاہ ہو تم کہ تحقیق یہی لوگ بے عقل ہیں اسواسطے کہ اگر مدار اوپر حاصل کرنے
منافع اور دور کرنے مضرت کے ہے پس اختیار کرنا شے فانی خسیس ... کا اور جو چیز کہ
باقی اور شرف ہے اوسکو چھوڑنا کمال بے عقلی ہے اور آخرت کو دنیا کے بدلے میں
بیچنا نہایت بے وقوفی ہے اور اگر مدار اوپر راضی رکھنے دونو جانب کی ہے پس ایک طرف
علام الغیوب ہے کہ اوس کے نزدیک پوشیدہ اور ظاہر ایک ہے خصوصا کہ وقت وقت
نزول وحی کا اور آنا خبروں غیب کا ہے اوپر ہر عقیدہ آدمی کے کہ وہ اوسکو پوشیدہ
رکھے خبر کسی کو بسبب وحی کے اطلاع ممکن ہے اور باوجود اسکی جو شے کہ موافق دلیل
کے ہے اوس سے اعراض کرنا اور جو کہ دلیل کے موافق عمل کرتا ہے اوس کو
سفیہ اور بیوقوف کہنا عین نادانی ہے وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ یعنے ولیکن وہی نہیں
جانتے کہ سفیہ کون ہے اور معنی بے عقلی کے کیا ہیں اور اس جگہ ایک سوال مشہور
ہے کہ پہلی آیۃ کو اوپر لایشعرون کے ختم فرمایا ہے اور دوسری آیۃ کو اوپر لایعلمون
کے ختم کیا یہ فرق کس نکتہ کے واسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ شعور کا اکثر بیچ علم
حسی کے استعمال ہوتا ہے اور اسی جہت سے حواس خمسہ کو مشاعر کہتے ہیں اور
فساد اونکا زمین میں ایک امر تھا محسوس پس نہ معلوم کرنے قباحت اس کی کو ساتھ
بے شعوری کے تعبیر فرمایا اور ترجیح نعمت آخرت کی اوپر نعمت دنیا کے اور حقیقت
ایمان خالص کی اور باطل ہونا طریقہ نفاق کا اور تقیہ کا ایک امر استدلالی عقلی
ہے اس کے پہچاننے کو لایعلمون کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہوا اور بھی ذکر سفہ

تفسیر جلیلی
... اور ... عشاء اور صبح میں کرکے آپ نے مغرب کی نماز میں سورہ طور اور کبھی سورہ والمرسلات پڑھی ہے عشاء کی نماز کے بارے میں زیادہ والشمس وضحٰہا اور والضحیٰ اور واللیل اذا یغشٰی اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کی سورتیں پڑھا کرو آپ نے عشاء میں سورہ والتین بھی پڑھی ہے ...

کا اس آیت میں کہ ایک نوع جہل کا ہے مقتضے اسکو ہوا کہ اسکے مقابلہ میں علم لایا جاوے
تا کہ صنعت مقابلہ کی درست پڑے اور اس جگہ شبہہ دوسرا بھی ہے کہ منافقین کفر
اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ظاہر کرنے کفر اپنے سے نہایت احتراز کرتے تھے اور
انؤمن کما آمن السفہاء صریح کلمہ کفر کا ہے کہ منافق نفاق کے ہے اس کے جواب
میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلمہ اون سے محرم اور رازداروں کے سامنے ظاہر ہوا تھا
کہ نفاق اپنا اون سے نہیں چھپاتے تھے اسواسطے کہ بعض مسلمانوں کو بعضے
منافقوں سے ہم صحبتی اور رازداری آپس میں تھی جیسا کہ بیٹے عبد اللہ بن ابی کو
اپنے باپ کے ساتھ ہمرازی تھی حق تعالی نے اس کلمہ کو کہ اپنے محرم رازوں کے روبرو
کہا تھا نقل فرمایا اور فضیحت عام کیا اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلمہ محض دل میں اون سے
صادر ہوا تھا پس معنی قالوا کے یہ ہیں کہ قالوا فی قلوبھم یعنے کہا اونہوں نے بیچ دلوں
اپنے کے حق تعالی نے کہ عالم السر والخفیات ہے اون کے دل کی بات کو برملا ظاہر فرمایا
اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اونہوں نے آمن
الناس کی تفسیر میں فرمایا ہے کما آمن ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور تخصیص ان چار یاروں
کبار کی اس واسطے ہے کہ خلوص ایمان اون کے کا اوسوقت میں خواص اور عوام کے
نزدیک مشہور تھا والا سابق گذرا کہ جو کوئی ظاہرا و باطنا فرمان بردار احکام شرع
کا ہو اس میں داخل ہے اور جیسا کہ یہ منافق خالص ایمان والوں کو زبان سے احمق
اور بے وقوف کہتے ہیں ویسے ہی دل میں بھی اعتقاد حمق اور سفاہت اون کی کا رکھتے ہیں پس یہ
کلمہ کہ اون سے سرزد ہوتا ہے اوس قسم سے نہیں کہ غصہ کے غلبہ میں زبان سے نکلے اور دل میں ایسا اعتقاد نہو تا کہ اوس
کلمہ کے کہنے میں معذور ہوں اسواسطے کہ معاملہ اونکا دلیل اس بات کی ہے کہ مسلمانوں
خالص کو بے وقوف سمجھتے ہیں اور دانائی کافروں کی اون کے دلوں میں جم رہی
تھی جیسا کہ فرماتے ہیں وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا یعنے جس وقت کہ ملاقات کرتے
ہیں مسلمانوں خالص سے قَالُوا آمَنَّا یعنے کہتے ہیں ہم ایمان لاتے پس جملہ فعلیہ
ماضویہ لاتے ہیں اور مبالغہ و تاکید اس دعوے میں نہیں کرتے ہیں اسواسطے کہ

جانتے ہیں کہ مومن خالص بیوقوف ہوتے ہیں اور گمان نہیں کرتے ہیں کہ جہان میں
کوئی جھوٹھہ بھی کہتا ہوئیں بہ مجرد کہنے ہمارے کے بغیر تاکید اور مبالغہ کے قبول کریں گے اور
جان اور مال ہمارے سے ہاتھ تعرض کا کوتاہ کریں گے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ یعنے
جسوقت خلوت میں جاتے ہیں طرف شیطانوں اپنوں کے یعنے بہکانے والوں
کے ساتھ تاکید تمام کی قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ یعنے کہتے ہیں کہ بلاشبہ ہم ہمراہ تمہارے ہیں
حاصل یہ ہے کہ ہم ہرچند مسلمانوں کے روبرو واسطے بچانے جان اور مال
اپنے کے ظاہرداری کرتے ہیں اور کھانے کے واسطے مسلمان ہوتے ہیں لیکن
حقیقت میں ہم تمہارے ہمراہ ہیں جیسا کہ تمنے کفر کے اعلے مرتبہ میں ترقی کی ہے ہم
بھی اوسی مرتبہ میں ہیں اور اس کلام میں طرح طرح کی تاکید ہیں اور مبالغہ کی رعایت کرتے
جملہ اسمیہ لاتے ہیں پھر اوسکو حرف تاکید کے ساتھ موکد کرتے ہیں اور بجاے انا کافرون کے
انا معکم کہتے ہیں تاکہ دلالت اوپر منتہی ہونے مرتبہ کفر کے کرے اسواسطے کہ معتقد کمال ادنا کے
اور عقلمندی کا فرون کے ہیں جانتے ہیں کہ جنے مسلمان ان کے پاس ایمان اپنا ظاہر کیا
ہے اگر اس کفر باطنی اپنی کو تاکید اور بکمال مبالغہ سے اون کے روبرو ظاہر کریں
گے ہمارے اقرار کو　　قبول نکریگا اور باوجود اس تاکید اور مبالغہ کے تسلی خاطر اون کی
نہیں ہوتی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ کاش اس دعوے میں ہم کو جھوٹا جانیں گے اور
اعتراض کریں گے کہ اگر تم درجہ کفر میں ہمارے شریک ہوئیں لفظ امنا کا تمہاری زبان
پر کیونکر جاری ہوتا ہے اس لفظ کا زبان کا اوپر لانا اگرچہ ظاہرداری اور زمانہ سازی کے واسطے ہو
دلالت اوپر ضعف اعتقاد کے کفر میں کرتا ہے اسیواسطے بطریق پیش بندی کے کہتے ہیں کہ
اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یعنے نہیں ہیں مگر ہم مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں اور بے عقلی اونکی پر
ظاہر کرتے ہیں تاکہ آدمی جانیں کہ یہ گروہ سادہ لوح بیچارہ اقرار زبانی کے بغیر تامل کرنے
فعلوں ہمارے کے ساتھ قول ہمارے کے دعوی ایمان ہماری کا سچا جانتے ہیں پس
بسبب اس استہزا کے کمال مضبوطی ہماری کفر کے اندر ظاہر ہوگی اسواسطے کہ جو
کوئی جس چیز کے ساتھ استہزا کرتا ہے اوس چیز کو سبک اور خفیف جانتا ہے اور ہم

تفسیر خلیلی

اورا عتبار اوسکا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالی فرماتا ہے کہ ہرچند یہ گروہ کسی وقت میں اہل ایمان کو محل استہزا ور استخفاف کا بناتے ہیں لیکن یہ گروہ ہمیشہ محل استہزا ور استخفاف عالم الغیوب کے میں پڑے ہوے ہیں اور ساتھ تجدد امثال کے کسی وقت میں استخفاف ....... اور استہزا اوس جناب کے سے خالی نہیں رہتے ہیں اسواسطے کہ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ یعنے حق تعالی خود استہزا اون کے ساتھ کرتا ہے اسواسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نکرنے جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ دمبدم نفاق اونکا زیادہ ہوا و ربسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج او مشقت اوس کی مال اور جان کے جانے سے بھی زیادہ سخت ہے اسواسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اور یہ نفاق تو ہر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اوس جناب کیطرف سے انکو ساتھ دمبدم ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہئے کہ کنکریاں دبویں اور یاقوت لے لیں اور اسی سبب سے ہے کہ حق تعالی اون کو جلدی سے دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے وَيَمُدُّهُمْ یعنے اور مہلت دراز دیتا ہے اونکو تاکہ مستغرق اور ڈوبے ہوے ہوں فِي طُغْيَانِهِمْ سرکشی اپنی میں يَعْمَهُونَ یعنے اندھے دل کے ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں اسجگہ جاننا چاہئے کہ ابتداً اپنی طرف سے کسیکے ساتھ استہزا اور ٹھٹھا کرنی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورۃ میں آویگا کہ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ لیکن استہزا کے جواب میں استہزا کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں واقع ہے خصوصا حبیب کوئی محبوبوں اپنے سے استہزا کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزا کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالی اون کی حمایت کے واسطے استہزا منافقوں کا جواب آپ اون کی طرف سے دیتا ہے اور بھی اس آیۃ میں دلیل صریح ہے اوپر رد کرنے وجوب اصلح کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اسواسطے کہ رکھنا منافقین کا سرکشی اور سیاہ دلی میں کسی وجہ سے منافقوں کے حق میں اصلح نہیں ہے اور لغت عرب میں جیسا

اندھے ہونے آنکھ کو عمی کہتے ہیں دل کے اندھے ہونے کو عمہ کہتے ہیں اور یہ گروہ کیونکر قابل
استہزاء الٰہی کے نہوں اور حال انکا جو معاملہ کہ اونہوں نے خدا کے ساتھ کیا ہے کمال بیوقوفی
ان کی اوس میں ظاہر ہوئی اسواسطے کہ اُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى یعنے یہ
گروہ آدمی ہیں کہ خریدی ہے گمراہی نفاق کی ساتھ دے دینے ہدایت ایمان کے ہو ہو
کہ جب اونہوں نے کلمہ اسلام کا زبان پر چلایا تو کچھ اون کو ساتھ حقیقت ایمان کے ایک ربط
پیدا ہوا اور گویا مالک اوس کے ہوئے پھر بسبب نفاق باطنی اپنے کے اوس ایمان کو کہ انکے
ہاتھ میں لگے تھے برباد کیا اور گمراہی نفاق کی اپنے واسطے اوس کے بدلے میں اختیار کی
باوجودیکہ ایمان میں سراسر نفع دو جہانوں کا تھا اور نفاق میں نقصان آخرت کا موجود ہے
اور خسارہ دنیا کا ہرچند کہ نفاق میں معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن ہرگاہ کہ خدا کی طرف سے رسوائی
ان کے حال کی ہوئی اور مسلمانوں کو اوسپر اطلاع فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے نفاق کا
ذکر فرمایا اور یہ مشہور اور ظاہر ہوا کہ مکتبوں میں لڑکے بھی تلاوت کرتے ہیں دنیا کا خسارہ
بھی بُری طرح سے انکی طرف عائد ہوا پس یہ سودا انکا مانند سودے اوس شخص کے ہے
کہ تریاق کو دیکر زہر ہلاہل خریدا ہو فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ یعنے پس ان کی سوداگری نے کچھ
فائدہ نہ دیا اسواسطے کہ دنیا میں بھی نفع نہیں رکھتی ہے اور آخرت اپنی کو بھی برباد کیا اسواسطے کہ
اصل مال آخرت کا کہ ایمان ہے اس نفاق کے بدلے میں ہارا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ یعنے
اور نہ ہوئے وہ راہ پانے والے اسواسطے کہ فقط ایمان زبانی کہ اب بھی رکھتے ہیں ہدایت نہیں
ہے اور اگر بالفرض ہدایت بھی ہو پس اوس صورت میں ہے کہ اعتقاد دل کا مخالف اوسکے
نہو اور یہاں تکذیب اور انکار اوسکے بدلے میں حاصل ہوا پس اس معاملہ میں کسطرح نفع
پانیوالے نہوتے اگرچہ سعادت دنیا کی سعادت ابدی کے بدلے میں حاصل کرنے میں
بھی خسارہ تھا چہ جائے اسکی سعادت دنیا کی بھی ہاتھ میں نلائی اور مفت برباد کی اور اس سے
زیادہ کیا بے وقوفی ہوگی لیکن بسبب کمال حمق اپنے کے محض کلمہ توحید کو زبان سے
کہنے کو مرتبہ کمال کا جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مقصود جاری کرنے اس کلمے سے اوپر زبان کے
نگاہ رکھنا مال اور جان انکا ہے اور اوسکو ہمنے حاصل کیا بعد اسکے اور قوموں سے ہم کو بے پرواہی حاصل

حاصل ہوئی پس مثلہم یعنے تمثیل اون کی اسکوتہ نظری اور غلط فہمی اور خریدنے گمراہی
اور تاریکی کی ہدایت اور نور کے بدلے میں کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنے مانند تمثیل اوس
شخص کے ہے کہ روشن کیا اوسنے آگ کو تاکہ شعلہ اوسکا بلند ہوا اور بسبب اوسکی روشنی
اور گرمی اور پکانا طعام کا اور اور منافع آگ کے حاصل ہوویں ایسی ہی اس گروہ نے بھی چاہا
کہ تو چلی ایمان کا کہ ہر شخص کی استعداد میں رکھا ہے بیچ صحبت پیغمبر علیہ السلام اور رفاقت
اہل ایمان کے روشن اور رقوی کریں تاکہ منافع اوس نور کے کہ ظاہر ہونا حقائق اور معارف
کا اور گرمی شوق اور ذوق کی عبادتوں اور ذکروں میں اور پختہ ہونا اخلاق اور خصلتوں
کا ہے حاصل ہوویں فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ یعنے پس جسوقت کہ روشن کیا اوس آگ نے
گرد وپیش روشن کرنیوالے کا اور قدرے روشنی اوسکی سے آنکھ اوسکی کھلی اور دیکھنے
لگا اور جزائے لما کی محذوف ہے یعنے اطفاء ھا حاصل یہ ہے کہ اوس آگ کو بجھا دیا
اس گمان سے کہ اب مجکو کیا حاجت ہے کہ اور اس آگ کو روشن کروں اسواسطے
کہ آنکھ میری کھل گئی ہے خود بخود ہر چیز کو میں دیکھ لونگا اور جسقدر گرمی کہ میں نے
حاصل کی ہے مجکو کفایت کرے گی بہتر یہ ہے کہ تاریکی میں بیٹھوں اور محنت روشن
کرنے آگ کی نکھینچوں اور منت طلب کرتے لکڑی اور پھوس وغیرہ کی نہ اوٹھاوں ایسے ہی
یہ گروہ بسبب صحبت سرسری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں میں ملجانیکے
تھوڑی سی بینائی بصیرت کی پیدا کرکے قناعت کرنیوالے ہوئے اور یہ جانا کہ جان
اور مال ہمارا کہ گرد اور پیش ہمارے ہی حمایت مسلمانوں میں داخل ہوا اب کسواسطے
محنت مراتب ایمان کی طے کرنے کی کھینچنی چاہیئے اور تلخی جدائی رشتہ داروں اور کنبے کے
لوگوں کی اور چھوڑنا وطن کا کیا ضرور ہے جب اسی حالت میں مرے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ
بالکل لے گیا اللہ نور اونکا کہ حاصل کیا تھا اسواسطے کہ فائدہ اوسکا فقط نگاہ رکھنا
جان اور مال کا تھا اور یہ فائدہ بعد مرنے کے جاتا رہا وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝
یعنے اور چھوڑا اون کو حق تعالی نے بعد مرنے کے اندھیروں میں کہ ہرگز کسی چیز کو نہیں
دیکھتے ہیں اور کسی وجہ سے حیلہ خلاصی کا اون تاریکیوں سے اونکی نظر میں نہیں آتا ہے

اور ظلمات کو جمع اسواسطے لائے ہیں کہ ان منافقوں کو بعد مرنے کے کئی قسم کے اندھیرے گھیر
لیں گے اوّل اندھیرا کفر کا دوسرا اندھیرا مکر اور فریب کا کہ اسے اور مسلمانوں سے کرتے
تھے تیسرا اندھیرا جھوٹ اور افترا کا کہ اپنے تئیں مومن کہتے تھے چوتھا اندھیرا طعن کرنے اور
برا کہنے مسلمانوں خالص کا کہ اون کو احمق اور بے وقوف کہتے تھے پانچواں اندھیرا جہل
مرکب کا کہ اپنے کو صلاح جانتے تھے چھٹا اندھیرا گناہوں اور شہوتوں کا کہ
ان میں گرفتار ہوکر ہمیشہ نفاق کو حیلہ اپنے اعمال شنیعہ کا قرار دیا تھا ساتواں اندھیرا قتلوں
اور ہجوں اور جنگ کا کہ طرح طرح کے عذابوں اور غضب الٰہی میں گرفتار ہوں گے پس یہ
تمثیل اون کی ہے اگر سنیں لیکن یہ لوگ دنیا میں صُمٌّ یعنے بہرے ہیں ہرگز حق بات کو نہیں
سنتے ہیں اور اگر سنتے ہیں تو تدارک حال اپنے کا نہیں کرتے ہیں اس طرح سے کہ ایمان خالص
ظاہر کریں اور عذر تقصیروں اپنے کا کہ پیغمبر کی جناب میں اور مسلمانوں خالص کے
حق میں کی نہیں زبان سے عمل میں لاویں نہ لائے اسواسطے کہ وہ لوگ بُکْمٌ یعنے گونگے
ہیں سوائے کفر کے کہ اون کے دلمیں بھرا ہوا ہے اور کچھ زبان سے نہیں کہہ سکتے اور اگر
بناوٹ اور تکلف کی راہ سے قصد گویائی کا بھی کریں ہیں اوسوقت در پے تدارک اور اصلاح
حال اپنے کے ہوویں کہ بھلائی ایمان کی اور برائی نفاق کی نظر کے سامنے آوے لیکن خوبی
ایمان کی اور برائی نفاق کی بسبب گھیر لینے تاریکیوں کے اون کی نظر سے غائب ہے
اسواسطے کہ وہ لوگ عُمْیٌ یعنے اندھے ہیں کہ خوبی اور برائی چیزوں کی نہیں
دیکھ سکتے فَهُمْ یعنے ہیں یہ لوگ ہرچند قصد پھیرتے اس معاملہ کا کریں لیکن
لَا یَرْجِعُوْنَ یعنے ہرگز نہ پھر سکیں گے اسواسطے کہ بعد موت کے کہ جو چیز کہ دنیا میں
بیچ ہر روح کے اندر محکم ہوئی ہرگز دور نہیں ہوسکتی اور تدارک اوس کا امکان
کے درجہ سے باہر ہے اور جتنے حواس اور قوتیں ہیں اوسوقت میں تابع اوسی
کیفیت کو کہ دلمیں بیٹھی ہوئی ہے ہوتے ہیں اور مخالف اوس کے دیکھنا اور سننا اور
کہنا اوس حال میں کسی سے نہو سکے گا لیکن آثار جزا اس کیفیت کے اوسی
کیفیت کے ساتھ ترتیب ہوں گے اسواسطے کہ وہ کیفیت لازم ذات اور آثار اوسکے

لازم ہیں اور ملزوم کا وجود بغیر لازم کے متحقق نہیں ہوتا ہے اور ان آثار کے واسطے
علیحدہ سننا اور دیکھنا اعتبار کرنا ضرور نہیں بلکہ اوس کیفیت کے ادراک کے ساتھ
انکار ادراک بھی ہو جاویگا اور یہی ہیں معنی عذاب کے اور اسیواسطے اجماع اہل عقل اور
اہل شرع کا اسپر ہے کہ بعد موت کے کسب دنیا کا ممکن نہیں اور وہ کسب کہ زندگی
میں کئے تھے اونکا دور کرنا بھی ممکن نہیں جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں وکل
انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ یعنے ہر انسان چپٹا دی ہے ہمنے بری قسمت اوسکی
بیچ گردن اوسکی کے اور جو کہ دوسری آیتوں میں فرمایا ہے کہ کافر اور منافق بعد
موت کے قیامت کے دن تیز حواس ہو ویں گے اور سننا دیکھنا اونکا ترقی کریگا
جیسا کہ سورہ مریم میں کہ اسمع بہم وابصر یوم یاتوننا پس مخالف اس آیت کے نہیں اسواسطے
کہ تیزی حواس اون کے کی اسبات میں ہوگی کہ جزا اعمال اپنے کی کہ زندگی میں کئے تھے
بخوبی معلوم کریں گے اور تیزی حواس کی اسواسطے نہوگی کہ حق کو دریافت کریں اور
اگر دریافت کرنا حق کا بھی اون کے نصیب میں اوس عالم میں ہوگا محض بطریق حسرت
اور افسوس کے ہوگا نہ واسطے کسب تہذیب کے کہ مفید ہوے مانند دق والے کے کہ اگر
اوسکو اخیر درجہ دق کے میں سو تدبیر اپنی سننا ضرور ہے اور اسباب مرض میں ظاہر
ہووے بجز حسرت اور ندامت اور تاسف کے کچھ اثر نرکھے اعاذنا اللہ من امثال ھذہ الحالات
فی الدنیا والاخرۃ اور ہو سکتا ہے کہ جواب لما کا ذھب اللہ بنورھم ہووے اسواسطے کہ تمام عمر
اون کی بیچ روشن کرنے گردپیش اپنے کے گذری اور جسوقت اس جہان سے روانہ
ہوتے اوس نور کو گم کیا اور اکثر مفسرین نے ذھب اللہ بنورھم کو تشبیہ اور تمثیل میں داخل کیا
ہے اور نور کے لیجانے سے مراد یہ رکھی ہے کہ دنیا میں توفیق بندگی کرنے کی اون کو حاصل
نہوئی اور خذلان میں مبتلا رہے لیکن اس تقدیر پر ایک خدشہ قوی ہے اسواسطے
کہ اثر ایمان لسانی اونکی کا کہ مراد اوس سے نور ہے دنیا میں اون کے واسطے حاصل ہو گی کبھی
اون سے جدا نہیں ہوا اور ہمیشہ جان اور مال اون کے محفوظ رہے اور مسلمانوں نے اونکی
تعرض نکیا پس معنی ذھب اللہ بنورھم کی کیا ہو ویں گے اور اثر ایمان اون کی کا زیادہ اس سے

نہ تھا کہ بیان ہوا اور وہ زائل نہیں ہوا کہ اوس کے بدل میں تاریکی لائی جاتی ہے تھا نہیں
مگر حالت آخرت کی کہ بعد موت کے درپیش آوے گی آور ہرچند یہ تمثیل بیچ بیان کرنے خسارہ
منافقین کے کہ گمراہی کے خریدنے اور ہدایت کے دینے میں لائی گئی ہے کافی اور شافی ہو
ایسا کہ حال اون کے پر کہ بعد خرید فروخت کے ہوا نظر کیجاوے اور نفرت تام اور روگردانی
ما لاکلام کے کہ اون کو اسباب ہدایت کے سے ظہور یکی ہی دیکھا جاوے تمثیل دوسری موافق
حال اون کے کے پڑتی ہے پس سننے والے کو اختیار ہے اگر چاہے اسی تمثیل پر قناعت
کرے چاہے دوسری کو بھی ملاحظہ کرے جیسا کہ فرماتے ہیں آو یعنی یا تمثیل اونکی خرید کرنے
گمراہی اور ہدایت کے دینے میں باوجود تقرر تام کے اسباب ہدایت کے سے کَصَیِّبٍ مِّنَ
السَّمَاءِ یعنے مانند اوس شخص کے ہے کہ جگہ بہت مینہ والے سے کہ آسمان سے برستا ہو بھاگ کر
اوس کے بدلے میں قحط والی جگہ کو اختیار کرے جب یہ گروہ منافقوں کے اسلام سے کہ مکان
بارش نفع علموں کا ہو اور جگہ اوترنے روشنیوں اور برکتوں مرضیات الٰہی کی ہے آسمان سے
بھاگ کر کفر کو کہ وہ جگہ قحط کی ہے نہ علم نفع دینے والا اوس میں آسمان سے برستا ہے
اور نہ روشنیں اور برکتیں اعمال صالحہ کی اوسمیں نزول کرتی ہیں ماوی اور مسکن اپنا
اختیار کیا اور اپنے خیال میں اس معاوضہ کو عین حکمت اور دانائی جانتے ہیں اور
کہ بارش کی جگہ میں خوف تکلیفوں کا رکھتے ہیں بسبب اسکے کہ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ یعنے
اوس مینہ میں اندھیرے ہیں اول اندھیرا ابر کا کہ نہایت گہرا ہے کہ ہر تہ اوسکی گویا
ایک اندھیرا جدا جدا ہے دوسرا اندھیرا بوندوں بے شمار کا کہ ل کر برستی ہیں تیسرا
اندھیرا رات کا اور ہرچند ذکر رات کا اس تمثیل میں صراحۃً نہیں آیا لیکن ذکر کرنے برق
اور کلما اضاء لھم مشوا فیہ و اذا اظلم علیھم قاموا سے قریب تصریح کے ہوگیا کہ یہ رات
ہی کا ذکر ہے اسواسطے کہ یہ حالت نہیں ہوتی ہے مگر رات میں وَّ رَعْدٌ یعنے اور اوس
مینہ میں آواز ہولناک ہو کر سُنی جاتی ہے ابر سے خواہ بسبب ٹکرانے بادلوں کے ہو یا بسبب
پھاڑنے اجزاء دخانیہ کے وَّ بَرْقٌ یعنے اور اس مینہ کے اندر بجلی بھی چمکتی ہے کہ آنکھ کو خیرہ
کرتی ہے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے اسلام لانے میں اذیتوں کا خوف رکھتے

تفسیر بیانی

ہیں اور طاعن جاہلوں کے اور مشقتیں جہاد کی اور گھر بار کو ترک کرنا اور کنبے قبیلہ
سے جدا ہونا اون کی نظر میں تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں اور تہدیدات شرعی کہ اوپر
شہوت رانی اور غصہ کے اسلام میں سنتے ہیں مانند رعد سخت کے اون کے جگروں کو
پھاڑتے ہیں اور انوار جلالیہ کہ دلیلوں او معجزوں سے چمکتے ہیں بینائی بصیرت اونکی
کو خیرہ کرتے ہیں اور اون کو مانند بجلی کے جانتے ہیں بلکہ جیسے بھاگنے والے مینہ کی
جگ سے يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ یعنے لاتے ہیں اونگلیاں اپنی فِيٓ اٰذَانِهِمْ بیچ سوراخ کانو
اپنی کے ڈر سے مِنَ الصَّوَاعِقِ یعنے تاثیر آوازوں تند رعد اور گرنے آگ بجلی کی سی
حَذَرَ الْمَوْتِ یعنے بسبب خوف مرنے کے کہ مبادا وہ آواز تند صدمہ دل کو پہنچا دے اور
موت کی طرف پہونچ جاویں ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کا سننے تہدیدات شرعیہ
کے سے کان اپنے بند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ سننے اوس تہدیدات ہولناک سے
شہوت اور غصہ کہ باعث لذتوں زندگی دنیا کا ہے مرتا ہے اور یہ بھاگنا اون کو کچھ
فائدہ نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ یہ لوگ خدا کے ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ یعنے اور خدا ہر طرف سے پکڑنے والا ہے کافروں کو قہر اوس کے سے
خلاصی نہیں پائیں گے اسواسطے کہ اگر قہر تشریعی اوسکے سے بھاگے قہر تکوینی اوسکو
سے کس طرح بھاگیں گے یعنے اگر اللہ تعالیٰ اونپر عذاب کریگا ہرگز نہیں بھاگ سکیں گے
اور اگر سننے تہدیدات قرآنی سے کانوں اپنوں کو بند کیا سننے آواز گھوڑوں غازیوں
اور آواز تلواروں اور نیزوں مجاہدین اور نعرے تند اون کے سے کیونکر کان اپنے
بند کر سکیں گے اور جیسا کہ مینہ سے بھاگ نے والوں کو چمک بجلی کی موجب خوف کا ہوتی
ہے ساتھ اس حد کے يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ یعنے نزدیک ہے کہ تیزی چمک
بجلی کی بینائی آنکھ کی اوچک لے اور اون کو اندھا کرے ایسی ہی روشنیاں دلیلوں
ظاہر کی بینائی بصیرت ان خفاش خصلتوں کی کو اندھا کرتی ہیں اور جیسا کہ
مینہ سے بھاگنے والوں کو بسبب تاریکیوں بارش کے حیرت اور بائیں داہنے چلنا
سرزد ہوتا ہے ساتھ اس حد کے كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُمْ یعنے ہر گاہ کہ روشن ہوتا ہے

واسطے اون کے عالم بسبب چمکنی بجلی کے مشوا فیہ یعنے راستہ چلتے ہیں اوسکی روشنی
میں ایسے ہی گروہ منافقین کے جسوقت غلبہ نور اسلام کا اوسطاہر ہونا معجزات قویہ کا پاتے
ہیں ظاہر میں اوپر طریق حق کے مستقیم ہوتے ہیں ق اور جیسا کہ بھاگنے والے مینہ
کے إِذَا أَظْلَمَ یعنے جسوقت تاریک ہوتا ہے جہان عَلَيْهِمْ یعنے اوپر اون کے بسبب
چلے جانے روشنی بجلی کے قَامُوا یعنے ٹھہر جاتے ہیں اور راستہ نہیں چل سکتے ایسے ہی
یہ گروہ منافقوں کے جسوقت کوئی اذیت اور مشقت اونکو درا اسلام میں ظاہر ہوتی ہے
لپٹے کفر پر جاتے ہیں اور کلمے بے دینی اور نفاق کے اون سے ظہور میں آتے ہیں اور یہ
نہیں سمجھتے ہیں کہ مینہ ہرچند اس قسم کی مشقیں اور اذیتیں رکھتا ہے اور اوپر حاسہ سمع او
بینائی کے صدمہ پہنچاتا ہے لیکن جو نفعے کہ اوس سے امید کیئے جاتے ہیں ہزاروں حصہ
زیادہ اوٹھانے ان مشقتوں اور قبول کرنے ان صدموں کے سے بہتر ہیں اور باوجود
اسکے بھاگنا اوس سے فائدہ نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ اسباب مشقت کے کارخانہ
خدائی میں منحصر اس مینہ میں نہیں ہیں کفر میں بھی اسباب مشقت کے بہت ہیں اور صدمے
حواس کے بھی منحصر مینہ میں نہیں وہ بہت ہیں کہ کفر کی حالت میں بھی پہنچتے ہیں بلکہ باوجود استغراق
اون کی کے کہ اونگلیاں اپنی بسبب خوف آواز رعد کے کانوں میں کرتے ہیں اور چمک
بجلی کی سے بھاگتے ہیں خداے تعالیٰ کو طاقت ہے کہ کان اون کے بہرے اور آنکھیں
اونکی اندھی کرے بلکہ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ یعنے اگر چاہے اللہ تعالیٰ
لیجاوے شنوائی اونکی اور بینائی اون کی بغیر رعد اور بجلی کے اسواسطے کہ إِنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قدرت اوسکی محتاج
طرف کسی سبب کے نہیں اور کوئی مانع اوسکو منع نہیں کر سکتا جو چاہے اپنی قدرت
سے کرلے پس جو جگہ کہ اوس میں نفع بے نہایت ہے تھوڑے ضرر کے خیال سے
کسواسطے چھوڑنا چاہیے علی الخصوص کہ چھوڑ دینے میں بھی یقین خلاصی کا اوس
ضرر سے نہو باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ مفسرین اس مقام میں درپے
جواب اون کے ہوتے ہیں اول یہ کہ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ کے لفظ کو مناسب

ایسا تھا کہ ذھب اللہ بضوئہم فرماتے ذھب اللہ بنورھم کسواسطے لائے کیونکہ ......
لفظ اضاءت میں مادہ ضوء کا موجود ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضوء کا استعمال بیشتر مضئ
بالذات کے اثر میں ہوتا ہے اور نور عام ہے خواہ اثر مضئ بالذات کا ہو خواہ اثر مضئ
بالعرض کا جیسا کہ بیچ آیت ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا کے طرف اوس کی
اشارہ ہے پس بیچ مقام بیان بے اثر ہونے اوس آگ کے ذھب اللہ بنورھم مناسب
زیادہ ہوا تا کہ دلالت کرے اوپر اسکے کہ اثر اوس آگ کا خواہ بواسطہ ہو خواہ بیواسطہ سب برباد گیا
اور کچھ نام اور نشان اوس کا باقی نرہا یہہ توجیہ جواب کی اوپر اوس تقدیر کو ہے کہ
ذھب اللہ بنورھم تمثیل میں داخل اور جواب لما کا ہووا اور اگر موافق تفسیر لکھی ہوئی کے
ذھب اللہ بنورھم بیان حال منافقین کا ہو بعد مرنے کے اور داخل تمثیل میں نہو لیس
وجہہ اسکی یہہ ہے کہ ضوء کا استعمال ظاہر کی روشنی میں ..... ہوتا ہے اور اسجگہ منظور برباد
کرنا روشنی ایمان کا تھا کہ معنوی ہے پس استعمال لفظ نور کا ضرور ہوا تا کہ خیال سننے
والے کا طرف روشنی ظاہر کے نجاوے دوسرا سوال یہہ ہے اس آیت میں کہ حال دنیاوی
کافروں کا اوس میں بیان ہے اول بہرا ہونا بعد اوس کے گونگا ہونا بعد اوس کے
اندھا ہونا بیان فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے یعنے
ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما بیان حال اخروی کافروں کا
اوس میں ہے اندھے ہونے کو اوپر گونگے ہونے کے اور گونگے ہونے کو اوپر
بہرے ہونے کے مقدم کیا نکتہ بیچ بدلنے اس اسلوب کے کیا ہے جواب اس کا
یہہ ہے کہ دنیا میں حقائق الٰہیہ اور حقائق اخرویہ مخفی اور پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون حقائق سے اندھے ہیں کہ علم اونکا نہیں رکھتے اور طریق اون کے معلوم کرنے
کا یہی ہے کہ واعظین اور مرشدین اور پیغمبر کہ اون حقایق کو دیکھتے ہیں اور طرف ہماری
..... پہونچاتے ہیں اون کے فرمانے کو سنتے ہیں اور بعد سننے کے اگر شبہ اور خلجان کسی طرح
باقی رہے تفتیش اور تحقیق کرتے ہیں بعد تحقیق کے نشانیاں حقیقت کی ظاہر ہوتی ہیں اور حجاب
اوٹھ جاتا ہے اور اندھا پن نہیں رہتا پس فقدان ان تینوں مرتبوں کا دنیا میں

اسی ترتیب سے یاد فرمایا اور آخرت میں کہ حجاب بالکل اوٹھ جاوے گا اور پردہ نہ رہے گا
اور آدمی ہر شے خود بخود معلوم کرے گا واعظ اور مرشد کی اوس جگہ درکار نہیں کالعیان
لایحتاج الی البیان پس طریق گم ہو جاوے دریافت حقائق کا اوس مقام میں بھی ہو
کہ پہلے آنکھیں حقیقت کی اندھی ہو جاویں بعد اوسکے آلہ سوال اور تفتیش کا کہ حرف
اور صوت ہے جاتا رہے بعد اوس کے اگر بغیر سوال او تفتیش کے بھی کوئی آواز کان میں
پہونچے محسوس نہوگی لاچار آخرت کی نسبت سے یہی ترتیب مناسب زیادہ ہوئی تیسرا
سوال یہ ہے کہ لفظ او کا کلام عرب میں شک کے واسطے آتا ہے اور اللہ تعالی کی خبر
میں شک کی گنجایش نہیں پس استعمال کلمہ او کا بیچ او کصیب من السماء کی کیا
وجہ رکھتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اگرچہ اصل میں کلمہ او کا کلام خبری میں واسطے
شک کے ہے لیکن جس وقت کلام خبری میں متضمن تخییر او تسویہ کے ہو تو لفظ او کا شک
کے معنوں سے مجرد کرکے لاتے ہیں اور تسویہ او تخییر میں استعمال کرتے ہیں اور
اس جگہ واسطے ظاہر کرنے اس کے کہ دو تشبیہیں جواز میں برابر ہیں اس کلمہ کو لائے
ہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ منافقوں کے حال کی تشبیہ دو طرح جائز ہے خواہ تشبیہ
ان کے حال کا حال روشن کرنے والے آگ کا کہ جلدی سے اپنی آگ کو اوسنے بجھا
دیا کیا جاوے یعنے جیسا اوس شخص نے اپنی آگ بجھا کر نقصان اور خسارہ پایا ایسا ہی
ان منافقوں نے بھی کہ آخرت کے بدلے میں دنیا کو لیا اور ہدایت کے عوض
میں ضلالت کو خریدا خسارہ اور نقصان حاصل کیا اور خواہ مشبہ بہ اس کا حال
اوس شخص کا گردانا جاوے کہ مینہ سے بھاگتا ہے اور رعد اور تاریکی سے ڈرتا ہے
یعنے جیسا کہ وہ شخص نفع کی جگہ سے بسبب تھوڑے سے خوف کے بھاگتا ہے یہ لوگ
بھی بسبب وہم کرنے تھوڑے ضرر کے اور خوف مشقت کی کہ اسلام میں ہے بڑے بڑے
فائدوں کو ترک کرتے ہیں پس سامع کو اختیار ہے خواہ اس تشبیہ کو سمجھے یا اوس تشبیہ کو
کہ دو نو تشبیہیں بیچ تصویر حال اونکے کے برابر ہیں چوتھا سوال یہ ہے کہ مینہ سوائے آسمان
کے اور طرف سے نہیں آتا پس فائدہ لفظ من السماء کا کیا ہوا جواب اس کا یہ ہے

تفسیر حقانی بعض کی بعض کی نظر
ان او (ف) اور سیمیا میں ماخوذ کو بیچ ... نہ ... رسے

کہ کبھی بارش کا اور چیزوں میں بھی جنمیں منفعت ہے مجازاً استعمال کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں فلانی جگہ نعمت برستی ہے اور فلانی شہر میں زر برستا ہے پس واسطے دفع کرنے توہم اس مجاز کے اس لفظ کے ساتھ تاکید کرنی ضرور ہوئی تاکہ کوئی لفظ صیب کو اوپر مینہ مجازی کے محمول نکرے جیسا کہ بیچ اذا استیقظ احدکم من منامہ میں کہا ہے کہ غرض زیادہ کرنے لفظ من منامہ کی یہی دور کرنا اس توہم کا ہے کہ کوئی استیقاظ کو اوپر خبرداری خواب غفلت کی حمل نکرے اور اوپر اسی قیاس کے بیچ لفظ ولا طائر یطیر بجناحیہ کے کہا ہے کہ کوئی طیران کو ساتھ طیران ہمت کے تاویل نکرے والا طیران جناح ہی سے ہوتا ہے اس کے زیادہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں پانچواں سوال یہ ہے کہ کانوں میں سر اونگلی کا ڈالتے ہیں نہ تمام اونگلی پس مناسب ایسا تھا کہ یجعلون انا ملھم فرماتے نہ اصابعھم اسواسطے کہ اصابع تمام انگلیوں کو کہتے ہیں جواب اسکا یہہ ہے کہ ڈالنا اونگلی کا سوراخ کان میں اسبات کو نہیں چاہتا ہے کہ ساری اونگلی اوس کے اندر داخل ہو جاوے بلکہ سر اونگلی کا جسوقت کان کے سوراخ میں گیا کہہ سکتے ہیں کہ اونگلی کان میں آئی اور لفظ اصابع کے لانے میں کہ نام تمام اونگلی کا ہے ایک نوع کا مبالغہ سمجھا جاتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بسبب کمال خوف اور ڈر کے چاہتے ہیں کہ تمام اونگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں ڈال لیں تاکہ کسی وجہ سے آواز سخت رعد کی اون کے کان میں آوے چھٹا سوال یہہ ہے کہ مینہ ابر سے برستا ہے نہ آسمان سے پس اوکصیب من السماء کے کیا معنے ہوں جواب اسکا یہہ ہے ہرچند کہ مینہ ابر سے برستا ہے لیکن پیدا ہونا ابر کا موقوف اوضاع آسمانی پر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ مینہ آسمان سے آتا ہے سوا اسکے مراد آسمان سے طرف آسمان کی ہے نہ جرم آسمان کا اور ابر آسمان کی طرف میں ہے اگرچہ آسمان میں نہو اس جگہ حکمت والوں نے کہا ہے کہ جسوقت قوتیں فلکیہ عناصر میں تاثیر کرتی ہیں بسبب گرمی پیدا کرنے اور تبخیر کے عناصر حرکت میں آتے ہیں او آپسمیں مخلوط ہوتے ہیں اور عناصر کے آپسمیں ملجانے سے مخلوقات طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں مثلاً جب گرمی

موسم گرما کہ عناصر میں تاثیر قوی کرتی ہے دریا سے بخار اور زمین سے دھواں اوٹھتا ہے اور طرف آسمان کے جاتا ہے پس دھواں کبھی ہوا کے مقام سے آگے بڑھ جاتا ہے اور کرۂ آگ تک پہونچتا ہے اور وہاں جاکر روشن ہو جاتا ہے اور کبھی کئی روز تک اوسکا روشن ہونا باقی رہتا ہے اور ستارۂ دم دار کی صورت اور نیزہ کی شکل نمودار ہوتی ہے اور اگر جلدی سے بعد روشن ہونے کے غائب ہو جاتا ہے شہاب ہوتا ہے اور کبھی مشتعل نہیں ہوتا ہے بلکہ احتراق قبول کرتا ہے اور علامات سرخ اور سیاہ آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوتی ہیں اور بخار زمین سے جب اوٹھتا ہے کئی قسم ہوتا ہے اور بہت بلند جاتا ہے اور ایسے مکان پر پہنچتا ہے کہ عکس شعاع آفتاب کا زمین سے اوٹھتا ہے اوس مکان تک منقطع ہو جاتا ہے اور سردی اور جم جانا قبول کرتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر زمین پر گرتا ہے اوس بخار جمے ہوئے کو ابر کہتے ہیں اور کبھی اتنا لطیف نہیں ہوتا ہے بلکہ ثقل بھی اوس میں موجود ہے اور اسی واسطے بہت بلند نہیں جاتا ہے اور یہ بخار بسبب سردی کے آخر رات کو جلدی سے منجمد ہو کر گرتا ہے اور اوسکو شبنم کہتے ہیں اور کبھی بسبب شدت سردی ہوا کے بخار رہتے ہیں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اوسکو اولے کہتے ہیں اور بھی کہا ہے کہ جس وقت بخار اور دھواں اور غبار مخلوط ہو کر زمین سے اوپر کو اوٹھتے ہیں اور بعد اوٹھنے کے آپس میں جدا ہوتے ہیں غبار اولٹا پھرتا ہے اور ہوا تند چلتی ہے باؤ گولہ پیدا ہوتا ہے اور بخار اور دھواں جس وقت برودت کی حد پر پہونچتے ہیں بخار سرد ہو جاتا ہے اور دھواں اوپر کو جانا چاہتا ہے پس بباعث شدت نفوذ کرنے دھویں کے کہ اوپر کو راستہ چاہتا ہے اور سخت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکو رعد کہتے ہیں اور کبھی بسبب حرکت سخت کے وہ دھواں روشن بھی ہو جاتا ہے اور بجلی دکھائی دیتی ہے اور کبھی بسبب سردی زیادہ کے دھواں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اوسکو صاعقہ کہتے ہیں اہل حکمت کے طور پر اسطرح یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں چونکہ نظر اون کی بہت قاصر ہے ایسی چیزوں کی پیدائش میں سوا استعداد مادہ اور تاثیر عنصر نوعیہ کے کچھ معلوم نہیں

کر سکتی ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں اور حقیقت میں ہمراہ ان اسباب کے اسباب دوسرے بھی
واسطے اس کارخانہ کے بلکہ واسطے تمام کارخانوں جہان کے درکار ہیں کہ وہ ارادہ اور اختیار
ارواح مدبرہ کا کہ موکل ان مواد اور صورتوں پر ہیں اور ان ارواح کو زبان شرع میں ملائکہ
اور فرشتے کہتے ہیں اور خصوصیتیں مانی اور مکانی اور نہونا اثر کا باوجود اجتماع مادیہ اور
صوریہ کے اختلاف اسی ارادہ اور اختیار کے سے ہے اسی واسطے شارع نے جزو اخیر
علتہ تامہ کو کہ تعلق ارادہ اور اختیار ارواح مدبرہ کا ہے اعتبار فرمایا ہے اور انجام اوس
کارخانہ کا بلکہ تمام کارخانوں جہان کا نسبت طرف فعل فرشتوں کے فرمایا اور ملائکہ کو
تابع امر تکوینی جناب باری کا کیا کہ فرشتے اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے ہیں فللہ
درہ ما ادق نظرہ وما اعلی ثمرہ اگر قوت فکریہ انسانیہ بیچ اسباب مادیہ اور صوریہ ہر
شے کے غور کرے کمال غفلت انتہی سے اسباب سے یعنے انتہا تمام اسباب کا جس کی
طرف ہے اوس کو حاصل ہوا اور معرفت مسبب کے ہرگز میسر نہوا اور اگر نفی اسباب
کی بالکل کرے کارخانہ حکمت الٰہی کا منکر ہوا اور خلقت اسباب کی باطل سمجھے ربنا ما
خلقت ھذا باطلا پس جو اعتقاد کہ اوسکو دنیا اور آخرت میں نفع کرے یہی اعتقاد
ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہر شے کا بلا واسطہ ہے لیکن اسباب واسطے عادت
اپنی کے درمیان میں لاتا ہے تاکہ معطل ہونا کسی شے کا اور خالی ہونا حکمت
اور قدرت سے لازم نہ آوے والا بیت ازسبب سازیش من سودائیم ✽ وز مسبب
سوزیش سوفسطائیم ✽ اور جب یہ معنی معلوم ہوئے پس جاننا چاہیے کہ جو کچھ حکما
اور فلاسفہ نے بیچ پیدائش ابر اور مینہ اور رعد اور برق کے کہا ہے محض واسطے صورت
باندھنے اون چیزوں کے کہ قدرت الٰہی سے پیدا ہوئی ہیں ذکر کیا ہے تاکہ عقل سے بعید نہ
معلوم ہوں اور ذہن کہ مالوف اوپر ادراک قدرت کے باعتبار اسباب مشہورہ کے ہے قبول کرے
والا واسطے ان چیزوں کے اسباب دوسرے اور بھی ہو سکتے ہیں بلکہ موجود ہیں جیسا کہ اگلی
آیت کی تفسیر میں اور بیچ قصہ عذابوں پہلی امتوں کے انشاء اللہ تعالیٰ اشارہ طرف اوسکے
آجاویگا اور ہر گاہ کہ بیان فرقوں نیک بختوں اور بدبختوں کرسے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ یہ

تتمہ تفسیلی جب ابر ... جب زمین ... جب ... سکون ... مدد دردوں ... چمکیلی ... زمین بر

کتاب ہدایت ہے واسطے متقیوں کے کہ پانچ فرقوں کو شامل ہے اب بیچ بیان اوس
چیز کے کہ مقصود نازل کرنے اس سورۃ کے سے ہے شروع فرمایا اور اوپر طریق حاصل کرنے تقوی
کے کہ سبب تقوی پکڑنے کا ساتھ ہدایت قرآن کے ہے دلالت فرمائی گویا ایسا فرماتے ہیں کہ جب تو
جانا کہ یہ کتاب واسطے ہدایت متقیوں کے نازل ہوئی پس چاہیئے کہ تم تقوی حاصل کرنیکا
کرو اور رستہ اوسکو حاصل کرنیکا ہم سے سنو یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ یعنے ای آدمیو بندگی
کرو تم پروردگار اپنے کی او منافقوں کی مثل نہو کہ یہ گروہ دین اسلام سے کہ سراسر نفع ہے بسبب
تاریکیوں او شدائد وعد او وعید کے بھاگتے ہیں جیسا آدمی مینہ سے کہ عین رحمت ہے
بسبب خوف اندھیرے او رعد او برق کے بھاگتے ہیں اور یہی تمثیل اچھے او پر مطابق کرنے
کہ فقط منافقوں کو تبہ نظر کے حال بیان کرنے کے واسطے لائی گئی ہے او مفید علمی نہیں
پس یہ تمثیل معارض دلائل قطعیہ کے کہ اوپر واجب ہونے عبادت کے دلالت کرتے ہیں نہو گی
پھر جو شخص اس اصل محکم کو چھوڑے اور ایسی تمثیل ضعیف کے ساتھ متمسک پکڑے گویا انسانیت
سے نکل گیا اور مفہوم لفظ ناس کے سے باہر ہوا اور اصل وس تمسک کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت
کی معبودیت کو تقاضا کرتی ہے او حقیقت عبدیت کی عابدیت کو چاہتی ہے خصوصا جبکہ
رب نے بندہ کو ایسی بڑی نعمت دی ہو کہ تمام نعمتیں بعد اوس نعمت کے موجود ہوتی
ہوں اور وہ نعمت نعمت پیدا کرنے کی ہے کہ ذات بندہ کو بھی عدم سے طرف وجود کے لایا
اور او سکے اصول کو بھی یعنے جن سے یہ پیدا ہوا ہے اوسی نے نیست سے ہست کیا اسواسطے کہ
پروردگار وہ منعم ہے الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنے وہ کہ پیدا کیا ہے تم کو
. . . اور ان آدمیوں کو کہ پہلے تم سے تھے باپ دادے تمہارے اور یہ پیدا کرنا ایک نعمت
نہایت عمدہ اس کے بدلے میں ایسا شکر چاہیئے کہ کمال درجہ کا ہو اور وہ عبادت ہے پس معلوم ہوا
کہ عبادت کو بندہ کے واسطے نفع اپنے کے نہیں چاہتے ہیں بلکہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنے واسطے اسکے کہ تا
متقی ہو تم او ساتھ ہدایت قرآن کے کہ یہ نصیب متقیوں کے ہے نصیب پانے والے ہو اور
اسی واسطے محققین نے کہا ہے کہ حقیقت عبادت کی تصحیح کرنا نسبت عبودیت کی ہے اسواسطے
کہ جب بندہ نے اپنی تئیں حسن پہچانا رب اپنے کو ساتھ وجوب کے پہچانیگا اور جب اپنی تئیں مملوک

رب اپنے کو مالک جانیگا اور جب اپنے تئیں مقہور دیکھا رب اپنے کو قاہر دیکھے گا اور جب اپنے تئیں تحت قدرت کے دیکھا رب اپنے کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے تئیں مامور اور ذلیل پہچانا رب اپنے کو آمر اور عزیز پہچانیگا اور اوپر اسی قیاس کے تئیں حد اپنی سے تجاوز نکرے گا اور اس قضیہ عقلیہ کو منعکس نکریگا اور اپنی قدرت اور تصرف کسی وجہ سے معلوم نہیں کرنے کا اور آپ کو مانند غلام ذلیل کے کہ روبرو خاوند اپنے کے کھڑا ہوا ہے اور کمر اطاعت کی باندھی ہوئی منتظر امر و نہی کا ہونیوالا جانیگا اصمعی نے روایت کی ہے کہ ایک غلام کو آگے ایک شخص کے لائے تاکہ اوسکو خرید کرے اوس شخص نے غلام سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا جو نام تو رکھے اوس شخص نے پوچھا کیا کھائے گا کہا جو تو مجھکو کھلاوے پھر پوچھا کہ کیا پہنے گا کہا جو تو پہنا دے اوس شخص نے کہا کہ میں تجکو خرید وں غلام نے کہا کہ بندہ کو کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے خواہش اوسکی وہی ہے جو خواہش مولی کی ہے اور سر کا مکہ معنی عبادت کے صحیح کرنا نسبت عبودیت کی ہے پس امر فرمانا ساتھ عبادت کو شامل ہے کافر او مسلمان کو اوبھی شامل ہے تمام مبادی اور نہایتوں عبادت کو اور اصول اور فروع اوسکے کو کہ شرایع الہیہ شرح اوس کی ہیں اس جگہ جاننا چاہئے کہ ہر چند حقیقت عبادت کی بمجرد متوجہ ہونے کے طرف حال نفس اپنے کے اور دیکھنے داغ عبودیت کے اپنے اوپر ظاہر او روشن ہے لیکن بسبب قصور بشری اور ضعف قوت فکری کے معرفت معبود کے رستہ کا ایسا نشان دیا ہے کہ بہت آسان او ظاہر ہے اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ ہر اہل عقل جانتا ہے کہ میں ایک وقت میں معدوم تھا بعد اوس کے موجود ہوا اور یہ چیز بعد عدم کے موجود ہووے اوسکے واسطے ایک پیدا کرنیوالا چاہئے اور خالق میرا نہ نفس میرا ہے اور نہ ماباپ میرے اور نہ ہم جنس میرے اسواسطے کہ یہ سب نہ میرے حاضر ہیں اگر پوست بدن میرے کا بسبب کسی صدمہ کے اوتر پڑے اون کو یہ طاقت نہیں کہ اوس چمڑے کو نئے سرے سے پیدا کریں اور طبیعتیں فصلوں اور آسمانوں اور عناصر اور کواکب کے بھی خالق نہیں ہو سکتیں اسواسطے کہ یہ چیزیں بھی متغیر اور متبدل ہوتی ہیں پس خالق میرا اور چیز ہے کہ عجز اور حدوث اور تغیر اور تبدل اور نقصان سے پاک ہے اور وہ ذات معبود کی ہے

باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین نے اون میں کلام بہت کی ہے اول یہہ کہ علقمہ
سے روایت آئی ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الناس ہو مکی ہے اور جس آیت کے
اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے مدنی ہے اور یہہ دو نو قاعدے منقوض ہیں اسواسطے کہ یہہ
آیت مدنی ہے بالاجماع باوجودیکہ اس کے اول میں یا ایہا الناس ہے اور آیت
یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا کہ سورۂ تحریم میں ہے مکی ہے اور حال یہہ ہے
کہ اسکے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ معنی مکی اور مدنی کے علقمہ کے کلام
میں یہہ نہیں کہ مکہ اور مدینہ میں اوتری ہو بلکہ مراد اوسکی یہہ ہے کہ جس جگہ یا ایہا الناس
آیا ہے خطاب طرف مشرکین مکہ کے ہے کہ اکثر رہنے والے مکہ کے تھے اور جس جگہہ
یا ایہا الذین امنوا وارد ہوا ہے خطاب طرف مومنین کے ہے کہ اکثر مدینہ میں تھے اسواسطے
کہ اوسوقت میں کفر کے غلبہ کی جگہ مکہ تھا اور اسلام کے غلبہ کی جگہ مدینہ تھا دوسرے
یہہ کہ لفظ لعل کا لغت عرب میں واسطے امید اور توقع کے ہے اور امید اور توقع
اوس کسی کو لائق ہے کہ انجام کار سے آگاہ نہو کلام الٰہی میں کیونکر واقع ہو جواب
اسکا یہہ ہے کہ حرف امید کا کلام الٰہی میں دو طرح سے آتا ہے اول واسطے نقل کلام حالی
یا قالی بندوں کے جیسا کہ لعلہ یتذکر او یخشی اسواسطے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون
علی نبینا وعلیہما السلام جسوقت میں طرف فرعون کے بھیجے گئے تھے حال اونکا امید توقع
کو چاہتا تھا گو وقوع میں نہ آتے دوسرا طریقہ یہہ ہے کہ امید کے معنی سے مجرد کر کے تعلیل
محض میں استعمال کرتے ہیں اور اسی واسطے قرا نے کہا ہے کہ لعل کلام الٰہی میں بمعنی
کَے کے ہے تیسری بحث یہہ ہے کہ عبادت سوا تقوے کے اور چیز نہیں پس لعلکم تتقون
بعد اعبدوا ربکم کے ذکر کرنا ایسا ہو کہ اعبدوا ربکم لعلکم تعبدون یا بمنزلہ اسکے
کہ اتقوا ربکم لعلکم تتقون کہیں اور یہہ کلام نہایت نامناسب ہے جواب اسکا یہہ ہے
کہ معنی عبادت کے صحیح کر لی نسبت عبودیت کی ہے اور معنی اسکے صحیح کا متصف ہونا
ساتھ صفت تقوے کے ہے پس عبادت اور تقوی باعتبار نہایت کے آپس میں اتحاد
رکھتے ہیں اور باعتبار ابتدا کے فرق اور تغائر رکھتے ہیں اس جگہ کلام کی بنا اوپر

تقسیم تعلیمی بات
یا ایہا الناس
پروردگار
کو پاکی
اسکا اور
بڑی
تعریف
اسکے ساتھ
بڑی پاکی
بیان کرنی

اعتبار ابتدا حال کی ہے اور احتمال ہے کہ معنی اتقا کے اسجگہ موافق مفہوم لغوی کے پرہیز
کرنا اور اپنے تئیں نگاہ رکھنا ہو یعنے عبادت پروردگار اپنے کی بجالاؤ تم تاکہ اپنے
تئیں اوسکے غصہ سے بچاؤ اسواسطے کہ تلف کرنا حقوق کا موجب غصہ اوسکے کا ہے
اور عبادت کے چھوڑنے میں تین حق تلف ہوتی ہیں اول حق اللہ تعالی کی پرورش کا دوسرے
حق عبودیت اپنی کا تیسرے حق نعمت اوسکی کا کہ ترک کرنا شکر کا لازم آتا ہے اور جو
تمثیل کہ منافقین کے حال میں گذری ہے قابل اوس کے نہیں کہ عبادت کے چھوڑنے
والے اسکو اپنے مطلب کے واسطے سند پکڑیں بلکہ وہ تمثیل اوپر خلاف مدعا اون کے
کے کمال مبالغہ کے ساتھ دلیل ہے اسواسطے کہ جسکو اونہوں نے منشا بہا گنے کا اسلام
سے قرار دیا ہے وہ حقیقت میں اسباب دخول اسلام کے سے ہے باعتبار ذات اپنی کے
بھی اور باعتبار مبدأ اور منتہا اور ثمرات اپنی کے بھی اسوسطے کہ وہ خالق ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا یعنے وہ کہ گردانا ہے اوسنے زمین کو مانند فرش کے واسطے تمہارے کہ اوپر اوسکے قرار
پکڑو اور سکونت اختیار کرو باوجود احاطہ دریا رشور کے ہر طرف سے تھوڑا ٹکڑا زمین کا
ظاہر کیا اور اوسکو نہ ایسا سخت کیا جیسا کہ سنگ خارا کہ سکونت اور قرار پکڑنا اوپر
ممکن نہو اور نہ اس قدر لطیف اور نرم بنایا مانند پانی اور ہوا اور گارے کے کہ پاؤں
اوسپر چپلے پس گویا تمام زمین مانند فرش کے بچھی ہوئی ہے اور اپنی جگہ پر ٹھہری ہوئی
ہے تاکہ اوپر اوسکے خواب کرو اور بیٹھو اور عجائب مصنوعات الہی سے زمین میں وہ ہے
کہ اوسکو اپنے حیز میں ٹھہرا دیا ہے کہ تمام جہان کا درمیان ہے اسواسطے کہ ہر چیز بھاری
بالطبع نیچے کیطرف مائل ہے جیسا کہ ہر چیز ہلکی بالطبع مائل اوپر کیطرف ہے نیچے کی طرف
زمین کے مرکز کو کہتے ہیں کہ عین درمیان زمین کے نقطہ کا نام ہے اور اوپر کیطرف وہ
جہت ہے کہ آسمان کیطرف جسکا مونھ ہو پس جیسا کہ بلند ہونا زمین کا اس طرف سے
کہ ہم اوپر اوسکے ہیں آسمان کی طرف کو مستبعد ہیں ایسے ہی نیچے کو زمین کا جانا بھی
اس جگہ سے بعید ہے اسواسطے کہ نیچے کو جانا زمین کا عین بلند ہونا ہے آسمان کی طرف پس اس تدبیر سے بیچ ٹھہرانے
زمین کے حیز اپنے میں کسی چیز کی احتیاج نہ رہی تاکہ اوپر کی طرف سے کسی شے سے باندھیں

یا نیچے کی طرف سے ساتھ کسی ستون کے مضبوطی اوسکی کریں بلکہ ثقل طبعی اوسکی طبیعت
میں وسط حقیقی کی طرف کھاہے وہی کفایت کرتاہے کہ نیچے یا اوپر کو نہیں جاسکتی
جیساکہ اس آیت میں ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ
تھام رہاہے آسمانوں کو اور زمینوں کو کہ ٹل نجاویں اس معنی کی طرف اشارہ ہے اور نعمتیں
الٰہی بندوں کو اوپر کہ زمین کی پیدایش میں ہیں یہ ہیں کہ اسکو مانند پتھر کے سخت نکیا
اور نہ مانند پانی کے نرم بنایا تاکہ چلنا پھرنا بیٹھنا سونا اوپر اوسکے آسان ہو اور
کھیتی اور عمارت کا بنانا ممکن ہو اور کھودنا کوؤں کا اور جاری کرنا نہروں کا ہوسکے
اور اونھیں نعمتوں سے وہ ہے کہ اوسکو نہایت لطیف اور شفاف ہوا کی مانند نہیں
کیا تاکہ شعاعیں انوار آسمانی کی اوپر اوسکی ٹھیریں اور بہ سبب اون شعاعوں کے
اوسکی باطن میں حرارت اور گرمی پیدا ہو اور کھیتی کے کام میں آوے اور اونھیں
نعمتوں میں سے وہ ہے کہ طبیعت اوسکی خشک کی تاکہ عناصر رطوبت والوں کو
اوسکے ساتھ خمیر کریں اور قوام مرکبات کے بدنوں کا حاصل ہو اور جملہ نشانیوں الٰہی
سے کہ زمین میں رکھی ہوئی ہیں اور مجملا اون آیات کی طرف بیچ آیت وفی الارض
ایات للموقنین یعنے اور زمین میں نشانیاں ہیں واسطے یقین کرنیوالوں کے اشارہ
کیاہے کتنی چیزیں ہیں بعضی اون میں سے اختلاف زمینوں کاہے اسطرح پر کہ کوئی سخت
ہے اور کوئی نرم کسی میں روئیدگی خوب ہے کسی میں کم وعلی ہذا القیاس اور اسی
نشانی کی طرف اس آیت تفصیلا اشارہ ہے کہ وفی الارض قطع متجاورات اور بعضی نشا
اون میں سے یہ ہے کہ زمینوں کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے اور اس آیت میں بیان اسکاہے
ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود یعنے اور پہاڑوں میں گھاٹیاں
ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے اونکے رنگ اور بالکل سیاہ اور بعضی اون نشانیوں میں سے اگنا
نباتات کا کہ بیچ آیت والارض ذات الصدع کی ذکر اسکا ہے اور بعضی اون میں سے یہ
ہے کہ بسبب خشکی طبیعت اپنی کے پانی مینہ کا جذب کرکے کھاتی ہے اور نگاہ رکھتی ہے
جیساکہ بیچ آیت وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض کی مذکور یعنی اتارا ہم نے آسمان

پانی ساتھ اندازہ کے پھر اوسکو ٹھیرادیا زمین میں اور بعضی اون میں سے یہ ہے جوش کرنا چشموں
کا اور جاری ہونا نہروں کا کہ بیچ آیت والارض مددناھا کی مذکور ہے اور بعضی اون
میں سے یہہ ہے کہ زمین کی طبیعت میں کرم اور سخاوت　رکھی ہے ایک دانہ
لیتی ہے اور سات سو دانہ اوسکے بدلے میں دیتی ہے جیسا کہ بیچ اس آیت کے مذکور ہے
کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة یعنے جیسے ایک دانہ اوگیں اوس
سات بالیں ہر ہر بال میں سو سو دانے اور بعضی اون میں سے حیات اور موت ہے
کہ نمونہ حشر اور قیامت کا ہر سال اوسکے اوپر دیکھا جاتا ہے　جیسا کہ اس آیت میں ہے
وایة لهم الارض المیتة احییناها یعنے اور ایک نشانی ہے زمین مردہ اوسکو جلایا ہم نے
اور بعضی نشانی اون میں سے یہ جانور مختلف کہ اوسمیں پیدا ہوتی ہیں اور اس آیت میں
ذکر فرمایا ہے وبث فیها من کل دابة یعنی بکھیری اوس میں سب قسم کے جانور اور اونہیں
میں سے روئیدگیاں طرح طرح کی جیسا کہ اس آیت میں بیان ہے وانبتنا فیها من
کل زوج بهیج یعنے اور روئیدہ کی ہم نے ہر ہر قسم کی رونق کی چیز اور اگر سبزیوں اور
بوٹیوں کے حال میں تامل کیا جاوے پس رنگتیں جدی جدی کہ اون میں پائی
جاتی ہیں یہ بڑی نشان ہے اور مزے جدے جدے ہونے نشانی دوسری ہے اور
خوشبوئیں جدا جدا ہونی نشانی دوسری ہے اور بدبوئیاں مختلف ہونی یہ اور نشانی ہے پھر
بعضی انمیں سے قوت آدمیوں کا ہیں اور بعضی قوت جانوروں کا خواہ چرند ہوں خواہ
پرند اور بعضی اون میں سے کھانے کی چیزیں ہیں اور بعضی سالن ہیں اور بعضی دوا اور
بعضی میوہ ہیں اور بعضی لباس آدمیوں کا جیسا روئی اور کتان سوائے پوششوں حیوانی
کے کہ بالوں اور پشم اور ریشم اور پوست اون کے سے بناتے ہیں اور اونہیں نشانیوں
میں سے پتھر مختلف ہیں کہ بعضے اون سے واسطے زینت کے ہیں مثل یاقوت اور الماس اور
عقیق اور فیروزہ کے اور بعضے اون سے واسطے استحکام بنا کے مثل خارا اور غلولہ کے اور بعضے
واسطے دونوں فائدوں کے مثل مرمر سرخ کے اور عجائب قدرت الہی سے ان پتھروں میں
یہہ ہے کہ جسکی منفعت زیادہ ہے قیمت اوسکی کم ہے جیسا کہ پتھر چقماق کا اور جسکی

منفعت کم ہے قیمت اُسکی زیادہ مثل یاقوت سرخ کے اور ماوہیں نشانیوں میں کا نین عجیب
اور غریب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کردی ہیں اور سب سے بہتر اون میں سونے
چاندی کی کان ہے اور عجائب قدرتوں الہی کے سے بیچ اس قسم کے یہ ہے کہ
آدمی کو حرفتیں مشکل اور صنعتیں باریک اور حیلے بڑے بڑے تعلیم کردیے ہیں یہانتک
کہ مچھلی کو قعر دریا سے اور جانوروں کو ہوا میں سے شکار کرتے ہیں اور باوجود اسکے
سونے چاندی کے بنانے سے عاجز رکھا ہے یعنے سونا چاندی کوئی شخص نہیں بنا سکتا
اور بھید اسکا یہ ہے کہ اکثر فائدے سونے چاندی کے باعتبار ثمنیت کے ہیں یعنے اور
چیزوں کی ثمن ہوتے ہیں اور ثمن ہونا بغیر عزت کے نہیں ہوتا اور عزت اسبات کو چاہتی
ہے کہ آدمی کو اوسکے بنانے کی قدرت نہو ورنہ کچھ قدر نرہتی اور اسی واسطے کہا ہے
کہ من طلب المال بالکیمیا افلس اور انہیں نشانیوں سے یہ ہے کہ کوہستان میں
اور بعض قطعات زمین کے میں بڑے بڑے درخت پیدا کردیے ہیں اور اونپر پھول پھل
نہیں آتا تاکہ عمارت کے کام میں اویں اور کوئلہ وغیرہ میں خرچ ہوں اور تخت وغیرہ کے
کام میں رہیں خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنے حال میں فکر کیجے اور اپنی حاجتوں
اور جہان کو اندازہ کرے اور توقع بالیقین جان لیوے کہ تمام جہان میرے واسطے ایک
گھر کے ہے کہ جو چیزیں احتیاج کی ہیں اوسمیں رکھی ہوئی ہیں اور آسمان کو مانند چھت کے اوپر
اسکے رکھدیا ہے اور زمین کو مانند فرش کے بچھا دیا اور ستاروں کو مانند چراغوں اور
قندیلوں کے لٹکا دیا ہے اور غذا اور دوا اور پوشاک اور سواری اور زیور جنس نباتات
اور حیوانات اور معادن کی سے اوسکو بخشکر مالک اس گھر کا بنا دیا ہے اور مرہون
انعام و احسان اپنے کا کیا چنانچہ طرف اسی معنی کے بیچ مقام شکر کے ہیں نعمت کی
ساتھ اداکرنے عبادتوں اور بندگیوں کے اشارہ فرماتے ہیں وَالسَّمَآءَ بِنَآءً یعنے بنایا ہے
تمہارے واسطے آسمان کو بناے عالی مانند چھت کے کہ تمہارے تئیں سایہ کرتے تاکہ چمکاری
نوروں فرشتوں علویہ کے بناگہ تمہاری کو بہم نکریں اور منجملہ انعامات الٰہی سے کہ بنانے آسمان
میں بندوں اپنے کے اوپر مرحمت فرمائی یہ ہے کہ آسمانوں کو چراغوں سے مزین

اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی اتنا ہی بیٹھے

کیا جیسا کہ بیچ آیت ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح کے مذکور ہے اور ماہتاب سے بھی
کہ وجعل القمر فیہن نورا اور آفتاب سے بھی کہ وجعل الشمس سراجا پھر اوسکو کرسی کے
ساتھ احاطہ فرمایا اور کرسیکو عرش کے ساتھ کہ وسع کرسیہ السموات والارض وھو
رب العرش العظیم اور منجملہ انعامات سے یہ ہے کہ اس سقف کو شکست اور ریخت سے
محفوظ رکھا اور کتنے طبقے کئے وبنینا فوقکم سبعا شدادا الم تروا کیف خلق اللہ سبع
سموات طباقا وجعلنا السماء سقفا محفوظا یعنے بنائے ہمنے تمہارے اوپر سات طبقے
مضبوط کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان اور بنایا ہمنے آسمان کو
چھت بچاوکی اور اونہیں انعامات سے یہ ہے کہ آسمان کو اعمال کے چڑھنے کی جگہ اور جائے
مورد انوار اور قبلۂ دعا اور محل روشنی اور صفائی کا کیا اور یہ بھی انعامات سے ہے
کہ رنگ اوسکے کو سب رنگوں سے زیادہ نافع بنایا کہ بباعث سبزی کے قوت باصرہ کو
فائدہ بخشتا ہے اور شکل اوسکی اور شکلوں سے بہتر بنائی کہ مستدیر ہے اور منجملہ انعامات کے
یہ ہے کہ ستاروں آسمانی کو شیاطین کے واسطے رجوم مقرر فرمایا یعنے شیاطین کو اون سے
مارتے ہیں اور آسمان پر آنے نہیں دیتے اور اونہیں ستاروں کو جنگل اور دریا کے مسافروں
کے نشان بنائے کہ اون کو دیکھکر سیدھا راستہ چلتے ہیں اور اونہیں انعامات سے
یہ ہے کہ آفتاب کا ظاہر ہونا مقرر کیا تاکہ دن میں چلنا پھرنا آدمیونکا حاجتوں کے
واسطے جگہ جگہ زمین میں آسان ہو اور رات کو ڈوب جانا آفتاب کا رکھا تاکہ سکون اور
راحت اور توجہ قوت ہاضمہ کی باطن بدن کیطرف بہ سبب سونے کے حاصل ہو اور غذا
کا پہونچنا اعضا کی طرف بخوبی ہو جائے حکما نے کہا ہے کہ اگر آفتاب طلوع نہوتا تو غلبہ
سردی اور کثافت کا اس حد کو پہنچ جاتا کہ موجب جم جانے پانیو کا اور سرد ہونا حرارت
غریزی کا ہو جاتا اور اگر غروب آفتاب کا نہوتا زمین ایسی گرم ہو جاتی کہ جانور اور سبزیاں
زمین کی سب جل جاتیں عین عنایت الہی ہے کہ بسبب آگے پیچھے آنے نور اور ظلمت اور
گرمی سردی کے اعتدال معاش آدمیوں کا فرما دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر
آسمان گردش نکرتا آفتاب ایک ہی جگہ آسمان میں ٹھیرا رہتا پس دولتمند موسم

سرما میں اوس طرف کو کھول لیا کرتے کہ آفتاب کی شعاع سے نفع اوٹھاتے اور گرمیوں
میں اوس طرف کو بند کر دیا کرتے تاکہ اوسکی گرمی سے امن میں رہتے اور فقیر دونو حالتوں
میں محروم اور مایوس رہتے اللہ تعالی نے بہ سبب گردش فلکی کے اس نعمت اور آسائش
کو غنی اور فقیر کیواسطے برابر کردیا پھر آفتاب کو بسبب نزدیک اور دور ہونے اوسکے
سمت راس سے چار فصلوں کا سبب بنا دیا تاکہ موسم سرما میں گرمی اشجار اور
نباتات کے اندر چلی جاوے اور میوے اور دانے پک جاویں اور ہوا بسبب کم
ہونے گرمی کے پاک اور صاف ہو جاوے اور ابر اور برف برسے اور بدن حیوانات
کا بسبب بند ہونے حرارت غریزیہ کے باطن میں قوت پکڑے اور بہار کے موسم
میں طبیعتیں حرکت میں آویں اور مواد کہ سرما میں پیدا ہوے تھے ظاہر ہوں اور درخت
کلیاں لے آویں اور جانوروں کو جفت ہونیکے واسطے ہیجان ہو اور موسم گرما میں
ہوا حرارت پیدا کرتی ہے تاکہ میوے پختہ ہو جاویں اور فضول بدنوں کی تحلیل ہو جاویں
اور موسم زمین کا خشک ہو جاوے اور قابل کھیتی اور عمارت کے ہو وے اور خریف میں
سردی اور خشکی غلبہ کرے اور جو میوے کہ تر ہیں قابل ذخیرہ کے ہوں اور بدن حیوانوں کو
آہستہ آہستہ جاڑوں کی مشقت اوٹھانے کے واسطے تیار ہو ویں اور ماہتاب کو خلیفہ آفتاب
کا کیا ہے اور عدد برسوں کے اور حساب قمر اور مدتیں اسی کے ساتھ متعلق کیں اور احکام
شرعیہ کی اندازہ اسی سے مقرر کئے کو پس اگر آدمی اپنے حال کو سوچے یقینا جانے کہ مجکو
کسی حالت میں زمین اور آسمان سے چارہ نہیں اور اسیواسطے وجوہ فضل ہونے ایک کی
دوسرے سے متعارض ہیں بعضے وجوہ سے زمین کی افضلیت معلوم ہوتی ہے اور بعضے
سے آسمان کی اگر آسمان اس جہت سے بزرگی رکھے کہ عبادت گاہ فرشتوں کی ہے
اور خالی گناہ سے اور سقف محفوظ ہے اور برکت کے ساتھ موصوف ہے اور اسکے ستاروں
کی شعاعیں تاثیر قوی زمین کی چیزوں میں کرتی ہیں اور موثر اشرف ہوتا ہے متاثر سے اور
اسیواسطے ذکر آسمان کا جا بجا قرآن میں زمین سے مقدم ہے تو زمین بھی اس جہت کو بزرگی رکھتی ہے
کہ خانہ کعبہ عظمۃ اللہ اور مسجد اقصی زمین میں ہے اور مادہ پیدائش نبیوں کا اور دفن ہونا

تفسیر فلیلی کرت
اسے اللہ مجکو معاف کر اور مجھپر مہربانی کر اور مجھکو ہدایت کر اور آرام دے اور میری خستگی دور کر (ترجمہ) اور ... اور میری دکھت ... جب دونوں سجدوں

پاک بدنوں اون کے کا اسی میں ہے خصوصا آدمی کے حق میں مادر شفیق کا حکم رکھتی
ہے بلکہ ما ایک قسم کی غذا کہ دودھ ہے اوسکو دیتی ہے اور زمین طرح طرح کی غذائیں
نفیس کہلاتی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ جب آدمی کو حکم ہوتا ہے کہ ماکے پیٹ
میں سے نکل تو بکمال خوشی اس حکم کو قبول کرتا ہے اور سر کی طرف سے باہر آتا ہے
اور جسوقت کہ حکم ہوتا ہے کہ دنیا سے نکل تو ہرگز اپنے پانوؤں سے نہیں جاتا ہے یہانتک کہ
موکل روحکو قبض کر ڈالے کھینچ کر لیجاتے ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اس آیت میں ذکر زمین
کا اوپر ذکر آسمان کے مقدم فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو ہرچند بندوں کے
حق میں عمدہ نعمتیں بنائی ہیں لیکن ان دونوکو جدا جدا نہیں چھوڑا بلکہ دونوکو آپسمیں ربط
دیا اور قوت ایک کی دوسریکی طرف پہنچائی تاکہ ترکیب سے آثار نعمتوں کے ظاہر ہوویں چنانچہ فرماتے ہیں
وَاَنْزَلَ یعنے اور نازل فرمایا ہے مِنَ السَّمَآءِ یعنی بعضے اوضاع آسمانی سے حرکتوں کواکب میں
خصوصاً آفتاب کی حرکت میں مَآءً یعنی پانی کو واسطے اوگانے سبزیوں طرح طرح کے اوٹھانے
والیاں مواد طرح طرح کے میووں کی ہیں فَاَخْرَجَ بِهٖ یعنی پس نکالا بہ سبب اوس پانی کے
کہ قوت فاعلہ رکھتا ہو اور زمین میں قوت قابلہ سونپی گئی ہے تاکہ بہ سبب جمع ہونے ان دونو قوتوں
کو پیدا کرے مِنَ الثَّمَرٰتِ یعنے جنس میووں کی سے رِزْقًا لَّكُمْ یعنی رزق واسطے تمہارے اور
طریق اوتارنے پانی کا اوضاع آسمانی سے یہہ ہے کہ جب آفتاب ساتھ حرکت اپنی کے قریب
سمت راس کسی ملک اور شہر کے پہنچتا ہے گرمی اور خشکی اوس ملک میں شدت قبول
کرتی ہے اور اجزاے اوس زمین کی میں تخلخل پیدا ہوتا ہے اور غبار اوٹھتے ہیں اور اگر
اوس ملک کے گرد کوئی ٹکڑا دریاے شور کا ہوا اوس دریا کے اجزا میں تبخیر پیدا ہوتی ہے
اور بخارات اوٹھتے ہیں اور آبادی کی جگہ اور شہروں سے دہوئیں بہت جمع ہوکر اوپر کو
جاتے ہیں اور یہہ تینوں چیزیں کہ غبار اور بخار اور دھواں ہے مابین زمین اور آسمان
کے جمع ہوتے ہیں پس موسم گرمی میں کہ تپش غالب ہوتی ہے اور بخارات رطوبت والی
کمتر ہوتی ہیں غبار غالب ہوتا ہے اور بگولے اوٹھتے ہیں اور ہوائیں ہولناک تیز چلتی ہیں اور
جب آفتاب نقطہ انقلاب صیفی سے پھرتا ہے اور زیر و زسمت راس اوس ملک کی سے

دور ہوتا جاتا ہے اون غبارات اور دخانات میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور بسبب گرمی
کے کہ پہلے سے مابین آسمان اور زمین کے تھی رقت اور لطافت اون میں آجاتی ہے اور
بیچ ولائیتوں گرم سیر کے کہ متصل دریا شور کے کناروں کے ہیں موسم برشکال کا ظاہر ہونا
سے پس اروا ح مدبرہ جو کہ تیلیں یعنے فرشتے کہ ابر پر متعین ہیں حکم ہوتا ہے کہ ان
تینوں چیزوں کو ساتھ تحریک ہواؤں کے طبقہ زمہریر تک لیجا کر نضج دیں اور بعد نضج کے
اوس کے برسا دیں پس بیچ حالت نضج کے غبار تمام کہ ارضیت اونپر غالب ہے مانند
سوداء سوداویہ کے پختہ ہو کر پانی ہو جاتے ہیں اور مستعد برسنے کے بن جاتے ہیں اور اسجگہ
صورت دیگ کے پکنے کی بہم پہنچی ہے اس طرح سے کہ سردی طبقہ زمہریری کی باہر
کیطرف سے ابر ہیں کہ تین جز یعنی غبار و بخار اور دخان سے مرکب ہے تاثیر کرتی ہے اور
قاعدہ حکمت کا ہے کہ سردی اور گرمی آپس میں جیسا کہ موضوع اور محل میں تضاد رکھتی
ہیں مکان میں بھی ضدیت رکھتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اندر زمین کا جاڑوں میں
گرم ہوتا ہے بہ نسبت ظاہر کے اور گرمیوں میں بالعکس سکے ہے اور پانی کوؤں کا جاڑوں میں
گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد پس گرمی دھوؤں کی ابر کی باہر سے بھاگ کر اندر کیطرف
پوشیدہ ہوتی ہے اور فرشتے کہ ابر کے اوپر موکل ہیں اوس گرمی کو بجائے حرارت غریزیہ معدہ
اور دیگر آلات غذا کے قرار دیکر روشن کرتے ہیں اور یہہ روشن کرنا حقیقت بجلی کی ہے اور اسوقت
میں ابر کو مانند ایک دیگ کے مقرر کرنا چاہئے کہ اوسکو پکانے کے واسطے چولہے پر رکھیں فرق
یہی ہے کہ حرارت پکانے والی دیگ کی باہر سے پکاتی ہے اور حرارت پکانے والی ابر کی
اندر کی طرف سے پکاتی ہے مانند معدہ اور جگر کے اور ہر کا بکہ پکانے میں ضرور ہے کہ تری کی
مدد سے ہو ورنہ الا خشک چیزیں آگ کی گرمی سے جل جاتی ہیں اور راکھ ہو جاتی ہیں اور اسواسطے
غذاؤں کے پکانے میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں اور بغیر اسکے غذا جل جاتی ہے اور یہی پیدا نے
اور غلے اور اور چیزیں سخت کہ خشک ہوں جب تک کہ پانی ہمراہ اون کے نہو پکنا اونکا نہیں
ہوسکتا اسیواسطے ابر کے پکانے میں غبارات کو بجائے دانوں اور غلوں کے مقرر کرتے ہیں اور بخارات
کی رطوبت کو بجائے رطوبت پانی کے اور گرمی دھوؤں کی بجائے آگ کے اور قاعدہ

مقرر حکمت کا ہے کہ جسوقت حرارت کو جسم تر کے اوپر مسلط کرتے ہیں تو قوت تاثیر اوسکی سے آواز جوش کرنے کی اور شور اوس جسم رطب کے اجزا میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہانڈی پکنے کے وقت معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ابر میں وہ شور آواز رعد کی سمجھنی چاہیے اور جیسا کہ ہانڈی میں کبھی زیادہ آواز ہونے لگتی ہے کبھی کم ایسے ہی سمجھو اور جیسا کہ پکانے میں ہوا کی حاجت آگ کے روشن کرنے میں پڑتی ہے ایسے ہی سمجھ بھی واسطے جمع کرنے اور جدا کرنے ٹکڑے بادلوں کے ہوائیں مسلط کی گئیں اور اس درمیان میں کبھی بسبب شدت بھڑکنے شعلہ دھوؤں کے ہواؤں کے زور سے کوئی ٹکڑا کود کر زمین پر گرتا ہے جیسا کہ چنگاری اور پتنگے چولہے میں سے اڑتے ہیں تو اوس شرارہ کو کہ ابر میں سے جدا ہو کر گرتا ہے صاعقہ سمجھنا چاہیے اور ہر گاہ کہ نضج کامل ہوتا ہے اور غبارات میں رقت اور سیلان کمال درجہ کا آجاتا ہے تب برسنا مینہ کا اور جاری ہونا ندیوں کا ہو جاتا ہے جیسا کہ منضجات اور مسہلات میں آزمایا گیا کہ بعد نضج کامل کے تحریک ضعیف سے بھی اخلاط کا نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ اس کارخانہ میں مدار کار اوپر مسخر کرنے ہواؤں کے ہر وقت میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور بخارات اور دخانات کے اور جمع کرنے ان تینوں کے اُس میدان میں کہ زمین اور آسمان کی بیچ میں ہے بعد اوسکے واسطے پیدا کرنے تری کے اور لانے بخارات رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم کی ہواؤں کو مبشرات کہتے ہیں کہ فتثیر سحابا شان اون کی ہے اور دوسری قسم کی ہواؤں کو لواقح بولتے ہیں کہ بمنزلہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تلقیح کھجور کے درخت کے وارسلنا الریح لواقح صفت اون کی ہے بعد اوسکے واسطے برابر کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ اثر نضج کا برابر قبول کریں اور اس قسم کی ہوائیں بھی لواقح میں داخل ہیں بعد اوسکے واسطے پیدا کرنے سوراخوں کے درمیان ٹکڑے بادلوں کی اور کھولنے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی مبشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق اب پڑتا ہے کہ سرما کے موسم میں مینہ کے قطرے بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا سرد کھا کر جم

جاتے ہیں اور اولہ ہوکر گرتے ہیں پس یہ فصل بھی ہواؤں کا ہے اور فصل ربیع میں تمام
جسم ابر کا جم کر ایک پہاڑ اولوں کا ہوجاتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ جاڑوں کے موسم
میں باہر کیطرف ابر کی بسبب سردی ہوا عالم کے سرد ہوتی ہے اور سردی سے مسام بند
ہوجاتے ہیں اور مسام کے بند ہونے سے گرمی بادل کے اندر گہٹی ہوئی رہتی ہے پس
جبتک کہ قطرے مینہ کے بادل کے اندر رہتے ہیں رقیق اور بہنے والے ہوتے ہیں اور
جسوقت اوس سے وہ قطرے جدا ہوتے ہیں بسبب سردی ہوا کے جم کر گرتے ہیں اور
موسم ربیع میں بسبب گرمی ہوا باہر کے بادل کی باہر کی طرف گرم ہوتی ہے اور بسبب تضاد و سکان
کے اجزا سرد بخارات کے بادل کے اندر کیطرف پوشیدہ رہتے ہیں اور باطن ابر کا بسبب
سردی اون کی کے جم کر کہڑا رہتا ہے جسوقت بعض فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو ہوا کو اوپر اوسکے
مسلط کرتے ہیں اور وہ ہوا اون اجزا جمے ہوؤں کو پہاڑتی ہے یہ ہوا اسلئے ربیع کے موسم میں
وقت برسنے اولوں کے شور بہت سنا جاتا ہے بلکہ نوبت قلع اور قمع سخت کو پہنچتی ہے اور موسم
نو میں آسی حالت ربیع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس آیت میں وینزل من السماء من
جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عمن یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالا
بصار اور وجہ شدت چمکنے بجلی کی اسوقت میں یہ ہوتی ہے کہ شعاع بجلی کی جسم شفاف پر کہ وہ
ابر جما ہوا ہے پڑتی ہے پس چمک اوسکی دوچند ہوجاتی ہے اور آنکہ کو خیرگی حاصل ہوتی
ہے اور حالت شبیہ بحالت قمر پیدا ہوجاتی ہے اور جیسا بادل جما ہوا ان اسباب کے
ساتھ معلق کہڑا رہتا ہے ایسا ہی کبھی بادل پتلا بسبب شدت رطوبت ہوا کے بغیر تقیہ
زیادہ کے بہنے کی صورت پیدا کرکے مانند دریا کے معلق درمیان زمین اور آسمان کے
کہڑا رہتا ہے گویا ہوا عالم کی طبقہ زمہریری میں تمام پانی بن گئی بسبب تصرف ارواح
مدبرہ کے نیچے کو نہیں جاری ہوتی اور جسوقت ہوا تند اوس دریا معلق پر گذرتی ہے
قطرات بیشمار کو اوس دریا سے پھواروں کی مانند اوڑاتی ہے اور اس حالت کو ترشح کہتے
ہیں کہ درمیان موسم بارش کے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وقت چلنے ہوا تیز کے دریا کے
کناروں یا چشمہ یا تالاب پر ایسی ہی شکل نمودار ہوتی ہے اور یہ ہے طریق نزول

ف یعنی اور اتارتا ہے آسمان سے جو پہاڑ ہیں اوس میں اولوں کے پھر ڈالتا ہے جسپر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابھی اوسکی کوند بجلی کی لیجاوے آنکھیں ع یعنی تیزی کی انکھوں کی بسبب چمک برق یا بسبب چمک تیز دیکھنے کے ۱۲ ۱۲۱۲

مینہ کا بیج ولایت گرم سیر کہ متصل دریا شور کے ہو لیکن جو ولایات سرد سیر ہیں پس اوس جگہ میں طریق اور ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب آفتاب سمت راس اون شہروں کی سے موسم خریف میں بہت دور چلا جاتا ہے تو ہوا جو اوس جگہ کی یعنی میدان کی کہ مابین زمین اور آسمان کے ہے متکاثف ہو کر یعنی غلیظ بہ صورت ابر کے دکھلائی دیتی ہے اور جم کر یخ ہو جاتی ہے مانند پانی کے کہ وقت زیادہ سردی کے جم جاتا ہے جسوقت ہوا تیز اوسپر مسلط ہوتی ہے تو وہ ہوا منجمد ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گرتی ہے کہ اوسکو برف کہتے ہیں اور جسوقت آفتاب انقلاب شتوی سے پھرتا ہے یعنی وقت سردی کم ہونے کا آتا جاتا ہے اور قریب اعتدال ربیعی کے پہونچتا ہے اور گرمی پیدا کرتا ہے تو وہ ہوا جمی ہوی پانی ہو کر زمین پر برستی ہے او فصل ربیع میں اون ولایتوں میں بارش کثرت سے ہوتی ہے گویا وہ مینہ تنقیہ ہوا کا برف کے مادہ سے کرتا ہے اور گرمیوں کے موسم میں اون ولایتوں میں بہ سبب دور رہنے آفتاب کے سمت راس سے یعنی ولایتوں سرد سیر میں آفتاب سر کے اوپر نہیں آتا ہے ایسی گرمی نہیں ہوتی ہے کہ سبب تخلخل زمین کا ہووے اور بخارات اور غبارات وہاں سے اوٹھیں اسیواسطے ان شہروں میں باد گولے بھی نہیں اوٹھتے اور برسکال بھی نہیں ہوتا ہے اور بھی جاننا چاہیئے کہ زور شور کارخانہ بارش اور برف کا اکثر پیچھے پھرنے آفتاب کے انقلاب صیفی سے موسم برشکال میں اور بعد پھرنے کے انقلاب شتوی سے موسم زمستان میں ہوتا ہے اور اعتدال ربیعی سے انقلاب صیفی تک اور اعتدال خریفی سے انقلاب شتوی تک یہہ کارخانہ اتنا زور نہیں رکھتا ہے بلکہ اگر کبھی کبھی مینہ کا برسنا اور برف کا گرنا ان وقتوں میں ہوتا بھی ہے تو نادر اور خلاف عادت ہے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ بغیر حرارت شدیدہ کے کہ تابستان میں اول نہووے تاثیر حرارت شعاع آفتاب کی بخارات کے اوٹھانے میں اور غبارات کے رقیق کرنے میں ظاہر نہیں ہوتی اور ایسے ہی بدون سردی اور خشکی کمال درجہ کے موسم زمستان میں تاثیر دور ہونے آفتاب کی بیچ جما دینے بخارات اور ہواؤں کے متصور نہیں ہوتی یہہ جو کچھ کہ بیان اسباب اس کارخانہ کا موافق شرع اور عقل کے معلوم ہوتا ہے

اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور اسباب اور طریق بھی ہیں کہ نادر موجب برسنے
مینھ اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ اسباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی
احاطہ اسباب اس کارخانہ کا ارادہ کرے تو قاصر ہے وللہ خزائن السموات والارض
ولکن المنافقین لا یفقہون باقی رہا اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت ہے
کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال
جمع قلت کا باوجود اسقدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم جب اپنی
بخشش اور عطا کامل کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے صیغہ جمع قلت
کا لائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کے تمہاری نظروں میں بہت دکھلائی دیتے ہیں
بہ نسبت بخشش اور عطا اوسکی کے تھوڑے اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشاف نے
بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اوسکی یہ ہے انما قیل الثمرات علی لفظ
وان کان الثمر المخرج بماء السماء جما کثیرا لانہ قصد بالثمرات جماعۃ الثمرۃ التی فی قولہم ادرکت
ثمرۃ بستانہ یریدون ثمارہ کقولہم القصبۃ کلمۃ اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا
گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور یعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب اس
سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اسواسطے کہ لفظ ثمرات کا ہرچند اس تقدیر پر
دلالت اوپر قلت فردوں ثمار نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات
ثمار کے بلاشبہ کرتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت
کی ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی
سے کہ دلیلیں وحدانیت اوسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش
آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اون کے کی اور ان دو نو
نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے
پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو
نازل فرمایا اور زمین سے بسبب اوس پانی کے میووں کو اگایا اور اون کو رزق خلق کا
کا ٹھہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وجہ اس تفریق
اسواسطے کہ جماعتوں کی بھی کثرت ہے۔

ف [illegible] سکا نہیں کہا گیا ثمرات [illegible] بر وزن جمع قلت کے [illegible] کے بمقابل [illegible] بہت سارے [illegible] کو تصدیق کیا گیا ساتھ ثمرات کے [illegible] کی کچھ وقعت اون کو کے اور کہ ثمرہ بستانہ [illegible] رکھتے ہیں [illegible] ہزاروں [illegible]

اور ترتیب کی کیا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ پہلی دو نو نعمتیں اقسام روحانی سے ہیں اور تینوں نعمتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دو نو نعمتوں کو مقدم اور ایک جگہ اس واسطے ذکر کیا کہ انسان کو بہ نسبت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ قرب ہوتا ہے بعد اوس کے اپنے اصول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر نعمتوں میں بھی ترتیب رعایت کی اسواسطے کہ زمین مکان اور جائے قرار بنی آدم کی ہے بیٹھنا اور اوٹھنا اور جاگنا اور سونا اونکا اسی پر ہے اور کسی وقت میں اوس سے غافل نہیں ہوتے ہیں پھر جب نظر اوٹھاتے ہیں تو آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک قبہ کے اون کے سروں پر سایہ ڈالی ہوئی ہے اور انوار اور شعاعیں طرح طرح کی اوس سے چمک رہی ہیں پھر اوس چیز کو کہ مجموع ان دونو صحن اور چھت سے پیدا ہوتی ہے بیان فرمایا اسواسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ بسائط کے ہے اور بھی چاہیے جاننا کہ بعضے کوتہ اندیشوں نے لفظ فراشا کے سے دلیل اسبات کی اوپر پکڑی ہے کہ زمین اوپر شکل کرہ کے نہیں اسواسطے کہ کرہ کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہہ استدلال نہایت پوچ ہے بسبب اسکے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اوسکو بمنزلہ تو شک اور بچھونے اور قالین اور شطرنجی کے ٹھہرایا جاوے اور اس باب قیاس کرنا کمال غفلت ہے فرش کیواسطے لازم نہیں کہ سطح ہموار ہی ہو بلکہ با وجود کرویت اور مدور ہونے کے بسبب اسکے کہ جسم اسکا بڑا ہے اور طرفین اوسکی آپس میں نہایت دور دور ہیں اور بلندی اور پستی اوسکی نظر میں نہیں آتی ہے بے شبہ قابلیت فرش ہونے کی رکھتی ہے اور باوجود اسکے دلایل قوی اور قطعی اوپر کرویت اوسکی کے قایم ہیں اور جو کہ سب دلیلوں عقلیہ اس مدعا کی سے زیادہ دلیل ظاہر ہے یہہ ہے کہ طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اوپر طلوع اور غروب اہل مغرب کے ہوتا ہے اور راہ میں شمال اور جنوب کے قطب ظاہر کا زیادہ ارتفاع ...... اور قطب خفی کا زیادہ انحطاط ہوتا ہے جس صورت میں کہ نہایت شمال کیطرف ہوا نکمال درجہ کو پہنچیں اور راہ نمنے میں بالعکس ہے یہہ دلیل صریح اوپر کرویت زمین کے ہے اسواسطے کہ اگر زمین مسطح ہوتی تو تقدم اور تاخر طلوع

اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور اسباب اور طرق بھی چمکنا اور موجب برسنے
مینہ اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ اسباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی
احاطہ اسباب اس کارخانہ کا ارادہ کرے نافہم ہے و سخر الی السموات والارض
ولکن المنافقین لا یفقہون باقی رہا اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت ہے
کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال
جمع قلت کا باوجود اسقدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم جب
بخشش اور عطا اپنی کامل کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے صیغہ جمع قلت
کا لائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کے تمہاری نظروں میں بہت دکھلائی دیتے ہیں
نسبت بخشش اور عطا اوسکی کے تھوڑے اور خفیف ہیں اور جو کہ صاحب کشاف نے
بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اوسکی یہ ہے انما قیل الثمرات علی القلۃ
وان کان الثمر المخرج بماء السماء جما کثیرا لانہ قصد بالثمرات جماعۃ الثمرۃ التی فی قولہم ادرکت
ثمرۃ بستانہ یرید ون ثمارہ کقولہم القصبۃ لکلمۃ اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا
گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور یعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب اس
سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اسواسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر
دلالت اوپر قلت فردوں شمار نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات
شمار کے بلا شبہ کرتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت
کی ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی
سے کہ دلیلیں وحدانیت اوسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش
آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اون کے کی اور ان دو نو
نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے
پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو
نازل فرمایا اور زمین سے بسبب اوس پانی کے میووں کو اگایا اور اون کو رزق خلق
کا ٹھہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لانے وجہ اس تفریق

ف یعنی سوا اسکے نہیں کہہ سکتے کیونکہ ثمرات ابر ورزن جمع قلت کے اور اگر پوچھو کہ نکلے بھی ثمر کے یہاں سے بہت سارے ہیں ہوا کو کہ قصد کیا گیا ساتھ ثمرات کے جماعۃ ثمرہ کی کہ بیچ قول اون کے ادرکت ثمرہ بستانہ بمادہ رکھتے ہیں ثمار اوسکی سیکڑوں دو تکا القصبۃ کلمۃ ۱۲ اسواسطے کہ جماعتوں کی بھی کثرت ہے ۰

اور ترتیب کی کیا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ پہلی دو نو نعمتیں اقسام روحانی سے
ہیں اور تینوں نعمتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دونو نعمتوں کو مقدم اور ایک
جگہ اس واسطے ذکر کیا کہ انسان کو بہ نسبت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ
قرب ہوتا ہے بعد اوس کے اپنے اصول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر
نعمتوں میں بھی ترتیب رعایت کی اسواسطے کہ زمین مکان اور جائے قرار بنی آدم کی
ہے بیٹھنا اور اوٹھنا اور جاگنا اور سونا اونکا اسی پر ہے اور کسی وقت میں اوس سے
غافل نہیں ہوتے ہیں پھر جب نظر اوٹھاتے ہیں تو آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک
قبہ کے اون کے سروں پر سایہ ڈالی ہوئی ہے اور انوار اور شعاعیں طرح طرح کی
اوس سے چمک رہی ہیں پھر اوس چیز کو کہ مجموع ان دونو صحن اور چھت سے پیدا
ہوتی ہے بیان فرمایا اسواسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ بسائط کے ہے اور بھی جاہئے جاننا کہ
بعضے کوتہ اندیشوں نے لفظ فراشا کے سے دلیل انسیات کی اوپر پکڑی ہے کہ زمین اوپر
شکل کرہ کے نہیں اسواسطے کہ کرہ کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہہ استدلال نہایت پوچ ہے
بسبب اسکے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اوسکو بمنزلہ توشک اور بسترہ اور
قالین اور شطرنجی کے ٹھہرایا جاوے اور اس باب قیاس کرنا کمال غفلت ہے فرش کیواسطے
لازم نہیں کہ سطح ہموار ہی ہو بلکہ زمین باوجود کرویت اور مدور ہونے کے بسبب اسکے کہ جسم
اسکا بڑا ہے اور طرفین اوسکی آپس میں نہایت دور دور ہیں اور بلندی اور پستی اوسکی
نظر میں نہیں آتی ہے بے شبہ قابلیت فرش ہونے کی رکھتی ہے اور باوجود اسکے دلایل
قوی اور قطعی اوپر کرویت اوسکی کے قایم ہیں اور جو کہ سب دلیلوں عقلیہ اس مدعا کی سے
زیادہ دلیل ظاہر ہے یہہ ہے کہ طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اور پس
طلوع اور غروب اہل مغرب کے ہوتا ہے اور دریا میں شمال اور جنوب کے قطب ظاہر
کا زیادہ ارتفاع ...... اور قطب خفی کا زیادہ انحطاط ہوتا ہے جس صورت میں کہ
نہایت شمال کیطرف ہوئے کمال درجہ کو پہونچیں اور جانب جنوب میں بعکس ہے یہہ دلیل صریح
اوپر کرویت زمین کے ہے اسواسطے کہ اگر زمین مسطح ہوتی تو تقدم اور تاخر طلوع

اور غروب کا اور ارتفاع اور انحطاط اور نو قطبوں کا کیوں ہوتا اور اسی واسطے محققین فقہا نے فتاووں میں لکھا ہے کہ اگر دو بھائی طلوع آفتاب کے وقت مریں ایک چین میں اور دوسرا اندلس میں بلکہ سمرقند میں تو دوسرا وارث پہلے کا ہوتا ہے اور پہلا وارث دوسرے کا نہوگا اسواسطے کہ چین میں آفتاب پہلے نکلتا ہے اور سمرقند میں پیچھے لیکن موت برادر چینی کی مقدم برادر سمرقندی کی موت سے ہے اور دلائل شرعیہ سے ہے کہ اس مطلب پر ہیں اون میں سے ظاہر دلیل یہہ ہے کہ اوقات نماز کے اوپر اوضاع آفتاب کے مقرر کئے ہیں اس وجہ پر کہ تمام مکلفین کو کہ اطراف زمین میں ولایتوں مختلفہ میں پھیلے ہوئے ہیں شامل ہو اور یہہ صورت بغیر کرویت زمین کے درست نہیں ہوتی اور یہی جاننا چاہئے کہ اس آیت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ رزق خاص ساتھ غذا بنی آدم کے نہیں بلکہ جس چیز کے ساتھ نفع اوٹھائیں رزق ہے اسواسطے کہ یہہ مقام بیان کرنے عموم نعمتوں کے کفایت اوپر اون میوؤں کے کہ فقط غذا آدمیوں کی ہو ہرگز مناسب نہیں اور یہی جاننا چاہئے کہ مفسرین سلف سے ایسا منقول ہے کہ پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے نہ ابر سے اور بادل صرف ایک واسطہ ہے مانند غربال کے جیسا کہ ابو الشیخ نے کتاب العظمت میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ اون کو پوچھا پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے یا ابر سے فرمایا آسمان سے ابر فقط علامت ہے اس سے زیادہ نہیں اور پانی آسمان سے ہے اور کعب احبار سے روایت کی ہے کہ السحاب غربال المطر اگر ابر نہوتا پانی آسمان کا وقت برسنے کے اسقدر شدت کرتا کہ زمین چھپا لیتی اور ایسی ہی خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ مینہ عرش کے نیچے سے آتا ہے اور ایک آسمان سے ساتوں آسمانوں سے گذرتا ہے یہانتک کہ نیچے کے آسمان میں جمع ہوتا ہے اور اوس جگہ سے ابر اوسکو جذب کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے اور عکرمہ سے ایسی نقل کی ہے کہ مینہ کا پانی ساتویں آسمان سے ہے اور خالد بن یزید سے روایت کی ہے کہ مینہ دو قسم ہے ایک قسم اس کی آسمان سے آتا ہے اور ایک قسم اوس کی یہہ ہے کہ ابر پانی کو سمندر سے لیتا ہے اور بسبب علاوہ بجلی کے اوسکو زمین پر ڈالتا ہے پس جو قسم مینہ کی کہ دریا میں سے ہے اوسمیں قوت روئیدگی کی نہیں

کوئی شے اوس سے زمین میں سے نہیں اوگتی اور جو قسم کہ آسمان سے ہے اوسمیں قوت
اوگانے اور پیدا کرنے کی ہے اور حقیقت ان قولوں کی یہہ ہے کہ پیدائیش بادل
کی بلاشبہہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور استحالہ غبارات اور بخارات
کا بھی اوسی جگہ ہوتا ہے لیکن ہرگاہ کہ اکثر جو طبعا بخارات کا دریا رشور سے ہوتا
ہے اور رعد اور برق سبب پھیل جانے اور رقیق ہوسنے غبارات کے ہوتے ہیں
کہہ سکتے ہیں کہ ابر نے دریا سے پانی پیا اور بسبب رعد اور برق کے زمین پر برسا
اور اصل اس کارخانہ کی اوضاع آسمانی سے اور افعال فرشتوں ساتوں آسمانوں
کے سے ماخوذ ہے کہ ساتھ حکم قضاء عرشی کے تدبیر اس کام کی کرتے ہیں پس تمام
عبارتیں منطبق ہوئیں اور حقیقت میں تمام کارخانے عالم کے اگرچہ ظاہر میں ساتھ
اسباب ارضیہ سافلہ کے متعلق دیکھلائی دیتے ہیں لیکن تاثیر قضاء عرش کی ہے
کہ اون اسباب کو جمع کر کے ان کارخانوں کیطرف مصروف کرلی ہے خصوصًا پیدائش
زمین اور آسمان کی اور جو کچھ کہ ترکیب قوتوں فاعلہ اور قابلہ ان دونو کی سے نمود ا
ہوتا ہے بلاشبہہ تاثیر پاک الہی کی سے ہے اور اللہ تعالی اس امر مین یگانہ ہے اور جبکہ
کہ اللہ تعالی ساتھ ان انعامات کے منفرد ہے کہ کوئی اس انتظام میں شریک اوسکا
نہیں پس بندوں کو چاہئے کہ ان انعامات کے شکر میں عبادت بھی خاص اوسکے
واسطے کریں اور دوسرے کو شریک نکریں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنی نہ ٹھیراو واسطے
خدا کے ہمسر کہ اونکو استحقاق عبادت میں اوسکے ساتھ شریک مقرر کرو چہ جائے اسکے
کہ الہیت میں یا کسی صفات کمال میں برابر اوسکے اعتقاد کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی حال یہہ
ہے کہ تم جانتے ہو کہ تم کو اور باپ دادوں تمہارے کو اور آسمان اور زمین کو سوا اوسکے
دوسرے نے پیدا نہیں کیا ہے اور مینہہ کو سوا اوسکے دوسرے نے نہیں اوتارا
اور میوؤں کو سوا اوسکے دوسرے نے زمین سے نہیں نکالا اور یہہ بات ظاہر ہے
کہ تفرد انعام میں موجب تفرد کا شکر میں ہے پس اختیار کرنا دین اسلام کا مقتضائے
باران وغیرہ کا ہے اس واسطے کہ خود مینہہ اور مبدا اوس کا کہ آسمان ہے

اور منتہا اوسکا کہ زمین ہے اور ثمرہ اوسکا کہ حصول رزق ہے اوسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور تم کو مونھ سے چارہ نہیں پس جو تمثیل کہ تمنے واسطے بھاگنے اپنے کے دین اسلام سے بنائی تھی اولٹی تمہارے واسطے مضر ہوئی اور مفتنی واسطے فرمانبرداری دین اسلام کے ہوئی اس جگہ جاننا چاہیے کہ کوئی شخص جہان میں ایسا نہیں کہ شریک خدا کا وجوب لوجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن بہت فرقوں نے اور چیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے شریک مقرر کیے ہیں اور جسوقت اچھی طرح غور کریں تو ان چیزوں کی شرکت سے بھی اون چار صفتوں میں اعتقاد شرکت کا آجاتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا مناقض و منافی اعتقاد وحدانیت ان چار صفتوں کے ہے کہ اس امر کو بعد تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص علم رکھتا ہے پس مشرکین اپنی زبان سے آپ ملزم ہوتے ہیں تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے یہ ہے کہ ایک گروہ جہان کے واسطے دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کرنیوالا نیکیوں کا ہے اور ایک سفیہ کہ پیدا کرنیوالا بدیوں کا ہے اور اس گروہ کو ثنویہ کہتے ہیں اور بطلان اس مذہب کا اونہیں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا کسکا ہے اگر پیدا کیا ہوا صانع حکیم کا ہے پس صادر ہونا شر کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے پس واجب الوجود ہوا اور واجب لوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت لازم ہے یہ کیونکر ہوسکے کہ واجب لوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے تئیں صابئین کہتے ہیں اونکا اعتقاد یہ ہے کہ ہرچند وجوب وجود اور علم اور قدرت اور حکمت خاص خدا کے واسطے ہے لیکن اوس نے جہان کے کارخانے آسمان کے ستاروں کو دے رکھے ہیں اور تدبیر خیر و شر کی اونہیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہیے کہ ارواح ان ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجالاویں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی ہماری کریں اور انکا مذہب بھی ان کی زبان سے باطل ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر خدائے تعالیٰ عبادت ہماری جانتا ہے پس یہ عبادت کواکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اسواسطے کہ تقرب ہمکو بسبب عبادت کے بہ تعالیٰ کی جناب میں حاصل ہوا پس ہم کو سب تہ توسل ارواح

ان کواکب کی کیا حاجت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کو نہیں جانتا ہے
پس اوسکے علم میں قصور پڑا اور اوسکا علم کامل نہوا اور بھی ستارے اگر خود بخود
کارروائی ہماری کرتے ہیں پس قدرت میں خدا کے ساتھ برابر ہو گئے اور شرک
قدرت میں لازم آیا اور اگر بسبب قدرت دینے خدا کے کارروائی کرتے ہیں پس
ہم کو ضرور ہے کہ ان واسطوں کی طرف رجوع کریں اسواسطے کہ قدرت اللہ تعالیٰ
کی نے جیسا کہ اونکو واسطے اور وسیلے کارروائی ہماری کے مقرر کئے ہیں ایسا ہی خواہش
فیضرسانی ہماری کی بھی اون کے دلوں میں ڈالنا اوسکا کام ہے فرقہ تیسرا ہنود کا جو کہتے ہیں
کہ روحانیات غیبیہ کہ مدبر جہان کے کاموں کی ہیں رنگ برنگ کی صورتیں رکھتی
ہیں ہم سے درپردہ میں اور مخفی رہتی ہیں پس ہم کو چاہئے کہ صورتیں اون روحانیات
کی سونے اور چاندی سے بنا کر تعظیم کے ساتھ پیش آویں تاکہ یہہ روحانیات ہم سے
راضی ہوویں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا جو کہتے ہیں کہ جبکوئی بزرگ شخص کہ بسبب کمال
ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عند اللہ ہوا تھا اس
جہان سے گذرتا ہے تو اوسکی روح کو قوت بڑی اور وسعت نہایت بہم پہنچتی ہے
جو کوئی صورت اوسکی کو برزخ کرے یا اوسکی نشست برخاست کی جگہ یا اوسکی
گور پر سجدہ اور تذلل کرے تو روح اوسکی بسبب وسعت اور اطلاق کے اوسکے
اوپر مطلع ہوتی ہے دنیا اور آخرت میں اوسکے حق میں شفاعت کرتی ہے پانچواں گروہ
جاہلوں میں سے جو کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنی ذات میں پاک ہے اس بات سے کہ
کوئی اوسکی عبادت کرے پس طریق عبادت اوسکی کا یہہ ہے کہ کسی کو مخلوقات
اوسکی سے قبلہ توجہ اپنی کا کیا جاوے تاکہ توجہ ہماری طرف اوس قبلہ کے بعینہ
توجہ طرف خدا کے ہووے اور وہ مخلوق کہ صلاحیت قبلہ ہونے کی رکھو
ساتھ ایک جنس کے خاص نہیں بلکہ جو چیز کہ خواص عجیبہ اور غریبہ اوس میں
موجود ہوں قبلہ ہو سکتا ہے جیسا کہ پانی گنگا کا دریاؤں میں اور درخت تلسی کا
درختوں میں سے اور اوپر اسی قیاس کے حیوانات اور نباتات اور معادن اور

تفسیر خلیلی

پہاڑوں اور پریوں سے قبیلے اپنے ٹھہرا لئے ہیں اور یہی ہے مذہب عوام ہنود کا
یہہ تفصیل اون آدمیوں کی ہے کہ عبادت میں دوسروں کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں
اور شریک کرنیوالے سواے عبادت کے اور چیزوں میں بس وہ لوگ بہت ہیں بعضے
اون سے وہ ہیں کہ ذکر کرنے میں اور اون کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسر
مانند نام خدا کے تقرب کی راہ سے ذکر کرتے ہیں اور بعضے اون سے وہ لوگ ہیں کہ
ذبح اور نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے
اون سے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں او عبد فلاں کہتے ہیں اور یہہ شریک
فی التسمیہ ہے اور بعضے اون سے وہ لوگ ہیں کہ واسطے دفع بلاؤں کے دوسروں کو پکارتے
ہیں ایسے ہی واسطے حاصل کرنے منافع کے دوسروں کیطرف رجوع کرتے ہیں مستقل ہو کر
نہ اس طرح سے کہ توسل اون دوسروں سے کریں کہ یہہ شرک نہیں اور بعضے اون سے وہ
آدمی ہیں کہ نام دوسرے کو خدا کے نام کے ساتھ بیچ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر
کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک
شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ماشاء اللہ و شئت یعنے جو چیز کہ خدا نے
چاہی اور تم چاہو ہو جاوے گی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جعلتنی للہ ندا بل ماشاء اللہ
وحدہ یعنے مقرر کیا تو نے مجکو اسکا شریک بلکہ خدا کی ہی مشیت سے ہر چیز ہوتی ہے
اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی
ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے لاتقولوا ماشاء اللہ و شاء فلان قولوا
ماشاء اللہ ثم شاء فلان یعنے نہ کہو تم وہ چیز کہ چاہی اللہ نے اور چاہی فلانے نے کہو تم
کہ جو چیز چاہی اللہ نے پھر چاہی فلانے نے اسجگہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ عبادت غیر خدا
کی مطلقاً شرک اور کفر ہے تابعداری غیر اللہ کی بھی بالاستقلال کفر ہے اور معنی تابعداری
غیر کی کہ بالاستقلال ہو یہہ ہیں کہ اوسکو یہہ نہ سمجھے کہ یہہ شخص پہنچانے والا احکام الہی کا
ہے بلکہ حاکم خود بخود سمجھ کر پٹہ اطاعت اوسکی کا گردن میں ڈالے اور تقلید
اوسکی لازم جانے اور باوجود ظاہر ہونے مخالفت حکم اوسکے کے ساتھ

حکم خدا کے اوس کے اتباع سے باز رہے اور یہ بھی ایک قسم شریک ٹھہرانا ہے
کہ بیچ آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم کے یعنے
مقرر کیا عالموں اور راہبوں اپنے کو پرورش کرنے والے سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے
مریم کو برائی اوسکی بیان فرمائی ہے پس وہ لوگ کہ اطاعت اونکی ساتھ حکم
خدا کے فرض ہے چھ گروہ ہیں بعضے اون میں سے پیغمبر ہیں کہ اطاعت اونکی حقیقت
میں اطاعت خدا کی ہے اسواسطے کہ اطلاع اوپر اوامر اور نواہی اللہ تعالی کے بغیر
وسیلہ اون کے کے نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ خلق کو بسبب دوری اور احتجاب کے
ممکن نہیں کہ علوم بیچ اپنے پروردگار سے بلاواسطہ سمجھیں اور روح پیغمبر کی تو
بسبب مشاہدہ حق کے نہایت مناسبت جناب الہی سے حاصل کرے اور نفس اوسکی
نے بسبب مخالطت خلق کے رتبہ بشریت کا رکھا تا قلب اوسکا روح اوسکی سے کلمات
ربانیہ کو اخذ کرے قوای نفسانی میں القا اون کلمات کو کرے اور خلق اوسکو واسطہ
سے بسبب ربط جنسیت کے قبول اون کلمات کو کرے اور اسیواسطے اطاعت اون کی
مقید ساتھ اسکے ہے کہ اوامر اور نواہی اونکی رسالت کی جہت سے القا کیے گئے ہوں نہ
مطلق اور اسی واسطے بیچ قبول کرنے مشورہ اور اور احکام اجتہادیہ پیغمبر علیہ السلام کی
بھی زیادہ گنجایش کی گئی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کو پہلے فرمایا کہ زوج اپنی کو اختیار
کرے اور جب اوسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت کا ہے یا سفارش کا اور صلاح ناموفقت
کی فرمایا حکم رسالت کا نہیں بلکہ بطریق سفارش اور مشورہ کے کہتا ہوں ہیں خواہ تو
قبول کر خواہ نہ کر اور بھی فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم اذا امرتکم بامر من امور دینکم
فخذوا به یعنے تم خوب جاننے والے ہو امور دنیاوی کو جسوقت حکم کروں میں تم کو ساتھ
کسی چیز کے دین کی چیزوں میں سے پس پکڑ لو اوسکو اور بعضے اونمیں سے مجتہدین شریعت
اور شیوخ طریقت کے ہیں کہ حکم اونکا اوپر طریق واجب مخیر کے لازم الاتباع
عوام کے اوپر ہے اسواسطے کہ سمجھنا اسرار شریعت اور دقایق طریقت کا
اونکو میسر ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے پس پوچھ لو اہل ذکر سے اگر ہو

بیان اون شخصوں کا کہ اطاعت جنکی ساتھ حکم خدا کے فرض ہے اور وہ چھ گروہ ہیں ۱۲

تم نہیں جانتے اور بعضے اونمیں سلاطین اور امرا اور اہل خدمت ہیں جیسا کہ قاضی اور محتسب و حکام کہ اوامر و نواہی اون کے بھی معاملات روزمرہ میں واجب الاتباع ہیں رعایا کے حق میں اور بعضے اون میں سے شوہر ہے بی بی کے حق میں اور اونہیں سے والدین ہیں بیچ حق اولاد کے اور اونہیں میں سے مالک ہے بیچ حق مملوک کے لیکن اطاعت ان پانچ فرقوں کی مشروط اور مقید ہے بشرط اسکے کہ اوامر و نواہی انکی مخالف شرع کے نہوں اسی واسطے فرمایا ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق نہیں تابعداری لائق ہے کسی مخلوق کو بیچ گناہ خالق کے اور بھی فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنی مانو حکم اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حکم مانو اونکا جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اوسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اور وجہ فرق کی اطاعت اور عبادت میں کہ اطاعت غیر کی ساتھ شرطوں اوسکی کے احکام شرعیہ میں جائز بلکہ واجب ہے اور عبادت غیر اللہ تعالیٰ کی کسی حال میں روا نہیں رکھی یہہ ہے کہ اطاعت . . . . بجا لانا حکم اوس شخص کا ہے کہ وہ لائق حکم چلانے کے ہے اور لیاقت حکمرانی کے سوا اللہ کی نیابۃً اوروں میں بھی ہے مثل رسول اور حاکم کی بخلاف عبادت کے کہ حقیقت اوسکی نہایت ذلیل ہونا ہے اور یہہ اوسکے واسطے شایاں ہے کہ کمال درجہ کی عظمت رکھتا ہوں اور یہہ منحصر اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے اور بس اور جو جاہل کہ اطاعت اور عبادت کے معنوں میں فرق نہیں کرتے ہیں بسبب اسکے شبہ اور حیرانی میں پڑتے ہیں اور مشرکین ہر فرقہ کے اون کو الزام دیتے ہیں کہ شرک ہر مذہب اور ہر دین میں ہے اسواسطے کہ اطاعت غیر اللہ کی تمام دینوں میں جائز ہے مثل اطاعت پیغمبر اور مرشد اور محتسب اور حاکم کے اور مطاع ہونا سو عظمت اور مرتبے کے متصور نہیں ہیں اعتقاد مشارکت کا عظمت میں لازم آتا ہے اور یہہ نہیں سمجھے کہ مطاع ہونے کو عظمت ذاتی لازم نہیں اور معبود ہونے کو عظمت غائی کہ نہایت درجہ کو پہنچی ہو لازم ہے پس قیاس

فرق درمیان اطاعت اور عبادت

تفسیر عینی عن ابن مسعود قال صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے (ش) اور فرمایا جب تم دو رکعت نماز کو بھول جاؤ ہو تو مقصود کو ڈھونڈو برابر کرو پھر ایک آدمی بات کرے پھر جب امام

عبادت کا اطاعت کے اوپر قیاس مع الفارق ہے حاصل کلام کا یہ ہے جبکہ عبادت تقاضا
ذات حضرت خالق کا ہے اور بندہ کی ذات بھی عبادت کرنیکو مقتضی ہے اور انعام اور احسان
اللہ تعالی کا بندوں کے اوپر ہے یہ بھی تقاضا عبادت کو کرتا ہے پس حکمت الہی میں
عبادت سے چارہ نہیں اور ہرگاہ کہ عبادت موقوف اوپر فرمان برداری اوامر کے ہے
اور اوامر الہیہ چار طریق سے معلوم ہوتے ہیں کتاب اللہ یا سنت پیغمبروں کی یا اجماع
مجتہدین کا یا قیاس جلی اور اصل ان سب میں کتاب اللہ ہے پس کتاب کا نازل
کرنا ضرور ہوا اور ہرگاہ کہ شان کتاب کی سوائے دور کرنے شک اور شبہہ کے اوس سے
تمام نہیں ہوتی ہی طرح اوس ازالہ کا ارشاد فرماتے ہیں وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلٰی عَبْدِنَا یعنی اگر ہو تم شک اور شبہہ میں اوس چیز سے کہ اوتاری ہمنے اوپر بندہ اپنے
کے اور اسجگہ لفظ نزلنا کا فرمایا اور انزلنا ذکر نکیا اسواسطے کہ منشا شک اور شبہہ کا فرونکا
حقیقت قرآن میں تنزیل تھا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تنزیل لغت عرب میں دلالت
اوپر تدریج کے کرتی ہے اور کافر جب دیکھتے کہ آنحضرت علیہ السلام بیچ جواب
ہر سوال کے اور موافق ہر واقعہ کے آیت قرآن کی لاتے ہیں اسبات
سے اون کو شبہہ پیدا ہوتا تھا کہ مبادا مانند دوسرے شاعروں کے کہ بہ
مقتضائے ہر وقت کے تالیف کرتے ہیں یہ کلام بھی کلام آنحضرت کی ہو کہ
اپنی طرف سے بنالی ہو نہ کلام الہی اسواسطے کہ کلام الہی اگر ہوتی تو تمام ایک دفعہ
خدا کی طرف سے انکے اوپر نازل ہوتی پس گویا حق تعالی فرماتا ہے کہ اگر تم کو
بسبب اس طرح اوترنے قرآن کے کلام الہی ہونے میں شبہہ ہو پس علاج اسکا
یہ ہے کہ تم بھی قوت فکریہ اپنی کو جمع کرو اور الفاظ کی ترکیب اور نظم معانی میں کوشش
بہت کرکے تتبع اس کلام کا کرو اسواسطے کہ اس شخص کو خوب جانتے ہو کہ چالیس برس
تک محض امی تھا اور عمر بھر اپنی کبھی ایک بیت بھی موزون نہیں کی اور ایک فقرہ نثر کا
نہیں لکھا اور تم سب مشاق اس کام کے اور اوستاد دنا در زمانہ کے ہو اور سلیقہ
تالیف کرنے خطبوں بڑے بڑے کا اور قصیدوں روشن کا رکھتے ہو اور اگر تم سے

تفسیر جلیلی

تتبع اوس کلام کا ہوسکے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پس لاؤ تم ایک سورۃ ایسے کلام سے کہ اوسکا درجہ اوسکا تمین آیت ہو اور مانند اس کلام کے نہایت فصاحت اور بلاغت میں ہو اور ہر ترکیب اوسکی ترکیبوں میں سے اوپر موقع اپنے کے واقع ہوئی ہو اور ہر تشبیہ اور ہر مجاز اور ہر کنایہ کو اوپر حسن اور لطافت اوسکی کے لایا گیا ہو اور باوجود ان سب امور کے تنافر اور وحشت کلموں اور انغلاق ترکیبوں سے سلامت اور پاک ہو تا کہ معلوم ہووے کہ یہہ کلام بھی تالیف بشری سے ہے اور سلیقہ شعری سے صادر ہوئی اور یہہ بات بھی تمہاری سہولیت کے واسطے کہی گئی ورنہ اس کلام میں سوائے فصاحت اور بلاغت کے اور چیزیں بھی ہیں کہ اگر تتبع اونکا تم سے طلب کیا جاوے بہت مشکل تمہارے اوپر پڑ جاوے اول یہہ کہ طریقہ اس کلام کا مخالف کلام بشر کے طریقوں سے ہے خصوصاً مطلع اور مقطع سورتوں کے دوسرے یہہ کہ تناقض اور اختلاف سے مبرا اور پاک ہے تیسرے یہہ کہ شامل ہے غیب کی خبروں پر کہ قصے گذرے ہوئے پہلے قرنوں کے بے مطالعہ کتاب اور رجوع کرنے تواریخ کے اوسمیں بتفصیل مذکور ہیں اور آیندہ کی خبریں بھی صراحۃً اور کہیں اشارۃً اوس سے معلوم ہوتی ہیں اور وہ خبریں جیسا کہ اسمیں مذکور ہیں واقع ہوتی ہیں پھر جب اس کلام میں ہم تامل کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کلام اللہ کے ایسے مضامین ہیں کہ آدمی سے رعایت کمال فصاحت کی اوس میں نہیں ہوسکتی اور چند مواقع اوسکے واسطے اس امر کے موجود ہیں اور باوجود اسکی فصاحت اوسکی نہایت کے درجہ کو پہنچی اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ سوائے قادر مطلق کے کسیکا کلام نہیں کہ باوجود مواقع کے ایسی کلام کہ کمال درجہ فصاحت اور بلاغت کا اوس میں پایا جاوے تالیف کی ہو اور بعضے اون مواقع میں سے یہہ ہے کہ فصاحت عرب کی اور اور لوگوں کی اکثر اون چیزوں کے وصف میں ہوتی ہے کہ دیکھی اور سُنی ہوں مثل شتر اور گھوڑوں اور غلام اور لونڈی اور زن و فرزند اور بادشاہت اور جنگ اور لوٹ اور مانند اسکے اور اس کلام میں ان چیزوں کا ذکر قدر قلیل ہے بیشتر اس کلام میں ذکر اون

چیزوں کا ہے کہ کسی نے اون کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور ایسی چیزوں کے بیان
میں رعایت تشبیہات دقیقہ اور استعارات بلیغہ کی مقدور کسی فرقہ کا نہیں اور بعض
اون مواقع میں سے یہہ ہے کہ اس کلام میں رعایت طریق صدق کی اور پرہیز
کرنا کذب سے کمال درجہ کا موجود ہے اور با وجود اسکے فصاحت کاملہ اسمیں پائی
جاتی ہے اور اور نظم اور نثر اگر اوس میں رعایت صدق کی اور احتراز کذب او مبالغہ
سے کیا جاوے رکاکت اور خساست پیدا کرتی ہے اور اسیواسطے کہا ہے اَحْسَنُ
الشِّعرِ اَکْذَبُہ یعنی جس قدر شعر میں مبالغہ بہت اوسی قدر لطف پیدا کرتا ہے اور بعض
اون مواقع میں سے یہہ ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو
لکھے جسوقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا یا ذہنا مضمون مکرر کا کرے کلام اوسکے
میں دوسری بار میں بہ نسبت پہلے مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے
اور اس کلام میں جسجگہ تکرار فرمایا ہے زیادہ لطف پایا جاتا ہے اور بعض اون مواقع
میں سے یہہ ہے کہ کلام جسوقت طویل ہوتی ہے رعایت فصاحت اور بلاغت
کی اوس میں دشوار پڑتی ہے اور ضرور بالضرور بعضی جگہوں میں اعلیٰ رتبہ سے گرجاتی
ہے اور یہہ کلام با وجود اس طول کے کسی جگہہ درجۂ اعلیٰ سے نہیں گری اور بعض
اون مواقع میں سے یہہ ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ
کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برانگیختہ کرنا آدمیوں کا
اوپر بے رغبتی دنیا کے اور خرچ کرنا مال کا اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور یاد کرنا موت
کا اور توجہ کرنی طرف آخرت کے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں
دائرہ بلاغت کا بہت تنگ ہوتا ہے اور بعض ان مواقع میں سے یہہ ہے کہ جو نظم
یا نثر بنانے والا ہے بعضے مضمون میں دخل زیادہ رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرنی
حسن معشوق کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں
اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے بیچ ہجو کے اور اسیواسطے عرب کے اوستادوں نے
کہا ہے کہ امرءالقیس بیچ بیان حسن عورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بے نظیر ہے

اور نابغہ لڑائی کا مضمون خوب باندھتا ہے اور اعشیٰ مجلس شراب اور طرب اور رقص
اور تماشا کی خوب بیان کرتا ہے اور زہیر عرض مطلب اور اظہار طمع میں قدرت
خوب رکھتا ہے اور اس کلام حکیم کو اچھی طرح دیکھئے جب تو ہر فن میں بے نظیر ہے ترغیب
کرنے میں ایک آیت کافی ہے کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرة اعین یعنی پس نہیں جانتا ہے
کوئی نفس اوس چیز کو کہ چھپا رکھی ہے واسطے اون کے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی اور
خوف دلانے میں یہ آیت کہ وخاب کل جبار عنید من ورائہ جہنم ویسقی من ماء
صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت یعنی نامراد ہوا
جو سرکش تھا ضد کرنیوالا پیچھے اوس کے دوزخ ہے اور پلاویں گے اوسکو پانی پیپ کا
گھونٹ گھونٹ لیتا ہے اوس کو اور گلے سے نہیں اوتار سکتا ہے اور چلی آتی ہے اوسپر
موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا اور زجر اور توبیخ میں فکلا اخذنا بذنبہ فمنہم من
ارسلنا علیہ حاصبا ومنہم من اخذتہ الصیحة ومنہم من خسفنا بہ الارض ومنہم من
اغرقنا یعنی پس سبکو پکڑا ہم نے بسبب گناہ اون کے پس بعضوں کے اوپر بھیجے پتھر اور بعضوں کو
اون میں سے پکڑا چنگھاڑ نے اور بعضوں کو اون میں سے دھنسایا ہم نے زمین میں اور بعضوں
کو ڈبو دیا اور وعظ اور عبرت میں یہ آیہ افرأیت ان متعناہم سنین ثم جاءہم ما کانوا یوعدون
ما اغنی عنہم ما کانوا یمتعون یعنی بھلا دیکھ اگر نفع اوٹھانے دیا ہم نے اون کو کئی
برس پھر بھیجا اونپر جسکا اون سے وعدہ تھا کب کام آویگا اون کی وہ جو نفع اوٹھاتے
تھے اور الہیات میں یہ آیت اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل
شیٔ عندہ بمقدار عالم الغیب والشہادة الکبیر المتعال یعنی اللہ جانتا ہے
جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں اور ہر چیز
کی ہے اوس کے پاس گنتی جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا بلند اور بعض
اون موانع سے یہ ہے کہ یہ کلام اصل سب باریک علموں کی ہے مثل علم عقائد
اور علم مناظرہ کے کہ باطل دین والوں کے ساتھ ہو اور مثل علم اصول فقہ اور علم
فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق کے اور علاوہ ان کے اور بھی تحقیق علم ہیں اور اس قسم کو خوض

تفسیر فیلقی اللہم ... دیکھا الف ... کہو تو خدا تمہاری شناخت ... اور علما کی اقامت میں بستے تھا کو تمکین ... سکھ ... میں تمہاری الٰہیات کا بھی اہتمام کچھ ... اون کو ... بالکل ... تیری ہی ... سبق ...

بیان کرنے مین بلاغت اختیار کرنی مقدور بشر کا نہین اگر کسی نثر بنانے والے سے کہ بلیغ
ہو فرمایش کرین کہ ایک دو مسئلہ منطق کے عبارت رنگین مین لکھے یا ایک دو مسئلہ فرایض
کے ساتھ کلام بلیغ کے ادا کرے ہرگز اوس کو ممکن نہ ہوگا پس ایسی چیزون سے یقیناً دریافت
کرین گے کہ یہ کلام کلام بشر کا نہین کلام آلہی ہے اور اگر باوجود اس کے کہ تتبع اس کلام
کے سے عاجز آؤ اور شک اور شبہ تمہارا دور نہو اور کہو تم کہ شاید سواے ہمارے دوسرا
اوپر اوس کے قدرت رکہتا ہو گو ہم عاجز ہون پس علاج اوس کا بہی ہم کہتے
ہین اور وہ یہ ہے کہ جن مخلوقات کی قدرت کاملہ اور علم شامل اعتقاد کرتے ہو اُن کے
ساتھ استعانت ڈہونڈو وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے تضرع اور زاری کے
ساتھ بلاؤ تم معبودون اپنے کو سواے خدا کے تا کہ اس کار مین مدد تمہاری کرین اور حل اس
مشکل کو کرین اور اون کے معبودون کو شہدا، دو وجہ سے کہتے ہین اول یہ کہ شہدا
جمع شہید کی ہے اور شہید ماخوذ ہے شہود سے اور شہود کے معنے حضور کے ہین اور اون کو
اعتقاد ایسا تہا کہ ہمارے معبودون کو ایسا علم احاطہ کرنے والا ہے اور قدرت کاملہ حاصل ہے
کہ جو کوئی اون کو کسی وقت مین اوقات سے یا کسی مکان مین مکانون مین سے پکارے اور
فریاد کرے اور مدد ڈہونڈے فی الفور حاضر ہوتے ہین اور امداد و اعانت کرتے ہین اور
وہ مشکل حل ہوتی ہے اور اس واسطے کہ یہ اعتقاد خاص اُن کے ساتھ تہا شہدا کی
اضافت ان کی طرف کی دوسرے یہ کہ شہید ماخوذ شہادت سے ہے اور مشرکین اپنے
معبودون کے حق مین کہتے تہے کہ هٰؤُلَآءِ لَيَشْهَدُوْنَ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی یہ گواہی دین گے ہمارے
واسطے اللہ کے پاس اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر ہو تم سچے اس اعتقاد مین کہ معبودون ہمارے کو
منصب حضور اور مشکل کشائی کا یا منصب شفاعت اور شہادت کا عند اللہ حاصل ہے پس اگر
باوجود اس استعانت اور استمداد کے بہی مدعا تمہارا حاصل نہو پس جانو تم کہ مذہب تمہارا و
طریق سے باطل ہوا ایک یہ کہ تم منکر اعجاز قرآن کے ہو اور اوس کو کلام بشری کہتے ہو
اب ثابت ہوا کہ یہ کلام معجز بشر کا نہین دوسرے یہ کہ معبودون اپنے کو حل کرنے والا
مشکل کا اور عقدہ کشائے جز اور کل کا تم جانتے ہو اور وہ سب جہوٹ نکلا اور بعضے مفسرین نے

شہدا کو بمعنی گواہون کے لیا ہے اور وجہ ربط اِس کلام کی پہلے کلام سے اِس
طرح تقریر کی کہ اگر بقدر ایک سورت کے مانند اس کلام کے تالیف کر کے مجمع عقلا اور
مجلس مقابلہ اور معارضہ مین پڑھو تم اور یہ گمان تم کو ہو کہ مسلمان تعصب کی راہ سے
مکابرہ کرین اور تمہارے کلام کو حقیقت مین مانند اوس کلام کے بے مثل نہ اعتقاد
کرین اور کہین کہ یہ اُس کو نہین پہونچتی پس تدبیر دوسری کرو تم او گواہ معتبر اپنے
شاعرون اور نثر نویسون مین سے کہ تمہارے نزدیک گواہی اون کی معتبر ہو اوس
مجلس مین حاضر کرو تا کہ گواہی دیوین کہ وہ کلام لایا ہوا تمہارا برابر اس کلام کے ہو اور
اس صورت مین لفظ من دون اللہ کا اسواسطے زیادہ کیا ہے کہ خدا کو گواہ مقرر کرنا
ہر شخص عاجز کی عادت ہے خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا پس قطع نزاع کی نہو سکتی اسواسطے کہ
اطلاع اوپر گواہی اس کی کے قطعا اور یقینا ممکن نہین مگر معجزہ سے یا وحی سے اور اوپر پہلی
تقدیر کے لازم آتا ہے تسلسل اور اوپر تقدیر دوسری کے دور لازم آتا ہے باقی رہے اس
جگہ کئی سوالات کہ ظاہر وارد ہوتے ہین اور دفع کرنا اون کا واجب ہے اول یہ کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلام مین ساتھ لفظ عبدنا کی کسواسطے ذکر فرمایا لفظ نبینا اور رسولنا
کسواسطے ارشاد نکیا کہ مناسب مقام کے ہوتا اسواسطے کہ نزول کتاب کا نہین ہوتا ہے مگر
اوپر رسول اور نبی کے جواب اسکا یہ ہے کہ منصب رسالت اور نبوت کا بسبب خلوص بندگی
اور کمال عبودیت کی حاصل ہوتا ہے وفی ذکر الاصل غنی عن ذکر الفرع یعنی ذکر اصل کا بے
پروا کرتا ہے ذکر فرع کے سے اور کیا اچھا شعر ہے کہ کہا کیا شعر داغ غلامیت کردیا خسرو
بلند چو سیر ولایت شود بندہ کہ سلطان خریدش پس واسطے ظاہر کرنے شرف عبودیت کے لفظ
عبدنا کا مناسب زیادہ ہوا جیسا کہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب و نزل الفرقان علی عبدہ
اور اور آیتون کے اسی امر کی رعایت کی گئی دوسرا یہ ہے کہ قرآن مین بعضی آیتین بطریق
نقل کے کلام دوسرون کے سے لائین پس اگر وہ آیتین انہین عبارتون کے ساتھ مین
کہ اون سے صادر ہوئے تہین پس اعجاز قرآن کا ثابت نہوا اسواسطے کہ کلام بشر کا بہی ساتھ اعلی
بلاغت کے پہونچا اور اگر ان عبارتون کے ساتھ اون سے صادر نہوئی تہین پس خبر مطابق واقع

تقسیم عقلی

نہوئی اور نہ مطابق ہونا خبر الٰہی کا واقع کے ساتھ محال ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حکایت کلام دوسرون کی دو طریق سے ہے اول یہ کہ اوس کا کہا ہوا بعینہ لادین اور کسی وجہ کا اس مین تغیر اور تبدل نہو جیسا کہ استفتا مین کہ احکام طلاق اور عتاق اور اقرار اور انکار اور یمین اور وصیت کے ہون بعینہ عبارت قائل کی لاتے ہین یا کلام لڑکون کو انہین کے لغت کے ساتھ نقل کرتے ہین دوسرا طریق یہ ہے کہ نقل بالمعنی کرین اور دوسرون کے معنون کو عبارت مین ترتیب دین جیسا کہ منشی لوگ احکام بادشاہی لکھتے ہین اور قبالہ لکھنے والے اور خطوط لکھنے والے اور محضر لکھنے والے یہی کام کرتے ہین پس حکایات اور قصص قرآنی بھی دوسری قسم مین داخل ہین دوسرون کے کلام کو اپنی عبارت مین نقل فرمایا ہے اور ایسا ہی بعض جا بندون کی زبان پر اوس وجہ تعلیم اور تلقین کے ارشاد فرمایا ہے مثل ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی جگہہ صدق خبر مین مطابقت معنی کی واقع کے ساتھ کافی ہے مطابقت الفاظ کی درکار نہین تیسرا یہ ہے کہ وقوع شک اور شبہ کا کافرون کو قرآن کی حقیت مین یقینی تھا امر یقینی کو ساتھ حرف شک کے کہ وہ اِن ہے کس نکتہ کی واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ واسطے ظاہر ہونے دلائل اعجاز قرآن کے کہ شک اور شبہ کو جڑ سے اوکھیڑتے ہین اس امر یقینی کو مشکوک قرار دیا اور حرف شک کا استعمال کیا چوتھا یہ ہے کہ صاحب شک کا مدعی نہین تاکہ اس سے حجت کی درخواست کرین اسواسطے کہ حجت اوپر مدعی کے ہے نہ اوپر منکر کے اور منکر کے مقابلہ مین اپنی طرف سے حجت لانی چاہیے پس طلب کرنا معارضہ قرآن کا منکرون سے کس وجہ سے کیا گیا جواب اسکا یہ ہے کہ جو شخص اعجاز قرآن کا منکر ہوا گویا اوس نے دعوی کیا کہ تالیف مثل اس کلام کے مقدور آدمی کا ہے اور اس دعوے ضمنی کے طلب کرنا حجت مدعی سے ضرور ہوا جیسا کہ کہا ہے **بیت** با چنین بیہودہ گوئی مے توان گفتن اگر ؛ قوتے داری بگو ور قدرتے داری بیار ؛ پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی کہ کسی چیز مین شک کرتا ہے اوس کے دل مین حکم نہین ہوتا ہے اور صدق اور کذب لواحق حکم کے سے ہے پس درمیان وان کنتم فی ریب اور ان کنتم صادقین کے کس وجہ سے ربط ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ان کنتم صادقین مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ساتھ ان کنتم فی ریب کے مربوط ہو اور اس

تقدیر کے یہ سوال متوجہ ہوتا ہے اور دفع اوس کا یہ ہے جو کوئی اعجاز قرآن مین شک کرتا ہی
پس گویا خبر دیتا ہے ساتھ اس بات کے کہ قرآن تالیف بشر کی ہو سکتی ہے اور یہ کلام
ضمنی کاذب ہے پس بہ نظر اسی کلام ضمنی کے ان کنتم صادقین فرمایا دوسرا احتمال یہ ہی
کہ مربوط ساتھ ادعوا شہداءکم من دون اللہ کے ہو اور اوپر اس تقدیر کے مراد یہ ہو کہ اگر تم
اس دعوی مین سچے ہو کہ معبود ہمارے فریاد ہمارے کو پہنچتے ہین اور مشکلات ہماری حل کرتے
ہین پس اسوقت واسطے دور کرنے شک اور حیرت اپنی کے اون کے تئین بلاؤ پس
سوال اصل سے متوجہ نہین ہوتا ہے بیچ اس جگہہ کے چاہیے جانا کہ ضمیر من مثلہ کی
بعضے مفسرین نے عبد کی طرف پھیرا ہے اسواسطے معنی اس طرح مقرر کئے کہ لاؤ
تم بقدر ایک سورت کے مانند اوس کے جو خواہ جھوٹا پس قطع نظر بعض سے اور شق نظم
اور نثر کی بالکل نہین کی اور یہ تفسیر یقینا ممکن نہین مگر بعید و مسلسل ہے لیکن اختیار کرنا
اس تفسیر کا بے موجب دائرہ اعجاز کو تنگ کرنا ہے اور دوسرے مقامون مین
دوسری آیتین مخالف اس تفسیر کی ہین منجملہ اون کے سورہ یونس مین فاتوا بسورۃ
من مثلہ اور بیچ سورہ ہود کے فاتوا بعشر سور مثلہ اور بیچ سورہ اسرا کی قل لئن اجتمعت
الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا خلاصہ
یہ ہے کہ طلب معارضہ قرآن کی ہر فرد بشر اور جن سے واقع ہوئی اور اس جگہہ کہ
مخاطبین دم فوقیت کا اس ہنر مین مارتے تھے خطاب اونہین کے ساتھ خاص ہوا
اور یہ بھی اون کو اجازت دی گئی کہ دوسرون کو بھی اپنے شامل کرو اور ارشاد کیا کہ
وادعوا شہداءکم من دون اللہ بلکہ بعد ظاہر ہونے عجز اون کے معارضے اور اصرار
کرنے کے اوپر انکار کے تدبیر دوسری کا بھی ارشاد ہوا کہ فان لم تفعلوا یعنی پھر اگر
نہ کر سکو یہ کام باوجود مبالغہ ہمارے کے بیچ طلب کرنے معارضہ کے اور مشہور ہونے
تمہارے کے فصاحت اور بلاغت مین اور حرص تمہاری کے اوپر معارضہ اور مقابلہ کے
ولن تفعلوا یعنے اور ہرگز نہ کر سکوگے اس کام کو اس واسطے کہ مخالف کے الزام
دینے مین یہ امر سہل کافی تھا اور تمنے اس امر کو چھوڑ دیا اور لڑائی اور فساد اور

ہلاک کرنا اپنی جانون کا اور دوسرے عزیزونکا اور جلا وطنی اور خرابی ملک اپنے کے اور سوا اس کے اور قباحتین اختیار کی اور یہ بات عقل سے بعید ہے پس ہرگاہ کہ تم نے ایسی چیزون مشکل کو اختیار کیا اور اس امر سہل سے کنارہ کیا بالیقین معلوم ہوا کہ یہ کام سہل نہین بلکہ تمہاری قدرت سے خارج ہے پس نہین ہے یہ مگر کلام الٰہی پس ایمان اوس کے ساتھ لانا ضرور ہے اور تم ابتک شک اور شبہ مین ہو اور راہ عناد کی چلے جاتے ہو اور عناد کرنے والون کے واسطے آگ دوزخ کی مہیا ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنے پس بچو تم اوس آگ جلانے والی سے کہ ایندہن اوسکا آدمی اور پتھر ہین اور وہ آگ آگ غصہ الٰہی کی ہے کہ سبب روشن ہونے اوس آگ کا ابتدا از جنس آدمیون سے کفار ہین اور جنس مخلوقات دوسری مین سے بت ہین کہ اکثر پتھر سے بناتے ہین اور اونکے تئین عبادت مین ساتھ خدائے عزوجل کے برابر کرتے ہین اور سونا اور چاندی کہ معبود دنیا کی طلب کرنے والون کا ہے اور شہوت اور غصہ کہ مطلوب شہوت پرستون اور درندون کی خصلت والون کا ہے پتھر اور آدمی مین داخل ہی جیسا کہ پوشیدہ نہین اور ساتھ اسی تقریر کی دفع ہوا سوال کہ نہایت دشوار ہے اور اس مقام مین اوس کو لایا کرتی ہین اور حاصل اوس کا یہ ہے کہ وقودھا الناس والحجارة کہ علامت ممیزہ اوس آگ کی مقرر کی ہے کس راہ سے ہے اگر مراد یہ ہے کہ ابتدا مین روشن ہونا اس آگ کا ساتھ ان دونو چیزون کے پایا گیا پس یہ خلاف واقع ہے اسواسطے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ اوقد علی النار الف عام حتی ابیضت ثم اوقد علیہا الف عام حتی احمرت ثم اوقد علیہا الف عام حتی اسودت فھی سوداء مظلمة یعنی روشن کی گئی ایک ہزار برس یہان تک کہ سفید ہوگئے پھر روشن کئے گئے ہزار برس یہان تک کہ سرخ ہوگئے پھر روشن کئے گئے ہزار برس یہان تک کہ سیاہ ہوگئے پس اب وہ سیاہ تاریک ہے اوس وقت آدمی اور پتھر کہان تھے کہ ایندہن اس کا ہوتے اور اگر مراد یہ ہے کہ آدمیون اور پتھرون کو جلاوے گی پس ہر ایک آگ یہی خاصیت رکھتی ہے کہ جو چیز اوس مین ڈالین بقدر استعداد قابل کے باعتبار جلانے اور گرم کرنے کے متغیر کرتی ہے دوزخ کی آگ کی کیا

خصوصیت ہے اور بیان دفع اس سوال کا یہ ہے کہ آگ دوزخ کی ظہور آگ الٰہی کا ہے
کہ روشن ہونا اس کا ابتداءً اور اصالۃً بسبب کفر اور بت پرستی کے وقوع مین آیا اور ارکان
اس کار بد کی یہی دو چیزین ہین آدمی اور بت کہ ایک عابد ہے اور دوسرا معبود اور روشن ہونا
اور بھڑکنا اوس آگ کا بسبب گناہون کے رجوع بھی اوس کا طرف قوتون فاسدہ
انسانیہ کے ہے پس اس وجہ سے بھی ایندہن اوس آگ کا آدمی ہوتے ہین اور بعضے
مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ بسبب کثرت اور ہجوم آدمیون کے کہ اوس آگ مین ہوگا گویا
ایسا ہے کہ بجاے لکڑیون کی یہی گروہ ایندہن اوس آگ کا ہے پس کلام کی بنا اوپر تشبیہ
کے ہے اور اس جگہہ ایک سوال اور ہے کہ اس سورت مین النار التی وقودها الناس والحجارۃ
بطریق موصول اور صلہ کے لاے ہین اور اس طریق کے واسطے علم مخاطب کا پہلے سے درکار
ہے اور بیچ سورۂ تحریم کے نارا وقودها الناس والحجارۃ بطریق موصوف اور صفت کے
ارشاد ہوا اور اوس طریق کو جہل مخاطب کا پہلے سے چاہیے پس وجہ تطبیق کی یہ ہے
کہ سورۂ تحریم پہلے اس سورت سے اوتری ہوا اوس سورت مین مخاطبین کو علم ایسی آگ کا کہ
صفت اوس کی یہ ہو حاصل نہ تھا پس لفظ نار کا نکرہ کرکے لاے ہین اور موصوف اس صفت
کے ساتھہ کیا اور بیچ وقت نزول اس سورت کے کہ بعد اوس کے ہوئی اوس نار کو کہ علم
اوس کا ہوگیا ساتھہ ترکیب موصول اور صلہ کے یاد دلایا اور بعض مفسرین سلف سے منقول ہے
کہ اونہون نے حجارہ کو اوپر حجارہ کبریت کے منطبق کیا ہے نہ اوپر بتون کے لیکن قرآن
کی آیتین اکثر جگہہ مین دلالت اس پر کرتی ہین کہ مراد حجارہ سے بت ہین جیسا کہ آیا ہے انکم
وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم اور مانند اس کے اور اس سے زیادہ بعید یہ ہے کہ حجارہ
کو محمول کیا جاوے اوپر دلون سخت اہل قسوۃ کے اور اس آیۃ کو کہ ثم قست قلوبکم من
بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ بطریق مشابہ کے لایا جاوے اس واسطے کہ دل سخت
اہل قسوۃ کے ناس کے اندر داخل ہین پس حاجت اعادہ اوسکے کی نہین مگر اس طرح
پر کہ تخصیص بعد تعمیم کہین اور یہ اس مقام مین چندان چسپان نہین اور بعضے مفسرین
اس مقام مین اور شبہہ کرتے ہین کہ آگ دوزخ کی کہ نمونہ آگ قہر الٰہی کا ہے جیسا کہ

ف یعنی ظہور آگ کا کہ اس آیت مین مذکور ہے آگ قہر الٰہی کی ہے اور دوزخ کی [illegible] نہین چیز دوزخ کی ہے ۱۲ تفسیر خلیلی

[illegible] وغیرہ کی بات نہین ہے [illegible] ثابت ہی [illegible] کی طرف سے [illegible] مراد [illegible]

افعال شنیعہ آدمیون کے سے اشتعال قبول کرتی ہی ایسی ہے بلکہ زیادہ اس سے
ساتھ افعال قبیحہ شیطانون کے برانگیختہ ہوتی ہے پس تخصیص ناس کی اس جگہہ کسواسطے
ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخاطبین ہرگاہ کہ جنس آدمیون کی سے تھے اونکو اسی آگ سے
ڈرانا چاہئے کہ جو افعال شنیعہ آدمیون کے سے مشتعل ہوئی اور ہوتی ہی گوکہ اوسجگہہ
اور آگ بھی ہے کہ وقودھا الشیاطین وکفار الجن یعنی ایندھن اس کا آدمی اور کافر جن ہین
اور غرابت اور ندرت آگ کی اسی مین ہے کہ آدمی اور پتھر ایندھن اوس آگ کا ہوے
ہین اور جن اور شیاطین چونکہ ناری ہین اور مادہ اُن کا آگ ہے پس اون سے آگ
کا روشن کرنا کچھہ عجیب اور غریب نہین اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ حرارت آگ کی بھی
تابع صورت نوعیہ اوسکی کے ہے کہ وہ ظل روحانیت اور ملکوت اوس کے کا ہے
اور اگر صورتین نوعیہ کہ ظل روحانیات اور ملکوت ہر جسم کی بلکہ ہر جوہر اور عرض
کی ہین درمیان مین نہووین تمام اجسام خواص مین برابر ایک دوسرے کی ہوجاوین
اور بالکل امتیاز آپس مین نرہے اور روحانیت آگ شرر ہی کی آگ قہر الٰہی
سے ہے کہ بعد تنزل کے مراتب کثیرہ مین نفس کے مرتبہ مین غضب کی صورت
مین ظاہر ہوئی اور ایسی اخلاط اور ارواح کے جلانے مین موثر پڑتی ہے کہ
نار جسمانیہ اوس قدر لکڑی کے جلانے مین تاثیر نہین رکھتی ہے اور ہرگاہ کہ قیامت
کے دن احکام روحانیہ ہر چیز کے غالب ہووینگے وہ آگ درد پہونچانے اور دوام
تاثیر مین دنیا کی آگ سے ان گنت درجے زیادہ ہوجاوینگے اور یہی ہے مضمون
حدیث صحیح کا نارکم ہذہ جزء من سبعین جزء من نار جہنم کلہن مثل جزء ہا اور وہ
آگ قیامت کے دن کافرون سے دور نہوگی کہ روشن کرکے تیار رکھینگے
بلکہ آثار جلانے اوس کے کے بعد مرنے کے بھی برابر پہونچینگے اس واسطے کہ
اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ یعنے تیار کی گئی ہے واسطے عذاب دینے اونکے کے پہلے اُنکی
پیدایش سے اور پہلے کفر اور گناہون اون کے سے اس واسطے کہ وہ آگ اور کچھہ
نہین مگر شرر قہر الٰہی کا اور غصہ اوسکا اور یہ کافر ازل سے خدا کے غصہ مین ہین اس جگہہ

جاننا چاہیئے کہ مہیا کرنے اس آگ کے سے واسطے کافرون کے یہ بات لازم نہین آتی ہے
کہ سواے کافرون کے اور گنہگارون اور اہل کبائر کو اوس کے ساتھ عذاب نکرینگے
جیسا کہ بنانے بندی خانہ کے سے واسطے چورون کے لازم نہین آتا ہے کہ قرضدارون
اور اہل حقوق کو اس مین قید نکرین یا بنانے گھر کے سے اپنی سکونت کیواسطے لازم
نہین آتا ہے کہ مہمانون کو اس گھر مین جگہہ ندیوین یا کرایہ دارون اور عاریتا
لینے والون کو اوس مین نہ اوترنے دیوین پس تمسک معتزلہ کا اور خوارج
کا اس آیت سے واسطے اس کے کہ اہل کبائر کافر ہین اور اہل صغائر واجب العفو
ہین ساقط اور لوچ ہے بدلیل اس کے کہ بہشت کی صفت مین اعدت للمتقین فرمایا
ہے اور اس مین لڑکا اور مجنون بھی اجماعا معتزلہ اور خوارج کے نزدیک بھی داخل
ہونگے اور لڑکے اور مجانین متقی نہین ہین بلکہ لفظ اعدت کا کہ ماضی کے صیغہ کے
ساتھ واقع ہوا ہے دلیل صریح اہل سنت کی ہے اوپر اس کے کہ بہشت اور دوزخ
مخلوق ہو چکے ہین اور تیار ہین جیسا کہ احادیث متواتر المعنے اس کے اوپر شاہد ہین اور
معتزلہ برخلاف اس کے انکار رکھتے ہین اور اس جگہہ مین ایک سوال ہے جواب طلب
اور وہ یہ ہے کہ اس آیت مین اول آدمیون اور پتھرون کو ایندھن آگ کا قرار دیا پھر
فرمایا ہے کہ وہ آگ تیار کی گئی ہے کافرون کے واسطے اور جس وقت کافر عذاب دئے
گئے آگ کے ساتھ ہونگے اوپر آدمی کون ہین کہ وہ اوس کا ایندھن ہونگے جواب
اسکا یہ ہے کہ جب معرفہ کو بعد معرفہ کے لاتے ہین اتحاد کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
جاءنی زید فاکرمت الجانی جانی اور زید ایک شے ہے پس کافر ذکر کئے گئے
اور وہ آدمی کہ ایندھن آگ کا ہین مصداق دونون کا ایک ہے اور پھر کاہکہ غرض اولی
اس کلام مین تاکید اور تقید کرنا آدمیون کا ساتھ عبادت اور توحید کے تھا اور اس
ذکر مین ذکر اعجاز قرآن کا اور طلب کرنا معارضہ منکرون اسکے سے آیا اور بیچ
صورت عاجز ہونیکے معارضہ سے اور اصرار کرینگے اوپر انکار کے ڈرانا آگ دوزخ کی سے
نکلا ہوا اسواسطے ... حکمت کے تہذیب نفس کی لازم آئی کہ جو آدمی اس کلام سے راہ پانیوالے ہونگے

اور مطابق اوامر اور نواہی اس کے انہون نے عمل کیا ہو اون کے تئین خوش خبری لذتون ہمیشگی کی اور راحت دائمی کی دی جاوے تاکہ ڈرانے کے ساتھ خوش کرنا ہی جمع ہو جاوے اور رجا اور خوف ملجاوین اور اعتدال ان کیفیتون کا سننے والون کے دلون مین پیدا ہووے اور یہی ہے عادت الٰہی اس کلام مجید مین کہ وعد کو وعید کے ساتھ ملایا ہی اور کسی چیز مین ایک امر کی اوپر کفایت نہین کی ہی تاکہ خوشخبری اور ڈرانا دونون آپس مین جمع ہو کر برابری دونون کیفیتون خوف اور رجا کی کرتے رہین اور دونو باز وایمان کو کہ سبب اڑنے اور چڑھنے کا قرب کے مرتبون مین اور باعث اصلاح کرنے جوہر نفس کا ہی برابر ایک دوسرے کے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ لو وزن خوف المؤمن ورجاءہ لاعتدلا یعنے اگر تولے جاوین خوف اور رجا مومن کے البتہ برابر آوین اسی واسطے بطریق عطف کے اوپر یا ایہا الناس اعبدوا کے یا اوپر انذرہم بالنار الموصوفۃ کے کہ بعد اعدت للکافرین کے مقدر ہے ارشاد فرماتے ہین کہ ڈرا تو اس آگ سے منکرون اس کتاب کو وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اور خوشخبری دے اُن لوگون کو کہ ایمان لائے ہین ساتھ اس کتاب کے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی اور کئے اونہون نے کام اچھے اور اچھا کام وہی ہے کہ اس کتاب مین امر اس کے واسطے ہوا ہو یا تین فروع اس کتاب کے مین سے کسی فرع نے اُس کے اوپر دلالت کی ہو اور فروع اس کتاب کی سنت پیغمبر کی اور اجماع مجتہدین کا اور قیاس جلی ہین لَهُمْ جَنّٰتٍ یعنے ساتھ اس بات کے کہ واسطے اون کے تیار ہین باغ باعتبار مرتبے ایمان کے اور موافق عملون شایستہ اُن کے کے اور اُن باغون مین سے ایک کا نام جنت الفردوس ہی اور دوسرے کا نام جنت عدن اور تیسرے کا نام جنت الماوی اور چوتھے کا نام دار الخلد اور پانچوین کا نام دار السلام اور چھٹے کا نام دار المقامہ اور ساتوین کا نام علیین اور آٹھوین کا نام جنت نعیم اور یہہ عطا ہونا بہشتون کا بدلے اوس چیز کے ہے کہ باطن اون کے بین بسبب ایمان کے معارف حقہ اور خصایل پاکیزہ مانند باغون کے مرتب ہوے تھے اور وہ باغ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ ہین اس واسطے کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنے

تفسیر خطیبی

جاری ہین نیچے درختون اون باغون کے نہرین جیسا کہ نہرین حکمت ایمانی کی باطن
اون کے سے اوپر باغون اونکی کے جاری ہوتی تھین اور فیض اون کا عالم مین
پہونچتا تھا اور اُس وقت مین کہ وہ نیک لوگ ان باغون مین داخل ہونگے اور لذتین
اوس جگہہ کی استعمال کرین گے تو اون کو معلوم ہوگا کہ یہ سب لذتین گوناگون کی
بدلہ اُسی ایمان اور عمل صالح کا ہے تاکہ لذت اون کی بسبب اس جاننے کے دوچند
ہووے اور قدر ایمان اور عمل شایستہ کی اون کے ذہن مین بڑہ جاوے اور اگر یہ امر
اون کو معلوم نہو تو ان نعمتون کو بھی مانند نعمتون دنیا کے نعمتین ابتدائی تصور کرین اور
لذت جزا پانے کی معلوم نکرین یا دلیل اس جاننے اون کے کی یہ ہے کُلَّمَا
رُزِقُوْا مِنْهَا یعنی جس وقت کہ روزی دئے جاوین اون باغون سے مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا
یعنے جنس میوہ کی سے رزق خواہ حسی ہو یا عقلی یا خیالی قَالُوْا هٰذَا یعنے کہین گے
یہ رزق جزا ہے الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ اُس چیز کی ہے کہ ہمکو عنایت کی تھی
پہلے اس سے دنیا مین یعنی مقامات اور احوال کہ ثمرے ایمان اور اعمال نیک ہمارے
کے تھے اور ہر کام کہ ہر عمل کے ثمرے بے نہایت اون کے باطن مین پیدا ہوئے تھے
اور یہ تمام ثمرے باوجود تشابہ اور تماثل کے کہ بسبب اتحاد منشا کے رکھتے تھے کیفیتین
اون کی بسبب قوی ہونے اور لاحق ہونے وسعت اور رسوخ کے آپس مین ایک دوسری
سے بڑی ہوتی تہین وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا یعنی اور دئے جاوینگے اوس رزق کو ہمرنگ
اور ہم صورت اور باوجود اس کے لذتون مین تفاوت ہوگا یعنے لذتین جدی جدی ہونگی
تاکہ تشابہ منشا کا اور تفاوت آثار کا دونون برقرار رہین اور اکثر مفسرین نے هٰذَا الَّذِيْ
رُزِقْنَا کو اوپر نوعیت اور جنسیت کے حمل کیا ہے نہ اوپر جزائیت کے اور اونکے
اوپر ایک اشکال محکم وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ لفظ کُلَّمَا کا تمام افراد رزق اخروی
رزق کو گھیرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اول دفعہ مین یہ قول اون سے متصور نہین
ہوسکتا ہے اس واسطے کہ پہلے اس سے کبھی رزق اخروی اون کے تئین عنایت
نہوا تھا تاکہ پہلے رزق کو مثل کسی اور رزق کے کیا جاوے اور اسی واسطے بعضے مفسرین

لئے رزقنا من قبل کو اوپر رزق دنیوی کے حمل کیا ہے اور یہ بھی مستقیم نہین
ہوتا ہے اسواسطے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ آخرت مین کوئی نعمت غیر نعمت
دنیوی کے موجود نہو اور حال یہ ہے کہ آیتین اور حدیثین بیشمار اس بات کے اوپر
دلالت کرتی ہین کہ آخرت مین بہت نعمتین نادیدہ اور ناشنیدہ بھی ہوو ینگی منجملہ
اون کے یہ آیت ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین اور حدیث اعددت لعبادی
الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اور واسطے انہین دو اشکال کے
متاخرین مین سے ایک جماعت نے رزقنا من قبل کو عام کیا ہے کہ خواہ دنیا مین ہو خواہ
آخرت مین پس اول مرتبہ مین رزق دنیوی کو یاد کرینگے اور دوسرے مرتبہ مین رزق
اخروی کو لیکن یہ توجیہ بھی باوجود تکلف کے کہ اوس مین ہے مطلقا درست نہین ہوتی
ہے اسواسطے کہ اکثر افراد بہشتیون کے مفلس اور مساکین بیمایہ ہونگے اون کو دنیا
مین زیادہ قدر مایحتاج الیہ سے عنایت نہین ہوا تھا پس نعمتین بہشت کی دیکھکر کونسی نعمتون
کو یاد کرینگے کہ اون کو پہونچی تھین اور باوجود اسکے کہ بیچ بار بار لانے اونہین چیزون
کے لذت کم ہو جاتی ہے اور خواہش اوس کی طرف نہین رہتی ہے گو منافع اور مزہ مین
تفاوت ہو اسواسطے کہ مثل مشہور ہے ؎ چو حلوا بہ یکبار خوردند و بس پس صحیح
یہی ہے کہ حمل ھذا الذی رزقنا من قبل مین حمل جزا کا اوپر مجزی علیہ کے ہے نہ حمل نوع کا
اوپر فرد کے اور جو اتحاد کہ درمیان جزا اور مجزی علیہ کے واقع مین متحقق ہے قوی زیادہ
ہے اس اتحاد سے کہ درمیان فرد اور نوع کے نظر ظاہر بین مین معلوم ہوتا ہے اسواسطے
کہ جزا حقیقت مین ظہور مجزی علیہ کا ہے بیچ لباس دوسرے کے اور بیچ دریافت کرنے
اس امر کے کہ یہ نعمت ظہور اوس عمل کا ہے کہ دنیا مین ہم سے صادر ہوا تھا ایسی لذت
اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ حد بیان سے زیادہ ہے اور وہ کہ کہتے ہین کہ آدمی کو اپنے
مالوفات سے انسیت بہت ہوتی ہے اور مالوف چیزون کی طرف رغبت اور میلان
بہت کرتا ہے پس یہ اوس وقت مین ہے کہ مزاج معتاد اور قوتین شہوانیہ پہلی حالت
پر ہوو ین اور ہرگاہ کہ اس صورت مین نشاء ثانی مین مزاج بدلا جاوے اور قوت شہوتیہ نئے

بسبب کمال علو اپنے کے ترقی اشتیاق کی ہو جب اس کے آدمی کو پابند مالوف مانا ہو
اپنی کا جاننا نادانی ہے البتہ اس قدر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور اور تابعین سے
منقول ہے کہ میوے بہشت کے صورت میں یک رنگ ہون گے اور مزہ میں مختلف
اور جدے جدے لیکن ان بزرگون نے آیت کو اس پر حمل نہین کیا ہے بلکہ بیان
واقع فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ طریق بھی لذت کے طریقون اور خوش آنے شے کے سے
ہو بعضے وقتون مین اور لفظ انہار کا کہ اس جگہہ مجمل واقع ہوا ہے احتمال رکھتا ہے کہ محمول
اوپر اس تفصیل کے ہو کہ سورہ محمد مین مذکور ہوگی اور وہ یہ ہے کہ نہرین بہشت کی چار قسم پر
ہونگی بعضی پانی کی نہرین اور بعضی شہد کی نہرین اور بعضی دودھ کی نہرین اور بعضی
شراب کی نہرین اور احتمال ہے کہ اس جگہہ فقط نہرین پانی کی مراد ہون اس واسطے کہ
سرسبزی درختون اور تر و تازگی اون کی مین یہی نہرین پانی کی کام مین لاتے ہین
اور بہشتیون کے پینے کے واسطے وہی چار نہرین ہین کہ موافق خواہشون مختلف کے اون
سے کھاوین اور پیوین گے مہیا ہین اور بعضے اہل فلاحت کھیتی کے درختون کو بھی ساتھ
دودھ اور شہد اور شراب کے تربیت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نرمی اور چکناہٹ درخت کے
میوہ مین دودھ کے دینے سے زیادہ ہوتی ہے اور حلاوت شہد کے دینے سے بڑھتی ہے اور
تفریح طبیعت کی شراب کے دینے سے حاصل ہوتی ہے اور بیچ اس صورت کے بہشت کے درختون
کی تربیت کیواسطے چارون نہرین کام مین آتی ہین اور جسوقت مقام سکونت اور کھانا پینا
بہشتیون کا اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لذتین اور نعمتین انکو
اعمال کے بدلے مین دی جاوین گی تاکہ فرحت اور خوشی ان کی بڑھے اور قاعدہ ہے کہ بغیر
یارون موافق کے اور محبوبان دلفریب کے ہر نعمت مکدر ہو جاتی ہے اسی واسطے ارشاد ہوا کہ
کہ واسطے کامل اور پورا کرنے خوشی ان کی کے ہم صحبت موافق بھی دئے جاوین گے
وَلَهُمْ فِيهَا یعنے اور واسطے اون کے اون باغون اور نہرون اور میوون میں بدلے اون
اخلاق اچھے کے کہ اپنے اندر لازم جوہر روح اپنے کا کیا تھا اور متعلق اون اخلاق کے
ساتھ ہوئے تھے کہ اوپر دے عبادتون اور اشارتون اس کتاب کی سے اون کے تئین

تفہیم طبعی
ان دو آیتون مین کافرون کا حال بیان ہوا اسکے بعد دو آیتون تک نیم سا زرع کے دکون کا بیان ہے جو کام مین زمین پانی اور باغ مین کا وزا بیان کا دو سرا کرتے ہین لیکن جانچ مین نہین ہو سکتی دین اسلام مین اس زرع کا کام منافق ہو یعنی کہ مثال اس زرع کے بیچ مین سو مرد اور ایک

سمجھتے تھے اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ یعنے عورتین پاک اوصاف اخلاق ویہ سے اور نجاستون بول وبراز اور حیض اور نفاس سے اور ناک کی رطوبت اور مونھہ کی رطوبت اور میل اور بدبو اور سوا اس کے اور چیزون سے کہ طبیعت اون سے نفرت کرتی ہے اور باوجود ان نعمتون کے اگر خوف دور ہو جانے اور ہٹ جانے ان نعمتون کا اور خوف موت کا بھی ہو وہ سب نعمتین مکدر ہو جاوین جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے شعر مراد منزل جانان چہ امن وعیش چون ہردم ٭ جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا ٭ اسی واسطے اون کے تئین اس قسم کے خوف سے امن کلی نصیب ہوگا وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ لوگ اون باغون مین کہ بھرے ہوئے نعمت کے ہین ہمیشہ رہین گے اسواسطے کہ روحانیت اون کے جسمون پر آئی اور ہیئتین ایمان اور عملون کی اوپر روحون اور دلون اون کے غالب ہوئین پس جسم اون کے بسبب غلبہ روحانیت کے قابل فنا کے نرہے اور ارواح اور دل اون کے ساتھہ آثار ایمان اور اعمال کے ہمیشہ لذت پانیوالے اور خوش رہین گے اس جگہہ محققین نے کہا ہے کہ آدمی کو تین چیز دریافت کرنی ضرور ہین اول مبدا اپنا کہ کہان سے آیا ہون اور کیا تھا مین دوسرے معاش اپنی کہ کہان سے کہاتا ہون اور کہان سے پیتا ہون تیسرے معاد اپنی کہ آخر کار سیر کیا ہے اور ان آیتون مین تینون چیزون کو یاد دلایا ہے اور مبدا کے بیان مین فقط اس قدر فرمایا ہے کہ الذی خلقکم یعنے وہ ذات ہے کہ پیدا کیا تمکو اسواسطے کہ زیادہ اس سے کہنا اس کی حقیقت کا ممکن نہین اور بیان معاش کا آیت الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء مین رزقا لکم تک کچھہ تھوڑی تفصیل کے ساتھہ ارشاد ہوا اسواسطے کہ معاش اپنی کو ہر کوئی سمجھہ سکتا ہے اور بیچ بیان معاد دونو فرقون کے فاتقوا النار التی سے خالدون تک نہایت بسط کیا اس واسطے کہ اس بحث کو معاش کے اوپر قیاس کر کر اگر سمجھنا چاہین نہین سمجھتے ہین پس زیادہ تر حاجت بیان کی پڑی اور جب اس ضمن مین ثابت کرنا اعجاز قرآن کا اور تقریر دلیل حقیقت اوس کی مذکور ہوئی تو جواب معارضہ کافرون کا کہ مناظرہ کے وقت وارد کرتے ہین بطریق جواب سوال مقدر کے ذکر کرنا بھی ضرور پڑا تاکہ

دفع شبہہ کا اقامت حجت کے ساتھ ملکر کام کو تمام کرے تقریر معارضہ مقدرکی کا فرون کی طرف سے کہ بیچ باطل کرنے حقیت قرآن کے کہتے تھے یہ ہے کہ ہرچند ہم مقابلہ کرنے قرآن کے اور تتبع اس کے سے عاجز ہین اور یہ دلیل اس امرکی ہی کہ یہ کلام بشری نہین کلام آلہی ہے لیکن ہمارے واسطے ایک دلیل دوسری ہی اوپر اس بات کے کہ یہ کلام کلام بشری ہی کلام آلہی نہین اور وہ یہ ہے کہ بزرگ لوگ ذکر کرنے اشیاء حقیرہ کے سے اپنے کلام مین پرہیز کرتے ہین اور مثلین خسیس اپنی باتون مین ذکر نہین کرتے ہین اور حق تعالی سے کہ سب بزرگون سے بزرگ ہی کسواسطے اپنے کلام مین ذکر مکھی اور مکڑی کا فرمایا ہی سورہ حج کے آخر اور اوسط سورہ عنکبوت مین واسطے تحقیر بتون اور پوجنے والون انکے کے پس ذکر ان چیزون کا دلالت کرتا ہی اوپر اس بات کے کہ یہ کلام کلام آلہی نہین اسواسطے کہ ایسا ذکر لایق عظمت اوس کی کے نہین اور تقریر جواب اس معارضہ کی یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا یعنی تحقیق خدائے تعالی شرم نہین کرتا ہی اس بات سے کہ بیان کرے بیچ کلام اپنے کے جس مثل کو کہ چاہے خواہ حقیر ہو خواہ خطیر ہو اس واسطے کہ غرض تمثیل سے وہ ہے کہ معنے معقول کو کہ بسبب منازعت واہمہ کے اچہی طرح ذہن نشین نہین ہوتے اور جو وقت معنی طبیعت کو بیچ صورت محسوس کے ظاہر کرین وہم کی کشاکش سے خلاصی حاصل ہوتی ہے اور تحقیق کیواسطے اس معنی معقول کا بکمال وضوح کے میسر ہو جاتا ہی اور اس غرض مین حقارت اور عظمت اس شے کی کہ بیچ مقام تمثیل کے لاتے ہین ہرگز دخل نہین بلکہ تمثیل مین واجب یہ ہی کہ ممثول کے ممثل لہ کے ہو اگر حقیر ہے حقیر ہو اور اگر صاحب عظمت ہی صاحب عظمت چاہئے البتہ اس قدر بزرگ لوگ اور صاحب عظمت اپنے کلام مین رعایت کرتے ہین کہ ذکر فحش سے اور لانے تمثیلات کے سے کہ فحش باتین اُس مین ہون حیا کرتے ہین اور قرآن مجید مین بھی اس ادب کی کمال وجہ کے ساتھ تعلیم فرمائی ہے جس جگہ ذکر جماع یا اعضاے مستورہ انسان کا ہے کنایۃً اور بطریق ابہام کے ادا ہوا ہے کافرون کو اس حیا محمود کا ساتھ تمثیل اشیاء حقیرہ کے اشتباہ پڑا اور قیاس مع الفارق کرکے اعتراض کیا

ف ۲ منی کے جو منافق دعوی کرتے ہیں یخادعون اللہ والذین آمنوا ف اور کو اور مومنون کو دہوکا دیتے ہیں ف یعنی جہوٹ موٹ اسرف کے کرکے ۔۔۔ دہان بچا رہے ہیں وما یخادعون الا انفسہم وما یشعرون ف اور حقیقت میں ۔۔۔ آپ ہی کو دہوکا دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں

اور واقع مین ذکر اشیاء حقیرہ کا جس مقام مین کہ مقتضی ذکر اون کے کا ہو کمال بلاغت اور
عین فصاحت ہی برابر ہی کہ دو شئے حقیر بَعُوضَةً فَمَا فَوقَهَا یعنی مچھر ہو پس اوپر اوس
کے اور پشہ سے اوپر ہونا دو احتمال رکھتا ہی ایک یہ کہ اوپر اوس سے یعنی زیادہ اوس سے
جثہ مین ہو جیسا کہ مکھی اور عنکبوت اور مانند اوس کے دوسرے یہ کہ اوپر اوس سے چھوٹا ہین
مین ہو اور حقارت مین مانند پر پشہ کے کہ حدیث شریف مین تمثیل دنیا کی اس کے
ساتھ فرمائی ہے جس جگہہ ارشاد کیا ہے لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ
لما سقی کافرا منہ شربۃ ماء یعنی اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک پشہ کے پر کے برابر بھی قدر
ہوتی کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا اور عرب مین مشہور ہے کہ ما
البق وما شحمہ وما رجل الجراد وما لحمہ اور فارسی کی امثال مین ہی کہ از بستن پاے
پشہ چہ کشاید و علی ہذا القیاس حاصل یہ ہی کہ خوبی تمثیل کی موقوف اوپر کمال مطابقت
کے ہے درمیان تمثیل کے اور درمیان اوس شئے کہ تمثیل جس کی لاتے ہین اگر یہ مطابقت
اوپر وجہ کمال کے متحقق ہو حسن کلام کا اور بلاغت اوسکی زیادہ ہووے اور اگر مطابقت اچھی
طرح نہو کلام کی بلاغت مین قصور آجاوے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مطابق اشیاء حقیرہ
کے نہین ہوتی مگر شئے حقیر پس چھوڑ دینا تمثیل کا ساتھ امور حقیرہ کے اوس
مقام مین کہ مناسب تحقیر اور اہانت کے ہے سبب نقصان بلاغت کا ہے کلام الٰہی اس
سے مبرا ہے اور بسبب اس حقارت کے تمثیل چھوڑ دینی اور اوس معنی کو بشنیدل
کے لانا سمجھانے مطلب اور ظاہر کرنے اس کے مین خلل ڈالتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ
الامثال مصابیح الاقوال یعنی تمثیلین چراغ ہین قولون کے اور ظاہر ہے کہ چراغ خواہ
سونے کا ہو خواہ مٹی کا روشنی مین فرق نہین رکھتا ہے پس حیا کرنی تمثیل سے ساتھ اشیاء
حقیرہ کے حق تعالیٰ کی نسبت سے محال ہی اور اگر کافر کہین کہ حیا نکرنی خدای تعالیٰ کی تمثیلات
حقیرہ سے کونسی دلیل سے ثابت ہی اگر اسی کلام کے ساتھ تمسک پکڑتے ہو پس مصادرہ لازم
آتا ہے اسواسطے کہ بیچ ہونے اس کلام کے کلام الٰہی اب تک بحث ہے اور اسی کے ساتھ
ثابت کرنا کہ یہ کلام کلام الٰہی ہے اثبات الشئی بنفسہ ہے ہم کہتے ہین اس مطلب کو

تفسیر خلاصہ کی
ف مرض نفاق
کا نقصان انہین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
لاسے خدا نے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حالت اپنے [illegible]
[illegible]
دنیا کا عذاب
[illegible]
[illegible]
اس سے
[illegible]

اور کتابون سے کہ اون کا کلام آلہی ہونا اور ملت والون کے نزدیک بہی مسلم ہو ثابت کرتے ہین مثل انجیل مقدس کے کہ اُس کتاب بزرگ مین اشیاء حقیرہ کے ساتھ تمثیل فرمائی ہے مثل زوان کے کہ لغت ہندی مین منہ کو کہتے ہین اور منہ ایک دانہ کا نام ہے کہ گیہون مین مل کر اوگتا ہے اور اُس کو خراب کر دیتا ہے اور مثل رائی کے دانہ کے اور مانند چہلنی کے اور مثل خمیر کے اور مانند کیڑے مکڑی کی اور چہرکے کیڑے کے اور مثل زنبورون کے جس جگہہ فرمایا ہے تمثیل ملکوت آسمانی کی مانند اس شخص کے ہے کہ کہیت اپنی مین گیہون بوئے جس وقت سو گیا ایک دشمن آیا اور گیہون کے درمیان مین بہت سارے منہ کے بیج بکہیر کر چلا گیا جب کہیتی اگی اور سبز ہوئی غلامون اور خادمون اُس شخص کے نے دیکہا کہ منہ کے درخت گیہون پر غالب ہین عرض کی اے سردار ہمارے اس کہیت مین گیہون خالص بوئے گئے تہے یہ درخت کہان سے پیدا ہو گئے اگر ارادہ منہ کے درختون کو گیہون سے کہینچ لین تے اور کہیڑ ڈالین اوس شخص نے فرمایا کہ اگر اس وقت تم در پے اوکہیڑنے اون کے کے ہوگے ہمراہ اوس کے اچہے گیہون بہی اوکہڑ جاوینگے ان دونو کو چہوڑ دو تا کہ دونون ملے ہوئے پرورش پاوین ویساہی کیا جس وقت کاٹنے کا زمانہ آیا کاٹنے والون کو فرمایا کہ منہ کے درختون کو جدا کرو اور اس کے گٹہے باندہ کر آگ مین جلا دو اور جو اچہے خالص گیہون ہین اس کا انبار لگادو اور بیان کرتاہون واسطے تمہارے اس تمثیل کو وہ مرد جنے گیہون خالص بوئے تہے ابو البشر یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہے اور کہیت اون کا دنیا ہے اور گیہون پاک اور صاف اچہے شخص ہین کہ خدا کی بندگی کرتے ہین اور دشمن جسے منہ کے دانہ گیہون مین بکہیرے ابلیس ہے اور یہ دانہ گناہ اور عاصی ہین کہ ابلیس کا بویا ہوتا ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہین کہ اجل کے آنے تک نیک اور بد کو یکسان پرورش کرتے ہین اور جس وقت اجل آتی ہے منہ کے دانون کو گیہون سے جدا کرتے ہین بدون کو طرف دوزخ کے لیجاتے ہین اور نیکون کو عالم بالا مین پہونچتے ہین اور جب بدون کو آگ دوزخ مین لیجاتے ہین اُس جگہہ گریہ اور زاری ہوتی ہے اور گہسنا دانتون کا اور نیک لوگ راحت مین ہوتے ہین جس کسی کے تئین کان سننے والا ہو سن

ف بیان ان تمثیلون کا جو کہ انجیل مقدس مین اونکا ذکر ہے ۱۲ نقوش خلیلی

رکہا اور اون کے باطن مین جو کفر بہرا ہوا تہا اس نے اون کے باطنی حال کا اثر ہوا کہ موت کے بعد از عذاب کا وعدہ ہوا قبر مین عذاب کے مستحق ہوئے جہنم مین سب سے نیچے درجے مین جگہ پائی (رحمی) منافقون کا حال ... مین اسی نے اراکہ

چاہیئے کہ کان رکہے ہین تمثیل دوسری واسطے تمہارے بیان کرتا ہون کہ ملکوت آسمانی
کیساتہ بہت مناسب ہے ایک اور شخص نے دانہ رائی کا لیا کہ سب دانون سے چہوٹا ہے اور
اس کو اپنے کہیت مین بویا جب وہ دانہ اگا اور درخت بڑا ہوا یہان تک کہ اور ترکاریون کے
درخت سے بلند ہوا اور جانور آسمان سے آئے اور اس کی شاخون مین انہون نے
گہونسلے بنائے یہی تمثیل ہے ہدایت کی جو کوئی طرف ہدایت کے دعوت کرتا ہے
خدائے تعالے اجر اس کے کو بڑہاتا ہی اور ذکر اس کے کو بلند کرتا ہے اور جو کوئی اوس
ہدایت کے ساتہہ راہ پاتا ہے اوس کو نجات حاصل ہوتی ہی اور یہی انجیل مقدس مین فرمایا ہی
کہ تم مانند چہلنی کے ہو کہ اچہا اچہا اوس مین سے نکل آتا ہے اور ردی ردی رہ جاتا ہے ایسا نہو
کہ حکمت تمہارے دونین سے نکل جاوے اور کینے تمہارے سینون مین باقی رہین اور یہہ بہی
فرمایا ہے کہ دل تمہارے مانند کنکریون کے ہین کہ نہ اوس کو آگ پکاتی ہے اور نہ پانی نرم
کرتا ہے اور نہ ہوا اون کو ہلاتی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ اے بندو خدا کے اگلے دن کے
ذخیرہ کا فکر نہ کرو اور جانورون کا حال دیکہو کہ لباس صوف اور ریشم کا اون کو دیا ہے
اور رزق انکا انکو پہونچتا ہے نہ سوت کاتتے ہین اور نہ کہیتی کرتے ہین اور بعضے جانور پتہر
کے اندر اور لکڑی کے اندر ہوتے ہین کون ہے کہ اوس جگہہ اون کو لباس اور رزق
پہونچاتا ہی مگر خدائے تعالی آیا نہین سمجہتے ہو تم اور یہی فرمایا ہے زنبورون کو اپنی جگہہ
سے نہ اوڑاؤ پس کاٹین گے تمکو ایسے ہی بیوقوفون اور بے عقلون کے ساتہہ تکرار
نہ کرو تاکہ دشنام نہ دیوین انتہے حاصل یہ ہے کہ حق تعالے پیدا کرنے والا بڑے چہوٹے
کا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہے حکمت اوس کی اوس مین ظاہر ہے پس تمثیل ہر شئے
کے ساتہہ کہ جس مین حکمت اور نفع ہو بہتر اور نیک ہے بلکہ چہوٹی چیزون مین کہ جسم اور
قد اون کے نہایت چہوٹے ہین اگر حکمت بڑی اور نفع عمدہ ظاہر ہو نہایت عجیب ہووے
جیسا کہ پشہ کی پیدایش مین کتنی عجیب چیزین پائی جاتی ہین کہ باوجود اس چہوٹے
جسم ہونے کے تمام اعضا ہاتہی کے کہ نہایت بڑا ہے اس مین موجود ہین اور کچہہ زاید
بہی ہے اور مچہر کی سونڈ مین یہ عجیب بات ہے کہ باوجود چہوٹے ہونے کے اور نرم ہونے کے

تفصیح خلاصیکی
ستے مین نفاق
بتہا جب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہجرت
کرکے مدینے
مین آکے یہان
کے اوس بت
پرست تہے یہود
اپنے اگلون کی
چال چلتے تہے
جب بدر کی لڑائی
ہوئی تو عبد اللہ
بن ابی بن سلول
اور بہتیرے
اوسکے رفیقے
والون نے نفاق
ظاہر کیا عبد اللہ
خزرج کے
قبیلے کا تہا

اگر بھنیں کے چھڑے ہیں یا ہاتھی کے چھبو وے تو ایسی چلی جاتی ہے جیسا کہ طوے میں
اونگلی اور بھید اس کا یہ ہے کہ اوس کی خرطوم کے سر میں سیت رکھدی ہے کہ بسبب
اوس کے ایسی سخت چیزون کے اندر بیٹھ جاتی ہے پس اللہ تعالے حکیم ہے تمثیل
ساتھ اشیاء حقیرہ کے کہ اون میں حکمتیں رکھی ہوئی ہیں ہرگز ترک نہیں فرماتا ہے لیکن
سننے والے کلام الٰہی کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قسم اہل ایمان ہیں کہ قول اونکا معتبر
اس واسطے کہ موافق عقل کے چلتے ہیں اور قسم دوسری کفار ہیں کہ قول اون کا معتبر نہیں
اس واسطے کہ عناد کی راہ سے برخلاف مقتضائے عقل کے چلتے ہیں فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ یعنی پس اسے پر وہ آدمی کہ ایمان لائے ہیں پس وہ جانتے ہیں
کہ وہ تمثیل سچی آئی ہوئی ہے اون کے پروردگار کی طرف سے اس واسطے کہ بیان خست
کسی چیز کا اور حقارت اس کی کا بغیر تمثیل کے ساتھ حقیر اور خسیس شے کے نہیں ہو سکتا
اگر اس مقام میں بڑی بڑی چیزون کے ساتھ تمثیل دیوین بے موقع پڑتی ہے اور
پروردگار کہ تمام اشیاء کے مراتب کو جانتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مرتبہ میں رکھتا ہے ہرگز
خلاف اس کا نکرے گا وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ یعنے اور لیکن وہ آدمی کہ کافر
ہوے پس کہتے ہیں باوجود اس کے کہ مطابقت مثال کی مثل لہ کے ساتھ جانتے ہیں
اور سمجھتے ہیں کہ اس شے کی تمثیل سوائے شے حقیر کے نہیں ہو سکتی مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ
یعنی کس کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اوس کی بے نہایت ہے بِهٰذَا مَثَلًا
لیعنے ساتھ مستحقر کرنے اس چیز حقیر کے مثال تاکہ سبب ہدایت کا ہو اور حال یہ ہے
کہ یہ شے حقیر مناسب عظمت اس کی کے نہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مثال ایسی چاہئے کہ
مطابق ممثل لہ کے ہو عظمت اور حقارت میں نہ مطابق ممثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال
کا ہے البتہ حق تعالے نے بسبب لانے ان حقیر چیزون کے ساتھ ان کی تمثیلوں
میں ارادہ ایک امر عظیم کا فرمایا ہے اور وہ کیا ہے امتیاز ہونی درمیان مومنون اور
کافرون کے اس واسطے کہ يُضِلُّ بِهٖ یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اس مثال کے باوجود
اس کے کہ وہ فی نفسہ سبب ہدایت کا ہے كَثِيْرًا یعنے بہت آدمیون کو کہ غلط فہمی

تفہیم عظمی

[illegible]

تمثیل حقیر چیزون کی کو ساتھ حقیر چیزون کے مثل عظیم القدر کی شان سے نامناسب جانتے ہین اور ایسے گروہ بہت ہین لیکن کثرت اون کی کچھہ اعتبار نہین رکھتی ہے تاکہ قول اون کا صواب کے اوپر حمل کیا جاوے یا مذمت اور طعن اون کے کو شمار مین لایا جاوے وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا گمنی اور ہدایت کرتا ہے بسبب اس مثال کے بہت آدمیون کو اس واسطے کہ بسبب اس مثال کے حقارت بعضی چیزون کی اون کے ذہنون مین بکمال وضاحت جلوہ گر ہوتی ہے اور اون چیزون سے پرہیز کرلیتے ہین اور یہ کس طرح ہو کہ اون چیزون کی عبادت کرین اور اس جگہہ ایک سوال ہی جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ راہ پانے والون کو اور بہت جگہہ قرآن مین قلت کے ساتھہ وصف فرمایا ہی جیسا کہ بیچ آیت منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون یعنی بعضے اون مین مسلمان ہین اور بہت اون مین فاسق ہین اور بیچ آیت وقلیل من عبادی الشکور یعنی تہوڑے ہین بندون میرے سے شکر کرنے والے اور بیچ آیت الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ما ہم اور اس جگہہ دونون فرقون کو موصوف بکثرت کیا اور فرمایا کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا اور یہ ظاہر مین تخالف کلامون کا معلوم ہوتا ہے پس وجہ تطبیق کی کیا ہو جواب اس کا یہ ہی کہ کبھی چیز باعتبار ذات اپنی کے کثیر ہوتی ہے لیکن بہ نسبت چیز دوسری کے کہ اوس سے کثیر ہے اوس کو قلیل کہتے ہین حال راہ پانے والون کا بہی یہی ہے کہ اپنی جگہہ بہت ہین لیکن بہ نسبت گمراہون کے تہوڑے ہین اس جگہہ حال مہتدین کا باعتبار ذات اون کی کے کہ بہت ہین ذکر فرمایا ہے اور دوسری جگہہ مین حال مہتدین کا بہ نسبت غیر مہتدین کے ہے پس آپس مین تعارض نہین علاوہ اس کے ہرچند کہ راہ پانے والے عدد مین تہوڑے ہین لیکن حقیقت مین زیادہ ہین جیسا کہ کہا ہے بیت ان الکرام کثیر فی البلاد وان + قلوا کما غیرہم قل وان کثروا اور ایک سوال دوسرا ہی جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ ذکر راہ پانے والون کا کس واسطے مقدم نکیا اور حال یہ ہے کہ شرافت اونہین کی تقدیم کو چاہتی ہے اور اسی واسطے اکثر جگہہ قرآن مین ذکر نیکون کا بدون کے ذکر پر مقدم ہے جواب سوق اس کلام کا واسطے رد کرنے کلام کافرون کے ہے کہ واسطے باطل کرنے اعجاز قرآن کے اس شبہہ کے ساتھ تمسک

پھر کے زبان طعن کی دراز کرتے ہین اور گمراہ ہوتے ہین پس پہلے بیان حال اُن کے
کا منظور ہوا اور اسی واسطے اُس کلام مین بہ نسبت کلام سابق کے کہ فاما الذین امنوا
واما الذین کفروا ہے نشر اوپر غیر ترتیب لف کے اختیار فرمایا ہے یعنی فاما الذین
امنوا اور واما الذین کفروا مین مومنون کا ذکر پہلے ہے اور کافرون کا پیچھے اور یضل بہ کثیرا
ویہدی بہ کثیرا مین بالعکس ہے اور یہ ہدایت اور گمراہی کہ بسبب نزول قرآن اور مثلا
اوس کی کے آدمیون کو بہ تفریق حاصل ہوتی ہے یعنے کبھی ہدایت اور کبھی گمراہی
متکلم کی جہت سے اور ترجیح بلا مرجح نہین بلکہ نزول قرآن کا اصل مین سبب
ہدایت کا ہوا نہ سبب گمراہی کا لیکن بشرط صحت مزاج مدرک کے اور قصور استعداد سامع
کا مانع ہے اور اسی واسطے جو اشخاص کہ سقیم المزاج اور کامل الاستعداد ہین اون کے
حق مین نزول قرآن کا سبب گمراہی کا نہین ہوتا ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ
یعنے اور گمراہ نہین کرتا ہے خدا تعالے بسبب تمثیل کے ساتھ اشیاء حقیرہ
کے کہ قرآن مین نازل فرماتا ہے مگر فاسقون کو کہ حد عقل اور حد شرع کی سے
نکلے ہوئے ہین اور استعداد حق بات سمجھنے کی اون مین نہین آب بیان جاننا چاہیے
کہ لفظ فاسق کا عرف قرآن مین دو معنی رکھتا ہے ایک اون دو معنون سے کا اہل
شرع کے عرف مین رائج اور مشہور ہین یہ ہے کہ کوئی شخص حکم الٰہی بجا نلادے
اور مرتکب کبیرہ یا اصرار کرنے والا صغیرہ پر ہوا اور تدارک اُس کا ساتھ توبہ کے نکرے
اور ایسا شخص اہل سنت کے نزدیک مسلمان ہے مگر گنہگار ہے امید نجات اور عفو
تقصیر اوس کی کی اور قبولیت شفاعت کی اوس کے حق مین رکھنی چاہیے اور نکاح
اور ورثہ لینے دینے مین مثل اور مسلمانون کے اوسکو شامل رکھین اور بعد مرنے
کے اوس کو مسلمانون کی روش پر غسل دیوین اور نماز اوس کے جنازہ پر پڑھین
اور مسلمانون کی قبرون مین دفن کرین اور لعنت اوپر اوس کے اور تبرا اور بغض اُن
سے دین کی جہت سے حرام ہے بلکہ مدد کرنی اوس کی ساتھ استغفار اور دعا
اور درود اور صدقات اور خیرات کے رکھنی چاہیے اور نزدیک خارجیون کے

تفہیم عملی [illegible]

ایسا شخص کافر ہے اسلام سے نکلا ہوا اور معتزلون کے نزدیک مومن اور کافر کے
درمیان مین ہے نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر اور زیدیون کے نزدیک قابل
امامت کے نہین وہ کہتے ہین کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہین اگر پڑھ لی ہو
اعادہ کرنا اوس کا فرض ہے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ شخص کفر مین حد سے گزرے
اور سرکشی اور عناد اختیار کرے اور دیدہ دانستہ انکار حق بات کا کرے اور اس آیت
مین کہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان یعنی بڑا گناہ فسق ہے بعد ایمان کے پہلے معنی مین
مستعمل ہوا اور بیچ آیت ان المنافقین ھم الفاسقون یعنی تحقیق منافقین وہی فاسق ہین
اور بیچ آیت منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون کے دوسرے معنی مین مستعمل ہے اور اس
آیت مین بھی معنے دوسرے مراد ہین اس واسطے کہ فاسق بمعنی پہلے کے بالکل مزاج
اوس کا اب تک فاسد نہین ہوا حکم مریض کا رکھتا ہے کہ مرض اوس کا عارضی ہے
اور مزاج صحیح اوس کی کا بسبب اعتقاد عقاید حقہ کے درست ہے کلام اور مبتدعون
نصیحتون اور تمثیلون سے نفع پاتا ہے اور اصلاح قبول کرتا ہی بخلاف فاسق کے
ساتھ دوسرے معنی کے ہے کہ کفر اوس کا حد جہل بسیط سے تجاوز کر کے جہل مرکب کی
حد کو پہونچا قرآن اور تمثیلات قرآن کی بہ نسبت مزاج فاسد اوس کے ایسے ہین جیسا کہ
غذا اچھی بہ نسبت مزاج مریض کے کہ معدہ مین جا کر باعث ازدیاد مرض اور فساد کا ہوتی
ہے اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ فاسق مطلق خصوصا وہ فاسق کہ ساتھ صفت آیندہ کے متصف
ہین خود گمراہ ہین پس گمراہ کرنا گمراہون کا اس کے کیا معنی ہین کہ اس مین تحصیل حاصل
کی ہے ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ مرتبے گمراہی کے مانند مراتب ہدایت کے انتہا نہین
رکھتے ہین ایک مرتبے سے طرف دوسرے مرتبہ کے ترقی ہوتی ہے پہلے قرآن کے انکار
اور اس کی تمثیلون پر طعن کرنے سے اصل گمراہی اونکو حاصل تھی اور بعد نزول
قرآن کے اور انکار کرنے اعجاز اوس کے سے گمراہی دوسرے مرتبہ کی حاصل کی کہ پیشتر
اون کو حاصل نہ تھی البتہ استعداد بڑھنے گمراہی کی اون مین موجود تھی کہ اس وقت مین
اس نے ظہور کیا اس واسطے کہ یہ فاسق اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ یعنی وہ آدمی ہین

کہ توڑتے ہین عہد کو کہ خدا کے ساتھ باندہا ہے بعد پختہ کرنے اوس عہد کے اس جگہہ جاننا
چاہیئے کہ جسوقت شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے یا ساتھ کسی خلیفہ کے اوس کے خلیفون مین سے بیعت کی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کو بہیجا ہوا اور نائب خدا کا تصور کیا پس اوس شخص نے خدا کے ساتھ عہد باندہا کہ جو حکم
اور احکام اس کے بواسطہ اس پیغمبر کے میری طرف پہونچے سب قبول کئے اور جس وقت
پیغمبر کی صحبت مین پہونچا یا کتابین سیر اور شمائل اس کے کی مطالعہ کین اور اوضاع اور
اطوار ان کے کہ سراسر دلیل حقانیت اسکی کے ہین مطلع ہوا اور معجزے اوس کے اور
کرامتین اولیا امت اوسکے کی دیکہین اور سنین اس عہد کو پختہ کیا بعد اس حالت کے
اگر معاذ اللہ شبہہ اسلام مین اس کے دل مین آوے اور بسبب اوس شبہہ کے طعن
بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے یقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج
ہے اور اعلے مرتبہ گمراہی کے مین ترقی کی کہ پہلے مسلمان ہونے سے اور دیکہنے پیغمبر اور
معجزات و سننے اوضاع اور اطوار اس کے سے حاصل نتہا پس یہ حالت علامت ظاہر ہے اوس
اسبات کے کہ شخص ادنے حد کفر کی سے خارج ہوا اور طرف اعلے حد کفر کے پہونچا اور بعضے
مفسرون نے اس عہد کو اوپر عہد الست بربکم کے محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام روحین آدمیون
کی بعد پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے اون کی پشت سے نکال کر مانند چیونٹیون کے پیدا کین
اور علم حق تعالے کی وحدانیت کا اونکے اندر رکہدیا اور اون سے ساتھ مضمون اوس کے
کے اقرار کروایا پس اوس وقت مین تمام روحون نے اپنے پروردگار سے عہد
باندہا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نکرینگے اور اوس کی اطاعت سے قدم
باہر نہ نکالینگے اور میثاق اوس عہد کا اور محکم کرنا اوس کا دو طرح سے ہے اول قایم
کر دینا توحید کی دلیلون کا اون کی عقلون مین اس طریق سے کہ اگر عقلون اپنی کو وہمون
کے پردون سے مجرد کرین اون دلیلون کو معلوم کرلین اور یہی ہین معنی اشہدہم
علے انفسہم کے دوسرے بہیجنا رسولون کا واسطے یاد دلانے اس عہد کے اور دور کرنے
شبہات و وہمیہ کے اور توڑنا اوس عہد کا یہ ہے کہ اوس قدر بیچ تقلید باپ دادون اپنے کے

تفسیر غلطی ... [illegible]

اور پیروی کرنے خواہشون نفسانی کے مشغول ہووین اور لذتین بدنی اور دنیا کے فائدون
کو ایسا اختیار کرین کہ وہ علم ضروری اون سے محجوب ہووے اور اس کو معلوم نہ کر سکین
اور جو لوگ باوجود ان تاکیدون کے کہ بیچ اس عہد کے کی گئین اس کو توڑ ڈالین اور
برخلاف اوس کے اصرار کرین یقین ہے کہ کمال سرکشی اور عناد اون کا ثابت ہووے
اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اوپر اسی قدر کے کفایت نہین رکھتے ہین بلکہ وَيَقْطَعُونَ مَا
أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ یعنی اور قطع کرتے ہین اس علاقہ کو کہ حکم فرمایا ہے اللہ نے
ساتھ اسبات کے کہ اوس علاقہ کو بجالاوے اور وہ کئی علاقے ہین اول وہ علاقہ کہ روح
کو ساتھ مبادی عالیہ و ملاء اعلیٰ اور گروہ جبروت اور ملکوت کے ہے اور قطع کرنا اس کا بسبب مستغرق
ہونے کے شہوات مین اور محبت کرنے جواہر دنیاوی کے اور حرص کرنے اوپر امور خسیسہ
کے ہے دوسرا علاقہ کہ ساتھ حضرات انبیاؤن اور مرشدون اور واعظون کے باعتبار جبلت
انسانی کے متحقق ہے اور قطع کرنا اس علاقہ کا بسبب مصاحبت کفار اور منافقون اور مبتدعون
کے اور سننے شبہے اون کیکے اور بسبب طعن کرنے کے بیچ اوضاع اور اطوار نیکون
کے ہے تیسرا علاقہ قرابت اور رحم کا ہے اور قطع کرنا اس کا کئی طرح پر ہے ایک بسبب
ترک کرنے ملاقات کے اور بسبب نہ حاضر ہونے کے جس وقت مین کہ امیدوار حضور کے ہووین
مثل شادی اور ماتم اور بیمار پرسی اور اعانت کے دوسرے بباعث ترک کرنے احسان
اور مروت کے تیسرے بسبب ایذا پہونچانے قریبون کے اور قطع کرنا ان علائق کا باوجود
اس کے کہ یہ علاقے عقل اور شرع کے موافق ہین دلیل صریح ہے اوپر اوس کے
کہ شخص دائرہ عقل اور شرع کے سے نکلا وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ یعنے اور فساد
کرتے ہین زمین مین کئی وجہ سے اول یہ کہ آدمیون کو ایمان سے نفرت دلاتے ہین اور
مسلمانون کے مخالفون کو اوپر لڑائی اون کی کے ورغلاتے ہین اور کافرون کو مسلمانون
کے اسرار پر مطلع کرتے ہین اور عیب صحابہ اور نیک لوگون کے ڈھونڈ کر مشہور کرتے ہین تاکہ
آدمی تاثیر صحبت پیغمبر اور خوبی اس دین کی سے بداعتقاد ہووین دوسرے
یہ کہ طمع مال اور احسان اور انعام کی دے کر بدرسمین اور ممنوع بدعتین آدمیون

مین رائج کرتے ہین سبب سے یہ کہ واسطے شہوت رانی اور غصہ اپنے کے بہائی
کے قتل کرنا اور زخمی کرنا اور مارنا اور دشنام دینا اور تاوان لینا اور لے لینا
مال کا کرتے ہین اور تلف ہونا جانون کا اور مواشی اور کھیتیون کا اور قطع طریق اور
احتکار سبب اوس کے وقوع مین آتا ہے اور ان سببون سے زمین کا فساد ہے
لیکن ان باتون سے مقصد اپنے کو کہ وہ اہانت دین حق کی اور تحقیر اہل صلاح اور
نیک لوگون کی ہے نہین پہنچتے ہین بلکہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی یہ لوگ ٹوٹے مین
ہین کہ سرمایہ اپنا کہ وہ عقل تھی اور سبب اسکے توقع بڑے بڑے فائدون کی تھی کہ
دنیا مین فائدے کتاب کے اون کو ملتے اور آخرت مین لذتین بہشت کی حاصل ہوتین
بالکل برباد کر گئے اور بدلے اسکے ان مہلکات کو کہ بعد مرنے کے بصورت سانپ اور بچھون کے
نمودار ہونگی خریدا اور بیچ حق اونکے کے یہی مثل درست آئی کہ اعطی حبۃ واخذ اٰجرۃ
یعنی دیا موتی کو اور لیا ایک اینٹ کو اور اگر تم اس قرآن کے سے تم عاجز ہوئے اور
معبود اور مشکل کشا تمہارے بھی مدد تمہاری سے عاجز آئے پس معلوم ہوا کہ تم اس قرآن
کو کلام الٰہی جانکر انکار کرتے ہو پس یہ انکار کرنا کفر کرنا خدا کے ساتھ ہے اور کفر کرنا خدا کے
ساتھ باوجود واقفیت حال اپنے کے کہ ابتدا اور انتہا مین اس طرح سے متصور نہین کَیْفَ
تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ کس طرح کفر کرتے ہو تم ساتھ اللہ کے وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا یعنی اور حال
یہ ہے کہ تھے تم جسم بغیر جان کے کہ کچھ حس اور حرکت تمہارے مین نتھی پہلے تم عناصر تھے
بعد اس کے غذا ماں اور باپ کی ہوئے بعد اس کے نطفہ بعد اس کے خون بندھا ہوا ہوئے
بعد اس کے گوشت کے ٹکڑے اور عنایات جبکہ عنایت الٰہی طرف تمہارے متوجہ ہوئی
فَاَحْیَاکُمْ یعنی پس زندہ کیا تمکو ساتھ پھونکنے روح کے یہانتک کہ حس اور حرکت
تم مین پیدا ہوئی لیکن ابھی تک کہ تمکو عقل عنایت نکی تھی مردہ اور جاہل تھے پھر عقل
کامل تمکو بخشی اور زندگی دوسری تمہارے تئین سونپی اور ما بتک نیچ جاننے اون چیزون
کے کہ عقل ادراک انکے سے بہرہ نہین پہنچتی ہے مانند مردہ کے تھے پھر کتاب اوپر تمہارے نازل فرمائی
اور پیغمبر کی زبان سے اوس کتاب کا بیان کروایا اور زندگی دوسری بخشی ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ

تفسیر علمی
ف یعنی خدا اور رسول پر ایمان لاؤ تاکہ اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ
ف ذکرکرتے تعالیٰ جیسا بیوقوف لوگ مان گئے ہم بھی مان جائین ۱۴۰۱۲
ف یعنی جو لوگ ایمان لائے وہ احمق ہین ہم لوگ احمقون کا سا کام نہین کرینگے
مطلب اب بھی الہ والون کو دنیا دار دنیا پسند لوگ بیوقوف کہا کرتے ہین

یعنی پھر مارے گا تمکو لیکن اسواسطے نہین مارتا ہے کہ پھر تمکو زندہ نہین کرنے کا بلکہ اسواسطے دنیا مین مارتا ہے کہ اس گھر تنگ فانی سے طرف گھر فراخ ہمیشہ رہنے والے کے لیجاوے تاکہ جزا علم اور عمل اپنے کی اس مین دیکھو تم ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر زندہ کرے گا تمکو جس وقت کہ صور پہونکا جاوے گا اور یہ زندگی مانند پہلی زندگی کے نہین اسواسطے کہ پہلی زندگی مین خالق اپنے سے محجوب تھے اور اس زندگی مین حجاب بالکل مرتفع ہوگا ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ یعنی پھر طرف اوس کے رجوع کروائے جاؤگے تم پس جو کوئی ابتدا سے انتہا تک مرہون احسان اور متوقع انعام کسی کا ہو اور ہر حالت مین کام اس کا اسی کے ساتھ سرانجام پاوے اوس سے کیونکر ہوسکے کہ کفر ساتھ ایسے منعم کے اختیار کرے باقی رہے اس جگہہ کئی سوال جواب طلب ہین پہلا یہ کہ جملہ وکنتم امواتا کو ساتھ تکفرون باللہ کے کیا ربط ہے ظاہر یہ ہے کہ حال ہو اور حال ہونے اس کے مین کئی وجہ سے اشکال آتا ہے اول یہ کہ جملہ ماضویہ جس وقت حال واقع ہووے ضرور ہے تقدیر قد سے اور خاصہ قد کا وہ ہے کہ ماضی کو حال سے نزدیک کرتا ہے اور رہنا اونکا ماؤن کے پیٹ مین بغیر جان کے یہ ماضی بعید ہے لفظ قد کا اس کے اوپر نہین آسکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کبھی ماضی بعید کو قریب اعتبار کرتے ہین اور لفظ قد کا اوسکے اوپر داخل کرتے ہین جیسا کہ بیچ کیف نکذب وقد قال رسول اللہ صلعم المؤمن لا یکذب یعنی کسطرح جھوٹ بولین ہم حالانکہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہین جھوٹ بولتا ہے ہرگاہ کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث کو ذہن مین محفوظ ہے قریب اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ ماضی بعید ہے ایسے ہی اس جگہ ہرگاہ کہ ساعتین حیات کی اور زمانہ عمر کا شتابی چلا جاتا ہے اگرچہ دور ہے نزدیک دکھلائی دیتا ہے دوسرا یہ کہ اوپر اس تقدیر کے عطف ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون کا اوپر وکنتم امواتا کے مشکل ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ امور بالکل آگے آنے والے ہین اگر اوپر اسکے معطوف ہون تو یہ بھی حال ہوجاوین اور مستقبل محض حال نہین ہوسکتا ہے صاحب کشاف نے اس اشکال سے اس طرح پر جواب دیا ہے کہ فقط جملہ ماضویہ حال نہین بلکہ تمام قصہ حال واقع ہوا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوتا ہے

کہ کیف تکفرون باللہ وقصتکم ھذہ القصۃ لیکن اس جواب مین اب تک خدشہ باقی ہے
اس واسطے کہ جو قصہ اوپر امور مستقبلہ کے شامل ہو ثابت ہونا مجموع اوسکے کا بیچ حالت
وجود عامل کے شکل دکھلائی دیتا ہے اور حال ہونیکے واسطے ضرور ہے کہ عامل ذوالحال
اور حال کا زمانہ مقارن ہووے اسواسطے اکثر توجیہ کرنے والون عبارت کشاف کے نے ایسا
اختیار کیا ہے کہ مجموع قصہ کا حال واقع ہوا ہے باعتبار معلومیت کے نہ باعتبار وقوع
کے اور علم ساتھ اس قصہ کے مقارن عامل کے ہے اور اسمین جواب مین بھی خدشہ باقی ہے
اور وہ یہ ہے کہ کافرون کو اس قصہ کا علم تھا اور اگر بعضے دیدہ ودانستہ مکابرہ کرتے ہون یہ بھی
احتمال ہے لیکن اون مین سے دوسری بار زندہ ہونیکا اور رجوع کرنے کا یقین نہین رکھتے
تھے اور بعضے پچھلون مفسرون نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ مستقبلات باعتبار معنی ثم کے اول
ساتھ ماضی کے ہین اس واسطے کہ معنے ثم کے عطف مع تراخی کے ہین پس معنی کلام کے
یہ ہوے کہ فاحیاکم وتراخی اماتتہ وتراخی احیاءہ ایاکم وتراخی رجوعکم الیہ ۔ یعنی
پس زندہ کیا تمکو اور متراخی ہوا مارنا اوس کا اور متراخی ہوا جلانا اوس کا تمہارے تئین
اور متراخی ہوا رجوع تمہارا طرف اوس کے اور اس وجہ مین بھی خدشہ باقی ہے اسواسطے
کہ تراخی ان امور کو بیچ ہونے کفر کے دخل نہین اور باوجود اس کے کہ تراخی مدلول ثم کا ہے
معنی حرفی ہین کہ ہرگز استقلال نہین رکھتے ہین بلکہ فقط مرآۃ ملاحظہ غیر کی ہے اور حال
کو چاہیے کہ معنی مستقل ہون اور اگر معنی حرفی کو بیچ حکم معنی اسمی کے لیوین اور وصف
اور حال مین استعمال کیا جاوے پس کچھ فرق معنی حرفی اور اسمی مین نہین رہتا ہے
پس سب سے صحیح توجیہ یہ ہے کہ جملہ وکنتم امواتا فاحیاکم کا منقطع کلام کا ہے اور ثم
یمیتکم معطوف اوپر جملہ کیف تکفرون باللہ کے ہے اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ باوجود جاننے
ابتدا حال اپنے کے کفر تم سے نہایت بعید ہے اور اگر باوجود اس تمام جاننے کے
کفر قبول کرتے ہو پس تمکو پھر موت اور حیات دوسری درپیش ہے سزا اس کفر کی
اوس موت اور حیات مین تم چکھوگے سوال دوسرا یہ ہے کہ بیچ فاحیاکم
کے استعمال فا کا کیا اور معطوفات اوسکی مین لفظ ثم کا لاے ان دونو مین فرق کیا ہے

جواب اسکا یہ ہے کہ جو موت بیچ وکنتم امواتا کے مذکور ہے وہی ہے کہ نطفہ کے واسطے
پشت پدر مین اور جنین کے واسطے ماکے پیٹ مین ہوتی ہے یعنی نہونا حیات کا اور یہ عدم
حیات ممتد ہے وقت احیا تک پس زندہ کرنا اُس کے متصل ہوا اور محل دخول فا کا ہو گیا
اور اماتت احیا سے بہت پیچھے ہے گو کہ حیات سے متراخی نہو اور ایسے ہی احیا دوسرا بھی امات
سے بہت متراخی ہے گو کہ موت سے متراخی نہو اور ایسے ہی رجوع الی اللہ احیا دوسرے
سے متراخی ہے پس محل ثم کا ہوا سوال تیسرا یہ ہے کہ بعضے مفسرین نے ثم یحییکم کو
اس کے اوپر حمل کیا ہے کہ یہ احیا وہ ہے کہ قبر مین واسطے سوال منکر اور نکیر کے ہوگا اور
ثم الیہ ترجعون کو اوس احیا پر حمل کیا ہے کہ دن حشر کے ہوگا واسطے ثواب اور عذاب
کے یہ توجیہ درست ہے یا کسیطرح کا اس مین خلل ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توجیہ ہر چند من
حیث اللفظ محتمل ہے لیکن من حیث المعنی چندان چسپان نہین اسواسطے کہ اگر حیات قبری
حیات حقیقی اعتبار کیا جاوے پس بیچ وقت بعث اور حشر اور نشر کے آنا حیات دوسری کا
اوپر اوس حیات کے کہ قبر مین ہو چکی درست نہین ہوسکتا اسواسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا بیمعنے
ہے پس ضرور ایک بات دو چیزون مین سے اختیار کرنی چاہیے یا قائل ہونا چاہیے موت دوسری کا
کہ قبر مین ہوا اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور بھی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے اسواسطے
کہ اس صورت مین ایسا فرمانا چاہیے تھا ثم یحییکم ثم یمیتکم ثم الیہ ترجعون یا قائل ہونا
اس کا چاہیے کہ حیات بعث اور حشر اور نشر کی مجازی ہے حقیقی نہین وھو صریح البطلان
بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہین تعلق پکڑنا روح کا ساتھ بدن کے اور قبر مین
ہرگز تعلق روح کا ساتھ بدن کے نہین یعنی حلول روح کا نہوگا بلکہ ادراک اور شعور روح
کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اوس کو باقی رہتا ہے اسی کو حیات قرار دیا ہے پس حمل
کرنا حیات قبر کا اوپر حیات مجازی کے متعین ہے اور پس سوال چوتھا یہ کہ بعضے آدمیون کو
ساتھ دلیل نصوص قرآنی کے تین بار موت درپیش آئی مثل حضرت عزیر کے کہ انکو
سو برس تک مرا ہوا رکھکر پھر زندہ کیا پھر موت دوسری کہ قیامت تک رہے گی پہنچائی
اور ایسے ہی وہ آدمی کہ بنی اسرائیل مین سے تھے اور وبا کے ڈر سے بھاگ کر چلے

گئے تھے اون کو حکم ہوا کہ مر گئے پھر اون کو زندہ کیا اور ایسے ہی وہ آدمی بنی اسرائیل مین سے کہ ہمراہ حضرت موسی علیہ السلام کے میقات مین گئے تھے بجلی سے مر گئے تھے بعد اس کے پھر انکو زندہ کیا جیسا کہ بیچ اس سورت کے آتا ہے ثم بعثناکم من بعد موتکم اور جب بعد ہر موت کے احیا لازم ہے پس اس جماعت کو احیا بھی تین مرتبہ واقع ہوا اس آیت مین مطلقاً دو موت اور دو حیات پر کفایت کرنی کس طرح درست ہے جواب اس کا یہ ہے کہ عادت مین دو موت اور دو حیات سے زیادہ نہین اور اس جگہ مذکور ان نعمتون اور تصرفات کا ہے کہ موافق عادت کے کثیر الوقوع ہین اور ہر اہل اور نااہل مین پائے جاتے ہین اور موت اور حیات زیادہ دو بار سے خاص بعض افراد اور بعض جماعت مین ہے کلیہ نہین اور باوجود اس کے علم ساتھ موت اور حیات کے زیادہ دو بار سے مخاطبین کو حاصل نہ تھا اس واسطے کہ یہ لوگ اون قصون پہلی امتون کے خبردار نہ تھے پس اون کے خطاب مین ذکر زائد کا بے وجہ تھا اس جگہ جاننا چاہیے کہ اس آیت مین بڑے مقاصد عمدہ علم عقائد کے دلیلون کے ساتھ مذکور ہین سامع کو چاہیے کہ اون مقاصد کو مع دلیلون کے معلوم کرے مقصد پہلا یہ کہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے دانا اور توانا اور زندہ اور سننے والا اور دیکھنے والا اور غیر محتاج ماسوے اپنے سے اور انہین مقاصد سے ہے کہ قدرت جلانے اور مارنے کی غیر اوس کے کو حاصل نہین اور انہین مقاصد سے ہے کہ حشر اور نشر حق ہے اس واسطے کہ دوسری بار کام کرنا پہلی دفعہ سے آسان ہوتا ہے اور انہین مقاصد سے ہے کہ حق تعالی نے اپنے بندون کو ساتھ امر اور نہی کے تکلیف دی ہے اور اسباب خوف اور رجا کا عالم آخرت مین اون کے واسطے تیار کیا ہے اور انہین مقاصد سے ہے کہ دنیا مین زہد اور بے رغبتی اختیار کرنی چاہیے اس واسطے کہ بعد اس زندگی کے موت درپیش اور یہ زندگی تمام موت کے بدل ہوگی اور جو شے کہ اس حالت مین ہے خواہ مال خواہ اولاد خواہ گھر اور باغ کہ واسطے نفع اس زندگی کے ہین تمام اوس سے دور کئے جاوینگے یہانتک کہ بعد موت کے مالک کسی چیز کا نرہے گا اور دنیا مین کوئی اثر اور نشان اوس کا نہ پہنچیگا

مدت دراز لحد مین گذارے گا کہ ہر چند اوسکو آواز دیتے ہین جواب نہین دیتا ہی اور ہر چند اس
سے پوچھتی ہین بات نہین کہتا ہے اور ساتھ اس مرتبہ کے دلون سے محو ہو جاتا ہے کہ
اقربا کو پروا زیارت اسکی کی نہین رہتی ہے اور کہنے والے اوس کو مطلق فراموش
کرتے ہین جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت دو بیتم جگر کرد روزے کباب ؛ کہ می گفت
گوینده ؛ یار یاب ؛ دریغا کہ بے ما بسے روزگار ؛ بیاید گل و بشکفد نو بہار ؛ بسا تیر و دی ماه و اردی
بہشت ؛ بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت ؛ اور جب کہ حالت اس حیات کی ایسی ہے پس قابل
اس کے نہین کہ دل اس کے ساتھ باندھا جاوے اور اوس کو اوپر زندگی ہمیشگی کے کہ آگے
آنے ہی اختیار کیا جاوے اور اگر کافر کہین کہ ہر چند خداے تعالے جلانے والا اور مارنے
والا ہمارا ہو لیکن کسی طرح کا حق اوسکا اوپر ہمارے ثابت نہین تا کہ ہمکو کفران نعمت اوس کے کا
اور التجا طرف غیر اس کے کے مضر ہو اس واسطے کہ زندگی اور موت ہماری اوس کی طرف
سے قصد اور اختیار کی راہ سے نہین بلکہ اسباب وجود ہمارے کے اس سے صادر ہوے
اور وہ اسباب رفتہ رفتہ اس نہج پر بہم ہو گئے کہ ہم موجود ہو گئے ابتدا اللہ تعالی کو قصد
پیدا کرنے ہمارے کا نہ تھا تا کہ ہمارے اوپر منت اوس کی ہوتی ہم کہتے ہین یہ اعتقاد تمہارا
غلط ہے اسواسطے کہ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ یعنی ذات پاک وہ ہے کہ مقدر کیا واسطے تمہارے
پیدایش تمہاری کے مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام جیسا کہ غذائین
ستہری اور خوشبوئین پاکیزہ اور آوازین دلپسند اور صورتین زیبا اور لذت کی چیزین موافق
خواہشون کے اور بعضی زمین کی چیزون کو کہ وسیلہ ان چیزون کے حاصل کرنے کا
کیا جیسا کہ تیر اور کمان اور جال اور شست شکار کے واسطے اور لکڑی اور لوہا اور بیل
اور رسی کہیتی کے واسطے اور درختون کے بونے کے واسطے اور بعضی چیزون کو وسیلہ
تکلیفون کے دور کرنے کا اور آرام اور قرار حاصل ہونیکا کیا جیسے کہ مکان اور خیمہ واسطے
دور کرنے گرمی اور سردی کے اور دوا واسطے دور کرنے بیماری کے اور بعضی چیزونکو
واسطے حاصل ہونے عبرت اور سوچ اور سمجھ کے پیدا کیا مانند موت اور بیماری کے
اور مشقت اور درد کے اور موت مین فائدہ دوسرا یہی ہے کہ اگر پہلے لوگ نہ مرتے اور

پھیلی پیدا ہوئے جاتے زمین واسطے معاش اس جماعت کثیر کے تنگ ہو جاتی اور لڑائی
اور جھگڑے بے شمار واقع ہوتے اور پہلے لوگ ریاست اور مرتبہ پر غالب اور قایم رہتے
اور پچھلے لذت ریاست اور حکم رانی سے محروم رہتے اور ایسے ہی مشقتوں اور تکلیفون
مین بھی فائدے ہین اور عمدہ فائدہ اون مین سے یہ ہے کہ اگر مشقت نہوتی کارخانہ اسباب
دفع کرنے اس مشقت کا اور سرانجام کرنے والے اون اسباب کے معطل رہتے مثلاً اگر
چور نہوتا چوکیدار کیا کام کرتا اور اگر خوف غنیم کا نہوتا قلعہ اور قلعہ بان بیکار رہتے اور ایسے
ہی اگر مشقت سردی کی نہوتی شال بننے والے معطل رہتے اور اگر گرمی نہوتی خس خانہ
اور پنکھا کھینچنے والے بیکار رہتے اور اگر بھوک نہوتی باورچی کیا کام کرتا اور
اگر پیاس نہوتی آبدار اور سقا بیکار رہتا اور اگر مرض نہوتا دوا اور طبیب اور عطار
اور فصاد اور جراح سب رائگان ہوتے اور بعضی چیزون کو اسباب حاصل کرنے
کمالات کا کیا ہے مانند حواس باطن کے اور حواس ظاہر کے اور مدد اور معاون ان
امور کے جیسا کہ دوات اور قلم اور کاغذ اور سیاہی اور استاد اور معلم اور بعضی چیزون
کو واسطے ثابت کرنے عذر تقصیرات کے پیدا کیا ہے مثل نسیان اور خطا کے حاصل یہ
ہے جو کچھ کہ جہان مین ہے تمام آدمیون کے کام مین صرف ہوتا ہے یہان تک کہ زہر قاتل
وہ بھی بعضی دواؤن مین کام مین آتا ہے اور پہلے پیدایش آدمی کی سے ان چیزون کو
مقدر کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس بات کے کہ آخر کام مین ایک مخلوق کو پیدا کریگے
کہ ان چیزون کو کام مین لاوے گی اور صرف کریگی جیسا کہ پیدایش آدمی کی اور محتاج
کرنا اوس کا طرف تمام ان چیزون کے دلیل صحیح ہے اوپر اس بات کے کہ آدمی مین
اسرار ان سب چیزون کے سونپے گئے ہین والا تصرف اس کا ان چیزون مین
اور استعمال کرنا اون چیزون کو اوپر وجہ مناسب حکمت کے متصور نہوتا اور جب یہ
چیزین کہ مستعد رہین خود بخود زمین سے ظاہر نہین ہو سکتین اس واسطے کہ زمین قابل
محض ہے اور قابل محض سے کوئی چیز بالفعل نہین ہوتی ہے واسطے کامل کرنے
منفعت تمہاری کے عنایت دوسری فرمائی ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ یعنے پھر متو

ہوا طرف پیدائش آسمان کے اسواسطے کہ آسمان متضمن ہے اسباب حاصل کرنے
اون چیزون کا کہ زمین مین ہین فَسَوّٰىهُنَّ پس ٹھیک کیا اون آسمانون کو اس
طرح سے کہ کہین سوراخ یا شگاف اور ٹیڑھا پن اوس مین نرہا اور اعتدال کلی
حاصل ہوا سَبْعَ سَمٰوٰتٍ یعنی سات آسمان تا کہ کواکب سیارہ اون مین حرکت
کرین اور حرکتون ان کی سے طرح طرح کے اوضاع ظاہر ہووین اور اون اوضاع
سے جو چیزین کہ زمین مین مخفی ہون ظہور کرین مثل ریزش مینہہ کے اور پکنا میون
اور دانون اور غلون اور گھاس کا ساتھ آفتاب کے اور رنگت دینے اور مزہ اور
خواص ساتھ ماہتاب کے اور اور ستارون کے اور تبدل چارون فصلون کا ساتھ
قرب اور بعد آفتاب کے اور ایسے ہی غلے اور میوے ہر موسم کے اور احتیاج طرف
سامان درست کرنے ہر موسم کے کہ تکلیفات اوس کی دفع ہووین جیسا کہ عمارتین مضبوط
بارش کے وقت اور لباس گرم سردی کے موسم مین وعلی ہذا القیاس اور روشنی
ہر حال مین بسبب ستارون آسمانی کے ہے اسواسطے کہ جو ہر چمکدار زمین کی چیزون
مین بجز آگ کے دوسری شے نہین اور آگ کو اگر ہمیشہ پاس رکھو نقصان پہونچاتی ہے
اور آسمان کے ستارے ایسے نہین اور علاوہ اس کے آگ کی روشنی ہر وقت باقی
نہین رہتی بلکہ حاجت لکڑیون وغیرہ کی دم بدم پڑتی رہتی ہے کہ اوس کے سبب
سے جلتی رہے اور آدمی مین جیسا کہ اسرار تمام زمین کی چیزون کے رکھین ہین اور
بسبب اوس کے تمام چیزون زمین کی سے نفع اوٹھاتا ہے ایسا ہی اسرار تمام
آسمان کی چیزون کے اس کے اندر رکھ دیتے ہین تا کہ آسمان کی چیزون سے بھی
نفع اوٹھا دے اور ایک قسم نفع کی کہ سب فائدون سے عمدہ ہے اور بھی ہے اور
کل چیزون سے وہ نفع حاصل ہو سکتا ہے خواہ مخلوقات سفلے ہون خواہ مخلوقات علوی
مگر یہ نفع خاص نوع انسان کیواسطے ہے اور وہ خاص نفع یہ ہے کہ انسان دلیل پکڑے ساتھ
نشانیون قدرت اور دلیلون الوہیت اللہ تعالی کے جیسا کہ طرف اس نفع کے اشارہ
فرمایا ہے بیچ آیت سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق یعنی اب ہم دکھاوینگے

اونکو اپنے نمونہ دنیا مین اور انکی جانون مین تا کامل ہو جاوے اوپر کہ یہ بات ٹھیک ہے اور
ایک اور نفع ان چیزون سے یاد دلانا آخرت کا اور یاد دلانا ثواب و عقاب اس جہان کا
حاصل ہوتا ہے اور وہ بھی خاص انسان کیواسطے ہے یہ ہے کہ لذتین کھانے اور پینے اور
میوون اور نکاح اور سواریون کی دیکھتا ہے اور سنتا ہی قیاس کرتا ہے بہشت کی
نعمتون کو اور اسباب وحشت اور تکلیفات کے جیسا کہ غم اور خوف اور بجلی اور آگ اور پھاڑنے
جانور اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچھو دیکھکر اور سنکر دوزخ کے عذاب کو اوس پر
قیاس کرتا ہے اور تخصیص سات آسمان کی کہ اس مقام مین مذکور ہے اسواسطے ہے کہ آثار
سفلی کہ نوع انسانی کو اکثر درکار ہین بسبب انہین سات آسمانون کے اور ستارون انکے کی
ہے والا چلین ان سب چیزون کی ارواح مدبر عرش اور کرسی کی سے پیدا ہوتی ہین اور
بڑا نفع انسان کا بلکہ ہر مخلوق کا انہین سی ہے لیکن ہر کا ارتباط موجودات سفلی کا انکے ساتھ
ظاہر مین لوگون کی نظر سے پوشیدہ ہے ذکر عرش اور کرسی بلکہ لوح اور قلم کا بھی اس مقام
مین نہین فرمایا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو زمین اور آسمانون کی چیزون سے نفع دینا اور
اون چیزون کو اس کے کام کے واسطے پیدا کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ وجود
اور حیات اور موت اوس کی بسبب عنایت خاص جناب الٰہی کے ہوئے اوس قبیل سے
نہین کہ بسبب پیدائش اور چیزون کے تبعا اس کی بھی پیدائش ہو گئی بغیر اسبابات
کے کہ مقصود بالذات ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے ساتھ ربط دینے تمام چیزون کے اون کے
اسباب کے ساتھ دانا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنے اور وہ ساتھ ہر چیز کے
دانا ہے پس جو چیزین کہ زمین اور آسمان مین مل جاتا ہے اور بسا اون سب
چیزون کے آدمی کے اندر رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے ہی بعد موت کی
مردہ کے تمام اجزا اون کو جانتا ہے پس جمع کرنا اجزاء مردہ کے واسطے دوبارہ پیدا
کرنے کے اوس کے نزدیک ایک آسان کام ہے اور بھی جو کہ مقتضا ہے ہر عمل
کا ہے کہ جزا اوس کی اچھی ہے یا بری اوسکو بھی جانتا ہے اور شکر کرنے ان
نعمتون کے سے یہ چیز لازم ہے اور ناشکری اون کی سے یہ شے لازم ہو اوسکو بھی جانتا

پس معلوم کرنا آدمی کا ان سب چیزون کو خواہ مخواہ اس کی طرف لاتا ہی کہ ناشکری اسکی
نہ کرے اور انکار احکام منزلہ اوسکے کا اس سے سرزد نہو اس جگہہ دو سوال ہین کہ جواب انکا
چاہیے اول یہ کہ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا اسپر دلالت کرتا ہے کہ جو کچھہ زمین مین
ہے ہر کسی کے واسطے نفع لینا اوس کا مباح ہی جیسا کہ مذہب اباحتیون کا ہے اور حال
یہ ہے کہ حرام چیزون کی حرمت سب شریعتون مین قطعًا ثابت ہوئی ہے جواب اس کا یہ ہے
کہ پیدایش تمام چیزون کی واسطے انتفاع سب آدمیون کے تقاضا اسبات کو کرتی ہی
کہ ہر چیز سے ہر شخص نفع اوٹھاوے بلکہ اس آیت مین کہ مقابلہ جمیع ما فی الارض کا ساتھ
تمام بنی آدم کے ہے اسکو تقاضا کرتا ہے کہ افراد اول کے اوپر افراد دوسرے کے
منقسم ہون گے یعنی کسی شے سے کوئی نفع اوٹھاوے اور کسی سے کوئی پس جو چیز کہ غیر کا
حق اس مین متعین ہوا اور کسی سبب سے اوس کی ملکیت مین آئی نفع پکڑنا اس سے
دوسرے کو بغیر اجازت صاحب حق کے روا نہوا اور ایسے ہی نفع پانا بنی آدم کا جمیع ما فی الارض
سے اسبات کو بھی تقاضا نہین کرتا ہے کہ ہر کسی کو ہر چیز سے ہر قسم کا نفع لینا روا ہو بلکہ ایک
شے کے نفعے کئی طرح کے ہوتے ہن اور ہر ایک طریق نفع اوٹھانے مین شرع کی طرف رجوع
کرنا چاہیے مثلًا جو انتفاع کہ زوجہ سے ہے وطی کے ساتھہ ہے اور انتفاع ما اور بہن کی
طرف سے باعتبار شفقت او امداد کے ہے اور انتفاع پانی سے ساتھہ پینے کے ہے اور
انتفاع آگ سے ساتھہ پکانے کے ہے بلکہ لفظ لکم کہ لام نفعیہ اوس مین موجود ہے
دلیل صریح اسبات پر ہے کہ ان سب چیزون کا نفع اپنے استعمال مین لاؤ نہ ضرر
اور ضرر دو قسم ہے دنیوی اور دینی ضرر دنیوی کو اہل تجربہ جانتے ہین اور سمجھتے ہین
اور ضرر دینی سوا سے تعلیم انبیا کے معلوم نہین ہو سکتے اسواسطے کہ وقت ظہور
ضرر دینی کا آخرت ہے اور وہ وقت کسی نے ابتک نہین دیکھا تا کہ تجربہ اوس ضرر کا
اسکو ہوتا پس طریق معرفت ضرر کا بجز اس کے نہین کہ پیغمبرون سے سنا جاوے اور
یقین کیا جاوے اور اسی سبب سے ہے کہ تحریم محرمات کی سب شریعتون مین موجود ہی
اور اگر کوئی کہے کہ بعضی چیزین زمین کی ایسی ہین کہ شرع مین نفع اوس کا بالکل

باطل ہے اور مال متقوم کی جنس سے نکال دیا ہے جیسا کہ خمر اور خنزیر پس ایسی چیزون
سے نفع کیونکر متصور ہو ہم جواب دیتے ہین جیسا کہ زمین کی چیزین بعضی اس
قسم کی پیدا کی ہین کہ بے قدر محض ہین ایسے ہی بنی آدم مین ایک ایسا فرقہ پیدا کیا ہے
کہ عند اللہ بے قدر محض ہین وہ فرقہ ساتھ ان چیزون بے قدر کے منتفع ہوتا ہے
مثل مشہور ہے ہر گندہ پیرے راگندہ خوری ست اور نزدیک عقل اور اہل شرع کے
جس وقت اس جماعت بے قدر کو ان چیزون کے ساتھ نفع اوٹھاتے دیکھین اور نفس
اون کا بھی تقاضا اس انتفاع کو کرے اور وہ لوگ اپنے تئین موافق حکم شرع کے
اس سے بند کرین بہت بڑا نفع حاصل ہوتا ہے کہ صبر کے ثواب کے مستحق ہون گے
وانما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی دیا جاوے گا صبر کرنے والون کو
ثواب اون کا بے شمار دوسرے یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدایش ان
چیزون کی کہ بیچ زمین کے ہے مقدم اوپر پیدایش آسمانون کے ہے اور یہی مضمون سورہ حم
سجدہ مین صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور وہ کہ سورہ والنازعات مین مذکور ہے کہ
والارض بعد ذلک دحٰھا　صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ دحو زمین کا یعنے چوڑا کرنا
اور بچھانا اوس کا بعد پیدایش آسمان کے اور برابر کرنے اوس کے کے بلکہ بعد
حرکتون ستارون اوس کے کے ہے اور بعد موجود ہونے دن اور رات کے اور یہ ظاہر ہے
کہ پیدایش زمین اور اوس چیز کی کہ زمین مین ہے بغیر پھیلانے زمین کے ممکن
نہین پس دونو آیتون کے مضمون مین تعارض اور تناقض ہوا اور باوجود اس کے
یہ بھی خلل ہے کہ خلق لکم ما فی الارض کہ سے کم دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ جو
کچھ زمین مین ہے ابتدا پیدایش اوس کی سے خطاب تک مقدم اوپر تسویہ سماوات
کے ہے اور یہ بات مخالف حس اور بداہت کے ہے قطع نظر اس سے کہ معارض دوسری
آیت کے ساتھ ہو جواب اس کا یہ ہے کہ خلق لکم ما فی الارض یعنی قدر لکم کے معنی
چاہیے اور ایسے ہی سورہ سجدہ مین وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا وقدر فیھا اقواتھا
اس واسطے کہ پیدایش جمیع ما فی الارض کی بدون حرکتون آسمانی کی واقع نہین ہوتی

ف اور واسطے کہ ثم استوی الی السماء بعد خلق لکم ما فی الارض کے مذکور ہے اور اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی پیدایش پیچھے ہوئی ۱۲

تفسیر خلیلی
ف اون کی شکل ایسی ہے جیسے کسی نے آگ سلگائی جب اوس کے گرد روشن ہوا تو خدا نے اون کی (آگ کی) روشنی بجھا دی اور اون کو ایسی

تسویہ آسمانون کا متاخر نہین ہوسکتا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ وجود زمین کا متاخر
پیدایش آسمان کی سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تسویہ آسمان کا زمین کی پیدایش
سے پیچھے ہے اور یہ اقوال مفسرین کے بسبب غفلت کرنے عموم ما فی الارض جمیعا
کے سے ناشئ ہین اور اس آیت کے مضمون سے بھی غفلت ہے و رفع سمکہا فسوّٰیها
واغطش لیلها واخرج ضحٰها والارض بعد ذلك دحٰها البتہ یہ احتمال ہے کہ اول زمین کو
نہایت چھوٹا سا پیدا کیا ہو اور اس مین اصول پہاڑون کے اور برکت نہرون اور
چشمون کی رکھدی ہو اور قوت حیوانون کے اوس مین مقدر کئے ہون بعد اسکے
طرف آسمان کے متوجہ ہوکر اور اوس کو سات آسمان بناکر گردش مین لاکر نور اور
ظلمت رات دن کے ظاہر کرکے پھر زمین کو پھاکر چوڑا اور فراخ کیا ہو اور اس
احتمال کے سب آیتین مطابق ہوتی ہین مگر ما فی الارض جمیعا کو مخصوص اصول ثلثہ معادن
اور نباتات کے ساتھ کرنا ضرور ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تائید
اسی احتمال کی منقول ہے کہ فرمایا ہے خلق اللہ الارض فی موضع البیت کھیاۃ الفھر
علیها دخان ملتزق بها ثم اصعد الدخان وخلق منه السموٰت وامسك الفهر فی
موضعه وبسط منه الارض فذلك قوله كانتا رتقا یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین
کو بیت اللہ کی مانند ایک غلولہ پتھر کے اوپر اوس کے دھوان لپٹا ہوا تھا پھر بلند
کیا دھوین کو اور پیدا کئے اوس سے سب آسمان اور ٹھیرا رکھا اوس غلولہ کو اپنی
جگہہ اور پھیلائی اوس سے زمین پس یہی ہے مضمون قول اوس کے کا کانتا رتقا
یعنی تھے آسمان اور زمین مونہہ بند ہے یعنے ایک چیز تھے اس جگہہ ہین کتنے فائدے
جاننے چاہئین اول یہ کہ ساتھ روایت سدی کے ابن عباس سے اور اور گروہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا منقول ہے کہ پہلے پیدایش آسمان اور زمین کی سے دو
چیزین موجود تھین عرش اور پانی جب ارادہ الٰہی ساتھ پیدایش آسمان اور
زمین کے متعلق ہوا پانی سے ایک دھوان اوٹھا اور سبب اس دھوین اوٹھنے کا بعضی
روایتون مین ایسا آیا ہے کہ ہوا کو اوس کے اوپر مسلط کیا اور بسبب اوس

ہوا کے پانی مین موج اور جنبش پیدا ہوئی اور بسبب سختی حرکت کے گرمی پانی مین
موجود ہوئی اور اس سبب سے دہوان پیدا ہوا اور اس دہوین نے اوپر کی طرف کو
صعود کیا اور وہی دہوان مادہ آسمان کا ہوا کہ دوسری آیۃ مین اوس کی طرف اشارہ
ہے ثم استوی الی السماء وہی دخان ﴿ پھر تہوڑے سے پانی مین خشکی اور تحجر پیدا ہوا اور
وہ مادہ زمین کی پیدایش کا ہوا پس پہلے اوس زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات
زمینین بنائین بعد اس کے طرف مادہ آسمان کے متوجہ ہوا اور اوس کے سات
آسمان بنائے اور ان روایتون مین پیدایش زمین کی چار دن مین اس تفصیل کے
ساتھ ذکر کی ہے کہ یکشنبہ کے دن ابتدا پیدایش دہوین کی کہ مادہ آسمان کا ہے
اور پیدایش کف بھی ہوئی کہ مادہ زمین کا ہے وقوع مین آئی اور دوشنبہ کے
دن زمین کو سات ٹکڑے بنایا اور سہ شنبہ کے دن پہاڑون کو زمین پر قایم کیا اور
نہرون کو جاری کیا اور چہارشنبہ کے دن درختون کو اگایا اور قوت جانورون کا کہ دانہ
اور گہاس ہے اس مین پیدا کیا اور پنجشنبہ کے دن آسمان کے مادہ کی طرف متوجہ ہوا
اور اوس کو سات آسمان کئے اور جمعہ کے دن ہر آسمان مین ستارے پیدا کئے
اور گردش ہر ستارے کی مقرر فرمائی اور فرشتون کو واسطے کاروبار ہر ایک
آسمان کے قایم کیا پس تمام پیدایش جہان کی چہ دن مین اس تفصیل کے ساتھ ہوئی
جیسا کہ سورہ حم السجدہ مین اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ایک اشکال اس
جگہہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وجود رات دن کا آفتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف
ہے پس پہلے پیدایش آسمان اور زمین سے رات دن کا ہونا کیونکر ہوسکے بعضے
عالمون نے جواب اس اشکال کا ایسا دیا ہے کہ مراد ان دنون سے حقیقت دنون
کی مراد نہین بلکہ اتنی مدت مراد ہے یعنی تمام پیدایش جہان کی اتنی مدت مین
واقع ہوئی کہ اگر اوس مدت کو اوپر مدت رات دن کے قیاس کرین چہ دن حساب
مین ہودین اور بعضے علما نے ایسا کہا ہے کہ دن رات جیسا کہ طلوع اور غروب آفتاب
کے سبب سے ہوتا ہے ایسے ہی اور حرکتون اور حوادثات سے بہی متصور ہے

تفہیم غلطی
دو جہات سے دوزخ میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ ایمان لا کر ... ہوسکے دونون سے ایمان لاکر ... حرام حلال ... ایمان ... اور حلال حرام ... بہول گئے اب ... نہین ... ظاہری ... جس سے

پس احتمال ہے کہ پہلے پیدایش آسمان اور زمین کی سے نور عرش کا کسی وقت مین
پھیل جاتا ہو اور اس وقت کو دن کہین اور کسی وقت مین چھپ جاتا ہو اور اس وقت کو
رات قرار دین جیسا کہ اب بھی بعضے مقامون مین رات دن اس حساب سے نہین ہوتا ہے
جیسا کہ عرض تسعین مین رات دن اوسی طرح سے ہے کہ چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن شمار
مین آتا ہے پس اول حمل سے آخر سنبلہ تک اسکو دن کہتے ہین اور اول
میزان سے آخر حوت تک اسکو رات ٹھیراتے ہین اسی قیاس پر جب کہ آفتاب موجود تھا اور
حرکتون اور حوادث کے ساتھ تعین رات اور دن کی ہوئی ہو اور اسی حساب سے پیدایش
تمام جہان کی چھ دن کی مدت مین ہوئی ہو اور محققین اس کے اوپر ہین جیسا کہ رات اور دن
بسبب حرکات سابقہ کے متعین ہوتے ہین ایسے ہی بسبب حرکات لاحقہ کے بھی متعین ہو سکتے
ہین پس جس جس مدت مین پیدایش آسمان اور زمین کی ہو اسی مدت کا نام دن رکھدیا اور پیدایش
اس کی ایکے ساتھ محدود اور مشخص ہوئی جب ایک کام کیا ایک دن ہو گیا دوسرا کام کیا دوسرا
دن ہوا پس دنون کے معنی دفعات کے ہین یعنی چھ بار توجہ اوس کی ہوئی دو بار توجہ
طرف آسمان کے ہوئی ایک بار واسطے جدا کرنے مادہ اوس کے کے ہیولا مشترکہ سے کہ
اوس کو پانی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اور دوسری بار توجہ اوس کی طرف واسطے
ڈالنے صورتون اسکی کے ہوئی کہ وجود ستارون اور ترتیب سات آسمانون اور صادر
ہونا حرکتون خاص خاص تمام آسمانون کا بطفیل اونہین صورتون کے ہے اور چار
دفعہ توجہ طرف زمین کے پائی گئی ایک بار واسطے جدا کرنے مادہ سفلیات کے اور دوسری
بار واسطے پیدا کرنے صور بسیطہ کے اور تیسری بار واسطے افاضہ صور معدنیہ کے اور چوتھی بار
واسطے القاے صور نباتیہ کے کہ اکثر قوت حیوانات کی اوس سے حاصل ہوتی ہے
اب یہ ہم بیان کرتے ہین کہ صحیح مسلم اور تاریخ بخاری اور صحیح نسائی اور دوسری
کتابون حدیث مین ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہاتھ اوس کا پکڑا اور اوپر اونگلیون اوسکی کے شمار کیا اور فرمایا خلق اللہ التربة
یوم السبت وخلق فیہ الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ

یوم الثلثاء وخلق النور یوم الاربعاء وبث فیہ الدواب یوم الخمیس وخلق آدم یوم الجمعۃ
بعد العصر یعنی پیدا کیا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن اور پیدا کیئے اوس مین پہاڑ
یکشنبہ کے دن اور پیدا کیئے درخت دوشنبہ کے دن اور پیدا کین مکروہ چیزین سہ شنبہ
کے دن اور پیدا کیا نور چہارشنبہ کے دن اور پھیلا دیے بیچ اوس کے چوپائے پنجشنبہ کے دن
اور پیدا کیا آدم کو دن جمعہ کے بعد عصر کے اور اس روایت اور پہلی روایت مین ظاہر مین
تعارض اور تناقض ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین بیان ابتدا پیدایش آسمان
اور زمین کا نہین بلکہ بیان پیدایش زمین کی چیزون کا ہے گو یہ پیدایش برابر ہو بلکہ
ان کی پیدایش مین آپس مین فاصلہ دراز پڑا ہوا ہو فائدہ دوسرا یہ کہ آسمانون
کی ذاتین اور جوہر ان کے مغائر جدا ہین یعنی کئے ہین بس وہ کہ بیچ روایتون ربیع بن انس
اور سلمان فارسی اور کعب احبار کے واقع ہوا ہے کہ آسمان دنیا کا ایک موج ہے
معلق کھڑی ہوئی اور آسمان دوسرا چاندی سفید کا ہے اور آسمان تیسرا لوہے کا ہے
اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچوان سونے کا اور چھٹا زمرد سبز کا اور ساتوان یاقوت
سرخ کا اور دوسری روایتون مین بھی مانند اس کے ہے ان سب کی بنا اوپر تشبیہ
کی ہے یعنی اون جواہر کو اگر دنیا کے جواہر پر قیاس کرین یہ تشبیہ دے سکتے ہین اور
اسی واسطے ان روایتون مین اختلاف بہت آیا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ
کلام کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے فائدہ تیسرا یہ کہ اہل حکمت نے بمقتضاے حرکتون معلوم
اپنی کے ایسا مقرر کیا ہے کہ آسمان کے نو طبقہ ہین پہلے آسمان کو اوپر کی طرف سے فلک
الافلاک کہتے ہین اور یہ حرکتین روزمرہ کی کہ طلوع اور غروب آفتاب کا اور اور ستارون
کا کہ ہر خاص اور عام جانتے ہین اوسی کی طرف نسبت کرتے ہین اور دوسرے
طبقہ کو فلک الثوابت کہتے ہین اور حرکتین آہستہ آہستہ ستارون کی بسبب اون
کی صورتون اور برجون کے اور منزلون کے پس پیش ہوتی ہین اوس کی طرف نسبت
کرتے ہین اور سات آسمان دوسرے ہین کہ سات ستارہ سیارہ کہ ایک ایک ستارہ
ہر ایک ایک آسمان مین علے الترتیب ثابت کرتے ہین اور وہ ترتیب یہ ہے بیت

نفع خلیلی (۱) کٹھری کی اندھیری (۲) ... کی اندھیری (۳) ... کی اندھیری (۴) ... کی اندھیری (۵) ... کی اندھیری ... (۶) ... اندھیری

قمر ہست و عطارد و زہرہ ۔ شمس و مریخ و مشتری و زحل ۞ اور ہر گاہ کہ دلیلین نقلیہ
تمام دلالت اس کی اوپر کرتی ہین کہ عدد آسمان کے سات ہین پس واسطے تطبیق کے درمیان
معلومات اپنی کے اور ادلہ نقلیہ کے کہتے ہین کہ اون دو آسمان کو شرع مین عرش اور کرسی
کہتے ہین لیکن یہ سب مبنی اوپر تکلفات کے ہین جیسا کہ پوشیدہ نہین اسواسطے کہ احتمال
ہے کہ ان ساتون آسمانون کا ایک فرشتہ مدبر ساتھ حرکت یومیہ کے سب کو حرکت دیتا
ہو اور تمام ستارے ثوابت آسمان زحل کی پشت کے اوپر گڑے ہوئے ہون اور زحل آسمان
کے مثابے مین ثابت ہو پس سات آسمان سے زیادہ ثابت نہ ہون گی اور وہ کہ عرش
اور کرسی کے اوصاف مین بیچ روایات شرعیۃ کے آیا ہے منطبق اوپر اون دو آسمانون
کے کہ حکما قرار دیتے ہین نہین ہو سکتا پس بہتر یہ ہے کہ عدد آسمانون کے سات
اعتقاد کرنے چاہئین اور عرش اور کرسی سوائے اون کے ثابت ہووین ابو الشیخ نے
حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا
رفیع ہے اور نام آسمان ساتوین کا براح اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ سید السموات السبع التی فیہ العرش و سید الارضین التی نحن علیہا اور ابن ابی حاتم نے
حبہ عربی سے روایت کی ہے کہ سمعت علیا ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من دخان و ماء
اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکروا فی
کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ فان السماء السابعۃ الی کرسیہ سبعۃ الاف نور وھو فوق
ذالک یعنی فکر کرو تم بیچ ہر شے کے اور نہ فکر کرو تم بیچ ذات اللہ کے اس واسطے کہ
درمیان ساتوین آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہین اور وہ فوق اون کے ہے
اور اس جگہہ مین جاننا چاہیے کہ تعدد عرش اور کرسی کا یعنی جدا جدا ہونا اون کا اب تک
دلیل سے ثابت نہین بلکہ بہت دلیلون سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ساتون آسمانون
کے اوپر بہت فاصلے سے کہ اوس فاصلہ مین انوار بے شمار موجود ہین ایک جسم نورانی
ہے کہ اوسی جسم کا کبھی عرش نام فرمایا ہے اور کبھی کرسی اور وہ جسم تمام آسمانون اور
زمین کو گھیرنے والا ہے جیسا کہ بیچ آیت وسع کرسیہ السموات والارض

میں بھی اس طرف رمز کی ہے واللہ اعلم حاصل یہ ہے آدمی کو کہ ساتھ ایسی شرافت کے
ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اوس کے واسطے پیدا کیا اور ساتوں آسمان کو واسطے
کاروبار اوسکے کے درست کیا اس سبب سے ہے کہ وہ جمع کرنے والا دونوں اسرار
یعنی اسرار خدائی اور اسرار عالم کا اور قابل اللہ تعالی کی خلافت کے ہے اوپر تمام
عالم کے رہنے والوں کے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہیں
بعضی علوی اور بعضی سفلی اور وہ باوجود خالق ہونے اور مالک ہونے کے بے احتیاج
ایسا ہے کہ کسی شے کے ساتھ آپ نفع نہیں اوٹھاتا اور کچھ اوس کو غرض نہیں اسواسطے
کہ اگر وہ بھی کسی چیز کے ساتھ نفع اوٹھاوے احتیاج اوس کو لازم ہووے اور محتاج
ہونا منافی صمدیت اوس کی کے ہے پس ضرور ہوا کہ کوئی مخلوقات اوس کی سے
ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الٰہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اوسکے کے متصف ہووے
تنفیذ اور جاری کرنا اوامر اور نواہی اوسکے کا اور سیاست مخلوقات کی اور تدبیرات
کاموں اون کے کی اور نگاہ رکھنا انتظام خلق کا اور مشغول کرنا اون کا ساتھ بندگی خدای
تعالے کے اوس سے ہو سکے ورنہ یہ تمام مخلوقات طرح طرح کی معطل اور
بے کار ہیں اور یہ حکمت کے خلاف ہے پس اس تدبیر سے گویا اس خلیفہ کے سبب
سے تمام چیزوں کے فائدے اور نفعے اوس نے ظاہر کئے جیسا کہ کہنے والے نے
کہا ہے **بیت** سرہر کہ عندلیب ست پروا نے زندارد ❊ یارش گل ست و گل را یک
مشت زر ضرور ست ❊ اور جب ایسا ہوا پس خلیفہ کے حق میں یہ بات ضرور ہوئی کہ بعد
پیدایش تمام انواع کے پیدا ہو تاکہ نفع اوٹھانا تمام مخلوقات سے اوس کو حاصل
ہووے اور دوسری چیزیں جہان کی مانند مصالح اور اسباب خانگی کے کہ گھر والے
کو اون سے گریز نہیں پہلے موجود ہونے اوس کے سے تیار ہو کر ساتھ زبان استعداد
اپنی کے خلیفہ کے وجود کی خواستگار ہوویں اور زبان حال اون کی اس کلام کے ساتھ
بولنے والی ہو کہ مصرع متی نرکب الناقة المرحبة اور وہ شخص کہ
قابل ان امور کے ہو بجز انسان کے نہیں اس واسطے کہ انسان کے پیدا ہونے

پہلے جن چیزون کو شعور اور ارادہ دیا ہے دو قسم سے زیادہ موجود نہین فرشتے اور جن اور فرشتے
اسباب کے لایق نہین ہین کہ تمام اشیاء علوی اور سفلی سے نفع اوٹہاوین اسواسطے کہ بہت
حاجتون سے وہ بری ہین عورت اور فرزند اور کہانا اور پہننا اور جو چیزین ان کے لوازم سے
ہین اونکو درکار نہین کہ شہوت اور غضب نہین رکہتے ہین اور جن ہرچند کہ شہوت اور غضب
رکہتے ہین لیکن قوت خیالیہ اوپر قوت عقلیہ اونکی کے غالب ہے یہان تک کہ جس چیز کو
خیال کرتے ہین اوس کو واقعی جانتے ہین مانند لڑکون کے کہ بالش کے اوپر سوار ہو کر اپنے تئین
حقیقت مین سوار گہوڑے کا جانتے ہین اور لکڑی کی سواری کو گہوڑا سچا سمجہتے ہین پس جو
اگر تمام مخلوقات کو اون کے نفع مین خرچ کیا جاوے بجز تخیل کے منافع کا سرانجام اون سے
نہوگا اور منظور یہ ہے کہ حقیقۃ منفعتین اون چیزون کی بے کم و کاست ظہور پکڑین اور علاوہ
اس کے جن ایک حال پر قایم اور باقی نہین رہتے ہین اور اون کی حرکات اور سکنات بسبب
غلبہ خیال اور رنگ برنگ ہونے قوتون اور فعلون اونکے کے بدلتے رہتے ہین پس آثار
دائمی کہ ثبات اور بقا اون مین پایا جاوے اونکے اندر ممکن نہین جیسا کہ کہا ہے شعر فما
تدوم علی حال تکون بہا ۔ کما تلون فی اثوابہا الغول ۔ بلکہ اگر نظر بغور کی جاوے تو ظاہر
ہووے کہ رتبہ جنون کا بہ نسبت رتبہ آدمیون کے ایسا ہی جیسا کہ رتبہ نقالوں اور بہروپیونکا بہ نسبت
اون لوگون کے جنکی نقلین قولون اور فعلون اور شکلون اور لباسون کی کرتے ہین اور ظاہر ہی
کہ ع لیس التکحل فی العینین کالکحل ۔ اور یہی جنون کو بہ سبب لطافت بدنی اور قدرت
فرار اور نفوذ کرنیکے تنگ جگہون اور مسام باریک مین اور بسبب غلبہ ناریت کے اوپر مزاج
روحون اونکی کے متصف ہونا ساتہ تمام اخلاق الٰہی کے مثل صبر کے اور حلم کے اور متانت
نفس کے اور مانند اوسکے کے ممکن نہین اور اکثر چیزون کی طرف جیسا کہ قلعہ اور حویلی اور
عمارتین اور ہتہیار اور مانند انکے حاجت اونکو نہین اور نہ ایسی چیزون سے انکو انتفاع ہے
پس یہ فرقہ مانند فرشتون کے منافع تمام مخلوقات کے اپنے استعمال مین نلا سکتے جیسا کہ متصف
ہونا ساتہ تمام صفات ربانیہ اور متخلق ہونا ساتہ تمام اخلاق الٰہیہ کے اون کے تئین میسر
نہین پس تمام مخلوقات مین سے آدمی کو لیاقت اس منصب کی ہوئی اور اگر کوئی انکار

اس امر کا کرے اوس کے روبرو قصہ حضرت آدم کا یاد دلا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ یعنے اور
یاد دلا اوس وقت کو کہ فرمایا پروردگار تیرے نے واسطے ظاہر کرنے فضیلت آدم کے
پہلے پیدایش اوسکی سے تاکہ بعد پیدا ہونے اوسکے کوئی اوس کو نظر حقارت سے
نہ دیکھے اور تابعداری حکم اوس کے سے عار نہ کرے لِلْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی فرشتون کو اسواسطے
کہ منافع تمام مخلوقات کے حقیقت مین فرشتون کے ہاتھ مین ہین بسبب اسکے کہ محافظت ہر مخلوق کی اور ظاہر
خواص اسکے کا اللہ تعالی نے انھین کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانون اور ستارونکی گردش اور مینہ کا برسانا اور ہوا کا
چلانا اگانا اور معدنیات کو پہاڑون مین قائم کرنا سب انکے حوالے ہے پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے
ہے کہ فرشتون کے ہاتھ مین سونپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انھیں
کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نکرین تصرف اوس خلیفہ
کا کسی چیز مین جاری نہو مثلا اگر انسان تخم زمین مین بووے جب تک کہ وہ فرشتے
کہ اوس کے اگانے پر متعین ہین اطاعت اوس کی نکرین کھیتی اور درخت زمین سے
نہ نکلے اور معنی خلافت کے متحقق نہون اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت
یہ فرقہ تابعداری اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور
نہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی اونھین کے ہاتھ مین ہے اور حیوانات اور جن
ہرچند کہ کچھ ارادہ اور اختیار رکھتے ہین لیکن فرشتون کی تسخیر کے مقابلہ مین وہ ارادہ
اور اختیار اون کا بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے جیسا کہ جن وقت حاضر ہونے موکلون
کے لاچار ہو سکتے ہین اور جانور سائسون کے ہاتھ مین عاجز ہوتے ہین پس جو وقت
کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والون سے
منظور تھا اول فرشتون کو اوس کی طرف جھکایا اور تابعدار کیا تاکہ اور چیزین
چار و ناچار اوس کی طرف جھکین اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیون کی
حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت مین اپنے کمال کو پہنچی جن اور
ہوا اور اور مخلوقات سب کو فرشتون نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم
اوپر اون مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شروع عہد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

کے بھی جانوروں سے اسی طرح کی تسخیر قسری ظاہر ہوئی تھی جیسا کہ تواریخ مین مذکور ہے اور اسی واسطے سب موجودات مین سے خطاب خاص فرشتون کی طرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً یعنی تحقیق مین بنانے والا ہون زمین مین ایک خلیفہ کہ خلافت میری کرے اور زمین کی چیزون مین تصرف کرے اور چونکہ تصرف زمین کی چیزون مین بغیر تصرف کرنے ہوا لگ نکے مین کہ آسمان سے اون کا ربط ہے متصور نہین پس ہر چند وہ خلیفہ عناصر زمین کے سے پیدا ہوا اور کون اور فساد کی جگہہ ٹہیرایا اوس مین روح آسمانی بھی ہم پہونچین گے کہ بسبب اوس روح کے آسمان کے رہنے والون اور ستارون کے موکلون پر حکم چلاوے اور اون کو اپنے کام مین صرف کرے جیسا کہنے والے نے کہا ہے بیت گدائے مصطبہ ام لیک وقت مستی بین ؛ کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم ؛ اور طریق خلافت دینے کا اوس خلیفہ کو یہ تہا کہ روح اوس کی کو نمونہ صفات اپنی کا عطا فرمایا یعنی علم اور حکمت کہ اس مین رکہدیا کہ مراد دریافت کرنے کلیات اور قاعدون کے سے ہے اور ارادہ اور اختیار دیا کہ بسبب ارادہ کلیہ کے برانگیختہ ہوتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ نظامات کلیہ جہان مین ظاہر ہون اور مدتون تک باقی رہین اور سمع اور بصر اور کلام عنایت کیا بیچ پورا کرنے اس مراد کے اور سرانجام پہنچانے اس مہم کے صرف ہوتے ہین پہر اوسکو قدرت دی کہ نمونہ قدرت اوس کی کا ہے ساتھ اس طرح کے کہ جیسا قدرت کاملہ الٰہی سبب ہے موجود ہونے چیزون کی کہ جن کے آثار واقع مین ثابت اور قایم ہین ایسے ہی قدرت اس خلیفہ کی سے بسبب جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب وغیرہ کے بہت چیزین بن جاتی ہین اور اس وجہ سے وہ مصنوعات مختلفۃ الآثار موجود ہوتی ہین کہ مدتون تک باقی رہتی ہین پس بیچ تمام صفتون اور آثارون کے نمونہ صفات الٰہی کا ہوا اور معنی خلافت کے متحقق ہوے اور علم اور حکمت اس مرتبہ کو پہونچا کہ قواعد کلیہ ہر نظام کے دریافت کئے اور علم کہیتی کا اور علم کیمیا اور بدلنے کانون کی چیزون کا اور سوا اس کے استخراج کیا گویا محافظت انتظام بدنون

وتفسیر خلیفہ کی یعنی اپنی اپنی صفات عطا کرنے سے نائب نہین بنایا جب تک وہ صفات اس کو نہ دی گئیں سب ہوا جب تک صفت اپنی کی جھلک اس مین نہ ڈالی جب اس کو حق کی صفات سے آراستہ کیا تب جا کر نائب ہوا جب صفات کی جھلک اس مین آئی تب خلیفہ بنا رہا

انسانی اور حیوانی اور نباتی اور معدنی کو اپنے قابو مین لیا بلکہ نظام اصلاح نفس
اور ترقی بخشنے روح انسانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے واسطے کرنا مراتب
سلوک کا بھی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان مین بھی تصرف کرنا
پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستارون کی قوتون کا اور تابعدار کرنا موکلون کا بھی جانا
اور اوس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزون کو جمع کرکے ایک شے مرکب
بنا لے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے سکنجبین درست ہوجاتی ہے اور شورہ اور گندھک
سے باروت اور قند اور ہلیلہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزون کی بھی کرلیتا ہی
یعنی بعضے جز جدا ہوجاوین بعضون سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور بنیت کا ادا الجبن سے
اور جدا کرنا سمیت کا زہردار چیزون سے کشتہ کرکے اور بعضے اجزا اشیا کے تحلیل بھی
کرسکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عرقیات کے کھینچنے سے اور بہت سی جدی دواون کو
اس طرح ترکیب کرلیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آجاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور
مثرودیطوس اور بعضی چیزون مین تصرف اپنا کرکے صورتین نئی ڈالتا ہے جیسا کہ
برتن اور اقسام زیور کے کہ کانون کی چیزون سے بناتے ہین اور توپ اور بندوق
کہ اونہین چیزون سے تیار کرتے ہین اور مثل اوس کے حقیقتین اور خواص شئے کے
کہ زیادہ حد سے ظہور مین آلتے ہین اور سمع اور بصر مین ایسی گنجایش پیدا کی کہ آلات رصد
کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستارون کو شمار کردیا اور مقدارین حرکتون اجسام
علویہ کی یہانتک کہ دقیقے اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھہ استعانت آلات
موسیقی کے مسموعات بیحد حاصل کئے اور اون مسموعات سے کہ مراد نغمون مختلف کی
ہے لذتین اور کیفیتین جدی جدی پیدا ہوئین کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے
بہرہ مند ہوئے اور کلام مین بھی ایسی وسعت اور تعمق رکھتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر ہو
طرح طرح کے مضمون کوئی ہجو کا اور کوئی مدح کا اور کوئی معشوق کے حسن کا بیان کرنے لگا
اور نمونہ قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزون مین باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور
حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تہا بعینہ لفظ اور معنی مین جاری کرکے کارخانہ درست کیا

تفہیم غلطی

کہ ایسا طریق بجز انسان کے اور مخلوقات کے خیال مین نہین گنجایش رکھتا ہے عالم لفظ
اور معنی کو ایک نمونہ عالم اجسام اور ارواح کا کیا پہر واسطے محافظت الفاظ غیر قارہ کے
کہ انکے وجود کو قیام نہین ایسی تدبیر سوچی کہ ساتھہ استعانت قلم اور کاغذ کے اون امور
غیر قارہ کو ثبات اور دوام دیا اور اون الفاظون کے نقشون کو قایم مقام اون کے کیا
اور اس امر مین ایسا سحر کیا کہ حرف منقوط اور غیر منقوط اور متحرک اور ساکن بلکہ
اظہار اور اخفا اور اور دقایق خفیہ سب کی شکلین محفوظ رکہین تا کہ جو شخص کہ دور ہے
وہ بہی معلوم کر لے اور ہر گا ہکہ مدار اس خلافت کا دو چیزون پر تہا اول علم ساتھہ قواعد
اور کلیات ہر نظام کے نظامات آلہیہ سے دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اس
نظام کے تا کہ حکایت اس نظام کی کرے یا محافظت اور باقی رکہنے اوس کے مین کوشش
کرے مگر فرشتون کو یہ بات حاصل ہونی ممکن نہین اس واسطے کہ اولا اون کو علم
قواعد اور کلیات ہر نظام کا حاصل نہین ہو سکتا ہے غایت کمال اون فرشتون کا یہی
ہے کہ جن خدمات اور نظامات کے واسطے مقرر ہین اونہین کے قواعد اور کلیات کو پہچانتے
ہین دوسرے نظام کا اونکو علم نہین مثل قوت بصریہ کے کہ آدمی کے بدن مین ہے نظام
اصوات اور متعلقات اوس کے سے بے خبر محض ہے یا قوت سمعیہ کہ نظام رنگون کے سے
مطلق غافل ہے اور اوپر اسی قیاس کے تمام قوتین اور حواس کہ ہر ایک ایک کام کے ساتھ
مشغول ہے اگر دوسرے کار کے ساتھہ مشغول ہو سلسلہ اوس کام کا برہم ہو جاوے اور ثانیاً قصد
اور اختیار موافق معلومات اپنے کے بہی انکو ممکن نہین اس واسطے کہ آن کو اختیار
موافق طور آن کے کے نہین دیا ہے بلکہ موقوف اپنی مرضی پر کہا ہے اور تابع حکم اپنے
کا کیا ہے وما نتنزل الا بامر ربک یعنی نہین اترتے ہین ہم مگر ساتھہ حکم رب تیرے کے لا یعصون اللہ ما
امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہین کرتے ہین اللہ کی اس چیز مین کہ امر کیا اون کو
اللہ نے اور کرتے ہین وہ چیز جسکا حکم کئے جاتے ہین اور قابل اس منصب کے وہ ہے کہ
اختیار اس کا بطور اوس کے چہوڑین بلکہ ارادہ اپنا تابع ارادہ اوس کے کا کرین یہان
تک کہ جس چیز کا ارادہ کرے خود سر انجام اوس کا فرما کر اوس کے حوالہ کرین اور نافرمانی

اور مخالفت حکم اسکے کی بہی اس سے متصور ہو اور اسی واسطے قوتین اور حواس انسان
کے قابل خلافت اونکی کے نہین ہین لیکن فرشتون نے لفظ انی جاعل فی الارض خلیفہ
سے سمجھا کہ جب یہ خلیفہ زمین مین پیدا ہوشے اور عناصر مختلفہ زمین کے سے نفع اوٹھاوے
ضرور ہے کہ خواہش لذات سفلیہ کی جبلت اوس کی مین رکھی جاوے کہ مادہ اسکا بہی
اس خواہش کو چاہتا ہے اور بہی غرض کہ خلافت اوس کی سے منظور ہے یعنی انتفاع لینا
زمین کی چیزون سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہین ہوتی ہے پس اس مین قوت شہویہ
زور و شور کے ساتھ ہوگی اور قوت غضبیہ بہی واسطے دفع کرنے مزاحم اور معارض کے
جوش کریگی کہ تقاضا بعضے چیزون اوس کے کا بلکہ تقاضا صورت جامدہ اوسکی کا ہے
اور یہ دونو قوتین ایسی ہین کہ بسبب اون کے برہم ہونا نظامات صالحہ کا ہوگا اسی واسطے
بطریق استفسار اور دریافت کے جناب الٰہی مین قَالُوْٓا یعنی عرض کی فرشتون نے
کہ پیدا کرنا خلیفہ کا زمین مین اگر محض اس واسطے ہے کہ زمین کو آباد کرے اور اصلاح
اوس کی کرے پس یہ امر بغیر محتاج ہونے اسکے کے طرف اشیاؤن زمین کے ممکن
نہین اور جبوقت اوسکو احتیاج سفلی چیزون کی طرف پڑی قوت شہویہ جوش مین آئی
اور جبوقت دوسرا شخص نفع اور لذت لینے سے ساتھ اون چیزون کے مزاحمت کرے
پس قوت شہویہ اس وقت مین غضب کی صورت مین نمودار ہوگی اور نوبت قتل اور
جنگ اور جدال کی پہونچے گی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے عمارت اور اصلاح
زمین کے بیچ نظر قاصر ہماری کی موافق حکمت تیری کے نہین دکھلائی دیتا ہے اَتَجْعَلُ
فِیْھَا یعنی آیا متصرف کرے تو اس زمین مین مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا یعنی اوس کسیکو کہ فساد
کرے اس زمین مین اسواسطے کہ وجود اس کا عناصر مختلفہ سے کہ دائی طرف لذات سفلیہ
کے ہین وقوع مین آوے گا اور ہرگاہ کہ نمونہ صفات کاملہ تیرے کا اوس کی روح مین
تجلی فرماوے گا اون سب کو بیچ کار لذتون سفلیہ کے صرف کرے گا اور پیروی شہوت
کی کرکے اون صفات پاک کو ساتھ کدورت کے ملوث کرے گا مثلاً علم اور حکمت کا
بیچ لذتون نفسانی کے ساتھ طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون شیطانی

نفس عقلی
جو کبھی کبھی مذاق ہونے کے دل مین چمک جاتی ہے اور جب سب کے سامنے سبب سے کم عزتی ہوتی ہے سے بچتے ہین اور جب کوئی بات بھی بنتی ہو سکے بربادی ہین اور جب حق کو پہچانتے ہین قبول کرتے ہین اور جب کوئی برائی جھکتے ہین وہ تغیر ہو کر بچاتے ہین

کے خرچ ہوگا اور قدرت اوسکی بیچ تمام ماکولات اور مشروبات اور مساکن محرمہ کے خرچ
ہوگی اور ارادہ اور اختیار اوسکا ساتھ گناہون اور قبایح کے متعلق ہوگا اور سمع اور بصر
اوس کی بیچ سننے باجون اور غیبت اور چغل خوری اور مسخراپن کے اور دیکھنے لڑکون
اور عورتون کے رائگان ہوگی اور کلام اوس کی بیچ تعریف اور خوشامد متکبرون کے اور ہجو
اور مذمت نیکون کے اور برا کہنے اور گالیان دینے اور لعن اور طعن کے خرچ ہوگی پس
ایسی مخلوق کو کہ بندہ شہوت اور غضب کا ہو نمونہ اپنی صفات کا بخشنا ایسی مثال ہے
کہ قلادہ جواہر اور مروارید کا کتے کے گلے مین ڈالنا اور یہ مخلوق ساتھ تقاضا جز و
ناریت اپنے کے کہ اس کے بدن مین ہے اوپر اسی قدر کے کفایت نہ کرے گا بلکہ جسوقت
کوئی ہم جنس اوسکا واسطے حاصل کرنے لذتون اپنی کے اوس کے ساتھ مزاحمت کریگا
آگ غصہ اوسکے کی روشن ہوگی اور واسطے جنگ اور قتال کے مستعد ہوگا وَيَسْفِكُ
الدِّمَاءَ یعنی اور رے گا بہت سے خون جانورون چرنے والون کے واسطے گوشت کہانے
اور پوست لینے اونکے کے ماریگا اور جانورون اوڑنے والون کو بلکہ دریا کی مچھلیونکو واسطے
بازی اور شکار کی ہلاک کرے گا اور اپنے ہم جنسون کو واسطے ملک اور مال کے ماریگا
تاکہ میرے شریک نہو جاوین اور ظاہر ہے کہ سب مخلوقات زمین کی سے بہتر ذی روح
مین اور حیوان کے تمام جزون سے بہتر خون ہے کہ جزو قریب بدنون کے واسطے یہی ہے
اور جب کہ ایسی جنس عزیز اور شریف کو ساتھ اس بے باکی کے ضایع کرے پھر توقع اصلاح
کی اس سے کیا رکھنی چاہیے اور اگر پیدا کرنے خلیفہ کے سے منظور یہ ہے کہ پروردگار
اپنے کو ساتھ کمالات اوسکے کے پہچانے اور نقصان اور قصور سے اوس کو پاک جانے
اور کمالات اور پاکی اوس کی زبان سے ظاہر کرے پس ہم اس کام مین کیا قصور
رکہتے ہین وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ یعنی ہم سب تسبیح کرتے ہین ذات پاک کی ملی ہوئی
ساتھ حمد تیری کے کہ اوپر کمالات ذات تیری کے ہو پس حق ذات اور صفات تیری کا ادا
کرتے ہین ادا کرنا حق ذات کا ساتھ تسبیح کے اور ادا سے حق صفات کا ساتھ حمد
کے وَنُقَدِّسُ یعنی اور بہی پاک جانتے ہین ہم افعال تیرے کو اس بات سے

کہ خلاف حکمت کا اور عبث اور بیفائدہ میں راہ پاوے اور یہ تسبیح اور تقدیس اور حمد اور کمالات ذاتیہ تیرے کے ہم سے صادر ہوتی ہے لک یعنی محض واسطے تیرے ہے دوسرے کو اسمیں شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جس وقت کہ بندہ حرص اور ہوا ہی کا ہوگا جس طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ذکر اپنا اوسی طرف مصروف کریگا اور اسباب کے فکر میں ایسا مشغول ہوگا کہ سب سے غافل ہوگا پس ہماری نظر میں پیدا کرنا ایسی مخلوق کا اور دینا اوسکو منصب خلافت کا کسی وجہ سے موافق حکمت کے نہیں دکھلائی دیتا ہے حق تعالے نے بیچ جواب اس عرض کے قَالَ اِنِّیۤ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہون مین قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری کا اور قابل نہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اور یہ تمام عالم کے اور واسطے ظہور مقتضاے اسماء لطفیہ اور قہریہ میرے کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتے ہو اس واسطے کہ معنی خلافت الٰہیہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص ہیئات اجتماعیہ ترکیبیہ کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونو عالم کی ہو اور شہوت اور غضب کا ہونا بھی اس مین ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدون ان دونو کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقلیہ پاک کا ہونا بھی اوسمیں لابد ہے کہ کائنات کی چیزون کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس مین متصور ہوا اور نتیجے ان تینون قوتون کی ترکیب کے ظہور مین آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک پہلے ملائکہ کے تئین اوپر کمالات اپنے کے اطلاع ہے لیکن حمد اون کی اونہین کمالات کے مقابلہ مین ہوگی نہ مقابلہ اون کمالات کے کہ اوپر نیچے اونکے ہین اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس بھی وقوع مین نہ آوے گی مگر مقید اونہین نقصانون کے ساتھ کہ ضد اون کمالات کے ہین اور دوسرے نقصانون سے تقدیس نکرینگے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع کا ملائکہ کی تفریدون سے کہ بیچ وقت مشورہ کے اونہون نے ظاہر کین مثال اوسکی ایسی ہے کہ قوی اور جوار ح کسی شخص کے عرض کرین کہ حاجت پرورش غلام کی نہین ہم سب کفایت کرتے ہین یہ نسمجھے کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کاروبار کا لک اور

مربی اپنے کا ہوگا اور قوی اور جوارح اوس کے فقط ایک ایک شان ظاہر کرسکتے ہین
پس وجود اون کی سے بیچ حصول ہیئت جامعہ کی کفایت نہین ہوسکتی اور فرشتون نے
فساد اور برائیان قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کین مگران دونو قوتون مین جو دو
چیزین نفع کی تہین اون سے غفلت قبول کی اول یہ کہ جب شہوت اوسکی کارخانہ حق
مین صرف ہووے کیا کیا نتیجے عمدے اس سے ظہور مین آتے ہین کہ ہرگز فرشتون کے
حوصلہ مین نگذرین مثل غلبۂ عشق آلہی کا اور جوش کرنا محبت کا اور ایسے ہی جسوقت قوت
غضب اوسکی کی کارخانہ حق مین صرف ہووے جانبازی اور شہادت اور جہاد اور غیرت
دین کی وقوع مین آوے دوسرے یہ کہ اگر جہان مین برائیان اور قباحتین موجود نہوتین
معنی تکلیف اور بعثت رسولون کے اور اتارنا کتابون کا اور کارخانہ وحی اور امر اور نہی اور
ترغیب اور ترہیب اور وعد اور وعید کا تمام برہم ہووے اور صورت مجازات کی آخرت
مین اور آبادی دار الثواب اور عقاب کی متحقق نہو اور یہ تمام شیون آلہیہ بیچ پردہ پوشیدگی
کے اور معطل رہین جیساکہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** درکارخانہ عشق از کفر ناگزیرست ؂
دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد ؂ اور یہ بھی کہا ہے **بیت** قاتلش غازی و مقتولش
بود صائب شہید ؂ ہیچ کافر را درین دنیا بچشم کم مبین ؂ باقی رہے فائدے کئی کہ
اطلاع کرنی اوپر اون کے ضرور ہے اول یہ کہ جب ارادہ آلہی نے واسطے پیدا کرنے
اس قسم مخلوق کے اور دینے منصب خلافت کے اوس کے تئین تعلق پکڑا پس
ظاہر کرنا اس غرض کا فرشتون سے کس وجہ سے تہا اور اس امر کی فرشتون کے خبر کرنے
سے کیا حاصل تہا اور اون سے بطور مشورہ کرنے کے خبر کرنی کیا ضرور تہی اور حقیقت مشورہ
کی مدد چاہنی غیر کی عقل سے ہے اور حق تعالے ہر چیز مین دوسرون سے بے پرواہ
ہے کس واسطے ساتھ کسی کے مشورہ کرے جواب اوسکا یہ ہے حقیقت خلافت کی جیساکہ
تفسیر مین مذکور ہوئی یہ ہے کہ نفع اوٹھانا جہان کی چیزون سے اور تصرف کرنا اون
مین ہے اور منافع تمام جہان کے فرشتون کے ہاتھ مین ہین جیساکہ گذرا پس عامل
اور کارکن اس آبادی کے فرشتے ہین اور دوسری چیزین مانند آلات اور اسباب کے ہین

پس پہلے قایم کرنے خلیفہ کے سے کہ جس کی اطاعت فرشتون پر واجب ہوا اونکو اطلاع
دینی اور واسطے اطاعت حکم اوسکے کے سخر کرنا ضرور تہا اس واسطے کہ اگر بلا اطلاع کے
اونکے اوپر خلیفہ بنایا جاتا استحقاق خلافت اوسکے مین قدح کرتے اور سلسلہ اطاعت
کا کما ینبغی سرانجام نہوتا اور یہ ہرگاہ کہ پہلے پیدایش اوس کی سے شبہہ اونکا دور کیا بعد اوسکے
اطاعت مین ساتھ کمال رغبت کے رجوع ہونگے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے اس
معاملہ مین منظور یہ ہے کہ بندے اس بات کو جان لیوین کہ عمدہ کامون مین مشورہ کرنا اون
کام والون سے ضرور ہے اس واسطے کہ حق تعالی نے باوجود بے احتیاجی کے مشورہ
کیا اور خطاب کو ساتھ صورت مشورہ کے القا فرمایا پس بندے کہ بسبب نقصان عقل
کے اور نہ علم ہونے ساتھ انجام کامون کے بالکل محتاج طرف مشورہ کے ہین ہرگز مشورہ
ترک نکرین اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے ما خاب من استخار ولا ندم من
استشار یعنی بے بہرہ نہوا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہوا وہ شخص جس نے مشورہ
کیا اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ جو چیز جہان مین حادث ہوتی ہے اوسکی ایک صورت
پہلے پیدا ہونے اوس کے سے بیچ عالم قضا کے پھر لوح محفوظ مین پھر لوح محو اثبات
مین کہ اوس کو اکثر استعمالون شرع مین تعبیر ساتھ سماء دنیا کے بھی فرماتے ہین پس لفظ
تعالی ربک للملئکۃ کنایہ ہے نزول صورت اس ارادہ کے سے بیچ ان مراتب
کے بیاسکے کہ کلام اور اظہار او مشورہ درمیان مین آوے جیسا کہ آدمی کو اپنے خیال
مین تامل کرنا طرف بسیاں مرتبون کے پہونچا تا ہے اسواسطے کہ جو چیز اوپر اعضاء اور جوارح
آدمی کے کہ عالم کون اور شہادت اوس کی ہین خواہ قول خواہ فعل ظاہر ہوتے ہین اول
اسکا وجود مرتبہ روح مین ہوتا ہے کہ مانند اغیب الغیب اوسکا ہے پھر قلب اوسکے مین کہ
غیب الغیب اوسکا ہے پھر قوای نفسانیہ آسکے مین کہ غیب دنے اور سماء دنیا اوسکا ہے پہلا اوپر جوارح
اور اعضا کے ظاہر ہوتا ہے فائدہ دوسرا یہ کہ حقیقت مین فرشتہ کہ اوسکو لغت عربی مین
ملک کہتے ہین آدمیون کو باوجود اتفاق ہونے کے اوپر ثابت ہونے اوس حقیقت کے خلاف
بہت ہے اکثر مسلمان اور یہود اور نصاری نے اس طرف گئے ہین کہ فرشتے اجسام

ف بیچ غیب الغیب سے اوپر والا مرتبہ
تفہیم خلیفی
اسکا سا کوئی کہی بات مین جہیں ہو اور خدا کی یہ صفت کبھی کسی پاس ہے ۵ وہی کل شی کا جو یہ شان عطا ذات واحد بھی ہر چیز مین نمو کی نشانی ہے ۵ تجلی ہی کہ خدا ایک ہے ۵ ہر کی درخشان ہم زرد ہو شیار برچسپ ترونست سرفت کردگارے ہر ایک ہوا ہے اوسکا دوسرا کوئی کہ خدا

لطیفہ نورانیہ ہین اور حق تعالے نے اون کو قدرت بخشی ہے کہ بسبب اوس کے طاقت
رکہتے ہین کہ جس شکل مین چاہین اپنے تئین ظاہر کرین اور مجاہدے کرنے والے کشف
کی راہ سے اون صورتون کے اوپر مطلع ہوتے ہین اور بعضے اوقات حاجتون اور ضرورتون
والون کو بہی عجیب عجیب شکلین اور آثار نادر اون کے واسطے حل مشکلون کے اور کفایت
کرنے مہمون کے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ بیچ تواریخ حکما کے لکہا ہوا ہے کہ جالینوس
کو ایک دفعہ درد جگر لاحق ہوا ہر چند کہ معالجے طرح طرح کے کئے اچہا نہوا ایک دن خواب مین
دیکہا کہ گویا ایک شخص نورانی شکل اوسکو فرماتا ہے کہ فصد اوس رگ کی کہ اوپر پشت
داہنے ہاتہ تیرے کے ہے درمیان انگوٹھے اور انگشت شہادت کے اس بیماری کے
واسطے مفید ہوگی نیند سے اوٹہا اوس رگ کو ڈہونڈہ کر فصد کری اور اچہا ہوا اور شرعیون
مین تواتر کے راستہ سے ثابت ہوا ہے کہ کثرت فرشتون کی اس حد کے ساتھ ہے
کہ اوپر کثرت دوسری مخلوقات کے اوسکو قیاس نکرنا چاہیے حدیث شریف مین وارد
ہے کہ بولتا ہے اور چرچر کرتا ہے آسمان اور لایق ہے اوس کو کہ آواز کرے اسواسطے
کہ آسمان مین کسی جگہہ ایک قدم کی جگہہ نہین کہ اس جگہہ فرشتہ نہو مشغول ہے وہ فرشتہ
ساتھ سجدہ کے یا رکوع کے اور جو کچہہ حال خدمتون اس گروہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت
کو پہونچا ہے یہ ہے کہ بعضے اون مین سے عرش کے اوٹہانے والے ہین اور بعضے اون
سے بڑے فرشتے ہین کہ کام عمدہ اونکی تدبیر کے ساتھ متعلق ہین مانند حضرت جبرئیل
علیہ السلام کے کہ صاحب علم وحی کے ہین اور حضرت میکائیل ع کہ صاحب رزق اور غذا
کے ہین اور حضرت اسرافیل ع کہ صاحب لوح محفوظ اور صاحب صور اور نفخ ارواح کے
ہین اور حضرت عزرائیل ع کہ ملک الموت ہین اور بعض اون مین سے خازن بہشت کے
ہین اور بعض اون مین سے دوزخ کے اوپر موکل ہین اور بعضے اون سے محافظت
کرنے والے بنی آدم کے بیچ آفتون اور بلاؤنکے ہین اور بعضے اون سے اعمال بنی آدم کے
لکہنے والے ہین اور بعضے اون سے موکل ہین واسطے محافظت نظام اس جہان کے
جیسا کہ ملک الجبال اور ملک البحار اس جگہہ مین جاننا چاہیئے کہ جمہور علماء دین نے

اجماع کیا ہے اسپر کہ فرشتے ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہیں اور
آیتیں صریح اس مضمون پر گواہ ہیں جیسا کہ قول اللہ تعالے کا بل عباد مکرمون
لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی بلکہ بندے ہیں عزت دیے گئے نہیں پیشدستی
کرتے ہیں بات میں اور وہ ساتھ حکم اوسکے کام کرتے ہیں اور دوسری آیتیں اس
بعض کی بابت ہیں اور اس قصہ میں خلاف اس عقیدہ کی کئی وجہ سے ظاہر میں معلوم ہوتا ہے
جیسا کہ فرقہ حشویہ نے اسی قصہ کے ساتھ دلیل پکڑ کر عصمت فرشتوں کا انکار کیا ہے منجملہ
ان وجوہات سے یہ ہے کہ فرشتوں نے یہ لفظ کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا اور یہ
طریق اعتراض کا ہے اور اعتراض کرنا اوپر خدا کے گناہ ہے بہت بڑا اور اونھین میں سے
یہ ہے کہ بنی آدم کو نسبت قتل اور فساد کی طرف کیا ہے اور یہ غیبت کی قسم سے ہے
اور غیبت کبائر سے ہے اور اونھین میں سے یہ ہے کہ اپنی تعریف میں طول کلامی کی
کہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک کہا اور یہ بات دلالت اوپر عجب اور خود پسندی کے
کرتی ہے اور اونھین میں سے یہ ہے کہ حق تعالے نے اون سے فرمایا کہ ان
کنتم صادقین یعنی اگر ہو تم سچے پس معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے تھے اور اونھین میں سے
یہ ہے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے الم اقل لکم انی اعلم غیب السموت والارض یعنی آیا کہا تھا
تم سے کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اس عبارت سے معلوم
ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اسبات میں شک اور شبہہ تھا کہ اللہ تعالے کو علم تمام چیزوں کا
ہے اور اونھین میں سے یہ ہے کہ قول فرشتوں کا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا
یعنی تسبیح کرتے ہیں تیری نہیں علم واسطے ہمارے مگر اوسی قدر کہ سکھلایا تو نے اور
بیان عذر اور توبہ کے دلالت کرتا ہے اور عذر اور توبہ دلیل گناہ کی ہے اور جمہور علماء نے
ان وجوہ کا جواب دیا ہے کہ غرض اونکی کہنے اس قول کے سے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
یہ نہ تھی کہ اعتراض اوپر خدا تعالے کے کریں بلکہ بیان استبعاد کا ہے کہ ہمارے تئین
وجہ حکمت کی اس ارادہ میں معلوم نہیں ہوتی ہے تشفی ہماری فرمانی چاہیے اور اشکال
بیان کرنا یعنی جو شبہہ دل میں آوے اوسکو ظاہر کرنا واسطے جواب معلوم کرنے اوسکے

بے ادبی نہین ہے جیساکہ شاگردون کا اوستاذون کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہتا ہی اور
قاعدہ ہر عاقل کا ہی کہ جو کسی کے حق مین حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس سے کوئی
ایسا فعل معلوم کرے کہ وجہ حکمت کی اوسکو معلوم نہو بے اختیار تعجب کی راہ سے اوس سے
دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھید پوشیدہ اس محل مین کیا ہے اور غیبت بنی آدم کی
کا اس سوال مین پائی گئی محض شبہہ جو دل مین آیا تھا اوس کے بیان کرنے کیلئے سرزد
ہوئی حقارت اور اہانت کے ارادہ سے نہین اور یہ قسم غیبت کی حلال ہے جیساکہ استفتا
کے وقت اور واسطے بیان کرنے صورت مسئلہ کے حال بیان کرنا کسی شخص کا درست ہے
ومنہ ما ورد فی الحدیث الصحیحان ہذا زوجۃ ابی سفیان قالت بحضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و سلم ان ابا سفیان رجل شحیح ای بخیل ممسک و لم ینعہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و سلم عن ہذہ الغیبۃ۔ یعنی اسی قسم سے ہی وہ کہ آیا ہے بیچ حدیث صحیح
کے تحقیق ہند بی بی ابی سفیان کی نے کہا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تحقیق
ابا سفیان مرد شحیح ہے یعنی بخیل ممسک اور نہ منع کیا اوس کو آن حضرت صلعم نے اس غیبت
سے اور تعریف اپنی کہ فرشتون نے بیان کی خود پسندی کی راہ سے نہی بلکہ واسطے بیان
کرنے عذر اس سوال کے حال اپنا بیان کر دیا یعنی یہ سوال ہمارا اس وجہ سے نہین کہ تیری
پاکی اور کمال حکمت مین کچھہ ہمکو شک اور شبہہ ہوا اسواسطے کہ ہم ہمیشہ ساتھ تسبیح اور تقدیس
اور حمد اور شکر تیرے کے مشغول ہین بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب کرنے وجہ حکمت
کے ہے کہ یہ بھید پوشیدہ ہم پر ظاہر ہو جاوے اور فرمانا حق تعالے کا اون کے تئین
ان کنتم صدقین دلالت اوپر جھوٹے ہونے اونکے کے صراحۃ نہین کرتا ہے بلکہ مراد
یہ ہے کہ تم تسبیح اور تقدیس اپنی کے تئین اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانتے ہو اور ایسا
نہین اور اگر کسی شے خلاف واقعی کو اپنی غلط فہمی سے کوئی شخص مطابق واقع کے جانکر
خبر دی اوسکو ایسا جھوٹ کہ کہنے والے کی مذمت اُسکے سبب سے کیجاوے نہین کہین گے بلکہ ایسی
صورت مین اگر اس خبر کو قسم کے ساتھ بھی تاکید کرے جب بھی وہ شخص ماخوذ نہو گا جیسا کہ
بیچ تفسیر آیۃ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے آوے گا انشاء اللہ تعالے اور ایسے ہی فرمانا

اللہ تعالیٰ کا اونکو کہنا الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض اوسپر شک اور شبہ اونکے
کے دلالت نہین کرتا ہے بلکہ اوپر یاد دلانے انکے کے اُس چیز کو کہ پہلے جانتے تھے اور اوس
کے وقت اس سے غافل ہوے تھے اور ایسے ہی کہنا اونکا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار
توبہ ہی دلالت اسپر نہین کرتا ہے کہ صدور گناہ کا اونسے ہو بلکہ دلالت اوپر وقوع ترک اولیٰ کے
کرتا ہے سواسطے کہ سوال کرنا اور پوچھنا اللہ تعالیٰ کے فعلون کی حکمتین اہل کمال کی شان سے
نہین ایمان اجمالی اونکا حکمت الٰہی کے ساتھ مقتضے ہے کہ ایسے سوالات نکرین کہ ہر فعل اللہ
کی جدی جدی حکمتین دریافت کرین فائدہ تیسرا یہ ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ارشاد
فرمایا اور سطرح نفرمایا کہ خالق فی الارض خلیفۃ اور حال یہ ہے کہ خلق لکم ما فی الارض کے مکان
یہی لفظ تھا کہ جاعل کے جگہہ خالق فرماتے جیسا کہ اور جگہ بھی اسی قسم کا ارشاد ہوا ہے انی خالق بشرا
طین جواب یہ ہے کہ منظور اس جگہہ بیان بنی آدم کو خلافت دینے کا ہے اور خلافت کے معنی بغیر دو چیز
کے موجود نہین ایک جسم عنصری کہ عالم خلق سے ہے دوسرے روح آسمانی کہ عالم امر سے ہے پس لفظ
خالق اس مقام مین مناسب نتھا کہ وہ ایک ہی چیز کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اور مقامون مین
بیان خلافت کا نہین بلکہ محض بیان خلقت اوس کی کا ہے اسی واسطے اون مقامون مین لفظ
خالق کا مناسب ہوا فائدہ چوتھا خلیفہ وہ ہے کہ سجادہ نشین کسی شخص کا ہو اور حکایت قولون اور
فعلون اوسکے کی کرے پس یہان وہ کون ہے کہ جسکا خلیفہ ہونا قرار دیا ہے جواب محققین کے نزدیک وہ ذات
پاک حق تعالیٰ کی ہے اور انسان خلیفہ اوسکا زمین مین ہے جیسا کہ بعضے آدمیونکی صراحۃ کلام الٰہی سے
خلافت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق مین ارشاد ہوا ہے یا داؤد انا جعلناک
خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق یعنی ای داؤد بنایا ہے تجکو خلیفہ زمین مین پس حکم کر
آدمیون مین ساتھ حق کے اور نزدیک بعضے مفسرین کے خلافت سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ جنون کے ہے کہ
آدم کی پیدایش سے پہلے کئی ہزار برس زمین پر قابض اور متصرف تھے اور زمین کے منافع کو اپنی حاجت
مین خرچ کرتے تھے اور روایتون مین ابن عباس وغیرہ سے صحابہ مفسرین کے بھی یہ قصہ جنون کا
کا اور اونکے فتنہ اور فساد کا آپس مین مشہور اور منقول ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا یہ فائدہ پانچوان یہ کہ خلافت
الٰہی منحصر حضرت آدم علیہ السلام پر نہین بلکہ تمام نوع انسان کیواسطے ثابت ہے اور کوئی وقت انبیا سے

کہ تمام نوع بنی آدم کی فاسد ہوجاوے اور طریق حق سے باہر نکلے جیسا کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام
کے مجموع اس امت کو من حیث المجموع ثابت ہے اور اسیواسطے اجماع اس امت کا خطا سے محفوظ
ہے اور حضرت آدم کی خصوصیت اسواسطے ہے کہ اوسوقت بیچ انسان کا وجود منحصر اونہین کی ذات
شریف مین تھا بعد اس کمال نے کثرت اور شیوع پیدا کیا کہ خلافت منحصر ایک شخص پر نرہی لیکن باوجود
تکاثر کے یہ ضرور نہین کہ ہر شخص انسانی کو رتبہ خلافت کا حاصل ہو بلکہ مجموع من حیث المجموع مین پایا جاتا ہی
اور اس تقدیر پر بسبب وجود کفار اور فساق کے اور بدوضعی اونکی کے بیچ معنی خلافت مجموع کے کسی طرح کا اشکال
نہین آتا ہے اور اگر ہر فرد کیواسطے خلافت الٰہی ثابت کیجاوے تو صحیح نہین اسواسطے کہ خلافت عبارت ہے
تمام منافع جہان کے حاصل کرنے سے اور استخراج حقایق صناعیہ کے سی معہ خواص اور آثار اونکی کے اور یہ
معنی ہر فرد انسانی مین ثابت نہین اور یہ ظاہر ہے پس ہر فرد خلیفہ اوسکا نہین ہوسکتا ہی اور لفظ خلیفہ
کا کہ مفرد واقع ہوا ہی مشعر اسبات پر ہی کہ منظور ثابت کرنا خلافت کا ہی کہ وہ حقیقت وحدانیہ مشترک تمام
افراد مین اس نوع کی مین ہی اور نہین تو لفظ جمع کا فرماتے فائدہ چھٹا یہ ہی کہ علما کا اختلاف اوپر اسبات
کے ہی کہ فرشتون نے کہان سے جانا کہ یہ خلیفہ زمین مین فساد اور خونریزی کریگا بعضے علما نے کہا ہی کہ
فرشتون نے حال آدمیون کا اوپر حال جنون کے قیاس کیا اور ان ہی کی آدمیون کی طرف نسبت کی
جیسا کہ ابن عباس اور کلبیؒ سے منقول ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جب حقتعالی نے فرشتونکو فرمایا کہ
انی جاعل فی الارض خلیفۃ انہون نے عرض کیا کہ ربنا وما یکون الخلیفۃ یعنے اے رب ہمارے اور کیسا ہوگا
خلیفہ حقتعالے نے فرمایا یکون لہ ذریۃ یفسدون فی الارض ویتحاسدون ویقتل بعضہم بعضا
یعنی ہوگی واسطے اوسکے اولاد کہ فساد کرینگے زمین مین اور حسد کرینگے اور قتل کرینگے ایک دوسرے کو
آپس مین بعد اوس کے فرشتون نے عرض کیا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفك الدماء اور یہ توجیہ ابن مسعود
سے اور اور صحابہؓ سے منقول ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خاص فرشتون کو اوپر لوح محفوظ کے اطلاع
تہی اور عام فرشتون نے اپنے سردارون سے بعضی چیزین لوح محفوظ کی لکھی ہوئی کو سیکھ لیا تھا
اس سبب سے پیدایش خلیفہ کی یعنی انسان اور افعال شنیعہ اوسکی بہی معلوم ہوئے بلکہ بعضی
روایتون مین ایسا وارد ہی کہ جب حقتعالی نے آگ کو پیدا کیا فرشتون کو اوسکی دیکھنے سے بہت
خوف آیا عرض کیا کہ یہ شئے کسواسطے پیدا کی ہی حق تعالی نے فرمایا واسطے گناہگارون اور نافرمانبردارون

کے اور اسوقت مین سوا سے فرشتون کے کوئی مخلوق صاحب شہوت اور صاحب مادہ موجود نتھی
جب ارشاد ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اس سے انہون نے جان لیا کہ معصیت و نافرمانی
اسی مخلوق سے صادر ہوگی اور بعضون نے کہا ہی کہ جبکہ خلیفہ نائب خدا کا ہوا تیج احکام جاری
کرنے کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ احتیاج حاکم کی نہین ہوتی مگر وقت تنازع اور تظالم کے
پس لفظ خلیفہ کے سے التزاما معلوم ہوا کہ فساد اور شر موجود ہوگا اور تفسیر آیت مین وجہ دوری
اسکی کہ فرشتون نے کیونکر یہ حال معلوم کیا ہے یاد کرلی چاہیے فائدہ ساتوان اس آیت سے
معلوم ہوا کہ خونریزی اور فساد زمین مین خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور فرشتون کے نزدیک
بھی اور اسیواسطے اس گناہ کو خلیفہ کی برائی اور خساست ذکر کرنے سے اللہ کی جناب مین عرض
کیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود نقصان عقل کے وجوہات حکمت فعلون الہی کی تفصیلا دریافت
کرنی ایک قسم کی بے ادبی ہے فائدہ آٹھوان اس مقام پر تتمہ اس قصہ کا محذوف ہے اور حذف اسواسطے
کیا کہ کچھہ غرض اسکی تمام کرنے مین متعلق نتھی بلکہ جس شے سے لیاقت خلافت کی معلوم ہوتی تھی
اور اسکو دخل اس امر مین تھا تمام قصہ مین سے اسکا بیان کیا اور تمام قصہ یہ ہے کہ ابو شیخ اور ابن مردویہ نے
آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حقتعالی نے چاہا کہ آدم کو پیدا کرے جبرئیل کو بھیجا اور
فرمایا کہ تمام روی زمین سے خواہ سفید ہو خواہ سیاہ خواہ سرخ خواہ شور خواہ شیرین خواہ نرم خواہ سخت
ایک مٹھی خاک کی اٹھالا اور اس مشت خاک سے ایک مخلوق پیدا کرونگا جسوقت جبرئیل زمین کے
پاس گئے اور چاہا کہ ایک مشت خاک اٹھاوین زمین نے پوچھا کہ کسواسطے مجھسے تو اتنی مٹی کم کرتا
ہے جبرئیل نے کہا کہ حقتعالی تجھسے ایک مخلوق پیدا کریگا کہ خلافت زمین کی اسکو بخشیگا اور وہ ایسا اور
ایسا کریگا اور ثواب و عقاب اسپر وہ پڑیگا زمین نے کہا کہ مین اللہ تعالی کی عزت کیساتھہ پناہ پکڑتی ہون
اس بات سے کہ ایک مشت مجھسے اٹھاوے تو کہ کچھہ اس سے جہنم مین جاے جبرئیل پہر آیا اور عرض کی کہ بار خدایا
زمین نے ساتھہ عزت تیری کے پناہ پکڑی مین تیرے نام اور عزت کے ادب سے مٹی نہ اوٹھا سکا اور
خالی پہر آیا حق تعالی نے میکائیل کو بھیجا میکائیل بھی اسیطرح پہر گئے پھر اسرافیل کو بھیجا وہ
بھی اسی طرح پہر آے پھر ملک الموت کو بھیجا ملک الموت نے زاری زمین کی اور عاجزی نسنی اور
کہا کہ مین تابعدار اللہ کے حکم کا ہون تیری زاری کرنے سے اطاعت اللہ کے حکم کی نہین چھوڑونگا

ت احمد رازی نے
ان لوگون کو
سنا جنہون نے
مان لیا

حق تعالی نے روحون کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اون کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہہ کہ خانہ کعبہ فے الحال موجود ہے جمع کرو بعد اوس کے فرشتون کو حکم ہوا کہ اوس خاک کا گارا بناوین اور چالیس دن تک اوس خاک پر مینہہ برسا انتالیس ۳۹ دن تو غم اور رنج کا مینہہ برسا اور ایک دن خوشی کا مینہہ اور اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو غم اور الم بہت رہتے ہین اور خوشی کم ہوتی ہے بعد اوس کے اوس کیچڑ کو خشک کیا جیسے کمہار کا کچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا تہا جیسا کہ اور جگہ اس کو فرمایا ہے صلصال کالفخار بعد اوس کے فرشتونکو حکم ہوا کہ اوس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان مین کہ متصل عرفات کے ہے لیجا کر ڈالین اور حق تعالی نے دست قدرت اپنے سے اوس گارے سے قالب آدم کا بنایا اور صورت اوسکی تیار کی فرشتون نے کہ کبہی ایسی صورت نہ دیکہی تہی تعجب سے آس پاس اوس کے پہرتے تہے اور خوبصورتی اوسکی سے حیران ہوتے تہے ابلیس بہی اوس قالب کو دیکہنے کیواسطے آیا اور گرداگرد اوسکے پہرا اور کہا کہ اس قالب سے کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہے کہ اندر سے خالی ہے اور جگہ جگہہ اندر اسکے خلل ہین بغیر پر کرنے کے اندرونہ اسکا نہین ہوسکتا اور اگر پر نکرین تو بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے اور اگر سیر ہو جاوے تو پیٹ اسکے کہچنے لگین اور چلنے پہرنے مین سستی پیدا ہووے پس اس قالب خاکی سے کسی حال مین کچہہ کام نہوگا مگر سینہ اسکے مین بائین طرف ایک حجرہ ہے بغیر دروازے کا اوس کو مین نہین جانتا ہون کہ کیا چیز اوس مین پوشیدہ ہے شاید کہ وہی مقام لطیفہ ربانی کا ہو کہ بسبب اوسکے استحقاق خلافت کا حاصل کرے بعد اسکے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب مین آوے اور اوسکے گڑہون مین بہر جاوے جب روح قالب کے پاس پہونچی اور دیکہا کہ جگہہ تنگ اور تاریک ہے اوس کے اندر جانے سے ہچکچی اوسکو اللہ کے حکم سے جبراً قالب مین داخل کیا اب تک روح سر مین آئی تہی کہ حضرت آدم کو چہینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمد للہ کا زبان سے نکلا حقتعالی نے جواب مین فرمایا یرحمک للہ جیسا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابن عباس سے اور بیہقی نے روایت کی کتاب الاسماء والصفات مین ابن مسعود سے اور محدثین نے دوسرے صحابہؓ سے روایت

کی ہے کہ جب روح حضرت آدم کی کمر تک پہنچی تھی کود کر اٹھے چونکہ نیچے کے حصہ مین ابھی تک جان نہ
آئی تھی اسواسطے زمین پر گر پڑے حق تعالی نے فرمایا کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا کیا گیا
انسان شتابی سے بعد اوس کے جب تمام بدن مین روح پھیل گئی حکم ہوا کہ فرشتون کے پاس
جا اور اون کے اوپر سلام علیک کر اور دیکھ کہ تجھکو کیا جواب دیتے ہین حضرت آدم علیہ السلام
فرشتون کی طرف گذرے اور کہا السلام علیکم فرشتون نے کہا وعلیک السلام ورحمة الله حکم ہوا
کہ یہی کلمات تحیت تیری اور تحیت اولاد تیری کے مقرر کئے ہمنے حضرت آدم علیہ السلام نے
عرض کیا کہ خداوندا میری ذریت کیا ہے فرمایا کہ ذریت تیری دونو ہاتھون میرے مین ہے
ان دونو ہاتھون مین سے جسکو تو چاہے اوسی مین سے پہلے تجھکو دکھلاؤن حضرت آدم علیہ
السلام نے عرض کیا کہ اول بیچ داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونو ہاتھ پروردگار
میرے کے سیدھے ہین حق تعالی نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت
پر پھیرا اور ذریت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہونگے اون کی صورتین
حضرت آدم کو دکھلادین پھر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پھیرا اور بدبختون کو نکالا اور صورتین
اونکی دکھائین جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتین اولاد اپنی کی دیکھین کہ بڑا فرق
اون مین ہے بعضے خوبصورت ہین اور بعضے بدشکل اور بعضے تونگر اور بعضے مفلس اور بعضے لنبے
قد کے اور بعضے چھوٹے اور بعضے صحیح الاعضا اور بعضے اندھے اور بعضے لولے وغیرہ عرض کیا کہ
بار خدایا یہ سب بندے تیرے ہین سب کو یکسان کسواسطے پیدا نکیا تو نے حق تعالی نے فرمایا کہ اگر
انکو یکسان بناتا مین کوئی شکر میرا نکرتا اور اب کہ اونمین تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو
جو اوسکے واسطے حاصل ہے پہچانیگا اور شکر ادا کریگا بعد اسکے نبیون کو دیکھا کہ بسبب زیادتی نور کے
کہ اونکی پیشانیون مین چمکتا تھا سب کے درمیان مین ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبرون کے حضرت
داود کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ
ہے کہ حضرت داود علیہ السلام سب نبیون مین سے ایک خطا مین گرفتار ہوے تھے اور
تدارک اوسکا توبہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہین پس نور
اونکی کا نور توبہ اور ندامت کیساتھ مل کر زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

نفخ تعجیلی
ف: جسقدر ہون
یا عالم ذر مین تجلی
ہین بار ہی کی ہے
یہ ہوا ہو اسکا
فرسے الگ الگ
صورت دیکھلایا
کر [illegible] کی ہوائی نعم
کا ہے جو بیٹا
دنیا مین یا جنت
مین کہا [illegible]
کہ جب [illegible] سے
[illegible] ۱۲
[illegible]
اور بیان اوسی
ابھی [illegible]
[illegible] صاف
[illegible]
کر [illegible]
[illegible]

کو بہی ایسا ہی حال درپیش ہوا کہ وہ بہی اللہ تعالی کی نافرمانی مین گرفتار ہوئے اور اونہون
نے بہی اوس کا تدارک توبہ اور ندامت اور استغفار اور گریہ اور زاری سے قرار واقعی کیا اسواسطے
نور داؤدی کو ساتھ نور حضرت آدمؑ کے کمال مناسبت ہوئی اور جس قدر مناسبت زیادہ ہوتی
ہے محبت بڑھتی جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤدؑ کا نور دیکہکر
عرض کیا کہ بار خدایا یہ بندہ تیرا کون ہے اور کیا نام اسکا ہے ارشاد ہوا کہ یہ بیٹا تیرا داؤد ہے
عرض کی کہ عمر اسکی کتنی ہے ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی عرض کیا کہ عمر میری کسقدر ہے فرمایا
کہ ہزار برس کی عرض کیا کہ میری عمر مین سے چالیس برس کم کرکے اسکی عمر مین زیادہ
کردے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مین چالیس برس
باقی رہے ملک الموتؑ اور ہمراہی اونکے روبرو آکر حاضر ہوئے اور کہا کہ وقت مرنے
تمہارے کا پہونچا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابہی عمر میری مین چالیس برس باقی ہین
فرشتون نے کہا کہ وہ چالیس برس تمنے اپنے بیٹے داؤد کو دیدئے ہین حضرت آدم
علیہ السلام نے کہا کہ مجہکو یاد نہین کہ کسی کو مینے اپنی عمر دی ہو اور کوئی شخص کسیکو عمر
اپنی نہین دیا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے معاملہ مین
دین کا فراموش کیا اور منکر ہوئے یہی رسم اون کی اولاد مین بہی باقی ہے اور اسی
وقت سے حکم ہوا کہ جو کوئی کسیکو کوئی چیز دیوے چاہیے کہ ہبہ نامہ لکہے اور شاہدی اور گواہی کرے
تاکہ عند الحاجت کام مین آوے اور امام احمدؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے
روایت کی ہے کہ جب حق تعالی نے حضرت آدم کو اولاد اون کی دکہلائی فرشتون نے
عرض کیا کہ بار خدایا اس جماعت کثیر کی زمین مین گنجایش نہوگی حق تعالے نے فرمایا
کہ مینے واسطے کم کرنے انکے کے ایک چیز ٹہرا رکہی ہے اور وہ موت ہے فرشتون نے
عرض کیا کہ اگر موت اپنی وہ دیکہین گے تو ہرگز زندگانی انکو گوارا نہوگی اور بسبب یاد
کرنے موت کے عیش اونکا بالکل تلخ ہوگا اور رنج و غم رات دن گذریگا حق تعالی نے
فرمایا کہ انکے غافل کرنیکے واسطے طول امل اور امیدین بڑی بڑی انکے دل مین ڈالدونگا کہ
جسسبب انکے موت سے غافل رہینگے اور صحاح ستہ مین اور اور کتابون معتبرہ حدیث کی مین

آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت آدمؑ کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی جہت
سے آدمی رنگ مین مختلف ہوتے ہین کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور طبیعت
اور خلق مین بھی جدے جدے کوئی نرم کوئی سخت کوئی نیک کوئی بد کوئی خبیث کوئی
طیب اور بیہقیؒ نے کتاب الاسماء والصفات مین ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ فرشتے اس
خلیفہ کے پیدا ہونے سے نہایت ڈرتے تھے کہ جب یہ خلیفہ ہمارے اوپر حکم چلاوے گا
ساتھ اسکے کیا معاملہ ہوگا اور کس طرح کیا جاویگا ابلیس آیا اور حضرت آدمؑ کی پتلے کو دیکھا
اور ہر ایک عضو کو علیحدہ علیحدہ نظر مین لایا کہا کہ لا ترھبوا من ھذا فان ربکم صمد و ھذا
اجوف لئن سلطت علیہ لاھلکنہ یعنی نہ ڈرو تم اس سے اسواسطے کہ رب تمہارا
بے پرواہ ہے اور یہ اندر سے خالی ہے اگر مین مسلط کیا جاؤن اوپر اسکے البتہ ہلاک
کرون مین اسکو اور دیلمی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہوا اور بلا اور شہوت
کو چالیس دن تک حضرت آدمؑ کی مٹی مین خمیر کیا ہے اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح
مین مروی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہتر سب دنون مین دن جمعہ
کا ہے اسواسطے کہ اسی دن مین حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور اسی دن بہشت
مین انکو داخل کیا ہے اور اسی دن بہشت سی نکال کر زمین پر ڈالا ہے اور اسی دن حضرت
آدمؑ نے وفات پائی ہے اور اسی دن قیامت ہوگی اور روایت مین امام احمدؒ اور طبرانیؒ
اور اور محدثین کی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشتی جسوقت کہ
بہشت مین آوینگے بغیر داڑھی کے ہونگے اور بدن پر بھی بال نہون گے اور رنگ اونکا
سرخ و سفید اور سر کے بال پیچ دار اور آنکھین اونکی سرگین گویا کہ تینتیس ۳۳ برس کے مین اور
سب آدمی حضرت آدمؑ کی صورت پر ہونگے اور قد اونکا ساٹھ ہاتھ کا اور عرض بھی مناسب اسکی
طول کے ہوگا اور ابن سعدؒ اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ اپنی تاریخ مین ابن
عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام روئے زمین سے
پیدا کیا ہے خواہ شور ہو خواہ شیرین جسمین شیرین جز کو غلبہ ہے آخر کو نیک بختی کی طرف
جھکیگا اگرچہ ما اور باپ اوسکے کافر ہون اور جس کسی مین اولاد اونکی سے شور جزو غالب

ہوگا وہ آخر مین بدبختی کی طرف جہکیگا اگرچہ نبی کا بیٹا ہو اور جب منظور پیدا کرنے حضرت
آدمؑ سے خلافت روی زمین کی تہی اور خلافت کو دو چیزین لازم ہین اول جاننا صفات
اور افعال اس کے کا جسکی طرف سے خلیفہ ہے تاکہ موافق اون صفات اور افعال کے اپنی
طرف سے سرانجام کرے دوسرے جاننا اون چیزون کا کہ زیر حکم خلافت اوس کی کے داخل
ہین تاکہ ہر چیز کے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ اوس کے واسطے مناسب ہے جیسا کہ کلاہ کو پیر
مین اور کفش کو سر پر استعمال نہین کرتے ہین پس حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسمائے
آلہی اور اسمار مخلوقات کی ضرور ہوئی کہ ساتھ اسمار آلہی کے بیچ حقائق کائنات کے
تصرف کرے اسی واسطے حق تعالی نے بعد پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے اس علم کو
اونکے دل مین ڈالا بے اسکے کہ کلمہ اور کلام اور صوت اور حرف درمیان مین ہو وَعَلَّمَ اٰدَمَ
یعنی تعلیم فرمایا آدم علیہ السلام کو اسطرح پر کہ اونکے دل مین ڈالا کہ فلان چیز کا فلانا نام ہے
اور فلانی چیز کا فلانا نام اور بعضے علما اس مقام مین شبہہ کرتے ہین کہ تعلیم اسما کی موقوف
اوپر جاننے بعض لغتون کے ہے اسواسطے کہ تعلیم عبارت اس سے ہے کہ تبلاوین فلانی
چیز کا فلانا نام اور اوس چیز کا یہ نام اور سمجہنا اس کلام کا بغیر جاننے معانی مفردات اس
جملہ کے ممکن نہین پس چاہیے کہ حضرت آدم کی تعلیم مین دور لازم آوے اسواسطے کہ تعلیم
اسما کی موقوف اوپر جاننے بعضے اسمون کے ہے اور جاننا ان اسمون کا موقوف اوپر تعلیم کے
اور اس شبہہ کے جواب مین یہ کہا ہے کہ تعلیم اسما کی حضرت آدم کو ساتھہ دو وجہہ کے تہی بقدر
ضروری اس سے کہ جس کے سبب سے خطاب اون سے کیا جاوے اور افادہ اور استفادہ
اوسپر موقوف ہو بلا واسطہ حرف اور صوت کے اور بغیر کلمہ اور کلام کے اونکے دل مین ڈالا
اور باقی الفاظ معلومہ کے واسطے سے بیان کیا اور اس جواب مین تطویل لاطایل ہے اول
سے ہی کہنا چاہیے کہ یہ تعلیم بواسطہ الفاظ نتہی بلکہ بہ طریق القائی القلب کے تہی اور اس
وضع کی تعلیم بعضے الفاظ کی اگرچہ وقت پیدایش کے ہی تہی کہ ابتک روح اونکی
نیچے کے دہڑ مین نآئی تہی کہ چہینک کے بعد شکر مین الحمد للہ کہا اور اوس کے جواب مین
یرحمک اللہ سنا لیکن بعد پیدایش اونکی تعلیم عام اور شامل ہوئی اَلْاَسْمَآءَ كُلَّهَا یعنی نام سب

چیزو نکے جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہی علمہ اسم کل شیٔ حتی القصعہ والقصیعۃ یعنی سکہلایا اسکو نام ہر شے کا یہانتک کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جُبیرؓ نے کہا ہی حتی البعیر والبقرۃ والشاۃ یعنی یہانتک کہ اونٹ اور بیل اور بکری اور تعلیم نامون کی اسواسطے کی گئی کہ نام عبارت اُس لفظ سے ہے کہ دلالت کرے اوپر حقیقت کے اور منظور فائدہ دینا علم حقایق کا تہا تاکہ کام خلافت کا سرانجام کرسکے اور نام کمتر اون چیزون مین سے ہے جن کے سبب سے امتیاز حقایق کا ہوتا ہے اور یہ بہی منظور تہا کہ خواص تمام چیزون کے اور نفع اور نقصان اونکے سکہلائے جاوین اور طریق استعمال اون خواص کا بہی اور مقدمہ اس تعلیم کا یعنی وہ چیز کہ تعلیم اوسپر موقوف ہی یہ ہی کہ اول اوس کو نام ہر چیز کا تعلیم کرین تاکہ وقت بیان کرنے اسبات کے کہ فلانی چیز فلانی خاصیت رکہتی ہی اور فلانا نفع اس سے لینا چاہیے اور فلانا ضرر اس سے دور کرنا چاہیے آسانی سے معلوم ہو جاوے اور زیادہ ترحاجت طوالت کی نہ پڑی اس مقام مین جاننا چاہیے کہ فرشتون اور آدمیون کے درمیان مین ما بہ الامتیاز کہ جس کے سبب سے فرشتہ پر فوقیت حاصل کی فقط تعلیم اسمون اور معرفت حقیقتون اشیا اور خواص و منافع اور مضرات کے کی نہین اسواسطے کہ قطعاً ثابت ہی کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتون کو بہی خطاب الٰہی ہوتا تہا کہ فلانی چیز اس طرح کرو جیسا کہ اسی قصہ مین گذرا کہ پہلے جبرئیل علیہ السلام کو واسطے لینے ایک مشت مٹی کے روے زمین پر بہیجا اور بعد اوس کے دوسرے فرشتون کو بہیجا اگر فرشتون کو علم حقیقتون اور اسمون ان حقیقتون کا حاصل نہوتا تو حکم الٰہی کہ مخلوقات کے حق میں صدور پاتا تہا کیونکہ بجا لاسکتے بلکہ امتیاز آدمؑ کی فرشتون سے ساتھہ دو وجہہ کے ہی اول یہہ کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کی سے فرشتون کو علم ہر چیز ان کے نامون کا حاصل نتہا بلکہ علم اونکا مخصوص تہا انہی چیزون مین کہ تعلق اون کی خدمتون سے رکہتی تہین دوسری حقیقتون اور اسمون سے کچہہ کار اونکا متعلق نتہا اور اطلاع بہی اون کو اوپر اوس امور کی نتہی بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ انکو بسبب خلیفہ بنانے کے تعلیم عام کی گئی تاکہ منفعت ہر حقیقت اور مضرت اوسکی سے آگاہ ہووین جیسا کہ حاکم نے اور ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حقتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اسما کی تعلیم مین

تفسیر حقانی

یعنی بیشک خدا ہی کی فرمائی ہوئی ہے اور سکڑون لوگ کہنے لگے ہین ایسی مثال لانے سے خدا کا کیا مطلب ہے خدا ایسی مثال سے بہتون کو گمراہ کرتا ہے اور بہتون کو راہ دکہا دیتا ہے اور گمراہ انہین کو کرتا ہے جو ایسے بدکار ہین کہ خدا کا عہد و پیمان مضبوط کئے بعد توڑ ڈالتے ہین اور خدا نے جسکو جوڑنے کو فرمایا ہے اوسکو توڑتے ہین

ہزار حرفتین طرح طرح کی حرفتون مین سے تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا کہ اولاد اپنی کو کہہ اے آدم کہ اگر تم صبر نکر سکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتون کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو دین کے ساتھ طلب نکرو اسواسطے کہ دین خالص واسطے میرے ہے اور وای اوپر اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے اور دیلمیؒ نے ابو نافع رضی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرین امت میری کی پانی اور مٹی مین بنا کر مجھکو دکھلائین وعلمت الاسماء کلہا کما علم آدم الاسماء کلہا اور سکھلائے مجھکو تمام چیزون کے نام جیسا کہ سکھلائے آدم کو نام سب چیزون کے اور اس آیت مین جو لفظ کلہا کہ واسطے تاکید عموم اسما کے زیادہ کیا ہے اسی نکتہ کیواسطے ہے کہ امتیاز آدمؑ کی فرشتون سے بسبب تعلیم عام کہ تھی نہ بسبب فقط تعلیم اسما کے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیم عام بہی ابتدائہ خاص ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتون کو ہر چیز کے نامون سے خبر دی اور فرشتون نے استعمال ہر چیز کا حضرت آدم اور اونکی اولاد سے سنا بعضے فرشتون نے جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ اور اور بڑے فرشتے اونہون نے نام ہر چیز کے معلوم کر لیے اسواسطے کہ قطعا یہ بات شریعتون سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور دوسرے فرشتے بڑے بڑے وبر دانبیاؤن کے آتے تہے اور ہر چیز مین بحث اور تفتیش کرتے تھے اور امور مختلفہ کا ذکر آتا تہا اور کسی وقت افادہ اور استفادہ اور کہنے سننے مین عاجز نہین ہوے اور سیاسات کو نہین پوچہا کہ فلانا کس چیز کا نام ہے اور اس لفظ کے کیا معنی ہین اور حقیقت فلانی چیز کی کیا ہے البتہ یہ تعلیم ابتدائہ خاص حضرت آدم کو ہوئی تاکہ زیادتی علم اونکی فرشتون کے اوپر خصوصًا اس علم کی کہ تعلق ساتھ سیاست اور خلافت کے رکہتا ہے ظاہر ہووے اور اسی واسطے اوپر محض تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے کفایت نہوئی بلکہ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی پیش کیا حق تعالے نے اون نامونکو اوپر فرشتون کے ساتھ اس طریق کے کہ تصویرین اون چیزون کی کہ نام اونکے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے تھے فرشتونکو دکھلائین فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ یعنی پس فرمایا کہ خبر دو تم مجھکو اے فرشتو ساتھ نامون ان چیزون کے اسواسطے کہ اونکے اون چیزون کی جو تمیز دینے والی ہین نام ہے اور واسطے استحقاق خلافت کے معرفت حقایق کی اور امتیاز کرنا اونمین

شرط ہی اگر تمہارے تئین ناموں ان چیزون کے سے خبر ہوگی دعوی استحقاق خلافت کا تم
سے ممکن ہوگا اور اگر تم ان چیزون کے نامون سے بے خبر ہو تو خلافت کہ عبارت ہے تصرف
کرنے سے تمام چیزون مین تم سے کس طرح سرانجام ہو سکا ہوگا اور ہر چند کہ تمنے ظاہر مین استحقاق
خلافت کا دعوی نہین کیا ہی لیکن تمہارے کلام سے دعوی لازم آیا پس شرطین اس دعوی کو
ثابت کرو اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم بھی سچ کلام اپنے کے کہ نحن نسبح بحمدك ونقدس لك
اسواسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ تسبیح اور تقدیس ہماری کمال کے رتبہ کو پہونچی
اور شکر ہمارا انہایت کے مرتبہ کو ملا اور ظاہر ہے کہ کمال تسبیح اور تقدیس کا یہ ہے کہ ساتھ
تمام اسمار الٰہی کے ہو اور ایسے ہی نہایت حمد اور شکر کی یہ ہی کہ مقابل ہر کمال اور ہر
نعمت الٰہی کے ہو اور اس امر کو علم تمام اسمار الٰہی کا اور تمام اسمار کونی اور علم تمام کمالات
اور نعمتون الٰہی کا درکار ہے اور یہ علم بدون جاننے تمام حقیقتون جہان کے تفصیلاً متصور
نہین اور درمیان حقیقتون کے امتیاز بہت وجوہ سے ہی ادنے اون کا یہ ہے کہ نام انکا
جان لے اگر اس قدر بھی امتیاز تمکو حاصل نہوا پس دعوی تسبیح اور تقدیس علی الاطلاق کا
اور حمد کامل کا تم سے کیونکر درست ہوا باقی یہان کئی بحثین ہین کہ مفسرین اون بحثونکو
اس مقام مین ذکر کرتے ہین اول تو یہ کہ اکثر عالمون نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہی
اوپر اسکے کہ مقرر کرنا الفاظ کا معانی کیواسطے خدا کی طرف سے ہی اسواسطے کہ اس آیت مین
فرمایا ہی کہ وعلّم آدم الاسمآء کلّہا۔ اور اگر واضع الفاظ کا معانی کے واسطے آدم یا اولاد آدم کی
ہوتی تعلیم اسمار مین اللہ کی طرف سے گنجایش نتھی لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ وضع
لغات کی وقت پیدایش آدم علیہ السلام کے نتھی بلکہ بہت پہلے اس سے تھی اور واقع مین
اسی طرح سے ہے اسواسطے کہ پہلے پیدایش حضرت آدمؑ کی سے نام فرشتونکے اور اور چیزونکے
بھی کہ جن چیزونکے سرانجام کیواسطے فرشتون کو خطاب ہوتا تھا مقرر تھے اور کلام کرنا فرشتون
کا آپس مین اور سمجھنا مضمون احکام الٰہیہ کا بواسطہ الفاظ کے قطعاً پہلے حضرت آدمؑ
کی پیدایش سے موجود تھا اور جو لوگ کہ وضع لغات کی ساتھ اصطلاح آدم اور آدمیون کے
جانتے ہین فرشتون کے کلامون سے کہ آپس مین کرتے ہین شاید وہ غافل ہین اور یہ

تفسیر عملی
معالمین نہونتین اہم
اللہ تعالے نے یہ
دو آیتین اُتارین
در صفحہ جب کسی
نے اسلام کا کلمہ
پڑہا اور محمد صاحب
صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خدا کا
بھیجا ہوا اور خدا
کا نائب سمجھ لیا
تو اب اسنے یہ
عہد باندھا کہ خدا
جو حکم احکام پیغمبر
صاحب کے ذریعے
سے بھیجیگا مین
اوسکو قبول
ہی کرونگا اور
جب پیغمبر صاحب
کی صحبت سے

ما ن و واضع الفاظ

کہنا اونکا کہ معنی تعلیم اسماکے حضرت آدم کے تئین یہ ہین کہ خدا تعالے نے اونکے
دل مین خواہش ڈال دی کہ متوجہ طرف وضع الفاظ کے ہون پہر طریق وضع کا اون کو
سکہلا دیا جیسا کہ معنی وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم کے یہی ہین یعنی سکہلا دیا ہمنے اونکو پیشہ
زرہ بنانے کا واسطے تمہارے یعنی پہلے دل مین زرہ بنانے کا داعیہ ڈال دیا پہر طریق اوسکے
بنانے کا تعلیم کیا سو فساد اسکا ظاہر ہے اس واسطے کہ تکلیف دینی فرشتون کو ساتھ اسکے
کہ الفاظ اور معانی اصطلاحیہ آدمیون کے سے خبر دو قبیلہ تکلیف مالایطاق کے سے ہوگی یا وجود
اسکے کہ کچھہ حاصل بہی نہین اسواسطے کہ اگر کوئی کسی کی اصطلاح سے واقف نہو تو اوسکے
علم مین کیا قصور اور اوس دوسرے کو اوسپر کیا فوقیت والا عرب کے عالمون پر بسبب نہ
جاننے اصطلاح ترکون کے قصور لازم آوے اور ترکون کو انکے اوپر فوقیت ہو البتہ
بسبب نجاننے علم لغات اور اسما کے کہ علم الٰہی مین واسطے معانی مخصوصہ کے مقرر تھے علامت قصور کی ہے اور
جاننا اوس کا دلیل ترجیح اور فوقیت کی اسواسطے کہ جس قدر احاطہ معلومات الٰہی کا زیادہ
ہوگا اسی قدر مناسبت اور تشبیہ جناب باری کے ساتھہ بہت ہوگی اور زیادتی تشبیہ کی
جناب الٰہی کے ساتھہ سبب کمال فوقیت مخلوق کا ہے دوسرے یہ کہ ضمیر ثم عرضہم
کی ظاہر اس طرح ہے کہ رجوع طرف اسما کے کرے باعتبار مسمیات کے اور مسمیات اسما کی
ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونو ہین اس ضمیر کو کہ مخصوص مذکرین ذوی العقول
کے ساتھہ ہے کسواسطے لاے جواب اس کا یہ ہے کہ عرض کرنا مسمیات کا فرشتون پر باعتبار
جسامت ظاہری کے نتہا کہ محل ظاہر ہونے تذکیر اور تانیث اور عقل اور غیر عقل کا ہے بلکہ
باعتبار وجود روحی اور ملکوتی کے تہا کہ تمام مخلوقات باعتبار اس وجود کے عاقل اور مدرک
اور مبرا تذکیر اور تانیث سے ہین البتہ بسبب نہونے تانیث کے اس وجود مین الفاظ اور صیغے تذکیر کے
اونکے واسطے بولے جاتے ہین جیسا کہ فرشتون کے حق مین بہی اسی اعتبار سے الفاظ تذکیر
کے استعمال کئے گئے ہین تیسرے یہ کہ صیغہ امر کا یعنی انبئونی کے واسطے عاجز کرنے اور الزام
دینے کے ہے نہ واسطے تکلیف اور حکم کرنے کے پس جن شخصون نے بسبب اس صیغہ کے
تکلیف مالایطاق جائز رکہی ہے اونہون نے خطا کی ہے اور اسی واسطے فرشتون نے بمجرد

سننے اس امر اور خطاب کے عاجزی اپنی شروع کی اس طریق سے کہ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ یعنی کہا اونہون نے پاک جانتے ہین ہم تجکو اے پروردگار ہمارے اسبات سے کہ تیرے علم مین کچھہ قصور ہو یا تیرے فعل مین کوئی بات عبث واقع ہو اور خلاف حکمت کے وقوع مین آوے اور سوال ہمارا فقط واسطے طلب ہدایت اور ارشاد کے تھا اسواسطے کہ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا یعنے کوئی علم حاصل نہین ہوتا ہی ہمکو مگر اس قدر کہ تونے تعلیم فرمایا ہمکو اور ہی سبب ہے ہمنے وجہ حکمت پیدا کرنے اس خلیفہ کی نجانی اور تسبیح اور تقدیس وحمد اور شکر اپنے کو کامل جانا اور معرفت حقیقتون اشیا کی تفصیلا اور ممیزات آنکے ہمکو حاصل نہوسکا اور نام بھی اون چیزون کے کہ منجملہ ممیزات کے ہین ہمنے نجانے اور جبتک جناب تیری سے ابتدائً یہ علوم حاصل نہونگے تو کچھہ جگہہ اعتراض کی نہین اسواسطے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ یعنی تحقیق تو نہایت دانا ہی اور تو جانتا ہی کہ حقیقتین ہماری ایسی نہین کہ یہ علم بلا واسطہ تیرے معلوم کرین ایسواسطے اس مخلوق کو خلیفہ اپنا کیا تو نے اور قدرت اور طرح طرح کی فعلون کے دی تو نے اور ہمکو واسطے پورا کرنے مرادون اور خدمتون اوسکی کے مامور کیا تاکہ ہم بھی بواسطے اس خلیفہ کے اور خدمت اس کی کے اوپر اون فعلون اور حقیقتون کے مطلع ہون اسواسطے کہ تو اَلْحَكِيْمُ یعنی صاحب حکمت کامل کا ہی ساتھ اس تدبیر کے ہماری حقیقتون کو بھی ان علمون سے بہرہ مند کریگا جب حقتعالی نے ملائکہ سے یہ عجز اور زاری اور اقرار کرنا اون کا ساتھ علم اور حکمت اپنی کے پسند کیا قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ یعنی فرمایا کہ اے آدم خبر دے ان فرشتون کو اگرچہ علایق جسمانیہ کے تجرد و سہین تو اپنے بہت کم ہی اور مقرر ہے کہ جس قدر تجرد زیادہ ہووے اطلاع حقیقتون کے اوپر بھی زیادہ ہو بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی ساتھ نامون ان چیزونکے کہ فرشتون نے یافت کی ہمنے اسواسطے کہ ان چیزونکا علم ساتھ خواص و نفعون اور ضررون اونکے کے حاصل نہین ہوسکتا مگر ساتھ عقل کے کہ وہم اور شہوت اور غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی مین پائی جاتی ہی حضرت آدمؑ نے جب یہ حکم سنا بیان اون حقیقتون اور اسمون اور صفتون انکی کا روبرو فرشتونکے شروع کیا اور نام ہر چیز کا ساتھ تمام خواص و تاثیرات کے ظاہر کیا فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی جب بتلادیے حضرت آدمؑ نے فرشتون کو نام انکے باوجودیکہ وہ چیزین بیشمار اور بیانتہا تھین اور اس بیان کرنے مین

تفسیر حلبی
سرکشی سے اور کفر
کی اور نئے حاسد سے
تکبر اسنے حد کو پہونچا
گیا اور بعضون نے
کہا کہ عہد سے وہ عہد
مراد ہی جو اللہ تعالی
نے ازل مین ساری
ارواح سے لیا تھا
اسکا قصہ یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے آدمؑ
کی پیدایش کے وقت
اونکی پشت سے ساری
روحونکو ذرہ ذرہ
برابر پیدا کرکے پوچھا
مین تمھارا رب
ہون یا نہین ۱۹
سبھا نے عرض
کی کہ ہاں بیشک تو ہی
ہمارا رب ہے ہم

کچھہ غلطی نہین ہوئی فرشتے کمال علم آدم ؑ کے سے حیران ہوے اور اسوقت مین قَالَ یعنی فرمایا
حقتعالی نے واسطے تاکید کرنیکے امر خلافت آدم ؑ کے فرشتون سے اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ یعنی ایا نکہا تہا مین نے
تمکو پہلے پیدایش اس مخلوق کی سے کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ یعنی تحقیق جانتا ہون مین اون چیزونکو کہ تم نہین
جانتے اور غرض میری اس کلام سے یہ ہے کہ مین جانتا ہون غَیْبَ السَّمٰوٰتِ یعنے اون چیزونکو
جو عالم علوی مین پوشیدہ ہین جیسا کہ احوال اور چال ڈھال ستارون کے اور حرکتین آسمانونکی
معہ تمام آثار اور خواص انکے کے باوجودیکہ تم فرشتے عالم علوی کے رہنے والے ہو ہرگز ان باتونکو
نہین جانتے ہو اور یہ شخص باوجودیکہ عالم سفلی کی مخلوقات مین سے ہے اون سبکو جانتا ہے اور قرانات
صغری اور کبری اور وسطے اور عظمی اور کسوف اور خسوف اور دوسرے اوضاع ستارونکے ان اوضاع کے
پیدا ہونے سے ہزارون برس پہلے جانتا ہے اور ہر اک کے نام بیان کرتا ہے اور احکام ان وضاع
کے خواہ باعتبار انفراد کے خواہ باعتبار اجتماع کے نکالتا ہے وَالْاَرْضِ یعنی اور یہی جانتا ہون مین وہ
چیز کہ پوشیدہ ہے عالم سفلی مین ہرچند کہ عالم سفلی حس کے نزدیک بہت ظاہر ہے لیکن تمکو ہرگز طریق پیدا ہونے
نباتات کا اور بدل ڈالنا معدنیات کا اور طریق پیدایش حیوانون عجیب شکل کا اور فائدے تخییل اور
تلقیح کے اور بنا لینا کاریگری سے شے مرکب کو جیسا کہ گاڑی بہلونکی کہ ایک حقیقت مرکب ہے انسان
اور لکڑی اور حیوان اور لوہے وغیرہ سے معلوم نہین اور یہ شخص اس قسم کی چیزین پوشیدہ بہت
جانتا ہے اور ایسی چیزین بنا سکتا ہے کہ علم تمہارا اونکے نام تک بھی نہین پہونچتا ہے باوجودیکہ تعلقات
سفلی سے کہ عقل اور ادراک کے مانع ہین بالکل تم پاک ہو وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ یعنی اور جانتا ہون مین
اس چیز کو کہ تم ظاہر کرتے ہو یعنی تسبیح اور تقدیس اور معرفت اسماء الٰہی کی جسقدر کہ استعداد
اور حوصلہ تمہارا ہے وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ یعنی اور وہ چیز کہ تم اوسکو پوشیدہ رکھتے تھے یعنی بہت کام
اور قوتین تمہاری ایسی تہین کہ ہرگز تمکو اطلاع نہ تھی کہ اون قوتون اور فعلون کو اللہ تعالے نے
تمہارے اندر رکھہ چھوڑا ہے جیسا کہ آدمیون کی صورت رحم مین بنانی اور خدمت مسجدون کی اور انس
پکڑنا ساتھہ ذکر الٰہی کے اور حاضر ہونا بیچ مکانون متبرکہ صلحا کے اور اعانت اور مدد کرنی غازیون
اور حاجیون کی اور تماشا مظہر اسم قہار اور غفار اور اسماء الٰہی کا اور پہونچانا ثواب اور تحفون کا
زندون کی طرف سے مردونکو اور فائدہ پہنچانا نیک عملونکا اور ترقی دینی خدا کے رستہ چلنے والونکو اور

خدمت کرنی تجلیات شہودی کی بیچ عالم مثال کے واسطے کاملون کے جو اس خلیفہ کی اولاد مین
سے ہونے والے ہین اور اتار نا وحی اور کتابون آلہیہ کا اور قایم کرنا شرعیتون اور دینون اور ملتون
اور طریقون اور مذہبونکا اور اوسی قسم کی چیزین اور حال یہ ہو کہ سب چیزین بالقوہ تمہارے اندر
موجود نہین اور ظہور ان چیزون کا موقوف اوپر وجود اس خلیفہ کے ہمنے کہا تہا کہ بواسطے
اس خلیفہ کے تم اون چیزون پر خبردار ہوا اور تم بسبب خدمت اس خلیفہ کے اُن کمالات بالقوہ
کو اپنے تصرف مین لاوگے اب یہ خلیفہ پیدا ہوا اور اوسنے تمکو آکر خبر دی اور تمنے جانا کہ ہمنے
کیا کیا چیزین تمہارے اندر رکھی تہین پس حق اس خلیفہ کا تمہاری گردن پر بہت بڑا ہی کہ تمکو حقیقت
تمہاری سے آگاہ کیا اور باعث زیادہ نزدیکی تمہاری کا جناب آلہی مین ہوا لازم یہ ہی کہ تم اس خلیفہ کو
مانند استاد اور مرشد کے سمجھکر آداب تعظیم اسکی بجا لاو اب اس جگہہ کئی بحثین ہین اول یہ کہ جب ملایکہ
کو اشیا کی حقیقتون کا علم بطفیل حضرت ادمؑ کے حاصل ہوا پس کسواسطے علمھم نفرمایا اور
انبئھم کہا جیسا کہ انبئونی کہا تہا جواب اسکا یہ ہی کہ کسب اور حاصل کرنا علم کا اور مشق کرنا اوسکا
استاد سے یہ خاصیت ہیئت جمعیہ انسانکی ہی فرشتونکو یہ ترقی ممکن نہین اسواسطے کہ سب کمالات فرشتونکے
انکے وجود کے ساتھ پائے جاتے ہین البتہ حضرت آدمؑ کے طفیل سے ہر قسم کے فرشتونکو انکی جنس
مدرکات مین سے بہت چیزونکا ادراک کہ پہلے حاصل نہ تہا حاصل ہوا لیکن یہ کثرت معلومات کی سبب
ترقی مرتبہ علم کا نہین ہوتی ہی جیسا قوت بصر کی آدمی مین کہ بسبب کثرت مبصرات کے مرتبا اسکا علم
مین زیادتی نہین قبول کرتا ہی بلکہ باوجود کثرت مبصرات کے اسکو ممکن نہین کہ سوای دیکھنے شے
کے اور چیز کو قبول کرے ایسے ہی حال فرشتونکا بیچ زیادہ ہونے معلومات اپنی کے بطفیل حضرت آدمؑ
کے ہی اور واسطے اسی نکتہ کے انبئھم باسمائھم فرمایا اور علمھم باسمائھم نفرمایا دوسری بحث یہ ہی
کہ یہ آیت اور یہ قصہ دلیل ظاہر ہی اوپر فضیلت اور شرف علم کے اسواسطے کہ جو بیچ عالم امکان کے
اگر اور کوئی چیز سوائے علم کے اس حد کی شرافت رکہتی البتہ بیچ مقام بیان کرنے فضیلت حضرت
آدمؑ کے اوپر فرشتون کے اُس چیز کو پیش کرتے اور بہی اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ملایکہ باوجود اسکے
کہ رہنے والے مکان قدس کے ہین اور عبادت اور اخلاص اونکا زیادہ عبادت اور اخلاص آدمیون
کے سے ہی اور طہارت اور عصمت انکی ایسی کہ جو ہر ذات کو لازم ہی اور ہر امر مین لا یعصون اللہ ما امرھم

تفسیر ظلمی
اور ملک مین فساد
ڈالنا جیسے غدر کی
نا فرمانی ڈنگہ تکرار
بغاوت چوری۔
ڈاکہ زنی چوری
مسلمانون سے لڑنا
کسیکو ستانا وغیرہ
وغیرہ ف الحمد کا
عہد توڑنے والے
اور حکم الہی سے جسکو
ملانیکو کہا اوسکو
توڑنے والے اور
فسادی اس قسم
کے لوگ ایسے
بدکار ہین کہ قرآن
سے بہی انکو سوا
گمراہی کے اور کچھ
نصیب نہین یہ
بیوقوف اتنا نہین

ویفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہین کرتے اللہ کی اس چیز مین جو حکم کیا اونکو اللہ نے اور وہ کرتے ہین
اس چیز کو کہ امر کئے گئے شان اونکی ہی اور بے رغبتی اور بے پروائی کہانے اور پینے اور
نکاح اور سواری وغیرہ اور حوائج سفلانی اور علاقون جسمانی سے مخصوص ملائکہ نہین کے ساتھ ہے
اور جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کامون مین رکھتے ہین آدمی کے واسطے عشر
عشیر بھی اسکا نصیب نہین اور رفع حجابونکا اور مشاہدہ تجلیات الٰہی کا اور سننا خطاب الٰہی کا
بلا واسطے اور قرب اور مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک جسقدر اونکو حاصل ہے آدمیون کو میسر نہین
اور باوجود ان سب باتون کے استحقاق خلافت کا اونکو حاصل نہین ہوا اسواسطے کہ علم سات
حقایق کونیہ کے نہین رکھتے ہین اور سیاست رعایا کی عالم کون وفساد مین نہین کرسکتے اس
جگہہ سے معلوم ہوا کہ عصمت اور طہارت یا کمال درجہ ولایت کا یا ظاہر ہونا خوارق اور کرامات کا
یا کثرت عبادت اور زہد کی یا حاصل ہونا فنا اور بقا کا اور مشرف ہونا ساتھ تجلیات الٰہی کے
اور دیکھنا عالم غیب کا اور سننا غیب کی آوازون کا شرطون خلافت کی سے نہین شرط خلافت
کی یہی فضیلت ہے کہ علم تینون قسم کی سیاستون کا حاصل ہو یعنی منزلی اور ملکی اور بدنی مین دخل
زیادہ تر رکہے اور خوب طرح تجربہ ان سیاستون مین رکھتا ہو اور یہی ہے مذہب اہل سنت و
جماعت کا کہ مدار استحقاق خلافت کا اس علم کی فضیلت پر ہے علما اور حکما نے علم کی فضیلت
مین بہت کلام کئے ہین فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے کہا ہے کہ حاضر ہونا بیچ مجلس عالم کے بغیر
اس بات کے کہ کچھہ اوس سے فائدہ اوٹھاوے یا مسئلہ دریافت کرے سو جب سات کرامتونکا ہوتا ہی
اول یہ کہ متعلمون کے زمرہ مین گنا جاتا ہی اور جو ثواب کہ واسطے طالب علمون کے وعدہ کیا گیا ہی
اوس مین شریک ہوتا ہی دوسرے یہ کہ جب تک اوس مجلس مین بیٹھا رہے گا گناہون سے بند رہتا
ہی تیسرے یہ کہ جسوقت اپنے گہر سے بہ نیت طلب علم کے نکلتا ہی جو ثواب کہ واسطے طالب علمونکے
وعدہ کیا گیا ہی اس مین بھی داخل ہوتا ہی چوتھے یہ کہ بیچ حلقہ علم کے وقت نازل ہونے رحمت
کے شریک ہوتا ہی پانچوین یہ کہ جب تک ذکر علم کا سنتا ہے عبادت مین ہی چھٹے یہ کہ جسوقت مسئلے
مشکل کو سنتا ہی اور اوس کے سمجھنے مین کنہ کو نہین پہونچتا ہی اور دل تنگ وشکستہ
خاطر ہوتا ہے پس بیچ گروہ منکسرۃ القلوب کے شمار کیا جاتا ہی ساتوین یہ کہ عزت علم کی

اور ذلت فسق اور جہل کی اوس کی خاطر مین بیٹھتی ہی اور جاہلون اور فاسقون سے اُس کو
نفرت پیدا ہوتی ہی یہ حال اُس شخص کا ہی کہ مجلس علما کی سے اوسکو بہرہ نہین پہونچا ہی
اور حال اس شخص کا کہ فائدہ لے شمار دین کا اور دنیا کا صحبت اونکی سے اوٹھاتا ہی قیاس
کرنا چاہیے حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ علم کو مال کے اوپر سات وجہ
سے فضیلت ہی اول یہ کہ علم میراث پیغمبرون کی ہے اور مال میراث فرعون اور ہامان اور
شداد اور نمرود کی دوسرے یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہین ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور مال بہ
سبب خرچ کرنے کے کم ہوتا ہی تیسرے یہ کہ مال کو حاجت نگہبانون کی ہی اور علم خود آدمی کا
نگہبان ہی چوتھے جب آدمی مرتا ہی مال کو چھوڑ جاتا ہی اور علم ساتھ اوسکے قبر مین جاتا ہی پانچوین
یہ کہ مال ایسی نعمت مشترک ہی کہ مومن اور کافر دونو کو مل جاتی ہی اور منفعت علم کی صرف ایماندار آدمی کو حاصل
ہوتی ہی چھٹے یہ کہ کوئی فرقہ آدمیون کا ایسا نہین کہ اس کو حاجت عالم کی بیچ امر دین اپنے
کے اور بہت فرقے ایسے ہین کہ مالدارون کی طرف اونکو حاجت نہین ساتوین یہ کہ دن قیامت
کے علم پل صراط پر گذرنیکی قوت دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعضے حکما نے کہا ہی کہ قرآن مجید
مین حق تعالی نے سات چیزون کو فرمایا ہی کہ آپس مین برابر نہین بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہی اول
هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی آیا کیا برابر ہین وہ شخص کہ علم رکھتے ہین اور جو بیعلم ہین
دوسرے قل لا یستوی الخبیث والطیب یعنی کہہ تو کہ نہین برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے
لا یستوی اصحب النار واصحب الجنة یعنی نہین برابر ہین صاحب دوزخکے اور صاحب جنت کے
چوتھے اور پانچوین اور چھٹے اور ساتوین لا یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور و
لا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات یعنی نہین برابر اندہا اور آنکھون والا اور
نہ اندہیرے اور نہ روشنی اور نہ سردی اور نہ گرمی اور نہین برابر ہین زندے اور مردے اور رجوع
ہونا ان ساتون چیزون کا عالم کی فضیلت اوپر جاہل کے ہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جو فضیلت
ہے رجوع اسکا تفضیل عالم کی جاہل کے اوپر ہی اور اسی واسطے حدیث شریف مین عالم کو اوپر عابد کے
باربار ساتھ عبارتون مختلفہ کے ترجیح دی ہی اور حق تعالی نے بھی بیچ مقام تفضیل بعضے نبیون
کے اوپر دوسرون کے ساتھ اسی صفت اور شاخون اسکی کے ترجیح فرمائی ہی خصوصا سات آدمیون کو

تفسیر خلاصہ
ت ڈراسے منکرون
تم لوگ کیونکر خدا
کا انکار کرسکتے ہو
حالانکہ تم مردہ تھے
خدا ہی نے تمکو
جلایا پھر تمکو مار ڈالیگا
پھر جلا اوٹھاویگا
پھر اوسیکی حضور
مین لوٹ جاؤگے
ف یہ انسان
جس کے بس مین
اسقدر ہو پھر تو
اسیکا انکار کرسکا
یہ نہایت ہی تعجب
کی بات ہی اور
بالکل عقل کے
خلاف ہے
هو الذی خلق لکم
ما فی الارض

انبیاؑ مین سے بسبب سات علوم کے صراحۃً تفضیل دی ہی حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب علم لغت کی کہ فرمایا وعلم آدم الاسماء کلہا اور حضرت خضرؑ کو ساتھ علم فراست کے کہ وعلمناہ من لدنا علما اور حضرت یوسفؑ کو ساتھ علم تعبیر کے کہ وعلمتنی من تاویل الاحادیث اور حضرت داؤدؑ کو ساتھ علم صنعت کے کہ وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم اور حضرت سلیمانؑ کو بسبب جاننے زبان جانورونکے کہ علمنا منطق الطیر اور حضرت عیسیٰؑ کو ساتھ علم توریت اور انجیل کے کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوریۃ والانجیل اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ علم اسرار کے کہ وعلمک مالم تکن تعلم علمانے کہا ہے کہ ان سات علوم نے بیچ حق ان سات پیغمبرون کے عجیب ثمرے ظاہر کئے ہین حضرت آدمؑ کو اونکے علم نے فرشتون سے سجدہ کروایا اور حضرت خضرؑ کو اون کے علم سے استادی حضرت موسیٰؑ جیسے پیغمبر کی عنایت ہوئی اور حضرت یوسفؑ کو اونکے علم نے بادشاہی زمین مصر کی دلوائی اور حضرت سلیمانؑ کو اونکے علم نے بلقیس جیسی عورت مالدار اور صاحب مرتبہ اور ملک اور لشکر کی بخشی اور حضرت داؤدؑ کو اونکے علم نے طرف ریاست اور بادشاہت کے پہونچایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم نے تہمت انکی مان سے دور کرائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اونکے علم نے ساتھ خلافت کبریٰ اور شفاعت عظمیٰ کے سرفراز کیا اہل نکات نے کہا ہے کہ حضرت آدمؑ کو نام مخلوقات کے جاننے نے مسجود فرشتون کا کیا پروردگار کے نامون اور صفات کا جاننا کس حد کو پہونچاویگا اور حضرت خضرؑ کو فراست نے ساتھ صحبت موسیٰؑ کے مشرف کیا امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو علم حقیقت اور شریعت اور طریقت کا اگر بیچ صحبت انبیا کے پہونچاوے کیا بعید ہے اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین یعنی وہ لوگ ساتھ اون شخصون کے ہین جنکے اوپر انعام کیا اللہ نے کہ وہ انبیا ہین حضرت یوسفؑ کو جاننے تاویل خواب کے نے دنیا کی قید سے نجات بخشی اگر مفسرون اس امت کو تاویل کتاب اللہ کی بندیخانہ شبہون اور بندیخانہ آخرت کے سے نجات بخشے کیا بعید ہی

**حکایت** کرتے ہین کہ ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے ملازمت بادشاہ کی حاصل کی اور بادشاہ سے چاہا کہ موافق دستور اور خواصون کے مجکو بھی خدمت حضور کی عنایت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اول علم حاصل کر تاکہ قابل مہبط حضور کے ہووے تو وہ شخص حضرت امام محمد غزالیؒ کے پاس آیا اور تحصیل علم کی شروع کی بعد اسکے کہ لذت علم کی اسکو حاصل ہوئی اور آفتین بادشاہون کی

صحبت کی جانین بادشاہ نے اوسکو بلایا اور امتحان کیا اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل خدمت میری کے ہوا تو طلب علم سے بس کر اور میری خدمت مین مشغول ہو اس شخص نے عرض کیا کہ جب وقت لایق تمہاری خدمت کے تہا تمنے قبول نکیا اور اب مین لایق خدمت خدا کے ہوا تمکو نہین قبول کرتا ہون کہا ہی کہ فضیلت علم کے واسطے یہی بس ہی کہ کتے تعلیم یافتہ کا شکار حلال ہی محض برکت تعلیم سے یہ بات حاصل ہوئی باوجود اس کے کہ کتا اصل مین نجس ہی چیونٹی ضعیف کو حقتعالی نے کیسے بڑے مرتبہ والا ہی ساتہہ برکت ایک نکتہ علمی کے اس قدر پسند کیا کہ اس نکتہ کو زبان اسکی سے بیچ کلام اپنے کے نقل فرمایا اور تمام سورۃ کی نسبت طرف اسی چیونٹی کے کی اور سورۃ النمل نام رکہا اور وہ نکتہ یہ ہی کہ لشکر انبیاؑ کے دیدہ و دانستہ اوپر چیونٹی ضعیف کے بہی ظلم نہین کرتے ہین جیسا کہ زبان اسکی سے نقل فرمایا لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون یعنی نہ پیس ڈالے پاؤن مین تمکو سلیمان اور لشکر اوسکا اور اونکو خبر نہو پس قدر صحبت انبیاؑ کی جاننی چاہیے کہ صحبت سرسری اونکی کہ لشکریون کو میسر ہوتی ہی اسقدر روشن کرنے باطن اونکے مین تاثیر کرتی ہی اور نہ ظلم کرنے مین موثر ہے کہ دیدہ و دانستہ چیونٹی ضعیف پر بہی ظلم نہین کرتے ہین پس وای اوپر حال اون لوگون کے کہ صحابیون قدیمی پیغمبر کو ظالم اور غاصب حقوق خاندان پیغمبر اپنے کا بیان کرتے ہین عقل ان بیوقوفون کی اس چیونٹی کی عقل سے بہی کم ہی اور اعتقاد ان نفاق پیشونکا بیچ حق پیغمبر کے ہزارون درجہ سست اعتقاد مثل اس چیونٹی سے ہے کہ بیچ حق سلیمانؑ کے رکہتی تہی اور جو آیتین قرآن کی کہ علم اور عالمون کی فضیلت مین آئی ہین بہت ہین کہ انشاء اللہ تعالی ہر ایک کو اپنے مقام مین بیان کیا جاویگا اور جو کچھ لایق اس مقام کے ہی یہ ہے کہ حق تعالی نے خوف اور ڈر اپنا خاص نصیب عالمون کے کیا ہی اور فرمایا ہی کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی سوا اسکے نہین کہ ڈرتے ہین اللہ سے بندون اوس کے سے علما اور دوسری جگہہ بہشت کو حصہ ڈرنیوالونکا کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی یہ واسطے اُن لوگونکے کہ ڈرتے ہین رب اپنے سے پس تمام ان دونو آیتون سے معلوم ہوا کہ بہشت خاص حصہ عالمون کا ہی اور سبب اسکا یہ ہے کہ علما کو حقتعالی نے اپنے خوف کیساتہہ خاص کیا ہی اور جو شخص کسی چیز کو نجانے محال ہی کہ وہ شخص اس سے ڈرے مگر واقفیت اس شئے کی سبب خوف اس چیز کا نہین ہوتا ہی بلکہ تین چیزین اور بہی

لہ یعنی بحری مین اوسکا پہرون سکہہ کر آجاوے والا جانکہ پہر نہین کرینگے ۱۲

تفسیر خلیلی

آدمیون کو سکہانا ہے اسیطرح بہ ہدایت کے مردون کے ۲/۲ ٹکڑون کو جانتا ہے اسیلئے مردون کے ٹکڑونکو اکہٹا کرنا انکو پہر جلانا اسپر نہایت ہی سہل ہی اور جو عمل حق قابل ہے اوسکو خدا خوب جانتا ہے اور جس نعمت کے

بیان طعن روافض بر اصحاب پیغمبر کو ظالم اور غاصب جانتے ہین

بیان فضیلت علما

ہمراہ جاننی ذات اوسکی کے ضرور ہین تاکہ خوف اور ڈر حاصل ہو اول یہ کہ اسکو قادر توانا جاننے
اسواسطے کہ ہر ایک بادشاہ جانتا ہی کہ رعیت میری اوپر افعال قبیحہ میرے کے مطلع ہی اور اون فعلونکو
مکروہ اور معیوب جانتی ہی لیکن بادشاہ اپنی رعیت سے ڈرتا نہین اسواسطے کہ جانتا ہی اونکو قدرت
مقابلہ اور باز رکھنے میرے کی نہین دوسری یہ بہی جاننے کہ میرے حال سے یہ اگاہی اسواسطے کہ
اگر کوئی چور بادشاہ کے خزانہ مین سے کچہہ چرا وے اسکو یقینا معلوم ہی کہ بادشاہ مجکو سزا دیسکتا ہی
لیکن جانتا ہی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر نہین اس جہت سے نہین ڈرتا ہی تیسرے یہ کہ اسکو
یہ بہی سمجہے کہ حکمت اور دانائی سے کام کرتا ہی اور اپنی قدر اور منزلت کا اسکو پاس ہی اسواسطے کہ
مسخرے آدمی بادشاہون کے سامنے بُری بُری باتین کرتے ہین اور خود بادشاہ اور امیرون کو
گالیان دیتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ بادشاہ اور امیر ہماری ان باتون کو جانتے ہین اور منع
اور تنبیہ کرنے پر بہی اونکو قدرت ہے لیکن بسبب ہلکاپن اور کم ظرفی کی بُری باتون اور گالیون
سے راضی اور خوش ہوتے ہین اسواسطے ہرگز نہین ڈرتے ہین پس ثابت ہوا کہ ڈر تا بندہ کا خدا سے
نہین ہوتا ہے جب تک یہ نجانے کہ خدا ہر چیز کو دیکہہ تا ہے اور ہر چیز پر اوسکو قدرت ہی اور حکمت والا
ہے اور سفیہ نہین کہ ہمارے بُرے کامون کو پسند کرے حاصل یہ کہ اول ہی اول جہان مین علم کی فضیلت
ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت آدمؑ کو منصب استاذی فرشتون کا بسبب اسی فضیلت کے حاصل ہوا
اور حق تعالی نے حق اوستاذی کا فرشتون سے ادا کروایا اور نہایت درجہ کی تعظیم اونکی فرشتون
سے کروائی جیساکہ واسطے بیان اس بات کے فرمایا ہی وَاِذْ قُلْنَا یعنی اور یاد دلا ان کافرون
کو کہ باوجود عاجز ہونے کے تتبع اس کلام سے فرمانبردار نہین ہوتے ہین اور خشوع اور خضوع
سے رجوع نہین لاتے اور ٹیڑہی راہ چلتے ہین اس وقت کو کہ کہا ہمنے بعد اسکے کہ فرشتے بیان
کرنے نامون اشیا کے سے عاجز ہوے اور آدم نے سب کے نام روبرو انکے بتلانے اور
خلافت اوسکی بلا واسطہ جناب الہی کی طرف سے ثابت ہوئی جیساکہ بسبب عاجز ہونے
ان کافرون کے تتبع اس قرآن کے سے نبوت تیری اور تعلیم قرآن کی بلا واسطہ ثابت
ہوئی لِلْمَلٰٓئِكَةِ یعنے تمام فرشتون علوی اور سفلی کو کسواسطے کہ خلافت اور فضیلت
آدم کی ان سب پر ثابت ہوئی پس ملائکہ سے خاص سفلی مراد لینے بلا وجہ اور خلاف روایتون

کے ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ضمرہ سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا
سمعت من یذکر ان اول الملئکۃ خر ساجدا للہ حین امرت الملئکۃ بالسجود لآدم اسرافیل فاثابہ اللہ
بذالک ان کتب القران فی جبھتہ یعنی سنا مین نے اس شخص کو کہ بیان کرتا تھا تحقیق
پہلا فرشتون مین سے کہ سجدہ مین گرا واسطے اللہ کے جسوقت حکم ہوا فرشتون کو سجدہ کرنیکے
واسطے اسرافیل تھا پس اجر دیا اللہ تعالی نے اسکو بسبب اس جلدی کے یہ کہ لکھا گیا قرآن بیچ پیشانی اوسکی
کے اور ابن عساکر نے عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالے نے فرشتونکو آدم کے سجدہ
کو فرمایا پہلے جسنے کہ سجدہ کیا اسرافیل تھا حق تعالی نے اوس کو بدلے اس عبادت کے یہ مرتبہ بخشا
کہ تمام قرآن کو اس کی پیشانی مین لکھا اور باوجود اس کے دوسری آیت قرآن مجید مین ہے
کہ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون اس قدر عموم اور استغراق مین صریح ہے کہ تخصیص اس کی
حد تعریف کو پہونچتی ہے اور امر واقعی ہے جیسا کہ فرشتون سفلی کو وجود اس خلیفہ کے سے بہت
کمالات کی حاصل ہوئی فرشتون علوی کو بھی کمالات عالیہ نصیب ہوے کارخانہ بہشت ہونیکا
اور اتارنا وحی کا اور قائم کرنا شریعتونکا اور عذاب اور انتقام دنیوی متکبرون اور سرکشون
سے لینا اور کارخانہ مجازات اخروی کا قبر سے لیکر بہشت اور دوزخ تک اور کارخانہ سلوک
الی اللہ کا توبہ اور انابت سے لیکر فنا اور بقا تک اور کارخانہ تجلیات اور تدلیات کا اور
قائم کرنا شعائر اللہ کا یہ تمام امور تحت خدمت علویون کے ہیں پس جیسا کہ سفلی خادم اس خلیفہ
کے ہین ویساہی علویون نے بھی بہت اس خلیفہ کی سے حظ کامل اوٹھایا ہے اور یہ خلیفہ
نسبت اون کے بھی قبلہ تقرب الی اللہ کا ہوا اور حکم کعبہ کا اس لئے پیدا کیا اور اسی واسطے
تمام فرشتے خواہ علوی ہون خواہ سفلی مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوے کہ اسجدوا
لآدم یعنی سجدہ کرو تم آدم کو ساتھ اس طرح کے کہ اوس کو قبلہ سجدہ اپنے کا مقرر
کرو تاکہ دلیل ہو اوپر اطاعت کرنے تمہاری کے احکام ہماری کی کہ بیچ حق اس خلیفہ کے
فرماوینگے گویا اول سے بسبب اس سجدہ کے تمکو استعداد تابعداری امر الٰہی کی کہ واسطے
خدمتون اس خلیفہ کے ہر وقت علیحدہ علیحدہ اوترینگی حاصل ہووے جیسا کہ بادشاہ جب
کسی کو اپنی جگہہ پر ولیعہد یا خلیفہ کرتا ہے ملک کے سردارون کو حکم کرتا ہے کہ نذرین اوسکو دیوین

تقسیم چلیلی تھوڑا تھوڑا بہت جگہ مذکور ہے اس میں پہلے ان سب کو اکٹھے لکھے دیتا ہون پھر آیتون کا ترجمہ کرتا جاؤنگا اور اونکے نیچے اونکے فائدے لکھتا جاؤنگا اور دوسری جگہون میں اسی قصے کا حوالہ کردیا کرونگا آدم کا قصہ جب اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتون سے فرمایا کہ "میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں" (گا رہے) (ص) (نمی) (آل عمران)

اور تعظیم بجالاوین تاکہ دلیل ہواوپر اسکے کہ فرمان برداری اون کی اور امورمین ہو لیکن اس طرح
کا قبلہ بنانا مخلوقات کا واسطے بعضی مخلوقات کی حکمت آلہی مین مشروط ساتھہ دو چیزون کے ہی
اول یہ کہ ہم جنس اپنا نہو بلکہ غیر جنس اپنا ہو اس واسطے جس صورت مین قبلہ ہم جنس اپنا
ہوا کمال بینی تعظیم اوسکی نہو گی اور توہم شرکت اور اعتقاد استقلال کا پیدا ہوجاوے گا
مانند سجدہ کے واسطے تصویرون صلحا کے کہ آدمیون اور جنون کی جنس سے گذرے ہین اور
آدمی اور جن اس امر مین ایک جنس ہین اسواسطے کہ احکام تکلیفی مین دونو شریک ہین دوسرے
یہ کہ قبلہ بنانا ساتھہ امر آلہی کے ہو نہ ساتھہ استحسان عقلی کے یعنی عقل جس کو پسند کرے
اوسکو قبلہ بناوے اسواسطے کہ کسی چیز کو وسیلہ تقرب الی اللہ کا ٹہرانا موقوف اوپر ظاہر ہونے
شان آلہی کی ہے کہ اس وقت مین شان خدا کی فلانے طور پر ہے اور یہ ایسی شے نہین کہ عقل
کسی مخلوق کے خود بخود اس کو دریافت کرے پس جس جگہہ یہ دونو شرطین متحقق ہون اسکو
قبلہ توجہ کا کرنا شرع مین جائز بلکہ واجب ہے جیساکہ کعبہ معظمہ اور صخرہ بیت المقدس کا جنون اور
انسانون کے حق مین اور مثل حضرت آدم علیہ السلام کے بیچ حق فرشتون کے کہ فرشتے جنس
آدمی کی سے نہین ہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ قبلہ افضل ہو اس شخص سے جو
کہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسواسطے کہ قطعًا معلوم ہے کہ کعبہ معظمہ جناب آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے افضل نتہا باوجود اس کے قبلہ اونکا تہا پس جو لوگ کہ محض قبلہ بنانے حضرت
آدم علیہ السلام کے سے واسطے فرشتون کے دلیل اوپر افضلیت حضرت آدم ؑ کے اوپر
سب فرشتون کے پکڑتے ہین راہ صواب کی نہین چلے اور جبکہ فرشتے علویون اور سفلیون
کو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری اور اعزاز اور اکرام اس خلیفہ کے حکم ہوا تو جن جو اوسوقت مین بطور
تابعین فرشتون کے گروہ مین داخل تہے خصوصًا ابلیس کہ بسبب کمال مخالطت فرشتون کے مثل
فرشتون کے ہوا تہا بالاولی اس حکم مین داخل ہوا فَسَجَدُوْٓا یعنی پس سجدہ کیا سب فرشتون
نے اور جنون نے کہ شعور اور ادراک اور فہم اور خطاب مین فرشتون کے مانند تہے اِلَّآ اِبْلِيْسَ
یعنی مگر ابلیس کہ اصل مین جنون کے فرقہ مین تہا اور بسبب کمال اختلاط کے فرشتون مین داخل ہوا
تہا اور سبب باز رہنے اوس کے کا حضرت آدم ؑ کے سجدہ سے یہ تہا کہ کئی ہزار برس پہلے پیدائش حضرت

آدم علیہ السلام کی سے اولاد جان کی زمین مین قابض اور متصرف تھے اور حیوانات اور نباتات
زمین کے سے بقدر استعداد اپنی کے نفع اوٹھاتے تھے اور آسمان پر بھی چلتے اور پھرتے تھے
جبکہ جنون کے گروہ مین فتنہ اور فساد اور خونریزی بہت ہوئی تو حق تعالی نے آسمان دنیا کے فرشتون کو
حکم فرمایا کہ جنون کو زمین کے اوپر سے دور کرو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان
دنیا کے فرشتون نے زمین پر آکر بہت مار ڈالے اور بہت بھاگ کر جزیرون اور پہاڑون
مین چھپ گئے ابلیس بھی انہین مین سے تھا اور اسکا نام عزازیل تھا اور بباعث کثرت علم
اور عبادت کے سب جنون مین سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتون کے آسمان دنیا پر گیا اور عذر
اپنا بیان کیا کہ مین اس خونریزی مین جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہین ہوا حق
تعالے نے اوسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتون کی نکالنے اور مارنے سے محفوظ
رکھا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنون کو نکالا گیا پس فقط مین انکی جگہہ کل مین
قابض اور متصرف ہونگا زیادہ کوشش عبادت مین شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا
کے فرشتون کو کوئی حکم جناب الٓہی کی طرف سے پہونچتا تھا کہ فلانی مہم مین ایسا اور ایسا کام
کرو یہ لعین سب سے آگے اور زیادہ اس مہم مین دوڑتا تھا اور سرانجام کرتا تھا یہان تک کہ آسمان
دنیا کے فرشتون مین اوسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل مین امیدوار منصب خلافت
کا رہتا تھا کہ حکم الٓہی فرشتون کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط اوس وقت سے
اس نے جانا کہ یہ منصب مجکو ندیوینگے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ ریا سے کرتا تھا برباد
ہو گئی اس واسطے رگ حسد اور رشک اوس کی نے جوش کیا کہ درپئے توڑنے قدر اوس
خلیفہ کے رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہان تک کہ اَبٰی یعنی ہٹے
رہا سجدہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت
طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئین حضرت آدمؑ سے بہتر جانتا تھا وَاسْتَکْبَرَ یعنی
تکبر قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجکو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا
ہوا ہون اور سالہا سال عبادت اور بندگی مین مشغول رہا اور بہت سرانجام کرنے احکام کے
بہت کوششین بجا لایا حکم کرین کہ ایسی مخلوق کو کہ میلی مٹی سے قالب اوسکا بنا ہے

تفسیر خلیلی
آدم کو سارے نام سکھا دیے پھر ان چیزون کو فرشتون کے سامنے پیش کر کے فرمایا اگر سچے ہو تو ان چیزون کے نام بتاؤ فرشتون نے عرض کی اے خدا پاکی تجھی کو ہے جو علم تو نے ہمکو سکھایا اوسکے سوا ہم کچھ نہین جانتے بیشک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے پھر فرمایا اے آدم تو ان سبہا کے نام فرشتون کو بتا دے سو جب آدم نے بتا دیے

سامنے تیار کیا اور ابھی تک کوئی کام بڑا اور مہم شائستہ اس سے وقوع مین نہین
آئی اور کہوٹا کہرا ہونا اس کا بندگی مین امتحان نہوا مین سجدہ کرون اور تابعداری اوسکی
مین اختیار کرون صریح خلاف حکمت اور ناقدردانی اور ضایع کرنا حق خدمت میری کا ہی
اور اس استکبار نے رفتہ رفتہ اس حد کو پہونچایا کہ اس حکم الہی کو خلاف حکمت کے کہنا
پکڑا اور انکار بہتر ہونے اس امر کا کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور ہوا وہ انکار
کرنے والون سے خدا کے ساتھ اس واسطے کہ انکار حقیقت امتثال امر قطعی الہی کے کا
کیا اور جو کوئی انکار امر الہی کا کرے اس وجہ سے کہ ماننا اور بجالانا اس کا واجب نہین
وہ شخص کافر ہے جیسا کہ انکار وجوب نماز اور زکوۃ وغیرہ کا پس منکرون اس قرآن کے کو
تو سمجہا کہ جب ایک حکم قطعی کے انکار سے ابلیس کافر اور ملعون ہوا تم کہ انکار تمام قرآن کا
کرتے ہو باوجودیکہ اس معارضہ مین عاجز بہی ہوگئے اور یقینا جان چکے کہ یہ کلام الہی ہی
کس حد کے کفر اور ملعونیت کو پہونچوگے باقی رہین اس جگہہ بحثین کتنی کہ اس مقام کی تفسیر سے
علاقہ رکھتی ہین اول یہ کہ ان آیتون سے ایسا سمجہا جاتا ہے کہ حکم سجدہ کا بعد پیدایش
حضرت آدم علیہ السلام اور تعلیم اسما کی اور بعد ظہور عجز بیان کرنے اون اسما کے سے ہوا اور
دوسری آیتون سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ مین اور سورتون مین آئی ہین ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے سے فرشتونکو فرمایا تہا فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ یعنی پس جس وقت درست کرلون مین اسکو اور پہونکون مین
روح اپنی پس گر پڑو اس کے واسطے سجدہ مین اور یہی ان آیتون کا ساتھ آیتون دوسری کے
سجدہ کے وقت مین تعارض ہے اسواسطے کہ اون ایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ بمجرد پہونکنے روح
کے فرشتون کو حکم کیا تہا کہ سجدہ کرو اور اس جگہہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سجدہ کا حکم بہت پیچہے اس
سے ہوا تہا جواب پہلے تعارض کا پہلے پیدایش حضرت آدم کی سے یہی حکم ہوا تہا کہ حضرت
آدم کو بعد پیدایش کے سجدہ کرین لیکن وجوب ادا سجدہ کا دوسرے امر سے ثابت
ہوا جیسا کہ لڑکے نو آموز کو پہلے آفتاب کے پہرنے سے کہتے ہین کہ جب آفتاب پہرے
وضو کر اور نماز ادا کر اور بعد پہرنے آفتاب کے پہر اوسکو تنقید کرین کہ اب وقت نماز کا ہو چکا

وضو کر اور نماز پڑھ اور دفع تعارض دوسرے کا یہ ہے کہ مراد نفخ روح سے ظاہر ہونا آثار اس نفخ کا ہے بیچ عقلون فرشتون کے اور ظاہر آثار نفخ خاص روح الٰہی کا کہ گہیر لینے والی خلافت الٰہی کے ہو اور اسی روح کے سبب سے قابلیت خلافت کی آدمؑ کو حاصل ہوئی اونکے نزدیک اس وقت مین پایا گیا کہ تعلیم اسما کی جو حضرت آدمؑ کے واسطے حاصل ہوئی تہی ملاحظہ کی اور اپنے اندر یہ جمعیت اور استیعاب پایا اور باوجود اسکے بیچ آیتون اس مقام کے تصریح اس امر کی نہین کہ قصہ سجدہ کا بعد قصہ تعلیم اسما اور اعجاز فرشتون کے ہوا ہو البتہ ترتیب بیان قصون کی کہ ساتھ پیدایش آدمؑ کے تعلق رکہتی ہین اس امر کو تقاضا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ قصہ پہلے کو ترتیب بیانی مین متاخر لائے ہون بحث دوسری یہ ہے کہ حقیقت سجدہ کی پہونچانا پیشانی کا اوپر زمین کے ہے اور یہ معنی شرع مین واسطے غیر خدا کے جائز نہین اور اس جگہہ مین فرشتون کو ساتھ ادا کرنے اسی فعل کے واسطے حضرت آدمؑ کے امر فرمایا ہے وجہ اس امر کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ واسطے ادا کرنے حق عبودیت کے ہو اور یہ قسم سب دینون مین اور سب ملتون مین واسطے غیر خدا کے حرام اور ممنوع ہے اور کبہی جائز نہین ہوئی اسواسطے کہ محرمات عقلی سے ہے اور محرمات عقلی ساتھ بدلنے دینون اور ملتون کے نہین بدلتے ہین اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ اس قسم کی تعظیم نہایت تذلل کے اوپر دلالت کرتی ہے اور نہایت تذلل اس کسی کے واسطے لایق ہے کہ نہایت بڑائی مین ہو اور نہایت بڑائی یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاص خدا کے واسطے ہے اور کسی مخلوق مین پائی نہین جاتی ہے دوسری یہ کہ واسطے تکریم اور تحیت کے ہو مانند سلام کے اور سر جہکانے کے اور یہ سجدہ بسبب اختلاف رسمون اور عادتون اور تبدل وقتون کے مختلف ہے کبہی جائز ہے اور کبہی حرام پہلی امتون مین جائز تہا جیسا کہ بیچ قصہ حضرت یوسفؑ اور بہائیون اونکے کے وقوع مین آیا کہ وخروا لہ سجدا یعنی گرے واسطے اوسکے سجدہ کرنے والے اور ہماری شریعت مین یہ طریق تکریم درمیان مخلوقات کے آپس مین کیا جاوے حرام اور ممنوع ہے ساتھ دلیل حدیثون متواترہ کے کہ اس امر مین وارد ہوئی ہین اور سجدہ فرشتون کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اسی طریق کا تہا

تفسیر خلیلی
جب مین آدم کو
ٹہیک کر چکا اور
اوس مین اپنی
روح پہونکی تو
دیر سا ... ہی
سدہ سا فرشتے
سجدے مین جہک
پڑے سب دجز مگر
ابلیس نے سجدہ
نہ کیا اور اعتراف
یہ جانون نہ مین سے
بنایا خدا کا علم کیا
نہ لایا دکہف سا سجدہ
کرنے سے اون کے
ساتھ نا ہو سکے سے
انکار کیا جس
نے سختی کی اور کافر
بنا البقرہ السہ
سکے بوچہا سے

اس واسطے کہ بسبب تعلیم اسما کے حضرت آدم کا احسان اور فوقیت ان کی اوپر فرشتون کے
حاصل ہوئی تہی اور فرشتون کی طرف سے پہلے انکی پیدایش سے بے ادبی ہوئی تہی واسطے
مکافات اس احسان اور کفارے اس بے ادبی کے ملائکہ کو حکم اس نوع کی تعظیم اور تکریم کا
کیا بحث تیسری یہ ہی بعضے مفسرون ظاہرین نے ابلیس کو فرشتون مین سے گنا ہی ساتھ اس
دلیل کے گروہ فرشتون سے نہوتا حکم سجدے کا اس کو شامل نہوتا اوسیپر ترک کرنے سجدے کے
ملامت اور عتاب بہی اسکی طرف متوجہ نہوتا اسواسطے کہ حکم سجدے کا خاص ساتھ فرشتون کے تہا
اور بہی استثنا اسکا ملائکہ سے کہ بیچ فسجدوا الا ابلیس کے وارد ہی متصل نہوتا اسواسطے
کہ استثنا غیر جنس کا متصل نہین ہوتا ہی اور اصل استثنا مین اتصال ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابلیس
فرشتہ نتہا جیسا کہ تفسیر مین گذرا اور بیچ سورۂ کہف کے اس کے حق مین صریح فرمایا ہے کہ
کان من الجن اور سورہ سبا مین بہی قریب صریح کے ہے کہ ویوم یحشرھم جمیعا
ثم یقول للملئکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل
کانوا یعبدون الجن اور بہی قرآن مجید مین ابلیس کے واسطے ذریت ثابت فرمائی ہے کہ
افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی اور فرشتون کے واسطے ذریت نہین اسواسطے کہ ذریت
یعنے اولاد کے ہے اور اولاد نر اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور فرشتون مین مادہ
یعنے مونث موجود نہین جیسا کہ حق تعالی نے بیچ مقام انکار کے فرمایا ہے کہ وجعلوا الملئکۃ
الذین ھم عباد الرحمن اناثا یعنی اور مقرر کیا اونہون نے فرشتون کو کہ وہ بندے رحمن کے
ہین عورتین اور علاوہ اس کے فرشتون کو جابجا ساتھ عصمت اور طہارت کے وصف فرمایا ہے
اور حال ابلیس کا سراسر مخالف ان دونو صفتون کے ہی اور یہ بات اون کی کہ حکم سجدے کا
خاص واسطے فرشتون کے تہا پس صحیح ہی لیکن اصالتا حکم فرشتون کو تہا اور جن خصوصا ابلیس
بطریق تبعیت کے اوس حکم مین داخل ہوے تہے جیسا کہ بادشاہ سپاہیون کے اوپر کوئی حکم فرماتا
ہے اونکے شمول مین حکم سائیسون اور فراشون اور دربانون وغیرہ پر بہی ہو جاتا ہے اور واسطے
تبعیت کے استثنا ابلیس کا فرشتون سے بطریق اتصال کے صحیح ہوتا ہے بحث چوتہی یہ
ہے کہ ایک جماعت مفسرین نے اس قصہ سے دلیل پکڑی ہی اوپر اس بات کے کہ

تفسیر خلیلی ...

حضرت آدمؑ تمام فرشتوں سے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی افضل تھے اسواسطے کہ حکم کرنا فرشتوں کو واسطے سجدہ حضرت آدمؑ کے بغیر اسکے کہ حضرت آدمؑ کو اوپر اونکے فضیلت ہووے خلاف حکمت کے ہے لیکن یہ استدلال اس وقت صحیح ہوتا ہے کہ سجدہ حقیقۃً طرف حضرت آدمؑ کے ہووے اور غرض سجدہ حضرت آدمؑ کے سے قبلہ بنانا اونکا تہا پس یہ استدلال صحیح نہیں اسواسطے کہ قبلہ کو یہ بات لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا لازم آتا ہے کہ کعبہ پیغمبرون سے افضل ہووے وہو خلاف الاجماع یعنی یہ خلاف اجماع کے ہے بحث پانچوین یہ ہے کہ اس قصہ مین دلیل واضح ہے اوپر فضیلت سجدہ کے اور جتنے کام تعظیم کیواسطے مقرر ہین ان مین سے سجدہ کی شان اور رتبہ بڑا ہے اسواسطے کہ ترک ایک سجدہ کے سے کہ بندہ کیواسطے اسکا حکم کیا تہا ابلیس کو اس حد کو پہونچایا کہ مستحق لعنت ہمیشگی کا ہوا پس ترک کرنا بہت سے سجدون کا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے واسطے مقرر کئے ہین کس حد کو پہونچاوے گا اور روایتون کے آیا ہے کہ جس وقت وزخ کو عرصات قیامت مین حاضر کرینگے اور آگ اوسکی بہڑکیگی اسوقت ہول مین واسطے فرق کے درمیان مسلمان اور کافر اور مخلص اور منافق کے حکم سجدہ کا ہوگا خاص مسلمانون کو سجدہ میسر ہوگا اور کافر اور منافق جب چاہینگے کہ سجدہ مین گرین پشت اونکی مانند تختہ لوہے کے ہو جاوے گی یعنے نیچے کو نہ جھکیگی اور حکم پہونچیگا کہ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہے کہ واسطے امتحان دوست اور دشمن اور کافر اور مومن کے مقرر ہوا ابتدا مین بہی اسکی ساتھ امتحان فرمایا اور آخر مین بہی اسی کے ساتھ امتحان فرماوینگے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب مرد مسلمان خدا کے واسطے سجدہ کو جاتا ہے شیطان خاک اپنے سر پر ڈالتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس آدم کو خدا نے سجدہ کا حکم کیا اور بجا لایا پس اوسکو بہشت نصیب ہوئی اور مجکو سجدہ کے واسطے فرمایا اور مین نے انکار کیا پس مجکو دوزخ ملا اور اسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ غیر کے واسطے سجدہ کرنا علامت کفر کی ہے اسواسطے کہ آدمی زاد کی شرافت یہی ہے کہ فرزند آدمؑ کا ہے اور آدم کو یہ شرافت حاصل ہوئی کہ اوسکے سجدہ نہ کرنے سے ابلیس ملعون ہوا اگر یہ فرزند ناخلف اس فعل کو واسطے دوسرے کے بجا لاوے شرافت پدری اپنی کو برباد کرے ابن ابی الدنیا مکائد الشیطان مین ابن عمرؓ سے

تفہیم خلیلی
سجدہ کردن چیکو تونے کہا رسے پیدا کیا دی اسرائیل نا مین ایسا نہین ہون کہ اس آدمی کو سجدہ کردن جسکو تونے سڑی کیچڑ سے بنایا "دیکہا" مین اس سے بہتر ہون مجکو تونے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسکو گارے سے اعراف خدا نے فرمایا ہمان سے چل دور ہو تجکو یہان شیخی کرنا نہ تہا تو یہان سے ذلیل و خوار

روایت لاتے ہین کہ ایک دن ابلیس نے حضرت موسیٰ سے التجا کری اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ
نے تجکو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ تیرے ہم کلام ہوا اور مین گنہگار ہون اور چاہتا ہون
کہ توبہ کرون مین شفاعت میری کر تاکہ حق تعالیٰ توبہ میری قبول کرے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ البتہ
جناب الٰہی مین دعا کرتا ہون کہ توبہ تیری قبول کرے حضرت موسیٰ دعا مین مشغول ہوئے جناب الٰہی
سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے توبہ اسکی بسبب شفاعت تیری کے قبول کی مگر یہ کہہ کہ حضرت آدمؑ کی
قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو تقصیر تیری کا ہو حضرت موسیٰ نے یہ بات ابلیس سے کہی اوس نے
جواب مین کہا کہ جب آدم زندہ تہا سجدہ اوسکو نہین کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کرون پہر ابلیس نے
حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تمہارا حق ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی مین بہی
تمکو ایک فائدے کی بات بتاتا ہون تاکہ امت اپنی کو سمجہا دو کہ میری شرارت سے تین حالتون
مین بہت خبردار رہو کہ انہین تینون مین آدمیون کو خراب کرتا ہون اول بیچ حالت غصے
کے کہ اوس وقت آدمی کے اندر بجاے خون کے دوڑتا ہون اور آنکہ اور کان اور زبان
اور ہاتہ اور پاؤن اوس کے اختیار سے باہر نکالتا ہون اور جو چاہتا ہون اوس سے
کراتا ہون دوسرے بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافرون کے ساتھ مین کہ اوس وقت خیال
گہربار اور عورت اور فرزند کا دل مین ڈالتا ہون اور اوس کو ایسے ایسے خیال دلاکر لڑائی کے
میدان سے بہگاتا ہون تیسرے وقت خلوت کے نامحرم عورت کے ساتھ اوس وقت مین کٹناپن
رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہون اور دونو کے دلون مین طرح طرح کے فریب ڈالتا ہون کہ ارادہ
گناہ کا یہ دونو کرین اور ابن المنذر نے عبادہ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا
جو گناہ جہان مین ہوا ہے حسد ہے ابلیس کو حسد آدم علیہ السلام کے نے ایسا تباہ کیا کہ
نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا خلاصہ یہ ہے کہ بعد اس قصہ کے حضرت آدم علیہ السلام
تنہا زمین مین پہرتے تہے اور ہر جانور کو غیر جنس اپنا دیکہہ کر اس سے گہبراتے تہے اور یہ آرزو
اپنے دل مین کرتے تہے کہ کاش کوئی شخص ہم جنس میرا پیدا ہو کہ اوس کی صحبت سے انس
پکڑون حق تعالیٰ نے یہ خواہش دیکہہ کر رحمت فرمائی اور دوسرے جمعہ کو کہ حضرت آدم
اس وقت سوتے تہے فرشتون کو فرمایا کہ بائین پسلی انکی چاک کرو اور اس جگہہ سے ایک

عورت خوب صورت نکالو کہ ایک لحظہ مین قد اور قامت اوس کا درست ہوا پھر اس پسلی
چیری ہوئی کو ملا دیا اور اس چیرنے سے کچھہ درد اور تکلیف حضرت آدم کو معلوم نہین ہوئی جب
حضرت آدمؑ جاگے دیکھا کہ ہم جنس میرا دوسرا شخص برابر میرے بیٹھا ہے پوچھا کہ تو کون ہے
حکم آلہی پہونچا کہ یہ لونڈی ہماری ہے نام اس کا حوا تیرے انس اور دل لگی کو ہمنے پیدا
کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھہ اپنا ان پر ڈالین حکم ہوا کہ ہاتھہ اس کے اوپر
نہ پہونچا جب تک کہ مہر اوسکا ادا نکرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے
حکم ہوا کہ مہر اوسکا یہ ہے کہ اوپر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر آل اوسکی کے دس مرتبہ درود
بہیجے تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ محمدؐ کون ہے حکم ہوا کہ خاتم المرسلین اولاد تیری مین سے
ہے اور اگر اوسکی پیدایش منظور نہوتی تجکو پیدا نکرتا مین حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار
اوپر محمدؐ اور آل اونکی کے درود بہیجا اور فرشتے گواہ ہوے اور عقد نکاح اونکے درمیان مین
منعقد ہوا بعد اسکے پچھلے پہر اسی جمعہ کے حق تعالی نے فرشتون کو بہیجا کہ حضرت آدمؑ کو اور
حضرت حوا کو ساتھہ زیورون گوناگون کے کہ بازو بند اور کمر بند اور خلخال سنہری اور دستانے
یاقوت کے اور مروارید کے جڑے ہوے ہون اور طرح طرح کے لباسون کے ساتھہ آراستہ
اور سنوار کر ایک سنہرے تخت پر بٹھا کر بادشاہون کی مانند اوٹھا کر بہشت مین داخل کرین
وَقُلْنَا يَا آدَمُ یعنی اور کہا ہمنے اے آدم ہر چند کہ ہمنے تجکو واسطے خلافت زمین اور عمارت اوسکی کے
پیدا کیا لیکن تجکو وضع خلافت کی او طریق عبادت کا معلوم نہین ہو سکتا ہے مگر جب
کتنی مدت بہشت مین رہے اور وہانکی چیزون کو ملاحظہ کرے تاکہ نمونے اون چیزونکے زمین
مین اپنی صنعت سے تیار کرے اور آبادی زمین کی بعضے تخمون اور بعضے آلات کے اوپر ہی موقوف
ہے اور یہ چیزین بہشت مین موجود ہین اور دوسری جگہہ نہین پائی جاتی ہین پس تجکو چاہئے
کہ مانند باغبان کے کہ اوسکو واسطے کشتکار زمین افتادہ کے یا باغ لگانے کے قرار دیا جاوے
اور باغبان جبتک سیر باغون اور چمنون کی نکرے اور وضع درخت لگانے اور تخم بونے اور جاری
کرنے نہرون اور نالیون کی اور طریق پیوند وغیرہ کے ندیکھے کبھی اس سے سرانجام اس مہم کا
ممکن نہین یا مانند مہتمم عمارت کے مقرر کیا جاوے کہ اوسکو مالک واسطے تعمیر قلعہ اور حویلی کے کسی جگہہ مین

تفسیر حقی

سب کو دنیا کی بہارین دکھا و کہا کہ سواے اسکے پیر سے بچتے رہو بعد دیکھا سب کی راہ کہو و دیکھا (جگہ) مین تیری اسیری راہ پھر اونکی تاک مین بیٹھو نگا پھر اونکے گمراہ کرنیکو اونکے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائین ہر طرف سے آو نگا اور اونکے اکثر کو تو نا شکر ہی پاویگا (اعراف) (استغفر ان) بھلا دیکھو تو جب

حکم فرماوے اور جب تک کہ وہ میر عمارت نقشہ قلعون اور مکانات خاوند اپنے کا ملاحظہ نکرے بنوانا قلعہ کا اور رکہنا برجون وغیرہ کا اس مین ممکن نہو پس چاہیے کہ قصد بہشت کے جانیکا کرے تو اور فقط چلنے پہرنے پر کفایت نہین بلکہ چند مدت بطریق وطن بنالنے کے اُسْکُنْ اَنْتَ یعنی سکونت اختیار کر اس جگہہ کی تاکہ کیفیت تعمیر کی اور سرانجام کام باغ کا اور جاری کرنا پانی کا اور نہرون اور چشمون کا دیکھے تو اور موافق اوسکے زمین کے آباد کرنے مین عمل کرے اور یہ کام محض تجہسے سرانجام نہو گا بلکہ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ یعنی اور عورت تیری بہی سکونت کرے بہشت مین واسطے دو سبب کے ایک یہ کہ جو چیزین آرایش مین سے عورتون کے ذمہ پر ہے مثل آرایش مکان اور زیب و زینت اور طریق استعمال زیور اور پوشاک وغیرہ کے بہشت کی چیزین دیکہکر سیکہہ لے اور موافق اُس کے زمین پر عمل کرے اور آبادی دونو طرح کی خواہ مردون کی وضع کی یا عورتون کی ہو متحقق ہووے اور اگر عورت تیری ان چیزون کو نجانیگی تمام زمین ایسی ہو جاویگی جیساکہ گہر مین عورتین نہون یا اگر ہون تو پہوہڑ ہون اسواسطے کہ مردون سے عورتون کے کام سرانجام نہین ہو سکتے دوسرے یہ کہ اگر عورت تیری ہمراہ تیرے بہشت مین نہو خاطر تیری اُسکی طرف لگی رہے گی اور دلجمعی سے رہنا تیرا بہشت مین نہو گا اسواسطے کہ آدمی بہشت مین نہو گا علاوہ اس کے آدمی وطن اپنا اُسی جگہہ کو جانتا ہے جس جگہہ عورت اور فرزند اوس کے ہو وین اور بغیر دلجمعی کے رہنے سے معلوم کرنا حقیقتون کا اس جگہہ کا ممکن نہو گا اور تم دونو کو چاہیے کہ بہشت کے رہنے مین فقط میوون کے دیکھنے پر کفایت نکرو اس واسطے کہ حقیقت ماکولات اور مشروبات کی سوائے کہانے اور پینے اور دریافت کرنے مزے اور خوشبون کے اور خواص اور نفع اور ضرر بغیر تجربہ کے حاصل نہین ہوتے مین بلکہ چاہئے کہ تم اوس جگہہ کے میوون مین تصرف کرو تاکہ کیفیتین اون میوون کی یاد رکہو تم وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا یعنے اور کہاؤ تم اوس بہشت سے کہانا بہت فراغت سے اسواسطے کہ فقط چکہنے ماکولات اور مشروبات کے سے جب تک کہ سیری اون سے نہو اچہی طرح خواص اور نفع اور ضرر اونکے دریافت نہین ہوتے اور جبکہ ہر طبقہ بہشت کا آب و ہوا دوسری طرح کی رکہتا ہے اور مکانات اور حویلیان اور محل ہر طبقہ کے رنگ برنگ کے اور جدے جدے ہین تو تم دونو کو چاہئے کہ فقط اوپر سکونت ایک طبقہ

اور کہا نے میوون ایک قطعہ کے اس مین سے کفایت نکرو بلکہ حَيْثُ شِئْتُمَا یعنی جس جگہہ
چاہو تم سکونت کرو اور اوس کے میوون مین تصرف کرو تاکہ تمام طبقے بہشت کے معہ تمام چیزون
کے کہ اونکے اندر ہین تمہارے خیال مین یادرہین اور جسوقت زمین مین جاؤ نمونہ اسکا کہ تمہارے
خیال مین بیٹھا ہوا ہے ظاہر کرو اور معنی خلافت داخلی اور خارجی اور مدنی اور منزلی کے بسبب
اجتماع اور مشورہ مرد عورت کے پائے جاوین لیکن تم کو باوجود اس اجازت عام اور
وسعت تام کے واسطے آزمایش تکلیف قبول کرنے اور بچنے منہیات کے کہ جو ہر جبلت تمہارے
مین رکہا ہے اور ظہور اوسکا وقت ظاہر ہونے خلافت تمہاری کے زمین مین پایا جاویگا منع
کرنا بعضی چیزون بہشت کا بہی ضرور ہوا تاکہ اباحت عامہ کے ساتھ خوگر نہو جاؤ اور پرہیز کرنا
لذتون نفسانی اور مرغوبات طبعی سے تمہارے اوپر شاق نہو اور وہ چیز منع کی ہوئی ایسی ہو کہ قبح
عقلی اور طبعی اوس مین ہو بلکہ اوس جنس سے ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اوس مین نہ پایا جاوے
والا اجتناب قبایح عقلی اور طبعی سے جبلت انسانی کا تقاضا ہے احکام شرعی کی فرمانبرداری
اس مین معلوم نہین ہوتی ہے اسواسطے تمکو کہتا ہون کہ اس درخت کو بہشت کے پہلے اتہا
درختون مین سے اپنے اوپر حرام جانو اور بے تحقیق کرنے وجہ ضرر اوس درخت کی بچنا اس
سے لازم سمجہو وَلَا تَقْرَبَا یعنی اور نزدیک نہو تم چہ جا اسکی کہ اوس سے کچہہ توڑکر کہا لو
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اس درخت کے اور طرف کسی درخت بہشت کے درختون مین اشارہ فرمایا
اور تعیین کری اس درخت کی کہ گیہون کا درخت تہا یا انگور کا درخت یا سوا اس کے
ہے جیساکہ روایتین آن سکی آئی ہین ضرور تعیین لیکن کہ اکثر روایتون مین یہ ہے کہ وہ درخت گیہون
کا تہا اور ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور وہب بن منبہ
نے ایسا کہا ہے کہ ہر ہر دانہ اوس گیہون کا بیل کے گردہ کے برابر تہا اور مسکہ سے نرم
اور شہد سے میٹھا تہا اور ابن مسعود اور جعدہ بن ہبیرہ سے منقول ہے کہ وہ درخت انگور کا تہا
اور کہا ہے اونہون نے کہ اسی درخت کے پہل سے بڑی بڑی نشہ کی چیزین بنالیتے
ہین اور دنیا مین باعث فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے اور موجب بے عقلی اور بے حیائی اور ظاہر
ہونا ستر عورت کا ہوتا ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ درخت انجیر کا تہا اور ابوالشیخ

نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہی کہ وہ درخت ترنج کا تہا اور ابن ابی حاتم نے
اور ابو الشیخ نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ایسا تہا کہ جو کوئی اس سے کچھ
کہاوے حاجت پاخانہ کی اوس کو ہووے اور یہ بہی ضرور نہین کہ وجہ حکمت حرام کرنے اسکی
دریافت کیجاوے کیونکہ اسمین کچھ فائدہ نہین بلکہ غرض کے واسطے مضر ہے اسواسطے کہ منظور اس
تحریم سے عادت کروانی حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی اونکی کی تہی تاکہ زمین مین وقت
تکلیف اور حرام کرنے مشتہیات اور مرغوبات کے کہ ضرر عقلی اور طبعی اونکا معلوم نہو اون چیزون
کے چہوڑنے مین حیلہ اور توقف نکرین اور فرمانبرداری حکم الٰہی کی کرین اور اگر وجہ حکمت حرام
کرنے کی معلوم کرلین اور نزدیک اونکے اور اولاد اونکی کے حرمت عقلی اور طبعی محرمات کی ظاہر
ہو پس یہ ترک کرنا اونکا فقط واسطے فرمانبرداری حکم شرعی کے نہوا بلکہ حسن اور قبح عقلی اور طبعی
بہی اوس کے ساتھ مل گیا کہ عقل اور طبع بہی اونکے مانع آئی اور اسی واسطے سزا اوس میوے
کہانے کی مین کوئی وجہ ضرر عقلی یا طبعی بیان نہین فرمائی بلکہ یون ارشاد ہوا کہ اگر تم اس درخت
کے پاس جاؤگے یا اس مین سے کہاؤگے برخلافی میرے حکم کی تم سے سرزد ہوگی فَتَكُوْنَا
مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پس ہوجاؤگے ظلم کرنے والون مین سے اس واسطے کہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور
حق مالک کا یہ ہے کہ مملوک اوس کے کہنے سے سر مو تجاوز نکرے اور ایسا مالک کہ پردہ نیستی کے سے
تمکو وجود مین لایا اور پہر تمکو نام سب چیزون کے سکہلاے اور جو سب سے بہتر مخلوق کہ فرشتے ہین انکے
اوپر تمکو فوقیت دی کہ قبلہ عبادت اونکی کا تمکو بنایا پہر واسطے سکہلانے آئین خلافت زمین کے
حرم خاص اپنے مین کہ وہ بہشت ہے سکونت تمکو دی اور وہان کی چیزون سے نفع لینے مین اجازت
عام دی اور فقط ایک قسم کے درخت سے منع فرمایا اور اگر تم اس سے اجتناب نکروگے اور بغیر مرضی
اس کی کے اوسکو کہاؤگے کس قدر اس کے حقوق تلف کروگے اور جب شیطان نے معلوم کیا کہ
اسوقت تک اونکو کسی طرح کی تکلیف شاق ندی تہی اور ہر طرف سے ہر چیز کی اجازت تہی مکر اور
فریب میرا پیش نہین جاتا تہا اسواسطے کہ صدور گناہ کا اور ذلت کا اسوقت ہوتا ہی کہ شرع کی طرف
سے کچھ قید ہو اور انکو کوئی چیز منع نہین اب اونکو تہوڑی سی تنگی آگئے آئی ہے کہ ایک چیز
بہشت کی سے اونکو منع کیا سو میرا قابو اوپر ہوگیا پس فکر بہکانے اون کے کا اب شروع کیا

تفسیر خلاصہ کی
خاص بندون
سے بہی تکلیف ہے
نیک کام جب ادا
ہو منظور الٰہی
بی بی ہوا جیسے
جنت میں رہے
اور اسمین جہان
جہان سے چاہو
با فراغت ہو
جب اسے کہانا
اسی درخت سے
پاس جاتا تو اگر
نا فرمانی ظلم
ہوتا اوسکے بعد
اے آدم
ابلیس

حضرت آدمؑ اور حوا کے روبرو گیا اور کہا کہ کچھ تم جانتے ہو کہ انجام کار تمہارا کیا ہوگا اور
بسبب اس تعظیم اور تکریم کے فریفتہ مت ہو آخر کار واسطے تمہارے موت ہے حضرت آدمؑ نے
پوچھا کہ موت کیا ہے شیطان نے اپنے تئین مردہ جانور کی صورت بنا کر روبرو اونکے ڈال
دیا اور جس طور سے کہ جانکندنی کے وقت حالت غرغرہ کی اور ہاتھ پانو مارنے کی اور دم
نکلنے کی ہوتی ہے اونکو دکھلایا بمجرد دیکھنے اس حالت کے ہول اور خوف حضرت آدمؑ پر غالب
ہوا پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے شیطان نے کہا کہ ھل ادلك على شجرة
الخلد و ملك لا يبلى یعنی مین نشان دیتا ہون تمکو ایک درخت کا کہ جو کوئی اوس سے
کچھہ کھاوے ہرگز مردہ نہوگا اور بادشاہت اوسکی فنا نہوویگی اونہون نے کہا کہ وہ درخت
کونسا ہے شیطان نے اوسی درخت کو بتایا جسے اللہ تعالی نے اونکو منع کیا تہا کہ وہ یہی
درخت ہے اونہون نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہی درخت ہمیشگی کا نہین ہے اور یہ درخت
سبب زوال ملک کا ہے سبب دوام کا نہین بلکہ سبب رسوائی اور باعث دور کرنیکا خدا کی جناب
سے ہے اور موجب قرب اور وجاہت کا نہین اسواسطے کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس درخت کے نزدیک
جانے سے منع فرمایا ہے اگر اس درخت مین یہ فائدے ہوتے ہمکو اوس کے پاس جانیسے کیون
منع فرماتا کہ وہ ارحم الراحمین ہے شیطان نے کہا کہ ما نهىكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان
تكونا ملكين او تكونا من الخالدين یعنی حق تعالی نے تمکو اس درخت سے اسواسطے منع
نہین فرمایا ہی کہ اس کا میوہ کہانے سے کچھہ تمکو ضرر پہونچیگا بلکہ اسواسطے منع فرمایا ہی کہ تم اس
درخت کا میوہ کہانے سے فرشتون کی مانند ہو جاؤگے کہ ہرگز خدا کی یاد سے غافل نہین ہوتے
ہین اور کہانے پینے اور عورت اور بچون کے فکر مین نہین رہتے ہین اور تمکو اگر یہ حالت
حاصل ہو جاوے گی زمین کی خلافت کا کام تمسے سرانجام نہوسکے گا اسیواسطے اللہ چاہتا ہی
کہ تمکو کہانے پینے اور زن و فرزند کے فکر مین مشغول رکھے اور ایک مدت یاد اپنی سے تمکو غافل
کرے تاکہ تم سے کام خلافت کا ہووے پس حقیقت مین ارادہ اللہ تعالی کا یہ ہے کہ تم اس سے
دور جا پڑو اور کہانا اس درخت کے میوے کا سبب قرب اور اتصال الٰہی کا ہے پس اس منع
کرنیکی مثال ایسی ہی کہ بادشاہ کسی شخص کو اگر کہین بہیجتا ہی تو وہ شخص خدمت حضور سے دور رہتا

تفسیر خلیلی
کہ یہ تمکو جنت سے
نکالدے تاکہ تم
بدبخت ہو جاؤ یہ
وہ جگہ ہے کہ نہ تم
کبھی بھوکے ہوگے
نہ ننگے ہوگے نہ
پیاسے ہوگے نہ
کبھی دھوپ مین
جلوگے (طہٰ) پھر
شیطان نے انکو
وسوسے مین ڈالدیا
کہ اونکی ڈہکی شرمگاہ
کہول دین (الاعراف)
شیطان نے کہا
اے آدم کہو تو
مین تمہین ہمیشہ
رہنے کا درخت
اور جو پرانی نہونے
والی سلطنت

یا اس واسطے منع فرمایا ہے کہ بسبب کہانے میوہ اس درخت کے بہشت سے نکلنا تمہارا
نہو سکے گا اور بہشت مین موت نہین ہے اور ارادہ اللہ تعالی کا یہ ہے کہ تمکو وضع اور آئین خلافت
بہشت کے رہنے سے یاد دلا کر دنیا کی طرف بھیجے اور اس جگہہ موت اور فوت تمکو لاحق ہووے
تاکہ ہر طرح کے گروہ تمہاری نسل سے زمین پر ظاہر ہووین اور یہ قرب کہ اب جناب باری
کے ساتھہ تمکو میسر ہے جاتا رہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی اور ارشادی ہے
مخالفت اس نہی کی واسطے حاصل کرنے مرتبہ بلند کے کہ جو اعلے امتثال اس نہی کے مرتبہ
سے ہو مضائقہ نہین حضرت آدم اور حوا کو بسبب سننے باتون فریب آمیز کے دل مین تردد
پیدا ہوا اور اسوقت شیطان نے قسمین بہت سی کہائین کہ مین محض ارادہ خیر خواہی تمہاری
کا رکہتا ہون اسواسطے کہ ایک بے ادبی مجھسے تمہاری جناب مین ہوئی ہے کہ مین نے سجدہ
نہین کیا اور بسبب اسکے ملعون ہوا اب چاہتا ہون کہ آلودگی اس بے ادبی کی اپنے سے
دہوؤن مین اور تمکو ایسے مرتبہ کی طرف پہونچاؤن کہ تمام عمر شکرگذاری میری کرتے رہو
حضرت آدم کے دل مین آیا کہ مخلوق کو جرأت نہین کہ جہوٹی قسم اللہ تعالے کی اس تاکید سے
کہاوے البتہ اس شخص نے سچ کہا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا یعنی پس پہلا دیا ان دونو
کو شیطان نے اس درخت کے بچنے سے اس طرح پر کہ پہلے مور کے آگے گیا اور اسکو کہا کہ بہشت
مین جا کر اپنے تئین روبرو آدم اور حوا کے آراستہ کر کے رقص کر اور جب وہ دونو تماشے
مین فریفتہ ہووین آہستہ آہستہ اونکے پاس سے ہٹ کر اپنے تئین بہشت کی دیوار تک پہونچا
جسوقت وہ دونو بہشت کی دیوار کے پاس پہونچے سانپ کے پاس جا کر اس کے منہ مین بیٹہا اور
کہا کہ مجکو بہشت کی دیوار پہ پہونچا دے دیوار پر چڑہ کر حضرت آدم اور حوا سے ملاقات کی اور
جس درخت سے منع فرمایا تہا اوس کے کہانیکی رغبت دلائی اور وسوسہ شروع کیا اور یہ
حیلہ شیطان نے اون دونو کی ملاقات کے لیے اسواسطے کیا تہا کہ بعد انکار سجدہ کے حقتعالی
نے اوسکو بہشت سے نکال دیا تہا اور بہشت کے دربانون کو حکم تہا کہ اندر بہشت کے نہ آنے دیوین
اس تدبیر سے چاہا کہ آدم اور حوا کو بہی اس مکان سے نکالے فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ
پس نکالا اوس نے اون دونو کو اس چیز سے کہ وہ اس مین تہے اور میوے نفیس کہاتے تہے

اور لذتین مرغوب اور خوش ہوائین اور سایہ باغون کا اور نہرین جاری اور اور نعمتین طرح
طرح کی بسترین اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے اور کہانا اونکا اُس درخت
سے اور برہنہ ہوجانا اونکا لباس بہشتی سے اور حیران اور سرگردان ہونا انکا لباس عریانی میں
اور ڈہونڈہنا درختون کے پتونکا واسطے پوشش شرمگاہ کے کلام اللہ کی اور سورتون میں
مین مذکور ہی اس سورت مین واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے اسی قدر فرمایا کہ وَقُلْنَا اهْبِطُوا
یعنے اور کہا ہمنے آدم اور حوا کو اور اولاد ونکی کو کہ اللہ تعالی نے اونکی نسل مین مقدر کر دیا
تہا اور شیطان کو کہ اوترو تم بہشت سے اسواسطے کہ بہشت گناہ کی جگہہ نہین لایق گنہگارون
کے دار التکلیف ہی یعنی دنیا کہ سراسر جگہہ رنج اور مشقت کی ہے اور اوسنے رنج اور مشقت کے تمہون
مین عداوت آپس کی ہی کہ دنیا مین بہی مضرت اسکی ہی اور دین مین بہی مضر ہی اور یہ امر تمکو ہوا
ہے اسواسطے کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعضا تمہارا بعض کا دشمن ہی جیسا کہ شیطان ہمیشہ
بسبب عداوت کے درپے گمراہ کرنے آدمی کے ہی اور آدمی ہمیشہ درپے ذلیل کرنے شیطان
کے پس درمیان ان دونوکے دشمنی دینی اور شرعی ہی جیسا کہ آدمی اور سانپ اور طاوس مین
دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو ہر چند کہ آپس مین یکانگت اور اتحاد جنسی ہی لیکن بعضے
انمین سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہین اور اونکی طبیعت مین
ایذا رسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہی اور اسکی عادت کرتے ہین اور دشمن بنتے ہین اور
بعضے ان مین سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہین اور قوت سبعیہ اور غضبیہ انکی ہیجان
کرتی ہی اور عادت نیش زنی خلق اللہ کی اونکے اندر ہوجاتی ہی اور بعضے ان مین سے طاوس
کی طبیعت اختیار کرتے ہین کہ شہوت پرستی اور آرایش اپنی اور خود پسندی اور پندار انکے اندر سما تا ہی
اور اپنے ہمجنسون کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیوہ اختیار کرتے ہین اور اسی واسطے انکو بعد نکلنے
کے بہشت سی جلدی رجوع اسکی طرف ممکن نہین اسواسطے کہ بہشت جگہہ بغض اور عداوت اور دشمنون
کے جمع ہونیکی نہین بلکہ بود و باش تمہاری زمین مین ہی وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ یعنی اور تمہاری
واسطے ہی زمین مین ٹہرنا ایک مدت دراز اور بسبب اس استقرار کے امید تمہاری بڑہ جاویگی
اور دروازہ حرص کا کہل جاوے گا ہر ایک آدمی زندگی بڑی خیال کرکے دوسرے لڑیگا

تفسیر خلیلی
کہل گئین اور وہ
اونکو بہشت کے
پتون سے چہپانے
لگے اسنے رب نے
کہا میں تمکو اس
درخت کے کہانے
سے روکا تہا ۱۹ اور
تمسے نہین کہا تہا
کہ شیطان تمہارا
کہلا دشمن ہی ۱۹۱
اعراف پہر شیطان
نے انکو بہشت سے
ڈگمگا دیا اور جس
مزے مین تہے اس
سے نکال دیا پہر
ہمنے کہا اب تم
یہان سے اترو
تم ایک مین ایک
دوسرے کا

اور اسباب دشمنی کے آپس مین موجود ہونگے وَمَتَاعٌ یعنی اور نفع لینا ہی زمین کی چیزون سے
اور وہ نفع پکڑنا طرح طرح کی خواہشون نفسانی مین تمکو پہنساویگا اور فکر پہر بہشت مین
جانیکا تمہارے دلسے بالکل بہلاویگا لیکن یہ قرار پکڑنا اور نفع اوٹہانا ہمیشہ نہین ہوگا بلکہ
منقطع ہوجاویگا اِلیٰ حِیْنٍ یعنی ایک وقت معین تک کہ وہ وقت موت کا ہی ہر ہر شخص کے حق مین
اور وقت قیامت کا ہی بہ نسبت تمام نوع کے اور جب حضرت آدم نے یہ خطاب عتاب کا سنا اور بہشت سے
نکلے ندامت اور شرمندگی بہت انکو حاصل ہوئی او گریہ اور زاری کرتے تھے کہ رحمت آلہی انکو پہنچی
فَتَلَقّٰی اٰدَمُ یعنی پس سیکہا آدم نے مِنْ رَّبِّهٖ یعنی الہام پروردگار اپنے سے كَلِمٰتٍ یعنی کتنے
کلمہ کہ سبب قبولیت توبہ اونکے کے ہوئے اور وہ کلمہ یہ ہین کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا
وترحمنا لنکونن من الخٰسرین اور طبرانی نے معجم صغیر مین اور حاکم اور ابو نعیم او بیہقی نے حضرت
امیر المومنین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت
آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا اور آنپر عتاب آلہی نازل ہوا تو یہ قبول ہونے مین حیران تہے کہ اتنے
مین انکو یاد آیا کہ مجکو جس وقت خدای تعالی نے پیدا کیا تہا اور روح خاص میرے اندر پہونکی تہی
اسوقت مینے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹہایا تہا اُس جگہہ لکہا دیکہا تہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہین کہ
نام اسکا اپنے نام کے ساتھ برابر لکہا ہی تدبیر یہہ ہے کہ بحق اسی شخص کے سوال مغفرت کا
کرون مین پس دعا مین کہا اسئلک بحق محمد ان تغفرلی حق تعالی نے انکی بخشش کی اور وحی بہیجی
کہ محمد کو کہان سے جانا تو نے اونہون نے تمام ماجرا عرض کیا حکم پہنچا کہ اے آدم محمد سب پیغمبرون
سے پچہلا پیغمبر ہے اولاد تیری مین سے اور اگر وہ نہوتا تجکو نہ پیدا کرتا مین اس جگہہ سے جاننا چاہیئے
کہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہے کہ دعا کرنے مین لفظ بحق فلان کا لانا مکروہ ہے اسواسطے کہ کسی کا
اوپر خدا کے حق نہین ہوتا ہی اور تفصیل مقام کی یہ ہی کہ معتزلون کے نزدیک کہ بندہ کو اونکے
فعلون مین خالق سمجہتے ہین جزا اون فعلون کی حقیقۃً حق بندونکا ہے اور اوپر مذہب
اہل سنت وجماعت کے افعال بندون کے مخلوق خدا کے ہین پس بندون کو سبب اون
فعلون کے کوئی حق حقیقۃً ثابت نہین بلکہ باعتبار وعدہ اور رحمت کے اپنی طرف سے مقرر کیا

جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ ھاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا یعنی جو شخص ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور رسول اُسکے کے اور ادا کیا اوسنے نماز کو اور رکھے روزے رمضان کے ہو گیا حق اُسکا اللہ کے اوپر یہ کہ داخل کرے اوسکو بہشت مین ہجرت کرے اللہ کے رستہ مین یا بیٹھے بیچ زمین اپنی کے جس پر کہ پیدا ہوا ہے اور بھی حدیث صحیح مین معاذ بن جبل سے آیا ہے ھل تدری ما حق العباد علی اللہ الی آخرہ پس جو کہ حضرت آدمؑ کی توبہ کی روایت مین لفظ حق کا آیا ہے محمول اوپر اُسی حق جعلی او تفضلی کے ہے یعنی اللہ تعالی نے اپنی طرف سے تقرر کر دیا نہ یہ کہ حقیقۃ حق ہے اور وہ کہ فقہ کی کتابون مین جس سے منع کیا ہے حق حقیقی ہے اور زمانہ سابق مین مذہب معتزلہ کی کثرت تھی اور استعمال اس لفظ کے سے وہم اون کے مذہب کا ہوتا تھا فقہا نے مطلقاً استعمال اس لفظ کے سے منع فرمایا ہے تاکہ خیال کسی کا اوس مذہب کی طرف نجاوے یہ تقریر موافق قرارداد علما ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک کے واسطے کاملین بنی آدم سے ایک اسم ہے اسماء الٰہی سے کہ تربیت اُسکی فرماتا ہے پس سوال کرنا ساتھ حق کسی کامل کے اشارہ اُسی اسم کی طرف ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے اس معنی کا لحاظ کرے ہرگز لائق ملامت اور عتاب کے نہین اور طبرانی نے معجم اوسط مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب وقت توبہ حضرت آدم علیہ السلام کا پہونچا حضرت آدم سامنے کعبہ کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ساتھ الہام الٰہی کے یہ دعا اونکی زبان سے جاری ہوئی اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنبی اللھم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی وارضنی بما قسمت لی ۔ حق تعالی نے طرف اُنکی وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا تیری مستجاب ہوئی اور جو کوئی تیری اولاد مین سے ساتھ اس دعا کے توسل پکڑے گا مدعا اُس کا حاصل ہوگا اور اس حدیث کو ازرقی نے بیچ تاریخ مکہ اور جندی نے بیچ فضائل مکہ کے اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات اپنی کے بریدہ اسلمی سے بھی ساتھ اسنادون

تفسیر جلیلی

ہم نے اپنی جانون پر ظلم کئے اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور مہربانی نہ فرمائیگا تو ہمارا بڑا خسارہ ہوگا (اعراف) پس اللہ نے معاف کیا (بقرہ) اور اونکو ٹھیک راہ پر لایا (طٰہٰ) بیشک وہ بڑا معاف کرنیوالا نہایت مہربان ہے (بقرہ) پھر خدا نے فرما دیا اگر کبھی تمکو میری طرف سے راہ کا بتانا آئے تو جو کوئی میری بتائی راہ پر چلا تو اُسکو پھر کچھ نہ ڈر ہوگا نہ غم اور نہ تہ تھکانا

بیان دعاء حضرت آدمؑ کا

متعددہ کے روایت کی ہے اور عبد بن حمید ساتھ روایت ضحاک کے ابن عباس سے لایا ہے
کہ حضرت آدم علیہ السلام دو سو برس تک توبہ اپنی کے فکر مین گریہ اور زاری کرتے رہے ایک روز
کفدست اپنا پیشانی پر رکھکر اور سر زانو مین ڈال کر مشغول رونے کے تھے کہ ناگاہ جبرئیل ع وارد
ہوئے اور اس قدر گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام نے اُن مین تاثیر کی کہ اُنکو بھی
رونا آگیا اور پوچھا کہ اسقدر گریہ اور زاری تمہاری کس واسطے ہے حضرت آدم علیہ السلام نے
کہا کہ مین تضرع اور زاری کسطرح نکرون کہ خداے تعالی نے مجکو بسبب شامت اس گناہ کے
بلندی آسمان سے زمین کی پستی مین ڈال دیا اور دار المقامہ سے بیچ دار الزوال کے
گرایا اور نعمت کے گھر سے باہر کرکے رنج اور بلا کے گھر مین پہونچایا اور مقام جاویدی اور ہمیشگی سے
بیچ محل فنا کے لایا اے جبرئیل اگر شدائد اس مصیبت کے شمار کرنا چاہون پس یہ بات
میرے امکان سے باہر ہے حضرت جبرئیل ع نے بارگاہ الٰہی مین یہ حقیقت عرض کی حکم ہوا کہ آگے
آدم کے جا اور کہہ میری نعمتون کو کہ کسقدر تجکو عطا ہوئین یاد کر اول دست قدرت اپنے سے
تجکو پیدا کیا پھر تیرے قالب مین روح خاص اپنی کو پھونکا پھر اپنے فرشتون سے تجکو سجدہ
کروایا اور تو نے ان نعمتون میری کی قدر نجانی اور حکم میرے کی نافرمانی کی حضرت آدم
علیہ السلام نے عرض کی البتہ اے پروردگار مجسے یہ تقصیر سرزد ہوئی اور مین نادم ہون
حکم پہونچا کہ رحمت میری غصہ میرے پر غالب ہے آواز تیری سنی مین نے اور تضرع
اور زاری تیری پر رحم کیا مینے اور تقصیر تیری سے درگذر کی ان کلمون کو کہہ لا اله
الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فاغفرلي ذنوبي انك انت خير
الغافرين لا اله الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فارحمني انك انت خير
الراحمين لا اله الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فتب علي انك انت التواب
الرحيم اور ساتھ روایت ابن المنذر کے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
یہ الفاظ مع اس زیادتی کے اللهم اسالك بجاه محمد عبدك وكرامتك عليك ان
تغفرلي خطيئتي وارد ہوئے اور ابتداء دعا مین لا اله الا الله وحده لا شريك له بھی
هو على كل شئ قدير تک وارد ہوا اور ساتھ روایت ابن مسعود رض کے خطیب و ابن عساکر نے

مرفوعاً ایسا لائے ہین کہ جب حضرت آدمؑ بسبب شامت اُس گناہ کے بہشت سے نکلکر زمین پر پہونچے رنگ انکا سیاہ ہوگیا تہا جب وقت توبہ اُن کی کا پہونچا حکم ہوا کہ تیرہوین تاریخ چاند کو روزہ رکھو اونہون نے اُسدن روزہ رکھا اور تیسرا حصہ اُنکے بدن کا حالت اصلی پر آیا پھر فرمایا کہ تاریخ چودہوین کو بھی روزہ رکھو اور ایک حصہ رنگ درست ہوا پھر تاریخ پندرہوین کو بھی حکم ہوا اور روزہ رکھا اور تمام بدن رنگ اصلی پر آیا بعد اسکے یہ تینون روزے اوپر اُنکے اور اولاد اُنکی کے فرض ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لیکن ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون روزے واسطے کامل کرنے توبہ کے ہونگے اسواسطے کہ صحیح روایت مین آیا ہے کہ قبول ہونے توبہ اُنکی کا عاشورہ کا دن ہے اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد اسکے کہ بہشت سے نکلے اور زمین پر گرے جسقدر گریہ اور زاری کی کہ اگر گریہ اور زاری تمام بنی آدم کی اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھ اُنکے برابر کرین گریہ اور زاری حضرت آدمؑ کی زیادہ ہوجاوے اور بیہقی نے شعب الایمان مین بریدہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ لووزن دموع آدم بجمیع دموع ولدہ لعدل دموعہ علی جمیع دموع ولدہ یعنی اگر برابر کیے جاوین اشک آدم کے ساتھ تمام اشک اولاد اسکی کے البتہ زیادہ ہووین اشک آدم کے اوپر تمام اشک اولاد اسکی کے اور امام احمد کتاب الزہد مین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لائے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پہلے اس گناہ ہونے سے یہ حالت تھی کہ موت اُنکی روبرو آنکھون کے ہتی تھی اور امید اُنکی پس پشت جبکہ یہ گناہ صادر ہوا امید اونکی آنکھ کے روبرو ہوئی اور اجل کو پس پشت ڈالا اور ابن عساکر مجاہد سے روایت لایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم نکالنے کا ہوا حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام آئے اور تاج کو سر اُن کے سے اٹھایا اور کمربند یعنی پٹکا اُنکی کمر سے کھولا اور اُنکو برہنہ کیا اور عربی زبان اُن سے موقوف کروائی اور بجائے اسکے زبان سریانی جاری کی بعد قبولیت توبہ کے پھر حکم ہوا کہ عربی زبان مین باتین کرتے رہین حاصل کلام بعد کد و کاوش بہت کے دعا حضرت آدم علیہ السلام کی جناب الٰہی مین مستجاب ہوئی فَتَابَ عَلَيْهِ یعنی پس رجوع ساتھ رحمت کے حق تعالیٰ نے طرف اسکی کی اور توبہ اُنکی قبول فرمائی آیندہ کو گناہون سے معصوم

تفسیر علمی

بیان روزہ ایام بیض کا

پھر ذرا سی ہی نافرمانی مین کیا بگاڑ دیا حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی اور اُنکی نافرمانی پھر اُنکی عزت پھر اُنکو اللہ تعالیٰ کا کرم اور سامنے اس کرم کے ذلیل دنیا ہی مین پھونکڑ ہونا بڑی عبرت کا موقع ہے ایسا ہی شیطان کا وجہ پھر اس کا ایک قصور اور پہنچی ہے بالکل ہی بیحد ذلیل و خوار ہو جانا اور اُنکی عبادتون کا ایک بھی

کیا اور یہ سب بسبب کمال رحمت اور عنایت اُسکی کے ہوا اسواسطے کہ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
یعنی تحقیق اللہ تعالی وہ ہے کہ قبول کرنے والا توبہ بندون کا ہے اور بے شمار مہربان
کہ بار بار گناہ اُنکے بخشتا ہے اور باوجود کمال رحمت اور عنایت کے کہ اوپر کل بندون
اپنے کے رکھتا ہے اور خصوصاً حضرت آدمؑ کے اوپر انکو بمجرد قبول کرنے توبہ کے فوراً
بہشت کے اندر نہ لیگئے بلکہ قُلْنَا اهْبِطُوْا یعنی کہا ہم نے کہ ابھی اُسی جگہہ رہو جہان تمکو اُتارا ہے
مِنْهَا یعنی بہشت سے دور پڑے ہوے جَمِيْعًا یعنی سب کے سب اور اگر تمکو اس وقت مین
طرف بہشت کے اٹھاوین تمہاری اولاد مین تفرقہ لازم آوے اسواسطے کہ نیک لوگ پیروی
حضرت آدم علیہ السلام کی کرکے مستحق بہشت کے ہوجاوین اور بہشت مین اُنکو پہنچایا جاوے
اور بدون کو کہ برخلاف حضرت آدم کے طریقہ اختیار کیا دنیا مین چھوڑا جاوے یا دوزخ مین
ڈالا جاوے اور یہ تفرقہ منافی غرض کے ہے کہ نیچے اُتارنے مین تھی اسواسطے کہ مقصود زمین
مین لانے سے تکلیف احکام کی اور امتحان کرنا ساتھ امر اور نہی کے فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ
هُدًى یعنی پس اگر ثابت ہووے پھر کہ آوے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت کہ دلائل
عقلیہ اور معجزون قولیہ اور فعلیہ سے میری طرف سے ہونا اُس کا یقینی ہو فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ
پس جو کوئی تابعداری کرے اُس ہدایت کی میری ہدایت جان کر فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنے
پس کچھہ ڈر اوپر اُن کے نہین اسبات کا کہ وہ ہدایت فریب دینا ہو میری طرف سے یا کام
شیطان کے سے ہو یا بعضے اوضاع سماویہ اور استعداد ارضیہ سے صورت پکڑی ہو یعنی انکی
ہدایت کو ایسے احتمالون سے کچھہ خلل نہین پہنچے گا بلکہ اُس ہدایت پر مضبوط رہین گے اسواسطے
کہ بیچ علوم عادیہ کے اس قسم کے احتمالات ضرر نہین کرتے ہین وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی
اور نہ وہ غمناک ہونگے اوپر فوت ہونے سکونت بہشت کے اور لذتون اُسکی کے کہ اُن کے
باپ کے ہاتھہ مین سے نکل گئی اسواسطے کہ پھر اُن کو بعد مفارقت بدن کے رجوع بہشت کی طرف
میسر ہوگا اور خوشی اور لذتین پوری پوری اُن کو ہمیشہ کے واسطے میسر ہونگی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یعنی اور وہ لوگ کہ جنہون نے انکار کیا اُس ہدایت میری کا اور احتمالات بعیدہ کو اپنے
دل مین راہ دی اور وجوہات باطلہ اپنے ذہن مین محکم کئے وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ یعنی اور نسبت

جھوٹ کی کری طرف علامتون اور نشانیون بھیجی ہوئی ہماری کے بسبب اُن نشانیون کے صدق متیقن ہوتا ہے پس وہ محروم ہوے اسبات سے کہ پھر بہشت کو دیکھین اور مقام نزول آدم سے کہ وہ زمین ہے ترقی کرین بلکہ اُس مقام سے بھی اُنکو نیچے ڈالا جاوے اسواسطے کہ اُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ یعنی یہ گروہ یار دوزخ کے ہین کہ ہرگز صحبت اُسکی سے جدا ہونگے اور اُس جگہ سے انتقال نکرینگے بلکہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنی وہ دوزخ مین ہمیشہ رہین گے اسواسطے کہ امتحان تمام نہین ہوتا ہے مگر ساتھ وعدہ عذاب ہمیشگی کے اسواسطے کہ عذاب موقوف ہوجانیوالے کو وہم خاطر مین نہین لاتا ہے اور اُس سے نہین ڈرتا ہے اور جب کہ وعدہ عذاب ہمیشگی کا وقوع مین آیا پھر پورا کرنا اُس وعدہ کا لازم ہوا کہ خلاف وعدہ کا کرنا نقصان اور عیب ہے اور جناب آلہی نقصان اور عیب سے پاک و مبرا ہے باقی رہین اس قصہ مین چند بحثین کہ بیان کرنا اُنکا ضرور ہے اول یہ کہ حق تعالی نے سکونت بہشت کی اصالۃ حضرت آدم کے حق مین فرمائی اور زوجہ اُنھی کو کہ حضرت حوا تھین تابع اُنکے کیا کہ اسکن انت وزوجك اور بیچ کھانے میوون کے دونو کو بالاصالت خطاب فرمایا کہ كلا منها رغدا حيث شئتما اور ایسے ہی منع کرنے مین نزدیکی درخت ممنوع کے سے دونو کو شریک کیا نکتہ اس طریق مین یہ ہے کہ مقرر کرنا مکان سکونت کا مرد کے اختیار مین ہوتا ہے عورت کو اسمین دخل نہین جس جگہہ چاہے اُسکو لیجاوے اور کھانے اور پینے اور منہیات کی بچنے مین دونو برابر ہین کوئی تابع دوسرے کا نہین دوسرے یہ کہ وزوجك معطوف اوپر ضمیر اسکن کے ہے پس چاہیے کہ اسکن طرف زوجک کے بھی مسند ہو اور حال یہ ہے کہ صیغہ امر حاضر کی اسناد طرف اسم ظاہر کے جائز نہین جواب اسکا یہ ہے کہ عطف سبب مشارکت کا اصل نسبت مین ہوتا ہے کیفیت نسبت مین نہین ہوتا ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ جارنی زید لا عمرو درست ہے باوجودیکہ معطوف علیہ مین نسبت ثبوتی ہے اور معطوف مین نفی ہے اور ایسے ہی قامت ہند و زید مین معطوف علیہ کا عامل صیغہ مونث کا ہے اور معطوف ہے مذکر عامل اسکا صیغہ مونث کا نہین ہوسکتا ہے اس طرح جائز نہین کہ قامت زید کہا جاوے اس جگہہ بھی اسکن انت وزوجك ساتھ معنی اسکن انت و لتسکن زوجك کے سمجھنا چاہیے تیسرے یہ جو بہشت کہ حضرت آدم کو اُس مین داخل کیا تھا وہی بہشت ہے کہ دن قیامت کے بہشتیون کو اُس مین داخل کیا جاویگا یا کوئی اور جگہہ ہے

تفسیر خلیفی
وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ
اور یاد اس وقت کو جب کہا رب تیرے نے فرشتون کو مین بنانے والا ہون زمین مین نائب ... کیا تو بنانے والا ہے زمین مین نائب ایسے شخص کو فساد اور خونریزی کرے ... ہم لوگ تیری خوبیان بیان کرنے والے

زمین مین کہ مانند بہشت کے اُس مین درخت میوہ دار اور چشمے اور نہرین تھین صحیح یہ ہی کہ وہی بہشت ہے کہ قیامت کے دن ہو گی اور بہت احادیث اور آثار اُسی کے اوپر دلالت کرتے ہین اعتراض وہ کہ بعضون نے کہا ہی کہ پیدایش حضرت آدم کی زمین مین تھی اگر اُس بہشت مین لیجاتے البتہ اس قصہ مین یہ بھی ذکر ہوتا کہ آسمان کی طرف اُنکو درجہ بدرجہ لیگئے اور یہ کہین ذکر نہین پس جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہہ غرض منازل اس سفر کے ذکر کرنیکی نہین مدعا او مطلب ذکر مقصد کا ہی کہ وہ بہشت ہی اسیواسطے اوپر ذکر مقصد کے کفایت کی بخلاف سفر معراج محمدی کے علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کہ اس سفر مین ہر منزل مین وقایع عجیبہ اور ملاقات نبیون کی روحون سے اور ہر آسمان کے فرشتون سے تھی اس جہت سے معراج کی حدیثونمین تفصیل اُن منزلون کی مذکور ہوئی چوتھے یہ کہ اس سورۃ مین وکلا منہا رغدا حرف واو کیساتھ مذکور ہی اور سورہ اعراف مین اسی قصہ مین فکلا حرف فا کیساتھ وجہ اس فرق کی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ پہلے نبیون کے قصے جابجا کلام الہی مین مناسب ہر جگہہ کے مکرر ہوے ہین اور بیان کرنے اُس قصہ مین مقتضا اُس مقام کی رعایت فرمائی ہی اس سورہ مین قصہ حضرت آدمؑ کا باعتبار خلافت اُنکی کے زمین مین مذکور ہوا اور خلافت بسبب سکونت زمین کے ہے اور واسطے تعلیم کرنے طریقہ سکونت زمین کے اور نفع لینے اوسکی چیزون کے سکونت بہشت کی بھی انکو ہوئی پس سکونت مقصود اولی ہی وسیلہ اکل و شرب کا نہین اگر اس جگہہ مین فکلا فرماتے معلوم ہوتا کہ سکونت واسطے کہانے میوون کے تھی اور یہی مقصود بالذات تھا اور سورۂ اعراف مین سابق اور لاحق سے ذکر تیار کر دینے اسباب معیشت کا آدمیونکے واسطے ہی اور اکثر یہ امر کہانے اور پینے سے تعلق رکھتا ہی چنانچہ پیشتر اس قصہ سے بھی وجعلنا لکم فیہا معایش فرمایا ہی اور بعد اسکے بھی کلوا واشربوا ولا تسرفوا ارشاد ہوا اور حلال کرنا طیبات رزق کا بیان کیا پس اُس جگہہ قصہ حضرت آدمؑ کا باعتبار وجود معاش او خوبی کہانے اور پینے کے مذکور ہوا اور سیواسطے اوتار لینا لباس بہشتی کا حضرت آدمؑ سے اور عوض اسکے الہام کرنا طریق لباس دنیاوی کا تفصیلا وارد فرمایا پس مقصود بالذات اس سورۃ مین کھانا اور پینا میوون بہشتی کا ہی اور سکونت بہشت کی وسیلہ اُس کھانے اور پینے کا پس لانا فا کا بیچ فکلا کے اُس جگہہ ضرور پڑا اور اسی واسطے کہ مقصود بالذات کھانا اور پینا ہی فراخی کھانیکی اُس جگہہ مین ذکر نہین فرمائی اور اوپر اسی قدر کی کفایت کی کہ فکلا من حیث شئتما اور اس جگہہ مین کہ

کھانا مقصود تھا فراخی کھانے کی ساتھ ذکر غذا کا منظور ہوا اسواسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہے وہ خود بخود کثرت اور فراخی اُسکی لازم آتی ہے حاجت تاکید کی نہین ہوتی پانچوین یہ کہ لا تقربا صیغہ نہی کا ہے اور نہی اللہ کیطرف سے دو طرح سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کے کہ اُسکے کرنے مین ضرر دینی ہوتا ہے اور اُسکا کرنا خدا سے دور ڈالتا ہے دوسرے اسطرح پر کہ اُسکے کرنے مین مضرت دنیوی ہوتی ہے اُس سے بچانے کیواسطے نہی کی ہو جیسا کہ یہ ہے ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ یعنی کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سے چھوٹا ہو یا بڑا اُسکے وعدہ تک اور مثالین اسکی اور بھی ہین پس پہلے طریق مین خلاف اُس نہی کا کرنا موجب گناہ کا ہوتا ہے اور کرنیوالے کو حاجت توبہ اور استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری مین ان چیزون کے کرنیسے کچھ لازم نہین آتا ہے بلکہ ترک اولی اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہے اور علما نے اس مین اختلاف کیا ہے کہ یہ نہی کونسے قبیل کی تھی ایک گروہ اُسکی طرف گیا ہے کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی اسواسطے کہ لا تقربا دلالت کرتا ہے اوپر منع نزدیک ہونے اس درخت کے سو اور کھانا اور چیز ہے اور اسقدر تاکید اُسکے بچنے مین نہین ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مضرت دنیوی کے ہو اور اسیواسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ مین مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لا تقربوا الزنا اور لا تقربوا مال الیتیم اور لا تقربوھن حتی یطھرن اور لفظ فتکونا من الظلمین کا بھی موید اس کا ہے اور نکالنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کی خوف اُسکے سے اور تلقین توبہ کی اور لفظ فتاب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یہ سب دلیلین ترجیح اسی قول کی ہین چھٹے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام سے گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیا کے ہے بعضے مفسرون نے جواب اس شبہہ کا ایسا کہا ہے کہ یہ گناہ اون سے نبوت سے پہلے ہوا تھا اسواسطے کہ مرتبہ نبوت کا بعد اُترنے کے زمین مین حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہین اس واسطے کہ مرتبہ نبوت کا انکو بمجرد پیدایش کے حاصل تھا اور دلیل اسکی تعلیم کرنا اسما کا بلا واسطہ اور حکم کرنا فرشتون کو واسطے سجدہ اُنکے کے اور سجدہ کرنا تمام فرشتون کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے

تفسیر خلیلی
آدمی کی خلقت مین فساد کا مادہ بھی ہے تو دریافت کیا کہ ایسی فسادی اور خونریز خلقت کو نائب بنانے مین کیا مصلحت ہے اگر اُسکے عبادت مطلوب ہے تو ہم لوگ ہر گھڑی پاکی بیان کرنے کو موجود ہی ہین اور ہم لوگون سے کسی قسم کے فساد وغیرہ کی بھی امید نہین ہے اسپر جواب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بیشک اسکی مصلحت خوب معلوم ہے تم نہین

اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن ابی شیبہ نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ ارایت آدم کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولا کلمہ اللہ قبلا قال لہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنی کہا مینے خبر دو کیا آدم تھے نبی فرمایا ہان تھے نبی اور رسول اللہ نے اُنسے کلام کیا اور کہا واسطے اُسکے لے آدم رہ تو اور بی بی تیری بہشت مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت حسن بصری رضہ سے روایت کی ہے کہ قال موسی رب کیف یستطیع آدم ان یؤدی شکر ما صنعتہ خلقتہ بیدک ونفخت فیہ من روحک واسکنتہ جنتک وامرت الملئکۃ فسجدوا لہ فقال یا موسی علم ان ذلک منی فحمدنی علیہ فکان ذلک شکرا لما صنعت الیہ یعنی کہا موسی نے اے رب میرے کسطرح طاقت رکھے آدم کہ ادا کرے شکر اُس چیز کا کہ کیا تو نے ساتھ اُسکے پیدا کیا تو نے اُسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے اور پھونکی تو نے اُسمین روح اپنی اور رکھا تو نے اُسکو اپنی بہشت مین اور حکم کیا تو نے فرشتون کو پس سجدہ کیا اُنھون نے اُسکو پس فرمایا اللہ نے اے موسی جانا آدم نے کہ یہ سب باتین میری طرف سے ہین پس حمد کی اُسنے میری پس یہی ہے شکر اُس چیز کا کہ کی مینے ساتھ اُسکے اور اسیواسطے اکثر محققین اس طرف گئے ہین کہ صادر ہونا اس گناہ کا حضرت آدم سے بطریق زلت کے تھا اور معنی زلت کے یہ ہین کہ کوئی شخص امر مباح کا یا بندگی کا ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اُس امر مباح یا مستحب مین اُس سے خلاف شرع کوئی امر ظہور مین آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہے اور حقیقت مین طاعت یا مباح ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بہ سبب قسم کھانے ابلیس کے اور تقریر دلفریب اُسکی کے ایسا معلوم ہوا کہ مجکو اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہے اور اگر اس درخت سے کچھ کھالونگا تو بڑا مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجکو حاصل ہوگا اس واسطے جرأت اُسکے کھانے پر کی اور جسوقت لباس اور زیور بہشت کا اُنسے چھن گیا تب جانا کہ یہ سمجھ میری خطا پر تھی اور کھانا درخت ممنوع سے سبب ناراضمندی خدا تعالی کا ہوا اسواسطے توبہ اور استغفار مین کوشش کی اور یہی ہے شان کامل لوگونکی کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانتے ہین اور اوپر ترک اولی یا بے احتیاطی کی جزع اور فزع کرلیتے ہین ساتوین یہ کہ سورہ اعراف مین مذکور ہے کہ شیطان نے جس وقت حضرت آدم کے سجدے سے انکار کیا بہشت سے اُسکو فوراً نکالدیا تھا اور حضرت آدم بہشت مین رہتے تھے پس شیطان نے کیونکر حضرت

کھانا مقصود تھا فراخی کھانے کی ساتھ ذکر رغدا کا منظور ہوا اسواسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہے خود بخود کثرت اور فراخی اُسکی لازم آتی ہے حاجت تاکید کی نہین ہوتی پانچوین یہ کہ لا تقربا صیغہ نہی کا ہے اور نہی اللہ کیطرف سے دو طرح سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کے کہ اُسکے کرنے مین ضرر دینی ہوتا ہے اور اُسکا کرنا خدا سے دور ڈالتا ہے دوسرے اسطرح پر کہ اُسکے کرنے مین مضرت دنیوی ہوتی ہے اُس سے بچانے کیواسطے نہی کی ہو جیسا کہ یہ ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ یعنی کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سی چھوٹا ہو یا بڑا اُسکے وعدہ تک اور مثالین اسکی اور بھی ہین پس پہلے طریق مین خلاف اُس نہی کا کرنا موجب گناہ کا ہوتا ہے اور کرنیوالے کو حاجت توبہ اور استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری مین ان چیزون کے کرنیسے کچھ لازم نہین آتا ہے بلکہ ترک اولی اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہے اور علمانے اس مین اختلاف کیا ہے کہ یہ نہی کونسے قبیل کی تھی ایک گروہ اُسکی طرف گیا ہے کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی اسواسطے کہ لا تقربا دلالت کرتا ہے اوپر منع نزدیک ہونے اس درخت کے سے اور کھانا اور چیز ہے اور اسقدر تاکید اُسکے بچنے مین نہین ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مضرت دنیوی کے ہو اور اسیواسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ مین مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لا تقربوا الزنا اور لا تقربوا مال الیتیم ور لا تقربوھن حتی یطھرن اور لفظ فتکونا من الظلمین کا بھی موید اس کا ہے اور نکالنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور گریہ و زاری حضرت آدم علیہ السلام کی خوف اُسکے سے اور تلقین توبہ کی اور لفظ فتاب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کا سب دلیلین ترجیح اسی قول کی ہین چاہئے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام سے گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیا کے ہے بعضے مفسرون نے جواب اس شبہہ کا ایسا کہا ہے کہ یہ گناہ اون سے نبوت سے پہلے ہوا تھا اسواسطے کہ مرتبہ نبوت کا بعد اُترنے کے زمین مین حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہین اس واسطے کہ مرتبہ نبوت کا انکو بمجرد پیدایش کے حاصل تھا اور دلیل اسکی تعلیم کرنا اسما کا بلا واسطہ اور حکم کرنا فرشتون کو واسطے سجدہ اُنکے کے اور سجدہ کرنا تمام فرشتون کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے

تفسیر خلیلی
آدمی کی خلقت مین فساد کا مادہ بھی ہے تو دریافت کیا کہ ایسی فسادی اور خونریز خلقت کو نائب بنانے مین کیا مصلحت ہے اگر اُسے عبادت مطلوب ہے تو ہم لوگ تیری پاکی بیان کرنیکو موجود ہی ہین اور ہم لوگون سے کسی قسم کے فساد وغیرہ کی بھی امید نہین ہے اسپر جناب باری تعالے نے ارشاد فرمایا "مجھے اسکی مصلحت خوب معلوم ہے تم نہین

اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن ابی شیبہ نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ ارایت آدم کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولا کلمہ اللہ قبلا قال لہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنی کہا مینے خبر دو کیا آدم تھے نبی فرمایا ہان تھے نبی اور رسول اللہ نے اُنسے کلام کیا اور کہا واسطے اُسکے اے آدم رہ تو اور بی بی تیری بہشت مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت حسن بصری رض سے روایت کی ہے کہ قال موسی رب کیف یستطیع آدم ان یؤدی شکر ما صنعتہ خلقتہ بیدک ونفخت فیہ من روحک واسکنتہ جنتک وامرت الملئکۃ فسجدوا لہ فقال یا موسی علم ان ذلک منی فحمدنی علیہ فکان ذلک شکرا لما صنعت الیہ یعنی کہا موسی نے اے رب میرے کسطرح طاقت رکھے آدم کہ ادا کرے شکر اُس چیز کا کہ کیا تونے ساتھ اُسکے پیدا کیا تونے اُسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے اور پھونکی تونے اُسمین روح اپنی اور رکھا تونے اُسکو اپنی بہشت مین اور حکم کیا تونے فرشتون کو پس سجدہ کیا اُنھون نے اُسکو پس فرمایا اللہ نے اے موسی جانا آدم نے کہ یہ سب باتین میری طرف سے ہین پس حمد کی اُسنے میری پس یہی ہی شکر اُس چیز کا کہ کی مینے ساتھ اُسکے اور اسیواسطے اکثر محققین اس طرف گئے ہین کہ صادر ہونا اس گناہ کا حضرت آدم سے بطریق زلت کے تھا اور معنی ذلت کے یہ ہین کہ کوئی شخص امر مباح کا یا بندگی کا ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اُس امر مباح یا مستحب مین اُس سے خلاف شرع کوئی امر ظہور مین آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہی اور حقیقت مین طاعت یا مباح ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بہ سبب قسم کھانے ابلیس کے اور تقریر دلفریب اُسکی کے ایسا معلوم ہوا کہ مجکو اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہی اور اگر اس درخت سے کچھ کھاونگا تو اور بڑا مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجکو حاصل ہوگا اس واسطے جرأت اُسکے کھانے پر کی اور جسوقت لباس اور زیور بہشت کا اُنسے چھن گیا تب جانا کہ یہ سمجھ میری خطا پر تھی اور کھانا درخت ممنوع سے سبب نارضامندی خدا تعالی کا ہوا اسواسطے توبہ اور استغفار مین کوشش کی اور یہی ہی شان کامل لوگونکی کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانتے ہین اور اوپر ترک اولی یا بے احتیاطی کی جزع اور فزع کرتے ہین ساتوین یہ کہ سورہ اعراف مین مذکور ہی کہ شیطان نے جس وقت حضرت آدم کے سجدہ سے انکار کیا بہشت سے اُسکو فوراً نکالدیا تھا اور حضرت آدم بہشت مین رہتے تھے پس شیطان نے کیونکر حضرت

آدم کے دل مین وسوسہ ڈال دیا اور درخت ممنوع کے کھانے پر دلیر کیا جواب اسکا یہ ہے کہ پیشتر تفسیر آیت مین گذرا کہ بسبب طاؤس اور سانپ کے اُس لعین نے سرانجام اس کام کا کیا اور لائل اسرار کے بیچ تخصیص ان دو جانورون کے کہ شیطان نے انہین دونوں کے واسطے کسواسطے یہ کام کیا اسکی یہ وجہ لکھی ہے کہ شیطان ہر چند سعی اور کوشش کرے کہ آدمی کو نیکی کے رستے سے دور ڈالے اور گمراہی کے راستے مین چلاوے مگر یہ مطلب ہرگز حاصل نہین ہوتا ہے جب تک قوت شہویہ اور قوۃ غضبیہ اسکی اپنے قابو مین نہین کر لیتا ہے اسواسطے کہ یہ دونو قوتین آدمی کے نفس پر غالب ہین اور طاؤس مظہر قوت شہویہ کا ہے اور سانپ مظہر قوت غضبیہ کا جیسا کہ شیطان مظہر قوت وہمیہ کا ہے اور اکثر تسلط شہوتونکا خارج بدن سے ہے اور تسلط غضب کا داخل بدن سے پس صورت وسوسہ شیطان نے اس طرح سے ظہور کیا کہ طاؤس کو باہر سے بھیجا اور سانپ کو وسیلہ بہشت کی دیوار پر آنے کا کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اسبات کے کہ قوت غضبیہ ساتھ مکان روح اور دل کے زیادہ تر نزدیک ہے بہ نسبت قوۃ شہویہ کے آٹھوین یہ کہ اھبطوا صیغہ جمع کا ہے اور بہشت مین سوا حضرت آدم اور حوا کے دوسرا قابل نکالنے کے تھا نہین بایہ تھا کہ اھبطا یعنی صیغہ تثنیہ کا فرماتے جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہہ خطاب تمام نوع آدمیون کیواسطے تھا اور یہ دونو اصل اس نوع کی تھے پس بیچ خطاب ان دونو کے صیغہ جمع کا لائے تاکہ دلالت کرے اوپر اسبات کے کہ منظور نکالنا تمام نوع تمہاری کا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی اس خطاب مین شریک ہین نوین یہ کہ اس قصہ مین عجیب عبرت ہے اور بڑی نصیحت ہے بنی آدم کیواسطے بیچ پرہیز کرنے گناہون کے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** یا ناظرا یرنو بعینی راقد + ومشاھدا للامر غیر مشاھد + تصل الذنوب الی الذنوب وترتجی + درک الجنان ونیل اجر العابد + انسیت ان اللہ اخرج آدما + منھا الی الدنیا بذنب واحد خلاصہ ان شعرون کا یہ ہے کہ اے شخص آنکھین تیری غفلت کی نیند مین بھری ہوئی ہین اور جو شے لائق دیکھنے کے نہین اسکو دیکھتا ہے تو اور گناہونکو گناہون کے ساتھ ملاتا چلا جاتا ہے اور پھر امید رکھتا ہے کہ درجے بہشت کے مجکو ملین اور ثواب عبادت کرنیوالون کا حاصل ہو آیا بھول گیا تو کہ اللہ تعالے نے نکال دیا آدم کو بہشت سے طرف دنیا کے بسبب ایک گناہ کے دسوین یہ کہ ایک بار قلنا اھبطوا فرمایا اور مطلب اس سے خارج کرنا بہشت سے تھا اور وہ معلوم ہوا دوسری بار ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ

تفسیر خلیلی

آسمان پر جاتے ہین تو اُن سے پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندونکو کس حال مین چھوڑا آتے ہوئے فرشتے عرض کرتے ہین ہم نماز پڑھتے چھوڑ آئے اور جب ہم گئے تھے تب بھی اُنکو نماز ہی پڑھتے پایا (بخاری) (جامع ترمذی) اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم سوا خدا کے فرشتوں کو بھی نہین ہے وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ

قلنا اهبطوا منها جميعا ارشاد ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ پہلی بار یہ حکم واسطے نکالنے کے بہشت سے تھا اور
دوسری بار واسطے مقیم ہونیکے زمین مین اور قطع کرنے توقع شتابی رجوع کرنیکی طرف بہشت کی
تاکہ بسبب قبول ہونے توبہ کے یہ آرزو کرین کہ پھر بہشت مین آجاوین اور اس جگہہ کی نعمتون
سے لذت اٹھاوین گیارہوین یہ کہ اما حرف شک کا ہے اور نون تاکید ثقیلہ کہ یاتینکم مین موجود
ہے دلالت اوپر تیقن کے کرتا ہے جمع کرنا درمیان شک و یقین کے کس طرح ہوسکے جواب
اس کا یہ ہی کہ آنا ہدایت کا اللہ کی طرف سے کہ یقینی ہے بہ نسبت سننے والون کے مشکوک تھا اس
واسطے حرف شک کا لائے پس گویا حرف شک اوپر مجموع اتیان تیقن کے داخل ہوا یعنے اگر نزدیک تمہارے متحقق
ہوا آنا ہدایت کا میری طرف سے اور اس صورت مین کوئی اشکال لازم نہین آتا ہی اسواسطے کہ متعلق
شک کا اتیان متحقق ہی اور متعلق تیقن کا اتیان محض پس مورد شک و تیقن کا جدا جدا ہوا اور بعضے
مفسرین نے کہا ہے کہ آنا ہدایت کا اللہ کے نزدیک متیقن ہی اور سننے والونکے نزدیک مشکوک تھا اور
قاعدہ علم معانی کا ہی کہ اسباب مین جزم اور عدم جزم سامع کا بھی معتبر ہی پس تاکید فعل کی ساتھ نون ثقیلہ
کے اس جہت سے ہی کہ وقوع فعل کا بیچ علم متکلم اور ارادہ اُسکے کے یقینی ہی اور لانا ان کا کہ حرف شک کا ہی
اس جہت سے ہی کہ وقوع فعل کا نزدیک سامع کے مشکوک ہی پس شک باعتبار سامع کے ہوا اور یقین
باعتبار متکلم کے اور جمع ہونا شک اور یقین کا ایک شخص کی نسبت سے محال ہی نہ بہ نسبت دو شخصونکے
بارہوین یہ کہ حقیقت توبہ کی تین چیز سے مرکب ہی اول علم اور دوسرے حال اور تیسرے عمل اوپر
علم پس جاننا ضرر گناہ کا ہی اور اسباتکا کہ یہ گناہ درمیان بندہ اور درمیان رحمت الٰہی کے حجاب واقع
ہوا اور جبکہ یہ بات ذہن نشین ہوئی پس اسکے دل مین طپش اور بیقراری بسبب فوت ہونے محبوب کے
پہونچتی ہی اور تاسف اوپر اُس کام کے آتا ہی جس کے باعث سے یہ چیز اُسکو حاصل ہوئی اور یہ تاسف ایک حال
ہی دل کے احوالات سے کہ اُسکو ندامت کہتے ہین اور اس حالت کا تعلق ساتھ تینون زمانون کے ہی تعلق
اسکا ساتھ زمانہ ماضی کے اسطرح ہے کہ تلافی مافات کی کیجاوے اور کفارہ اور قضا ادا کرے اگر قابل
کفارہ اور قضا کے ہو اور تعلق اسکا زمانہ حال کے ساتھ اس طرح ہے کہ ترک کیا جاوے اس فعل کو
فی الفور اور تعلق اسکا ساتھ زمانہ آیندہ کے اس طرح ہے کہ پختہ ارادہ کرلے اسبات کا کہ یہ کام ہرگز پھر
نکرون پس مجموع ان امور کا آدمی کو حاصل نہین ہوتا ہے مگر ساتھ توفیق خدا تعالی کے اور مہربانی

اُسکی کے اور اسی واسطے لفظ حصر کا فرمایا کہ انہ ھو التواب الرحیم یعنی تحقیق وہی ہے بہت قبول کرنیوالا توبہ کا مہربان اور معنی تاکید کے تواب میں یہ ہین کہ آدمی کی طبیعت بار بار قبول کرنے عذر کے سے رکتی ہے بخلاف خدائے تعالی کے کہ ہر وقت دروازہ توبہ کا اُس کی جناب مین کھلا ہوا ہے اور کبھی آدمی کثرت گناہگارون کی سے عاجز ہو جاتا ہے اور جواب دیتا ہی بخلاف جناب باری کے کہ جسقدر گنہگار زیادہ ہوں جوش رحمت اُسکی کا زیادہ تر ہوتا ہے حضرت ذی النون مصری سے پوچھا کہ حقیقت توبہ کی کیا ہے کہا توبہ چھ چیزون سے مرکب ہے اول ندامت اوپر گناہون گذرے ہوؤن کے دوسرے ارادہ محکم کرنا کہ زمانہ آیندہ مین اس گناہ کو نہین کرنے کا تیسرے ادا کرنا ہر فرض کا جو فوت ہوا چوتھے ادا کرنے حقوق مخلوقات کے خواہ حقوق مالی ہون یا حقوق جانی یا حقوق ناموسی پانچوین گلا دینا اُس گوشت اور خون کا جو مال حرام سے پیدا ہوا چھٹے چکھانا اپنے تئین تلخی بندگیون کی جیسا کہ حلاوت گناہ کی چکھائی تھی تیرہوین یہ کہ معنی خوف کے ایک الم ہے کہ نفس آدمی کو مکروہ بات کی توقع سے حاصل ہوتا ہی یعنی آدمی کے ذہن مین بیٹھ جاتا ہی کہ فلانی سختی مجھکو پہنچیگی اور معنی حزن کے ایک الم ہی کہ نفس آدمی کو بسبب گم کرنے مرغوب شے کے یا فوت ہونے کسی مطلب کے لاحق ہوتا ہی اور اس آیت مین نفی خوف کی مقدم اوپر نفی حزن کے فرمائی اسواسطے کہ معنی نفی خوف کے سلامت رہنا تمام آفتون سے ہی اور معنی نفی حزن کے پہنچنا ساتھ مرادون کے اور دور ہونا آفتون کا مراد کے حاصل ہونے سے پہلے چاہیے اور اوپر اس تقدیر کے یہ شبہہ دلمین آتا ہی کہ بمجرد اتباع ہدایت کے خوف اور حزن بالکل کیونکر جاتا رہے اسواسطے کہ باوجود اتباع ہدایت کے ابھی تک خوف باقی ہی کہ شاید تقدیر کی تحریر غالب آوے اور سعادت اُسکی ساتھ شقاوت کے بدل جاوے جبتک کہ مشکل گھاٹیون سے کہ موت اور قبر اور اُٹھنا بعد مرنے کے اور کھڑا ہونا موقف کا اور ظاہر ہونا اعمال نامون کا اور قائم ہونا میزان کا اور جب تک پل صراط پر سے سلامتی سے نگذرے اطمینان اور امن حاصل ہونا محال ہی اور اسیواسطے ہول روز قیامت کا کافرون اور فاسقون اور مسلمانون کو بلکہ انبیا اور مرسلین کو بھی ہوگا اور دلیل اسکی قول اللہ کا ہی کہ یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملھا و تری الناس سکاریٰ وما ھم بسکاریٰ ولکن عذاب اللہ شدید یعنی جسدن اسکو دیکھوگے بھول جاویگی

تفہیم جلیلی

جیسا کہ ہمارے بیان سے معلوم ہوتا ہی تو یاد رہے کہ تسبیح و تقدیس ملائکہ ان پاک تسبیح و تقدیس اللہ کے سارے نامون کے ساتھ ہو اور لیکن حمد و شکر کا کمال بھی یہی ہے کہ ہر کمال اور ہر اسد کی ہر نعمت کے مقابلے مین ہو اور اس کمال کے لئے اللہ کے سب نامون کا علم اور ساری ہونے والی چیزون کے نام کا علم اور سارے کمالات کا

بیان فرق الم اور حزن کا

دودھ پلا نیوالی اپنی پلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھیگے تو لوگو نپر نشا اور
نہین ہین وہ نشہ مین پر عذاب اللہ کا سخت ہے فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان
شیبا یعنی پھر کیونکر بچو گے اگر منکر ہو گئے اُس دن جو کر ڈالے لڑکو نکو بوڑہا یعنی اتنا بڑا دن ہو گا
کہ لڑکے بوڑھے ہو جاوین گے اگرچہ وہان جیسے ہین ویسے ہی رہین گے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول
ماذا اجبتم یعنی جس دن اللہ جمع کریگا رسولون کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا فلنسئلن الذین ارسل
الیھم ولنسئلن المرسلین یعنی پس البتہ پوچھین گے ہم اُن سے جنکے پاس رسول بھیجے تھے
اور البتہ پوچھین گے رسولون سے بلکہ اکثر علما نے لکھا ہے کہ اہل بہشت کو بعد داخل ہونے بہشت
کے بھی خوف جلال الٰہی اور عظمت اُسکی کا باقی رہے گا جواب اس کا یہ ہے کہ خوف اور حزن
آخرت مین نہو گا اور اتباع ہدایت کا دم واپسین تک موجب بشارت اجمالی کا ہونا ہے اس
طرح پر کہ ہر معاملہ مین آسانی اونکے ساتھ کیجاویگی اور اپنے مطلبون اور مرادون کو پہنچینگے جیسا کہ
دوسری آیت مین مذکور ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ
ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنی تحقیق جنہون نے کہا رب ہمارا
اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے اُنپر اترتے ہین فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اوس
بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور لاحق ہونا خوف عام کا آخرت مین واسطے دہشت سختیون قیامت
کے ہو گا اور قیامت کی دہشت ایسی ہو گی کہ بسبب اُسکے جو کہ بشارت اجمالی حاصل ہوئی تھی
وہ بھی فراموش ہو جائیگی لیکن ہرگاہ کہ وہ خوف سریع الزوال ہے گویا کہ خوف نہین ہے لا یحزنھم
الفزع الاکبر وتتلقٰھم الملائکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یعنی نہ غم ہو گا انکو اس بڑی
گھبراہٹ مین اور لینے آوینگے اُنکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا اور دہشت
جلال الٰہی کے تئین خوف نکہنا چاہئے اور نہ وہ موجب غم اور اندوہ کا ہے پس باقی رہنا دہشت
جلال الٰہی کا بہشت کے اندر منافی نفی خوف کے نہین اور کیا اچھا ہے وہ کہ کہا گیا **نظم** بلبلے
برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت ؛؛ واندران برگ ونوا خوش نالہای زار داشت ؛؛ گفتمش در
عین وصل این نالہ و فریاد چیست ؛؛ گفت مارا جلوۂ معشوق بر این کار داشت ؛؛ اور اسیواسطے
اہل تدقیق نے کہا ہے کہ خوف کو جس وقت ساتھ لفظ علی کے استعمال کرتے ہین معنی الم اور حزن کے آتے ہین

رعایت کئے جاتے ہین اور جو لوگ کہ اتباع ہدایت کا کرتے ہین اُنکو اس قسم کا خوف نہوگا اگر
اُنکو خوف ہیگا وہ بھی اُنکے نفع کیواسطے ہی کہ اُس خوف سے ترقی درجون کی اور زیادہ ہونا ثواب
اُنکے کا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان اور اسی واسطے لاخوف لھم ارشاد نکیا بلکہ لاخوف
علیھم فرمایا اور ایسے ہی خوف جلال آلہی کا بھی اس خوف مین داخل نکرنا
چاہیے کہ خوف جلال آلہی کا باعث ضرر اور تعب کا نہین جیسا کہ خوف باپ اور اُستاد اور پیر کا کہ باعث
برانگیختہ کرنیوالا اوپر ادب کے ہی اور بنا اُسکی اوپر توقع ضرر یا فوت ہونے کسی منفعت کے نہین اور
مناسب اس مقام کے ہی جو کہ شیخ ابو الحسن اشعری علیہ الرحمۃ نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کیا ہے
اور وہ یہ کہ تمام چیزون مین خواہ سعادت خواہ شقاوت خواہ ایمان خواہ کفر خواہ ہدایت خواہ ضلالت
اعتبار خاتمہ پر کیا ہی پس کافر اللہ کے نزدیک وہ ہی کہ موت اُسکی کفر پر ہو اور مومن وہ ہی کہ جو
ساتھ ایمان کے اس جہان سے جاوے پس تابع ہدایت کا اس آیت مین وہی ہے کہ ختم اُسکا اوپر
ہدایت کے ہوا نہ وہ شخص کہ بالفعل اُسنے راہ نیک اختیار کی اور خاتمہ اُسکا مستور ہے چودہوین یہ کہ
متعلقات اس قصہ کی موافق حدیثون کے کئی چیزین ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اول حضرت حوا نے
فریب شیطان کا کھایا اور بعد اسکے اُنکے مشورہ سے حضرت آدم نے اس خطا کو اختیار کیا جیسا کہ
حاکم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قال اللہ لآدم ما حملک علی
ان اکلت من الشجرۃ التی نھیتک عنھا قال یارب زینتہ لی حواء قال فرنت حواء عند
ذلک فقیل لھا علیک الرنۃ وعلی بناتک یعنی کہا اللہ نے آدم سے کیا شے باعث ہوئی اوپر اسبات
کے کہ کھایا تو نے اس درخت سے کہ منع کیا تھا مین نے تجکو اُسکے کھانے سے کہا اے رب رغبت
دلائی اُسکی مجکو حوا نے کہا پس چیخ ماری اسوقت حوا نے پس کہا گیا واسطے اُسکے اوپر تیرے
رہیگا چیخنا اور اوپر لڑکیون تیری کے اور دار قطنی نے کتاب الافراد مین حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعث جبرئیل
الی حواء حین دمیت فنادت ربھا جاء منی دم لا اعرفہ فناداھا لادمینک وذریتک
ولاجعلنہ لک کفارۃ وطھورا یعنی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا اُنھون
نے تحقیق اللہ تعالی نے بھیجا جبرئیل کو طرف حوا کے جسوقت خون آیا اُسکو پس پکارا اُس نے

تفہیم خلیلی
جیسا بتایا اُسکے سوا کچھ خبر نہین
اصل جاننے والا حکمت کار تو ہی ہے
ف یعنی بیشک ہم آگے پیچھے کے اور یہ سب نائب ہونیکے قابل آدم ہی ہین
قال یا آدم انبئھم باسمائھم فلما انبأھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون

رب اپنے کو کہ آیا مجکو خون نہین پہچانتی ہون مین اسکو پس پکارا اللہ نے اسکو البتہ خون جاری کرونگا تیرا اور اولاد تیری کا اور البتہ مقرر کرونگا مین واسطے تیرے کفارہ اور پاک کرنا گناہون سے اور صحاح ستہ مین ساتھ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ لو لا بنوا سرائیل لم یخنز اللحم ولو لا حواء لم تخن انثی زوجھا الدھر یعنی اگر نہوتے بنی اسرائیل نہ سڑتا گوشت اور اگر نہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنے کی تمام وقت اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور خطیب نے بیچ تاریخ کے ساتھ روایت ابن عمر رض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطانی کافرا و شیطانہ مسلما وازواجی عونا لی علی دینی وزوجہ عونا لہ علی خطیئتہ ٭ یعنی فضیلت دیا گیا مین اوپر آدم کے ساتھ دو فضیلتونکے ہو گیا شیطان میرا مسلمان اور شیطان اسکا کافر رہا اور عورتین میری مددگار میری ہین اوپر دین میرے کے اور عورت اسکی مددگار ہوئی اوپر خطا اسکی کے اور منجملہ انکے یہ بھی ہے کہ جگہہ اترنے حضرت آدم کی موافق اکثر روایتون کے زمین ہے ملک ہند مین سے کہ اسکو جنا کہتے ہین اور حاکم اور بیہقی ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہین کہ حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا ہے کچھ جانتے ہو تم کہ زمین ہند کی خوشبوناک اور زمینون سے کس واسطے ہے اور قسم قسم کی خوشبوئین جیسا کہ عود اور جوز اور قرنفل خاص اسی زمین کے ساتھ کیون ہین وجہہ اسکی یہ ہے کہ جب حضرت آدم ع اس زمین مین اترے بہشت کے درختونکے پتے انکے بدن پر تھے ہوا نے ان پتون کو منتشر کر دیا جس درخت پر کہ کوئی پتا ان پتون میں سے پہنچا اور اس درخت سے چمٹ گیا خوشبو رس مین پیدا ہو گئی اور حضرت حوا موافق اکثر روایتون کے جدہ مین گرین اور ابلیس بیچ جنگل میسان کے کہ کئی کوس بصرہ سے ہے اور سانپ اس جگہہ کہ اصفہان بالفعل آباد ہے جب حضرت آدم کو واسطے توبہ کے حج خانہ کعبہ کا فرمایا اور وہ حج سے فارغ ہوے تو حضرت حوا کے ساتھ ملاقات ہوئی اور توالد اور تناسل جاری ہوا اور انھین مین سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم ع کو بہشت سے زمین پہ بھیجا تو تیس قسم کے میوے جنت کے ہمراہ انکے کر دیے کہ وہ زمین مین تھے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اھبط آدم بثلثین صنفا من فاکھۃ الجنۃ منھا ما یوکل داخلہ وخارجہ ومنھا ما یوکل

داخلہ وبطرح خارجہ ومنها ما یؤکل خارجہ ویطرح داخلہ یعنی اُتارے گئے آدم ساتھ تیس قسموں کے میوؤن جنت کے سے بعضے اُن مین سے وہ تھے کہ کھایا جاتا ہی اندر اُنکا اور باہر اُنکا بھی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ کھایا جاتا ہی اندر اونکا اور پھینکا جاتا ہی باہر اُن کا اور بعضے انمین سے وہ ہین کہ کھایا جاتا ہی باہر اونکا اور پھینکا جاتا ہی اندر اُنکا اور بعضی روایتون مین تعیین بھی اُن میوؤن کی آئی ہے کہ عجوہ اور ترنج اور موز اُن مین سے تھا اور بھی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی مین ساتھ سند صحیح کے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدم اُھبط بالھند ومعہ السندان والکلبتان والمطرقۃ اھبطت حوا بجدۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم اُتارے گئے ہند مین اور ہمراہ اُنکے تین اوزار لوہار کے تھے یعنی اَہرن اور جس سے لوہے کو پکڑتے ہین اور ہتوڑا اور اُتاری گئی حوا بیچ جدہ کے اور ساتھ روایت ابن جریر کے وارد ہوا ہے کہ حجر اسود بھی ہمراہ حضرت آدم کے بہشت سے آیا ہی اور عصا موسی علیہ السلام کا بھی ہمراہ اُنکے بہشت سے آیا اور وہ عصا اس کے درخت کا تھا کہ بیچ بہشت کے درختون مین سے تھا طول اُسکا دس گز کا تھا موافق قد حضرت موسی علیہ السلام کے اور جب حضرت موسی علیہ السلام نے بیچ خانہ کعبہ کا اوا کیا حجر اسود کو اوپر پہاڑ ابو قبیس کے رکھا اور وہ پتھر اندھیری راتون مین چاند کی مانند چمکتا تھا جہان تک شعاع اُسکی پڑی حرم کی مقرر ہوگئی اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر ساتھ روایت ابو ہریرہؓ کے لاتے ہین کہ جب حضرت آدم بہشت سے نکل کر زمین پر پڑے تو کمال وحشت انکو تھی حضرت جبرئیل نے آکر آواز بلند سے اذان کہی جب کہ اس کلمہ پر پہنچے کہ اشھد ان محمد رسول اللہ حضرت آدم کو سبب سننے اس نام کے اُنس اور اطمینان حاصل ہوا اور وحشت دُور ہوئی اور انھین مین سے یہ ہی کہ ابن حاتم نے روایت کی ہی کہ حضرت آدم نے وقت اُترنے کے دنیا مین بہشت سے دونو ہاتھ اوپر دونو زانوا اپنی کے رکھے تھے اور سر اپنا درمیان دونو زانوں کے رکھکر شرمندوں کی مانند گردن نیچے ڈالی تھی اور ابلیس نے اپنے دونو ہاتھون کی انگلیون کو پنجہ بنا کر اُن دونو کو اپنی کوکھ پر رکھا تھا اور سر اپنا آسمان کی طرف بلند کر کے بشکل حیرت زدون کے کہ متکبر ہوتے ہین نیچے اُترا تھا اور ابن ابی شیبہ نے بیچ مصنف اپنے کے حمید بن ہلال سے روایت کی ہی کہ رکھنا ہاتھ اپنا تہی گاہ پر رکھنا نماز مین اسی سبب سے مکروہ ہی کہ ابلیس بیچ وقت زمین کے آنیکے

تفہیم علمی
کیا ہو سکتی ہے کہ علم ہی کی بدولت آدمؑ فرشتوں سے جیت گئے اگر اور کوئی چیز علم سے بڑھ کر فضیلت کی ہوتی تو آدمؑ فرشتوں پر اپنی شرف ثابت نہ کرتے شرف بھی کوئی چیز نہ تھا گر علم فرشتوں کو اُن کے آگے جھکنا ہی پڑا شیطان نے انکار کیا تو ہمیشہ کے لیے اس کو پھٹکار دیا
فازلھما الشیطان

اسی شکل پر آیا تھا اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہی کہ جب حضرت آدم بہشت سے نکالے
ہمراہ انکے تخم طرح طرح کے دیئے لیکن حضرت آدم بعد اترنے کے اُن تخموں کو بسبب غم اور الم گناہ
کے اور توبہ کے فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تخم ہے ابلیس نے اُسوقت میں فرصت پاکر
ہاتھ اپنا اُن تخموں پر پہنچایا جس تخم کو ہاتھ اُسکا لگا بے منفعت ہوگیا اور سمیت پیدا ہوگئی اور جو اُسکے ہاتھ
سے محفوظ رہا منفعت اُسکی برقرار رہی اور انھیں میں سے یہ ہی کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت
براز کی نہوئی تھی جب زمین پر آئے اول اول میوہ ہی کا کھایا اور اُنکو حاجت پاخانہ کی شکم میں معلوم
ہوئی نہایت حیران ہوئے بائیں دائیں دوڑتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
ہووے جبرئیل آئے اور اُنکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب آپنے براز میں بدبو سونگھی گریہ اور زاری
اُنپر غالب ہوئی ستّر دن اسی غم میں روتے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
امیر المؤمنین علیؓ بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لم یخلق
فیہا ذہبا و لا فضۃ فلما اہبط آدم و حواء انزل معہما ذہبا و فضۃ فسلکہ ینابیع فی
الارض منفعۃ لاولادہما من بعدہما یعنی جیساکہ روایت کیا ہے اِسکو ابن ابی الدنیا نے
بیچ کتاب بکا کے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا ہی ابن عساکر نے طریق
جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اُس نے باپ اپنے سے اور باپ اُس کے نے دادے اُس کے سے
کہ کہا اُس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالی نے ہرگاہ پیدا کیا دنیا کو نہیں
پیدا کیا تھا اُس میں سونا اور نہ چاندی پس ہرگاہ کہ اُتارے گئے آدم اور حوا اتارا ساتھ اُنکے سونا چاندی
پس جاری کیا اُسکے چشمے زمین میں واسطے اولاد ان دونوں کے کہ بعد اُنکے ہونگے اور دیلمی نے سند
فردوس میں ساتھ روایت انس بن مالکؓ کے آنحضرتؐ سے نقل کی ہے کہ اول من حاک آدمؑ
یعنی پہلے پہل کام بُننے کا حضرت آدمؑ نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی
ہی اور ابن عساکر نے بھی کہ کان آدم حراثا یعنی حضرت آدم مشغول ساتھ کھیتی کے تھے اور معاش
اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام بڑہی تھے اور حضرت
ادریس علیہ السلام درزی اور حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ دونو تجارت کرتے تھے اور حضرت

ابراہیم بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام صاحب مواشی کے تھے اور اولاد
مواشی کی سے اور دودھ سے اور پشم انکی سے معاش اپنی کرتے تھے اور حضرت لوطؑ بھی زراعت
کرتے تھے اور حضرت موسیٰ نے چندمدت بکریاں چرائیں اور حضرت داؤدؑ زرہ بنایا کرتے تھے
اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے اور خواص وہ ہے کہ درخت کے پتون سے کوئی چیز
بننے مثل زنبیل اور بوریے اور پنکھے کے اور باوجود اسکے کہ انکو بادشاہت تمام زمین کی تھی
سوا کسب ہاتھ اپنے کے نہیں کھاتے تھے اور ہر مہینے میں نو دن روزہ رکھتے تھے تین روز اول
چاند کے اور تین روز درمیان سے اور تین اخیر چاند کے اور باوجود اس زہد کے انکے تئیں قوت
بشری اس مرتبہ کی تھی کہ سات سو کنیزک اور تین سو عورتیں منکوحہ انکے گھر میں تھیں اور حضرت
عیسیٰ سیاحی کرتے تھے اور کسی طرحکا پیشہ نہیں کرتے تھے اور کسی چیز کو نقد وجنس سے کل کیواسطے ذخیرہ نکرتے تھے اور
کہتے تھے کہ جسنے کھانا چاشت کا مجکو کھلایا ہے وہی کھانا شام کا بھی کھلاویگا اور جو کھانا شام کا کھلاتا ہے کھانا چاشت
کا بھی کھلاویگا اور باوجود اس تمام سیر اور سفر کے تمام رات جاگتے اور دن کو روزہ رکھتے اور حضرت محمد رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشہ جہاد کا تھا حق تعالی نے آخر عمر میں رزق انکا نیچے سایہ نیزہ انکے کے کیا
تھا اور ان سب میں سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مقبول التوبہ ہوے حضرت جبرئیل
علیہ السلام آئے اور پکارا کہ اے جانورو زمین کے حق تعالے نے تمہارے اوپر خلیفہ کو بھیجا ہے
پس اطاعت اور فرمانبرداری اس کی کرو جانوروں دریا کے نے سر اپنا اٹھایا اور اطاعت و
فرمانبرداری ظاہر کی اور جانور جنگل کے تمام گرداگرد حضرت آدمؑ کے آکر کھڑے ہوے حضرت
آدم علیہ السلام ہر ہر جانور کو آگے اپنے بلاتے تھے اور اوپر سر اور پیٹھ اُس کی کے ہاتھ پھیرتے
تھے جو جانور جنگل کا پاس حضرت آدم علیہ السلام کے آیا اور ہاتھ انکا اُس جانور پر پہنچا اہلی
اور خانگی ہوا کہ معاش اُس کی آدمیوں میں ہے جیسا کہ گھوڑا اور اونٹ اور بیل اور بکری
اور کتا اور بلی اور جس کسی نے اپنے تئیں کھینچا ہوا رکھا اور پاس حضرت آدم علیہ السلام
کے نہ آیا اور برکت ہاتھ انکے کی نپائی وحشی رہا کہ بنی آدم سے نفرت کرتا ہے جیسا نیل گاؤ
اور گورخر اور ہرن اور سواے اسکے اور ان میں سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے
بعد توبہ کے جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدایا یہ بندہ تیرا کہ ابلیس ہے درمیان میرے

تفہیم خلیلی

آدمؑ کو سجدہ نہ کیا یہ بھاری گناہ پہلے یہل اسی مردود سے ہوا اللہ تعالی نے اسکو کفر و ضلالت ہی پر پیدا کیا تھا گروہ ظاہر میں عبادت کرتا رہا مگر اصل یہ تھی آخر اپنے اصل کو پہنچ گیا اور خدا کا ایک ہی حکم نہ ماننے سے کافر ہو گیا ہر کلام میں اعتبار خاتمے کا ہے خدا ہم مسلمانوں کے ہر کاموں کا خاتمہ بخیر کرے

دعا حضرت آدم کی واسطے اولاد کی

تفسیر خلیلی

اور اُس کے عداوت مستحکم ہوئی اگر تو اعانت میری اور اولاد میری کی نکرے تو ہمکو قدرت مقابلہ اُسکے کی نہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اولاد تیری مین سے پیدا ہوگا اُسکے ساتھ ایک فرشتہ اپنے فرشتون مین سے مقرر کرینگے تا اُس کو وسوسہ اس دشمن کے سے منع کرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدایا اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون مین حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دروازہ توبہ کا واسطے اولاد تیری کے کھلا ہوا رکھین گے جب تک کہ روح بدن مین ہے توبہ مقبول ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اب مجکو کفایت ہوئی جب ابلیس نے یہ معاملہ معلوم کیا ساتھ کمال تضرع اور زاری کے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا اس بندہ اپنے کی کہ دشمن میرا ہے اسقدر اعانت کی اب کس طرح مجکو قدرت اُس کے بہکانے پر ہوگی میری بھی مدد فرما حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمراہ ہر ایک شخص کے اُسکی اولاد مین سے تیرا بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ تمام عمر اسکے گمراہ کرنے مین مصروف رہیگا ابلیس نے عرض کی کہ بارخدایا اس سے بھی زیادہ مدد اپنی چاہتا ہون حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجکو اور اولاد تیری کو ایسی قدرت دی کہ خون کی جگہہ رگ اور پوست بنی آدم مین چلین اور سینہ اور دلون اُنکے مین اپنا گھر بنالیوین ابلیس نے عرض کی کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجکو قدرت دی کہ اوپر ہر شخص کے بنی آدم سے تمام فوج اور لشکر اپنا خواہ سوار خواہ پیادہ جمع کرے تو اور ہر طرف سے اوپر اُسکے ہجوم کرے اور بیچ مالون اور اولاد اُنکی کے شریک ہووے تو کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان و ابن المنذر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یعنی جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے بیچ مکائد الشیطان کے اور ابن المنذر نے روایت کیا جابر بن عبد اللہ رضی سے آور انھین مین سے یہ ہے کہ امام احمد اور بیہقی نے سلمان فارسی رضی سے اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو بعد توبہ کے وحی ہوئی کہ چار باتون کو یاد رکھ اور ہر ایک کو اپنی اولاد مین سے پہنچا ایک اُن چار مین سے حق میرا ذمہ تیرے ہے اور دوسرا حق تیرا جو ذمہ میرے ہے اور تیسرا معاملہ کہ درمیان میرے اور درمیان تیرے ہے اور چوتھا معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے ایسے حق میرا ذمہ تیرے پس یہ ہے کہ میری عبادت کرے اور ساتھ میرے کسی شے کو شریک نکرے

اور جبکہ حق تیرا میرے ذمہ ہے پس وہ یہ ہے کہ تیری عملونکی جزا تمام وکمال تمکو پہنچاؤن اور کسی طرح کا ظلم اور نقصان اُس جزا مین نکرون اور جو معاملہ کہ درمیان میرے اور تیرے جاری ہے پس وہ یہ ہے کہ تیری طرف سے سوال اور دعا اور میری طرف سے قبولیت اور عطا اور جو معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے پس وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے اوپر نہ پسند کرے تو دوسرونکے اوپر بھی مت پسند کر اور جو چیز چاہے تو کہ آدمی میرے ساتھ کرین تو بھی ویسا ہی آدمیونکے ساتھ کر اور انھین مین سے یہ ہے کہ خطیب اور ابن عساکر نے انس بن مالک سے مرفوعا روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے آخر عمر مین جبکہ اولاد اور اولاد کی اولاد اُنکی کی چالیس ہزار کو نوبت پہنچی خاموشی اختیار کی اور قلت کلام کا التزام کیا اسواسطے تمام اولاد اُنکی پاس جمع ہوئی اور عرض کی کہ اے باپ ہمارے تمہارے تئین کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کلام نہین کرتے ہو اگر ہم سے بہ نسبت تمہارے کچھ تقصیر اور گناہ صادر ہوا تو اسکی اطلاع کرو تاکہ ہم توبہ اُس سے کرین حضرت آدم نے اُسوقت مین کلام کیا اور کہا کہ اے بیٹو میرے حق تعالی نے مجکو بسبب شامت گناہ میرے کے بہشت سے نکالکر زمین پر ڈالا اور تمام عمر میری اسی تپ و تاب مین گذری کہ ساتھ کسی حیلہ کے اپنے تئین پھر اسی مکان مین پہنچاؤن اسوقت مجکو وحی آئی کہ اقلل الکلام حتی ترجع الی جواری یعنی باتین کم کر تاکہ پھر طرف ہمسائگی میرے کے پہنچو اور ابن صلاح نے بیچ امالی اپنی کے محمد بن نصیر سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا مین چاہتا ہون کہ تمام دم عمر میری کے تیری حمد و تسبیح مین گذرین لیکن تو نے کھیتی اور حرفت مین ایسا مشغول کیا کہ اُس سے فرصت نہین پس مجکو ایسی چیز تعلیم کر کہ تسبیح اور حمد تمام خلق کی اُسمین جمع ہو حق تعالی نے وحی بھیجی کہ وقت صبح اور شام کے ان کلمونکو تین بار کہہ الحمد لله رب العالمین حمدا یوافی نعمه ویکافی مزید کرمه اسواسطے کہ یہ کلمے شامل سب قسم کی حمد اور تسبیح کو ہین اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر مینھ کا پانی پیالہ مین کا پانی ہرگز نہ پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اول روپیہ اور اشرفی حضرت آدم نے بنایا تھا اور سونے اور چاندی کو چیزون کی قیمت مین رواج دیا اور ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی بن کعب سے اور انھون نے آنحضرت صلی الله علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب وفات حضرت آدم کی نزدیک

تفہیم غلطی

(م) اور زیادہ عجب ہے جان بوجھکر نماز چھوڑنی اُسے کفر کہا ہے
(ش) خدا کی نافرمانی ایسی بری چیز ہے کہ شیطان ایسا بڑھا چڑھا بندہ کتنی نیکیان کرکے وہ سے جیسا مگر ایک ہی نافرمانی نے اُسکو ایسا گرایا کہ پھر اُٹھنا نصیب نہ ہوا اُن بندونکا کیا حال ہوگا جنکی نیکیان شیطان کی ہزار نیکیون کے مقابلہ مین ایک اور گناہ اُس

بیان ابتدا نکالنے اشرفی اور روپیہ کا

پہنچی اُس وقت خواہش بہشت کے میوے کھانے کی غالب ہوئی خود بسبب ضعف اور نہونے قوت
کے حرکت نہین کرسکتے تھے بیٹون اپنون کو کہا کہ جاؤ تم اور میرے واسطے خدا سے میوے بہشت
کے مانگو اور اسوقت مین آدمیون کی عادت یہ تھی کہ جو مطلب خدا سے مانگتے تھے کعبہ معظمہ کی
زمین پر آتے تھے اور وہان دعا کرتے تھے حاجت روا ہو جاتی تھی حضرت آدمؑ کے بیٹے اِس قصد
پر نکلے حضرت جبرئیل اور اور فرشتے اُنسے مِل گئے اور مطلب دریافت کیا انھون نے حضرت آدمؑ
کی فرمایش کا حال بیان کیا فرشتون نے کہا کہ ہمراہ ہمارے پھر آؤ کہ ہم خود بخود مطلب تمھارا لائے
ہین جب پاس حضرت آدم علیہ السلام کے پہنچے حضرت حوا موت کے فرشتون کو دیکھکر ڈرین اور حضرت
آدمؑ کے پاس کھڑے ہونے لگین حضرت آدمؑ نے اُنکو ترش روئی سے کہا کہ اسوقت مین مجھسے دور ہو
کہ مجھکو پہنچا تیرے سبب سے پہنچا میرے درمیان مین اور درمیان بھیجے ہوئے پروردگار میرے کے حائل
مت ہو فرشتون نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کی اور کہا کہ اے بیٹو آدمؑ کے دیکھو تم
کہ ہم ساتھ باپ تمھارے کے کیا کرتے ہین ویسے ہی تم بھی اپنے مردون کے ساتھ کرتے رہو حضرت
جبرئیل خوشبو مرکب بہشت کی خوشبوؤن سے مانند ارگجہ کے اور کفن بہشت کے کپڑون سے اور بیر کے
پتے بہشت کی بیریون مین سے لائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط
مَلا اور بعد اُسکے اُنکو اٹھا کر کعبہ مین لیگئے اور اوپر اُنکے نماز پڑھی اور متصل مسجد خیف کے دفن کیا اور
دارقطنی نے بیچ سنن اپنی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صلی جبرئیل علی آدم و
کبر علیہ اربعا صلی جبرئیل بالملئکۃ یومئذ فی مسجد الخیف واخذہ من قبل القبلۃ ولحد لہ وسنم
قبرہ یعنی حضرت جبرئیل نے اوپر جنازہ حضرت آدم علیہ السلام کے امام ہوکر نماز پڑھی اور چار تکبیرین
کہین اور بیچ مسجد خیف کے اور بدن اُنکا قبلہ کیطرف سے قبر مین لائے اور قبر اُنکی بغلی کی اور بعد دفن
کرنیکے قبر اُنکی کو ڈھلوان کوہان اونٹ کی شکل پر بنایا اور ابن عباسؓ نے ابی بن کعبؓ سے مرفوعا
روایت کی ہے کہ واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے قبر بغلی بنائی اور باعتبار عدد طاق کے انکو غسل
دیا اور ابن عساکر عطا خراسانی سے لایا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام نے سات روز تک اوپر حضرت آدمؑ کے
ماتم رکھا اور گریہ اور زاری کرتی تھین اور ابو الشیخ اور ابن عدی اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ
سے روایت کی ہے کہ کوئی آدمی اہل بہشت سے نہوگا مگر کہ اُس کو اُس جگہہ اوس کے نام کیساتھ

بلاوین گے مگر حضرت آدم علیہ السلام کہ انکو انکی کنیت سے اُس جگہہ بلاوین گے اور کہین گے
کہ ابا محمد اور کسی بہشتی کے منہ پر داڑھی اور مونچھین نہونگی مگر حضرت ہارون علیہ السلام کہ اُن کی
داڑھی لمبی ناف تک ہوگی اور بیہقی نے دلایل النبوۃ مین حضرت امیر المومنین مرتضےٰ علی کرم
اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهل الجنة ليست لهم كنى الا
آدم فانه يكنى ابا محمد تعظيما وتوقيرا یعنی کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنت کے واسطے
کنیتین نہونگی مگر آدم پس تحقیق اُنکی کنیت ابو محمد ہوگی واسطے تعظیم اور توقیر کے اور ابو الشیخ نے اسی
مضمون کو بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر غالب بن عبد اللہ عقیلی سے لائے
ہین کہ کنیت آدم کی ابو البشر ہے دنیا مین اور ابو محمد ہے جنت مین اور ابو الشیخ نے خالد بن معدان
نے روایت کی ہے کہ اترنا حضرت آدم علیہ السلام کا ہند مین تھا اور بعد مرنے کے انکو اُٹھا کر خانہ کعبہ
کے پاس لائے تھے اور ڈیڑھ سو آدمی اُن کی اولاد مین سے نوبت بنوبت اُٹھانیکی خدمت مین
مقرر تھے اور ابو الشیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ قبر حضرت آدم علیہ السلام کی منا مین ہے بیچ مقام
مسجد خیف کے اور قبر حضرت حوا علیہا السلام کی جدہ مین ہے اور انھین مین سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم
کو فرمایا کہ فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون تو ابلیس نے جناب الٰہی
مین عرض کی کہ بار خدایا آدم کو وعدہ کرامت کا فرمایا تو نے اور واسطے اولاد اُسکی کے کتاب اور رسول
اور علم اور جگہہ بیٹھنے کی اور کھانا اور پینا اور شراب اور آواز خوش عنایت فرمائی تو نے مجکو
فرما کہ ان چیزون مین سے کیا دیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کتاب تیری وشم ہے یعنی نیلا گدوانا
ساتھ سوئی کے اور قرآن تیرا شعر ہے اور رسول تیرے کاہن اور سیہین اور نشانش اور برہم خوان اور علم
تیرا سحر ہے اور کھانا تیرا ہر مردار کہ اُسکے ذبح کرنیکے وقت نام خدا کا نہ لیا گیا ہو اور پینا تیرا ہر چیز مست
کرنیوالی ہو جیسا کہ پانی بھنگ کا اور پانی پوست کا اور شراب اور مانند اسکے اور جگہہ بیٹھنے تیری کی
حمام ہے اور باتین تیری جھوٹے قصے اور موذن تیرا مزامیر اور بربط اور مسجد تیری بازار ہے اور آواز
تیری آواز گھنٹے کی اور جال شکار تیرے کا عورتین ہین ابلیس نے کہا کہ اے رب میرے یہ سب باتین
کافی شافی ہین اپنی معاش مین مجکو اور منجملہ اُن چیزون کے یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
قرب الٰہی سے دور ہوئے انکو بسبب اسکے کمال وحشت حاصل ہوئی حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو حکم

تفسیر تحتی

هذه الشجرة فتكونا من الظالمين

ت: اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی (حوا) جنت میں رہو اور جہاں چاہو با فراغت کھاؤ اور اس درخت کے قریب بھی نہ جانا نہیں تو گنہگار ہو جاؤ گے

ف: خدا نے اُس درخت کا نام نہیں بتایا نہ کسی صحیح حدیث میں آیا ہے واللہ اعلم بالصواب پر تم کھانے پینے کی چیزوں کو بغیر

فرمایا کہ جس جگہہ اب کعبہ ہے ایک گھر تیار کرو مانند بیت المعمور کے کہ آسمان مین کعبہ فرشتونکا ہے
اور گرد اسکے طواف کرو جیسا کہ فرشتے گرد بیت المعمور کے طواف کرتے ہین حضرت آدم علیہ السلام
جیسا کہ فرشتونکو انھون نے طواف کرتے ہوے دیکھا تھا اسی طرح طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے اور نماز
اسکی طرف پڑھتے تھے جیسا کہ فرشتے بیت المعمور کی طرف پڑھتے تھے روایت کیا اسکو طبرانی نے
عبداللہ بن عمر سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ
نے ہندوستان کی زمین سے چالیس حج پیادہ پا کئے ہین اور منجملہ ان چیزونکے یہ ہے کہ صحیح بخاری
اور مسلم اور باقی صحاح ستہ مین اصل اس قصہ کا مذکور ہے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین اور واحدی نے
کتاب الشریعہ مین اور ابو داؤد نے ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے
ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بار خدایا حضرت آدم سے میری
ملاقات کروا دے تا کہ ان سے دریافت کرون کہ انھون نے ہمکو اور اپنے تئین بہشت سے کسواسطے
نکلوایا اور محنت اور بلاؤن مین دنیا کے اندر پھنسایا حقتعالی نے انکو ان سے ملوا دیا حضرت موسیٰؑ
نے بطور اعتراض کے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ حق تعالی نے روح خاص اپنی تمہارے
اندر ڈالی اور ہر چیز ونکے نام تمکو سکھلا دئے اور فرشتون سے تمکو سجدہ کرا دیا اور بہشت اپنی مین
تمہاری سکونت مقرر کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ہان مین وہی آدم ہون حضرت موسیٰؑ
نے کہا کہ پس کیا سبب ہوا کہ بہشت سے تم نکلے اور ہمکو بھی نکالا اور زمین پر پڑے حضرت آدمؑ نے
جب یہ اعتراض سنا اسنے فرمایا تو کون ہے انھون نے کہا کہ مین موسیٰ ہون حضرت آدمؑ نے کہا وہی
موسیٰ ہے کہ خدا کیساتھ تو نے باتین کین ہین اور تجکو پیغمبر برگزیدہ اپنا کیا ہے اور رتبہ مناجات کا
تجکو عطا کیا اور توریت عنایت کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ہان مین وہی موسیٰ ہون حضرت آدمؑ نے
کہا پس سچ کہہ کہ توریت میری پیدایش سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ دو
ہزار برس پہلے تم سے لکھی گئی تھی پھر حضرت آدمؑ نے کہا کہ آیا توریت مین یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ
وعصیٰ آدم ربہ یا نہین یعنی نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ البتہ موجود ہے
حضرت آدمؑ نے کہا پس کسواسطے مجکو ملامت کرتا ہے اوپر اس امر کے کہ میری پیدایش سے دو ہزار
برس پہلے اسکو لکھ دیا اور مقدر کر دیا آنحضرتؐ نے بعد نقل کرنے اس قصہ کے فرمایا کہ حضرت آدمؑ

حضرت موسی پر غالب ہوئے اور حضرت موسی خاموش ہوگئے اور اس قصہ مین عوام لوگونکو ایک بڑا
اعتراض ہاتھ لگا کہ اگر ایسی گفتگو صحیح ہو لازم آتا ہی کہ ہر شخص بدکار جو اسکو نصیحت کرے اسی ہی الزام
کرنے لگے اور اپنے نصیحت کرنیوالے کو خاموش کردے اور باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بالکل مسدود ہو جاوے اسواسطے کہ وہ بدکار کہنے لگے کہ نیکی اور بدی پہلے سے ہی ہماری تقدیر
مین لکھی گئی اور جو تقدیر مین ہو چکا اسکا کرنا ہمکو خواہ مخواہ پڑیگا بلکہ تقدیر مین وہی چیز لکھی گئی ہی
جو ہم کرینگے خواہ اختیار سے خواہ بغیر اختیار کے اور جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کی
غرض یہ تھی کہ بسبب اُس تقصیر کے حضرت آدمؑ کے اوپر انکار کیا ہو اسواسطے کہ انکار گناہ کا وقت
تکلیف کے ہوتا ہی اور حضرت آدمؑ اُسوقت مکلف نتھے اسواسطے کہ بعد مرنیکے آدمی مکلف نہین رہتا
ہے اور گنہگار اسوقت لائق سرزنش کے ہوتا ہی کہ قصد جرأت گناہ کے اوپر کرے یا راضی گناہ پر ہو
اور حضرت آدمؑ سے یہ گناہ اپنے ارادہ اور رضامندی سے صادر نہوا تھا بلکہ اتفاقاً سرزد ہو گیا الغرض
غرض حضرت موسی علیہ السلام کی سوال کرنے سے یہ تھی کہ تم سے یہ گناہ کس سبب صادر ہوا تھا پس
حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کے حوالے کر دیا اور طریقہ شریعت کا یہی ہی کہ جو شخص اپنے گناہ سے
توبہ کر چکے سرزنش اور طعن اسکو نکرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ خود نادم اپنے گناہ پر ہی لائق سرزنش
اور طعن کے وہی گنہ گار ہی کہ اپنے گناہ پر نادم نہو اور پھر ارادہ گناہ کرنے کا رکھے اگر قدرت پاوے
اور ایک عارف کی زبانی سنا گیا کہ لغزش انبیاؤن کی اگرچہ ظاہر مین گناہ کی شکل مین ہوتی ہی
لیکن اُسکے اندر بھید اور حکمتین ہوتی ہین پس طعن کرنا اُس شخص کا کام ہی جو بیخبر ہو اور اسرار
اور حکمتون سے واقف نہو اور حضرت موسیٰ ایسے شخص نتھے کہ ناواقف ہون اسیواسطے حضرت
آدمؑ نے حضرت موسیٰؑ کی بہت سی تعریف کرکے الزام دیا اتلومنی علی امر قد قدر علی قبل ان اخلق
یعنا یا پس ملامت کرتا ہی تو مجکو اوپر ایسی شے کے کہ مقدر ہو چکی پہلے پیدائش میری سے پس حاصل کلام
حضرت آدمؑ کا یہ ہی کہ حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم سے باوجود اسکے کہ عارف کامل ہو یہ بات بعید ہی
کہ اُس لغزش میری مین کہ سراسر حکمت ہی میری طرف نسبت کرو اور حکیم کی حکمتونسے کہ اُسکو اندر اسنے رکھدی تھین غافل
ہو جاؤ اور اسبابکو جانو تم کہ اسواسطے اُسنے مجکو پیدا کیا کہ خلافت زمین کی مجکو عنایت کرے اور احکام تکلیفیہ میری اولاد پر
جاری ہون اگر وہ گناہ مجھسے سرزد نہوتا یہ کارخانہ کسطرح سے ہوتا اور کیا اچھا کہنے والے نے کہا ہی بیت کار پاکان را قیاس از خود مگیر

تفہیم خلیلی

کہ گر تم دار اس درخت کے قریب بھی نہ پھٹکنا نہیں تو ظالم ہی ہو جاؤ گے کیونکہ غلام پر مالک کا حق یہ ہی کہ غلام سب باتون مین اُسکی فرمانبرداری کرے تو جب تم مالک کی نافرمانی کروگے تو مالک کی حق تلفی ہو گی اور یہی حق تلفی ظلم ہے (ف) فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ ۵ پھر شیطان نے

گرچہ باندازہ نوشتن شیر و شیرہ اور حضرت موسیٰ کے اس قسم کے اعتراض بہت ہین کہ اپنی کمال کی راہ سے کئے تھے اور کچھ نقصان
کی بات آنکے حق مین نہ تھی منجملہ اُن کے حضرت خضر کے قصہ مین تین باتون کا اتفاق پڑا تھا چنانچہ
وہ حکایتین سورہ کہف کے آخر مین مذکور ہین واللہ اعلم اور جبکہ ان باتون سے فراغت ہوئے
یعنی اثبات نبوت کا بسبب عاجز ہونے کفار کے بنانے مثل قرآن کے سے پھر یاد دلانا حال ابلیس کا کہ
باوجود ثابت ہونے خلافت حضرت آدم کے نص صریح سے اور عاجز ہونے تمام فرشتون کے روبرو حضرت
آدم کے بیان کرنے نام چیزونکے سے فرمانبرداری آسنے قبول نکی اور انکار اور تکبر کیا پھر یاد دلانا اُس عہد کا
کہ حضرت آدم اور اولاد آنکی سے بعد قبول ہونے توبہ آنکی کے زمین مین لیا تھا بعد اسکے یہ بھی ضرور
ہوا کہ بنی اسرائیل کو وہ عہد بھی یاد دلانے چاہئین کہ اُنکے باپ دادون نے خدا سے کئے تھے اور اسکی
کئی وجہ سے ضرورت ہی اوّل یہ کہ بنی اسرائیل تمام آدمیون سے ممتاز تھے نبیون کے پہچاننے مین کیونکہ
لوگ نبیونکی علامتین خوب جانتے تھے بسبب اسکے کہ حضرت یعقوبؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک چار ہزار پیغمبران
مین ہوئے تھے جنمین سے بعضے پیغمبر بادشاہونکی صورت مین گذرے ہین جیسے کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ
اور بعضے عالمون اور مشائخون کی صورت مین جیسیکہ حضرت ذکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ اور بعضے وزیرون اور
مشیرون ملک کی صورت مین جیسیکہ حضرت شمویلؑ اور بعضے زاہدون اور راہبون کی صورت مین جیسے کہ
حضرت یونسؑ پس ان باتون سے انکو چاہیئے کہ نبوت کو منحصر ایک وضع اور ایک شکل مین نہ سمجھین بلکہ یہ بات
جانین کہ انبیا کئی وضع پر ہوتے ہین اور پیغمبر آخر الزمان پر بھی نبی برحق سمجھکر ایمان لاوین اور فرمانبردار ہون
تاکہ انکے ایمان لانے سے اور لوگ بھی کہ جنکو شناخت پیغمبرونکی نہیں ہے اس نبی پر ایمان لاوین اور برحق
سمجھین اور سوا اسکے انکے پاس کتب الٰہی موجود ہین اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ہین کہ انسے برحق ہونا
اس نبی کا معلوم ہوتا ہے اور جسوقت کہ مدعی اور مدعا علیہ محکمہ مین حاضر ہون اور نوبت ادائے شہادت کی
پہنچے تو گواہون کے ذمہ گواہی دینی فرض ہوتی ہے پس فرقہ بنی اسرائیل تمام آدمیونکے درمیان سی
ایسے ہین جیسیکہ دفتر کے متصدی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی خدمت اور عہدہ اور صحت اور سقم اُنکے سے واقف
ہوتے ہین اور انکی بات معتبر ہوتی ہے اور گواہی مقبول ہوتی ہے اگر ایسے لوگ حاجت کے وقت حق بات
ظاہر نکرین تو وبال حق تلفی کا گویا اور آدمیونسے بھی سرزد ہوا انکی گردن پر ثابت ہوتا ہے اور اُنکے سکوت کرنے سے انکو
سے ناواقفونکو بھی شک پڑتا ہے اور گمان کرتے ہین کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے مین سچا ہوتا تو یہ آدمی کا

حال خوب معلوم ہوا اسکے سچے ہونیکی گواہی دیتے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حضرت آدمؑ سے لیکر اسوقت
تک بیشمار آدمی ہوے ہیں لیکن ہر وقت بعضے اشخاص انہیں سے منتخب ہوتے رہے ہیں
اول حضرت نوحؑ کیوقت میں کہ تمام آدمی شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہوگئے تھے اور اسقدر عقائد
باطل انکے محکم ہوگئے تھے کہ قریب ہزار سال کے حضرت نوحؑ انکو سمجھاتے رہے لیکن درستی پر
نہ آئے اللہ تعالیٰ نے سبکو یکقلم محو کرکے خلاصۂ اولاد حضرت نوحؑ کو باقی رکھا اور ان سے منتخب کیا
دوسرے حضرت ابراہیمؑ کیوقت میں کہ پرستش ستارونمیں تمام آدمی گرفتار تھے اور پابند اسباب کے اسقدر
ہوگئے تھے کہ سبب حقیقی سے بالکل غافل ہوگئے تھے حضرت ابراہیمؑ کے تابعدار انکو کہ حنفا تھے ممتاز کیا
اور واسطے انکے طریق خاص جیسکہ ختنہ اور غسل جنابت کا اور اور قسم کی طہارتیں بدنی اور حج خانہ کعبہ کا اور
قربانی حیوانات کی اور عقیقہ اولاد کا اور اور رسمیں اور عادتیں کہ ہر حال میں اللہ کیطرف متوجہ ہونا جناب الٰہی کا
میں بھی اور اولاد میں بھی مقرر فرمائیں پھر حضرت موسیٰؑ کیوقت میں بنی اسرائیل کو کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد
میں سے تھے منتخب کیا اور انکو دفتر دار اپنا بنایا تاکہ کتابوں الٰہی اور احکام الٰہی کے محافظ ہیں اور دی
سکے فرشتونکی بھی انہیں پر آمد رفت رہی اور پیغمبر بھی اسی گروہ میں سے ہوتے رہے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد میں یہ عنایت طرف فرقہ قریش کے بنی اسمعیل میں سے کہ یہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد
میں ہیں متوجہ ہوئی اور انکو منتخب کیا لیکن انتقال اس منصب کا بنی اسرائیل کو بہت شاق ہوا اور
رگ حسد انکی نے جنبش کی بس لازم ہوا کہ اول بنی اسرائیل کو انکے عیبوں پر مطلع کیا جاوے تاکہ انکو بھی
اور اورونکو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اس گروہ کی استعداد بالکل جاتی رہی اور لایق اس منصب کے
نرہے تاکہ ظاہر بینونکی نظر میں یہ امر بلاوجہ نسمجھا جاوے بلکہ حکمت کی راہ سے جانیں تیسری وجہ یہ ہے
کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اکثر مناظرہ اور گفتگو قریش کیساتھ
رہتی تھی اسواسطے کہ اس جگہہ سوائے اس گروہ کے اور کوئی نہیں رہتا تھا اور جسوقت مدینہ کیطرف
ہجرت فرمائی اکثر صحبت اور گفتگو بنی اسرائیل سے ہوئی اور تمام عرب اسی امر کے منتظر تھے اسواسطے کہ
بنی اسرائیل کو اہل کتاب اور واقف ان امور کے جانتے تھے اور جسوقت بنی اسرائیل اس پیغمبر سے پھر
اور تابعداری قبول نکی اس سے گمان ایسا انکا ہوا کہ اور آدمیونکے دل میں شبہ اور شک آجاوے اس شبہ
کے دفع کرنیکے واسطے بنی اسرائیل کی پہلی پچھلی باتونکا بیان ہوا تاکہ لوگونکے نزدیک قول اور فعل انکے کا

تفسیر خلیلی
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ۝
ت اور ہم نے کہدیا کہ یہاں سے اُترو تم ایک دوسرے کا دشمن ہوا اور تمکو ایک مدت تک زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے
ف دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جہان چاہا اُتار دیا آپس کی دشمنی ایسی بڑی چیز ہے
تنبیہ بڑے خوف کی بات ہے جیسا کہ آدمؑ کا

اعتبار نسب ہے اور یہ لوگ قابل استدلال کے نہین چوتھی وجہ یہ ہی کہ تمام گروہون مین سے
بنی اسرائیل کو بڑا فخر تھا کہ ہم مین سے پیغمبر ہوتے چلے آئے ہین اور جو کوئی فخر بسبب باپ دادون
اپنے کے کرے اُسکو چاہیے کہ اول اپنے نفس کو سنوارے و برائیان ظاہری اور باطنی اُسکی دور کرے
تاکہ موافق اس قول کے کہ الولد سر لابیہ دلیل صحت نسب اور فخر اُسکے کی پائی جاوے لا محال اُنکا نقیض
دعوے اسکے کا ہوگا اور خود اپنی زبان سے الزام کھاویگا اسیواسطے پہلے تمام آدمیونکو خطاب فرمایا کہ
یا ایھا الناس اعبدوا اور جو نعمتین کہ عام سبکے واسطے تھین جیسیکہ پیدایش زمین اور آسمان سے لیکر
پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تک اور داخل کرنا اُنکا بہشت مین اور خلیفہ کرنا اُنکا زمین مین یاد دلائین بعد
اسکے خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا اور جو نعمتین کہ خاص اُنکے بزرگونکو عطا کی تھین اور اُنھون نے
ناشکری کی اور اپنی وضع اور طور بدل ڈالے سب باتین یاد دلائین جیسے کہ فرماتے ہین یا بنی اسرائیل
یعنی اے بیٹو یعقوب کے کہ وہ بیٹا اسحاق کا اور اسحاق بیٹا ابرہیم کا ہی اور اسرائیل نام حضرت یعقوب کا ہے
اور معنی اسرا کے عبرانی زبان مین بندہ کے ہین اور ئیل معنی اللہ کے ہی پس معنی اس کلمہ کے عبد اللہ ہوے
اور عبد بن حمید نے ابو مجلز سے روایت کی ہی کہ اصل نام اُنکا کہ حضرت اسحاق نے رکھا تھا یعقوب تھا اسواسطے
کہ حضرت یعقوب اور حضرت عیص ایک حمل سے دونو پیدا ہوے تھے حضرت عیص اول پیدا ہوے اور
حضرت یعقوب پیچھے اسواسطے حضرت اسحاق نے نام اُنکا یعقوب رکھا کہ عیص کے عقب مین پیدا ہوے اور
معنی یعقوب کے عبرانی زبان مین پیچھے آنے والے کے ہین اور یہی نام اُنکا باقی رہا کہ قریب جوانی کے پہنچے
ایک دن حضرت اسحاق خلوت خانہ مین تھے اور اُنکو خلوت خانہ کے دروازہ پر بٹھلا دیا تاکہ کوئی نامحرم خانہ
وقت مین اندر نجاوے و رمناجات الہی مین تشویش نڈالے دفعتًا ایک فرشتہ مقرب فرشتون مین سے آدمی
کی صورت بنکر حضرت اسحاق کی زیارت کیواسطے آیا اور چاہا کہ خلوت خانہ مین جاوے اُنھون نے اُسکے
ساتھ دست و پائی کی اور آنے ندیا یہانتک کہ حضرت اسحاق اندر سے نکلے اور جب یہ حال دیکھا کہ
فرشتے سے مقابلہ کر رہے ہین اُنھون نے فرشتے سے عذر کیا اُس فرشتے نے حضرت یعقوب کو بہت سراہا اور
آفرین کی کہ حق خدمت کا ایسا ہی بجالانا چاہیے اور حضرت اسحاق سے کہا کہ اس فرزند کا تمھارے نام
کیا ہی اُنھون نے کہا یعقوب فرشتہ نے کہا کہ میری طرف سے نام اس فرزند کا اسرائیل رکھو اسواسطے
کہ ہماری زبان مین اسرا کے معنی برگزیدہ کے ہین اور ئیل معنے خدا کے اور یہ فرزند تمھارا مرد خدا کا ہے

کہ ہرگز پاس کسی کا نہین کرتا ہے اوسوقت سے نام انکا اسرائیل مشہور ہوا اور اسیواسطے یہ نام فرشتون
کے نام سے ساتھ ملتا ہے جیسے کہ جبرائیل اور میکائیل اور خطاب کیوقت اس طرح فرمایا کہ یا اولاد یعقوب
تاکہ اشارہ اسکی طرف ہوجاوے کہ اے بنی اسرائیل تم بیٹے اس مرد خدا کے ہو کہ مقبول خدا کا تھا اور
اپنے باپ کی فرمانبرداری کیواسطے کسی کی پروا نکی اور پاس کسی چیز کا نکیا تم کو بھی چاہیے کہ وافق
الولد سر لابیہ کے خدا کے عہد پورا کرنے مین اور بجالانے حکم اسکے مین پروا دنیا کے چلے جانیکی کرو اور
زوال مرتبے اور ریاست کے سے نہ ڈرو اور اگر اس کام مین تم قصور کروگے تو مخالفت طریقہ باپ
اپنے کی کروگے اور صحت نسب اپنے مین خلل ڈالوگے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ انبیا جو ذکر نہین آئے ہین اور مشہور ہین تمام بنی اسرائیل مین سے ہین مگر دس پیغمبر حضرت
نوح اور حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت لوط اور حضرت شعیب اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل
اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بھی نقل کی ہے کہ کوئی
پیغمبر ایسا نہین جسکے دو نام قرآن مین آئے ہون مگر حضرت یعقوب اور حضرت عیسے علیہما السلام کہ حضرت
یعقوب کا نام اسرائیل بھی ذکر کیا اور حضرت عیسے کو مسیح بھی کہتے ہین انتہے لیکن یہ تلاش ناقص ہے اسواسطے
کہ حضرت یونس کو ذوالنون بھی فرمایا ہے مگر یہ کہا جاوے کہ ذوالنون علامتون اور لقبون مین سے
ہے نام نہین اور بیان پھیلنے اولاد حضرت یعقوب کا یہ ہے کہ انکے باپ حضرت اسحاق نے حضرت لوط
کی لڑکی سے نکاح کیا تھا اور اس بی بی سے دو بیٹے ایک حمل سے پیدا ہوئے تھے اور جب وفات
حضرت اسحاق کی قریب پہنچی تو دونو بیٹونکو اپنی مسجد مین سجادہ نشین کیا اور مال اپنا بھی دونو کو آدھا
آدھا دیدیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت عیص کو بہت چاہتے تھے اور بی بی انکی حضرت یعقوب
کو بہت دوست رکھتی تھی ایکدن حضرت اسحاق نے آخر عمر اپنی مین حضرت عیص کو فرمایا کہ وقت
خاص میرے مین حاضر رہیو اور پکار یو تاکہ واسطے تیرے دعا کرون مین یہ بات انکی بی بی نے سنی اور
حضرت یعقوب کو لباس حضرت عیص کا پہنا کر بھیجا اور کہا کہ آواز اپنی عیص کی آواز سے مشابہ کرکے
پکار یو کہ مین حاضر ہون جو وعدہ دعا کا میرے واسطے کیا ہے پورا کرو اور حضرت اسحاق کو آخر عمر
مین ضعف بصارت ہوگیا تھا جب کہ حضرت یعقوب اسی شکل اور لباس مین رو برو حضرت اسحاق
کے گئے تو حضرت اسحاق نے واسطے اون کے دعا کی اور مضمون دعا کا یہ تھا کہ حق تعالے

تفہیم جلی
ای قوم کھا کھا کر
بھگا چکے سب کا
ناس ہو گیا جنت
سے نکال دئے گئے
واسطے برحال ان
لوگون کے جو
دن بار بار گناہ
کئے جاتے ہین اور
کچھ خبر بھی نہین
ہوتی دیکھئے انکا
کیا انجام ہوتا ہے
الٰہی ہم لوگون کے
حال زار پر رحم فرما
نہین سکے گذرے
ہین پہلا ہم لوگ
جنت کی قوم تھے
شیطان ہمکو دنیا
[illegible] کر لایا

نبوت تیری اولاد مین جاری رکھے بعد کتنی دیر کے حضرت عیص آئے اور اُنھون نے دعا کروانی چاہی حضرت اسحاق نے فرمایا کہ اُسوقت خاص مین پیشتر تو آیا تھا اور مینے دعا کردی ہے حضرت عیص نے کہا مجکو خبر نہین بعد تحقیق کرنیکے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آکر برکت دعا اُنکی کی لیگئے حضرت اسحاق نے واسطے حضرت عیص علیہ السلام کے دعا دوسری فرمائی کہ حق تعالی تیری نسل سے بادشاہ کرتا رہیگا اور جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی دونو بیٹون اپنے کو وصیتین فرمائین لیکن مسجد اور سجادہ حوالہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے کیا اس سبب سے حضرت عیص کو حضرت یعقوب سے کدورت خاطر کی ہوگئی تھی بعد انتقال حضرت اسحاق کے تمام مال پر حضرت عیص متصرف ہوے اور آدمیونکا رجوع انہین کی طرف ہوا اور حضرت یعقوب فقیر اور بیمایہ رہے حضرت یعقوب کی ماننے جب حال اس وضع پر دیکھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ اس جگہہ بود و باش تمھاری مناسب نہین بھائی میرا کہ نام اُسکا لایان ہے اُسکے پاس جاؤ اُسکے گھر مین کئی لڑکیان ہین اور آدمی مالدار ہے ایک لڑکی کا نکاح تمھارے ساتھ کردیگا اور تمکو معاش کی طرف سے فراغت حاصل ہوگی جب حضرت یعقوب علیہ السلام لایان کے یعنی اپنے مامون کے پاس پہنچے وہ انکے آنے سے بہت خوش ہوا اور حال اُنکی والدہ اور اُنکے بھائی کا دریافت کیا تمام حقیقت اُنھون نے بیان کی لایان نے کہا کہ بدسلوکی بھائی کی سے اندیشہ مت کر کہ تو فرزند میرا ہے اور تمام امور اپنے گھر کے اُنکے حوالہ کیئے اور بڑی بیٹی اپنی سے شادی اُنکی کردی چار بیٹے اس لڑکی سے پیدا ہوے روبیل اور شمعون اور لاوی اور یہودا بعد اُسکے وہ لڑکی فوت ہوئی لایان نے اپنی دوسری لڑکی کا اُنکے ساتھ نکاح کردیا اُسنے بھی دو بیٹے پیدا ہوے اور یہ بھی مرگئین لایان نے تیسری لڑکی کا انکے ساتھ نکاح کردیا دو بیٹے اور ایک لڑکی اُسنے پیدا ہوئی اور وہ بھی مرگئین لایان نے چوتھی لڑکی اپنی کہ اُسکا راحیل نام تھا انکے ساتھ اسکا بھی نکاح کردیا اور یہی لڑکی والدہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی تھی اور اسوقت مین عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہنچی تھی اور طرف انکے وحی آئی کہ ہمنے تجکو پیغمبر کیا اور کنعان کی طرف جا اور وہان کے آدمیونکو دین آبا اور اجداد اپنے کا تلقین کر اُنھون نے یہ حقیقت لایان سے کہی لایان سجدہ شکر کا بجا لایا اور کہا ہرچند کہ جدائی تیری اور جدائی لڑکی کی میرے اوپر بہت شاق ہے لیکن رضامندی خداکی

مقدم اوپر رضامندی میری کے ہی اب جو کچھ چاہے تو میرے مال مین سے لے حضرت یعقوبؑ نے
فرمایا کہ مجکو مال کی کچھ حاجت نہین لیکن اہل وعیال میرے کو ہمراہ میرے رخصت کر لابان نے لڑکی اپنی
کو معہ فرزندون کے رخصت کیا اور پانسو بکریان اور پانسو بیل اور پانسو اونٹ اور پانسو گھوڑے اور پانسو خچر اور غلام بہت
واسطے خدمت اور نگاہ رکھنے جانورون کے اور نقد اور پوشاک بہت انکو دی جب وے متوجہ طرف کنعان کے
ہوئے اور یہ خبر عیص کو پہنچی اول جوش وخروش بہت کیا اور مقابلہ اور لڑائی کے واسطے تیار ہوا آخر صلح
کر لی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے اچھی طرح ملاقات کی اور کمال ادب سے انسے درخواست کی کہ
حقتعالی نے تمکو بسبب نبوت کے میرے اوپر بزرگی دی ہے واسطے میرے دعا کرو کہ نسل میری سے بھی
پیغمبر پیدا ہووین حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمھاری پشت سے ایوبؑ پیغمبر پیدا ہوگا اور ذوالقرنین بادشاہ نیک بخت
کہ مالک مشرق اور مغرب کا ہوگا بعد اسکے حضرت عیص اور حضرت یعقوبؑ آپس مین رخصت ہوئے اور
حضرت یعقوبؑ نے قصد شہر کنعان کا کیا اور شہر کنعان مین راحیل سے حضرت یوسفؑ اور بنیامین پیدا ہوئے
اور حضرت یوسفؑ دو برس کے تھے کہ راحیل فوت ہوئی لابان نے یہ ماجرا سنا پانچوین لڑکی اپنی کہ چھوٹی تھی
بہت جہیز کے ساتھ واسطے انکے بھیجی اور حضرت یوسفؑ کو اسنے پرورش کیا اور تمام فرزند حضرت یعقوبؑ کے
بارہ بیٹے ہین اور ہر ایک بیٹے سے بہت سی نسل چلی اور بنی اسرائیل تمام بارہ قبیلہ ہین اور اس خطاب
مین انسبکو شریک کر کے فرماتے ہین کہ اے اولاد یعقوب کی تقاضا کمال تابعداری آبا اور اجداد اپنے کا یہ ہے
کہ کوئی لحظہ یاد میری سے غافل نہ ہو تم جیسا کہ امت مرحومہ مصطفویہ کو فرمایا ہے کہ یا ایھا الذین امنوا اذکروا
اللہ ذکرا کثیرا فاذکرونی اذکرکم اور اگر استعداد تمھاری اس حد کو نہ پہنچی کہ ہمیشہ واسطے یاد میری کرو
بس اس قدر تو ضرور کرو کہ اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم یعنی یاد کرو تم نعمت میری وہ نعمت کہ انعام کیا
مینے تمھارے اوپر اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ جو نعمتین کہ خاص نہوون بلکہ عام ہوون کہ انکو اور دوسرونکو
بھی عطا ہوئین ہوون زیادہ تر دل مین نہین سماتی ہین اور بسبب شرکت ادنے اور اعلے کی وہ
نعمت بیقدر معلوم ہوتی ہے اسواسطے بیچ مقام شکر کے ملاحظہ خاص نعمت کا انکو کرا دیا اور ہر چند
کہ لفظ نعمت کا مفرد ہے لیکن مراد جنس نعمت کی ہے یعنی کوئی نعمت ہو اور تفصیل اس جنس کی اس سورہ
مین اور دوسری سورتون مین مذکور ہوگی منجملہ ان نعمتون کے نجات پانی فرعونیون کے ہاتھ سے اور
منجملہ انکے پھاڑنا دریا کا واسطے انکے اور پیدا کرنا سائبان ابر کا جنگل مین واسطے انکے اور اتارنا من اور

سلوے کا اور جاری کرنا بارہ چشمونکا ایک پتھر سے اور بھیجنا پیغمبرونکا اس فرقہ مین پے درپے اور آتارنا
کتابونکا انہی زبانمین اور انکے خاندان مین اور حمایت انکی ہر وقت دشمنونسے اور خبردار کردینا انکو سب تقصیرونسے
اور غفلت مین نحچوڑنا پھر بھیجنا آنحضرت صلعم کا واسطے ہدایت انکی کے اور یہ نعمتین تمام عمدہ نعمتون مین سے ہین کہ خاص
انہین کیواسطے ہین اور کسی فرقے کے تئین بنی آدم مین سے اس قسم کے خوارق عادات کثرت سے اور اس قسم کی
تنبیہین اور نصیحتین اور تعلیمین اللہ کی جناب سے عطا نہین ہوئین پس گویا سب دنیا والون سے اس فرقے
کو امتیاز تمام دیا اور ہرچند کہ اکثر یہ نعمتین اونکے بزرگون اور باپ دادون انکے کی تھین لیکن جو نعمت کہ باپ
دادون کے اوپر ہوتی ہے بیٹون کے حق مین بالاولی ہوتی ہے اسواسطے کہ اگر وہ نعمتین نہوتین تو نسل انکی جاری
نہوتی اور بیٹے پیدا نہوتے اور یہ بھی ہے کہ بیٹونکو بسبب ایسے باپ دادونکے کہ نعمتین عمدہ انکے حق مین اللہ جل شانہ
کی طرف سے عنایت ہوئی ہین بڑا فخر ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ جسوقت بیٹے یہ جانین کہ ہمارے باپ دادونکو
یہ نعمتین بطفیل بجالانے حکم الٰہی کے اور صبر کرنیکے اور پرہیزگاری کے اور روگردانی کرنے کفر سے حاصل ہوئین تھین
انکو بھی رغبت ہوگی کہ ہم بھی طریقہ باپ دادونکا اختیار کرین اور یہ امر مقرر ہے کہ ہر ایک بیٹے کی جبلت مین
اتباع طریقہ باپ اپنے کا ہوتا ہے پس یاد کرنا ان نعمتونکا کہ باپ دادون انکے کو عطا ہوئی تھین انکو بھی
طمع ان نعمتونکی مین ڈالتا ہے اور یہ طمع ظاہر کرنے مخالفت حکم الٰہی کی سے اور توڑنے عہد کے سے منع کریگی اور
اسیواسطے کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان اور بیچ یاد دلانے ان نعمتونکے فائدے دوسرے بھی منظور ہین
ایک فائدہ یہ ہے کہ بیان کرنا پیغمبر علیہ السلام کا ان نعمتون کو دلیل نبوت آنحضرت کی ہے کہ بغیر مطالعہ کسی کتاب
کے اور مخالطت اہل کتاب کے ان قصون کو بیان کرتا ہے اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جسقدر نعمتین بہت
ہوتی ہین نافرمانی منعم کی سے اور گناہ سے زیادہ تر خوف اور ہیبت ہوتی ہے اور برائی مخالفت کی
معلوم ہوتی ہے اور کم درجہ یہ ہے کہ حیا کرنی مخالفت منعم کی سے ہر عاقل کی جبلت مین ہے اور سب
فائدے محدود معاون مدعا کے ہین کہ وہ ثابت کرنا نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصلاح کرنا فرقے
بنی اسرائیل کا ہے اور بھی یہ نعمتین باعث بڑائی اور بزرگی کا ہین جیسا کہ بزرگی حضرت آدم کی بسبب
سجدہ فرشتون اور سکونت بہشت کے حاصل ہوئی تھی مگر بزرگی حضرت آدم کی مین بسبب ادنے گناہ
کے کہ میوہ ایک درخت ممنوع کا کھالیا تھا خلل آگیا انکی بزرگیونکو بھی اگر ان سے کفران نعمت کا ہوگا
دور ہونیوالی سمجھنا چاہیے اور قطع نظر اس سے کہ یاد کرنا ان نعمتون کا باعث مخالفت چھوڑنیکا ہوتا ہے

تفسیر حقانی
اپنے رب سے کئی
کلمے سیکھ لئے تب
اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ
قبول فرمائی بیشک
اللہ بڑا ہی معاف
کرنیوالا اور نہایت
ہی مہربان ہے
ف یعنے اس خطا
کے بعد جب آدم ع
شرمندہ ہوئے
تو خدا نے بھی انکو
یہ دعا سکھائی کہ کہو
اے ہمارے رب
ہمنے اپنی جانون پر
بڑا ہی ظلم کیا اگر تو
ہمکو نہ بخشیگا اور
ہم پر رحم نفرمائیگا
تو بیشک ہم لوگ
بڑے گھاٹے مین

تم سے عہد بھی اوپر ظاہر کرنے حق کے لیا ہی اور جو کوئی کسیکے ساتھ عہد کر لیتا ہی اگرچہ وہ منعم نہو اور
اُسکی طرف سے نعمت نہ پہنچی ہو پورا کرنا عہد کا ہر فرقہ بنی آدم کے نزدیک واجب ہوتا ہی پس تمکو چاہیے کہ
اگر یاد کرنے ہماری نعمتون کے سے غافل ہوا س عہد ہمارے کو یاد کرو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ یعنی وفا کرو تم عہد
ہمارا کہ تم سے لیا ہمنے اسواسطے کہ وہ عہد ہمارا مضبوطی مین کمتر اُس عہد سے نہین کہ آدم سے بہشت کے
اندر لیا تھا کہ درخت منع کیے ہوے سے بچیو اور کمتر اُس عہد سے بھی نہین کہ آدم سے بعد قبول کرنے تو
کے اور سکونت زمین کے لیا تھا کہ جسوقت ہدایت ہماری طرف سے آوے تابعداری اُس ہدایت کی لازم
جانو اسواسطے کہ اگر تم میرا عہد پورا کروگے اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ یعنی مین بھی پورا کرونگا وہ عہد کہ مینے تمکو دیا ہی کہ خوف
اور غم تم سے دور کرون اور گناہ تمھارے بخشون اور نیکیان تمھاری دوچند کرون اور تکلیفین سخت تم سے
دور کرون اور بہشت کہ مسکن تمھارے باپ کا تھا اور بسبب شامت گناہ کے اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا
پھر تمھارے نصیب کرون اور تفصیل اس عہد کی کہ جو بنی اسرائیل سے ہوا تھا سورۂ مائدہ مین اس آیۃ کے
اندر ہی وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِيْبًا اخیر تک کہ ہی وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور سورۂ اعراف مین بھی ان آیتون مین ہی کہ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اس آیت تک کہ اَلَّذِيْنَ
يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ آخر تک مذکور ہی اور احتمال ہی کہ مراد
اس عہد سے وہی عہد ہی کہ وقت اُترنے حضرت آدم کے لیا ہی کہ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى یا وہ عہد ہی کہ ہر ایک
نبی پچھلے سے لیا ہی کہ تائید اور نصرت پچھلے نبی کی کرے جیسا کہ بیچ سورۂ آل عمران کے مذکور ہی وَاِذْ اَخَذَ
اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ آخر آیۃ تک یا وہ عہد مراد ہی کہ تمام عالمونسے لیا ہی
جیسا کہ بیچ آخر سورۂ آل عمران کے مذکور ہی کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ
وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اسواسطے کہ جو عہد کہ عام سے لیا جاتا ہی خاص کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی اور جو عہد کہ پیغمبر سے
لیا جاتا ہی امت کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی پس اوپر ذمہ بنی اسرائیل کے چار عہد الٰہی واجب الوفا تھے
اوّل وہ عہد کہ خاص انھین سے لیا ہی اور ہر چند کہ اس عہد مین یہ ذکر نہین کہ خاص آنحضرت کے اوپر ایمان
لاوین بلکہ مضمون اُسکا عام اور شامل ہی کہ سب رسولون کے ساتھ ایمان لاوین اور تائید اور تصدیق انکی
کرین اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوٰۃ کو اور اور انفاقات مالی بجا لاوین لیکن مدعا حاصل ہی
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رسولون کے زمرہ مین داخل ہین اور انھین عہدونکا حکم فرماتے ہین

تفسیر حلبی
پڑھے سے یہ آیۃ جب
آدم ان لفظون
سے بہت گڑگڑا ئے
تب اللہ تعالیٰ نے انکی خطا
بخشی خدا کی عنایت
وکرم کے صدقے
کہ باوجود اس خطا کی
سچے جی توبہ کرو تو
سب گناہ بخش ہی
دیتا ہی ع
جو طلب میں نے کیا
مجکو عنایت سے
دیا پیر تیرے قربان
میرے ناز اٹھانے
والے یہ اصل یہ
کہا وقت یہ ہے کہ
جو وقت آدمی سے
بھول سے چوکے

پس ایمان ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تقویت اور تائید اُن کی بمقتضاے اُس عہد
کے بنی اسرائیل کے ذمہ واجب ہوئی اور مذکور اِس عہد کا سورۂ مائدہ کے اول مین ہے دوسرا
عہد کہ خاص واسطے اتباع بنی امی کے لیا ہے اور مذکور اُسکا سورۂ اعراف مین ہے تیسرا وہ عہد کہ
تمام انبیاء سابقین سے واسطے تائید اور تصدیق پچھلے نبیون کے لیا ہے اور ہرگاہ کہ بنی اسرائیل کے
گروہ مین بہت نبی گذرے ہین اور بنی اسرائیل اپنے تئین اُن نبیون کی امت مین گنتے ہین پس
وہ کرات و مرات اُنکے اوپر لازم الوفا ہوا اور مذکور اس عہد کا بیچ وسط سورۂ آل عمران کے ہے چوتھا عہد
کہ علی العموم آدم کی اولاد سے لیا ہے جیسا کہ اس جگہہ مذکور ہوا یا سب علما سے لیا ہے جیسا کہ آخر سورۂ آل عمران
مین مذکور ہے۔ یہ عہد بھی بنی اسرائیل کے فرقہ پر کہ اپنے تئین حضرت آدم کی اولاد مین سے اور عالمون کے
گروہ سے گنتے ہین لازم الوفا ہوا پس اس جگہہ بنی اسرائیل سے پورا کرنا ان چارون عہدونکا طلب
کیا گیا اولاً اس تقریب سے کہ وفا کرنا عہد کا تقاضا جبلت انسانی کا ہے اگر اسمین قصور کروگے تو انسانیت
کے دائرہ سے خارج کیے جاؤگے اور ثانیاً اس طرح سے کہ ہر ہر عہد کے مقابلہ مین مینے بھی عہد دیا ہے اگر تمکو
طمع بیچ پورا کرنے اُن عہدون میرے کے ہو پس طریقہ اسکے حاصل کرنیکا پورا کرنا عہد کا ہے پس گویا ایسا
ارشاد ہوا کہ وفا کرنا عہد کا جوانمردی اور سخن پروری اپنی سے نکرو اور طریقہ اور معاملہ سوداگری کا نچھوڑو
کہ اس طرف سے کچھ دینا اور اُس طرف سے دس گنا لینا ہے اور اگر تمھارے دلمین یہ بات آوے کہ منفعتونکا
حاصل کرنا اگرچہ بہت ہون اسوقت خوب ہوتا ہے کہ خوف ضررکا نہو اور ہمکو اُن عہدونکے پورا کرنمین بہت
ضرر معلوم ہوتے ہین ایک ضرر یہ ہے کہ مرتبہ اور ریاست ہماری برہم ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ نذر اور
نیازین اور فتوح اور تحفے کہ ہم مذہب ہمارے ہمکو دیتے ہین یک قلم موقوف ہو جاوین اور یہ بھی ضرر ہے کہ
اگر توریت اور انجیل کے احکام ہم موقوف کردین معاملہ رشوت ستانی کا کہ ہم کرتے ہین بالکل بند ہو جاوے
اسواسطے کہ درصورت منسوخ ہونے ان دو نون کتابون کے کوئی ہم سے ان احکام کو کہ اُن مین مندرج
ہین دریافت نکریگا اور یہ بھی ضرر ہے کہ ناخوشی قوم اور قبیلہ اور اقربا کی ہم سے ہوگی اور جدائی اور
ترک کرنا تناصر اور مددگرنی رشتہ دارون کی کہ بسبب قومیت کے اور قرابت کے ہے ظہور مین آویگی اور
اسی کی مانند اور ضرر بھی ہین پس ہم بیچ پورا کرنے اون عہدون کے اگرچہ منفعتین ہین ان بڑے نقصانون
سے خوف کرتے ہین اور عاقل کا کام یہی ہے کہ جس چیز مین نفع بھی ہو اور ضرر بھی ہو اُس سے بچے ہم کہتے ہین جیسا کہ

ان عہدونکے پورا کرنے مین تھوڑے تھوڑے ضررونکا اندیشہ کرتی ہو لیس چاہیے کہ جو ضرر نہین پورا
کرنے عہد مین ہین کہ وہ ہزارون درجہ ان ضررون سے زیادہ ہین اندیشہ کرو اسواسطے کہ ہیچ صورت
بیوفائی سے ہم تم سے ناخوش ہونگے اور ناخوشی ہماری وبال دنیا و آخرت کا ہی پس ان دونو قسم کی
ضررون کو آپس مین برابر نکرو کہ انکے درمیان مین تفاوت آسمان او زمین کا ہی بلکہ دنیا کی ضررون سے
نڈرو کہ اس مین میری رضامندی ہوسکتی ہی وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ یعنی ناخوشی میری سے البتہ ڈرو اسواسطے
کہ وہ نعمتین دنیا کی اسکے عوض مین نہین ہوسکتی ہین جیسا کہا ہی بیت لکل شیٔ اذا فارقته
عوض + ولیس لله ان فارقت من عوض اس جگہہ جاننا چاہیے کہ معنی رہبت کے لغت عرب مین ڈرنا ہی
تقصیر کرنے سے کسی کے حق ادا کرنے مین اور یہ ڈرنا عذاب اسکے سے ہی اور یہ نصیب اہل ظاہر
کا ہی یا ڈرنا جلال اسکے سے ہی اور وہ لائق اہل دل کے ہی اور خوف پہلا زائل ہوسکتا ہی اور خوف
دوسرا زائل نہین ہوسکتا ہی یعنی خوف جلال اسکے کا ہر وقت موجود رہتا ہی اور اسی واسطے وایای
فارهبون فرمایا یعنی اس کلام مین خوف اپنے جلال کا بیان کیا اور اس طرح نکہا کہ من عقابی فارهبون
یعنی اور عذاب میرے سے ڈرو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اہل کتاب پہلے سے ساتھ ریاست اور رجوع
خلائق کے مالوف تھے اور نذرین اور نیازین اور تحفے آدمیون سے علم اور تعلیم کے حیلہ سے لیتے تھے
ترک کرنا اس دین کا انکے اوپر بہت شاق تھا پس صبر اوپر اس مشقت کے اور متابعت کرنی پیغمبر
آخر الزمان کی کہ ان سے وقوع مین آوی سبب زیادتی ثواب کا ہے اللہ کے نزدیک اور اسی واسطے
بیچ حق مومنین اہل کتاب کے سورہ قصص مین ارشاد ہوا کہ اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا
یعنی یہ لوگ دئے جاوینگے اجر اپنا دو بار بسبب صبر انکے کے اور صحیحین مین ساتھ روایت ابو موسی
اشعری رض کے آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین شخصون کو ثواب دگنا جناب الٰہی
سے عطا ہوگا اول جو کوئی کہ اہل کتاب مین سے اسلام کے ساتھ مشرف ہو دوسرا وہ شخص کہ
لونڈی مدخولہ اپنی کو آزاد کرکے پھر اپنے نکاح مین لاوے تیسرا وہ غلام کہ بندگی خدا کی بھی
بجالاوے اور اپنے مولی کی خدمت مین بھی قصور نکرے پس فرقہ بنی اسرائیل کو جیسا کہ بیچ تابعداری
نبی آخر الزمان کے مشقت بہت کھینچنی پڑیگی ویسی ہی توقع ثواب کی بھی زیادہ رکھنی چاہیے مصرع
ہم بشیر عنایت و ہم بشیر عنا مشقت کو نظر مین لانا اور بڑی بڑی منفعتون او فائدون سے چشم پوشی

سے واسطے ہر امر کے جو فوت ہو جاوے تو اس سے عوض ملیگا اور نہین ہے واسطے اللہ کے اگر تو جدا ہو کوئی عوض ۱۲

تفسیر خلیلی

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
ہم نے کہا تم سب یہانسے اترو پھر دنیا مین جیسا میری طرف سے تمہارے پاس راہ کی خبر پہنچیگی تو جو کوئی میری بتائی راہ پر چلیگا نہ اسکو کچھ ڈر ہوگا

کرنا اور اخفا کرنا عالی ہمتونکا کام نہین جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہی شعر یهون علینا فی المعالی نفوسنا + و
من خطب الحسناء لم یغله المهر + اور اگر تم سے عہد نہ لیتا مین کہ ساتھ اس پیغمبر کے ایمان لاؤ
اور اس کتاب کو سچا جانو تو پھر بھی تمہارے ذمہ واجب تھا کہ اس کتاب پر ایمان لاتے تم اسواسطے کہ
جو موافق حق کے ہو البتہ حق ہی اور یہ کام عاقل کا نہین کہ جس چیز کو حق جانے اور جو چیز اُسکے موافق
ہو اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ اس صورت مین انکار حق کا لازم آتا ہی پس تم اس پیغمبر کو برحق جانو
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ یعنی اور ایمان لاؤ تم ساتھ اُس کتاب کے کہ اُتاری مین نے اور تمکو یقینا معلوم ہوا کہ
میری اُتاری ہوئی ہی اسواسطے کہ معجزہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سراسر ہدایت ہی اسواسطے کہ مُصَدِّقًا
لِّمَا مَعَكُمْ یعنی موافق ہی اُس چیز کے کہ ہمراہ تمہارے ہی یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور موافق ہی سا
صحیفون پہلے نبیونکے بیچ اعتقاد ذات اور صفات اور احوال ملائکہ کے اور نبیونکے قصو نمین اور بہشت
اور دوزخ کے ذکر مین اور توحید اور عبادت کے امر مین اور کبائر کی نہی مین اور جس چیز مین اُنکو مخالف
کتابون اپنی کے جانتے ہو یعنی منسوخ ہونا بعض حکمون توریت اور انجیل کا پس اگر تامل کرو یہ بھی دلیل موافقت
کی اور شاہد تصدیق اُسکے کی ہی اسواسطے کہ اس کتاب مین جا بجا مذکور ہی کہ دین موسیٰؑ اور دین عیسیٰؑ
کا حق ہی اور احکام توریت اور انجیل کے اپنے وقت مین حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کی تاکید
کرتا ہی ایمان لانے کو ساتھ توریت اور انجیل کے بیچ احکام منسوخہ اُنکے کے اور اُن کتابون مین خوشخبری
اس پیغمبر کے آنیکی اور اس کتاب کے اُترنیکی بھی موجود ہی اور یہ بھی مذکور ہے کہ بسبب آنے اُس پیغمبر کے
اور نازل ہونے اس کتاب کے تکلیفات شاقہ اور احکام بھاری تم سے رفع ہونگے پس اگر یہ پیغمبر اور یہ کتاب
اُن حکمونکو منسوخ نکرے تو وعدہ خلافی اللہ تعالی کی متصور ہوگی پس بسبب نسخ کرنیکے تصدیق اُن کتابون
کی کرتی ہے اور واسطے اسی نکتہ کے صراحۃً اس طرح نفرمایا کہ امنوا بالقرآن و بهذا الکتاب بلکہ
طریق کنایت کا اختیار کیا اسواسطے کہ کنایت مین مبالغہ زیادہ ہوتا ہی صریح سے اور اس کنایت سے علت
وجوب ایمان کی بھی سمجھی جاتی ہی اور اگر تمکو اس قرآن مین اور اس پیغمبر پر ایمان لانے مین باوجود
قائم ہونے دلیل عقلی کے اور تمسک عہد کے کچھ شبہہ باقی ہی تو ایسا نکرو کہ پہلے ہی مرتبہ مین ساتھ انکار اور تکذیب
کے پیش آؤ بلکہ اپنی کتابونکی طرف رجوع کرو اور احوال اس قرآن اور اس پیغمبر کا جیسا کہ ان کتابونمین لکھا ہی
مطابق کرو کہ شان عقل و انصاف کی یہی ہی وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ یعنی اور مت ہو تم اول آدمیون سے کہ دیدہ و

تفسیر خطیبی
[illegible]
تمہاری اولاد کی
[illegible]

دانستہ حق پوشی اسکی کرین اسواسطے کہ دوسرے فرقے اہل کتاب کے تابعداری تمہاری کرکے انکار و
تکذیب کرینگے اور وبال انکا تمہاری گردن پر پڑیگا اور اسوقت تک کہ مشرکین مکہ و قریش نے کا انکار
اور تکذیب اس پیغمبر کی اور اس قرآن کی بے دیدہ و دانستہ حق پوشی نہین کی بلکہ بسبب جہل و بے
خبری اپنی کے اور جہالت اور نادانی کے سبب سے پس لایق انکے نہین کہ کوئی پیروی انکی کرے بخلاف
تمہارے کہ باوجود واقف ہونے احوال اس پیغمبر کے سے اور اس قرآن کے سے چشم پوشی کرکے حق کو چھپا
تو حقیقت کفر کی کہ حق پوشی ہی پہلے تم سے وقوع مین آویگی گو کفر حکمی تم سے پہلے بھی اوروں سے سرزد
ہوا ہی اور سوا اسکے کفر اہل مکہ کا خاص اسی قرآن کیساتھ تھا بلکہ توحید او معاد اور تمام پیغمبرون اور تمام
کتابون آسمانی کا انکو انکار تھا اور تم اپنے زعم مین ان سب چیزونکو برحق سمجھکر خاص اسی قرآن کے منکر ہو
ہو پس تم خاص انکار کرنیوالون قرآن کے سے اول شمار کئے جاؤگے اور یہ امر بہت بعید ہے اسواسطے کہ
جو کچھ اس قرآن کے اندر توحید و نبوت او معاد او خوبی عبادت اور برائی گناہ کی سے ہی سبکو صحیح اعتقاد
کرکے پھر انکار اسکا کرتے ہو اور یہ دلیل تعصب کی ہی اور مشرکین مکہ چونکہ سب چیزونکے منکر تھے اگر قرآن
مین ان چیزونکا ذکر سنکر یقین نکرین اور انکار کیساتھ پیش آوین چندان بعید نہین کہ انکار مضمونون کا
کتاب کے سے انکار کتاب کا بھی لازم آتا ہی اور اگر بتصدیق تمام مضمونون کتاب کی کرکے پھر انکار کتاب کا
کرین تو دلیل تعصب و عناد کی ہی اور اگر کہو تم کہ ہر چند یہ کتاب موافق وعدہ توریت اور انجیل کے
نازل ہوئی ہی اور آیتین توریت او انجیل کی کہ بیچ آنکے وعدہ اس کتاب کا ہی ہمارے پاس موجود ہین
لیکن اگر اوپر ان آیتونکے عمل کرین ریاست اور مرتبہ ہمارا بالکل فوت ہو جاوے بلکہ کارخانے معاش ہماری
کے درہم برہم جاوینگے پس واسطے اس ضرورت اور عموم بلوے کے ان آیتونکے اوپر ہمسے عمل نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ حرج کے سبب سے تکلیف ساقط ہوتی ہی جواب اسکا یہ ہی یہ سب اسواسطے ہے کہ دنیا کے ضررونکو بہت
بڑا سمجھتے ہو اور انکا خوف کرتے ہو اور ناخوشی ہماری سے نہین ڈرتے اور دنیا کے فائدونکو آیتونکے عمل کے
فائدونسے افضل سمجھتے ہو اور یہ کام نہایت قبیح ہی اور توریت او انجیل مین مذمت اسکی وارد ہی پس اگر
ایمان ساتھ توریت اور انجیل کے رکھتے ہو اس کام سے دست بردار ہو وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي
ثَمَنًا قَلِيلًا یعنی او خرید نکرو میری آیتونکے عوض دنیا کی تھوڑی قیمت کو کہ بہ نسبت ثواب ان آیتونکے
کوئی شے نہین اور باوجود اسکے سب فانی ہی اور کوئی عاقل قلیل کو اوپر کثیر کے اور فانی کو اوپر باقی

تفسیر خلیلی
وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
یعنی جن لوگون نے نہ مانا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہین وہ ہمیشہ اسمین پڑے رہینگے ف یعنی خدا و رسول پر ایمان نہ لانیوالے قرآن مجید پر عمل نہ کرنیوالے سدا دوزخ مین پڑے جلا بھنا کرینگے انکی سب نیکیان بھی برباد جاوینگی

کے ترجیح نہیں دیتا ہی وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ یعنی اور ناخوشی میری سے چاہیئے کہ پرہیز کرو تم اور مرتبے
اور ریاست کے چلے جانے سے اندیشہ نکرو اسواسطے کہ عوض اُسکا تمکو بسبب خوشنودی میری کے
حاصل ہوسکتا ہی اور میری خوشنودی سے ریاست اور مرتبہ بدل نہیں ہوسکتا ہی باقی رہا اس جگہہ ایک سوال اور
مطلب اوسکا یہہ ہی کہ اس آیت کی معنی یہ ہین کہ نہ خرید و تم بدلے آیتون میری کے قیمت تھوڑی پس خریدنا قیمت کا
اسکے کیا معنی ہین اسواسطے کہ عرف مین رائج اسطرح ہے کہ قیمت سے اسباب خریدتے ہین نہ یہہ کہ اسباب
دیوین اور قیمت کو خریدین پس اگر آیتونکو متاع ٹھیرایا جاوے اسطرح کہنا چاہیئے تھا کہ وَلَا تَبِیْعُوْا اٰیَاتِیْ بِثَمَنٍ
قَلِیْلٍ یعنی مت بیچو تم آیتون ہماری کو ساتھ قیمت تھوڑی کے اور اگر آیتونکو قیمت مقرر کرین پس اسطرح
کہنا چاہیئے کہ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ مَتَاعًا قَلِیْلًا یعنی مت خرید و آیتین ہماری دیکر متاع تھوڑی
کو اور جو ترکیب کہ اسجگہہ مذکور ہی دونو ترکیبون سے علیحدہ ہی وجہہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اصل مقصود
بالذات آدمی کیواسطے حاصل ہونا فائدون آخرت کا ہی کہ بسبب رضامندی خدا اور فرمانبرداری اسکی کے
میسر ہوتے ہین پس حقیقت مین بیچے گئے فائدے آخرت کے ہین کہ اہل کتاب اُنکے بدلے مین رشوتین
اور تحفے اور ہدیئے اور حصے مقرر کئے ہوے اور کھیتیان اور میوے اور اعانت اور نصرت اور دوستی
اور قرابت کے فائدے لیتے تھے اور فائدے دنیا کے مقصود بالذات نہیں ہین بلکہ یہ وسیلے آخرت کے
حاصل کرنیکے ہین جیسا کہ کہا ہی الدنیا مزرعۃ الآخرۃ یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہی پس حقیقت مین دنیا اور
جو چیزین دنیا کی ہین بمنزلہ نقدی کے ہین کہ قیمت اور چیزونکی جنسے نفع اُٹھایا جاوے ہوسکتی ہین اور
خود نافع نہیں ہین اور ہر گاہ کہ اہل کتاب نے فائدے آخرت کے برباد کرکے ان فائدون فنا ہونیوالونکو
کہ مقصود بالذات نتھے اسکے عوض مین لیا گویا انھون نے معاملہ اُلٹا کر لیا کہ جس چیزکو دیتا تھا اسکو لیا
اور جس چیزکو لیتا تھا اُس کو دیدیا پس اللہ تعالی نے موافق غلط فہمی اُنکی کے ایسی ترکیب ارشاد فرمائی
کہ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا گویا اس مین اشارہ فرماتے ہین کہ آیتین میری ایسی نتھین کہ انکو وسیلہ
کسی چیزکے حاصل کرنیکا کرتے بلکہ مقصود بالذات تھین اور اگر اسکے عوض مین کوئی چیز ایسی بھی لیتے کہ قابل ذخیرہ بقا
کے ہوتی تو بھی صورت معاملہ کی درست ہوتی لیکن تمنے اُسکے عوض مین ایسی چیز لی کہ فانی اور چلی جانیوالی ہی کہ حکم
قیمت کا رکھتی ہی اور دینے کے لائق ہی لینے کے لائق نہیں جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی نے فرمایا ہی بیت قد وضع
الناس فی الدنیا باربعۃ + اکل وشرب ملبوس ومنکوح + ومرجع الکل ان فکرت فیہ الی + روث وبول ومطروح ومفضوح بہان

جاننا چاہیے کہ ہرچند یہ آیتین ظاہر مین نصیحت بنی اسرائیل کیواسطے ہین لیکن حقیقت مین چار واسطے چند فریق اس امت کے بھی ہیں کہ عوض آیتون آلہی کے تھوڑی سی قیمت لیتے ہین اور وہ نعمت عظمے برباد کرتے ہین چنانچہ حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین ایسا ہی فرمایا ہی کہ قد مضو بنو اسرائیل و دجعل ما یسمع ہذہ الآیات غیرکم فرقہ پہلا علماؤنکا بسبب حرص نفسانی کے دنیاداروں اور ظالموں کے ساتھ خلط کرتے ہین اور واسطے جائز کرنے اور درست کرنے ناجائز باتون انکی کے روایتین غیر معتبرہ اور غیر مشہورہ نکالتے ہین یہانتک کہ اس حیلہ سے باعث اونکی جرأت اور لذتون انکی کے ہوتی ہین فرقہ دوسرا قاضیونکا کہ رشوت کھاتے ہین اور مفتیون بیباک کا کہ واسطے رشوت کے حکم شرع کے بدلتے ہین اور مدعی کو مدعا علیہ اور مدعا علیہ کو مدعی قرار دیتے ہین فرقہ تیسرا بادشاہون اور امیرزادون ظالم کا کہ داد مظلومونکی نہین دیتے ہین اور اوپر احوال کارندون اور متصدیون اور کارپردازون اپنے کے اطلاع اور تفتیش نہین رکھتے ہین اگرچہ رعایا پر تعدی کرین فرقہ چوتھا وزیرون اور متصدیون دفتر کا کہ ہم تحصیل کرنے والونکے اور خراج لینے کے رعایا سے خوف آخرت کا نہین کرتے کہ موافق حکم خدا اور رسول کے لینا چاہیے فرقہ پانچوان علم پڑھانیوالون اور وعظ کہنے والونکا غرض انکی سکھلانے احکام آلہی سے حاصل کرنا دنیا کا مطلب ہوا اور جس شخص سے امید فائدہ کی ہو اسکی طرف خوب متوجہ ہون اور جس جگہہ توقع نفع کی نہو بے پروائی اور بدخلقی کرین لیکن فرقہ تعلیم کرنیوالے لڑکونکا کہ لڑکونکے پڑھانے کیواسطے نوکر ہوتے ہین وہ اس گروہ مین داخل نہین اسواسطے کہ نوکری انکی عوض تعلیم انکی کا نہین ہے بلکہ وہ مشاہرہ اجرت محنت انکی کا ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے علحدہ ہوکر اور اپنا کار و بار معاش کا چھوڑ کر لڑکون بے ڈھنگونکے اوپر جانفشانی کرتے ہین اور جیسا کہ چرواہے اپنی بکریونکو جگہہ جگہہ سے گھیر گھار کے اکٹھا کرتے ہین ایسے ہی معلم لڑکونکے بھی انکو جمع کرکے احتیاط سے رکھتے ہین البتہ یہ بات واقعی ہے کہ جو شخص فقط تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کے اوپر بغیر مقرر کرنے مکان یا وقت کے اجورہ طلب کرے اس فرقہ مین شمار کیا جاویگا اور بیچ اجرت امامت کے اور اذان اور خطبہ کے خلاف عالمونکا ہی بعضے کہتے ہین کہ جائز نہین کیونکہ یہ چیزین عبادت ہین اور اجرت لینے سے عبادت کا ثواب جاتا رہتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے اسواسطے کہ یہ اجرت واسطے پابندی کے بلکہ واسطے ادا کرنے اس عبادت کے بیچ مکان خاص یا وقت خاص کے ہے ورنہ خصوصیت داخل عبادت نہین ہے اسواسطے وہ اجرت جائز ہے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے زمانہ مین امام اور خطیب اور موذن خالص خدا کیواسطے یہ کام اختیار کرتے تھے اور قاضی و مفتی اور محتسب اور خراج اور عشر اور زکوۃ کے جمع کرنیوالے اسی نیت سے اپنے کامون مین مشغول ہوتے تھے اور جس وقت زمانہ مین خلفاء راشدین اور سلاطین

فـ یہان ملامت کی قوم کے لوگونکی ہے اس امت مین پانچ قسم کے ١٢

فـ لڑکے پڑھانیوالے کہ نوکر ہوتے ہین لا تشتروا بآیاتی الخ کے قبیلا مین داخل نہین

تفسیر حلیمی

فقرا یعقوب بن اسحق بن ابراہیم کا نام ہے حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ سوا دس پیغمبرون نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب و ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے

دیکھا کہ ان لوگون نے اللہ کیواسطے ان کامونکو اختیار کر رکھا ہی انکی معاش کیواسطے مسلمانونکے مالونمین مدد خرچ مقرر کیجاوے اور اجرت کے طور پر مقرر نہین کرتے تھے رفتہ رفتہ کہ سستی اسلام کی ہوتی گئی ان کامونکو بھی مثل اور پیشونکے ایک صورت معاشکی مقرر کر لی ہی واسطے اس زمانہ مین یہ وجہ معاشکی مشکوک ہی بلکہ قریب حرام کے ہی حتی المقدور بچنا اس سے ضرور ہی باقی رہا ایک اور مسئلہ کہ اجرت لینی اوپر تعویذ اور منتر کے کہ قرآن مین سے ہوا ور یہ بالاجماع جائز ہی اور نص اسکے جواز پر آگئی ہی جیسا کہ حدیثین صحیح بخاری اور مسلم نے اسکے جواز مین ذکر کین اور اور کتابون معتبرہ مین بھی اسکا ذکر ہی اور علماء محققین نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہی کہ بہت کام کا ہی انھون نے کہا ہی کہ جو چیز بالکل عبادت ہی خواہ فرض عین ہو خواہ فرض کفایہ خواہ سنت موکدہ اسکے اوپر اجرت لینی جائز نہین جیسا کہ تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کی کوئی قید اسکے ساتھ نہو اور مثل نماز اور روزہ اور تلاوت اور ذکر اور تسبیح کے اور جو چیز کہ کسی وجہ سے عبادت نہین اور وہ مباح محض ہی اسکے اوپر اجرت لینی جائز ہی جیسا کہ افسون کرنا ساتھ قرآن کے یا تعویذ لکھنا اور مانند اسکے اور جو عبادتین کہ بسبب مقرر کرنے مدت کے یا تخصیص مکان کے مباح ہوتی ہین انکے اوپر بھی اجرت لینی جائز ہی جیسا کہ تعلیم قرآن کی لڑکونکو کہ فقط تعلیم قرآن ہی نہین بلکہ صبح سے شام تک گھر پر بیٹھنا اور خبرداری انکی کرنی کہ دنگہ اور شرارت نکرین بھی اسکے ساتھ ہوتی ہین اور یہ چیزین عبادت نہین آور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جیسا کہ اوپر عبادتون اور بندگیون کے اجرت لینی روا نہین ایسے ہی اوپر چھوڑنے گناہون اور بچنے محرمات کے بھی اجرت لینی جائز نہین اور یہ بھی اجرت کے حکم مین ہی کہ منصب کیواسطے محرمات سے بچے رہین کہ اگر ہم محرمات سے نہ بچین گے منصب ہمسے چھن جاویگا گو کہ ظاہر مین اجرت نہین دو تین آدمیونکو عالمون سے دیکھا گیا کہ جب تک قضا اور افتا کے عہدہ پر متعین تھے باجے اور مزامیر کے سننے سے نہایت کنارہ کش تھے بلکہ فقط سننے آواز مباح سے بھی اجتناب کر لیتے تھے جبکہ اس عہدہ سے معزول ہوئے تدارک مافات کا بخوبی عمل مین لائے باقی رہین اس جگہہ کئی بحثین کہ مفسرین اس مقام مین بیان انکا کرتے ہین اول یہ کہ بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تم کافر پہلے ساتھ اسکتاب کے نہو اور حال یہ ہی کہ بنی اسرائیل کا پہلے کافر ہونا ممکن نتھا اور منع فعل کی جب ہووے کہ ممکن ہو اسواسطے کہ آدمی کو نہین کہہ سکتے کہ اوپر آسمان کے مت اڑ اور بنی اسرائیل کا اول کافر ہونا اس سبب سے ممکن نہین کہ پہلے انسے مکہ کے مشرکون نے اور قریش نے دس برس تک کفر اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیفین دیتے تھے جواب اس کا

عین تفسیر مین گذرا کہ مراد کافر سے اِس جگہہ دیدہ و دانستہ حق بات کا چھپانیوالا ہی اور یہی سوائے اہل کتاب کے اورون مین ممکن الحصول نہین اور اہل کتاب مین سے پہلے دعوت اس دین کی اسی فرقہ بنی اسرائیل کیطرف پہنچی کہ جنسے خطاب اس کلام کا ہی اور دوسرے مفسرین نے ایسا کہا ہی کہ اس جگہہ لفظ مثل کا محذوف ہی اصل مین لاتکونوا مثل اول کافر بہ ہی یعنی نہو تم مانند پہلے کافرونکے ساتھ اسکے اور حاصل یہہ ہی کہ تم باوجود جاننے نعت اس پیغمبر کے اور حقیقت قرآن کے مانند کفار مکہ کی نہو اور بعضون نے کہا ہی کہ من اہل الکتاب اِس عبارت مین مقدر ہے اصل مین اس طرح تھا کہ ولا تکونوا اول کافر بہ من اہل الکتاب یعنی اور نہو تم پہلے کافر ساتھ اسکے اہل کتاب مین سے اسواسطے کہ بنی اسرائیل اور اہل کتاب سے قرآن کے انکار کرنے مین سابق ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ضمیر بہ کی طرف ما معکم کے پھرتی ہی نہ طرف ما انزلت کے یعنی تم اول اُن لوگون مین سے نہو کہ ساتھ کتاب اپنی کے کافر ہون اسواسطے کہ کفر تمہارا ساتھ اس قرآن کے سوجب کفر تمہار ہیکا ساتھ کتاب اپنی کے ہی اور ابتک جہان مین ایسا کوئی نہین گذرا ہی کہ اپنی کتاب سے کافر ہوا ہو پس اگر تم یہ کام کروگے اول تم مین کافر ہوگے اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد اول کافر سے وہ ہی کہ بمجرد سننے اس قرآن کے کفر قبول کرلے بے اسکے کہ اسکے حال مین تامل اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہہ ہی کہ لاتکونوا اول کافر بہ سے بطریق مفہوم مخالف کے سمجھا جاتا ہی کہ کافر ہونا انکا جائز ہی لیکن اول کافر ہونا چاہیئے اور ایسے ہی لاتشتروا بایاتی ثمنا قلیلا بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہی کہ اگر ثمن کثیر ہو تو مضائقہ نہین جواب اسکا یہہ ہی کہ مفہوم مخالف کا اسوقت مین اعتبار کرنا چاہیئے کہ منطوق صریح اسکے برخلاف اسکے کے دال نہو اور اس جگہہ مین امنوا بما انزلت اور دوسری آیتین بہت دلالت اوپر حرمت کفر کے مطلقا کرتی ہین علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہین جیسا کہ درمیان لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ اور دفعم السموت بغیر عمد ترونہا کے کہا ہی بحث تیسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فارہبون کی اور دوسری آیت کو ساتھ فاتقون کے اور حال یہہ ہی کہ معنی رہبت اور اتقا کے ایک ہین یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تخصیص کرنے مین ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا نکتہ ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ آیت پہلی مین اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہین ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہودیت اپنی پر باقی ہین اور یہودیونکی اصطلاح مین خدا سے ڈرنے کو رہبت اور رہبانیت کہتے ہین اور خدا سے

نعم جلیلی
ہاتھ سے چھڑایا
انکی غلامی سے
بچایا تمھارے
لئے پتھرون سے
نہر جاری کردی
من و سلوی اُتارا
پھر بدلی کا سایہ
کردیا اور طرح طرح
کی مصیبتون اور
بلاؤن سے بچاکر
شام کے ملک مین
بسادیا اور وہان
کا بادشاہ بنادیا
ان نعمتونکو یاد
کرکے میرا شکر کرو
اور اُسکے اقرار
پیمان کو تم توراۃ
کے حکم پر قائم رہنا
جو نبی آئے جانن

دُنیوالیکو اُنکی اصطلاح مین ہرابے رہبان کہتے ہین پس اس آیتہ کے آخر مین خطاب ساتھ لفظ اصطلاحی اُنکی کی مناسب ہوا اور ہر جگہ کہ دوسری
آیتہ مین ساتھ صریح ایمان کے مامور ہوے اور مومنین کے عرف مین جو شخص کہ خدا سے ڈرتا ہے اسکو متقی کہتے ہین اور پرہیزگاری اور دین مین احتیاط
کرنیکا نام تقوی رکھتے ہین اسیواسطے اس آیت مین خطاب ساتھ لفظ تقوی کے مناسب زیادہ ہوا تاکہ اشارہ ہو طرف اسکی کہ جس شخص نے ایک
دین اور مذہب ترک کیا اور دوسرے مذہب مین داخل ہوا اسکو چاہیے کہ استعمال کرنے ان لفظونکے سے کہ پہلے دین مین بہت تھے احتراز کرے اور جو الفاظ
کہ مخصوص اپنے اس دین کے ہین اُنکو برتے تاکہ التباس و اشتباہ واقع نہو اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ اگرچہ رہبت اور اتقاء دونو ہم معنے پرہیز اور احتراز
کی ہمین شی سے ملی ہین لیکن رہبت اکثر اس جگہہ استعمال کیجاتی ہے کہ جائز الوقوع ہو یعنی رہبت خوف ایسی شئے کو کہتے ہین کہ اس شئے کا
ہونا جائز ہو یقین اُسکے ہونیکا ہو یا نہو اور اتقا اس جگہہ بولا جاتا ہے کہ جس شئے کا ہونا یقینی ہو پس پہلی آیت کے
کہ اُنکو ساتھ ایمان استکتاب کی امر فرمایا تھا اُنکے ذہن مین عذاب ہونا اوپر کفر کے جائز تھا یقینی نہ تھا اور دوسری
آیت مین کہ اُنکو ساتھ ایمان قرآن کے مامور فرمایا اور قرآن مین وعدہ ہو چکا کہ کافرونکو یقینا عذاب ہوگا پس وہ جواز
یقین کے ساتھ بدلگیا اور ساتھ اتقا کے مامور ہوے بحث چوتھی یہ ہے کہ یہان تک بنی اسرائیل کو اعتقاد دو مین کا ل ہونیکا
امر فرمایا اور دو طریق سے راہ ہدایت کہ ایک پورا کرنا عہد کا ہے اور دوسرے اتباع دلیل کا اُنکو جتلایا اب اُنکو فرماتے
ہین کہ جیسا اوپر تمہارے واجب ہے کہ اپنے تئین گمراہی سے بچاؤ اور اوپر اس کتاب کے ایمان لاؤ اور عمل کرو ویسے
اوپر ان آیتونکے کہ تمہاری کتابونمین بیچ شان اس پیغمبر اور اس قرآن کے تمہارے پاس موجود ہین بسبب
خیال دُور ہونے منصب اور ریاست کے دل کو نہ چھپاؤ اور ایسے ہی ذمہ تمہارے واجب ہے کہ دوسرونکو اغوا اور گمراہ نکرو اور
بہکانے اور گمراہ کرنے کے دو طریق ہین کبھی وہ اور کبھی وہ اسواسطے کہ جس شخص نے دلیل ہدایت کی سنی ہو پس اُسکے گمراہ
کرنیکا طریق یہ ہے کہ اس دلیل مین شبہہ ڈالین تاکہ نزدیک اس شخص کے حق اور باطل ملجاوے اور اسکو تشویش
ہو جاوے اور جس شخص نے اصل سے دلیل ہدایت کی نسنی ہو اور بیخبر محض ہو پس اسکے گمراہ کرنیکا طریق یہ ہے
کہ ہدایت کی دلیلین اُس سے پوشیدہ کرین اور اسکو دلیل تک پہنچنے بھی ندین اور واسطے منع ان دو نو طریقونکے
فرماتے ہین کہ وَلَا تَلْبِسُوا یعنی اور مشتبہ اور مخلوط عوام اپنی کے واسطے نکرو الْحَقَّ یعنی سچی بات کو اور وہ یہ ہے کہ
عوام لوگ توریت اور انجیل اور دوسری کتابون الہیہ کی آیتونسے موافق عبارت اُنکے اور مطابق سیاق اور سباق
کے مطلب سمجھتے ہین اور اُنکے مضمونونسے نبی آخر الزمان کا اور قرآن کا برحق ہونا اُنکے ذہن مین بیٹھا ہے بِالْبَاطِلِ
یعنی ساتھ تاویلات باطل اپنی کے کہ اُس مین حاجت اضمار کی یا معنی غیر حقیقی کی طرف لیجانیکی یا مخالفت سیاق
اور سباق کی پڑے جیسا کہ بہت فرقے گمراہ اس امت کے بھی مثل خارجیون اور رافضیون اور معتزلون اور قدریون

اور ملحدون سے کہ ایسی باتین قرآن مین کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بھی صورتین حق بات کے لانے
کے ساتھہ باطل کی ہین تمام اس باب مین اور منع مین داخل ہین بعضی صورت یہہ ہے کہ کوئی لفظ کسی قصہ کی روایت
مین اپنی طرف سے بڑھا لین جیسا کہ شیعون نے یہہ حرکت کی ہے کہ ساتھہ حدیث جھزوا جیش اسامۃ کے لفظ
لعن اللہ من تخلف عنہا کا زیادہ کرلیا ہے اور یہہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کے لفظ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کا بڑھا لیا ہے اور انھین صورتون مین سے یہہ ہے کہ کسی لفظ قریب المخرج کیساتھہ دوسرے لفظ کو
بدل کرین جیسا کہ نواصب اور خوارج نے بیچ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کے لفظ ہارون کو ساتھہ
قارون کے بدل کیا ہے اور انھین صورتون مین سے یہہ ہے کہ حدیث یا قرآن مین کوئی لفظ مبہم ہو اور بسبب اسکے
اپنی خواہش سے معین کرلین جیسا کہ فرقہ شیعہ نے قرطاس کی حدیث مین کہ قال اہجر استفہموہ قال عمر
روایت کیا ہے اور نواصب اور خوارج نے بیچ حدیث علی کے کہ ان ال ابی فلان لیسوا باولیاء انما اولیائی
المتقون سے لفظ آل ابی طالب کا روایت کیا ہے اور رافضیون نے بیچ حدیث ما اظن فلانا وفلانا
یعرفان من امرنا شیئا کو ما اظن ابا بکر و عمر روایت کیا ہے اور تمام ملعون حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
کے بیچ حق قریشیون معاند کے کہ [illegible] اور جنگ جمل وصفین کے تھے فرماتے تھے اور خلفاء ثلثہ اور حضرت طلحہ
اور حضرت زبیر کے جو حمل کرلیتے ہین اور انھین صورتون مین سے یہہ ہے کہ اشارہ کسی شے کی طرف ہوا ہو اور
اُس اشارہ کو دوسری چیز پر منطبق کرین جیسا کہ رافضیون نے بیچ اس حدیث کے کہ الا ان الفتنۃ ھٰھنا
من حیث یطلع قرنا الشیطان پیغمبر علیہ السلام اشارہ مشرق کیطرف کرکے ارشاد کیا تھا اس اشارہ کو طرف حجرہ حضرت عائشہ کے
کہ جانب مشرق تھا لیگئے و علی ہذا القیاس وتکتموا الحق یعنی اور مت چھپاؤ حق کو اسطرح پر کہ جو نصوص
توریت اور انجیل اور کتب الٰہیہ کے اوپر حقیقت اس پیغمبر اور اس قرآن کے دلالت کرتے ہین عام لوگون سے پوشیدہ
رکھو اور انکو نہ سناؤ اور وقت تلاوت کے اگر ان نصوص پر گذرتے ہو تو پڑھتے ہوئے [illegible] کتاب کو دکھلاتے ہو
پس جس صفحہ مین کہ وہ نصوص موجود ہین اگر وہ ظاہر ہون اپنا ہاتھہ رکھہ لیتے ہو جیسا کہ یہودیون نے رجم کی
آیت مین یہی کام کیا تھا اور اگر کوئی تم سے پوچھتے کہ کوئی آیت توریت اور انجیل مین بیچ شان اس کتاب
اور اس پیغمبر کے دیکھی ہے یا سنی ہے صاف کہدیتے ہو کہ ہمنے نہین دیکھی اور نہ سنی یا ہمکو یاد نہین چنانچہ رافضیون
نے بیچ نصوص نہج البلاغت کے یہی کام کیا ہے کہ جو نص شیخین کی مدح اور تعریف مین نزدیک انکے متواتر ہے
عوام اپنے سے پوشیدہ کرتے ہین اور حق کے چھپانیکی ایک صورت یہی ہے کہ معین کو مبہم کرین جیسا کہ جامع

تفسیر حسینی

خیال سے پیغمبر کی اطاعت چھوڑدی آخر زمانے کے پیغمبر کی صفتین جو توراۃ مین لکھی تھین بدل ڈالین اللہ تعالیٰ نے احسانات انکی نافرمانیان یاد دلاکر پھر انکو انکا عہد و پیمان یاد دلاتا ہے اور نیز پھر انعام واکرام کا وعدہ فرماتا ہے آے بچھی سے ڈرو کیونکہ مین وہی ہون جسنے تمھارے باپ دادون کو سمندر کے پار اوتارا مصر کی بلا و مصیبت پھنسا دیا اگلے اسا تو

بیان لفظ ۔۔۔ قرآن و حدیث ۔۔۔ کی ۔۔۔ طرف [illegible]

نہج البلاغت سیدرضی نے بلادِ عمر کو بدل بلادِ فلان کرکے نقل کیا ہی خلاصہ یہ ہے کہ او پر ذمہ علما کے واجب ہی
کہ کوئی وجہ بہکانے اور گمراہ کرنیکی اپنے اندر نرکھین جیسا کہ ذمہ اُنکے واجب ہے کہ خود راہ پانے والے ہون پس
اسے بنی اسرائیل تمکو بھی لازم ہے کہ ان دو نو طریق اغواکے سے پرہیز کرو وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور حال یہ ہے کہ
تم جانتے ہو کہ حق حق ہے اور باطل باطل حق کو چھپانا نچاہیے اور باطل کو ہمرنگ حق کے کرکے ظاہر کرنا نچاہیے
اور یہ قید اسواسطے بڑہائی ہے کہ کبھی مشتبہ کرنا ساتھ باطل کے اور پوشیدہ کرنا حق کا خطا فہمی کی راہ سے بھی
سر اسکو بیچ عرف اصول والونکی خطا اجتہادی کہتے ہین ہوتا ہے اور پوشیدہ کرنا حق کا محل عتاب
سخت کا نہین کہ کفر کی طرف پہنچاوے بلکہ اس مین تفصیل ہے اگر صاحب اس خطا کے لیے بیچ تلاش
کرنے حق اور ترجیح کرنے اسباب ہدایت کے کوشش کمال درجہ کی کی اور ذہن اُسکا طرف صرف حق کے نہ پہنچا معذور
ہے بلکہ اجر دیا جاوے گا اور اگر بیچ دریافت کرنے حق کے موافق مقدور اپنی کے کوشش نکی اور ساتھ فکر سرسری کے
قناعت کرکے خطا کی البتہ وہ مستحق عتاب و ملامت کا ہے لیکن باوجود اسکے نوبت طرف کفر کے نہین پہنچیگی
بخلاف اُس صورت کے کہ حق پوشی اور فریب دیدہ و دانستہ کیا کہ وہ کفر کی طرف پہنچاویگا اور بعضے مفسرین نے
کہا ہے کہ معنی وانتم تعلمون کے یہ ہین کہ تم قباحت اس فعل کی جانتے ہو اور ہر چند حق پوشی اور تلبیس
باوجود نجاننے قباحت اُسکی کے بھی حرام ہے لیکن بباعث جاننے کے نہایت قبیح ہوتی ہے جیسا کہ زہر کو جانکر کھانا
پس یہ قید واسطے بیان کرنے زیادتی قباحت اُس فعل اُنکے کے ہے اگر چہ جاننا چاہیے کہ اکثر عوام جانتے ہین
کہ تحصیل علم دینی کی ساتھ خوف اس مفسدہ کے مضر ہے اور جہل مین رہنا بہتر ہے اسواسطے کہ عالم کے حق مین باوجود
جاننے احکام شرع کے کہ فلانی چیز واجب ہے اور فلانی حرام مخالفت اُن حکمونکی کرنی زیادہ برائی ہے
بہ نسبت جاہلونکے کہ اُنسے مخالفت احکام شرع کی نادانستہ ظاہر ہوتی ہے پس علم حاصل کرنیمین یہ وبال سخت اپنی
گردن پر لینا ہے اور علم نسیکھنے مین اس وبال سے امن ہے اور واسطے تائید اس اعتقاد اپنے کے حدیث ابو دردا
اور ابن مسعود کی کہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الزہد امام احمد کے موجود ہے لاتے ہین کہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن لا یعلم مرۃ ولو شاء اللہ لعلمہ وویل لمن یعلم ولا یعمل سبع مرات یعنی فرمایا
رسول اللہ نے وبال ہے واسطے اس شخص کے کہ نہین علم رکھتا ہے ایکبار اور آنحضرت نے اُسکے حق مین پھر یہ لفظ
فرمایا اور اگر چاہتے اللہ تعالی البتہ عالم کردیتے اُسکو اور وبال ہے واسطے اس شخص کے کہ عالم ہے اور عمل نہین
کرتا ہے اور اُسکے واسطے سات بار فرمایا اور رفع اور دور کرنا اس شبہہ کا یہ ہے کہ حقیقت مین وبال جہل کا

زیادہ ہی وبال علم بے عمل سے اسواسطے کہ جہل میں دو فرض ترک ہوئے ایک علم اور دوسرا عمل اور علم بے عمل مین ایک شے فرض ترک ہوئی کہ وہ عمل ہی پس مواخذہ کہ اوپر ترک دو فرض کے کیا جاوے زیادہ سخت اور برا ہی اُس مواخذہ سے کہ اوپر ترک ایک فرض کے کیا جاوے البتہ یہ بات ہی کہ باوجود علم کے عمل نکرنا عقل کے نزدیک بہت قبیح و کھلائی دیتا ہی اور آدمیون کے نزدیک جاہل معذور ہوتا ہی لیکن اُس وقت کہ تحصیل اُس علم کی ضرور نہو اور اگر تحصیل اُس علم کی ضروری ہو پس آدمیونکے نزدیک بھی وہ جاہل زیادہ تر مطعون اور ملامت کیا گیا ہی جیسا کہ کوئی شخص اپنے باپ کو نہ پہچانے اور اُسکے ساتھ معاملہ غلامون کا کرے یا والدہ اپنی کو نہ پہچانے اور اسکے ساتھ معاملہ لونڈیونکا کرے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ جاہل کے حق مین ایک بار ویل ہے اور عالم بے عمل کے حق مین سات بار پس یہ بات اوپر کم ہونے عذاب جاہل کے دلالت نہین کرتی ہی بلکہ اوپر کثرت عتاب اور ملامت عالم بے عمل کے کرتی ہی کہ اکثر فعل مین ملامت ہو سکتی ہی اور جاہل کے اوپر فقط ملامت نہ تحصیل کرنے علم کی ہی جیسا کہ کافر بسبب انکار کرنے دین کے نماز روزہ اور زکوۃ اور حج اور واجبات کے مواخذہ سے چھوٹ جاتا ہی مگر جو عذاب کہ ایمان نہ لانے اُسکے پر مقرر ہی ہزارون حصے سخت زیادہ عذاب ترک کرنے واجبات اور محرمات کے سے ہے ایسے ہی اس جگہہ سمجھنا چاہیے کہ ایک ویل جاہل کا زیادہ سخت ہی ہزار ویل عالم بے عمل کے سے اور ایک ظریف نے اس شبہہ عوام کو ایک شخص سے سنکر اُسکے جواب مین کہا کہ یہی برکت علم کی سے ہی کہ وبال جاہل کا کمتر وبال عالم بے عمل کے سے ہی اس حدیث سے سمجھکر یہ شبہہ دل مین آیا پس انکار کرنا فضیلت علم کا بسبب اس شبہہ کے الٹا اقرار کرنا ہی ساتھ فضیلت علم کے اسواسطے کہ اگر علم مسئلہ کا ساتھ اس حدیث کے حاصل نہوتا تو یہ شبہہ کب دل مین گذرتا اور اس حیلہ سے تخفیف عذاب اسکے کی کب معلوم ہوتی اور سمجھا کہ بنی اسرائیل کو واسطے صحیح کرنے عقائد اور باز رہنے گمراہی اور گمراہ کرنے سے حکم فرمایا اب بیان فرماتے ہین کہ اگر تم نے اس کتاب اور اس پیغمبر کی تصدیق کی اور حق باتکے چھپانے سے اور خلط کرنے اُسکے سے بھی باز رہے فقط اسقدر سے نجات تمھاری حاصل نہین ہوتی ہی جب تک احکام اس کتاب کے نہ مانو اور اس پیغمبر کی اطاعت نکرو اور اپنے تئین اُسکے گروہ مین داخل نکرو اسواسطے کہ عمل کرنا اُس کتاب منسوخ پر اگرچہ کسی طرح کا تغیر اور تبدل نہو اور حق پوشی بھی اُس مین نہو جائز نہین بلکہ اوپر تمھارے لازم ہی کہ شریعت کی اصلون مین پیروی اسی کتاب اور اسی پیغمبر کی کرو تم وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی اور قایم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ کو موافق حکم

نظم حسبلی
چھوڑے دام دنیا کے نقش پر
بیٹھے چھوادر مجھے
بیچے زہو ف پیچے
جبکہ قرآن مجید تمھاری
کتاب کو سچ بتاتا
ہے پھر تمکو اُسکے ماننے
مین کیا عذر ہی قرآن
کو مانو اور بنی اسرائیل
مین پہلا مسلم تم
ہو کہ تمھارا دیکھا
دیکھی اور لوگ بھی
انکار کرین اور بڑی
جلد مٹ جانیوالی
دنیا کی محبت پہ اچھے
اصول ہمیشہ رہنے
والے دین کو مت
چھوڑو وعوض
دین بیچ کر دینا

استحباب کے اور اس پیغمبر کے بلکہ فضائل اور مستحبات دین مین بھی پیروی اسی کتاب اور اسی پیغمبر کی کرو تم اسواسطے کہ بعضے فضائل اور مستحبات اس جنس سے ہوتے ہین گویا کہ شعار دین کے ہوتے ہین اور اُنکا کرنا علامت قبول کرنے اُس دین کی ہوتی ہی جیسا کہ جماعت نماز مین اسیواسطے نماز کو تنہا نہ پڑھو وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ یعنی اور نماز ساتھ جماعت کے پڑھو ہمراہ اور نمازیونکے اسواسطے کہ اس شریعت مین نماز جماعت کا ثواب ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی تنہا پڑھنے سے اور جماعت کی نماز خاصہ اسی دین کا ہی اور دینون مین نہین اور اس مقام مین نماز کو لفظ رکوع کے ساتھ بیان کیا اسواسطے کہ یہودیون کی نماز مین رکوع نہین اور رکوع خاصہ اسی امت کا ہی پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ نماز کو مسلمانون کے طور پر پڑھو ساتھ رکوع کیساتھ اور رکوع کو اس خوبی کیساتھ ادا کرو کہ ایسا معلوم ہو کہ مقصود بالذات رکوع ہی سب نماز کے افعال مین سے تاکہ تدین تمہارا ساتھ دین اسلام کے یقینی ہو اور اس آیت سے اکثر شافعیون نے دلیل پکڑی ہے کہ کافرونکو کفر کی حالت مین جیسا کہ تکلیف ایمان کی ہی ایسی ہی تکلیف اور عبادتون کی جیسا کہ نماز اور روزہ اور زکوۃ بھی ثابت ہی اور حنفیہ جواب دیتے ہین کہ یہ خطاب بعد خطاب ایمان کے ہی گویا ایسا فرماتے ہین کہ اول ایمان لاؤ بعد اُس کے نماز پڑھو اور زکوۃ دو لیکن حرف واؤ کا واسطے مطلق جمع کے ہی اور اوپر اس تعقیب اور ترتیب کے دلالت نہین کرتا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ حنفیہ کے نزدیک بھی خطاب کفار کا ساتھ عبادت کے کہ ملا ہوا ساتھ خطاب ایمان کے ہو کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہی اسواسطے کہ خطاب ساتھ مجموعہ ایمان اور عبادت کے ہی نہ ساتھ صرف عبادت کے اور بعضے حنفیہ نے لفظ اقیموا الصلوۃ اور اٰتوا الزکوۃ کو اوپر قبول کرنے امر نماز اور زکوۃ اور اعتقاد فرضیت اُنکی کے حمل کیا ہی لیکن یہ معنی درست نہین ہوتے ہین اسواسطے کہ قبول کرنا نماز اور زکوۃ اور اعتقاد فرضیت اُنکی کا بیچ مضمون اٰمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم کے داخل ہی حاجت تکرار کی نہین اور بعضے علماء ظواہر بسبب اقتضا اس آیت کے اس طرف گئے ہین کہ تنہا نماز پڑھنی جائز نہین طلب کرنا جماعت کا نماز مین فرض ہے اور بعضے علما نے واسطے باطل کرنے تمسک انکے کے کہا ہی کہ قید مع الراکعین کی سے ثبوت جماعت کا نہین ہوتا ہی مقصود یہ ہی کہ ہمراہ مسلمانون کے تم بھی بطور اُنکے نماز پڑھو کہ جس مین رکوع ہو نہ یہ کہ تحریمہ اور ادا مین بھی موافق ہو جیسا کہ جماعت کے اندر ہوتا ہی اور حاصل کلام یہ ہی کہ لفظ مع کا دلالت اوپر واجب ہونے موافقت کے ساتھ مسلمانون کے کرتا ہی خواہ ارکان اور ہیئت نماز مین ہو خواہ

بیچ ادا اور تحریمہ کے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہر امر واسطے وجوب کے نہیں پس لفظ ارکعوا کا دلالت اوپر استحباب
کے کرتا ہے کہ جماعت تم سے مطلوب ہے گو واجب نہو خصوصاً جس وقت دلیل دوسری اوپر عدم وجوب
کے دلالت کرے اس امر کو اوپر وجوب کے حمل کرنا نچاہیے اور وہ دلیل یہ ہے کہ قدرت اوپر جماعت کے اور غیر کے
اوپر موقوف ہے کہ ایک شخص سے جماعت نہیں ہو سکتی ہے اور بسبب غیر کے قدرت ہونی حقیقۃً قدرت
نہیں اور تکلیف بے قدرت کے نہیں ہوتی ہے پس اگر جماعت فرض ہو تکلیف بے قدرت کے لازم آوے
اور بعضے کوتہ نظروں نے اس دلیل میں نقض وارد کیا ہے کہ جمعہ کی نماز میں جماعت بالاجماع
فرض ہے اگر قدرت اوپر جماعت کے متعلق ساتھ غیر کے ہے اور قدرت بالغیر حقیقت میں قدرت نہیں
پس جمعہ کی نماز میں کس واسطے تکلیف بے قدرت کے ہوئی اور جواب اسکا یہ ہے کہ فرضیت نماز جمعہ کی
اوپر تقدیر بہم پہنچنے جماعت کے ہے اور بیچ صورت نہ منعقد ہونے جماعت کے جمعہ فرض نہیں ہوتا ہے اور لیکن
حاضر ہونے جماعت کے امام کو اوپر امامت کے اور مقتدیوں کو اوپر اقتدا اسکے ذات اپنی سے قدرت حاصل
ہے پس تکلیف بغیر قدرت کے متحقق نہیں اور اسیواسطے جو اندھا کہ بغیر ہاتھ پکڑنے والے کے مسجد تک
نہیں پہنچ سکتا ہے نماز جمعہ کی اس سے ساقط ہے اس واسطے کہ قدرت اسکی متعلق ساتھ غیر کے ہے نہ
اپنی ذات سے حاصل یہ ہے کہ جماعت نماز پنجگانہ میں ہر آدمی کے اوپر سنت موکدہ ہے کہ بغیر عذر کے جیسا
بیماری یا سفر یا مینہ یا کیچڑ یا ہوا سے سرد اور تیز ہرگز ترک نکرے اور اوپر کل مسلمانوں کے فرض کفایہ
ہے اگر آدمی شہر کے سب جماعت کے چھوڑنے پر اصرار کریں گنہگار ہوتے ہیں اسواسطے کہ یہ
سنت شعائر دین سے ہے جیسا کہ اذان اور جو سنتیں کہ اس جنس سے ہوں چاہیے کہ کسیوقت بالکل
متروک نہوں الا اشتباہ اور فرق دین کا اور دینوں سے کم ہوگا اور ہرگاہ کہ بنی اسرائیل کو بلکہ اکثر
علماء ظاہرین کو شبہ اس مقام میں آتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم وقت تعلیم کرتے ہیں اور حکموں الٰہی کا
قصد رکھتے ہیں اور حق اپنے شہو بھی رکھتے ہیں پس ہمکو حاجت نہیں کہ آپ بھی موافق ان حکموں کے عمل کریں
اسواسطے کہ ہمارے فرمانے اور تعلیم ہماری سے بہت آدمی ان حکموں پر عمل کرتے ہیں اور وہ سب اعمال
ہمارے اعمال ناموں میں لکھے جاتے ہیں ساتھ حکم الدال علی الخیر کفاعلہ کے یعنی راہ بتلانیوالا اوپر نیک
امر کے مثل کرنیوالے کے ہے تو مثلاً نماز سب نمازیں پڑھنے والوں کی کہ بسبب تعلیم ہماری کے پڑھتے ہیں گویا
نماز ہماری ہے اور ایسے ہی روزہ اور زکوۃ اور تلاوت اور ذکر اور منشا اس غلط فہمی انکی کا یہ ہے

تفسیر خلیلی
اور اسکو سورۃ فاتحہ پڑھکر جھاڑا وہ بیمار اچھا ہو گیا اور صحابی بکریاں لیکر اپنے یاروں کے پاس آئے جو وہ دوسرے صحابہ نے اعتراض کیا کہ تو نے قرآن پر مزدوری کی پھر مدینہ طیبہ پہنچکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اس شخص نے قرآن پر مزدوری لی ہے آپ نے فرمایا تم لوگ جن چیزوں پر مزدوری لیتے ہو ان سب میں مزدوری لینے کے لایق

کر شرع کے کاموں کو اوپر امداد مال اور خدمت بدنی کے قیاس کرتے ہین جیساکہ کسی نے کسی کے کہنے سے
کسی شخص کو کچھ مال دے دیا یا خدمت ہاتھ پانوسے کردی نزدیک اُس شخص کے یہ مدد اور یہ خدمت گویا
مدد اور خدمت اُس کہنے والے کی ہوتی ہی اور اسیواسطے شکر گذار اُسکا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ تو نے یہ
کام کیا اور طفیل تیرے یہ نفع مجکو پہنچا مگر احکام شرعیہ ایسے نہین ہین بلکہ تکلیفات شرعیہ کو ایسا سمجھنا
چاہیے جیساکہ دوائین اور پرہیز کرنا مضر چیزون سے کہ جب تک خود شخص بیمار استعمال اُس دوا
اور اُس پرہیز کا نکرے اُسکو کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی اور صحت بدن کی بھی حاصل نہین ہوتی ہے
اگرچہ اُسکے فرمانے سے ہزارون آدمی اُس دوا اور اس پرہیز سے آرام پاوین جیساکہ طبیب کو اگر
حاجت اپنے تنقیہ اور مسہل کی ہی تو اور بیمار ون کے تنقیہ اور مسہل سے اُسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور
بدن امتلاءسے کہ بسبب اخلاط کے عارض ہوا ہی پاک نہوگا لہذا واسطے دور کرنے اس شبہہ کے کہ بسبب
غلط فہمی کے آیا تھا بطریق عتاب کے فرماتے ہین أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ + یعنی آیا حکم کرتے ہو
آدمیونکو ساتھ نیکی کے مثل ادا کرنے نماز اور دینے زکوۃ کے اور پورا کرنے عہد کے اور ظاہر کرنے
حق کے وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ یعنی اور بھلاتے ہو اپنے نفسونکو یس اپنے نفسون کو نیکیون کی طرف
متوجہ نہین کرتے ہو اور اصلاح اُنکی مین مشغول نہین ہوتے ہو اور اپنے نفسونکے حال سے ایسے غافل ہو
کہ جو چیز بھول گئے ہو ہرگز اُسکو یاد نہین کرتے ہو اور غفلت مین گذارتے چلے جاتے ہو وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتَابَ یعنی اور حال یہ ہی کہ تم ہمیشہ تلاوت کرتے ہو کتاب الٰہی کی اور دوسرے لوگ اُس کتاب کو
تم سے سنکر اور مضمون اُسکے کے عمل کرتے ہین پس حق تمھارا یہ ہی کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے
بیچ عمل مضمون اسکے کی کوشش کرو اور کتاب الٰہی مین بھی جابجا پڑھتے ہو کہ جو کوئی برخلاف حکم الٰہی
کے عمل کرے اور قول اُسکا مخالف عمل اُسکے کے ہو وہ شخص مستحق وبال اور عذاب کا ہے جیساکہ
قرآن مجید مین اسی امر کو تین مقام مین ارشاد فرمایا ہے اوّل بیچ اس آیت کے اور دوسرے بیچ
آیت لم تقولون ما لا تفعلون کے اور تیسرے بیچ آیت ما ارید ان اخالفکم الی ما انھاکم عنہ
کے اور عاقل سے بہت بعید ہی کہ بیچ اصلاح حال غیر کے کوشش کرے اور ہلاکت نفس اپنے کی سے
چشم پوشی کرے اور ہمیشہ تلاوت کلام الٰہی کرے اور ہرگز موافق اُسکے عمل نکرے أَفَلَا تَعْقِلُونَ یعنی
آیا پس تم نہین سمجھتے ہو معنی کتاب الٰہی کے اور بُرائی کام اپنے کی اور حال یہ ہی کہ صراحۃ عقل اور

برائی اس کام کی دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ مقصود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ ہی کہ دوسرے
لوگ مصلحت اپنی کو جانین اور ضرر اپنے سے بچین اور ظاہر ہی کہ مصلحت نفس اپنے کی سمجھنی اور دور کرنا
مضرت اسکی کا جاننا زیادہ تر مطلوب ہی اورون کی مصلحت اور دور کرنے مضرت کے سے پس جو کوئی
اورونکو نصیحت دے اور اپنے تئین نصیحت کر نیوالا نہو وہ ایسی چیز کو اختیار کر رہا ہی کہ اسکو عقل صحیح
قبول نہین کرتی ہے اور بھی ایسی قسم کی نصیحت دینی سبب دلیر کرنے اورونکا ہی اوپر گناہ کے اسواسطے
کہ سننے والے کہین گے کہ اگر ان چیزون کی وعظ کرنیوالے کے نزدیک کچھ اصل ہوتی اور یہ ڈرانا اور
تاکید اسکی سچی ہوتی آپ کسواسطے برخلاف اسکے عمل کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ سب نصیحتین اسکی بے
اصل ہین اور یہ شبہ انکا باعث ہلکا جاننے دین کے حکمونکا اور جرأت کرنیکا اوپر گناہون کے ہوتا ہی اور
جو کہ نصیحت اور وعظ سے غرض ہی یہ بات اسکے مخالف ہی اور صاحب عقل ایسا کام نہین کرتے کہ عین اُس
کام مین غرض اسکی کو توڑ ڈالین اور اس قسم کا وعظ کہ عمل اسکا مخالف قول اسکے کے ہو تو
کلام مین بھی تاثیر نہین ہوتی اور بات اسکی دلکو نہین لگتی اور آدمی اسکی بات کو قبول نہین کرتے ہین
پس تمام محنت اسکی آدمیونکے نصیحت کرنے مین رائگان پڑتی ہی اور کیا نکیا اسکا برابر ہوتا ہی اس
مقام مین جاننا چاہیے کہ بعضے ظاہر بینون نے اس آیۃ کے ساتھ اور ساتھ دوسری آیۃ کے کہ سورۃ
صف مین ہی لم تقولون ما لا تفعلون دلیل پکڑی ہی اوپر اسبات کے کہ گنہگار کو جائز نہین کہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرے اور یہ صحیح نہین بلکہ حق یہ ہی کہ آدمی کو دو چیزونکا حکم ہی کہ آپ بھی گناہ کو چھوڑ دے
اور دوسرونکو بھی اُس سے ہٹا وے اور اگر آپ اُس نے گناہ کو نہ چھوڑا دوسرونکو نصیحت کرنے سے ہی
نکرے کہ ایک حکم کے چھوڑنے سے لازم نہین آتا ہی کہ دوسرا حکم اسکے ذمہ سے ساقط ہو جاوے اور
عتاب اور مذمت کہ ان آیتون مین آئی ہی واسطے منع کرنے واعظ کے وعظ سے نہین بلکہ اسواسطے ہی
کہ پہلے اپنے نفس کو پاک اور کامل کرے اور قاعدہ مقرر کیا ہوا اصول کا ہی کہ جب انکار مجموع دو چیزون
کیطرف متوجہ ہوتا ہی ہر ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ اُن دونو سے انکار سمجھنا خطا ہی اسی قاعدہ کے موافق اس
آیت مین بھی انکار اوپر مجموعہ امر کرنے غیر کے اور بھلا نے نفس اپنے کے ہی اگرچہ یہ انکار بسبب بھلانے نفس اپنے
ہی کے ہو البتہ دن قیامت کے بلکہ دنیا مین بھی اس قسم کے عالم بے عمل کی فضیحت اور رسوائی بہت
ہوگی جیسا کہ معراج کی حدیث مین ساتھ روایت انس بن مالک کے کہ تمام صحاح ستہ مین موجود ہے

تفسیر خلیلی

علیہ وآلہ وسلم کی اور قرآن کی سچائی صاف ظاہر ہو جاتی
سے اُس کو اُس کی جگہ سے بدل کر ضمیر کا مرجع بدل کر یا معنی مجازی لیکر یا عبارت کے خلاف معنی اپنی طرف سے گھڑ کر یا کوئی لفظ اپنی طرف سے زائد کر دیا یا قریب المخرج حرفون کو بدل دیا یا مبہم کو بے دلیل اپنی خواہش کے موافق متعین کر دیا یا متشابہ ایسا کچھ کا کچھ کر دیا

بیان عتاب واعظ بے عمل

وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مینے معراج کی رات مین ایک گروہ دیکھا
کہ اُنکے ہونٹون کو آگ کی مقراضون سے کاٹتے ہین اور جسوقت کاٹنے سے فراغت ہوتے ہین پھر وہ ہونٹ
درست ہو جاتے ہین مین نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ جماعت کن لوگون کی ہی کہا جبرئیل نے کہ یہ وعظ
کہنے والے تیری امت کے ہین کہ آدمیون کو نیکی کیواسطے کہتے تھے اور اپنے تئین فراموش کرتے تھے
اور صحیحین مین ساتھ روایت اسامہ بن زید کے آنحضرتؐ سے وارد ہی کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لاکر
دوزخ مین ڈالین گے اور انتڑیان اُسکی نکل کر باہر پڑینگی وہ شخص اُن انتڑیون کو کھینچتا ہوا پھیرے گا
جیسا کہ گدھا چکی کا چکی کے گرد پھرتا ہی اور دوزخی اُسکے پاس آکر کہین گے کہ اے فلانے تجکو کس
بلا نے مارا تو ہمکو نیک باتین بتلایا کرتا تھا اور بُرے کامون سے منع کرتا تھا وہ کہیگا کہ مین تمکو کہتا تھا اور آپ
نہین کرتا تھا اور تمکو منع کرتا تھا اور آپ اُس چیز کو کرتا تھا اور خطیب اور ابن النجار ساتھ روایت جابر کے
آنحضرتؐ سے لائے ہین کہ قیامت کے دن ایک گروہ بہشتیونکا دوزخ کے آدمیونکی طرف گذریگا اور
آواز دینگے کہ اے فلانے اور فلانے تمکو کیا ہوا کہ دوزخ مین جا پڑے اور ہم تمھاری تعلیم سے بہشت مین
آئے وہ جواب دینگے کہ ہم تمکو تعلیم کرتے تھے اور آپ عمل نہین کرتے تھے اور طبرانی اور خطیب اور ابن
ابی شیبہ نے جندب بن عبداللہ بجلی اور ابو بریدہ اسلمی اور سلیک غطفانی سے ساتھ اسناد صحیح کے
روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عالم بے عمل ایسا ہی جیسیکہ چراغ کی بتی کہ اپنے
تئین جلاتی ہی اور دوسرونکو روشنی بخشتی ہے اور ہرگاہ کہ پورا کرنا عہد اور ظاہر کرنا حق کا اور چھوڑنا
دین مالوف کا اور تابعداری کرنی نئے دین کی اور ادا کرنا نماز کا بطریق ہمیشگی کے اور رعایت
جماعت کی اور دینا زکوۃ کا کھلے دل سے نفس کے اوپر بہت شاق اور بھاری ہی اسواسطے فرماتے
ہین کہ اگر عمل کرنا ان چیزون کا جو اور ونکو کہتے ہو خود تم سے نہو سکے اور مشکل معلوم ہو پس علاج اُسکا یہ ہی کہ
دو دوائین استعمال کرو وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی اور طلب مدد کی کرو تم اوپر اُن کامون
کے کہ مشکل ہین ساتھ صبر اور نماز کے اور صبر پس تین قسم ہی اول صبر اوپر مشقت بندگی کے جیسا کہ
اُٹھنا واسطے نماز اور غسل اور وضو کے بیچ وقت سردی کے اور جانا مسجد مین گرمی کے وقت اور
اندھیرے مین اور اوپر اسی قیاس کے اور عبادتین دوسرے صبر گناہ کی لذتون سے کہ بے اختیار
طبیعت اُنکی طرف راغب ہوتی ہی تیسرے صبر کرنا اوپر مصیبت کے کہ اپنے تئین جزع اور فزع اور شکایت

اور او جتنی چیزون نامرضیہ سے بچا رہتا وے اور جب آدمی نے ان تینون حالتون مین
صبر کی عادت اختیار کی یقین ہی کہ ہر حال مین مالک نفس اپنے کا ہوگا اور نفس اسکا مغلوب
اور عقل اسکی غالب ہوگی اور یہ سب چیزین اسپر آسان ہونگی پس صبر مثل ورزش اور پرہیز
کے ہے یعنے جیسا کہ ورزش اور پرہیز سے حفظ صحت اور امن مرض ہی رہتا ہی ایسے ہی صبر سے ایمان سلامت رہتا ہی اور یہی
حدیث شریف مین وارد ہی کہ الایمان نصفان نصف فی الصبر ونصف فی الشکر رواہ البیہقی
فی شعب الایمان عن انس مرفوعا یعنی ایمان کے دو ٹکڑے ہین ایک ٹکڑا بیچ صبر کے اور ایک ٹکڑا
بیچ شکر کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے حضرت انس سے مرفوعا گویا اس
حدیث مین اشارہ فرماتے ہین اسبات کا کہ ایمان بمنزلہ صحت کے ہی اور صحت دو چیزونسے حاصل
ہوتی ہی پرہیز اور دوا پرہیز صبر ہی اور دوا شکر ہے اور ہرگاہ کہ پرہیز نہو دوا کچھ فائدہ نہین کرتی
ہی اور پرہیز بدون دوا کے بھی مفید پڑتا ہی حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نے صبر کو
جزو اعظم ایمان کا قرار دیا ہی جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے بیچ کتاب الایمان کے اور بیہقی نے انسے روایت
کی ہی کہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد اذا قطع الراس نتن فی الجسد لا ایمان لمن لا
صبر لہ یعنی صبر کو ایمان سے ایسی نسبت ہی جیسا کہ سر کو بدن سے جسوقت کاٹا جاوے سر بگڑ جاتی
ہی وہ چیز کہ بدن مین ہی اور نہین ایمان واسطے اس شخص کے جس شخص کے واسطے صبر نہین اور اسیواسطے حدیث
شریف مین بھی ساتھ روایت عبید بن عمیر لیثی کے موافق قول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ کے آیا ہی کہ ایک دن ایک شخص پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ یا رسول
اللہ ما الایمان قال الصبر والسماحۃ یعنی یا رسول اللہ کیا ہی ایمان فرمایا آپ نے صبر اور سماحت
اور بھی صحاح ستہ مین روایت ہی کہ ما اعطی احد عطاء خیرا واوسع من الصبر یعنی نہین دیا گیا
کوئی شخص عطا کہ بہتر ہو صبر سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہی
کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے یارونکو فرمایا کہ تم مین سے کوئی چاہتا ہی
کہ اسکو خدا تعالی بغیر سیکھنے کے علم عطا کرے اور بغیر راہ جتلانے کے راستہ ہدایت کا اسکو ملے اور کوئی
تم مین چاہتا ہی کہ حق تعالی اسکی کورچشمی کو کھو دے اور اسکو بینا کرے یارون نے عرض کیا کہ ہر شخص ہم
مین سے یہی چاہتا ہی فرمایا کہ جو کوئی دنیا مین زہد قبول کرے اور رستی امید اپنی کی کوتاہ کرے

تفسیر خلیلی
سیدھی راہ پر چلے رہنا واجب ہی اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ دوسرونکو دھوکہ نہین گمراہ نکرین تو اسے بنی اسرائیل تم کو بھی ان دونون ڈھب کے بہکانے پرہیز کرنا لازم ہی (دعوٰی) تنبیہ جسکو حق بات معلوم ہو اسپر اسکا چھپانا حرام ہے اور اسکو ظاہر کردینا فرض ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی مسئلہ

حق تعالی اسکو بغیر پڑھنے کے علم عطا فرماتا ہی اور بغیر ہدایت کے اسکو رشد دیتا ہی دانا اور آگاہ ہو تم کہ پیچھے
ایسے آدمی پیدا ہونگے کہ بادشاہت انکی بغیر قتل اور تکبر کے رونق نہ پکڑیگی اور دولت انکی بغیر بخل و ظلم کی
برقرار نہ رہیگی اور محبت انسے بغیر سستی دین کے اور پیروی خواہش نفس انکی کے حاصل نہوگی پس جو کوئی تم
مین سے اسوقت کو پاوے اور پر فقر اپنے کے صبر کرے اور دولت انکی سے اپنے تئین ہٹاوے اور اوپر ناخوشی
انکی کے صبر کرے اور محبت انکی سے دست بردار ہوا اور اوپر ذلت اپنی کے صبر کرے اور عزت کو چھوڑے اور غرض
اسکی بیچ ان امور کے سوائے رضامندی خدا کے چیز دوسری نہو حق تعالی اسکو ثواب پچاس ولی کا عنایت
کریگا اور حکیم ترمذی نوادر الاصول مین ساتھہ روایت ابن عباس کے لائے ہین کہ مین ایکدن ردیف
آنحضرت کا تھا یعنے پس پشت آنحضرت کے سوار تھا فرمایا کہ مین تجکو کئی چیزین کہ نفع دینے والی ہین تعلیم کرون
سیکھ لے کہا البتہ فرمایا علیک بالعلم فان العلم خلیل المؤمن والحلم وزیرہ والعقل دلیلہ والرفق اخوہ
والصبر امیر جنودہ یعنی لازم کر لے علم کو تحقیق علم دوست خیر خواہ مومن کا ہی اور حلم بمنزلہ وزیر اسکے کے ہی اور عقل
بمنزلہ راہبر اسکے کے ہی اور رفق یعنی تواضع اور نرم خوئی بمنزلہ بھائی اسکے کے ہی کہ ہر وقت اس کے کام مین
آتی ہی اور صبر بمنزلہ امیر اور سردار اسکے کے ہی کہ کوئی مہم بدون اعانت اسکی کے فتح نہین ہوتی ہی اور
بیہقی نے اشعث بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ اسنے ابو حاضرہ اسدی سے سنا کہ آنحضرت نے ایک شخص
کو یارون اپنے سے کہ ہمیشہ آپکی مجلس مین حاضر ہوتا تھا چند روز نہ دیکھا حال اسکا دریافت فرمایا یارون
نے کہا کہ اس نے فلانے پہاڑ مین گوشہ اختیار کیا ہی اور عبادت مین مشغول ہوا ہی فرمایا کہ اسکو میرے سامنے
لاؤ جب وہ شخص آنحضرت کی خدمت مین پہنچا فرمایا کہ تجکو کیا باعث ہوا کہ پہاڑ مین جاکر گوشہ اختیار کیا
تو نے اور مسلمانونکی صحبت سے کنارہ کیا تو نے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تئین صحبت
آدمیونکی عبادت خدا مین تشویش دیتی ہے فرمایا کہ صبر کرنا آدمی کا بیچ ایک صحبت مسلمانونکے اور
مکروہات اس صحبت کے اپنے اوپر گوارا کرتے بہتر اس عبادت سے ہین کہ خلوت مین بیٹھ کر ساٹھ برس تک
بجالاوے اور بخاری نے کتاب الادب مین اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ساتھہ روایت عبد اللہ بن عمر کے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ جو مسلمان آدمیون کے ساتھہ ملا رہے اور ان کی
ایذاؤن پر صبر کرے بہتر ہی اس مسلمان سے کہ انکی ایذا پر صبر نکرے اور انکی صحبت کو چھوڑ دی اور نماز پس استعانت
اسکی دو طریق سے ہی طریق پہلا کہ نصیب عوام کو ہی یہ ہی کہ جب کوئی حاجت درپیش آوے اور کوئی چارہ

اسکا نجابین اور سر انجام اُسکا نکرسکین واسطے حاصل ہونے اُس مطلب کے مسجد مین جاوین اور
دوگانہ ادا کرین اور دعا مین مشغول ہون اور اس طریق کو ترمذی اور دوسرے صحاح نے اس وضع
پر روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ حاجۃ الی اللہ او الی احد من بنی آدم فلیتوضأ
ولیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی اللہ ولیصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ
کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَةً ھِیَ لَکَ
رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؁ یعنی کہا رسول اللہ نے جو شخص کہ ہووے اسکو
حاجت طرف اللہ کے یا طرف کسی آدمی کے پس چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر چاہیے
کہ پڑھے دو رکعتین پس چاہیے کہ ثنا بھیجے اوپر اللہ کے اور چاہیے کہ درود بھیجے اوپر نبی کے پس چاہیے
کہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آخر تک اور فائدہ اس طریق کی استعانت کا یہ ہے کہ آدمی کو کوئی حاجت دنیا کی
حاجتون مین سے اپنی طرف نہ کھینچے اور بیچ حاصل کرنے اسباب اُسکے کے مستغرق نکرے اور باعث
غفلت کا خدا کی طرف سے نہو جاوے بلکہ پیش آنا حاجتون دنیاوی کا اُسکے حق مین حکم آنے نماز کا پکڑے
اور نظر اُسکی اور اسبابون سے منقطع ہو کر خالص سبب الاسباب کیساتھ متعلق ہوا دیہہ گا کہ تمام اسباب
اُسکے قبضۂ قدرت مین ہین اور اُسی کے تصرف سے جمع ہوتے ہین اور اُسی کے ارادہ سے علیحدہ ہو جاتے ہین
تمام اسباب کے رنجون سے فراغت حاصل ہووے اور خصوصیتین اسباب کی کہ اکثر باعث حسد و بغض اور طول امل
کی ہین اور پاسداری ان آدمیون کی جنکی طرف سے حصول اُن اسباب کا متوقع ہے نظر سے ساقط ہووے اور کم ہونا
اسباب کا اور زوال مرتبہ اور ریاست کا عقل کے نزدیک ہلکا معلوم ہووے اور چھوٹنا انکا دشوار نہووے طریق دوسرا یہ ہے کہ
بیچ استعانت کے ساتھ نماز کے حاصل ہونا مطلب کا لحاظ مین نہین ہوتا ہے بلکہ کھینچنا نفس کا ساتھ تمام قوت
کے طرف جناب کبریا خدا تعالیٰ کے ہوتا ہے اسواسطے کہ حاجتین دنیاوی اکثر بسبب تنزل روح کے طرف شہوتون اور
اسباب شہوتون کے ہوتی ہین جب اسکو اس عالم سے طرف عالم بالا کے کھینچا جاوے اور استغراق بیچ انوار مشاہدہ
الٰہی کے اور حضوری انوار جلال و جمال اُسکے کی حاصل ہووے اس طرف سے غفلت آجاتی ہے اور دنیا کی چیزین خواہ دکار
اُسکے ہون یا نہون بیخبر ہو جاتا ہے جیسا کہ زخمی یا ہڈی ٹوٹے ہوئے کو وقت سینے زخم اُسکے یا باندھنے ہڈی ٹوٹی ہوئی اُسکی کے

تفسیر حقانی
طرح سے بیان کرتے ہین کہ سننے والا اُس کو خدا و رسول کی بات جان لیتا ہے وہ بھی سچ میں جھوٹ ملاتے ہیں یہ بعض مقلدین بھی اپنے لوگون کے اپنے اماموں کی باتوں کو کچھ ایسے ہی طور پر بیان کر دیتے ہیں جس سے اُن نادانوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ خدا ہی کا حکم ہے پھر تو وہ فقط اُسی راہ پر چلتے ہیں قرآن و حدیث سے انکار کر دیتے ہیں

نشہ کی کھلاتے ہین تاکہ درد زخم اور ٹوٹ جانے ہڈی کے سے بے خبر ہووے ایسے ہی اس جگہہ جب جا جتیر
دنیادی نفس کو بیچ کشاکش اپنی کے ڈالین چاہیے کہ اُسکو بیچ مطالعہ حسن محبوب حقیقی کے مشغول کرین تاکہ
بسبب لذتون مشاہدہ اُس جمال کے اپنے تئین اور اور چیزونکو فراموش کرے اور بسبب اُٹھانے لذتونکے
مکروہات اُسکی نظر مین خفیف دکھلائی دیوین اور یہ طریق اکثر معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا تھا کہ خود
ساتھ ذات پاک اپنی کے یہی طریق برتتے تھے اور اس طریق کو طریق قلندریہ کہتے ہین کہ واسطے غفلت
کے امور دنیا کے سے باوجود آلودگی کے کوئی علاج بہتر اس سے نہین طریق خوف دلانے اور ڈرانے کا اور سمجھانا
حسن آخرت کا اور بقا اُسکی اور قبح دنیا اور فنا اُسکی کا طریق دشوار ہی کہ ہر کسی کو آسانی سے میسر نہین ہو سکتا ہی اور
شیطان بسبب لقا کرنے شبہون اور وسوسون کے اس راہ کے چلنے سے اکثر شخصونکو اکثر وقتون مین مانع آتا ہی
جیساکہ کہنے والے نے کہا ہی **بیت** صنارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ٭ کہ دراز و دور بینم رہ و رسم پارسائی
پس یہ نماز حکم شغل کا رکھتی ہی جیساکہ نفی اور اثبات یا اسم ذات کہ واسطے برانگیختہ کرنے شوق اور دور کرنے
خطرون کے تریاق مجرب ہی امام احمد اور ابوداؤد نے حذیفہ بن یمان رض سے روایت کی ہی کہ کان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ امر فزع الی الصلوۃ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غم مین ہوتے تھے اور کوئی
امر پیش آتا تھا تو التجا کرتے تھے طرف نماز کے اور نسائی اور ابن حبان نے ساتھہ روایت صہیب رومی کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ کان الانبیاء یفزعون اذا فزعوا الی الصلوۃ اور ابن عساکر اور ابن
ابی الدنیا ساتھہ روایت ابی الدرداء کے لاے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت
لیلۃ ریح کان مفزعہ الی المسجد حتی تسکن واذا حدث فی السماء حدث من کسوف شمس او
قمر کان مفزعہ الی الصلوۃ حتی ینجلی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت ہوتی تھی
رات کو ہوا سخت واسطے اُسکے التجا کرتے تھے طرف مسجد کے یہانتک کے ٹھہر جاتی تھی اور جسوقت پیدا ہوتا تھا
آسمان مین کوئی حادثہ جیساکہ گہن سورج یا چاند کا رجوع کرتے تھے آپ طرف نماز کی یہانتک کے صاف ہو جاتا تھا
اور محب الدین طبری ساتھہ روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لایا ہے کہ جسوقت
آنحضرت کے گھر مین فاقہ ہوتا تھا اور رات کو کچھ نکھاتے تھے اور بھوک غلبہ کرتی تھی تو بار بار مسجد مین جاتے
تھے اور نماز مین مشغول ہوتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بیٹا اُن کے
بیٹون مین سے قریب مرنے کے ہوا انکو خبر پہنچی بمجرد خبر کے نماز مین مشغول ہوے اور لمبا نماز مین

استغراق کیا اور طول بجالائے کہ اُنکو کچھ خبر نہوئی یہانتک کہ اُس لڑکے کو دفن کرکے آئے آدمیون نے
پوچھا فرمایا کہ مجکو محبت اس لڑکے کی غالب تھی صبر او پر مصیبت اُسکی کے نکر سکتا مین لاچار حکم خدا کیساتھ
طرف نماز کے التجا لیگیا مین اوسلیے خبر ہوا مین گویا اشارہ فرمایا طرف اسبات کے کہ نماز کو صبر کے سے اسواسطے
کے اس آیت مین موخر کیا یعنی جب صبر سے کار برآری نہو تو نماز مین کمال استغراق کیساتھ التجا لیجاوے
کہ وسوسون عقل اور وہم کے سے بے خبر کرتی ہی اور روح کو ساتھ لذتون حضور کے پر کرتی ہے
یہانتک کہ گنجایش کسی خطرہ اور خیال کی اُس مین نہین رہتی ہے اسیواسطے طریق پہلا استعانت کا اُنکا
نماز کے ساتھ واسطے عوام کے بیچ کسوف اور خسوف اور نماز استسقا کے کہ وقت شدت قحط کے مشروع
ہے ظاہر کیا اور اس طریق دوسری کو خاص اپنے واسطے اور کاملون امت اپنی کے واسطے ٹھیرایا ہیگا
فرماتے ہین وَاِنَّہَا یعنے اور تحقیق وہ نماز کہ ساتھ حضور دل اور تمام شرطون ظاہر اور باطن کے ہو
اور محبت　مرتبے ریاست اور عورت اور فرزند اور مال دنیا کی دل سے دور کرے لَکَبِیْرَۃٌ یعنے
البتہ مشکل اور بھاری ہے ہر کسی سے نہین ہوتی ہی اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ یعنی مگر اُس گروہ سے کہ دل کو
ساتھ خشوع اور رجوع الی اللہ کے ہوئے ہین اور نفس اُنکا ساتھ توجہ الی اللہ کے تسکین قبول
کرتا ہے اسواسطے کہ وہ نماز اُنکے حق مین قرۃ العین ہے یعنی ٹھنڈک آنکھ کی جیسا کہ آنحضرت بار ہا
فرماتے تھے وقرۃ عینی فی الصلوۃ اور جسوقت نماز مین گئے مشاہدہ حق کا اُنکو میسر ہوا اور
بیچ لذت اُس مشاہدہ کے سب چیزونکو فراموش کیا اور مدت دراز تک اثر اُس لذت کا اُنکے
نفسو نمین باقی رہا اور اگر بعضونکو یہ مرتبہ حاصل نہو کہ مشاہدہ عیانی اُنکے نصیب ہو لیکن اسقدر تو ضرور
ہو وینگے کہ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ یعنی وہ لوگ کہ خیال کرتے ہین بیچ وقت مشغولی
نماز کے کہ وہ بیچ نماز کے ملاقات پروردگار اپنے کی کرتے ہین پس وہ اُنکو دیکھتا ہی گو وہ اُسکو نہ دیکھین
اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے دربار مین ساتھ اس وضع کے حاضر ہووے کہ بادشاہ اُسکو
دیکھے اور وہ بادشاہ کو نہ دیکھے کہ البتہ فی الجملہ لذت حضور کی اُسکو حاصل ہوگی اور یہ بھی خیال کرتے
ہین وَاَنَّہُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ یعنی اور تحقیق وہ طرف پروردگار اپنے کی بیچ نماز کے رجوع کرنیوالے
ہین اور جب کسی کو رجوع طرف کسی شخص کی ہوتا ہے ضرور جو مشغلتین کہ چھوٹی چھوٹی چیزون سے
حاصل ہوتی ہین نظر اپنی سے ڈال دیگا اور شغل ہوتین بالکل دور ہو جاوینگی جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہی

نعم تحقیق (نماز پڑھو خشوع والوں کے ساتھ) رکوع کیا کرو ف یعنی نماز پڑھا کرو اس آیت میں تین حکم ہیں نماز پڑھا کرو زکوۃ دیا کرو نماز میں جماعت کی پابند رہو نماز کی تفصیل کیفیت ارکان کی پہلے رکوع تیسری آیت میں گذر چکی زکوۃ کی تفصیل چیزوں میں مذکور ہے یعنی چاندی اور سونا ... زکوۃ اس کا چالیسواں حصہ

**بیت** ہر آنکہ عشق یکے در دلش گرفت قرار * روا بود کہ تحمل کند جفائے ہزار * اور حدیث صحیح مین کہ
بیچ صحیحین کے مذکور ہے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک
یعنی نیک کرنا عبادت کا یہ ہے کہ عین عبادت میں ایسا خیال کرے تو کہ مین معبود اپنے کو دیکھتا ہون
پس اگر یہ بات تجکو میسر نہین اسقدر خود مقرر ہے کہ وہ تجکو دیکھتا ہے اور یہ بھی حضور مین کفایت کرتا ہے
اور لذت بخشتا ہے اور پھر گا کہ اس جگہہ تک بنی اسرائیل کو طریق حاصل کرنے ایمان اور تقوے کا جتلایا
کہ وہ صبر اور استغراق بیچ مناجات اور دوام حضور اللہ تعالی کا ہے اور یہ طریق بہت مشکل و بھاری ہے
اسیواسطے بیان فرماتے ہین کہ اگر یہ راہ چلنا تم سے ممکن نہو تو راہ دوسری آسان زیادہ اس راہ سے تمکو
بتلاتا ہون اور وہ راہ راہ شکر خدا کی ہے اسواسطے کہ حقیقت شکر کی ملاحظہ کرنا نعمتون منعم حقیقی کا ہے اور
ملاحظہ نعمتون کا باعث کثرت محبت کا ہے ساتھ منعم کے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جبلت القلوب
علی حب من احسن الیہا یعنی پیدا کئے گئے ہین دل اوپر محبت اس شخص کے کہ احسان کرے طرف
اسکے اور کمال محبت سفید لذت کی ہے کہ لذتون اور خواہش کی چیزون سے کامل اور قوی تر ہوتی ہے اور
برابر اس لذت کے سب لذتین کمتر ہوتی ہین جیسا کہ پھر خطاب فرما کر ارشاد کرتے ہین یٰبَنِیۡٓ اِسۡرَآءِیۡلَ
اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ یعنی اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم اس نعمت میری کو کہ انعام کیا ہے مینے اوپر
تمھارے پس حق تمھارا یہ ہے کہ بیچ شکر اس نعمت کے اعمال نیک بجالاؤ اور اگر ملاحظہ دوسری نعمتونکے
سے عاجز آؤ تم جو نعمت کہ تمام نعمتونکی جمع کرنیوالی ہے ملاحظہ کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ مینے تمکو سب فرقون
بنی آدم کے سے ممتاز اور مستثنے کیا ہے وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی اور یہ کہ فضیلت دی
مینے تمکو اوپر تمام عالمون کے اسواسطے کہ تمھارے گروہ مین سے چار ہزار پیغمبر پیدا کئے ہین اور توریت
اور زبور اور انجیل اور دوسرے صحیفے آلہیہ اوپر لغت تمھاری کے اور بیچ ہاتھ تمھارے کے اتارے ہین اور
بادشاہ عادل اور عالم با عمل بیچ تمھارے موجود کئے پس تم سب فرقون بنی آدم کے سے ساتھ اس
بزرگی کے ممتاز ہوے کہ کوئی فرقہ دوسرا اسوقت تک جائے نزول وحی آلہی کا اور مخزن کتابون آسمانیکا
اور جاننے والا اسرار احکام شرعیہ کا اور واقف اوضاع اور اطوار نبیون اور فرشتون کا نہین ہوا اور یہی
فضیلت تمکو اوپر تمام موجودات کے اسوقت تک حاصل ہے پس حق اوپر تمھارے یہ ہے اسوقت مین کہ وقت
نزول کتاب جدید کا اور نبوت سید المرسلین کا ہے بھی سب خلق سے افضل ہو تم اور بیچ نصرت اس دین اور

فرمانبرداری اس کتاب اور اس پیغمبر کے رہو تم تاکہ فضیلت تمہاری اوپر تمام عالمون اسوقت کے بھی
باقی رہے اور اس مرتبہ اور منصب سے کہ قرار یکا رخانہ شریعت کی ہے معزول نہو تم مفسرین ظاہرین بیچ
مضمون اس لفظ کے کہ فضیلت دینی بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالم کے ہی تردد کرتے ہین اور حال یہ ہی کہ کچھ
جگہہ تردد کی نہین اسواسطے کہ جسوقت سے فرقہ بنی اسرائیل کا پیدا ہوا ہی وقت خطاب تک کوئی فرقہ بیچ
ان فضیلتون کے ساتھ انکے شریک نہین ہوا ہے ہان یہ بات ہی کہ بعد اسکے بنی اسرائیل نے دعوت اس
پیغمبر کی قبول نکی اور ایمان اس کتاب کا انکو میسر نہوا اس منصب سے گرے اور مانند اور آدمیونکے ہوے
لیکن یہ وقت مضمون کلام سے خارج ہے اسواسطے کہ تفضیل بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالمونکے اسوقت
مین اس لفظ سے سمجھی نہین جاتی ہی تاکہ محل اشکال کا ہو اور تفضیل مجموع فرقہ بنی اسرائیل کی اوپر فرقون
دوسرے کے بیچ فضیلتون بیان کئے ہوؤن کے قطعی ہی گو کہ بعضے نااہل فرقے کے لئے بسبب شامت
نفس اپنے کے اُس فضیلت اپنی کو برباد کیا اور اسفل السافلین کو پہنچے جیسا کہ قارون اور سامری ہوا سطے
کہ تفضیل کل فرقہ مین یہ ضرور نہین کہ ہر ہر فرد اُس فرقے کا اور بیچ [illegible] سے افضل ہو جیسا کہ فضیلت فرقہ
سادات کی باقی امت پر اسبات کو نہین چاہتی کہ ہر شخص اُس فرقے کا غیر اپنے سے افضل ہو ایسی مثالون
مین نظر ہیئت مجموعی کی طرف ہوتی ہی نہ ہر ہر فرد کی طرف اور اگر بنی اسرائیل کہین کہ پہلون ہمارے نے
شکر ان نعمتون کا بخوبی ادا کر لیا ہی اور اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہین کہ اب جو کوئی اولاد اُنکی مین سے ہم
یا اُنکے ساتھ وسیلہ پکڑے اسکو خوف بازپرس کا نہین اور اُنکی شفاعت اسکے حق مین کافی ہی جو نظر رحمت
الٰہی کی کہ ہمارے بزرگون کے حال پر مصروف ہوئی ہماری نجات مین کارگر ہوگی کہ نام اُنکا ہم لیتے
ہین اور نسل اُنکی سے ہین کہتے ہین ہم کہ ساتھ اس خیال کے فریفتہ مت ہو اور آخرت کے دنکو دنیا کے
دن پر قیاس مت کرو وَاتَّقُوا يَوْمًا یعنی اور ڈرو تم اُس دن سے کہ لَا تَجْزِي نَفْسٌ یعنی ادا نہین
کریگا کوئی نفس اگرچہ کیسا ہی کامل اور نہایت شکر گذار منعم حقیقی کا اور مقرب اُسکی درگاہ کا ہوا ہو عَنْ
نَفْسٍ یعنی کسی شخص کی طرف سے گو بیٹا حقیقی اُسکا ہو یا تمام عمر نام اُسکا لیا ہو اور اپنے تئین اُسکی طرف
نسبت کیا ہو اگر یہ شخص ناشکر ہی اور طریق کفر کا اختیار کیا ہو شَيْئًا یعنی کسی چیز کو حقوق شکر کے
سے جو ذمہ اُسکے واجب لادا ہین یعنی جو حق اُسکے ذمہ تھا دوسرا شخص وہی حق اُسکی طرف سے ادا
کرے اسواسطے کہ اسوقت مین اپنا شکر دوسرے کو دینا ممکن نہین وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یعنی اور

تفسیر خلیلی

فرض ہے اور جو کنوؤن کے پانی سے سیراب کیا جائے اُس کی پیداوار مین بیسوان حصہ زکوٰۃ فرض ہے (ب) [illegible] اور بعضون نے زکوٰۃ سے مراد صدقہ فطر بھی سمجھا ہے یعنی عید کا صدقہ دو رکعتین جماعت کے پابند رہو یعنے نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کیا کرو نماز کو جماعت سے پڑھا کرو نماز کا حکم زکوٰۃ کے بعد

[illegible] بیان

قبول نکی جاویگی اُس نفس شکر گذار سے سفارش اُس نفس تقصیر کرنیوالے کے حق مین جو ناشکر
اور کافر ہو وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی اور نہ لیا جاویگا اس نفس شکر گذار سے فدیہ یعنے
ناشکر اور کافر سے جو حق تلفی اور ناشکری خدا کی ہوئی ہے اُس کے بدلے مین کوئی چیز دوسری
دیوے اگر بالفرض وہ چیز اُسکو بہم پہنچے وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ یعنی اور نہ اُن لوگون کے واسطے
کہ تقصیر شکر مین کرتے ہین کوئی مددگار ہوگا کہ زور اور غلبہ سے عذاب کو اُن سے دفع کرے اور راستے
دفع کرنے عذاب کے منحصر ان چار چیزون مین ہین یا ساتھ قہر اور غلبہ کے ہے یعنی کوئی زور سے اُسکی
عذاب کو ہٹا دے اور اس کو نصرت کہتے ہین اور یا بغیر قہر اور غلبہ کے ہے اور وہ دو قسم ہے یا مفت
بدون دینے کسی چیز کے خلاص کرادے اور یہ شفاعت ہے اور یا ساتھ دینے کسی چیز کے اور وہ بھی دو قسم
یا ساتھ دینے اُس چیز کے ہے کہ ذمہ اُسکے واجب تھی بعینہ جیسا کہ ادا کرنا قرض کا اور تاوان اور مال ضمانت
کا یا ساتھ دینے عوض کے خلاصی کراوین اور اسکا نام فدیہ ہے اور ہر گاہ کہ یہ چارون رستے خلاصی کے
آخرت مین نیست و نابود ہین پس پھر دوسا کرنا اُس دن مین غیر پر بے جہ ہے اُس مقام مین جاننا چاہیئے کہ
معتزلہ انکار شفاعت مین اس آیت سے دلیل پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ دن قیامت کے شفاعت نہوگی
لیکن یہ نہین سمجھتے ہین کہ اس آیت مین نفی شفاعت کی اُسکے واسطے ہے کہ جسنے ہرگز شکر نعمت الٰہی
کا نکیا ہو اور ایسا شخص اور کوئی نہین مگر کافر اور شفاعت بیچ حق کافر کے بالاجماع مقبول نہین پس
کوئی جگہ بحث اور نزاع کی نہین باقی رہی اس جگہہ کئی سوال جواب طلب اول یہ کہ بیچ نفی شفاعت اور
فدیہ کے تاکید ساتھ ضمیر کے نفرمائی اور بیچ نفی نصرت کے تاکید ساتھ لفظ ہُم کے ارشاد کی اس طریق کے
بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ لانا ضمیر کا بیچ ایسے مقامونکے فائدہ حصر کا دیتا ہے جیسا کہ بیچ بحث ما
انا قلت کے مقرر ہے پس معنی کلام کے یہ ہوئے کہ نصرت نہ دینی مخصوص ساتھ کافرونکے ہے اور مسلمانونکے
واسطے اُسدن مین نصرت ہوگی اسواسطے کہ انتقام اُنکا اُنکے دشمنونسے قرار واقعی لینگے جیسا کہ دوسری
آیتونمین صراحۃً مذکور ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد
وحقا علینا نصر المؤمنین یعنی تحقیق نصرت کرینگے ہم رسولون اپنے کی اور اُن لوگونکی جو ایمان لائے ہین
دنیا مین اور آخرت مین اور ہمارے اوپر ہے نصرت مومنونکی اور قبول کرنا شفاعت کا کہ بے حکم ہو اور
لینا فدیہ اور چھٹی کا کسی کیواسطے خواہ مومن ہو خواہ کافر خواہ صالح خواہ فاسق ہرگز نہوگا اسواسطے

اس جگہ ضمیر حصر کے نلائے سوال دوسرا یہ ہی کہ اس آیت مین قبول شفاعت کو اوپر فدیہ لینے کے مقدم فرمایا اور دوسری آیۃ مین کہ بیچ آخر اس سپارہ کے ہی بالعکس ارشاد ہوا اس عنوان بدلنے مین نکتہ کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی بلا مین گرفتار ہوتا ہی اور عزیز اُسکے بیچ فکر خلاصی اُسکی کے ہوتے ہین کوشش انکی اسی ترتیب کیساتھ ہوتی ہی کہ اول جو اُسکے ذمہ حق ہے اُسکے دُور کرنے مین کوشش کرتے ہین جب اس تدبیر سے بھی عاجز ہوتے ہین ساتھ سفارش اور وسیلہ کے اُس بلا کو دفع کرتے ہین اور جب اس سے بھی عاجز ہوتے ہین کچھ عوض اور فدیہ اُسکی خلاصی کا دیتے ہین اگر یہ بھی کارگر نہین ہوتا سب بھائی اور عزیز جمع ہوکر مستعد لڑائی کے ہوتے ہین کہ مراد نصرت سے یہی ہی پس اس آیت مین یہ ترتیب کہ کثیر الوقوع تھی منظور ہوئی اور چونکہ بعضے شخص محبت مال کی دل مین بہت رکھتے ہین اور کم ہمت ہوتے ہین اور سفارش کرنیوالونکا احسان اٹھانا اور عار اسکی اختیار کرنی نسبت مال خرچ کرنے کے خفیف سمجھتے ہین اور جب تک ہوسکتا ہی مال کو بچالتے ہین ننگ ناموس باقی رہے یا نرہے ایسے لوگونکا قاعدہ یہ ہی کہ اول حیلہ سفارش اور وسیلہ کا کھڑا کرتے ہین بعد اُسکے جب دیکھتے ہین کہ بسبب اس حیلہ کے کاربرآری نہوئی لاچاری سے فدیہ دینے پر مستعد ہوتے ہین اسیواسطے دوسری آیت مین یہ ترتیب رکھی تا کہ اشارہ طرف حال دونو فریق کے ہوجاوے لیکن کثرت کی رعایت کرکے پہلی ترتیب کو مقدم کیا اور دوسری ترتیب کو موخر فرمایا کہ نادر الوقوع ہی اور کام پست ہمتون کا ہی قابل تقدیم کے نہین سوال تیسرا یہ ہی کہ بیچ مقام نفی شفاعت اور نفی فدیہ کے اوپر ضمیر مفرد کے کفایت فرمائی ہی اور بیچ مقام نفی نصرت کے ضمیر جمع کی لائے اور اس طرح نفرمایا ولاھی تنصر و لا ینصر احد احد جواب اسکا یہ ہی کہ نصرت کو اجتماع لازم ہی کہ تنہا ایک شخص کسی کی نصرت نہین کرسکتا ہی اور جب اشخاص دوسرے بھی ہمراہ تقصیر وار کیواسطے نصرت کے جمع ہوتے ہین تو ہر ایک ہر ایک کی مدد کرتا ہی پس مدد کرنیوالے بھی بہت ہوے اور نصرت جنکی کی وہ بھی بہت ہوے اس نکتہ کیواسطے ضمیر ہم کو جمع کرکے لائے گویا اشارہ فرماتے ہین طرف اسبات کے کہ اگر سب گناہ گار ملکر چاہین کہ کوئی اُنکی نصرت کرے اور اس صورت مین نصرت اُنکی سہل ہی کہ خود بھی جماعت کثیر ہین قوت مقابلہ کی رکھتے ہین چاہیے کہ دوسرا شخص اس حال مین انکی نصرت کو قبول کرلے لیکن اسپر بھی کوئی قبول نکریگا چہ جائے اسکے کہ تن تنہا نصرت کا خواہان اور طالب ہو اُسکی نصرت کرنی بہت مشکل ہی سوال چوتھا یہ ہی کہ یہ آیت بحسب ظاہر دلالت کرتی ہی اوپر اسکے

تفسیر خلیلی شخص کو جو نابینا تھا اور کوئی شخص اُسکو مسجد تک پہنچانے والا بھی نتھا چونکہ وہ اذان کی آواز سنتا تھا اسلئے اُسکو بھی گھر مین نماز پڑھنے کی اجازت ندی اور مسجد ہی مین حاضر ہوکر نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی (م) صحابہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین جماعت سے نماز پڑھنے کے پیچھے وقت مسجد مین برابر وہی نہین پہنچتا جو کھلا کھلا منافق

بیان نفع جماعت

کہ شفاعت کیسکے واسطے نہو اسیواسطے لفظ نفس کا دونو جگہ اور شیئًا کا عام واقع ہوا پہلے نفس مین تعمیم نفس
شفاعت کرنیوالے کی ہوئی اور دوسرے نفس مین تعمیم اُس نفس کی کہ جسکے واسطے شفاعت ہو اور شیئًا
مین تعمیم اُس چیز کی کہ جس مین شفاعت کیجاوے حاصل یہ ہوا کہ کوئی شفاعت کرنیوالا کسی شخص کی
کسی امر کیواسطے نہین ہوگا اور حال یہ ہی کہ اہل ملت کا اتفاق ہی اسبات پر کہ فی الجملہ شفاعت
ضرور ہوویگی معتزلے بیچ حق غیر صاحب کبیرہ کے شفاعت جائز رکھتے ہین اور اہل سنت صاحب کبیرہ
کے حق مین بھی کہتے ہین الا کافر کو کوئی شخص قابل شفاعت کا نہین جانتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ بہت
آیتین اور حدیثین شفاعت کے ہونے پر دلالت کرتی ہین پس تخصیص اس آیت کی ضرور ہی اہل
سنت کہتے ہین کہ خاص کافر کی شفاعت نہوگی اور کہتے ہین کہ معنی اس آیت کے یہ ہین کہ شفاعت
بے حکم آلہی کے اُسدن قبول نہوگی ساتھ دلیل اسکے کہ بہت آیتون مین نفس شفاعت کو مقید ساتھ
اس قید کے فرمایا ہی مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا ومن ذی الذی
یشفع عنده الا باذنه ومن حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له اور حدیثون
متواترہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سوا کافر کے بیچ حق گناہگارونکے حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل محروم
شفاعت سے فقط کافر ہین اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہی اسواسطے کہ اس کلام کو واسطے
رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو وہم مذہب اُنکے ہین لائے ہین کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اولاد
نبیونکی ہین اور بزرگون کے ساتھ توسل ہمارا ہی ہمکو خوف مواخذہ اور بازپرس کا نہین ہی اور جانتے
ہین کہ باوجود کفر اور دوسری برائیون کے بھی بزرگ ہمارے ہمکو عذاب آخرت کے سے چھٹالین گے
اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہی کہ جو شفاعت کہ تمھارے ذہن مین ہی اُسکے اوپر فریفتہ مت ہو
اسواسطے کہ ایسی شفاعت اُسدن مین نہین ہونیکی بلکہ شفاعت ہر شفیع کی اُسدن مین موقوف اوپر
حکم آلہی کے ہوگی اور جب کہ شفاعت اوپر حکم الہی کے ہوئی جگہہ اعتماد کی نرہی اسواسطے کہ فقط وسیلہ شفیع
کا اس امر مین کفایت نکرے گا بلکہ حکم آلہی بھی درکار ہی اور اُسکا دونو طرح احتمال ہی چاہی ہو اور چاہے نہو پس
چاہیے کہ محض توسل کے ساتھ نازان مت ہو کہ یہ توسل سبب مستقل نہین اور اسی واسطے بعضے مفسرین نے
ضمیر منہا کی بیچ لا یقبل منہا شفاعة ولا یؤخذ منہا عدل کے راجع طرف نفس تقصیر وار کے کی ہی اور اسکو
یعنی منہا کو قید شفاعت منفیہ کی کی ہی یعنی قبول نہوگی وہ شفاعت کہ اس نفس تقصیر وار کے وسیلہ اور فریاد

اور زاری اور عاجزی اُسکی سے وہم کیجاوے جیسا کہ دنیا مین ہوتا تھا اور اس صورت مین اگلی
پچھلی ضمیرون مین انتشار بھی نہین ہوتا ہی یعنی سب چیزون ایک شے کیطرف رجوع ہو جاتی ہین اور نفی
شفاعت کی بھی بالکل لازم نہین آتی ہی اور اگر حقیقت شفاعت کی غور سے معلوم کرین مذہب
اہل سنت کا مانند آفتاب کے روشن ہوتا ہی اسواسطے کہ حقیقت شفاعت کی یہ ہی کہ کمال نفس کاملہ
انسانیہ کا کشادگی پیدا کرے اور نفسون ناقصہ کے تئین اپنے اندر لیلے اور نقصان اُنکا بیچ ضمن کمال
اُسکے کے آجاوے پس مدار شفاعت کا اوپر دو چیز کے ہی اول اسبات پر کہ کامل لوگونکا کمال سنتشار اور
فراخ ہو جاوے کہ قیامت کے دن حاصل ہونے اُسکے کا محض عنایت اور فضل الٰہی سے بسبب قبول
کرنے عمل اور کوشش اُنکی کے وعدہ کیا ہی اسواسطے کہ انتہا عمل اور کوشش کا حاصل کرنا کمالات کا ہے
اسوجہ سے کہ اُن کمالات مین پیروا پنونکو بھی داخل کرلے کہ اُنکے نقصانونکو چھپا لے اور کمال کے رنگ
مین ظاہر کرے اور یہ رتبہ فقط اُسکے فضل پر موقوف ہی اور اسی بسط اور احاطہ وہبی کو شریعت مین اذن
اور حکم کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے دوسرے ہونا نفس ناقصہ کا اہل کمال کی تابعداری کرنیوالون مین سے
اور یہ امر بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہی اور اُسکو شریعت مین ساتھ اس عبارت کے تعبیر فرمایا ہی
کہ کافر اور منافق کیواسطے شفاعت نہین جیسا کہ بیچ آیت ما کان للنبی والذین امنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربے یعنے نہین لایق ہے واسطے نبی اور مسلمانون
کے کہ مغفرت چاہین واسطے مشرکون کے اگرچہ اُنکے قرابتی ہون اور ولا تصل علیٰ احد منہم
مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ کے صریح ہے یعنی نہ دعا کر تو واسطے
کسی کے اُن مین سے کہ مر گیا ہمیشہ اور نہ کھڑا ہو اوپر قبر اُسکی کے تحقیق یہ لوگ منکر ہین اللہ کے اور رسول
اسکے کے اور جو کہ محققین فلاسفہ نے تحقیق معنی شفاعت کے کئے ہین وہ بھی تائید کرنیوالے اسی
تقریر کے ہین کہا ہی اونہون نے کہ حضرت واجب الوجود کا فیض عام ہی قصور جو کچھ ہی قابل کی طرف
سے ہی اور جائز ہے یہ بات کہ کسی فرد کو افراد مین سے صلاحیت فیض لینے کی بلا واسطہ جناب الٰہی سے
نہو اور دوسرے قابل کیواسطے سے اُس فیض کو قبول کر سکتا ہو پس دوسرا قابل درمیان اس
شخص کے اور ذات عام الفیض باری کے ہو جاتا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہے کہ آفتاب
روشن نہین کرتا ہی مگر مقابل اپنے کو تو آفتاب کے فیض مین مقابلہ شرط ہے یعنی جس شے پر اُسکی

روشنی پڑی اُسکے سامنے ہوا اور بعضی چیزین جو اُسکے مقابلہ مین نہین ہوتی ہین جیسا کہ گھر کی چھت وہ
اس فیض سے وہ محروم ہین لیکن جب ایک طشت بھرا ہوا پانی صاف کا آفتاب مین رکھین شعاع آفتاب
کی اُس پانی صاف سے طرف چھت کے منعکس ہوگی اور اُسکو روشن کریگی پس ارواح انبیا کی
مانند پانی صاف کے درمیانی ہین واسطے بخشش آلہی کے جیسا کہ پانی صاف نے شعاع آفتاب کو طرف
چھت کے پہنچایا ایسی ہی یہ روحین رحمت آلہی کو عام مسلمانون کی طرف پہنچاتی ہین مگر اسپر بھی استعداد
قبولیت نور کی شرط ہے یہان تک کہ اگر چھت استعداد روشن ہونیکی مطلق نرکھے تو پانی صاف کی
وساطت سے بھی روشن نہوگی مانند کافر کے کہ استعداد اُسکی برہم ہو کر بے نصیب مطلق ہو گیا اور ہر چند کہ
چھت مقابلہ آفتاب کے سے محروم ہے لیکن صاف پانی کے مقابلہ مین ساتھ کمال درجہ کی ہے اور بسبب
اُسی مقابلہ کے چھت کی روشنی پائی گئی اور جو کوئی کا ایمان ساتھ نبیون کے نرکھے مانند اس چھت
کے ہے کہ ساتھ پانی صاف کے بھی مقابلہ اسکو حاصل نہین اس صورت مین پانی کے سبب سے بھی
روشنی اُس چھت کی تصور کرنی خیال خام ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو مانند اس خیال خام کے کہ رکھتے
تھے مایوس کرکے واسطے تاکید شکر بعضی نعمتونکے کہ انکے اسلاف پر مبذول ہوئین تھین یاد دلاتے ہین
اور فرماتے ہین کہ تم سب نعمتونمین سے اُن نعمتونکو یاد کرو کہ نمونہ دن قیامت کا تھا اور کوئی شخص نہ دون
اور مردون سے تمھاری یاد کو نہین پہنچا تھا اور ساتھ کسی وجہ کے اعانت اور امداد کی وجوہات سے
خلاصی تمھاری نہین ہو سکتی تھی وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ ہمنے خلاص کیا
اور نجات دی تم کو ساتھ قوت اپنی کے نہ کہ لیے لئے باپ دادون تمھارے اور یار دوستون تمھارے سے
اور واسطے اشارہ کرنے کمال قوت کے ضمیر جمع کی کہ صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا ہے اختیار فرمایا ہے والا
شروع یا بنی اسرائیل پہلی سے اس جگہہ تک صیغہ متکلم واحد کا مستعمل ہوا تاکہ توحید طرف باری تعالے
کے بیچ شکر کے اور ایمان لانے کے ساتھ آیتون منزلہ اُسکی کے سمجھی جاوے مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
یعنی ہاتھون تابعون فرعون کے سے کہ بے شمار تھے اور ذکر تابعین کا کیا باوجود اسکے کہ باعث بدسلوکی
کا اصل مین فرعون تھا واسطے اشارے کے ہے طرف اُسکے کہ جو رئیس ساتھ کسی فرقے کے بدی
کا ارادہ کرتا ہے اور وزیر اور امیر اور تابعین باطن مین خیر خواہ اوس فرقے کے ہون تو
اس صورت مین مصیبت اس کی سہل ہوتی ہے اسواسطے کہ ارادہ اس رئیس کا بغیر مشارکت

اور معاونت ملازمین کے چندان پیش نہین جاتا ہی اور اس جگہہ تابعین فرعون نے بھی فرعون سے زیادہ
کمر اوپر عداوت اس فرقے کے باندھی تھی اور سب کے سب برسر پرخاش ہوکر یَسُوْمُوْنَکُمْ یعنی
پہنچاتے تھے تمھارے تئین سُوْٓءَ الْعَذَابِ یعنی بڑا سخت عذاب اس طرح سے کہ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ
یعنی بہت ذبح کرتے تھے بیٹون تمھارے کو اور یہ عذاب سخت تر عذابون مین سے ہی اسواسطے کہ ہلاک
کرنا بیٹون کا سبب نیست اور نابود ہونے تمام فرقے کا ہی اور یہ بھی ہی کہ اگر مرد نہون تو حیثیت عورتون
کی بہت مکدر ہوتی ہی اسواسطے کہ کسب اور تلاش معاش کی ذمہ مردون کے ہی اور بھی قتل کرنا اولاد
کا بعد اسکے کہ کوشش اور مشقت مدت تک بیچ حمل اور پیٹ مین رہنے اسکے کے کھینچی ہو اور وقت پیدا
ہونے اسکے کے امید قوی بیچ انتفاع لینے کے اس سے ہوئے موجب نہایت کاہش روح کا ہے
اور بھی جنس بیٹے کی باعتبار جبلت بشری کے زیادہ محبوب اور مرغوب ہی جنس لڑکی کی سے یہانتک
کہ عربون نے کہا ہی بیت سروران مالھا ثالث + حیوۃ البنین وموت البنات پس بیچ ذبح
کرنے بیٹون کے درد عقلی بھی ہے اور درد طبعی بھی ہی اور دونو الم کمال شدت کو پہنچے اور کاش تو ابع
فرعون کے تمام اولاد تمھاری کو خواہ لڑکے خواہ لڑکیان قتل کرتے کہ بسبب اسکے بعضی مصیبتین
ہلکی ہوتین لیکن وہ فقط لڑکونکو مارتے تھے وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ یعنی اور زندہ چھوڑتے تھے لڑکیون
تمھاری کو اور لڑکیان ہرچند کہ ابتدائے پیدایش مین محبوب اور مرغوب ہوتی ہین اور پیاری پیاری باتون
سے فریفتہ کرتی ہین لیکن بعد جوانی کے جبکہ وہ لڑکیان بالغ ہون اور ناکتخدا باقی رہین تو طرح طرح کے فکر
انکی طرف سے واسطے اخراجات اور نفقون کے بھی اور اس جہت سے بھی کہ دشمنون کے تحت مین
آوین گی اور نہایت ذلت اور عار لاحق ہوگی باعث کمال غم اور الم کا ہونگی اور اسواسطے جتلانے
اسی نکتہ کے ویستحیون بنآءکم نفرمایا اور یذبحون رجالکم نفرمایا اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ
کمال مشقت اور رنج بیٹونکے مرنے کا بیچ وقت صغر سنی کے ہی کہ ابھی قابل عقوق اور نافرمانی کے
نہین ہوے اور امید منفعت کی ان سے بجمیع الوجوہ برقرار ہی اور میل طبیعت کا انکی حرکتونکی طرف
بدرجہ کمال اور نہایت مشقت اور رنج بیچ زندگی بیٹیون کے وقت بلوغ انکے کے ہی کہ اس وقت مین
طبیعت انکی طرف مائل نہین رہتی ہے جیسے کہ حالت لڑکپن مین طبیعت کو خوش آتی تھین
اور طرح طرح کی ذلتین اور عار انکی جہت سے ہجوم کرتی ہین پس اگر یذبحون رجالکم ویستحیون

تفسیر خلیلی
دوسرے کو تکو سنانا ایک
کے عمل کرنے سے
دوسرے کی معافی
نہیں ہو سکتی بعض
علما یہ سمجھکر وعظ
و نصیحت چھوڑ دیتے
ہیں کہ میرا عمل بھی
خود درست نہیں ہے
ایسے حال میں دوسرون
کو ہدایت کرتے ہین
دونا گناہ ہوگا مگر
یہ انکی غلطی ہے
کیونکہ اگر وہ دوسرونکو
بتاتے جائیں تو بھلا
خدا کا ایک فرض
تو دوسرونکو
بتانا ہے یہ تو ادا
ہو جائیگا اور یون
تو دونون فرض
ایک

نساءکم یا یذبحون ابناءکم و یستحیون بناتکم فرماتے یہ شدت عذاب کی مفہوم ہوتی
باقی رہا اسجگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اس صورت مین یذبحون بدون واؤکے واقع ہوا
اور سورۂ اعراف مین بھی یقتلون بغیر واؤ کے مانند اسی سورۃ کے واقع ہے اور سورۂ ابراہیم مین و
یذبحون واؤ کے ساتھ آیا ہے وجہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ یسومونکم سوء العذاب کو اس
سورۃ مین اور سورۂ اعراف مین ساتھ قتل اور ذبح ابنا اور ما بعد اسکی کے تفسیر فرمایا ہی پس حاجت
واؤ کی نہین بلکہ واؤ کا لانا مخل مطلب ہے اسواسطے کہ تفسیر اور مفسر دونو ایک چیز ہین درمیان آن کے
مغائرت نہین تاکہ گنجایش حرف واؤ کی ہو اور سورۂ ابراہیم مین یسومونکم سوء العذاب سے
اور تکلیفات شاقہ مراد رکھی ہین کہ فرعون کے متعلقین فرقہ بنی اسرائیل کو دیتے تھے بعضی
ان تکلیفات مین سے یہ ہی کہ جو لوگ ان مین زبردست اور قوت والے تھے انکو خدمت پتھرون کے
اٹھانیکی پہاڑون مین سے واسطے عمارت باغون اور مکانات فرعون کے مقرر کی تھی یہانتک کہ
ہاتھون اور گردنون مین زخم ہو گئے تھے اور پیٹھین بھی انکی مجروح ہو گئی تھین اور جو لوگ انمین
کمزور تھے انکو واسطے لیجانے چھوٹے چھوٹے پتھرون کے اور گارے کے قرار دیا تھا اور بعضونکو انمین سے
واسطے بنانے کچی اینٹون اور پکانے انکے آوہ مین معین کیا تھا اور ایک جماعت کو واسطے کام
نجار اور لوہار اور صاف کرنے رستون اور گھرون کے متعین کیا تھا اور جوان سب سے ضعیف ہوتا تھا
اور کسی کام مین نہین آتا تھا اسکے سر پر جزیہ مقرر کیا تھا کہ سال بسال اور ماہ بماہ ادا کرے اور
بنی اسرائیل کی عورتون کو بطریق بیگار کے واسطے کاتنے کتان کے اور بننے کپڑون کتانی کے
اور بعضیونکو واسطے اور کامون ذلیل اور ناچیزون کے ٹھرایا تھا یہانتک کہ مرد اور عورتین بنی اسرائیل
کی اسحالت سخت مین آرزو موت کی کرتی تھین اور زندگی اپنی سے بیزار ہوئی تھین اور یہ بات
ظاہر ہے کہ مارنا بیٹون کا اور یہ چیزین آپس مین مغائر ہین واسطے مغائرت کے درمیان مضمون دونو
جملون کے لانا حرف واؤ کا کہ دلالت اوپر اُسکے کرتا ہی ضرور پڑا باقی رہی یہ بات کہ اس جگہہ کسواسطے جملہ
یذبحون کو تفسیر یسومونکم کی گردانا اور سورۂ ابراہیم مین کسواسطے تفسیر نہ مقرر کیا اور مغائر اُسکے
ٹھیرایا اور بلاؤن مین شمار کیا پس وجہ اسکی یہ ہی کہ اس سورۃ مین اور سورۂ اعراف مین یہ دونون
جملے جملہ کلام الٰہی کے سے واقع ہوئے اور حق تعالیٰ کو بسبب کمال مہربانی اور رحمت کے کہ اوپر حال بندونکے

رکھتا ہے شمار کرنا محنتون اور بلاؤنکا منظور نہ پڑا اسواسطے کہ یاد دلانا بلا کا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہی
اور سورۂ ابراہیم مین یہ دونو جملہ حضرت موسیٰ کے کلام مین واقع ہوے اور حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ تمام
محنتون اور مشقتونکو بنی اسرائیل کو یاد دلاوین کہ فرمایا وذکّرھم بایّام اللہ اور بھی کلام حضرت
موسی علیہ السلام کے ساتھ ہم عصرون اپنے کے تھے کہ تمام مشقتون اور محنتون سے واقف تھے اور
یہ کلام خطاب ہی ساتھ اُن بنی اسرائیل کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھی کہ ہرگز انھون نے
مشقتین نہ دیکھی تھین بلکہ اکثر اُن مین سے اُن مشقتون اور محنتون سے واقف بھی نہ تھے مگر مشقت
قتل بیٹون کی کہ یہ حال اُن مین بطریق تواتر کے رائج اور مشہور ہوا تھا ضرور اسی مشقت کا فقط ذکر
کرنا منظور ہوا اور حقیقت مین یہی مشقت بڑی مشقتون مین سے اور خاتمہ بلاؤن کا تھا جیسا کہ فرماتے ہین
وَفِیْ ذٰلِکُمْ یعنی اور بیچ اس مذکور کے کہ مارنا بیٹون کا اور باقی رکھنا لڑکیون کا ہو بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ
عَظِیْمٌ یعنی آزمایش تھی پروردگار تمھارے سے بہت بڑی اسواسطے کہ ساتھ اس مرتبہ کے مسلط کرنا
دشمن کا کہ بیٹون کو جو سب سے عزیز ہین برباد کرے موجب کمال ذلت اور رسوائی اور رنج اور اندوہ
کا ہے اور یہ تمام اسواسطے تھا کہ خلاصی بعد اس بلا عظیم کے تمھاری نظر مین عظمت پیدا کرے اور قدر
اُس نعمت کی جانو تم اور یہ بھی سمجھو کہ جو کوئی بلا سخت پر صبر کرے مستحق بڑی جزا کا ہوتا ہی خصوصاً
بیچ دار الجزا کے اور یہ بھی جانو تم کہ سوائے ذات پاک خداے تعالیٰ کے دنیا کی سختیون مین بھی کوئی کام
نہین آتا ہی اسواسطے کہ اُسوقت مین کوئی زندون اور مردون سے تمھاری فریاد کو نہ پہنچا اور
نہ تمکو ہاتھ فرعون اور فرعونیون کے سے ساتھ زور اور غلبہ کے خلاص کیا اور نہ بدلے تمھارے اور
کسیکو یہ محنتین اُٹھانے کو لا دیا اور نہ محنتین تمھاری اپنے اوپر لین پس جبکہ دنیا مین کہ وقت اعانت
اور نصرت ایک دوسرے کا ہے کوئی تمھارے کام نہ آیا آخرت مین کہ وقت نفسی نفسی کا ہی توقع امداد
اور اعانت کی غیر سے رکھنی خیال خام تمھارا ہے اور وجہ عداوت فرعون اور فرعونیون کی ساتھ فرقہ
بنی اسرائیل کے یہ تھی کہ فرعون کہ نام اُسکا ولید بن مصعب تھا اور اُسکا واسطے روشن ہونے چہرہ اُسکے کے قابوس
لقب تھا کیونکہ قابوس چنگاری روشن کو کہتے ہین اور اسواسطے کہ وہ بادشاہ ملک مصر کا تھا اوس کو
فرعون کہتے تھے کہ اس لفظ کے معنی قبطیون کی لغت مین بادشاہ کے ہین جیسا کہ لفظ سلطان
کا بیچ لغت عرب کے اور لفظ شاہ کا بیچ لغت فارسی کے اور لفظ راجہ کا بیچ لغت ہندی کے جب ملک مصر

قابض ہوا اور سامان مرتبے اور حشمت کا اوسکو ہر طرف سے بہم پہنچا تب یہہ بات ٹھرائی کہ تمام رعایا ادنی سے لیکر اعلے تک میرے واسطے سجدہ کیا کریں چنانچہ اول اوسکو ہامان نے سجدہ کیا بعد اوسکے اور امیروں اور سرداروں نے سجدہ کیا اور جو لوگ دور دور پایۂ تخت اوسکو سے رہتے تھے اون کے واسطے تصویریں اپنی شکل کی سونے کی بنواکر اور تختوں ہاتھی دانت اور آبنوس اور چاندی کے قایم کرکے اور گرداگرد اون تختوں کے درخت سنہری تنہ کے کہ پتے اون کے زمرد سے بنائے تھے لگواکر اوپر ہر شاخ اون کی کے جانور چاندی کے تیار کرکے اور چونچ اون جانوروں کی پاکیزہ جواہر سے درست کرکے بٹھلا دیے تھے اور ہر جانور میں ایسی ترکیب رکھی تھی کہ جسوقت اون کو خادم اوس تخت کی حرکت دیتے تو اون کے پیٹ میں سے یہہ آواز نکلتی کہ اے مصر کے لوگو فرعون خداوند تمہارا ہی واسطے اوسکے سجدہ کرو اس آواز کو سنکر آدمی قصبوں اور گاؤں کے بے اختیار سجدہ کرنے لگے اور جسوقت تمام اہل مصر فرعون کی پرستش میں گرفتار ہو گئے تھے بنی اسرائیل نے اونکی موافقت نکی اور سجدہ نکیا فرعون نے سرداروں اون کے کو اپنے روبرو بلواکر تنبیہ سے کہا کہ تم میرے واسطے سجدہ نہیں کرتے ہو اور میری تصویروں کو بھی نہیں پوجتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی تمہارے اوپر بھاری ہے اگر مجکو اور میری تصویروں کو سجدہ نکروگے تو تم کو ساتھ طرح طرح کی عذاب کی تکلیف دونگا یہہ کہا اور جلادوں کو مع تمام سامان عذاب کرنیکے اپنے روبرو بلایا اور بنی اسرائیل کو ڈرایا بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ عذاب فرعون کا زیادہ ایک ساعت سے نرہیگا اور عذاب خدا تعالے کا ہمیشہ رہنے والا ہے بہتر یہہ ہے کہ فرعون کے عذاب پر صبر کرو اور اوسکے واسطے سجدہ نکرو تمام فرقے بنی اسرائیل کے نے اوپر اسی ارادہ کے اتفاق کیا اور فرعون سے ظاہر کہا کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو جایز نہیں ہم ہرگز تجکو سجدہ نہیں کرینگے جو چاہے سو کر فرعون نے تانبے اور لوہے کی دیگیں منگواکر اور ان دیگوں میں زیتون کا تیل اور گندک ڈلواکر آگ پر رکھکر گرم کروایا جب وہ خوب گرم ہوگئیں اور تیل اور گندک جوش کرنے لگی تو بنی اسرائیل کو اون دیگوں میں ڈلواتا تھا اور جلواتا تھا اور بنی اسرائیل ہرگز اوسکو سجدہ نکرتے تھے اور اس عذاب پر صبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پروردگار ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا تھا ہم اوپر اسی پروردگار اپنے کے ایمان رکھتے ہیں یہانتک کہ انبوہ کثیر بنی اسرائیل سے جلائے گئے ہامان کہ وزیر فرعون کا تھا واسطے سفارش کی اوٹھا اور عرض کیا کہ بادشاہ

ابھی انکو مہلت فرما دیں تاکہ سوچ سمجھکر حکم بادشاہ کا قبول کریں فرعون اوسکے کہنے سے جلانے سے باز رہا لیکن اس فرقے پر بیگاریں کہ پہلے ذکر اونکا ہو چکا مقرر کیں یہانتک کہ فرعون نے تین رات دن خواب دہشت ناک اور وحشت میں ڈالنے والے دیکھے کہتے ہیں کہ ایک آگ اوسکو خواب میں نظر آئی کہ تمام شہر مصر او قبطیوں کے ملک کو جلاتی ہوئی چلی آتی ہے اور جب کہ محلہ بنی اسرائیل میں گذرتی ہے کسی کو نہیں جلاتی ہے اور بنی اسرائیل کے محلہ میں سے ایک بڑا اژدہا نکلا اور فرعون کے اوپر دوڑکر اوسکو تخت کے اوپر سے اوندھا ڈالا صبح کو اٹھا اور نجومیوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کرکے تعبیر اس خواب کی پوچھی سب نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے بادشاہت تیری زوال قبول کریگی فرعون نے جب یہہ تعبیر سنی کوتوال شہر کو بلوا کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار پیادہ بنی اسرائیل کے محلے میں مقرر کرے اور ہزار دائیاں ہمراہ اون کے ہوں تاکہ بنی اسرائیل کے گھروں میں تلاش کریں اور جس گھر میں دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوا اوسکو مار ڈالیں اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں بموجب حکم فرعون کے دو برس تک اسی طرح کا ظلم بنی اسرائیل پر جاری رہا جب تیسرا سال ہوا تھا ناگاہ کہ نام عمران کی بی بی کا تھا اور عمران بنی لاوی کے سرداروں میں سے تھا اور لاوی بڑا بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے حضرت موسی علیہ السلام اون کے پیٹ میں رہے اور دائیاں فرعون کی ہر روز ان کے گھر میں اور پیادے دروازے پر تلاش کے واسطے آتے تھے جب تولد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا ایک دائی نے فرعون کی دائیوں میں سے احتیاط کے واسطے ان کے گھر میں رہنا اختیار کیا اور حضرت موسیٰ ع م رات کے وقت پیدا ہوئے صبح دم پیدا ہوتے ہی کہ آنکھ دائی کی اُنکے چہرہ مبارک پر پڑی بے اختیار محبت انکی نے اوسکے دل میں غلبہ کیا اور ہرچند چاہا کہ اون کو مارے ہرگز قادر نہوئی آخر انکی ماں سے کہا کہ میرا ہاتھ اس لڑکے کے مارنے کے واسطے نہیں چلتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے انکی ماں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بکری کا ذبح کرنیوالا ہے ایک ٹکڑا بکری کے گوشت کا اوس سے لاکر اور ایک ہانڈی میں ڈال کر پیادوں کو دکھلا دے کہ جو لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اوسے مار ڈالا اور اوسکے دبانے کے واسطے جنگل میں جاتی ہوں صبح کے وقت کہ پیادے تحقیق کرنیکے واسطے آئے دائی نکلی اور پیادوں کو ہانڈی سر بندھی ہوئی دکھلا دی کہ یہہ لڑکا اس گھر میں پیدا ہوا تھا میں نے اوسکو مارا ہے اور جنگل میں لئے جاتی ہوں پیادے کہ دائیوں کے کہنے پر اعتبار رکھتے تھے زیادہ تحقیق نکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں رہے لیکن فرعون کو نجومیوں نے اور تعبیر دینے

تفسیر حاشی

اور سمجھنے سمجھانے اور پڑھانے لکھانے اور تصنیف تالیف سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور اسکو سبب یا تقاضا عمل وغیرہ کے نقصان ہوتا ہے تو خلق اللہ کی نفع رسانی کو اللہ کے واسطے اختیار کرے اور اپنے ضرر کی پروا نکرے کیا عجب ہے کہ اس خوش نیتی کی بدولت وہ بلائیں بھی دور ہو جائیں اور اپنا نفع روک لینے کے خیالات کو وسوسہ شیطانی سمجھے یہہ مضمون امام غزالی کی کتاب لیکے

بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

والوں نے جمع ہو کر خبر پہنچائی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور ستارہ اوسکے نے طلوع کیا خبردار رہنا چاہئے
اور تلاش کرنی ضرور ہے فرعون نے کوتوال کو تقید کی اور اوسنے پیادوں کو اوپر نہایت سختی کی
پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک گھر میں زیادہ تحقیق نہیں کی ہے دائی کے کہنے پر بھروسا کر لیا ہے
اگر فرماؤ اوس گھر کے اندر جاویں اور تلاش کریں اور دائیوں کے کہنے پر بھروسا نکریں کوتوال نے
فرمایا جلدی جاؤ اور بے پردہ گھر میں گھس جاؤ تاکہ اگر لڑکے کو چھپا لیا ہو تو ظاہر ہو جاوے پیادے
بغیر اطلاع کو عمران کے گھر میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی بہن اپنی کی گود میں کہ مریم نام تھا تھے
بہن اونکی نے جب دیکھا کہ پیادے شور کرتے ہوئے اندر گھر کے آئے حضرت موسیٰ کو تنور میں ڈالدیا
کہ تنور اوسوقت گرم اور روشن تھا اور اپنے دل میں یہہ خیال کیا کہ اگر یہہ لڑکا ظاہر ہو جاویگا تو
تمام گھر کے آدمی مارے جاوینگے اور یہہ لڑکا بھی مارا جاویگا اور اگر اس لڑکے کو تنور میں ڈالوں تو فقط
جان اس لڑکے کی جاویگی لیکن اور آدمیوں کی کہ گھر میں ہیں جان بچ رہے گی پیادوں نے تمام گھر
کو تلاش کیا کسی جگہ نشان لڑکے کا نپایا اور تنور کو کہ دہک رہا تھا نہ دیکھا اور واپس گھر چلے گئے والدہ
حضرت موسیٰ کی کہ اس حادثہ میں نہایت خوفسی بیخود ہو گئی تھیں بیٹی اپنی سے بعد افاقہ کے حال دریافت
کیا کہ اوس لڑکے کو کہاں ڈالا تو نے اوسنے کہا کہ اضطراب کے سبب سے تنور میں ڈالا ماں انکی بہت غمناک ہوئیں
اور تنور پر آکر دیکھا کہ تنور شعلے مار رہا ہے اوسوقت زندگی اونکی سے مایوس ہوئیں یکایک تنور کے اندر سے
آواز آئی کہ ای ماں غم مت کھا کہ حق تعالیٰ نے اس آگ کو میرے اوپر سرد کر دیا ہے جیسا کہ اوپر ابراہیم
علیہ السلام دادا میرے پر سرد کیا تھا والدہ ان کی حیران ہو گئیں اور کہا کہ اب کیا تدبیر ہے کہ تجکو تنور
سے باہر نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا دراز کر کے تنور سے مجکو نکال لے کہ ہاتھ
تیرے کو اس آگ سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا اور اسوقت میں عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس دن کی تھی
بعد اسکے کہ ماں اون کی نے تنور سے اونکو نکالا اپنے گھر کے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہہ لڑکا اگرچہ کہ عجائب
قدرت الٰہی کی سے ہے لیکن آخر لڑکا ہی روویگا اور آواز نکالیگا اور پیادے فرعون کے جابجا گھر گھر تلاش
کرتے پھرتے ہیں آواز اوسکی سنینگے اور ہم کو اور اسکو مار ڈالینگے بہتر یہہ ہے کہ اس لڑکے کو صندوقچہ
میں رکھکر دریائے نیل میں چھوڑ دیں تاکہ گاؤں میں سے کسی گاؤں میں بچ ہاتھ کسیکے جا پڑیگا اور زندہ
رہیگا اور ہم بھی خوف فرعون کے سے نجات پاوینگے گھر کے لوگ سب اس مشورہ پر متفق ہوئے اور

ایک بڑھئی کو کہ سانوم اوسکا نام تھا پوشیدہ بلا کر لائے اور کہا کہ ہمکو ایک صندوقچہ کہ طول اور عرض
اوسکا اسقدر ہو بنا دے اور سطرح تختوں کو وصل کر کہ جگہ آنے جانے پانی کی اوسمیں نرہے اوس بڑھئی نے
کہا کہ یہہ صندوقچہ کسواسطے بنواتے ہو حضرت موسی علیہ السلام کی ماں نے زبان سے نکالا کہ ہمارے گھر میں ایک لڑکا
پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ اوسکو دریای نیل میں چھوڑ دیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ پر ظاہر ہووے اور
ہم کو مار ڈالے اوس بڑھئی نے کہا کہ بہت خوب میں رازدار تمہارا ہوں اور کسی سے نہیں کہونگا
اور صندوقچہ تیار کیے دیتا ہوں جب اپنے گھر میں پہنچا سنا کہ منادی فرعون کا پھرتا ہے کہ جو شخص ہمکو
اوس لڑکے کا پتا بتلادیگا کہ ان دنوں میں بنی اسرائیل میں پیدا ہوا ہے اوسکو ایسا اور ایسا انعام ملیگا
بڑھئی کی دیگ طمع جوش میں آئی اور چاہا کہ کوتوال کے روبرو ماجرا ظاہر کرے ابھی قدم دروازہ
سے باہر رکھا تھا کہ اندھا ہو گیا اور دونوں پاؤں اوسکے ٹخنوں تک زمین میں دھس گئے اور غیب سے ایک آواز
سنی کہ اگر اس بھید کو کسی سے تو نے کہا فی الفور زمین میں تجھکو غرق کر دیں گے بڑھئے نے توبہ نصوح
کی اور اندھے ہونے اور دھس جانے زمین سے نجات پائی اور اشتعال ہوا تھا ندر کے تون رات صندوقچہ
موافق فرمایش والدہ حضرت موسیٰ کی تیار کیا اور دریچہ اوس صندوقچہ میں طرف آسمان کی کھول کر رات ہی کو
روبرو والدہ حضرت موسیٰ کے پہنچایا حضرت موسیٰ کی والدہ نے خطیر رسم اجرہ کر اوسکے روبرو لائیں
اوسنے کہا کہ میں دل اور جان سے مرید اور معتقد اس لڑکے کا ہوں میں بالکل مزدوری اس لڑکے
کے کام پر نہ لونگا مگر اتنا چاہتا ہوں کہ مجکو اس لڑکے کی زیارت سے مشرف کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے
حضرت موسیٰ کو اوسے دکھلایا اوسنے آنکھیں اپنی انکے قدموں پر ملیں اور رخصت ہوا اول جو شخص کہ ایمان
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لایا تھا یہی بڑھئی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دن میں توقف کیا
جب دوسری رات آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو ملی اور کپڑے نئے پہنائے اور اونکو
صندوقچہ میں رکھکر گریہ و زاری کرتی ہوئی رود نیل کے کنارے پر لے گئیں یکایک ابلیس لعین بصورت
صورت اژدہای سیاہ بہت بڑے کے نمودار ہوا اور کہا کہ اگر اس لڑکے کو دریا میں ڈالے گی ایک لقمہ
اسکا کر جاؤنگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت عاقل تھیں معلوم کر لیا کہ اگر یہہ اژدہا اصلی ہوتا
گویائی اور کلام اوسمیں کہاں ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شیطان ہے اوسکے کہنے کا خیال نہ کیا اور اونکو
دریا میں ڈال دیا اور بکمال غم و الم میں بھری ہوئیں اپنے گھر کو اولٹی آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

تقسیم خلق
آخر ان سیکاویال
مخیں جانب مودیکھا
کی گردن پر لادویا
جاتا ہے پھر وہ عالم
خدا کی بدترین خلق
میں داخل ہو جاتا
ہے ان عالم صاحب
نے عمل نکرنے کی
وجہ سے اپنا خسارہ
تو کیا ہی لیکن خلق
خدا کو برطرے ہی گھاٹا
میں ڈالا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا سب
برائیوں میں بھاری
برائی عالم کی برائی
ہے (مشکوٰۃ)
خصوصًا اس غفلت
کے زمانے میں ہر
جاننے والیکو

کی ہمشیرہ سے کہا کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو پیچھے اس صندوقچہ کے جا اور دیکھتی رہ کہ کہاں جاتا ہے اگر شہر کے کنارہ سے علیحدہ چلا گیا تو خاطر ہماری جمع ہوگی اور اگر شہر کے آدمیوں میں سے کسی نے اس صندوقچہ کو دیکھکر اوٹھا لیا تو یقین ہے کہ بادشاہ کے پاس لیجاوے گا ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صندوقچہ کے ہمراہ دریا کی کنارہ پر جاتی تھی اور مثل راہگیران کے دور سے دیکھتی چلی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے حضرت موسیٰ تک بارہ ہزار لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے تھے اور نوے ہزار حمل بخوف اسکے کہ مبادا لڑکا پیدا ہوا اور فرعون اسکو ہلاک کریں گرائے گئے تھے اور یہہ سب تدبیریں فرعون کی تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں کچھ بھی کارگر نہوئیں القصہ وہ صندوقچہ دریائے نیل کے درمیان میں سے نکل کر اوس نہر میں کہ فرعون دریائے نیل سے کہدوا کر اپنے باغ میں لے گیا تھا اور نام اوسکا عین الشمس رکھا تھا جا پڑا اور پانی میں بہتا ہوا عین فرعون کے باغ میں جا پہنچا اوسوقت فرعون باغ کی سیر کر رہا تھا اور بی بی اور لڑکی فرعون کی اور اور محل کے لوگ ہمراہ تھے جب دیکھا کہ ایک صندوقچہ نہر میں آتا ہے دوڑے اور اوس صندوقچہ کو اوٹھا کر فرعون کے سامنے لے گئے حضرت موسیٰ کی بہن نے جب دیکھا کہ صندوقچہ پانی کے ساتھ باغ کی نہر میں چلا گیا دوڑی گئی اور اپنی والدہ کو خبر کی انکی والدہ اسوقت کمال بیتاب ہوئیں اور قریب تھا کہ بے اختیار ہو کر روتی پیٹتی ہوئی گھر سے نکلیں حق تعالیٰ نے اونکے دل میں الہام فرمایا کہ غم مت کھا اور تماشا قدرت ہماری کا دیکھ کہ اوسکو کس تدبیر سے پاس تیرے پہنچاتے ہیں اور آخر کو رسولوں اولوالعزم سے کریں گے القصہ جب فرعون نے دیکھا کہ ایک لڑکا حال کا پیدا ہوا صندوقچہ میں رکھا ہوا ہے ہامان وزیر اپنے کو بلایا اور کہا یہہ ہی لڑکا ہے کہ نجومی مجکو اس سے ڈراتے تھے میرے اقبال کو دیکھ کہ کسطور خود بخود پاس ہمارے آیا اب اسکو مار ڈالو عورت فرعون کی کہ آسیہ نام اوسکا تھا بمجرد دیکھنے جمال جہان آرائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فریفتہ ہوئی اور کہا کہ اس بے گناہ کو ساتھ گمان فاسد کے مت مارو اور زندہ رہنے دو کہ شاید ہمارے کام میں آوے یا اوسکو بیٹا اپنا بنالیں کہ ہمارے بیٹا نہیں ہے فرعون نے بسبب اصرار عورت اپنی کے حضرت موسیٰ کے مارنے سے ہاتھ کھینچا اور فرعون کی بی بی نے اونکو بیٹا اپنا کر لیا اور حکم کیا کہ دائیوں کو واسطے اس لڑکے کے لاویں جس دائی کو لاتے تھے حضرت موسیٰ دودھ اوسکا نہیں پیتے تھے یہانتک کہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے کہ انکو حال کے معلوم کرنے کے واسطے بار بار فرعون کے دروازہ پر جاتی تھی

یہ ماجرا سنکر کہا کہ میں ایک دائی بتلاتی ہوں کہ لڑکوں کی پرورش کرنے کے طریق خوب جانتی ہے اور اس کام میں بے مثل ہے غالب ہے کہ یہ لڑکا اوس دائی کا دودھ پی لیگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بلا کر لے گئی حضرت موسیٰ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ایک شرفی اوس ولایت کے چلن کی روزینہ مقرر کیا اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی دائی دودھ پلاتی رہے حدیث شریف میں ہے کہ مثال غازیوں ہست میری کی کہ بادشاہ اور وزیر اور امیر کا ہیا نیا سالیا لیتے ہیں اور بیچ تیاری اسباب جہاد کر خرچ کرتے ہیں اور نیت اون کی خالص خدا کے واسطے ہے مانند والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ فرعون سے روزینہ لیتی تھیں اور اپنے بیٹے کو دودھ دیتی تھیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف ایک بڑے قاعدے کے قاعدوں کلیہ فقہ کے سے یعنی اجرت عبادت کی اوپر لینی ایسی صورت میں جائز ہے کہ نیت خالص خدا کیواسطے ہو اور ملنا نہ ملنا اجرت کا برابر ہو اور اوس عبادت کو اپنا کام سمجھے خواہ کوئی اوپر اوسکے اجرت دے یا نہ دے اور اگر اوس عبادت کو مثل اور پیشوں اور مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت دیویں تو عبادت کیجاوے نہیں تو چھوڑی جاوے پس وہ محض مزدوری ہے ثواب اوس میں کچھ نہیں بلکہ خوف عذاب کا ہے کہ کام دین کا دنیا کیواسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنی شے کے بیچا القصہ آسیہ عورت فرعون کی نے حضرت موسیٰ کے واسطے ایک گہوارہ سونے کا تختوں سے بنیا کروایا اور اونکو ساتھ کمال عزت اور بزرگی کے رکھا اور دو برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے فرعون کے گھر میں انکو دودھ پلایا جب دو برس کے بعد دودھ انکا چھوڑایا تو آسیہ نے انکو ایک خچر بھرا ہوا زر کا اور کئی شتر اور نفیس چیزوں اور تحفوں کی دیکر رخصت کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے پاس پرورش کرنی شروع کی جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام تین برس کے ہوئے تو ایک روز فرعون انکو اپنی گودی میں لئے ہوئے کھلا رہا تھا کہ دفعتہً حضرت موسیٰؑ نے داڑھی اوسکی پکڑ کے اپنے ہاتھ سے خوب کھینچی اور فرعون کے مونہہ پر زور سے طمانچہ مارا فرعون خفا ہوا اور آسیہ سے کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ لڑکا وہی دشمن میرا ہے کہ جس سے ڈرتا تھا میں اور تو نے مجھکو مارنے نہیں دیا اب بھی اس سے ہاتھ اوٹھا آسیہ نے کہا تو کس خیال میں ہے لڑکوں سے ایسی حرکتیں بے تمیزی کی بہت ہوتی ہیں انکی حرکتوں کو دشمنی کا خیال نکیا چاہیے فرعون نے کہا اس لڑکے کو اور لڑکوں پر قیاس مت کر اس لڑکے کے قیافے سے تمیز اور عقل اسکی

تفہیم عقلی ... ہوگا تو اوسکا وبال اوسی روحانی طبیب پر پڑیگا اسرتعالی عالموں کی غفلت دور کرے اور ہدایت کا شوق دے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور البتہ وہ بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جنکے دل پگھلے ہوئے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ ہم اللہ سے ملنے والے ہیں

بیان جواز لینے اجرت کا اوپر عبادت کے ۱۲

بڑے آدمیوں کی تمیز اور عقل سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور یہہ حرکت اسنے سوچ سمجھ کر کی ہی
نادانی سے نہیں کی آسیہ نے کہا کہ اس عمر میں تمیز اور عقل کہاں ہے دیکھ کہ میں امتحان اسکا کرتی
ہوں فرمایا کہ ایک طبق سونے کا آگ سے بھرا ہوا اور دوسرا طبق چاندی کا مروارید اور یاقوت سے
بھرا ہوا لاویں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو نو طبق لائے اور انسے کہا کہ ان دونوں میں سے
جو تجکو اچھا معلوم ہو اوٹھا لے حضرت موسی علیہ السلام نے ہاتھ اپنا طرف طبق مروارید اور یاقوت کی
دراز کیا حضرت جبرئیل نے آکر ہاتھ انکا آگ کے طبق میں ڈال دیا اور ایک دہکتا ہوا کوئلا اوس میں سے اوٹھا کر
ان کے منہ میں رکھوا دیا یہانتک کہ زبان انکی جل گئی اور اوسی وقت سے لکنت ان کی زبان میں پیدا
ہوئی آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تمیز اور عقل اس لڑکے کی دیکھی تونے بعد اسکے جب حضرت موسیٰ
آٹھ برس کے ہوے ایک دن روبرو فرعون کے مؤدب بیٹھے تھے یکایک فرعون نے مرغبان سے
کہا کہ مرغوں جنگی ہمارے کو کھول پہلے ایک مرغ آیا اور اوسنے دو بازو اپنے ہلا کر آواز کی حضرت موسے
علیہ السلام نے کہا کہ سچ کہا تو نے فرعون نے پوچھا کہ اسنے کیا کہا حضرت موسی علیہ السلام نے کہا
کہ اسنے پروردگار اپنے کی تسبیح کی اس عبارت میں کہ پاک ہے وہ خدا وند کہ جسنے ایک چرواہے
کی لڑکی کو اتنی مدت دراز تک دولت اور حشمت کے ساتھ نوازا اور طرح طرح کی نعمتیں اوسکو عطا
فرمائیں باوجودیکہ وہ بیچ مقابلہ ہر نعمت کے کفران اور ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ
مرغ کو ان باتوں سے کیا کام تو اپنی طرف سے یہہ طوطلیا بندی کرتا ہے حضرت موسی علیہ السلام نے
مرغ کو آواز دی کہ آ اور ایسی بولی بول کہ سب عام اور خاص سمجھ لیں مرغ روبرو آیا اور زبان فصیح
کے ساتھ اوسی بات کو خوب کھولکر بیان کیا چہرہ فرعون کا بدل گیا اور نہایت ڈرا ہامان وزیر اوسکا
حاضر تھا عرض کی کہ اس مرغ کو کسی نے سحر کیا ہے فرمانا چاہیئے کہ اسکو ذبح کریں جب اوسکو ذبح کیا
حق تعالیٰ نے پھر اوس میں روح ڈالدی اور ہوا میں اوڑکر چلا گیا اور آدمیوں کی نظروں سے غائب
ہوا اور جب حضرت موسیٰ نو برس کے ہوے ایک دن فرعون نے اونکو مہربانی کی راہ سے اپنے تخت پر بٹھلایا
اور تمام امیر اور وزیر گرد اگرد تخت کے کھڑے تھے فرعون نے موافق عادت اپنی کے کہ تکبر اور نخوت
اوسکے سر میں بھر رہی تھی کفر کے کلمے کہنے شروع کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ میں بھر گئے اور تخت
سے نیچے اوترے فرعون نے کہا کہ کہاں جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک لات اوس تخت پر ماری

کہ دو پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اولٹا ہو گیا اور فرعون تخت سے گر پڑا اور اوسکی ناک میں سے خون بہت بہا اور دربار کے آدمیوں میں غل پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی سے بھاگ کر آسیہ کے پاس آئے اور اس قصہ کی اوسکو اطلاع کری فرعون جب اندر محل کے آیا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں فرعون نے آسیہ پر غصہ کرنا شروع کیا کہ تو نے مجکو اس لڑکے کو مارنے نہیں دیا اور اب یہ لڑکا بہت شورہ پشتی کرتا ہے آسیہ نے کہا کہ لڑکے چھٹپن میں ماں باپ کے اویسی شوخیاں کیا کرتے ہیں کچھ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ دلیل ہے اس پر کہ بعد بلوغ کے اور تمیز ہونیکے یہ شوخی اور زور ماں باپ کے دشمنوں پر کریگا اور سب امیر اور وزیر اسکی ہیبت سے تیرے روبرو دبے رہیں گے بعد اوسکو دستر خوان چنا اور خاصہ حاضر کیا فرعون کھانا کھاتا تھا اور حضرت موسیٰ بھی ہمراہ اسکے کھانا کھاتے تھے اتفاقاً ایک چھوٹا بکرا تمام اور بکمال تنور میں دم پخت کر کے واسطے فرعون کے لائے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس بکری کو فرمایا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وہ بکرا اوٹھ کر دوڑنے لگا فرعون نہایت متعجب ہوا آسیہ نے کہا کہ یہ سب باتیں واسطے باقی رہنے ملک اور دولت تیری کے کام میں آویں گی اس لڑکے کو غنیمت جان بعد اسکے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طریق ادب کا چلتا تھا اور اون سے کچھ تعرض کرتا تھا یہانتک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تئیس برس کے ہوئے ایک دن نیل کے کنارے پر جا کر اور وضو کر کے نماز پڑھتے تھے دفعتاً ایک شخص فرعون کے خوصوں میں سے اوسجگہ گزرا کہا اسطرح کی عبادت کسکے واسطے کرتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا واسطے آقا اور خداوند اپنے کے اوسنے کہا کہ تمکو آقا اور خداوند کا نہیں پہونچتا ہے فرعون کی عبادت کرو تمکو یہی کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوپر تیرے اور اوپر فرعون کے بھی لعنت خدا کی ہو جیو اوسنے کہا کہ میں فرعون کو اس ماجرے کی اطلاع کرتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زمین اسکو پکڑ لے زمین اوسکو زانو تک نگل گئی اور ہرگز نہ چھوڑا یہانتک کہ قسم غلیظ اور سخت اوسنے کھائی کہ میں ہرگز یہ بات کی فرعون سے خبر نہیں کرنے کا بعد اوسکے زمین سے خلاص ہو چلا گیا لیکن عبادت اور نماز کی بات فرعون کے خواصوں میں پھیل گئی اور رفتہ رفتہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا کہ جس وقت موسیٰ نماز اور عبادت میں مشغول ہو مجکو خبر کیجیو ایک شخص فرعون کے خواصوں میں سے منتظر وقت کا رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز شروع کی جا کر فرعون سے

خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حضرت موسی علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے فرعون نے پوچھا کہ اے موسی یہہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اوسی آقا اپنے کے کہ مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہہ کام کیا اور کرتا ہوں حاصل یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اسکے بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو ہر دم اپنے بلاتے اور اونکے ساتھ صحبت رکھتے اور اونہیں کے ساتھ انس اور الفت کرتے اور یہہ امر فرعونیوں کے اوپر بہت شاق ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن بنی اسرائیل کے سرداروں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ کب سے تم فرعون کے عذاب میں گرفتار ہوا اونہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عذاب تم پر اللہ کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے کے تم کو چاہئے کہ کوئی نذر اپنے اوپر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہہ عذاب تم سے دفع کرے تو وہ نذر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور مسکینوں کا کھلانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اوپر قبول کرلو کہ ان سب باتوں کی قایم مقام ہو جاویگی اور وہ یہہ ہے کہ اطاعت اپنے پروردگار کی کرو اور نافرمانی اوسکی نکرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہمنے قبول کیا بعد اسکے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ مینے سنا ہے کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں پیغمبر بھیجا تھا اونہوں نے قدر اوس پیغمبر کی نجانی اور واسطے اوس پیغمبر کے ڈھیر لکڑیوں کا جمع کرکے اوس میں آگ روشن کی اور اوس پیغمبر کو اوس آگ میں ڈالا اور اوس آگ نے اوسکو کچھ ضرر نکیا یہہ قصہ کس طرح تھا اونہوں نے کہا کہ وہ پیغمبر خود جد ہمارے اور تمہارے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے جد کی طرز پر رہو اور ایذا فرعون اور فرعونیوں کی سے نڈرو تم کہ حق تعالیٰ شر اونکی کو تم سے دفع کریگا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کی ہوئے ایکدن رستہ میں چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون کی پیادوں میں سے کہ داروغہ فرعون کی باورچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسرائیلی کے سر پر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باورچی خانہ میں پہنچا دے اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰ نے ہر چند کہ اوسکو ظلم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مکا اوسکی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مر گیا اسرائیلی خلاص ہوکر اپنے گھر گیا اور یہہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ یہہ

جھوٹ ہو موسیٰ نے اسرائیلی کی حمایت کیواسطے قبطے کو نا مارا ہوگا دوسرے دن پھر ایسا ہی اتفاق
پڑا کہ اوسی اسرائیلی کو اوپر دوسرا قبطی ظلم کر رہا تھا اوسنے پھر حضرت موسیٰ سے فریاد کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اول اوسی اسرائیلی کو تنبیہ کی اور جھڑکا یعنے ایک مرتبہ تو نے مجسے ایک قبطی کو مروایا
آج پھر ویسی ہی حرکت کرنے لگا بعد اوسکے چاہا کہ اوس قبطی سے اوسکو خلاص کروا دیں اسرائیلی نے
جانا کہ مجکو مارتے ہیں پکار کر کہا کہ اے موسیٰ آج مجکو مارنا چاہتا ہے تو اور کل تو نے فلانے شخص کو
مارڈالا بازار کے تمام آدمیوں نے فرعون کے روبرو گواہی دی کہ قاتل قبطی کے موسیٰ علیہ السلام
ہیں اور قبط کے تمام سرداروں نے فرعون سے درخواست کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالہ فرما کہ اوسکو قبطی
کے بدلے میں مارڈالیں فرعون بیچ حکم قتل حضرت موسیٰ کے متوقف تھا کہ ایک شخص قبطیوں میں سے
کہ نام اوسکا حزقیل تھا اور ایمان لایا تھا اور حال اوسکا سورۂ مؤمن میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا
اوس مجلس سے دوڑا ہوا آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ تمام امیر و رئیس قبط کے درپے مارنے
تمہارے ہیں تمہارے حق میں مصلحت یہہ ہے کہ چند روز اس شہر سے باہر جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اس خبر کے سنتے ہی بے توشہ اور بے سواری مصر سے نکلے اور راہ مدین کی لی رستے میں ایک چرواہے سے
ملاقات ہوئی پوشاک نفیس اپنی کہ پہن رہے تھے اوسکو دیدی اور جبہ بالوں کا اور کملی اوس
چرواہے کی پہن کے روانہ ہوے یہانتک کہ ساتویں دن مدین میں پہنچے اور راہ کے درمیان تمام دن
دو شیر ہمراہ رہتے تھے اور رستہ بتلاتے تھے اور رات کے وقت درندوں اور ستانے والی چیزوں سے
اونکی مخالفت کرتے بعد پہنچنے مدین کے حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ السلام کے گھر میں ٹہر گئے اور اونکی
لڑکی سے نکاح کیا جیسا کہ سورۂ قصص میں تفصیل اس قصّہ کی مسطور ہے اور بعد دس برس کے کہ
حضرت شعیب کی خدمت میں گزارے پھر مصر کو ارادہ کیا رستے کے درمیان ساتھ نبوت اور رسالت
کے مشرف ہوئے اور مصر میں چالیس برس تک ساتھ فرعون اور فرعونیوں کے مقابلہ و مخاصمہ کیا اور معجزے بڑے بڑے دکھلانے
میں مشغول رہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون و قبطیوں کی سے مایوس
ہوے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا کوئی تدبیر و حیلہ مجکو تعلیم کر کہ بنی اسرائیل کو قبطیوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں تاکہ عبادت
تیری بے خوف اور نڈر ہو کر کریں حق تعالیٰ نے طرف اون کی وحی بھیجی کہ اب بہتر یہہ ہے کہ بنی اسرائیل کو جمع کر کے راتوں رات
کوچ کرو۔ اور اگر فرعون تمہارے پیچھے آویگا تو اوسکو ہم ہلاک کریں گے انہوں نے بنی اسرائیل کے سرداروں

تفسیر علیٰ ... اور یاد کرنے کی صورت نماز سے ... کوئی نہیں ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی رنج پیش آتا تو نماز پڑھنے لگتے ایک بار ابوہریرہ پیٹ کے درد سے بیقرار تھے تو حضرت نے فرمایا اٹھ نماز پڑھ نماز شفا ہے "ابن عباس کو سفر میں خبر ملی کہ انکے بھائی قثم مر گئے تو یہ آیت ... انا للہ وانا الیہ راجعون

یہہ تدبیر ارشاد کی سرداروں نے تمام گروہ اپنے کو کہ شہر میں تھے آگاہ کیا اور جو شخص بنی اسرائیل میں سے قبطیوں کی پاس تھا خواہ بطریق نوکری تھا یا کسی نے بیٹا بنا لیا تھا یا اور کسی طرح کا تعلق رکھتا تھا سب ڈھکر ایک جگہ جمع ہو گئے فرعون اس جمع ہونے اون کے سے وہم میں پڑا اور پوچھا کہ یہہ حرکت کس واسطے ہوئی بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کہ ہمارے اندر دن عاشورے کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوے تھے اور یہہ دن متبرک عید کا دن ہے ہم چاہتے ہیں کہ سب ایک جگہ جمع ہو کر شہر سے باہر عبادت خدا کی بجا لاویں اور رسمیں اپنی عید کی قائم کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام بنی اسرائیل نے زینت کیواسطے زیور اور پوشاک بہت قبطیوں سے عاریتًہ لے لئے اور عید کے بہانہ سے خیمے اور ڈیرے شہر کے باہر کھڑے کئے یہانتک کہ سب جمع ہو گئے پچھلی رات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے اون کو کوچ کروایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیچھے اون کے تھے اور حضرت ہارون آگے یہانتک کہ جنگل میں جا پڑے اور راہ بھول گئے ہر چند کہ بائیں دائیں جاتے تھے سراغ راہ کا نہیں پاتے تھے اور انبوہ بنی اسرائیل کا بقدر چھ لاکھ اور ستر ہزار آدمیوں کے ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے رستہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہہ رستہ شارع عام ہے بارہا اس رستہ میں تمنے بھی آمد و رفت کی ہے اونھوں نے عرض کی کہ اصل قصہ یہہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی تو وصیت فرمائی اور اولاد اپنی اور اولاد بھائیوں اپنے کی سے عہد اور پیمان لیا کہ جسوقت مصر سے باہر جاؤ تابوت میرے کو ہمراہ لیکر جائیو اور جس جگہ باپ دادے میرے دفن ہوے ہیں اوسی جگہ مجکو پہنچا یئو فی الحال کہ مصر سے نکل آئے اور تابوت اونکا ہمنے نہیں اوٹھایا ہے غیب کیطرف سے رستہ بند ہو گیا ہے اور معلوم نہیں ہوتا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ قبر مبارک اونکی کہاں ہے تا کہ تابوت اونکا نکالیں اور ہمراہ لیویں بنی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں نے کہا کہ اون کی قبر کی جگہ ہم نہیں جانتے لیکن یہہ وصیت اونکی باپ دادا اپنے سے سنی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوٹھے اور بنی اسرائیل کے لشکر میں منادی کروائی کہ قسم خدا کی دیتا ہوں کہ جسکو جگہ قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی معلوم ہو وہ میرے پاس آوے اور خبر دے کسی نے اقرار نکیا مگر ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ میں اونکی قبر کی جگہ پہچانتی ہوں لیکن میرے ساتھ عہد کر لو کہ اگر میں قبر اون کی بتلا دوں جو چاہوں مجکو ملے اور مراد میری حاصل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توقف

اور تامل کیا خدا کی طرف سے وحی آئی کہ اسکے ساتھ عہد کر لے اور جو وہ چاہے اوسکے حوالہ کر بڑھیا نے کہا کہ مطلب میرا دو چیزیں ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں مطلب دنیا کا یہ ہے کہ میں نہایت ضعیف ہو گئی ہوں طاقت چلنے کی مجھ میں نہیں ہی مجھکو سواری پر بٹھلاؤ اور مصر سے ہمراہ اپنے لے چلو اور مطلب آخرت کا یہ ہے کہ بہشت میں ہمراہ تمہارے بیچ درجہ تمہارے کے ہوں میں حضرت موسیٰ نے دونو چیزیں قبول فرمائیں بعد اوسکے اوس بڑھیا نے بتا دیا کہ قبر اونکی بیچ نیل کے پانی کے اندر فلانی جگہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس مقام میں گئے اور صندوق اونکا کہ سنگ مرمر کا تھا وہاں سے نکالا اور آپ اوسکو اوٹھا کر آگے آگے لشکر کے لیجاتے تھے اور رستہ ظاہر ہوتا جاتا تھا اس درمیان میں فجر طلوع ہوئی اور فرعون کے جاسوسوں نے اوسکو خبر پہنچائی کہ بنی اسرائیل جس مقام میں عید کو اکٹھے جمع ہوئے تھے راتوں رات کوچ کر کے چلے گئے فرعون کے دل میں آگ غصہ کی بھڑکی اور نقیبوں اپنے کو گرد و نواح شہر کے قصبوں اور گانوؤں میں بھیجا کہ سوار عمدہ تیز گھوڑوں والے حاضر ہوویں اور آپ بھی اپنی فوجوں کے ہمراہ سوار ہو کر اشراق کے وقت پیچھا کیا اور بہت انبوہ ہمراہ تھا کہتے ہیں کہ ستر ہزار سوار ابلق گھوڑوں کے مقدمۃ الجیش یعنی پیش رو لشکر اوسکے کے تھے اور ایک لاکھ سوار تیر انداز اور اسی قدر نیزہ باز اور اسی قدر گرز بردار فرعون کی رکاب میں چلتے تھے القصہ بنی اسرائیل نہایت جلدی سے روانہ ہوئے اور دوڑتے ہوئے دریائے قلزم کے کنارے پر پہنچے اور قلزم نام ایک شہر کا ہے کہ اسکے کنارے پر دریا جاری ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی ہوئی ہے اسیواسطے اس دریا کو اسکی طرف نسبت کرتے ہیں والا یہ دریا اصل میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے کہ درمیان حبش کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اسکو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو کہ درمیان فارس اور عرب کے حائل ہے خلیج اخضر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے چارسو اور ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض اوسکا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور آخیر کی طرف سے عرض اوسکا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اوس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دن کا راستہ جنگل میں اور رودنیل بیچ جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کے ہے اور اوپر ضلع غربی اس خلیج کے اکثر شہر بربر کے آباد ہیں اور بعضے شہر حبشہ کے بھی ہیں اور اوپر ضلع شرقی اس خلیج کے اکثر سواحل[1] عرب کے

[1] ساحل اوس جگہ کا نام ہے کہ جو پانی کے پاس ہوتی ہے ۱۲

تفسیر یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ

ت اے اسرائیل کی اولاد میری وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تم کو عنایت کیں اور بیشک میں نے تم کو اوس زمانے کے تمام لوگوں سے بزرگی بخشی

ف یعنی اس طرح کہ بادشاہت اور پیغمبری دی اور طرح طرح کے احسانات کئے

ف بیان متفرقات فرعون کا اور طول عرض خلیج احمر کا ...

واقع ہیں اونہیں میں فرضہ کہ ساحل مدینہ منورہ کا ہے اور قافلے مصر اور حبشہ کے حجاز کیطرف اسی بندر سے عبور کرتے ہیں پھر سواحل یمن کی جدہ سے لیکر عدن تک اور بر کنارہ شرقی اسی خلیج کے ہیں اور راس خلیج کے وسط میں بعضے شہر کہ تعلق مصر کی ساتھ رکھتے ہیں ابھی آباد ہیں منجملہ اونہیں کے ہے دمیاط کہ جیلخانہ مصر کا ہے جیساکہ قلعہ گوالیار کا ہندوستان میں غلہ وغیرہ کشتی پر مصر سے اوسمیں لیجاتے ہیں او محافظ اوس قلعہ کی مصر کے حاکم کیطرف سے رہتے ہیں اور شہر قلزم کہ منتہا اس دریا کا ہے طول اسکا ساٹھ یعنی ساٹھ اور چار درجے ہے اور عرض اسکا کطل یعنی انتیس درجے اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کے کنارے پر پہنچے اور پانی کو نہایت زور او شور میں دیکھا حیران ہوئے اور کہا اتنی کشتیاں ایکدفعہ کہاں سے میسر آویں گی کہ ہم جلدی سے اس دریا سے اوتر جاویں اور اسی اثنا میں کہ آفتاب بھی طلوع ہوا اور دن روشن ہو گیا پیچھے سے آواز گھوڑوں کی سنی جب خوب غور کیا معلوم ہوا کہ فرعون مع تمام لشکر اپنے کے پیچھا کئے ہوئے چلا آتا ہے اور مقدمۃ الجیش اوسکا نمودار ہوا تھا اور پاؤں بنی اسرائیل کے پھول گئے او حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آکر اور کہا کہ اب وعدے تمہارے کہاں ہیں یہ فرعون پیچھے ہمارے آیا اور دریائے ذخار ہمارے سامنے ہے نہ یہ طاقت ہے کہ فرعون کا مقابلہ کریں اور نہ قدرت اسکی ہے کہ دریا سے خلاص ہوویں حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ مایوس مت ہو امداد الہی ہمراہ ہمارے ہے مشکل آسان کرے گا اسی میان میں حضرت موسی علیہ السلام کو وحی آئی کہ عصا اپنا دریا پر مار اور کہہ کہ پھٹ جا تو اور ہم کو رستہ دے حضرت موسی نے ایک بار عصا مارا اور اوسیطرح کہا دریا اوسیطرح رہا جیسا تھا پھر حکم آیا کہ دریا کو اوسکی کنیت کی ساتھ آواز دے حضرت موسیٰ نے دوسری بار عصا مارا اور فرمایا کہ پھٹ جا تو اے ابو خالد خدا کی حکم سے وہ دریا پھٹ گیا اور بارہ رستے خشک اوسمیں ظاہر ہو گئے حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالی نے اوسدن ہوا کو اور آفتاب کو دریا پر مسلط کر دیا تھا ہوا پانی کے اندر سے زلزلہ کی مانند نکلی او پانی کو جدا جدا کر کے کھڑا کر دیا اور آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا تا کہ بنی اسرائیل آسانی سے چلے جاویں بعد اوسکے حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ دریا میں آؤ اور نکل چلو وے بسبب سستی اعتقاد اپنی کے جرات نکرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو کیا اعتبار ہے کہ ہمارے نکلتے تک پانی اسی وضع پر اپنی جگہ کھڑا رہے ایسا نہو کہ ہم رستے کے درمیان میں رہیں اور دریا آپس میں ملجاوے اور ہمکو غرق کر دے حضرت یوشع نے پہلے گھوڑا اپنا ڈالا بعد اوسکے حضرت ہارون آئے اور روانہ ہوئے

جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ یہ گزرے چلے جاتے ہیں ناچار دریا میں آگے اور بارہ قومیں بنی اسرائیل کی بارہ رستوں میں سے کہ دریا کے اندر ہوگئے تھے داخل ہوئیں یہانتک کہ سب کے پیچھے حضرت موسیٰ اپنی قوم کو ہمراہ لیکر دریا میں داخل ہوئے حضرت موسیٰ کے گروہ نے کہا کہ ای موسیٰ ہم کیا جانتے ہیں کہ دوسرے گروہوں پر کیا گزرا اپنی ذات سے بسبب اسکے کہ تو ہمراہ ہمارے ہے اطمینان رکھتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کیطرف سے ہم کو اطمینان نہیں کہ مبادا پانی اونکے اوپر مل گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدایا انکی بری خصلتوں پر میری مدد فرما حق تعالی نے ہوا سخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوار میں روزن جالی کی مانند پیدا کی ہر گروہ دوسروں کو دیکھتا تھا کہ چلے جاتے ہیں یہانتک کہ سلامتی سے دریا کے کنارے آ گئے اس اثنا میں فرعون ساتھ لشکر اپنے کے دریا کے کنارہ پر پہنچا اور دیکھا کہ دریا میں رستے ہو رہے ہیں اور دریا کا پانی دیواروں کی مانند جابجا کھڑا ہے حیران ہوا اور اپنے لشکر والوں سے کہا کہ یہ میرا اقبال ہے کہ دریا میرے واسطے ایسا ہو گیا تا کہ اپنے غلاموں بھاگے ہوؤں کو پکڑوں اور زندہ اپنے ہاتھ میں لاؤں اگر غرق ہو جاتے تو کام میرے معطل ہو جاتے لیکن اپنے دل میں ڈرتا تھا کہ پھٹنا دریا کا محل اعتبار نہیں مبادا گزرتے ہوئے درمیان میں یکساں ہو جاوے اور سبکو غرق کرے اور ہامان کہ وزیر اوسکا تھا وہ بھی دریا کے اندر آنے سے منع کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ جلدی نکرنی چاہیے کشتیاں جمع کر لیجیا اور بہولت سے ہم اوتریں گے اور اونکو جس جگہ ہوں گے قید کریں گے اسی حالت میں جبرائیل علیہ السلام مادیان کے اوپر فرعون کے مست گھوڑے کے آگے نمودار ہوئے اور اوس گھوڑی کو دریا کے درمیان میں ڈال دیا فرعون کا گھوڑا بے اختیار گھوڑی کی بو سونگھکر دریا میں گھس گیا اور لشکر والوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ خود دریا میں داخل ہوا ہے ہر طرف سے ہجوم کر کے آگئے اور اترنا شروع کیا یہانتک کہ فرعون اور تمام لشکر کنارے کے پاس پہنچے اوسوقت حکم الہی دریا کو ہوا کہ جلدی مل جا یکبارگی دریا نے موجیں مارنی شروع کیں اور تمام پانی بیٹھ گیا اور بنی اسرائیل اس تمام ماجرے کا دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور جس جگہ میں گذرنا بنی اسرائیل کا اور ہلاکت فرعون کی تھی عرض اس دریا کا اوسوقت نہایت تھوڑا ہو گیا تھا بقدر چار فرسخ کے عرض اوسکا تھا کہ آدھے دن میں قطع ہوے اور یہ قصہ عاشورہ کے دن واقع ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فلق البحر لبنی اسرائیل یوم عاشوراء

تفسیر حلیلی کے روز یا بیٹے کا بھائی کے بیٹا باپ کے کام آسکے بلکہ ہر کوئی اپنے بھائی ماں باپ بی بی بیٹے سب سے بھاگے گا (یہ اس جس) کہ کہیں یہ لوگ اپنے اپنے حقوق نہ طلب کرنے لگیں اور گنہگار یہی چاہیگا کہ آج میرے بدلے میری اولاد اور بی بی اور بھائی اور سارے کنبے اور تمام جہان کے لوگ آگ میں جھونک دیجائیں

یعنے پھاڑا گیا دریا واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشورہ کو اور صحیحین میں ساتھ روایت ابن عباس کے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے دیکھا کہ یہودیوں نے ایک دن روزہ رکھا ہے فرمایا کہ کیا سبب ہے آج کے دن تمنے روزہ رکھا ہے اونہوں نے کہا کہ آج دن عاشورے کا ہے اسی دن میں حق تعالی نے بنی اسرائیل کو نجات دی ہے اور فرعون کو غرق کیا حضرت موسیٰ اس دن میں بطریق شکر کے روزہ رکھتے تھے ہم بھی اون کی پیروی کے واسطے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ ہم کو زیادہ لائق ہے اون سے کہ بسبب پیروی حضرت موسیٰ کے روزہ رکھیں آپ بھی روزہ رکھا اور اور آدمیوں کو بھی روزہ کیواسطے فرمایا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا ہمراہ دن عاشورہ کی نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھونگا تا کہ مشابہت یہودیوں کی لازم نہ آوے حق تعالی دریا کے چیرنے کو کہ بڑا معجزہ تھا بطریق نعمت دنعمت کے بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا یعنے اور یاد کرو تم واسطے پہچاننے قدر نعمت کے کہ وہ نجات فرعون کے عذاب سے تھی خاصکر واقع دوسری کو کہ گویا نعمت دوسری بالاستقلال ہے سوا سے نجات کے فرعون سے اوسوقت میں کہ چیرا ہمنے بِکُمْ یعنے بسبب پہنچنے تمہارے کے دریا کے کنارے پر اور مضطر ہونے تمہارے کے روبرو حضرت موسیٰ کے اسواسطے کہ حقیقت میں باعث چیرنے دریا کا یہی تھا گو کہ ناتا عصا کا بطریق آلہ ہونے کے سبب قریب ہوا اَلْبَحْرَ یعنی دریا رقلزم کو اور بحر لغت عرب میں دریا، شور اور اوسکے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور استعمال بحر کا اگر کسی جگہ شیریں پانی اور شیریں ندیوں میں آگیا ہو تو بطریق مجاز کے ہے ان کو نہریں کہتے ہیں اور بحر نہیں کہتے اور ہم نے اس نعمت میں اوپر اسی قدر کی کفایت نہیں کی کہ فقط پھٹ جانا دریا کا تم کو دکھلاویں بلکہ پورا کرنا نعمت کا فرمایا ہمنے فَاَنْجَیْنٰکُمْ یعنی پس نجات دی ہم نے تم کو پانی دریا کا اوسی شکل پر کہ پھٹا ہوا تھا محفوظ رکھا اور ہوا کو اوسکے اوپر مسلط کیا تا کہ آپس میں ملنے نہ دے یہانتک کہ تم سب ساتھ سلامتی کے اوپر کنارے کے پہنچے اور ڈوبنے کے خوف سے امن میں ہوئے اور اسکے ضمن میں تمام شبہے کہ بیچ وجود صانع حکیم مختار کے یا بیچ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوپر سب رفع ہوگئے پھر اس قدر پر بھی کفایت نکی ہم نے

بلکہ تم کو اوس ہلاکت کی جگہ سے نجات دی اور دشمن تمہارے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے
اوسی ہلاکت کی جگہ میں ہلاک کیا وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ یعنی اور غرق کیا ہم نے تابعداروں
فرعون کی کو تاکہ تم کو خوشی کے اوپر خوشی زیادہ ہو اور کچھ اثر خوف کا اوس سے تمہارے دل میں
باقی نہ رہے اور اندوہ اور غم جدائی وطن اپنے کا کہ وہ مصر تھا تمہارے دل میں نہ رہے اور یہ
سب نعمتیں اسطرح تم کو عطا کیں کہ تمہارے تئیں کچھ شک و شبہ اور احتمال صدق اور کذب
خبر کا دل میں نہ گذرے اور اسی واسطے ان سب چیزوں کو تمہارے روبرو کیا تھا وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے پس اس قسم کی بڑی نعمتوں کا شکر بھی بڑا چاہیے اور وہ
یہ ہے کہ تم بیچ دریا عبادت خداوندی کے غوطہ لگاؤ اور دشمنوں اپنے کو کہ نفس و شیطان
اور محبت خلق اور دنیا کی ہے اوس دریا زخار میں غرق کرو سبب کیا اور تصفیہ اور دور کرنے علاقوں
کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر کے دل میں گذرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مضمون
واذ نجینا کم من ال فرعون کا اور مضمون واذ فرقنا بکم البحر کا ایک چیز ہے اور حاصل اسکا نجات
فرعون سے اس ایک مضمون کو دو نعمتیں کسواسطے ٹھیرائیں اور دو آیتوں میں کسواسطے ذکر
فرمایا جواب اس سوال کا عین تفسیر میں بطریق اشارہ کے مذکور ہوا کہ نجات دینی فرعون سے
مختلف رنگتوں میں تھی اور خاص چیرنا دریا کا کہ بڑا معجزہ ہے دوسری نعمت ہے مثلاً کسی شخص کو
حق تعالیٰ رزق دے اور فراخی دے اور احتیاج اور فقر کو اوس سے دور کرے مگر بیچ مقام احسان
کرنے کے اسطرح فرماوے کہ واذکر نعمتی علیک اذ رزقتک ونجیتک من الفقر والاحتیاج کلام
تام ہے پھر اگر رزق پہنچانا بطریق دست غیب کے ہو بے منت مخلوق اور بے مشقت بعض
کے اور اسکو نعمت دوسری ٹھہرا کر فرماوے کہ واذکر نعمتی علیک اذ اجریت علیک الرزق
من الغیب بلا منۃ المخلوق ولا مقاساۃ تعب مشقۃ منک تو یہ کلام اور ہے کہ فی نفسہ مستقل
اور تام ہے ہر ایک کو ان دو کلاموں سے جدا جدا کرنا بیچ مقام شمار کرنے نعمتوں کے مناسب اور
چسپاں ہے اور بعضے مفسرین طرف اسکے گئے ہیں کہ پہلی آیت میں ذکر نعمت نجات دینی
کا ہے پکڑ اور قہر فرعون کے سے کہ بمجرد نبوت حضرت موسیٰ ؑ کے اور آنے اونکے بنی
اسرائیل میں تمام ہوا اسواسطے کہ بنی اسرائیل بعد آنے حضرت موسیٰ کے اون تکلیفوں

تفسیر حقانی

بڑے پیر تیرہی کی پرستے پڑا اسکے اسباب کر جائیں گے۔ لیکن میرے سب ہمارا نور سے بڑھکر مہربان ہم غلاموں کے حال زار پر رحم و کرم ہی کی نگاہ کریگا مگر جو بندے خدا کے ماننے والے ہونگے اُن کی بھول چوک کے بارے میں یا انکے رتبے بلند ہونے کے واسطے خدا کے حکم سے انبیا اولیا فرشتے اور خدا کے نیک بندے خدا سے سفارش کرینگے

اور رہے باقیون اُسکی سے خلاص ہوے بلکہ مقابل اُسکے ہوگئے اور دوسری آیت مین مذکور اُس نعمت کا ہے کہ بیچ وقت نکلنے مصر کے غلبہ لشکر فرعون کے سے بہ سبب پار ہونے دریا کے خلاص ہوے اور بسبب غرق ہونے اُس سگ اور لشکر والون اُسکے سے خوف آیندہ کا بھی اُن کے دلون سے گیا اور ہو اور سب طرح سے مطمئن ہوے **حکایت** کہتے ہین کہ ایک عورت بنی اسرائیل مین سے پچھلی رات کو واسطے لانے پانی کے دریا کے اوپر گئی برتن اپنا بھر رہی تھی کہ فرعون کی ڈاڑھی کہ جواہر اور مروارید مین جڑی ہوئی تھی اُسکے ہاتھ مین آگئی اُس نے بال اُس کی ڈاڑھی کے جڑ سے اُکھیڑے اور جواہر اُس مین سے نکال لئے اتفاق سے یہی عورت تھی کہ فرعون کے محل مین اُسکو مزدوری کیواسطے لیجاتی تھے اور مزدوری اس نے نپائی تھی ایک ہاتف نے آواز دی کہ خذی اجرك یعنی لے تو مزدوری اپنی یہ آواز اُسکے کان مین پڑی اور آدمیون مین آکر نقل کی اور ڈاڑھی فرعون کی اور جواہر اور مروارید انکو دکھلائے آدمیون کو یقین ہوا کہ انجام کار ظلم کا خواری ہے اور آخر مظلوم کیواسطے رستگاری اور جب بنی اسرائیل خوف فرعون اور فرعونیون کے سے بالکلیہ مطمئن ہوے حضرت موسی علیہ السلام نے اُنکو یاد دلایا کہ تمنے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالے ہمکو شر فرعون کے لوگون سے خلاص کرے بیچ اطاعت اُسکی کے ہم کوشش کرین گے اب وہ نذر بجا لاو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمکو یہ بات جان اور دل سے قبول ہے لیکن ہم کو احکام الٰہی کے وامر و نواہی کی اطلاع نہین تاکہ قدم بیچ راستہ اطاعت اُسکی کے رکھین چاہیئے کہ ایک کتاب اللہ تعالے کے پاس سے ہمارے واسطے لادے تو تاکہ موافق اُسکے حکم بجا لاوین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امر کو جناب الٰہی مین عرض کیا حکم آیا کہ تم کوہ طور مین کہ مقام عطا ہونے رسالت تمھاری کا ہے حاضر ہو اور ایک مہینے تک کہ مدت تیس دن کی ہے روزہ رکھو اور اعتکاف کرو بعد اُسکے تمکو کتاب کہ تمام اوامر اور نواہی اس مین ہو وین گے دیوین گے حضرت موسیٰ مطابق ارشاد کے بنی اسرائیل کو چھوڑکر اور حضرت ہارون کو اوپر اُن کے خلیفہ کرکے آپ طرف کوہ طور کے روانہ ہوے اور بعد پاک کرنے بدن اور کپڑون کے اُس پہاڑ مین معتکف ہوے اور شروع اعتکاف اُنکے کا غرہ ذی قعدہ کا تھا جب اعتکاف اُن کا تمام ہوا اور ایک دن باقی رہا انکو بسبب روزہ اور کم خوری کے بو منہ اپنے کی متغیر دکھلائی دی اسواسطے استعما

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ

سواک کا کیا غیب کی طرف سے حکم آیا کہ یہ بو سے ناخوش نزدیک ہمارے بہتر مشک کی بو سے تھی اس بو کو کس واسطے تو نے دُور کیا اب بیچ گناہ اس تقصیر کے دس راتین اور اعتکاف کر و دسوین ذی الحجہ کو کہ دن عید الضحے کا ہے تم کو کتاب دون گا اور کلام بھی تمھارے سے کرون کا حضرت موسی علیہ السلام نے اعتکاف دس راتون کا اور فرمایا اور اُس مقام مین ٹھہرے لیکن اُن کے پیچھے بنی اسرائیل مین بڑا حادثہ واقع ہوا اور سبب اُس کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے لشکر مین ایک شخص کہ نام اُسکا موسی بیٹا ظفر کا قبیلہ سامرہ مین سے زرگری کے ہنر مین اور قالب بنانے مین نہایت اُستاد اور ماہر تھا جس دن کہ فرعون غرق ہوا اور حضرت جبرئیل ؑ مادیان پر سوار ہو کر دریا کے کنارے پر پھرتے تھے اُس نے دیکھا تھا کہ جس جگہہ نقش سم اُس مادیان کا پہنچتا تھا زمین سرسبز ہو جاتی تھی اس جہت سے جان لیا تھا کہ اثر حیات کا بیچ نقش سم اس مادیان کے ہے اسواسطے تھوڑی سی خاک اُس گھوڑی کے پاؤن کے نیچے سے اٹھالی تھی اور بطریق تبرک کے احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا اور جس وقت بنی اسرائیل دریا سے اُتر کر جنگل مین پڑے گذر اُن کا ایک قوم پر ہوا کہ گاؤ پرست تھی اور صورتین گاؤ کی برنج وغیرہ سے بنا کر پوجتے تھے بنی اسرائیل کو یہ صورت پرستی نہایت خوش آئی تھی جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ہمارے واسطے بھی صورت پروردگار ہمارے کی بنا دے تاکہ حق عبادت اس کی کا اچھی طرح سے بجا لاوین اور حضرت موسی علیہ السلام نے اُن کو اوپر اس سوال کے زجر اور توبیخ فرمائی تھی لیکن سامری نے معلوم کیا تھا کہ اس گروہ کو صورت پرستی مرغوب بالطبع ہے جسوقت کہ حضرت موسی علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے بنی اسرائیل کے سردارون نے بیچ خدمت حضرت ہارون ؑ کے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمنے جس وقت مصر سے نکلے تھے عید کی زینت کے بہانہ سے بہت زیور قبطیون کا مانگ لیا تھا اب اُس زیور کا کیا حکم ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس تمام زیور کو ایک گڑھے مین ڈال کر آگ پر دو جو کچھ جلجاوے سو جل جاوے اور راکھ کہ اس کی باقی رہے زمین مین دفن کر دو اسواسطے کہ یہ سب مال کافرون کا ہے جاننا چاہیے کہ اس مقام پر بعضے فقہاء اعتراض کرتے ہین کہ بنی اسرائیل شہر مصر مین مستامن تھے اور ساتھ قبطیون کے پناہ پکڑ لیتے تھے مستامنون کو جو ہون کا مال لینا جائز نہین اور اگر بنی اسرائیل نے معصیت کی راہ سے

تفہیم طلبی ہر سے بچے ذبح کر دیتے تمھارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور تمھاری عورتوں کو جیتی چھوڑ دیتے تھے اور اس مین پروردگار کیطرف سے تمھاری بڑی جانچ تھی۔ ف موسی کا قصہ موسیٰ اور فرعون کا قصہ کلام اللہ شریف مین تھوڑا تھوڑا جا بجا بہت جگہوں مین مذکور ہے مین سبکو اکٹھا کرکے لکھتا ہون مگر جس ترتیب سے پیغمبر ہونے کو جمع کیا ہے وہ ترتیب فقط قرینے سے

قصہ موسی کا

یہ امر اختیار کیا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھی اس پر اطلاع تھی کس واسطے
اُن کو اس حرکت سے منع نہ فرمایا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ مستامن ہونا بنی اسرائیل
کا بیچ شہر مصر کے مسلم نہیں بلکہ وہ قیدی تھے کہ زبردستی اور تعدی سے فرعون نے اُنکو
نکلنے سے بند کر رکھا تھا ہر روز ظلم قبطیوں کا کھینچتے تھے اور رنج اور مشقت انکی طرف سے دیکھتے
تھے اور قیدیوں کو درست ہے کہ مال حربیوں کا جس طرح مل سکے خواہ گدائی سے خواہ چوری سے
لے لیویں اور اگر بالفرض مستامن بھی تھے تو زیور اور مال اُنکو لے جانے کی ضرورت تھی اسواسطے کہ
اگر وقت بھاگنے کے عاریت کر کے پھیر لینے میں مشغول ہوتے گرفتار ہو جاتے القصہ سامری نے
بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ سب زیور میرے حوالے کرو کہ میں طلسم عجیب اس سے بناتا ہوں کہ عصاے
موسیٰ سے بھی بہتر ہو اور بعد اس کے تمکو ساتھ موسیٰ کے دعویٰ ہمسری اور برابری کا حاصل ہوگا
اور موسیٰؑ کو تمہارے اوپر بزرگی اور زیادتی نرہے گی بنی اسرائیل نے تمام اُس زیور کو حوالے اُس
کے کیا سامری نے سونا جدا کیا اور جواہر اور یاقوتوں کو جدا سونے کا ایک بچھڑا بنایا نہایت خوبصورت
اور جواہر اور یاقوتوں کو بجاے کانوں اور آنکھوں اور پنچوں اور زانو اور قدم کے موافق قرینہ کے
قائم کیا اور شکم اُس کا خالی چھوڑا اور اُس خالی جگہہ میں وہ خاک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی
گھوڑی کے سم کے نیچے کی تھی ڈالی بچھڑا بسبب تاثیر اُس خاک کے ہلنے لگا اور ایک آواز کی مانند آواز
بیلوں کے سامری نے کہا کہ دیکھو پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور فرمایا اور
تمہارے خیموں میں آیا ہے اور موسیٰ خدا کو ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر دوڑتا پھرتا ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ
سچ کہتا ہے تو تیس دن گذر گئے کہ موسیٰ نے وعدہ پھرنے کا کیا تھا اور ابھی تک نہیں آیا معلوم ہوتا ہے
کہ اپنے خدا کو اس جگہہ پایا قریب آٹھ ہزار آدمیوں کے بنی اسرائیل میں سے بسبب بہکانے سامری
کے عبادت اُس بچھڑے کی کرنے لگے اور موافق مثل مشہور کے کہ ع انچہ آدم میکند بوزنیہ ہم ؛
گرداگرد اس گوسالہ کے گوشہ نشین ہوے اور سامری نے ایک بڑا خیمہ اوپر اُس گوسالہ کے کھڑا کیا
اور فرش اور سامان تکلف اُس جگہہ ڈالا اور گرد اُس خیمہ کے نوبت بجانی شروع کی اور اُس
گوسالہ کے سامنے گانا بجانا ساتھ چنگ اور رباب کے مقرر کیا اور مرد اور عورتیں تماشے کیواسطے
جمع ہونے لگیں اور بازار شیطان کا خوب گرم ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ پر دسویں

ذی الحجہ کو وقت چاشت کے بارہ تختیان زمرد کی کہ اُس کے اوپر توریت لکھی ہوئی تھی عطا ہوئین اور کلام کہ جس مین نصیحتین اور حکمتین تھین درمیان مین آئی اور بعد اسکے ارشاد ہوا کہ قوم تیری نے بعد تیرے عجیب کفران نعمت اختیار کیا ہے جو کچھ فرعون نے اُن سے درخواست کیا تھا کہ مجکو سجدہ کرو اب بدتر اُس سے بسبب اغواے سامری کے اپنے اوپر لازم پکڑا ہے اسواسطے کہ تعظیم بادشاہ قدرت والے کی کہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تھوڑی بہت عقل مین آتی ہے اور بچھڑے بے عقل کی کہ حماقت اور بیوقوفی مین ضرب المثل ہے کسی وجہ سے تعظیم لائق نہین حضرت موسیٰ علیہ السلام بسبب سننے اس خبر وحشت اثر کے بے اختیار طرف لشکر کے روانہ ہوتے اور اول حضرت ہارون پر غصہ اور سختی شروع کی کہ تمنے کسواسطے یہ حرکت قبیحہ انکو کرنے دی حضرت ہارون ع نے فرمایا کہ مینے بارہا اس فعل ناشائستہ سے منع کیا لیکن انھون نے کہا لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسی یعنی ہم ہرگز اعتکاف اور اوپر اس گوسالہ کے ہے موقوف نکرینگے جب تک کہ حضرت موسی ہماری طرف آویں اور حسن و قبح اس فعل کا ہمکو بیان کرین بعد اسکے حضرت موسیٰ طرف اُس گوسالہ کے متوجہ ہوے اور اُسکو آگ مین جلایا اور خاک اُسکی کو دریا مین اُڑایا بچھڑے کے پوجنے والے خفیہ خفیہ جاتے تھے اور اُس پانی کو بطریق تبرک کے لاتے تھے اور پیتے تھے کہتے ہین کہ گروہ بنی اسرائیل کا بیچ مقدمہ اُس گوسالہ کے تین قسم ہوے ایک گروہ وہ ہے کہ بسبب بہکانے سامری کے فریفتہ ہوکر عبادت اُس گوسالہ کی بجالاے اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ حضرت ہارون ع کے ہمراہ طریق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل مین لاے اور تیسرا گروہ وہ ہے کہ خاموش اور متوقف تھے نہ انکار کرتے تھے اور نہ یہ کام اُن سے سرزد ہوتا تھا پہلا اور تیسرا گروہ معرض عتاب الٰہی مین آے اور دوسرا گروہ سلامت رہا حق تعالی اس نعمت عمدہ کو باوجود اس قدر گستاخی کے کہ فرعونیون کی گستاخی سے بہت کم ہے اور اُن کو اُس حرکت کے سبب سے غرق کیا تھا اور اِنکی گستاخی کو معاف کیا یاد دلاتا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا یعنی اور یاد دلا اسوقت کو کہ ہمنے ساتھ موسٰے علیہ السلام کے وعدہ کیا اور ہرچند کہ لفظ مواعدت کا صدور وعدہ کا جانبین سے چاہتا ہے لیکن اس جگہ یہ لفظ سافرت اور عاقبت اللص کے قبیلہ سے ہے یعنی مشارکت کے معنی سے مجرد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونو طرف سے وعدہ

تفسیر خلیلی

ہلاک کرکے اُس کا تماشے دیکھا مات فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل مین جو لڑکا پیدا ہو ہارون مار ڈالا جائے (دیکھو سالہا) قصہ قرآن مین متفرق طور پر یون مذکور ہے اللہ تعالے نے فرمایا واسطے تیرے ہم تجکو موسے اور فرعون کی کہانی سناتے ہین فرعون (بادشاہ) مصر مین سرکشی کرنے لگا اور وہان کے رہنے والون کو گروہ گروہ

متحقق ہو حضرت موسی کی طرف سے وعدہ پورا کرلے اعتکاف کا اور حق تعالے کی طرف سے
وعدہ کتاب دینے کا اور یہ وعدہ مقرر کیا گیا تھا ساتھ اس مدت کے کہ
اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً یعنی چالیس راتین اور اکثر روایتون مین آیا ہے کہ تیس راتین ذی القعد کے
مہینے سے تھین اور دس راتین اول ذی الحجہ سے اور دسوان دن کتاب کے دینے کا وقت تھا
اسیواسطے اربعین یوما نفرمایا والادسوان دن بھی اعتکاف وصوم کے دنون مین داخل ہو جاتا اور وہ
حلال نہین اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ ہر گاہ کہ رات وقت عبادت اور خلوت کا ہے اور ریاضت
والے اکثر اسی وقت مین اپنے کام مین مشغول ہوتے ہین اسی واسطے خاص کر ذکر رات کا فرمایا اور یہ
بھی ہے کہ مہینے عرب کے اوپر سیر اور گردش چاند کے مقرر ہین اور ابتدا اُس کا ہلال سے لیتے ہین
اور یہ بھی خاص رات ہی کے ساتھ ہے اور موسیٰ اصل لغت مین لفظ عبرانی ہے کہ معرب ہو گیا ہے
کہتے ہین کہ اصل اسکی میشا تھی می بمعنی پانی کے ہے اور شا بمعنی درخت کے اور چونکہ حضرت
موسیٰؑ کو فرعون نے نہر مین درختون کے نیچے پایا تھا یہ نام اُنکے واسطے مقرر کیا اور عربی زبان
مین یا کو واو کے ساتھ اور شین کو سین کیساتھ بدل کیا موسیٰؑ ہوا اور عدد چالیس کا بہت مقامون
مین اعتبار ہے اور اسی واسطے حدیث مین آیا ہے کہ من اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت
ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ یعنے جو شخص کہ خلوص کرے اللہ کے واسطے چالیس دن
ظاہر ہون گے چشمے حکمت کے دل اُس کے سے اوپر زبان اُسکی کے اور بھی آیا ہے کہ خمرت
طین ادم اربعین صباحا کہ خمیر کیا گیا مٹی آدم کو چالیس دن اور بھی بچہ آدمی کا
پیٹ مین اتنی ہی مدت مین ایک حال سے طرف دوسرے حال کے انتقال کرتا ہے چالیس روز
تک نطفہ رہتا ہے اور چالیس دن تک خون بستہ اور چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا بعد
اس کے قابل نفخ روح الہی کے ہوتا ہے اور اسی جگہہ سے ہے کہ تمام صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے
قاطبۃً چلہ کو ریاضت اور خلوت کے واسطے مقرر کیا ہے اسواسطے کہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
سے معلوم ہوا کہ اتنی مدت ریاضت کرنے سے ترقی ہوتی ہے ادنی حال سے طرف اعلے حال کے
آسے ہم اوپر اس مطلب کے کہ اس آیت مین چالیس رات کا وعدہ مذکور ہے اور سورۂ اعراف
مین وعدہ تیس رات کا ظاہر مین یہ تناقض ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیۃ مین بطریق

اجمال کے تمام مدت خلوت آنکی کی مع اصل اور زیادتی کے ذکر فرمائی اور سورۂ اعراف مین بطریق
تفصیل کے اصل وعدہ کو کہ تیس راتین تھین اور پھر مدت دس دنکی کو کہ سبب وقت مسواک
کرنے کے گناہ مین زیادہ ہوئی تھی جدا جدا یاد فرمایا ہے پس تناقض نہین اسواسطے کہ اجمال
اور تفصیل کے مخالفت نہین ہوتی ہے مثال اسکی ایسی ہے کہ کوئی شخص چالیس درم قرض کسی
کا اپنے ذمہ رکھتا ہو اگر یہ کہے کہ مین چالیس درم قرض رکھتا ہون تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر اسطرح
کہے کہ مینے تیس درم بابت فلانے کے اُس سے لئے تھے اور دس درم بابت فلانے کے تو یہ تفصیل بھی
درست ہے خصوصاً جبکہ سورۂ اعراف کی آیت مین اس تفصیل کا حاصل بھی مذکور ہے کہ فتم میقات ربہ
اربعین لیلۃ باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اربعین لیلۃ کا محل
باعتبار ترکیب نحوی کے کیا ہے مفعول نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جو چیز موعود ہے وہ خدا کیطرف
سے کتاب کا دینا تھا اور حضرت موسیٰ کی طرف سے پورا کرنا اعتکاف کا اور ظرف بھی نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ وعدہ دونو طرف سے چالیس رات مین نتھا کہ چالیس رات تک وعدہ کرتے رہین جواب
اسکا یہ ہے کہ اربعین لیلۃ ظرف ہے لیکن واعدنا کا نہین بلکہ واعدنا کے مفعول کا ہے کہ وہ
محذوف ہے تقدیر مین یہ ہے کہ واعدنا موسیٰ معاملۃ عند انقضای اربعین لیلۃ اور لفظ
انقضا کا بھی محذوف ہے اور اربعین لیلۃ کو بسبب مجاورت کے مجازاً قائم مقام اسکے کر دیا
جیسا کہ عرف مین کہتے ہین کہ آج چالیس دن ہوے کہ فلانا آیا ہے مراد یہ ہے کہ انقضا
چالیس دن کا ہے اور نسب حضرت موسیٰ کا یہ ہے کہ وہ بیٹے عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی
بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے تھے اور لاوی بڑے بیٹے حضرت یعقوبؑ
کے تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اوپر فرقہ بنی اسرائیل کے ریاست حقیقی بھی تھی کہ پیغمبر اولوالعزم
تھے اور ریاست عرفی بھی اسواسطے کہ عرف عام مین ریاست اور سرداری بڑے کو ہوا کرتی ہے اور
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لانیکے واسطے سب بنی اسرائیل کیطرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور
مین گئے تھے ان سب کو مناسب یہ تھا کہ انتظار اُن کا کرتے اور نیا طریق نکالنے سے بچتے اور
بزرگون تمھارے نے اے بنی اسرائیل برخلاف اس طریق کے کہ لانے آدمیون کا معمول ہے
عمل مین لاے اسواسطے کہ معمول یہی ہے کہ جب کوئی سردار کسی گروہ کا حاکم یا بادشاہ کے پاس

واسطے عرض کسی مطلب کے جاتا ہے تو دوسرے لوگ پاسداری اُس رئیس اپنے کی کرتے ہین
اور ہرگز خلاف اور اختلاف نہین کرتے بلکہ تمنے ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ یعنی بعد جانے موسیٰ
اور لینے توریت قرار چالیس دن کے بنالیا تمنے بچھڑے کو بعد موسیٰ کے اُسکی غیبت مین اسواسطے کہ
موسیٰ جب تک درمیان تمہارے تھا تمکو عبادت فرعون اور ہامان کی سے باز رکھتا تھا حالانکہ
فرعون اور ہامان کو ظاہر مین ایک طرح کی قدرت اور اختیار نفع اور ضرر کا تھا پرستش گوسالہ
بیجان بے عقل کی سے کس طرح تمکو ممانعت نکرتا اور لفظ ثُمَّ کہ اصل مین واسطے تراخی زمانہ کی ہی
اِس جگہہ واسطے بعید جاننے مضمون مابعد کے ماقبل کے مضمون سے مستعمل ہوا گویا کسی طرح
مناسب تھا کہ سردار اپنے کو واسطے عرض مطلب اور درخواست غرض کے ہمارے حضور مین بھیجا اور
آپ غیبت اُس سردار کی مین مخالف مرضی ہماری کے کام کرو بلکہ تمکو لازم تھا کہ ہرگز مخالفت
ہماری تم سے سرزد نہوتی اور اتخاذ افتعال ہے اخذ سے ماخوذ ہے ہمزہ کو بعد تلیین کے تا کے
ساتھ بدل کرکے تا کو تا مین ادغام کیا اور ہرگاہ کہ افتعال کے صیغہ پر یہ لفظ بہت آیا ہے عربون
نے وہم کیا کہ شاید تا اصلی ہو اور تخذ یتخذ سے ماخوذ ہو اور اسی واسطے تخذ یتخذ کو بھی استعمال
کرنا پڑا اور اتخاذ کے فعل نے عربون کے نزدیک حکم افعال قلوب کا لے لیا ہے کہ اوپر مبتدا
اور خبر کے داخل ہوتا ہے اور دونو کو اوپر مفعولیت کے نصب دیتا ہے اگر اِس استعمال
کو اِس جگہہ مقرر کرین پس دوسرا مفعول محذوف مانین گے اور تقدیر عبارت کی اِس طرح
ہوگی ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ اِلٰہًا اور معانی والون نے وجہ حذف کرنے مفعول ثانی کی اِس
جگہہ قبیح جاننا تصریح اِس امر قبیح کا مقرر کی ہے اور اگر اِس استعمال کے موافق نٹھہراوین
بلکہ اتخاذ کو ساتھ معنے بنانے کے لیوین تو اِس صورت مین ایک ہی مفعول کہ موجود ہے کفایت کرتا ہے
اور اِس تقدیر پر بعضے اہل معانی کے دل مین شبہہ گذرا ہے کہ فقط بنانا بچھڑے کا محل انکار کا
تھا کہ اُسکے بنانے سے منع فرمایا ہوا اور علاوہ اِس کے بنانا گوسالہ کا خاص سامری کا کام تھا باقی
بنی اسرائیل اُس مین شریک نتھے بخلاف معبود ٹھہرانے گوسالہ کے کہ سب اُسمین شریک تھے پس جواب
اِس کا یہ ہے کہ انکار کرنا مطلق گوسالہ کا مقصود نہین بلکہ اسی گوسالہ معین کا ہی جیسا کہ لام عہد سے
سمجھا جاتا ہی اور گوسالہ معہود معبود تھا سوا اِسکے یہ ہی کہ تصویر بنانی بھی محرمات سے ہی اور نفع لینا حرام

سے بہر طور معجزات مین داخل ہے پس محض بنانا گوسالہ کا بھی محل انکار کا ہوسکتا ہے اور ہرچند قالب
گوسالہ کا سامری نے تیار کیا تھا لیکن انکی امداد اور اعانت سے یہ بات اُس سے ہوئی تھی کہ زر اور
جواہر سب نے لاکر اُسکو دیا تھا اور اس فعل مین اُسکے شریک ہوئے تھے اور حسن بصری سے ابن ابی حاتم نے
بیچ تفسیر اپنی کے روایت کی ہے کہ نام اس گوسالہ کا بہموت تھا ظاہر اس نام مین بھی بوے شرک کی دی
تھی اور اسیواسطے حق تعالے فرماتا ہے کہ کاش تم گوسالہ کو محض واسطے لہو لعب کے مقرر کرتے اور مانند اور
کھیلون اور تصویرون کے کہ لڑکے جنسے کھیلتے ہین حقیر اور ذلیل رکھتے لیکن تمنے تو اس گوسالہ کی صورت
کو معبود اپنا ٹھیرایا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم نے نہایت ظلم کیا اسواسطے کہ عبادت کمال
درجہ کی تعظیم کا نام ہے اور یہ خاص حق علیم اور حکیم کا ہے گوسالہ کی صورت کیواسطے کہ بیل کا بچہ
ہے تم بجالاے اور اُسکو روا رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات الہی مین سے بیل ضرب المثل
ہے حماقت اور نافہمی مین اور بیل کا بچہ بیل سے بھی کم ہے اس مین زیادہ تر بےشعوری پائی گئی ایسی
ایک ادنے اور حقیر کیواسطے کمال تعظیم کہ خدا کا حق تھا تم بجالاے اس جہت سے ظلم تمھارا سخت تر اور
بہت قبیح ظلم فرعون کے تابعین سے کئی مرتبہ کر کے ہے خصوصًا کہ تم سے یہ ظلم بعد ایمان اور معرفت
ناقصہ کے وجود مین آیا اور فرعون کے لوگون سے کفر اور جہل کی حالت مین اہل تحقیق نے لکھا ہے
کہ ہر قوم کے واسطے ایک ایک گوسالہ ہے کہ اُسکی پرستش مین مشغول ہین گو ظاہر مین اپنے تئین مسلمان
اور دیندار جانتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین بھی اشارہ اس امر کی طرف آیا ہے جس جگہ کہ
فرمایا ہے تعس عبد الدینار وعبد الدرهم وعبد الخميصة ان اعطی رضی وان لم يعط
سخط یعنی برا حال ہے اس شخص کا کہ بندہ اشرفی یا بندہ روپیہ کا یا بندہ شال اور کپڑے خوبصورت
کا ہے اگر اُسکو خدا کیطرف سے یہ چیزین عطا ہون خوش ہوتا ہے والا ناخوش رہتا ہے اور شکایت
کا دروازہ کھولتا ہے اس جگہہ مین جاننا چاہیے کہ علما کو اسمین اختلاف ہے کہ بنی اسرائیل باوجود دیکھنے
ان معجزات ظاہر اور خوارق روشن کے کہ جنکے سبب سے بلا اختیار انکے دلمین یقین آگیا تھا اور کوئی تردد
کہ نہین ساتھ صانع قادر مختار کے اور صدق نبوت حضرت موسیٰ کے رہا تھا پس پھر کیونکر سامری کی شعبدہ بازی
فریفتہ ہو کر وہ یقین جاتا رہا اور حضرت موسیٰ کی نبوت مین متردد ہوے اور انکے پیچھے ہونے مین شک کرنے
لگے اور بیچ جال اغوا اُسکے کے گرفتار ہو گئے بعضون نے اسکی وجہ مین کہا ہے کہ سامری نے

بنی اسرائیل کے ذہنون مین ایسے ایسے شبہے منقش کردیے کہ حضرت موسیٰ کو قدرت اوپر اس
خوارق عجیبہ کے ساتھ امداد اور اعانت طلسمات اور نیرنجات کے حاصل ہوئی ہے پس تمکو بھی چاہیے
کہ کوئی طلسم اور نیرنج [illegible] طلسم اور نیرنج اُنکے کے بناؤ اور حضرت موسیٰ کے برابر ہو جاؤ اور
جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ اکثر جہال بنی اسرائیل کا مذہب حلولی تھا یعنے کہتے تھے کہ ذات
خدا بعضے جسمون مین حلول کرتی ہے اور انکے اندر پیر جاتی ہے سامری نے اسطرح انکو
یہ بات سمجھائی اور فریفتہ کیا کہ پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور کیا ہے اور
آواز اور حرکت اُسکی گو کہ اول فقط ایک سونے کا پُتلا تھا دلیل اپنے دعوے کی مقرر کی مثال اسکی
جیسے کہ ہنود جس جگہ کوئی شے عجیب دیکھتے ہین اُس مین اللہ تعالے کا حلول اعتقاد کرکے پرستش
اور تعظیم حد درجہ کی اُسکے واسطے کرتے ہین اور آیتین اور حدیثین بہت جمہور کے قول کی تائید
کرتی ہین اور پہلے قول کے ساتھ منافات رکھتی ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ سامری نے کہا هذا الٰهكم
واله موسیٰ یعنی یہ ہے معبود تمہارا اور معبود موسیٰ کا پس بھول گیا موسیٰ اور بعضی دلیلون مین یہ بھی ہے کہ
گرداگرد اُسکے بطریق عبادت کے معتکف ہوتے تھے اور تعظیم اُسکی بجا لاتے تھے اور طلسمات اور نیرنجات کے
ساتھ ایسے معاملہ کا معمول نہین سوا اسکے اور بھی دلائل اور شواہد ہین حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عمل
شنیع بنی اسرائیل کا کہ تمام اقسام کفر کی سے بدتر قسم ہے مقتضی اسکا تھا کہ انکو فی الفور نیست و نابود
کرین اور فرصت توبہ کی بھی ندین اور گنجایش عذر اور معذرت کی نچھوڑین لیکن حق تعالی نے بسبب
کمال مہربانی اور رحمت اپنی کے کہ اصالۃً طرف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے
متوجہ تھی اور بطفیل اُنکے بنی اسرائیل کو بھی پہنچتی تھی انکو مواخذہ عاجلہ دنیاوی نفرمایا اور ہلاک نہ کیا
جیسا کہ فرماتے ہین ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم یعنے پھر معاف کردیا ہمنے تم سے اور تمکو فی الفور ساتھ
عذاب مستاصل کے کہ بالکل نیست اور نابود کردے ہلاک نہ کیا جیسا کہ فرعونیون کو بسبب عدول حکمی کے
کہ اس سے کمتر تھی بالکل ہلاک کردیا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ یعنے پیچھے بنانے بچھڑے اور پرستش
اس صورت بیجان کے کہ تم سے بعد ایمان لانے اور دیکھنے معجزون اور بڑی بڑی نشانیون کے
صادر ہوئی اور یہ گناہ اُنکا نہایت بڑا اور بدتر تھا اسی واسطے قابل اس کے ہوا کہ اشارہ بعید
اسکی طرف کیا جاوے لیکن یہ سب اسواسطے تھا کہ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنے تاکہ شاید تم آیندہ کو

شکر نعمتون الٰہی کا بجا لاؤ اور تحمل مشقتون کا اللہ تعالیٰ کی عبادت مین گوارا کرو اسواسطے کہ ابھی تک
استعداد گروہ تمہارے کی بالکل باطل نہین ہوئی تم سے توقع ہے کہ نیک اور صالح پیدا ہوون اور
یہی کام معرفت اور عبادت کے قیام کرین بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد اُنکی مطلق زائل ہو گئی
تھی کوئی اُن مین سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نرہا تھا اور لعل اگرچہ لغت عرب مین
اُس جگہہ مستعمل ہوتا ہے کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہو لیکن کلام الٰہی مین بہت جگہہ یقین کے
مقام مین مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہہ بھی اسی قسم کا ہے اسواسطے کہ بنی اسرائیل ابتدا سے معدن
علوم الٰہی کے اور حامل معارف آسکے کے ہوے اور درمیان اُنکے ہزارون نبی اور شہید اور صالحین
پیدا ہوے اور راہب اور احبار ظاہر ہوے اور خدا کے کامون مین مصروف رہتے تھے اس جگہہ
ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گوسالہ کی بلا شبہہ کفر تھی بلکہ سب اقسام
کفر کے سے قبیح اور کفر قابل معاف ہونیکے نہین اور بغیر توبہ کے بخشا نہین جاتا ہے اور اگر
اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہہ مقدر ہے جیسا کہ جمہور
مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ ثم عفونا عنکم حین تبتم
لعلکم تشکرون نعمۃ العفو اس صورت مین لازم آتا ہے کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت
فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم کا ایک چیز ہو اور مضمون آیت فتاب علیکم کا بعد مضمون
اس آیت کے ذکر کرنا مکرر ایسے فائدہ ہو اسواسطے کہ یہ مقام مقام نعمتون کے شمار کرنے کا ہے اور
اس آیت مین سواے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہین اور جواب اس اشکال کا آیت کی تفسیر
اشارۃً گذرا کہ مراد عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دنیا مین بالکل اُنکو نیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا
مواخذہ آخروی کا اور کفر مین یہ بات ہو سکتی ہے کہ دنیا مین اُس مین رکھے جیسا کہ کفار امت مصطفیٰ
علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ اسی نعمت مین شریک ہین کہ کفر کرتے ہین اور دنیا مین ہلاکت عذاب کے سبب
نہین ہوتی گویا کہ مواخذہ آخروی باقی ہے اور اگلی آیت مین قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور
ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دنیا اور آخرت مین اُس کے ضرر سے
بے خوف ہو جاوے اور ان دونو باتون مین بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہین کہ واسطے تعلیم طریق
شکر نعمتون کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہے اور بسبب اس تمہارے گناہ

تفسیر حقانی
دو شخصون کو جھگڑتے دیکھا اُن مین ایک اُسکا رفیق تھا اور دوسرا دشمن اُسکے رفیق نے دشمن کی فریاد کی موسیٰ نے اُس کو ایک مُکا مارا وہ مرگیا تب موسیٰ کہنے لگا یہ تو شیطانی کام ہوا ... اے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے خدا نے بخش دیا تب موسیٰ نے کہا اے پروردگار جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے اب مین پھر کبھی کسی ظالم کی مدد نہ کرونگا پھر صبح کو ڈرتا ہوا

تبیح کے اُس نعمت کو تم سے پھیر نہ لیں پس اُس نعمت عظمیٰ کو یاد کرو وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ
یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور وہ توریت مقدسہ ہے کہ تمام قواعد شکر
گذاری کے اُس میں موجود ہیں تاکہ شکر گذار بموجب اُن قواعد کے عمل کریں اور شکر حق کا بجا لاوین
وَالْفُرْقَانَ یعنی اور بھی دی ہمنے موسیٰ کو وہ چیز کہ باعث فرق کا ہو درمیان اہل حق اور اہل
باطل کے اور وہ شعائر دین اور ارکان شرع کے ہیں کہ بسبب بجا لانے اُنکے کے موافق اور مخالف
کے نزدیک معلوم ہوجاتا ہے کہ فلانا اس دین میں آیا اور فلانا اس دین سے باہر گیا مثل تعظیم روز
دوشنبہ اور روزہ رکھنے اُس دن کے اور معطل رہنا اُس دن میں دنیا کے کاموں سے اور سوا اسکے اور
سبتین اور عیدین دین یہودیت کی اور ترک کرنا گوشت اور دودھ اور گھی اونٹ کا اور ختنہ اور ذبح
اور قربانی اور اس دین میں مانند اُنکے یہ چیزیں ہیں اذان اور نماز جمعہ اور جماعتیں اور عیدین
اور ختنہ وغیرہ اور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد فرقان سے وہی توریت مقدسہ ہے اور
عطف واسطے تغایر صفت کے ہے باوجود متحد ہونے ذات کے جیسا کہ عرب کہتے ہیں رایت الغیث و
اللیث ای رایت الرجل الذی ھو جواد کالغیث و شجاع کاللیث - اس مثال میں غیث
اور لیث ایک شخص سے مراد ہے لیکن ہر گاہ کہ یہ دونو لفظ باعتبار معنی کے کہ وہ سخاوت اور شجاعت
ہے مختلف تھے اسواسطے حرف عطف کا اُنکے درمیان میں لایا گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد فرقان
سے معجزے موسیٰ ہیں کہ درمیان کافر اور مومن کے فرق کرتے تھے اور ہر تقدیر پر عطا کرنا کتاب اور
فرقان کا ساتھ جس معنی کے ہو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اسواسطے کہ لَعَلَّکُمْ
تَھْتَدُوْنَ یعنی تاکہ شاید تم راہ پاؤ ساتھ آئین شکر گذاری کے اور یہ نعمت دوسری تمھارے اوپر
ہوئی اسیواسطے حضرت موسیٰ نے جناب آلہی میں عرض کی کہ الٰہی انعمت علی النعم السوابغ و امرتنی
بشکرھا و انما شکری ایاک نعمۃ منک فقال اللہ تعالیٰ یا موسیٰ حسبی من عبدی ان یعلم ان ما بہ من نعمۃ فھی منی
یعنی اے بار خدایا انعام کیں تونے میرے اوپر نعمتیں پوری پوری اور حکم کیا تونے مجکو ساتھ شکر
اُنکے کے اور سوا اسکے نہیں کہ شکر کرنا میرا تیرے تئیں یہ بھی ایک نعمت ہے تیری طرف سے پس
فرمایا اللہ تعالے نے اے موسیٰ کفایت ہے مجکو بندہ اپنے سے یہ بات کہ جان لے اس امر کو
کہ تحقیق جو چیز اور جو نعمت اُس کے پاس ہے پس وہ میری ہی طرف سے ہے حاصل یہ ہے کہ

بندہ کا شکر یہی ہے کہ جو نعمت اوسکو حاصل ہے اللہ ہی کیطرف سے اوسکو سمجھے اور حضرت داؤد نے
اس مضمون کو ایسا بیان فرمایا ہے کہ سبحان من جعل اعتراف العبد بالعجز عن شکرہ شکرہ
کما جعل اعترافہ بالعجز عن معرفتہ معرفۃ یعنی پاکی ہے اوس ذات کو کہ ٹھہرایا اقرار بندہ کا ساتھ
عاجز ہونیکے شکر اپنے سے شکر اپنا جیسا کہ ٹھہرایا اقرار اوسکا ساتھ عجز کے معرفت اپنی سے معرفت اپنی
اور یہ دونو حدیثیں معالم میں بیچ اسی آیت کے مذکور ہیں اور منجملہ ہدایت اوس کتاب کے اور بڑا فرق
کرنیوالی درمیان سچے اور جھوٹے کے توبہ تھی کہ قتل کرنا نفس کا بسبب گناہ گوسالہ پرستی کے مقرر ہوئی
پس اوس ایت عمدہ کو یاد کرو وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یعنی اور یاد کرو اوسوقت کو کہ موسی نے قوم اپنی
سے کہا از راہ شفقت اور غمخواری کے اسواسطے کہ آدمی کو اپنی قوم کیطرف توجہ ہوتی ہے اور علاج
بیماریوں اونکی کا مانند علاج بیماری اپنے کے جانتا ہے اور اگر انکو اپنی مرض باطنی سے خبر نہو سا تھہ
لطف اور عنایت کے اونکو اوس مرض پر خبردار کرتا ہے یٰقَوْمِ اے قوم میری مقتضائے شفقت
ہم قوم ہونے کا یہ ہے کہ تمکو اوپر بیماری باطنی اور طریق علاج اوسکے آگاہ کروں میں پس سنو تم
کہ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ یعنے تحقیق تم نے ظلم کیا ہے اوپر جانوں اپنی کے
بسبب بنالینے گوسالہ کے اسواسطے کہ ہرگاہ کہ روبرو تمہارے سامری نے زر قبطیوں کے سے گوسالہ
تیار کیا اور تم نے اوسکی دینے زر وغیرہ سے امداد اور اعانت کی اور واسطے آواز کرنے اور ظاہر
ہونے اثر حیات کے بسبب ڈالنے اوس خاک کے کہ نیچے سم گھوڑی حضرت جبرئیل علیہ السلام
کے اور خاصیت زندہ کرنے کی اوسمین جانکر اوٹھائی تھی دیدہ و دانستہ اوسکو تم نے معبود
بنالیا اور اللہ تعالے کا سما جانا اوسمین اعتقاد کیا پس گویا دعوے اس امر کا کیا کہ ہم نے
حیات اپنی معبود میں ڈالی اور ہر چند کہ آواز کرنی اوس گوسالہ کی ایک امر عجیب خارق عادت
تھا لیکن جسوقت فعل عجیب خارق عادت کا کسی حکمت اور تدبیر اور کسی کے ہاتھہ کی کام سے ظاہر
ہوئے ہوا اوسکو امر غیبی جاننا عقل سلیم کے خلاف ہے اور اسیواسطے افعال عجیبہ جادوگروں اور نظر بندوں اور
بازیگروں وغیرہ کے صاحب عقلوں کی نظر میں کسی طرح کی قدر اور منزلت نہیں رکھتی ہیں ایسی چیز
ہاتھہ کی بنائی ہوئی کو معبود ہونے سے کیا مناسبت اور الوہیت سے کیا ربط کہ فرعون اور ہامان کے
مرتبہ سے بھی نہایت کمتر تھی یہ بات سنکر حضرت موسی کی قوم نے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے تاکہ عذاب اس ظلم

کے سے نجات پاوین حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا فَتُوبُوا اِلٰی بَارِئِکُمْ یعنے پس توبہ کرو تم متوجہ
ہو کر طرف قالب تراش اپنے کے کہ وہ جناب حق تعالی کی ہی جل شانہ تاکہ جانین تمہاری آلودگی
اس ظلم کی سے پاک کرے اسواسطے کہ یہ ظلم تمہاری جانون مین گہس گیا اور محکم ہوا اور بسبب محبت
اوس گوسالہ کے جانین تمہاری آفت ناک ہو گئین اور بارئ اصل مین تراشنے والے قلم وغیرہ کو
کہتے ہین اور اختیار کرنا اس نام کا اس جگہ اور نامون الہی سے اسیواسطے ہی کہ انہون نے خدا کے
قالب تراش کے مقابلہ مین دوسرا قالب تراش مقرر کیا تہا اور لفظ الی بارئکم کا زیادہ کرنا اسواسطے
ہے کہ یہ توبہ ریا کے طور سے نہو اسواسطے کہ توبہ طرف خدا کے وہی توبہ ہے کہ دل کی تہ مین سے ہو اور
اگر زبان سے ظاہر مین فقط توبہ کیجاوے وہ توبہ فقط آدمیون کی ہے نہ طرف خدا کے فَاقْتُلُوا اَنْفُسَکُمْ
یعنی پس مارو تم اپنے تئین اور جانین اپنی قالبون سے جدا کرو تاکہ کفارہ اوس گناہ تمہاریکا ہو سکے
کہ دہوکے کی جان بیچ قالب اپنے ہاتہہ کے بنائے ہوئے مین ڈالی تم نے اور اسکو معبود اپنا ٹہیرایا اور علما کا
اسمین اختلاف ہے کہ مار ڈالنا اپنا یہی توبہ اونکے واسطے تہی یا یہہ تتمہ توبہ کا تہا جیسا کہ بیچ حق قاتل عمداً
کے کہ قصداً کسی کو ناحق مار ڈالے شریعت مین توبہ اوسکی مقبول نہین مگر اسطرح پر کہ اپنی جان کو
مقتول کے وارثون کے ہاتہہ مین سونپ دے اگر چاہین بخشدین اور اگر چاہین مار ڈالین اور اس قسم کا
اپنے تئین ہلاک کرنا ہر چند کہ ظاہر عقل کے نزدیک بہت قبیح اور برا ہون دکہلائی دیتا ہے لیکن
ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ یعنے یہ امر عظیم بہتر ہے واسطے تمہارے نزدیک قالب تراشنے والے
تمہارے کے اسواسطے کہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال محبت تمہاری کے ساتہہ اسکے کہ اوسکے رستے مین
جان اپنی دی تم نے اور یہی دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ قالب تراشنے اوسکے کو مسلم رکہا تم نے اور جان
کے پیدا کرنے کو کہ وہی کرتا ہے تصدیق کیا تم نے اور ساتہہ حکم اوسکے کے اوسکی امانت کو پہر اوسکو
دیدیا اور بسبب اس محبت اور تابعداری کے عذاب ہمیشگی اخرت کے سے خلاص ہو جاؤگے اور
ضرر اور تکلیف دنیا کی کتنی ہی سخت ہو آخرت کے عذاب سے بہت ہلکی ہے بلکہ متناہی کو کہ جس کی حد ہو
ساتہہ غیر متناہی کے کہ جسکی حد نہو کچہہ مناسبت نہین اور موت ضرور آنی والی ہے پس سختی قتل
کی تحمل کرنے مین کسیطرح کا ضرر نہین ہے مگر آگے پیچہے ہونے کا اور وہ بہی صرف وہم ہے مین، اسواسطے جیسا کہ موت
مقرر ہے وقت اوس موت کا بہی تقدیر مین لکہہ دیا ہے حقیقت مین کمی بیشی نہین اور جب بنی اسرائیل نے

یہ طریق توبہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سنا قبول کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے عہد اور
پیمان محکم لیا کہ بچھڑے کو پوجنے والے اپنے گھرون سے بے ہتیار اور بغیر خود اور زرہ کے آوین اور اوپر
دروازون اپنے کے زانو مار کر بیٹھ جاوین اور پیٹھین اپنی زانوؤن سے باندہ لین اور سرون اپنے کو
زانو پر رکھ لیوین اور زخم تلوار کا اپنے سر پر لیوین اور زانو بند نکھولین اور بدن کو نہ ہلاوین اور ہاتھ اور
پانوٗن مارین اور جو کوئی ان شرطون مین سے عدول کرے گا توبہ اُسکی قبول نہین بعد اسکے جب دوسرا
دن ہوا صبح کیوقت حضرت ہارون کو فرمایا کہ بارہ ہزار آدمیون کو بنی اسرائیل مین سے کہ جنھون نے
گوسالہ پرستی نکی تھی اور بیچ انکار اس فعل قبیح کے حضرت ہارون کے شریک ہے تھے شمشیر برہنہ انکی
کروا کے لیجاؤ اور قتل کرنا اُنکا شروع کروا اور آپ ایک مکان بلند پر کھڑے ہو کر آواز کرتے تھے کہ یا معشر
بنی اسرائیل ان اخوانکم اتوکم شاهرین سیوفهم یریدون ان یقتلوکم فاتقوا
الله واصبروا یعنی اے گروہ بنی اسرائیل کے تحقیق بھائی تمھارے آئے تمھارے اوپر تلوارین کھینچے
ہوے چاہتے ہین کہ قتل کرین تمکو پس ڈرو تم اللہ سے اور صبر کرو اور حضرت حسن بصری سے منقول
ہے کہ تین گروہ بنی اسرائیل مین سے دو گروہ کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپس مین قاتل اور مقتول ہووین
جنھون نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو حکم تھا کہ مقتول ہون اور جنھون نے پرستش اُسکی کی تھی اور نہ
انکار اُسکا کیا تھا اُنکو حکم ہوا تھا کہ وہ قتل کرین تاکہ توبہ انکار نکرنے کی کہ اُنسے سرزد ہوا ہے حاصل ہو اور
جنھون نے گوسالہ پرستی نکی تھی اور اس کام کو برا سمجھے تھے اس توبہ مین شریک نہوے اسواسطے کہ وہ
محتاج توبہ کے نتھے اور اور روایتون مین آیا ہے کہ جب مارنے والون نے دیکھا کہ جنکے قتل کرنے کیواسطے
حکم ہوا ہے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور نزدیکی اور دوست ہمارے ہین تو قتل کرنے مین تردد کیا اور
بباعث شفقت طبعی کے ہاتھ اُنکے کام نکرتے تھے حق تعالی نے ایک سیاہ غبار بھیجا کہ کوئی کسیکو
نہ دیکھتا تھا بعد اسکے مارنا شروع کیا اور رحم طبیعت کا مانع قتل سے نہوا یہانتک کہ صبح سے اخیر دن تک
ستر ہزار آدمی مقتول ہوے اور عورتین اور بچے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ کے روبرو فریاد
کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر برہنہ کرکے دعا کی حکم ہوا کہ توبہ مرے ہوون اور زندون کی
سبکی قبول ہوئی جو کوئی مارا گیا اُسنے مرتبہ شہادت کا پایا اور جو کوئی زندہ رہا وہ بھی گناہون سے
پاک ہوا اس مقام مین جاننا چاہیے کہ لفظ فاقتلوا انفسکم کا ظاہر مین اسپر دلالت کرتا ہے کہ انھون نے

تفسیر حقانی
ہمارا باپ بڑا بوڑھا
ہے" موسیٰ نے اُن دونون
کی بکریون کو پانی
پلا کر درخت کے سائے
مین آ بیٹھا اور کہا "اے رب!
مین تیری بھلائی
کا محتاج ہون" پھر
اُن دونون مین
کی ایک لڑکی شرماتی
ہوئی موسیٰ کے
پاس آئی اور کہا "
آپ کو ابا جان
(حضرت شعیب) بلاتے ہیں تاکہ
پانی پلانے کی
مزدوری دیں"
موسیٰ اُنکے ساتھ
باپ (حضرت شعیب)
کے پاس جا کر

اپنے تئین آپ مارا جیسا کہ بعضے مفسرین طرف ظاہر اس آیت کے گئے ہین لیکن روایتین اس قصہ کی سب کی سب مخالف اس ظاہر کے ہین بس حقیقت کلام کی مراد نہین یا محمول اوپر اسناد مجازی کے ہے کہ اسناد قتل کی طرف سبب ممکن کے فرمائی ہے یعنی ہرگاہ کہ قاتلین کو قدرت اوپر قتل کرنے کے دیدی گویا آپہی اپنے نفسون کے قاتل ہوے یا انفسکم سے باعتبار اسی توجیہ کے آپہی مراد ہون اور معنی مجازی لینے پر وہ روایتین دلالت کرتی ہین اور اوپر ہر تقدیر کے بنی اسرائیل یہ توبہ شکل بجالاے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ یعنی جب تمنے یہ کام کیا توبہ تمھاری قبول ہوئی پس قبول کیا اللہ تعالی نے توبہ تمھاری کو اگرچہ گناہ تمھارا سخت تر گناہ آل فرعون سے تھا اسواسطے کہ تمنے بعد ایمان کے یہ کفر کیا تھا إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ یعنی تحقیق وہ اللہ ہی قبول کرنے توبہ کے مبالغہ فرماتا ہے یہان تک کہ اس عمل ناشایستہ پر بھی کہ آل فرعون کو اس سے کمتر پر معذب کیا تھا توبہ قبول فرمائی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور اوپر گناہ کے نادم ہوتا ہے حق تعالی اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ ایک دن مین ستر بار اُس گناہ کو کرے اور یہ اسواسطے ہے کہ اللہ تعالی الرَّحِيمُ یعنی بہت مہربان ہے اوپر بندون اپنے کے کہ بسبب تحمل اذیت ایک ساعت کے کرامت ہمیشگی کی عنایت فرماتا ہے اور یہ توبہ بنی اسرائیل کی ایک ہدایت عمدہ تھی کہ اُس نے درمیان حق اور باطل کے فرق کردیا اور انکی بزرگون نے اس ہدایت کو باوجودیکہ مشقت اس مین تھی کمال رضامندی اور خوشی سے قبول کیا اور جو گروہ بنی اسرائیل کا کہ خطاب کیے گئے ساتھ اس کلام کے ہین اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ہین ہرگز زبان سے بھی توبہ نہین کرتے ہین اور عبادت سہل اس شریعت کی باوجود کثرت فضائل کے قبول نہین کرتے ہین اور یہ بھی کفران نعمت کے اندر داخل ہے اور اس آیت مین خبردار کرتا ہے تمام امت کو کہ توبہ اور ندامت سہل کو نہ چھپاوین اسواسطے کہ امت حضرت موسی علیہ السلام کی نے اس توبہ مین باوجود نہایت مشقت اُسکی کے تن دیا اور انکار نکیا اور تم سے سواے ندامت کے اور کچھ طلب نہین کرتے تحصیل کرنی بہت بعید ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے ان آیتون زبردست کے اور چکھنے ان عذابون پے در پے کے ہرگز حق شکر کا ادا نکیا بلکہ پھر بھی اُسی بے ادبیون

اور یہ چلیفون اپنی مین گرفتار رہے اور سب سے زیادہ بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز نساتھہ ہدایت حضرت موسیٰ
علیہ السلام اور فرمان اونکے کے کہ بنی اسرائیل کے پاس پہونچا تہا نغایت نکی یہان تک کہ درخواست کی
ہم سب ان حکمون کو اپنے کانون سے جناب الٰہی سے سنین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب کے
سب تجھے علیحدہ یہ بات جیا ہتے ہو یا جو بعضے نیک بخت تم مین ہین اگر بلا واسطہ وہ اپنے کانون سے سنکر آوین
یقین کروگے اونہون نے کہا کہ جو گروہ نیک بختون ہمارے مین سے کہ خبر اونکی تواتر کی حد کو
پہونچے اور عقل کے نزدیک اتفاق اونکا جہوٹہہ پر محال ہو اگر ایسے لوگ بلا واسطہ جناب الٰہی سے سنکر آوین
البتہ ہم یقین کرینگے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پس ایک جماعت کہ تم مین معتبر اور ثقہ ہون چنکر ہمراہ میرے
کرو اونہون نے اپنے نیکبختون کو بقدر ستر آدمیون کے چنکر اس کام کے واسطے اختیار کیا حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اونکو فرمایا کہ تم سب غسل کرو اور تمام گناہون سے توبہ نصوح کرو اور تین دن
روزے رکہو اور تسبیح اور تہلیل مین مشغول ہو وہ لوگ موافق ارشاد حضرت موسیٰ کے عمل مین لاے اور بعد
حضرت موسیٰ علیہ السلام اونکو ہمراہ لیکر کوہ طور پر روانہ ہوئے اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ بار خدایا
یہ گروہ نیک بختون کا تیرے بندون مین سے بہ شوق سننے کلام تیرے کے آئے ہین اونکے ساتھہ
کلام فرما حقتعالے نے حضرت موسیٰ کی التجا قبول فرمائی اور جب حضرت موسیٰ نزدیک پہاڑ کے پہونچے
ایک چہوٹا ستون نور کا ابر سفید کی شکل مین کہ پہلے اور ٹہنڈا تہا نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ پہیلتا گیا
اور فراخ ہوا اور تمام پہاڑ کو گہیر لیا اور اوس نور مین حضرت موسیٰ غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کے
گروہ کو پہاڑ کے نیچے کہڑا کر دیا اور فرمایا یہان کلام الٰہی سنو تم وہ کلام الٰہی اپنے کانون سے سنتے تہے
جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا تہا اور امر اور نہی آتا تہا اونہون نے فریاد کی کہ تمام خطاب
طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے ہمکو بہی اس نعمت سے حصہ ملے یکایک ایک بجلی نور کی طرف
اونکے کوندی اور یہ کلام اوس بجلی نور کی سے اونکے کان مین پہونچا کہ انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا
انا ذو بکۃ اخرجتکم من ارض مصر فاعبدونی ولا تعبدوا غیری یعنی تحقیق مین اللہ
ہون نہین کوئی معبود مگر مین صاحب کہ کا نکالا تمکو مین نے زمین مصر کی سو پس عبادت کرو میری اور نہ پوجو کسیکو
سوا میرے بعد اسکے کلام منقطع ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس ابر مین غرق رہے جب وہ ابر صاف ہو گیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور اس گروہ سے کہا کہ کلام الٰہی کو سنا اور احکام اوسکے سمجھے اونہون نے

ساتھ شبہہ واہیہ کے دلیل پکڑی اور کہا کہ ہمکو کیونکر معلوم ہووے کہ یہہ کلام کلام خدا کے تھے مبادا کوئی
شیطان یا کوئی جن اس بیچ مین سے آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہہ کلام کلام خدا کی ہے محض تیری
تقلید اور تیرے کہنے سے کہین ہم اور اگر تیرے کہنے کا ہمکو یقین ہوتا تو پہلی ہی یقین کر لیتے علاج اسکا
یہہ ہی کہ ہمکو خدا کی صورت دکھلا اور اوس صورت سے ہم آواز سنین اور یقین کرین کہ یہہ آواز آواز
شیطان یا جن کی نہین پس یہ بے ادبی حضرت موسیٰ کے حق مین بچھڑے کی عبادت سے
بھی زیادہ واقع ہوئی اور بسبب اس بے ادبی کے پہلے لوگ تمہارے مستحق عذاب کے ہوئے کہ
قتل سے زیادہ ہو اور باوجود اسکے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ گناہ معاف کر دیا اور
اُس عذاب آئے ہوئے کو بعد پہونچ جانے کے ساتھ کمال کرم اپنے کے اوٹھایا اور طرف اسی قصہ
کے اشارہ فرماتا ہی اس آیت مین کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اوسوقت کو کہ کہا تمنے
اے موسیٰ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ یعنی یقین نکرینگے ہم اوپر کہنے تیرے کے کہ جو کچھہ ہم سنتے ہین کلام کلام خدا
کی ہی حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً یعنی یہانتک کہ دیکھین ہم خدا کو ساتھ صورت اور شکل کی جیسا کہ
آواز بلند اپنے کانون سے ہم سنتے ہین نہ جیسا کہ درویش اور عارف شہود اور مشاہدہ میں پاتے
ہین اور دیکھتے ہین کہ ہم اوسکو خیال کی بناوٹون سے جانتے ہین اور اوپر اوسکی اعتماد نہین رکھتے
ہین اور نہ جیسا کہ آخرت مین دیدار کا وعدہ ہی کہ بلا کیف میسّر ہوگا اسواسطے کہ وہ دیدار بلا کیف
ہماری عقلون ناقصہ مین دیدار نہین دیدار وہی ہی کہ ظاہر مین ساتھ صورت اور شکل کے محدود سب
طرفون مین ہو پایا جاوے جیسا کہ آواز بلند کانون سے سُنی جاتی ہے پس حق تعالیٰ نے اوپر اس
بے ادبی بزرگون تمہارے کے غصہ فرمایا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہا اونہون نے کہ حضرت موسیٰ
کی کہنے پر ہم یقین نکرینگے حالانکہ ایسے رسول کو کہ تصدیق اوسکی بسبب معجزون کے ہو گئی ہو یقین نہ کرنا
بنیاد کفر کی ہے خصوصاً بیچ مقام حضور اور سننے کلام کے دوسرے یہ کہ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً کہا اگر
اسطرح کہتے کہ ہم آرزومند اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے ہین ہمکو دیدار اپنا دکھلا تو بھی محل غضب کا نہوتا
اسواسطے کہ رؤیت اللہ تعالیٰ کی دنیا مین بھی محال نہین اور اوسکی طلب کرنے پر غصہ اور عتاب نہین
جواب اسکا اسیقدر تھا کہ تم اسوقت قابل اس نعمت کی نہین ہو آخرت مین کہ آلودگیون اور نجاستون
سے پاک ہوگی دیکھو گے کہ رؤیت آخرت کی نصیب عام مسلمانون کی ہی اور رؤیت دنیوی مخصوص ساتھ

خاصون درگاہ کے بلکہ ساتھ اخص الخواص کے مثل جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوٰۃ الف الف
سلام کے لیکن ان لوگون نے دیدار اللہ کا دنیا کے اندر صورت اور شکل کے پیرایہ مین چاہا اور اسی جہت سے
غصہ خدا کا انپر ہوا فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ یعنی پکڑا انکو صاعقہ نے اور وہ ایک آگ ہے کہ آسمان کی
طرف سے آوے اور اکثر ابر مین ہوتی ہے اور اگرچہ یہ صاعقہ جو انکے اوپر گری تھی یہ بجلی نتھی کہ ابر کے اندر سے
گر پڑتی ہے اسواسطے کہ یہ آگ ہوتی ہے اور وہ بجلی نور کی تھی کہ اس ابر سفید مین چمکتی تھی بسبب غصہ کے
انکے اوپر گری اور مسامون کے راستون سے انکے بدنون مین گھس گئی اور انکو ہلاک کیا لیکن چونکہ
مشابہت اور مناسبت تمام ہلاک کرنے وغیرہ مین صاعقہ حقیقی کے ساتھ اسکو تھی اس جہت سے
اسکا صاعقہ نام رکھا اور بعضے مفسرین نے صاعقہ کو مصدر صعق کا قرار دیا ہے جیسا کہ کاذبۃ اور عافیۃ
اور معنی اسکے بیہوشی اور غشی کے آئے ہین لیکن صحیح روایتون مین ثابت ہے کہ وہی بجلی کوندنے والی نور
کی اوپر انکے گر پڑی اور بیجان اور بے حرکت کیا پس اگر معنی بیہوشی اور غشی کے بھی لیا جاوے جب بھی
بسبب اسی بجلی نور کے تھا کہ ساتھ صاعقہ آسمانی کے مشابہت رکھتی تھی بلکہ صاعقہ آسمانی سے
قوی اور سخت زیادہ تھی اسواسطے کہ صاعقہ جو مشہور ہے ۔ ایک دفعہ مین اسقدر آدمیونکو نہین مارتی
ہے اکثر دو تین آدمیون کو قتل کرتی ہے اور بھی بھاگنا اس صاعقہ سے چھت اور سایہ اور مکانات کے
نیچے ممکن ہے اور اس بجلی کوندنیوالی سے کہ حرکت اوسکی اختیاری تھی نہ طبعی تم سے بھاگا نہ گیا کہ اسنے
تم کو پکڑ لیا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے آنا اس صاعقہ کا اور ہلاک ہونا بعضون کا
بسبب اسکے اور ہرگز تم اس سے بھاگ نسکے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا واقعہ دیکھا
جناب الٰہی مین تضرع اور زاری شروع کی اور عرض کی کہ بار خدایا مین کس منہ سے بنی اسرائیل کے سامنے
جاؤنگا کہ بڑے بڑے سردار اور نیکبخت لوگ جو انکو واسطے گواہی دینے کے لایا تھا وہ سب ہلاک ہوئے
بعد اسکے بنی اسرائیل مجھکو جھوٹا جانینگے اور کہین گے کہ ہرگاہ اسنے افترا سے دعویٰ ہمکلام ہونیکا
خدا کی ساتھ مین کیا تھا گواہون کے گروہ کو کسی مکر اور بہانہ سے ہلاک کر کے آ بیٹھا ۔ تاکہ بسبب ظاہر
ہونے جھوٹھ کے زرد رو نہو پس باوجود ان گستاخیون کے کہ ان سے سرزد ہوئین انکے اوپر بخشش
کرا اور از سر نو انکو زندہ کر پس ہمنے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کی ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ یعنی پھر زندہ
کیا ہمنے تمکو مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ یعنے پیچھے مرنے تمہارے کے کہ حقیقی تھا اور غشی اور سکتہ

کی جنس سے تھا لعلکم تشکرون یعنی تاکہ شاید تم آیندہ کو شکر نعمت اس مرگزرنے اور زندہ کرنے موت سے پیچھے کا بجالاؤ اور یہ نجات دینی زیادہ تر ہی اُس نجات و ہنی سے کہ پنجہ فرعون کے لوگون سے اور عذاب گوسالہ پرستی کے سے وقوع مین آئی اور مفسرین نے اختلاف کیا ہی اسمین کہ یہ واقعہ گوسالہ پرستی سے پہلے ہوا تھا یا بعد اُسکے ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ گوسالہ پرستی سی پہلے تھا اور دلیل اُسکی یہ ہی کہ سورۂ نسا مین آیا ہے یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء فقد سالوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتھم البینات یعنی اور سوال کرتے ہین تجھہ سے اہل کتاب اس بات کا کہ آتاری تو اوپر اُنکے کتاب آسمان سی پس تحقیق طلب کرتے تھے موسیٰؑ سے اس سی بھی بڑی بات پس کہا تھا اُنھون نے دکھلا دے ہم کو اللہ تعالیٰ کو ظاہر پس پکڑ لیا اونکو بجلی نے بسبب ظلم اُنکے کے پھر ٹھیرالیا اُنھون نے بچھڑے کو بعد آنے دلیلون روشن کے پاس اُنکے اور اکثر مفسرین اور اہل قصص نے کہا ہے کہ یہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ اس جماعت کو واسطے عذر گوسالہ پرستی کے کوہ طور پر لیگئے تھے اور وہ لوگ عذر بدتر گناہ سے عمل مین لائے اور دلیل اُنکی ذکر اس قصہ کا ہی کہ اس سورہ مین اور سورۂ اعراف اور اور سورتون مین موجود ہے اسواسطے کہ اکثر ترتیب ذکری مین ترتیب زمانی باعتبار وقوع کے بھی ملحوظ ہوتی ہی اور سورۂ نسا مین کہ کلمہ ثم کا واسطے ترتیب زمانی کے موضوع ہی واسطے فائدہ دینے ترتیب بیانی اور ترقی کی ادنی سے طرف اعلیٰ کے سمجھا ہی جیسا کہ قول شاعر مین شعر ان من ساد ثم ساد ابوہ ؛ ثم قد ساد قبل ذلک جدہ مستعمل ہوا اور کلام الٰہی مین بھی کثیر الوقوع ہی اور اس مقام مین جاننا چاہیئے کہ منکرین رویت اللہ تعالیٰ کی آخرت مین ہو یا دنیا مین اس آیت سی تمسک پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر دیدار اللہ تعالیٰ کا ممکن ہوتا سوال کرنا اُسکا سبب اتنے غضب کا نہوتا لیکن تفسیر آیت مین معلوم ہو چکا کہ سبب غصہ کا دو چیز تھین اوّل کلمہ لن نؤمن لک کا کہ صریح کفر ہی دوسری قید جھرۃ کی رویت مین کہ محض سرکشی اور بے ادبی ہے اور فقط سوال رویت کا محل غضب کا نہین تاکہ تمسک اون کا درست ہوتا بلکہ جب حضرت موسیٰؑ نے دوسری بار اپنے واسطے رویت طلب فرمائی اور عرض کی کہ رب ارنی انظر الیک جواب اُنکے مین سوای بیطاقتی کے کہ دنیا وی ہی تحمل اُسکا نکرسکیگا اور کچھہ ارشاد نہوا اور فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی القصہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے اس نعمت کے

یہی شکرگذاری تھی جیسا کہ اون نعمتون کا بھی شکر کیا اور عنایت الہی اونکی حال پر بسبب حضرت موسیٰ اور
ہارون علیہما السلام کی جاری رہی اور موقوف نہوئی اور اعانت او نجات دینی اون کے بعد اسکی
بھی کہ اسقدر ناشکریان عمل مین لائی ہوتی رہی خصوصاً جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
ان سب امور سے فارغ ہوئی بنی اسرائیل کے لشکر مین پہونچے اور اونکو حکم الٰہی پہونچا یا کہ تمکو حق تعالےٰ
نے فرمایا ہے کہ زمین شام کی کہ مدفن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد اونکی کا ہے اور بیت المقدس
بھی اوس جگہ ہے ہاتھ عمالقہ کے سے کہ ایک قوم جبارون کی تھی خلاص کرو اور اونکی ساتھ جہاد
کرو اور اوسی زمین مین وطن اپنا مقرر کرو اور مصر کو چھوڑ دو اور بھید اس حکم مین یہ تھا کہ بنی اسرائیل
جب تک مصر مین تھی عیش فرعون اور اوسکی لوگون کا کہ طرح طرح کے باغون اور کھیتون اور خزانون
اور نہرون اور عورتون اور راگ رنگ مین مصروف تھے دیکھتے تھے اور جب فرعون اور اوسکے
لواحق ہلاک ہوئے اور انکو پھر اوس ملک پر حاصل کی قبضا حاصل ہوا گمان اسبات کا تھا کہ وہ
بھی اوس زمین عیش خیز مین عیش اور آرام مین آجاوینگے اور جہاد اور اللہ کے دشمنون کے ساتھ لڑنے
سے اور ریاضتون سے اور عبادتون سے دل چرا وینگے اور تکاسل اور سستی اختیار کرینگی اور یہ بھی ہے
تاکہ خاص اور عام پر ظاہر ہووے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون پر غالب ہونے سے
یہ منظور نتھا کہ اوسکی ملک پر مسلط ہون اور مرتبہ اور عزت دنیا کی حاصل کرین جیسا کہ فرعون کو انکی
طرف بھی خیال وہم انگیز ہوا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ
مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهٖ یعنے تحقیق یہ دونو البتہ جادوگر ہین ارادہ رکھتے ہین اسبات کا کہ نکال دینا
یہ دو لوگ تمکو زمین تمہاری سے بسبب جادو اپنے کی اور اسطرح بھی کہتا تھا کہ اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ
عَلِیْمٌ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهٖ اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے پس حق تعالیٰ نے چاہا کہ انکو
کسی جہت سے ملک و مال فرعون کے سے نفع نہو اور بے رغبتی اونکی دنیا او متاع دنیا کے سے ظاہر ہووے
اور بعد انکی خلیفون اونکی کو بھی یہی بات منظور ہو اور اونکے لوگ مثل اور دنیا وارون کے حیلہ باز نہ ہون
نکلین اور عام بنی اسرائیل کو کہ دنیا کی محبت مین پھنسے ہوئے تھے اور نکلنا زمین مصر کے سے کہ تمام
بے دو اونکی ہاتھ مین آگیا تھا بہت شاق و گران تھا ٹھلائی دیا اور اوس حکم کو دفع کیا اور ناچار
چار جبر او ناخوشی سے ہمراہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے روانہ ہوکر رستہ مین اون

تفسیر حسینی

مین ا پھر پکایا ہون اور
اس کو ای پکڑ پر پیٹ
جاتا تھا ہون اوپر اپنی اور
اور کام بھی آتی ہے
فرمایا اسکو زمین میں
ڈال دے اسکا ڈالنا
تھا وہ سانپ ہو دوڑ
لگی (ط) بت تو موسیٰ
ڈر کر بھاگا پیچھے
پھر کر بھی نہ دیکھا اللہ تعالیٰ
نے فرمایا موسیٰ آ اور مت
ڈر مت سبحانکو کیا ڈر
ہے (قصص) تو اپنی
ہاتھی اٹھا لے وہ بھی
لاٹھی ہو جاویگی اور
اپنا ہاتھ اپنے گریبان
مین ڈال ایک نفیس
چیز سفید چمکتی چیز
نکل آویگی

جو سختی اور مشکل درپیش آئی تھی حضرت موسیٰ کو بسبب شکایت اور زبان درازی کے تنگ کرتے تھے اور اونہین شکایتون مین سے ایک یہ ہی ہی کہ جسوقت ایسی جنگل مین کہ بے سایہ اور بے گھاس کے تھا جا پڑے گرمی آفتاب کی سے شکایت شروع کی اور غلہ اور کھانے کی چیز ہمراہ نہتی بھوک کے سبب سے بیتاب تھے حق تعالی نے اونکو موسیٰ کی دعا سے ان دونون آفتون سے نجات دی اور عجیب عجیب خرق عادتین ظاہر کیین چنانچہ اشارہ ان نعمتون کی طرف فرماتے ہین اس آیت مین وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ یعنی اور سائبان کیا ہمنے اوپر تمہارے ابر سفید کو باریک اور ٹھنڈا تھا واسطے دور کرنے گرمی آفتاب کے بسبب دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسوقت کہ شکایت گرمی کی اون سے کی تمنے اور یہ نعمت پہلی نعمتون سے عمدہ تہی اس واسطے کہ اسوقت بسبب عدول حکمی کے کہ تم سے بابت جہاد کرنیکے عمالقہ سے سرزد ہوئے مستحق عتاب الہی کے ہوئے تم پس یہ محل محل انتقام اور عقوبت کا تھا اوس محل مین یہ نعمت عطا کرنی کمال شکر گزاری کو چاہتی ہے اور حضرت ابن عباس سے ایسا منقول ہے کہ یہ غمام اور ابر ایسا تھا جو آسمان مین مشہور ہے بلکہ اوس ابر سے زیادہ پاکیزہ اور ٹھنڈا تھا اور یہ غمام وہی ہی کہ جنگ بدر کے دن فرشتے اوس مین اوترے تھی اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ هُوَ الْغَمَامُ الَّذِي يَأْتِي اللَّهُ فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِالسَّحَابِ یعنی یہ غمام وہ غمام تھا جس مین آوے گا اللہ تعالی دن قیامت کے اور نہین تھا وہ ابر پس ان روایتون سے مراد یہ ہی کہ ابر کی پیدایش دو طرح سے ہی ایک طبیعی متعارف ہی کہ بسبب جمع ہونے بخار اور غبار اور دخان اور منجمد ہونے انکے کے ظاہر ہوتا ہی دوسرے غیر طبیعی خلاف عادت کہ عالم مثال کی طرف سے اس جہان مین ظاہر ہو گیا تھا اور وہ غمام کہ سائبان بنی اسرائیل کا تیہ کے میدان مین تھا دوسری قسم مین سے تھا نہ پہلی قسم سے اور یہ مراد نہین کہ وہ غمام بعینہ غمام روز قیامت یا غمام روز بدر کا تھا اسکو خوب طرح سمجھنا چاہیئے اور مفسرین اور اہل قصص نے لکھا ہی کہ ہمراہ سائبان ابر کی اور نعمتین بھی اوس سفر اور سرگردانی مین دی تھین بہت اونہین نعمتون سے ایک یہ بھی تھی کہ رات کے وقت ایک ستون نور کا انکی لشکر مین کھڑا ہو جاتا تھا کہ اوسکی روشنی مین کام کرتے تھے اور چلتے پھرتے تھے اور یہ بھی تھی کہ کپڑے انکے پرانے اور میلے نہین ہوتے تھے اور یہ بھی تھی کہ ناخن اور بال انکے نہین بڑھتے تھے کہ حاجت کترنے اور مونڈنے کی پڑتی اور یہ بھی تھی کہ جو بچہ اوس سفر مین پیدا ہوتا تھا کپڑا بھی اوسکے بدن پر پیدا ہوتا تھا اور

جیسا کہ ناخن اور بال بڑھتے ہین ویسا ہی وہ کپڑا بدن پر بڑھتا جاتا تھا گویا مادہ ناخن اور بال کا اُس
کپڑے ہی کی طرف آگیا تھا اور ناخن اور بال کا بڑھنا موقوف ہوگیا تھا وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ یعنے
اور اُتارا ہمنے اوپر تمہارے آسمان سے مَن کو واسطے نجات تمھاری کے عذاب بھوک اور پیاس کے
سے کہ صبح صادق کی وقت سے آفتاب کے طلوع تک برف کے مانند برستی تھی اور لشکر
کے آدمی چادرون اور کپڑون پر لیتے اور جمع کرتے کہتے ہین کہ واسطے ہر ایک آدمی کے بقدر
ایک صاع کے کہ قریب چار سیر اس ملک کے ہوتا ہے جمع ہوتے اور تمام دن مانند قند اور شکر کے
اُسکو کھاتے اور چھ روز تک برابر برستی بلکہ جمعہ کے دن اُس قدر برستی کہ ہر ایک آدمی کو دو
دن کے واسطے کفایت کرے اور ہفتہ کے دن بالکل نہ برستی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے
لشکر والون کو حکم کردیا تھا کہ جمعہ کے دن دو چند برسے گی چاہیئے کہ ہفتہ کے دن کے واسطے
بھی ذخیرہ کرلو کہ اُس دن نہین برسنے کی اور ایک دن سے زیادہ ذخیرہ نکیجیو اور حقیقت مَن کی
بیچ اصطلاح محققین حکماء کے یہ ہی کہ بخارا ور دھوئین جب جدا جدا زمین سے آسمان کی طرف جاتے
ہین ابر اور بجلی اور رعد اور تارے ٹوٹنے والے اور دُمدار ستارے وغیرہ پیدا ہوتے ہین جیسا
کہ تفصیل اسکی اپنے موضع مین مشروح ہی اور سورہ فاتحہ کی تفسیر مین بھی ربّ العالمین کے بیان مین کچھ
ذکر اوسکا آگیا اور جسوقت بخار اور دھوان آپسمین ملجاتے ہین اور زمین سے آسمان کیطرف جاتے
ہین پس اگر دھوان لطیف اور صاف ہوا اور رطوبت غالب ہوجاوے اور حرارت ساتھ اعتدال
کے اُسمین تاثیر کرے شیرینی اُسمین پیدا ہوجاتی ہے اور برف کی مانند اُلٹ کر زمین پر گرتی ہے اور
اُسکو ترنجبین کہتے ہین اور اگر خشکی غالب ہوا اور حرارت اعتدال کے ساتھ تاثیر کرے اُس کو
خشک انجبین کہتے ہین اور اگر رطوبت اور یبوست دونون ساتھ اعتدال کے ہون اور تاثیر
حرارت کی بھی اعتدال کی ساتھ ہوا اوسکو شیرخشت اور شیرخشک کہتے ہین اور اگر بخار اور دھوان دونون
لطیف الجوہر ہون اور اعتدال کے ساتھ حرارت اوسمین تاثیر کرے اُسکو مَن کہتے ہین اور اگر حرارت کم
ہو یا بالکل نہو اُسکو شبنم کہتے ہین کہ کچھ مزا اوس مین نہین ہوتا ہے اور بالفعل طبیبون کی اصطلاح
مین مَن کا لفظ عام ہے جو شبنم کہ درخت یا پتھر پر گرے اور مزہ اور مزاج اُس مین پایا
جاوے سب کا نام مَن ہے جیسا کہ ترنجبین اور شیرخشت اور گز انگبین اور بید انگبین

تفہیم جیلی
میرے سینے مین میرا دم گھٹ جاتا ہے اور میری زبان نہین چلتی" (شعراء ۱۳)
"پروردگار میرا دل کھول دے اور میرا کام آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھین" (طہ ۲۸) "میرے لوگون مین سے کسی کو میرا وزیر بنا" (طہ ۲۹) ... بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ

اور مانند اسکے اور خاصیت مَن کی جسکی حقیقت مذکور ہوئی یہ ہے کہ گرم ہی درجہ اوّل مین اور رطوبت اور
یبوست مین معتدل ہے سینہ کو مفید ہے اور پھیپھڑے کی رطوبت کو دور کرتی ہے اور خشونت اُسکی کو
نرم کرے اور جو کھانسی کہ رطوبت کے سبب سے ہو اوسکو دور کرے اور معدہ کے استرخاء کو نفع کرے اور
طبیعت کو مضبوط رکھے اور زرد پانی کو فائدہ دیوے اگر اوسکے واسطے اسکو پیوین اور سم کے اوپر ضماد
کرین اور اسی واسطے سفر کرنیوالون کو کہ پانی مختلف پیتے ہین بہت نفع کرتی ہے اور جو برابر ایک
دانگ کے ناک مین چڑھاوین مغز کو پاک کرے اور غلیظ ہواؤن کو اُس سے باہر کرے اور اسیواسطے
وسوسے والون اور مالیخولیا والون اور وہم والون کو مفید پڑتی ہے اور اسی نکتہ کے واسطے
اُتارنا اس قسم کا بنی اسرائیل پر منظور ہوا کہ اُن کے دماغون کو صاف کرے تاکہ شبہے واہی وہمیہ
اُنکے دماغ مین جا نہ پکڑین اور عرف مین ہر چیز کو کہ بغیر رنج اور مشقت کے کھانے کے واسطے میسر ہووے
اور حاجت بونے جوتنے اور پانی دینے اور پکانے اور گوندھنے کی اوسمین نہو مَن کہتے ہین اسواسطے
کہ ھو مما من اللہ تعالیٰ بہ علی عبادہ یعنی وہ چیز ہے کہ احسان کیا ہی اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکے
اوپر بندون اپنے کے اور باعتبار اسی معنی کے ہے کہ جو صحیحین اور دوسری معتبر کتابون مین روایت ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الکماٰۃ من المن وماءھا شفاء للعین یعنی سماروغ
کہ اسکو نبات الرعد کہتے ہین اور ہندی مین نام اُسکا کھنبی ہی جنس مَن کی سی ہی یعنی مہیا کردے
اللہ تعالیٰ نے واسطے تمھارے بغیر اسکے کہ تم نے بویا ہو یا پرورش اوسکی کی ہو اور پانی اسکا شفا ہے
واسطے آنکھ کے اور مَن باعتبار اس معنی کے بہت چیزون کو شامل ہے جیسا بیر جھڑبیری کے اور غلہ
خودرو مثل ساتوک وغیرہ کے اور مَن جو حدیث مین ہے اُس سے مراد یہ نہین کہ کماٰۃ اور مانند اُسکے
بنی اسرائیل کے مَن کی جنس سے تھا اسواسطے کہ صحیح روایتون مین ثابت ہوا کہ مَن بنی اسرائیل کا وہی
حقیقی مَن تھا جیسا کہ توریت وغیرہ کے ترجمون مین شکل اور چہرہ اوسکا کھول کر بیان کیا ہے اور
جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس شکایت لائے کہ ہر روز اس مٹھائی کو کھاتے کھاتے ذائقہ
ہمارا بگڑ گیا ہم چاہتے ہین کہ ذائقہ بدلنے کے واسطے کوئی چیز نمکین بھی جناب الٰہی سے طلب کی
چاہیئے بلکہ بعضے شوخ طبیعت والون نے آپس مین کہا کہ واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم اللہ
کی تحقیق مار ڈالا ہم کو مٹھائی اوسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر جناب الٰہی مین دعا فرمائی

تفسیر جلیلی

حق تعالی نے قبول کی جیساکہ طرف اوس نعمت کے اشارہ فرماتا ہی کہ وَالسَّلْوٰی یعنی اور بھی اوتارا
ہمنے اوپر تمہارے سلوی کو اور سلوی نام ایک جانور کا ہے کہ اوسکو سمانی کہ اوپرون جہاری کے ہے
بہی کہتے ہین اور مسکن اس جانور کا اکثر دریاء شور کے گرد ہین مصر اور حبشہ کی طرفون مین
اور طریق بھیجنے اس جانور کا یہ تھا کہ جب پچھلا دن ہوتا تھا جنوب کی ہوا ان جانورون پر
مسلط کیجاتی کہ دریا کے کنارے سے ہزارہا جانور بنی اسرائیل کی لشکر مین ڈالتے اور بنی اسرائیل
اون جانورون کو ہاتھ اور چادر اور لکڑی وغیرہ سے شکار کرکے ذبح کرتے اور ہر شخص بقدر
کفایت اپنے اور عیال اپنے کے پکڑ لیتا اور ذخیرہ کرنے کا حکم نتھا مگر جمعہ کے دن کہ ہفتہ کے دن کے
واسطے ذخیرہ کرتے اور ہفتہ کے دن ان جانورون کا آنا بہی موقوف ہوجاتا تھا اور بعضی حرص
والون نے بنی اسرائیل مین سے اور دن کے واسطے بہی گوشت کو ذخیرہ کیا اور وہ گوشت گندہ
اور بو دار ہوا کہتے ہین کہ پہلے اس سے کسی زمانہ مین بسبب ذخیرہ کرنے کے گوشت سڑتا تھا اور
گندہ ہوتا تھا اوسی وقت سے یہ بات جاری ہوئی جیساکہ حدیث شریف مین بھی طرف اس کے
اشارہ ہوا ہی جس جگہ کہ فرمایا ہے لولا حواء لم تخن انثی زوجها الدهر ولولا بنی اسرائیل لم یخنز
اللحم یعنی اگر نہ ہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنی کی عمر بھر اور اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل
نہ گندہ ہوتا گوشت اور طبب والون نے سمانی کے احوال مین لکھا ہی کہ ایک جانور ہی کہ دریا
مین سے پیدا ہوتا ہی اور اسکو قتیل الرعد بہی کہتے ہین اسواسطے کہ جب آواز رعد کی سنتا ہی مرجاتا ہی
اور یہ بسبب کمال ضعف دل اوسکے کے ہی کہ تحمل سخت آواز سننے کا نہین کرتا ہی اور پتا اس جانور
کا بطریق اچوق کے استعمال کرنا واسطے صرع کے بہت مفید کہا ہے اور خون اسکا کان مین ٹپکانا
کان کا درد دور کردیتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس جانور کو ہمیشہ کہا دین دل سخت کو
نرم کرے اور اسی نکتہ کے واسطے اوتارنا اس جانور کا اور کھلانا گوشت اس کا بنی اسرائیل کو منظور
الٰہی ہوا تاکہ بسبب کھانے من کے اعتقاد اونکے پاک ہون اور بسبب کھانے گوشت اس جانور کے
دل اونکے نرم ہون اور اخلاق و افعال اونکی درست ہون اور سرگین اس جانور کا بہت مشابہہ
رکھتا ہی ساتھ سرگین کنجشک کے شکل مین اور جثہ اس جانور کا قریب چھوٹے مرغ کے ہوتا ہے اور
مزاج مین اسکے لطیف ہی اور میلان گرمی کی طرف رکھتا ہی اور کہوس جید پیدا کرے اور خوش ذائقہ

تفسیر خلیلی

ذائقہ ہوتا ہے اور تندرستون اور کم قوتون کو غذا خوب بخشتا ہے اور گوشت اسکا سنگ گردہ اور مثانہ کو نکالتا ہے اور ادرار بول کرتا ہے اور زبان شیرازی مین اس جانور کو آروہی کہتے ہین اور عجیب تر یہ کہ بنی اسرائیل سے اس نعمت عمدہ کے اوپر شکر بہت بھاری طلب نہین کیا تھا اور تکلیف مشکل اُسکی اوپر نہ تھی جیسا کہ بیچ نعمت نجات دینے کے گناہ گوسالہ پرستی کے سبب قتل نفس کا طلب کیا تھا ہمنے یا بیچ گناہ سوال نالایق اونکے کہ ارنا اللہ جہرۃ کہا تھا ساتھ گرلینے بجلی کے تنبیہ کی تھی بلکہ کہا ہمنے اُنکو کہ شکر اس نعمت کا یہی ہے کُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ یعنی کھاؤ پاکیزہ اُن چیزون سے کہ روزی دی ہمنے تمکو اور کھالینے ہی کے اوپر کفایت کرو اور ذخیرہ نکرو اور اُسکو کسی اور شے سے بدلو بھی نہین اسواسطے کہ یہ بات مخالف شکر کے ہے لیکن بنی اسرائیل باوجود اسکے کہ یہ شکر بہت آسان تھا بجا نہ لائے اور ذخیرہ کیا یہانتک کہ گوشت گندہ ہوا اور لشکر والون کے دماغ بدبوٗ اس گوشت گندہ کی سے پریشان ہوے اور بدلا بھی کیا اور کہا کہ ہم سے اوپر ایک خوراک آسانی کے صبر نہین ہوسکتا ہے ہمارے واسطے خوراکین زمین کی جنس سے اور ترکاریون اور گیہون اور ککڑی اور پیاز اور لہسن اور مانند اسکے سے چاہیے اور سبب اس ناشکری کے سرکشی اور نافرمانی مین پڑے اور اپنے تئین رنج اور مشقت مین ڈالا وَمَا ظَلَمُونَا یعنی اور ظلم نکیا اوپر ہمارے بسبب اس ناشکری کے اگرچہ فیض ہمارے کا دروازہ اُنھون نے بند کیا اور شان رزاقی کو کہ بے وسیلہ اسباب کے ظاہر ہوئی تھی پوشیدہ کیا لیکن پوشیدہ ہونے ایک شان کے سے بیچ نہایت شانون ہماری مین سے عظمت اور جلال ہمارا کم نہین ہوجاتا ہے وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ اور لیکن تھے وے کہ اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے اور اپنے تئین قابلیت اس فیض خاص کی سے محروم رکھتے تھے جیسا کہ اس زمانہ مین نعمت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر نہین جانتے ہین اور ناشکری کرتے ہین اور جو کام کہ نہایت سہل اور آسان ہین بیچ مقام شکر اس بخشش بڑی کے بجا نہین لاتے ہین اور قبول کرنے ہین فیض عام کے سے اپنے تئین محروم رکھتے ہین آتی ہے اس جگہ دو سوال جواب طلب اول یہ کہ شروع ہر قصہ کا پہلے قصون مین سے ساتھ لفظ اذ کے تھا اس قصہ مین کہ ابتدا اسکی وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ ہے ساتھ لفظ اذ کے شروع نفرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ وَظَلَّلْنَا کا معطوف اوپر

بعثنا کم کہ سے ہے کہ وہ مدخول ثم کا واقع ہوا اور تتمہ نعمت نجات دینے کا صاعقہ سے ہے یعنی باوجود کمال بے ادبی کے سوال رویت مین کہ تم سے سرزد ہوئی تھی ہمنے عذاب کو تمسے موقوف کیا اور پھر از سر نو زندہ کیا اور سائبان ابر کا واسطے تمہارے مقرر کیا اور کھانا آسمان سے اُتارا تاکہ بالکل آثار غضب کے سے نجات پاؤ مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کو جیل خانہ سے نکالین اور پھر اُسکو حمام مین بھیجین اور ایک حویلی واسطے رہنے اُسکے کے مقرر کرین اور خلعت اُسکو پہناوین اور ایک خوان بھرا ہوا کھانیکا بطریق الوش کے اُسکے واسطے مقرر کرین کہ یہ سب ایک نعمت کے تتمہ نعمت بندیخانہ سے نکالنے کا ہے واسطے کلمہ ثم کا اس مقام مین نہین لائے اور اگر سایہ کرنا ابر کا نعمت علیحدہ مستقل ہوتی البتہ اُسکو ساتھ کلمہ ثم کے شروع فرماتے اور بھی سایہ ابر کا اور اُتارنا من اور سلوی کا ہرچند کہ نعمتین عمدہ ہین لیکن یہ نعمتین اسوقت مین انکو ملین کہ ویرانہ جنگل مین کہ دانہ پانی اس جگہ نہ تھا سکونت انکی ہوئی اور اسکی طرف سے یہ تکلیف انپر آئی تھی پس بالاستقلال نعمتین انکو شمار کرنا بنی اسرائیل کو ممکن تھا کہ اس طرح کہہ بیٹھتے کہ یہ نعمتین اس وقت ہمکو درکار ہوئین کہ بسبب فرمانے تیرے کے جنگل بیابان مین سرگردان ہوئے اور بے گھر اور بھوکے پیاسے اسمین آپڑے اگر یہ تکلیف ہم پر نہوتی کس واسطے محتاج ان چیزون کے ہوتے باغ اور چمن فرعون کے ہمارے سایہ کرنے کیواسطے کیا کم تھے اور کھیتیان اور میوے مصر کے لذت مین کیا ناقص تھے بخلاف طلب پانی کے کہ آئندہ ہمکو نعمت مستقلہ بیان فرمایا ہے اسواسطے کہ موافق تصریح تورات کے وہ واقعہ تکلیف سفر شام کے سے پیشتر تھا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورہ اور سورہ اعراف اور سورہ توبہ اور سورہ روم مین اس عبارت کو اسی طرح لائے ہین یعنی پہلے لفظ انفسہم کے سے لفظ کانوا کا زیادہ کیا ہے اور سورہ آل عمران مین ولکن انفسہم یظلمون ارشاد ہوا بغیر لفظ کانوا کے بدلنا اس طریق کا کس نکتہ کیواسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ان سورتون مین اُن آدمیون کے حال سے خبر دیتے ہین کہ پہلے ہوچکے اور سورہ آل عمران مین خبر کسی کے حال سے نہین بلکہ ضرب المثل ہے کسی وقت مین ہو گو حال ہی مین ہو خواہ استقبال مین ہو اسواسطے لفظ کانوا کا جو اس شے پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے ہوچکا ہو اس جگہ حذف فرمایا اس مقام مین جاننا چاہیے کہ یہان سے ذکر نعمتون کا کہ بنی اسرائیل کو عنایت ہوئین تھین اس نعمت تک کہ [illegible] آیا ہے وہ نعمتین ہین کہ شکر بھی انکے بڑے بڑے مقرر فرمائے تھے

تفسیر خلی

انہوا ز پر آیا اور بیٹے پہلکو خاص لیے لیے پچھا ر تم دونون میری یاد مین سستی نکرو (طہ ر ۲) پھر ہمنے موسیٰ اور اُسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیون علانیہ کے ساتھ فرعون اور اُسکے درباریون (ہود ر ۹) ہامان اور قارون (مومن ر ۵) کے پاس بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی مین نکال

موسیٰ اور ہارون

مثلاً اوپر نجات دینے کے فرعون کے ہاتھ سے اور دریا کے پھاڑنے پر اطاعت اوامر اور نواہی توریت کی درخواست کی اور اوپر نعمت دینے کتاب اور فرقان کے بجالانا اُن احکام کا طلب کیا اور اوپر نعمت نجات کے عذاب گوسالہ پرستی اور سوال نا روا بابت رویت عیانی کے سے قتل نفس کا اور ہلاکت بسبب صاعقہ کے اور جہاد ساتھ عمالقہ کے اور خلاص کرنا بیت المقدس کا اور زمین شام کا اُنکے ہاتھ سے مقرر ہوا اور جہاد بھی حقیقت مین قتل نفس اور ہلاکت مین ڈالنا تھا اور یہ سب چیزین شاق اور گران تھین کہ اُنکی طبیعت گوارا نہین کرتی تھی بخلاف نعمت مَنّ اور سلوی کی کہ اُسکے اوپر شکر نہایت سہل طلب کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ نہ ذخیرہ کرو اور نہ بدلو اسکو دوسری شئے سے اور یہ بھی اُنسے نہو سکا اور اسپر نہ ٹھیرے اب اشارہ فرماتے ہین طرف اُسکے کہ اس شکر مین یعنی نہ بدلنے اُسکے مین دوسری شے سے ایک قسم کی مشقت تھی کہ ایک نئی چیز پر اور ایک ہی کھانے پر آدمی اگر عادت کر لے طبیعت پر ناگوار ہوتا ہے اور نفرت کرتی ہے لیکن بزرگون تمھارے نے اے بنی اسرائیل دوسری نعمت کا بھی شکر ادا نکیا باوجود اسکے کہ بالکل اُسمین رنج اور مشقت نہ تھی اور وہ فقط ایکبار سجدہ کرنا اور ایک کلمہ زبان سے کہنا شکر اُسکا مقرر کیا تھا اُس نعمت اور ناشکری اُس کی کو یاد کرو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ یعنی اور یاد کرو تم اُسوقت کو کہ کہا ہمنے بزرگون تمھارے کو کہ آؤ تم اس گاؤن مین بعد اسکے کہ من اور سلوی کھاتے اور سایہ ابر اور سفر جنگل سے عاجز ہو گئے تھے اور اختلاف ہے اسمین کہ یہ گاؤن کونسا گاؤن تھا صحیح یہ ہے کہ اریحا تھا اور وہ گاؤن عمالقہ کے رہنے کی جگہ تھی اور بسبب قریب پہنچنے لشکر بنی اسرائیل کے وہان کے رہنے والے اُس گاؤن کو خالی کر کے چلے گئے تھے اور غلہ اور میوے اُس مین بہت تھے اور بعضون نے کہا ہے یہ گاؤن شہر بیت المقدس تھا لیکن یہ قول صحیح نہین اسواسطے کہ اہل قصص کا اجماع ہے اس پر کہ بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین بیت المقدس مین داخل نہین ہوئے اور منشار اس شبہ کا یہ ہے کہ باب حطہ ایک دروازہ ہے بیت المقدس کے دروازون مین سے کہ مشہور اور معروف ہے اور ابتک آباد اور زیارت گاہ ہے اور جو کوئی واسطے استغفار گناہون کے اس مسجد مین آتا ہے اسی دروازہ سے آتا ہے اور وہان مجاورون کی زبانی مشہور ہے کہ داخل ہونا اُس دروازہ کا موجب پاک ہونے کا گناہ سے ہے حالانکہ یہ دروازہ بعد بنا بیت المقدس کے کہ حضرت سلیمان

کے وقت مین تیار ہوا آباد ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین بیت المقدس تھا اور یہ دروازہ
تھا البتہ یہ ہی کہ حضرت سلیمانؑ اور پچھلے نبیون نے بسبب وحی کے یا کشف کے اس دروازہ کو اس
گاؤن کے دروازہ کے ساتھ مشابہت دیکر باب حطہ لقب کیا ہو کہ خاصیت مین دونون مشابہ
ہون حاصل کلام یہ ہی کہ بنی اسرائیل کو بسبب طوالت سفر کی و خوراک آسمانی کے حکم ہوا کہ اس گاؤن
مین جاکر آرام کرین اور فرمایا کہ فَكُلُوا مِنْهَا یعنی پس کھاؤ تم غلون اور میوون اور دوسری
چیزون اُس گاؤن کی سے حَيْثُ شِئْتُمْ یعنی جس جگہ چاہو خواہ اُس گاؤن مین اور خواہ
اپنے لشکر مین لاکر اور زیادہ کرنا لفظ حَيْثُ شِئْتُمْ کا اسی واسطے ہی تاکہ یہ نہ سمجھین کہ غلے اور
میوے کھانے گاؤن کے اندر ہی درست ہین باہر اُس سے درست نہین اگرچہ لشکر کیطرف
آوین سوائے اُسی خوراک آسمانی کے حلال نہین اور اُن چیزون کے کھانیکا کچھ اندازہ بھی نہین کہ
اتنا ہی کھاؤ زیادہ اِس سے نہو جیسا کہ منظور کو سدرمق سے تجاوز نکرنا چاہیے بلکہ رَغَدًا
یعنی کھانا پیٹ بھر کر خوب طرح سے لیکن پیٹ بھرنے اِس نعمت کے شکر بھی بجالاؤ وَادْخُلُوا
الْبَابَ سُجَّدًا یعنی آؤ تم بیچ دروازہ اس گاؤن کے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ شکر بدنی ہی
وَقُولُوا یعنی اور کہو تم ساتھ زبان کے تاکہ توبہ اور شکر زبانی بھی ادا ہو کہ مطلب ہمارا
حِطَّةٌ یعنی معاف ہونا گناہون کا ہی اور جس وقت یہ دونون عمل بدنی اور زبانی ندامت قلبی
کے ساتھ کہ وہ موجود ہی جمع ہوجاوینگے تو یہ تمھاری صحیح اور مقبول ہوجاویگی پس نَغْفِرْ لَكُمْ
خَطَايَاكُمْ یعنی البتہ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور آلودگی گناہون کی سے تمکو پاک کرینگے
اور اس دروازہ کو تمھارے حق مین حکم کعبہ کا دینگے کہ طواف اُسکا اور سجدہ اُسکی طرف کرنا
گناہون کا ہی اور یہ نہ کفایت فقط گناہ گارون کے بخشنے کے اور نہین کی کہ جو کہ گناہ گار
ہون اُنکے گناہ بخشے جاوین اور گناہ نکرنے والون کو کچھ ترقی نہو بلکہ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ
یعنی اور البتہ زیادتی ثواب اور عنایتین کرین گے بسبب اُن دونون عملون کے نیک
لوگ تمھارون کے واسطے کہ جو گناہون سے پاک تھے اسواسطے کہ جو چیزین کہ گناہ کو چھپا دیتی
ہین جب گناہ نہ پاوین درجون کو بلند کردیتی ہین چاہیے جاننا کہ اس آیت سے کئی فائدے
نکلتے ہین اول یہ کہ بیچ توبہ کے استغفار کرنی زبان سے اور بدن سے نماز اور سجدہ بجالانا

تفسیر خلیلی

اور کہو مجھکو پاک ہونے کی کچھ خواہش ہی اور مین تجھکو تیرے پروردگار کی راہ بتاؤن کہ تو اپنا بچاؤ کرے (نازعات ۱) ہم دونون تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے آئے ہین تو (مظلوم مسلمان) بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کردے اور اُن کو ستا مت ہم تیرے واسطے تیرے پروردگار کی جانب سے اپنے رسول ہونے کی نشانیان

بیان [illegible]

پورے کرنیوالے توبہ کے ہین اور ہر چند کہ حقیقت توبہ کی ندامت اوپر گناہ کے کہ زمانہ ماضی مین ہوچکا
اور چھوڑنا گناہ کا فی الحال اور قصد محکم اور ارادہ قطعی چھوڑ دینے گناہ کا زمانہ آئندہ مین ہی اور
یہ سب تعلق دل کے ساتھ رکھتے ہین لیکن صفت دل کی جب قوی ہوجاتی ہی جوارح اور زبان
پر بھی بغیر ظاہر ہوئے نہین رہتی ہی اور اسی واسطے حدیث شریف مین صلوة التوبہ اور استغفار بھی وقت
توبہ کے تعلیم فرمائی ہی دوسرے یہ کہ علما نے لکھا ہی کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کرنے مین آدمیون
مین مشہور ہوجاوے اور آدمیون کو اُسکے گناہ پر اطلاع ہو پس اُسکو لازم ہی کہ توبہ ظاہر کرے
اور آدمیون کو اپنی توبہ پر واقف کرے اور جو لوگ کہ ثقہ اور صالح ہین اُنکو گواہ کرے اور صدقون
اور نمازون پر قائم ہو لیکن یہ چیزین اسواسطے نہین کہ توبہ بغیر ان چیزون کے تمام نہین ہوتی ہے
اسواسطے کہ توبہ گونگے کی بھی جو کہ چل پھر نہین سکتا ہی مقبول ہی اگرچہ اسکو قدرت بولنے یا چلنے پھرنے
کی نہین بلکہ یہ امر واسطے اطلاع دینے آدمیون کے اوپر توبہ اپنی کے ہی تاکہ وہ جان لیوین کہ گناہ
سے اس شخص نے کنارہ کیا اور اوپر سیدھے رستے دین کے چلا تاکہ تہمت اُسکے ذمہ سے دور ہوجاوے
اور آدمی بدگمانی اور غیبت شکی سے باز رہین اور ایسے ہی جو شخص بیچ کسی مذہب باطل کے مبتلا
اور متہم ہوا پھر اسکو حق بات ظاہر ہووے اسکو لازم ہی کہ جو آدمی اُسکے حال سے واقف ہوگئے
تھے اس مذہب سے پھرنے کی اُنکو خبر کردی انہین وجوہ کے واسطے تیسرے یہ کہ جو مقام متبرک
کہ جائے ورود نعمت اور رحمت الٰہی کے ہوئے ہین یا[1] بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقویٰ کے
ہین ایسی خاصیت اُنمین پیدا ہوجاتی ہی کہ اُنمین توبہ کرنی اور بندگی بجالانی باعث جلدی قبول
ہونے اور حاصل ہونے نیک ثمرون کا ہوتی ہی اور اسی جگہہ سے ہی کہ ابن مردویہ نے ابوسعید
خدری سے حکایت کی ہی کہ ہم ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کیوقت
کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب پچھلی رات ہوئی بیچ پشتہ ایک پہاڑ کے گزرے کہ اُسکو
دار الحنظل کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما مثل ھذہ الثنیۃ الا کمثل الباب
الذی قال اللہ لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم یعنی نہین ہی حال اس
گھاٹی کا مگر مثل حال اُس دروازہ کے کہ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے واسطے بنی اسرائیل کے داخل ہو تم دروازہ

---

[1] اس جگہہ سے سمجھی جاتی ہی بہتری بیعت کی ساتھ خاندان اہل صلاح اور تقویٰ کے ۱۲

مین سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطۃ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور ابو بکر بن ابی شیبہ ساتھ روایت صحیح کے حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ سے لایا ہے کہ انما مثلنا فی ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل یعنی مثال اماموں اہل بیت نبوی کی کہ قائم کرنیوالے خاندان نبوت کے اٹھانیوالے بھار ولایت اور معرفت کے ہین مثال کشتی نوح اور دروازہ حطہ کی ہے اسواسطے کہ نجات طوفان نفس اور شیطان کے سبب اور صحیح ہونا توبہ کا اور پوشیدہ اور معاف ہونا گناہون کا بسبب داخل ہونے اس اُمت کے اولیاؤن کے سلسلون مین تعلق انھین بزرگون کے ساتھ رکھتے ہین اور انتہا انھین کی طرف ہے جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر اور روشن ہے کہ سلسلے سلوک کے اور بیعت اور توبہ کے طرف اسی خاندان کے پہنچتے ہین القصہ بنی اسرائیل عہدہ شکر اس نعمت کے سے بھی باوجود آسانی باہر نکلے اور شکر ادا نکیا بلکہ ایک جماعت کثیر نے انھین سے بہت بے ادبی کی اور توبہ اور استغفار کی جگہہ مین طرح طرح تمسخر اور ہنسی کا اختیار کیا جیسا کہ فرماتے ہین فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا پس بدل ڈالا ان آدمیون نے کہ ظالم تھے اُن مین سے استغفار کو ساتھ تمسخر اپنے کے جب کہ کہی اُنھون نے قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ یعنی کلام مغایرت تمام رکھتی تھی اس کلام کے ساتھ کہ کہی گئی تھی اُنکو یعنی بالکل مخالف تھی اسواسطے کہ جو اُنسے کہی گئی تھی مضمون اُسکا طلب بخشش گناہون کی اور استغفار تھا اور اُنھون نے جو کہا مضمون اسکا بعد توجیہ اور تکلف ضمار کے طلب کرنی دنیا کی اور رغبت کرنی غلون اور اناجون مین تھی یا محض استہزا اور تمسخر تھا اور کاش فقط تبدل لفظی کرتے اور بجائے حطۃ کے تُبْ عَلَیْنَا یا اِغْفِرْلَنَا یا اُعْفُ عَنَّا کہتے کہ بہت برائی اسمین نہ تھی اسواسطے کہ لفظون کا تغیر کرنا ایسے مقام مین مضائقہ نہین لیکن انھون نے تبدل معنوی اختیار کیا اور بالکل مخالفت حکم الٰہی کی کی اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حطۃ کی جگہہ ھطی سمھاثا کہا کہ اُنکی زبان مین معنی اُسکے حنطۃ حمراء تھے یعنی گیہون سرخ اور برنج صحیحین اور دوسری صحاح مین ساتھ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے صحت کو پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیل لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ فدخلوا یزحفون علی استاھم وھم یقولون حنطۃ فی شعیرۃ یعنی کہا گیا واسطے بنی اسرائیل کے کہ آؤ تم دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطۃ پس داخل ہوئے اس حال مین کہ چلتے تھے اوپر سرینون

تفسیر حلیمی

کیا حال ہے؟ داد کہا ہمیں کی حقیقت میرے پروردگار کے یہان بھی ہوئی ہے، میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا (طہ۔ ر۲) پھر پوچھا "تمام عالم کا رب کون ہے؟" کہا "اُنکا رب وہی ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو اور اُنکے درمیان کی چیزون کو پیدا کیا" (الشعراء) فرعون نے اپنے اردگرد والون سے کہا کیا تم اُنکی باتین نہین سنتے" موسیٰ نے کہا وہی تمھارا (اللہ تعالیٰ)

اپنے کے اور کہتے تھے حنطۃ فی شعیرۃ یعنی گیہون بیچ جو کے اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اس آیت سے بعضے علماء شافعیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ تحریمہ نماز کی بغیر لفظ اللہ اکبر کے جیسا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اعظم اور اجل درست نہین اسواسطے کہ بسبب بدلنے لفظ کے موجب عتاب کے ہوے اور بعضے اہل ظواہر نے کہا ہے کہ بدلنا ہر لفظ ذکر کا جس مقام مین آیا ہے درست نہین یہانتک کہ بسبب بدلنے لفظ ذکر کے سے فساد نماز کا حکم کرتے ہین اور اس تبدیل کو موجب طعن اور سخت مذمت کا کہتے ہین لیکن تفسیر مین معلوم ہوا کہ مغایرت کلام کی ساتھ دوسرے کلام کے مدار اسکا اوپر مغایرت مضمون کے ہے نہ اوپر فقط مغایرت لفظی کے پس اگر فقط تبدیل لفظی ہوجاوے اور معنی ایک یا قریب ہون محل طعن اور عتاب کا معلوم نہین ہوتا ہے واللہ اعلم باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ جواب طلب ہین اول یہ کہ اس سورۃ مین واذ قلنا فرمایا ہے اور سورۃ اعراف مین واذ قیل لھم اسکنوا لفظون کے بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ مین جہان سے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم شروع ہے فعلون کو طرف ضمیر متکلم کے نسبت کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اسجگہ بھی مناسب ہوا کہ اس قول کو بھی ہرچند کہ حضرت موسیٰ کی زبان سے کہلایا تھا اپنی طرف نسبت فرماوین تاکہ کمال بے ادبی بنی اسرائیل کی ظاہر ہووے کہ ہمارے کہنے کے مقابلہ مین تمسخر کے ساتھ پیش آئے اور اس تمسخر کا مزہ اُنھون نے چکھ لیا اور سورۃ اعراف مین روانگی کلام کی اس مضمون کیواسطے ہے کہ حضرت موسیٰ کی قوم دو گروہ تھی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون وامۃ ضالۃ جائرۃ یعنی ایک جماعت ہدایت حق کی کرتی تھی اور آپ بھی اُس کے ساتھ عمل کرتی تھی اور دوسرا گروہ گمراہ تھا اور ظلم کرنے والا اور اسی تقریب سے دو طرح کا اختلاف اور تفرقہ اُنکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین ہوا تھا یاد فرمایا ایک فرقہ بنی اسرائیل کی قوم کا کہ بارہ گروہ اُنکے تھے اور ہر ایک کا چشمہ علیحدہ علیحدہ پتھر مین سے جاری تھا دوسرا اختلاف حال اُنکے کا کہ وقت دخول قریہ کے تھا کہ بعضے موافق حکم کے بجالائے اور بعضون نے کمال بے ادبی اختیار کی اور یہہ بھی غرض کے کہنا خدا کا بلا واسطہ کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برابر تھا باوجود اسکے قرینون سے معلوم ہے کہ کہنے والا کون ہے اور کس کے فرمانے سے کہا ہے پس ابہام رفع ہوگیا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ مین ادخلوا فرمایا

اور سورۂ اعراف مین اسکنوا جواب اسکا یہ ہی کہ سیاق اس آیت کا اس سورۃ مین بیچ کھانے
من اور سلویٰ کے اور بدلنے اُسکے کے ساتھ اور چیزون غلہ وغیرہ کے ہی پس مقصود بالذات
اس مقام مین یہ بیان ہی کہ ہمنے اُنکو اجازت دی کہ اُس گاؤن کی چیزون کو کھاوین اور دخول
موقوف علیہ اور وسیلہ اس مقصود بالذات کا ہی والاذن بالشیٔ اذن بما یتوقف ھو علیہ
یعنی اور اذن ساتھ ایک شی کے اذن اُس چیز کے ساتھ بھی ہی جس چیز پر وہ شی موقوف ہی لاچار ذکر
دخول کا بھی ضرور ہوا اور سیاق اس آیت کا سورۂ اعراف مین بیان تفرقہ اور اختلاف اُنکے کا
ہی کہ سفر اور حضر مین تھا پس سفر مین پانی پینے مین تفرقہ کیا اور حضر مین بیچ سکونت اور طریق اُسکے
کے اختلاف کیا پس لفظ اسکنوا کا مناسب ہوا اور بھی اس سورۃ مین سکونت قریہ کی بھی مقصود
بالذات بیان فرمائی ہواسطے جیساکہ وہ لوگ من اور سلویٰ کے کھانے سے ناخوشی ظاہر کرتے
تھے سکونت خیمون اور ڈیرون کی سے بھی عاجز ہوے تھے اور ہرگاہ کہ دخول مقدم ہی اوپر سکونت
کے اور سورۂ بقرہ بھی مقدم ہی اوپر سورۂ اعراف کے پس دخول کو سورۂ بقرہ مین ذکر کیا
اور سورۂ اعراف مین سکونت کو تیسرا سوال یہ ہی کہ اس جگہ فکلوا فا کے ساتھ لائے اور سورۂ اعراف مین
وکلوا واو کے ساتھ یہ فرق کس جہت سے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اسجگہ مین لفظ دخول کا ذکر فرمایا ہی
اور دخول گاؤن کا مقصود بالذات نہین ہوتا ہی مقصود بالذات چیز دوسری چاہیے کہ دخول
کے اوپر مترتب ہوا اور وہ چیز کہ دخول کے اوپر مترتب اور بعد اُسکے تھی کھانا اناجون اور غلون کا ہی
پس ایسا لفظ لانا کہ ترتیب کے اوپر دلالت کرے اور وہ لفظ فا ہی ضرور ہوا اور سورۂ اعراف مین
ہرگاہ کہ لفظ اسکنوا کا لائے اور سکونت قریہ کی مقصود بالذات ہوتی ہی اور وسیلہ کسی چیز
دوسری کا نہین ہوتی ہواسطے مناسب ہوا کہ کھانا دانون وغلون کا بلفظ [illegible] عطف کے کہ مجرد
ترتیب سے ہو بیان فرماوین چوتھا سوال یہ ہی کہ اس جگہ لفظ [illegible] کا [illegible] لایا ہی اور اعراف مین
اس لفظ کو گرادیا وجہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس [illegible] مین مقصود بالذات اجازت
دانون اور غلون اور فراخی کرنی اُنکی ٹھہرائی ہی پس [illegible] اُسکی ساتھ [illegible] کے مناسب
ہوئی اور سورۂ اعراف مین سکونت مقصود بالذات ہی اور کھانا [illegible] واسطے مباح ہوا کہ سکونت
بغیر اُسکے نہین ہوتی ہے والضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ یعنی [illegible] ضرورت کی ہے

تفسیر خلیلی

اور تو ہمارے
یہاں برسوں رہا
اور تجھکو جو کرنا تھا
سو کر گیا تو احسان
فراموش آدمی
ہے اے موسے مرنے
کہا ہان بھٹک رہے
گر مین اُس وقت
راہ پر نہ تھا اسی
ڈر سے بھاگ بھی
گیا تھا مجھے میرے خدا
نے مجھکو عقل دی
اور اپنا پیغمبر بنایا
اور یہ احسان
جس کو تو جتا رہا
ہے یہ کیا احسان
ہے جب کہ تو نے
میری قوم کی
قوم کو غلام

بقدر ضرورت کے اُسکو مقرر کیا جاتا ہی پس رغدًا کا لانا مناسب نہوا اور بھی داخل ہونا کسی
باغ میوہ دار مین مستلزم اس بات کو نہین کہ وہان جا کر شکم سیر ہون اسواسطے کہ شکم سیری
کی وہ جگہہ ہی جس مقام مین رہتا ہو اور سکونت کسی مکان مین مستلزم اس امر کو ہی کہ اُس مکان کے
کہانے سے سیری حاصل ہو اسواسطے کہ جس جگہہ کوئی ہمیشہ رہتا ہی کھانا پینا اُسکا اُسی جگہہ
ہوتا ہی اور مکان مین اکل اور شرب نہین ہوتا پس ہرگاہ کہ لفظ دخول و سکونت کا کہ دونون
سورتون مین مذکور ہی ایک حال نہین اسواسطے ایک جگہہ رغدًا کا ذکر مناسب ہوا اور دوسری جگہہ
حذف اُسکا پانچوان سوال یہ ہی کہ اسجگہہ خطایاکم فرمایا اور سورۂ اعراف مین موافق بعضی قراءت کے
خطیئاتکم جواب اسکا یہ ہی کہ خطایا جمع کثرت ہی اور خطیئات کہ جمع سلامت ہی جمع
قلت کے صیغون مین سے ہی اور جب کہ اس سورۃ مین قول کو اللہ تعالی نے اپنی طرف نسبت کیا
یعنی قلنا فرمایا اور لائق جناب پاک ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین کے یہ ہی کہ بسبب ایک سجدہ
اور ایک دعا کے بیشمار گناہون کو بخشدے پس ایسا لفظ لانا کہ کثرت کے اوپر دلالت کرے
مناسب ہوا اور اعراف مین قول کو نسبت اپنی طرف نہین فرمائی ہی اسجگہہ لفظ کثرت کا لانا ضرور نہ تھا
اور یہان سے دوسرا نکتہ واسطے ذکر کرنے رغدًا کے اس سورۃ مین اور حذف کرنے اُس سورۃ مین
ظاہر ہوا چھٹا سوال یہ ہی کہ اس سورۃ مین دخول باب کو مقدم اوپر قول حطۃ کے فرمایا ہی تو اعراف
مین بالعکس باید تبدیل عنوان کی کسواسطے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مخاطبین دو قسم کے تھے ایک گناہ
کرنے والے اور دوسرے نیکی کرنیوالے محسن کو لائق یہ ہی کہ عبادت اور بندگی کو مقدم کرے
اور توبہ اور معاف کرانا تقصیرون کا بعد اُسکے بجالاوے تاکہ کسر نفسی اور دور کرنا خودپسندی اور
خودبینی کا حاصل ہووے اور گنہگار کو لائق بلکہ واجب ہی کہ اول صدق دل سے توبہ نصوح
بجالاوے بعد اُسکے قدم بیچ بندگی اور عاجزی کے رکھے تاکہ وہ طاعت اور عاجزی مقبول ہووے
اور سورہ اعراف مین جو چیز لائق حال گنہگارون کے ہی اُسکی رعایت کی اسواسطے کہ اُس سورۃ مین اکثر
مذکور پہلی امتون کے گنہگارون کا ہی اور اس سورۃ مین جو ترتیب کہ لائق حال نیکبختون اور صالحین کے تھی
مناسب ہوئی اسواسطے کہ اس سورۃ مین اکثر صفتین متقیون اور نیکبختون کی بیان مین آئی ہین اور بھی اس
سورۃ مین ہرگاہ کہ ذکر دخول کا پہلے گذرا پس مناسب ہوا کہ اول کیفیت دخول کی بیان کی ہین

اور اس سورۃ مین ذکر سکونت کا ہی دخول کی کیفیت کو اُسکے ساتھ چندان تعلق نہین ساتوان سوال
یہ کہ اس سورۃ مین وسنزید المحسنین ساتھ لفظ واو کے لائے ہین اور سورہ اعراف مین سنزید
ساتھ حذف واو کے یہ فرق کس واسطے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ہرگاہ کہ داخل ہو دروازہ مین
کہ بندگی اور عبادت کی جنس سے تھا مقدم ہوا اور لفظ حطۃ کا کہ توبہ اور استغفار کی جنس سے تھا
نزدیک اُسکے ذکر کیا دونون فعل ملکر گویا ایک چیز ہوئی پس توبہ کی تاثیر لاگنا ہون کے دور کرنیکے واسطے
اور ثانیاً واسطے بلند کرنے درجے نیک بختون کے ہوئی جیسے کہ قاعدہ استعمال واو ن اونقیہ کا ہی بخلاف
اعراف کے کہ قول حطۃ کا کہ جنس توبہ او استغفار کی سے ہی مقدم ہوا پس بیچ دور کرنے مرض گناہون کی تاثیر کی
بعد اسکے کہ دخول باب کا آیا اور یہ جنس عبادت سے ہی بیچ بلند کرنے درجون اور زیادتی ثواب کے مفید ہوا
پس دونون جزا ئین اوپر دونون فعلون کے منقسم ہوئین حرف واو کی گنجائش نہی اور اسجگہ نکتہ لفظی ہی اور وہ
یہ ہی کہ درمیان واذ قلنا کے کہ صیغہ متکلم مع الغیر کا ہی اور درمیان وسنزید کے کہ یہی ہی صیغہ
اتصال باعتبار لفظ کے موجود ہی پس مناسبت عطف کے واسطے پائی گئی بخلاف اعراف کے کہ اسجگہ واذ
قیل آیا ہی سنزید کا عطف اُسکے اوپر کرنا مناسب تھا اور نکتہ اُسکے اوپر یہی ہی کہ سنزید اور
نغفر لکم خطایاکم کے معطوف نہو جیسے کہ واقع مین بھی اسیطرح ہی واسطے اگر یہ معطوف ہوتا سنزید
کی جگہ سنزید جزم کے ساتھ ہوتا تاکہ جواب امر کا ہوجاتا تھا جیسا کہ معطوف علیہ جواب امر کا ہی آٹھوان سوال
یہ ہی کہ اعراف مین فبدل الذین ظلموا منہم ساتھ زیادتی لفظ منہم کے فرمایا ہی اور اسجگہ اُس لفظ کو حذف کیا
اس تغیر کی کیا وجہ ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ اعراف مین پہلے یہ عبارت گزر گئی کہ ومن قوم موسی
امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اس جگہ اگر نہ تخصیص کے سبکو ظالم فرماتے دونون کلامون
مین مخالفت ہوجاتی اور اس سورۃ مین اول کسی طرح کی تخصیص و تمیز نہین گزری پس حاجت
لفظ منہم کی نہ پڑی نوان سوال یہ ہی کہ اس سورۃ مین واسطے بیان کرنے عذاب کے فانزلنا
واقع ہوا اور اعراف مین فارسلنا یہ فرق کس وجہ سے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین اول
سے ذکر انزال کتاب کا ہی اور یہانتک اکثر لفظ انزال کا مستعمل ہوا جیسا کہ قریب گزرا ہی
وانزلنا علیکم المن والسلوی اس عذاب کو بھی بطریق استہزا کے اسی قبیلے
سے قرار کیا گویا اس عذاب کو خوان مہمانی کے ساتھ تشبیہ دیکر اس لفظ کو ذکر فرمایا اور سورۂ

تفسیر خلیلی

نشانی بھی لایا ہون تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدے" فرعون نے کہا "اگر سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ" موسے نے اپنی لاٹھی ڈالدی وہ فوراً صاف اژدہا بنگئی اور اپنا ہاتھ نکالا وہ اُسیوقت سفید (براق) معلوم ہونے لگا۔ (اعراف۔ ر۱۳) تب فرعون کے درباریون سردارون نے کہا "یہ کوئی بڑا جادوگر ہے یہ

اعراف مین اول سے لفظ ارسال کا مذکور ہی جیسے کہ بیچ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن
المرسلین کے اور بیچ قصون پہلی امتون اور قصہ فرعون کے پس لفظ ارسال کا کہ دلالت اوپر تسلط
کے کرتا ہی مناسب ہوا اور بھی لفظ انزال کا اول حدت کا فائدہ دیتا ہی اور لفظ ارسال کا دلالت کرتا ہی
اوپر تسلط عذاب کے اُنکے اوپر اور اُکھیڑنے جڑ اُنکی کے بالکلیہ پس اس سورۃ مین کہ مقدم اوپر سورۂ
اعراف کے ہی ذکر ابتداء نزول عذاب کا مناسب ہوا اور سورہ اعراف مین ذکر انجام کام کا
دسوان سوال یہ ہی کہ اسجگہ بما کانوا یفسقون ذکر فرمایا ہی اور اعراف مین یظلمون بجاے
یفسقون کے ارشاد ہوا اس فرق کا کیا نکتہ ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ یہ فعل اُنکا ظلم تھا اپنے حق
مین کہ بسبب اُسکے غصہ الٰہی مین داخل ہوے تھے اور فسق تھا بنسبت دین خدا کے پس دونون صورتونمین
دونون صفتین قبیح اس فعل کی یاد فرمائین اور وجہ تخصیص اس سورۃ کی ساتھ ذکر فسق کے یہ ہی کہ
ظلم اُنکا اپنے حق مین تھوڑا سا پہلے اس سورۃ مین گذرا بیچ آیت وماظلمونا ولکن کانوا انفسہم
یظلمون کے اگر اس جگہ بھی یہی لفظ مذکور ہوتا تو قسم تکرار کا ہوتا بخلاف اعراف کے کہ اُس مین پہلے
صفت اُنکی ساتھ ظلم کے نہین گذری اس جہت سے افادہ اس معنی کا مناسب ہوا القصہ
بنی اسرائیل کو اوپر اس تمسخر اور استہزا کے چشم نمائی ضرور تھی اسی واسطے اُنسے درگزر نہین کی ہمنے
بلکہ سزا بے ادبی کی چکھائی فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا یعنی پس اُتارا ہمنے اوپر اُن
آدمیون کے کہ یہ بے ادبی کی تھی اور تمسخر اور استہزا کیا نہ اوپر دوسرون کے کہ نے گناہ تھے
رِجْزًا یعنی عذاب سخت مِّنَ السَّمَآءِ یعنی آسمان سے کہ سب مکانون سے بڑا اور بلند ہی اور مَن
اور سلوی بھی اسی جگہ سے اُنکو عنایت ہوتا تھا بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی بسبب اسکے کہ عادت فسق
کی اُنھون نے کی تھی اور خوگر ہوے تھے ساتھ فسق کے کہ حقیقت اُسکی باہر ہونا بندگی خدا
اور دین اُسکے سے ہی اکثر مفسرین نے کہا ہی کہ وہ عذاب طاعون کا تھا اور بسبب اُس طاعون کے
چوبیس ہزار آدمی بنی اسرائیل مین سے ایکدن مین مرگئے اور اُترنا اُسکا آسمان سے اسطرح تھا
کہ ہوا زہردار آسمان کی طرف سے آئی اور مسامون کے رستون سے بدن مین آکر مزاج روح کا فاسد
کردیا اور خون مین سمیت پیدا کرکے بیچ مغابن اور نرم جگھون بدن کے دفع کیا یہانتک کہ طاعون
ظاہر ہوئی اور بسبب سمیت اُسکی کے کہ دل کے اندر پہنچی ہلاک ہوے اور صحیح مسلم اور باقی صحاح

بستہ مین موجود ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون جز ہی اور بقیہ اُس عذاب کا ہی کہ
پہلے لوگ ساتھ اُسکے عذاب دیے گئے پس جب پڑے کسی شہر اور ملک مین اور تم اُس شہر اور ملک
مین ہو تو اُس شہر اور ملک سے مت بھاگو اور اگر سنو تم کہ کسی ملک یا شہر مین وبا پڑی ہوئی ہی پس
اُس شہر اور ملک مین جاؤ بھی نہین اسواسطے کہ وہان سے بھاگنے سے بھاگنا قضاے الٰہی سے
اور مخالف توکل اور تسلیم کے ہی اور دوسری صورت مین یعنی جس جگہہ وہ وبا پڑی ہوئی ہی اُسجگہہ جانے
مین جرأت کرنی اوپر عذاب الٰہی کے اور پیشدستی کرنی اوپر غضب اُسکے کے ہی اور بھی حدیث مین
مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت وبا کسی جگہہ پڑے اور آدمی اُس جگہہ کے نہ بھاگین اور صبر کرین اور
خدایتعالیٰ سے اوپر اس صبر کے توقع اجر کی رکھین حق تعالیٰ اُنکو شہیدون کے مرتبے کو پہنچاویگا
اگرچہ وہ زندہ بھی رہین اور اسجگہہ پر خاطر اکثر ظاہر بینون کے ایک اشکال اور شبہ گزرتا ہے کہ
بھاگنا قحط اور بلاؤن سے بلاشبہ شریعت مین جائز ہی جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرار مما لا یطاق
من سنن المرسلین یعنی بھاگنا اُس چیز سے کہ طاقت اُٹھانے اُسکے کی نہو سکے مرسلین کی سنت
ہی وبا اور طاعون کہ سب بلاؤن سے سخت ہی کسواسطے بھاگنا اُس سے شریعت مین منع کیا ہی
جواب اسکا دو طرح سے ہی اول یہ کہ وبا اور طاعون کی صورت مین اکثر شہر والے خصوصاً اپنے نزدیکی
اور کنبے والے اور دوست اور جان پہچان بیمار ہوتے ہین اگر آدمیون کو بھاگنے کیواسطے اجازت
ہوتی اِن بیمارون کی بیمارداری کون کرتا سب اپنی جان کی خوف سے کہ نہایت شیرین ہی بھاگ کر
چلے جاتے اور بیمار لوگ کمال تکلیف سے مرجاتے اور حرج عظیم کھینچتے پس ایسے وقت مین خدمت
بیمارون کی کرنے اور نہ توڑنے خاطر اُنکی اور عاجزون و شکستہ پاؤن کی کہ بالکل طاقت
بھاگنے کی نہین رکھتے ہین حکم جہاد کا پیدا کیا ہی اور ایسی جگہہ کے ٹھہرنے مین ایسا ثواب ہی جیسا کہ
جہاد کی صف مین ٹھہرنے اور قائم رہنے کا ثواب ہی بخلاف اور بلاؤن کے مثل قحط اور خوف دشمن کے
کہ وہان کے بھاگنے سے یہ مانع اور قباحت نہین پائی جاتی ہی بلکہ فقیر اور مفلس قحط مین سب سے پہلے
بھاگتے ہین اور دشمن کا خوف مالدارون کو ہوتا ہی اگر غریب تنہا پڑے رہین اور مالدار بھاگ جاوین اُنکو
کوئی نہین ستاویگا اور وبا کی صورت مین اگر چار آدمی اگر پڑے رہین اور دوسرے لوگ بھاگ جاوین وہ
لوگ بسبب تنہائی اور تکلیف کے مرجاوینگے پس وبا اور قحط وغیرہ مین فرق ہوگیا دوسری وجہ یہ ہی کہ

تفسیر خلیلی

بیان ممانعت بھاگنے کے طاعون و وبا سے

تو ہمکو کچھ انعام بھی ملیگا؟ فرعون نے "کہا ہان ضرور ملیگا اور تم میرے پاس رہا کروگے" (اعراف ۱۴) فرعون لشکر و [illegible] کے ساتھ آیا تو موسیٰ اُنکو نصیحت کرنے لگے کہ اُسے کمبختی تمہاری خدا پر جھوٹ نہ باندھو نہین تو خدا تمکو کسی آفت مین پھنسا دیگا اور جو جھوٹ بولتا ہی وہ نامراد ہوتا ہے" پھر جادوگرون نے چھپ چھپ کر صلاح مشورے کیے

طاعون اور وبا اثر خبیث دخل جنون کا ہی کہ یکبارگی واسطے ایذا آدمیون کے خواہ مسلمان ہون خواہ
غیر مسلمان منتشر ہوکر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہین پس اُنکے مقابلہ سے بھاگنا ویل ڈرنے کی اُلٹے ہی
اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث ذلت اور توڑنے نخوت اُنکی کا پس اس سبب سے بھی اُسنے حکم جہاد کا
اور صبر کا بیچ لڑائی کفار کے پیدا کیا اور حدیث شریف مین بھی اس طرف اشارہ ہی جس جگہکہ طاعون کے
حق مین فرمایا ہی کہ فانہا وخز اعدائکم من الجن یعنی پس تحقیق وہ طاعون او خزہ دشمنون
تمھارے کا ہی جنون مین سے اور ہرگاہ کہ شمار نعمتون سے کہ بنی اسرائیل پر جناب آلہی کی طرف سے
پہنچتی تھین اور وہ ناشکری کرتے تھے فراغت ہوے اب و نعمتین یاد دلاتے ہین کہ ہرچند اُن مین
ناشکری نہوئی لیکن تفرقہ اور اختلاف درجانب اری کہ جڑ فساد اور اختلاف مذہبون کی ہی ظہور مین
آئی اور وہ یہ ہی کہ جسوقت سفر مین پانی نپایا اور تشنہ ہوے او شکایت اس امر کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے روبرو لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین واسطے دور کرنے پیاس اُنکی
کے دعا فرمائی جیسا کہ فرماتے ہین وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى یعنی اور یاد کرو تم اُسوقت کو کہ دعا استسقا کی
موسیٰؑ نے اور پانی طلب کیا لِقَوْمِهٖ یعنی واسطے قوم اپنی کے کہ بنی اسرائیل تھے نہ واسطے تمام جہان کے
اسواسطے کہ محتاج پانی کی اور گرفتار پیاس کی اُنھین کی قوم تھی اور اس خاص کرنے مین اشارہ
ہوا طرف اس بات کے کہ طریق پانی اُنکے کا نکلنا چشمون کا پتھر سے کسواسطے ہوا اور مینہ آسمان سے
کیون نہ اُترا جیسا کہ بیچ وقت استسقا پیغمبر آخر الزمانؐ اور دوسرے پیغمبرون کے وقوع مین آیا تھا وجہ
اسکی یہی ہی کہ پیغمبر آخر الزمانؐ نے پانی واسطے تمام جہان کے طلب کیا تھا پس پانی مینہ کا کہ آسمان
سے آتا ہی اور عام ہوتا ہی عنایت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاص اپنی قوم کیواسطے طلب کیا
تھا اسیواسطے اُنکو پانی خاص ایک پتھر مین سے نکالدیا اور استسقا سنت موکدہ تمام پیغمبرون کی ہی کہ
قحط کیوقت پانی کیواسطے خدا سے دعا کرتے ہین اور حقیقت اُسکی استغفار اور توبہ اور ظاہر کرنا
عجز اور احتیاج کا ہی اور طریق مسنون اُسکا فقہ کی کتابون مین مذکور اور لکھا ہوا ہی پس قبول کی
ہمنے دعا حضرت موسیٰؑ کی فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یعنی پس کہا ہمنے موسیٰؑ کو کہ مار ساتھ
عصا اپنی کے پتھر کو اور عصا حضرت موسیٰؑ کا درخت آس بہشت کے سے تھا طول اُسکا بقدر دس
ہاتھ آدمی کے کہ برابر قد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتا تھا اور دو شاخ رکھتا تھا اور وہ

دونون شاخین مثال مشعل کے تاریکی کے وقت رات کو چمکتی تھین اصل مین یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام
بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبیاء کے ہاتھ مین پہنچتا رہا یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
سے انکے بیٹے کو کہ مدین نام تھا پہنچا اور انسے ساتھ کئی واسطے کے حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت
شعیب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہی اسمین کہ مراد پتھر سے پتھر غیر معین ہے
یعنی کوئی پتھر پس حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پتھر کو چاہتے تھے اسپر عصا مارتے تھے اور پانی نکلتا تھا
جیسے کہ حسن بصری اور وہب بن منبہ نے کہا ہی اور الف لام انکے نزدیک جنسی ہی کہ اشارہ اسکا طرف ایک
جنس کے ہی پس اس صورت مین یہ معجزہ بھی عصا کے اندر ہوا بغیر واسطے پتھر کے یا وہ پتھر معین تھا
اور روایتون مین یہی قول ثابت ہوا ہی کہ وہ پتھر معین تھا کہ حضرت موسیٰ نے اسکو ایک تھیلی مین رکھ
چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اُس سے یہ کام لیتے تھے بعضے کہتے ہین کہ وہ پتھر تھا کہ کپڑے حضرت
موسیٰ کے لیکر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اسکا سورۂ احزاب مین بطریق اشارہ کے مذکور ہی حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اس پتھر کو اٹھا لو اور اپنے پاس رکھو کہ یہ پتھر کسی وقت مین
خدا کی قدرتون مین سے بڑی قدرت ظاہر کریگا اور عمدہ معجزہ تمہارے معجزون مین سے ہوگا اور بعضے
کہتے ہین کہ وہ پتھر تھا کہ حضرت موسیٰ طور پر سے اٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر بھی اصل مین
بہشت کا تھا کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین پہنچا اور وراثت کی راہ سے طرف
حضرت شعیب کے پہنچا تھا اور انھون نے ہمراہ عصا کے وہ پتھر بھی حضرت موسیٰ کو دیا تھا ہر تقدیر وہ پتھر
سنگ مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے شکل مکعب کہ چھ سطح محیط رکھتا تھا دو سطح نیچے اوپر
اور چار سطحہ اور تھین کہ ہر ایک سطح سے تین تین چشمے جاری ہوتے تھے اور عطا اور مفسرین سے
منقول ہی کہ حضرت موسیٰ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے پس ہر جگہ سے عورت کی پستان کا
سا سر ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ ٹپکتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے لشکر کے لوگون کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گڑھے عمیق کھود لیوین
تاکہ پانی ہر چشمہ کا اُن گڑھے مین جمع ہوتے اور اُس سے پیوین اور جب اُس پتھر کو وقت کوچ کے
اُٹھا لیتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہوجاتا گویا مارنا حضرت موسیٰ کا اُس پتھر کو ساتھ عصا کے
باعث پیدا کرنے قوت کا اُس پتھر مین ہوتا تھا کہ بسبب اُسکے یہ فعل عجیب صادر ہوتے تھے

تفسیر خلیلی
ڈالین گے یا پہلے ہم شروع کرین؟" موسیٰ نے کہا " تمہین شروع کرو تھا وہ گردن سے اپنی جادو کی رسیان اور لاٹھیان ڈالین (طہ ر ۳) اور کہا فرعون کی عزت کی قسم بے ہم جیتے" (شعراء ر ۳) پھر سب کی نظربندی کی اور ڈرایا کہ (سانپ سانپ) اور بڑا جادو کیا (اعراف ر ۱۴) موسیٰ نے کہا "جو تم لائے ہو یہ تو"

اول جذب کرنا ہوا پاس والی کا پے در پے دوسرے بدلنا اُس ہوا کا ساتھ صورت پانی کے بسبب کثرت سردی کے اور اس قسم کے خواص عجیب پتھروں مین بہت دیکھے اور سنے جاتے ہین جیسا کہ جذب لوہے کا بیچ مقناطیس کے اور جیسے کہ خواص حجر المطر وغیرہ مین لکھتے ہین اسپر عجیب زیادہ اس سے یہ ہے کہ صحیحین مین ساتھ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مروی ہوا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام زورا مین تشریف رکھتے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے آگے آنحضرت صلعم کے رکھا پانی انگلیون مبارک سے فوارہ کی مانند جوش کرتا تھا اور بہت آدمی اُس پانی سے وضو کرتے تھے اور بعضے تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے قتادہ کہ شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہین اُنھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھون نے اُس پانی سے وضو کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا قریب تین سو کے القصہ حضرت موسی علیہ السلام نے بموجب ارشاد الہی کے اُس پتھر کو ساتھ عصا کے مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری ہوے اُس پتھر سے بارہ چشمے اور اُس پتھر کے چار مُنہ تھے ہر ایک منہ سے تین چشمے جاری ہوے کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے ہی گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چوپایون کے جھگڑا نکرین اور واسطے دور کرنے اسی تنازع کے تفریق چشمون کی اس طرح بھی نہوئی کہ ایکدن ایک گروہ ایک چشمہ سے پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمہ سے بلکہ چشمے بھی علیحدہ مقرر کیے گئے تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز اُسی چشمہ پر پانی کیواسطے آوے بجدیکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ یعنی تحقیق جانی تھی ہر ایک گروہ نے جگہ پانی پینے لینے کی کہ فلانا مُنہ پتھر کا فلانی طرف سے ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کرنے مین اس واسطے تھا کہ جب اتفاق بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگہ پر حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی مین باوجودیکہ وہ اُسکو ملانے والے تھے بسبب قصور استعداد اُنکی کے ممکن نہوا بعد وفات حضرت موسی علیہ السلام کے کہ ظاہر کی جمعیت بھی اُنکی برہم ہوگئی اجتماع اُنکا اوپر ایک شریعت کے کیا ممکن ہے باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ فَانْفَجَرَتْ معطوف اوپر قُلْنَا کے نہین ہوسکتا ہے اس واسطے کہ حرف فا کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہے یعنی اگرچہ معطوف کا رتبہ پیچھے ہو لیکن بیچ مین فصل نہو اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے

دونون شاخین مثال مشعل کے تاریکی کے وقت رات کو چمکتی تھین اصل مین یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبیار کے ہاتھ مین پہنچتا تھا یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انکے بیٹے کو کہ مدین نام تھا پہنچا اور انسے ساتہ کئی واسطے کے حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت شعیب ؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہی اسمین کہ مراد پتھر سے پتھر غیر معین ہے یعنی کوئی پتھر بس حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پتھر کو چاہتے تھے اُسپر عصا مارتے تھے اور پانی نکلتا تھا جیسے کہ حسن بصری اور وہب بن منبہؓ نے کہا ہی اور الف لام انکے نزدیک جنسی ہی کہ اشارہ اُسکا طرف ایک جنس کے ہی پس اس صورت مین یہ معجزہ بھی عصا کے اندر ہوا بغیر واسطے پتھر کے یا وہ پتھر معین تھا اور روایتون مین یہی قول ثابت ہوا ہی کہ وہ پتھر معین تھا کہ حضرت موسیٰ ؑ نے اُسکو ایک تھیلی مین رکھ چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اُس سے یہ کام لیتے تھے بعضے کہتے ہین کہ یہ وہ پتھر تھا کہ کپڑے حضرت موسیٰ ؑ کے لیکر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اُسکا سورۂ احزاب مین بطریق اشارہ کے مذکور ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا تھا کہ اس پتھر کو اٹھالو اور احتیاط سے رکھو کہ یہ پتھر کسی وقت مین خدا کی قدرتون مین سے بڑی قدرت ظاہر کریگا اور عمدہ معجزہ تمہارے معجزون مین سے ہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ اور پتھر تھا کہ حضرت موسیٰ ؑ طور پر سے اٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر بھی اصل مین بہشت کا تھا کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین پہنچا اور وراثت کی راہ سے طرف حضرت شعیب ؑ کے پہنچا تھا اور اُنھون نے ہمراہ عصا کے وہ پتھر بھی حضرت موسیٰ ؑ کو دیا تھا ہر تقدیر وہ پتھر سنگ مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے شکل مکعب کہ چھ سطح محیط رکھتا تھا دو سطح نیچے اوپر اور چار سطح اوتھین کہ ہر ایک سطح سے تین تین چشمے جاری ہوتے تھے اور عطا اور مفسرین سے منقول ہی کہ حضرت موسیٰ ؑ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے پس ہر جگہ سے عورت کی پستان کا سا سر ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ ٹپکتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لشکر کے لوگون کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گڑھے عمیق کھودلیوین تاکہ پانی ہر چشمہ کا اُس گڑھے مین جمع ہووے اور اُس سے پیوین اور جب اُس پتھر کو وقت کوچ کے اٹھاتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہوجاتا گویا مارنا حضرت موسیٰ ؑ کا اُس پتھر کو ساتھ عصا کے باعث پیدا کرنے قوت کا اُس پتھر مین ہوتا تھا کہ بسبب اُسکے دو فعل عجیب صادر ہوتے تھے

تفسیر خلیلی

ڈالین گے یا پہلے ہم شروع کرین؟ موسیٰ ؑ نے کہا، تمھین شروع کرو تھا ڈو گردن نے ... اپنی جادو کی رسیان اور لاٹھیان ڈالین (طٰہٰ ر ۳) اور کہا فرعون کی عزت کی قسم بے ہم جیتے، (شعرا ر ۳) پھر سب کی نظر بندی کی اور ڈرایا کر (سانپ سانپ) اور بڑا جادو کیا (اعراف ر ۱۴) موسیٰ ؑ نے کہا، جو تم لاسے ہو یہ تو

اول جذب کرنا ہوا یا سوالی کا پے در پے دوسرے بدلنا اُس ہوا کا ساتھ صورت پانی کے بسبب کثرت سردی کے اور اِس قسم کے خواص عجیب پتھرون مین بہت دیکھے اور سنے جاتے ہین جیسا کہ جذب لوہے کا بیچ مقناطیس کے اور جیسے کہ خواص حجر المطر وغیرہ مین لکھتے ہین اور عجیب زیادہ اس سے یہ ہے کہ صحیحین مین ساتھ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مروی ہوا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام زورا مین تشریف رکھتے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے آگے آنحضرت صلعم کے رکھا پانی اُنگلیون مبارک سے فوارہ کی مانند جوش کرتا تھا اور بہت آدمی اُس پانی سے وضو کرتے تھے اور بعضے تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے قتادہ کہ شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہین اُنھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھون نے اُس پانی سے وضو کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا قریب تین سو کے القصہ حضرت موسی علیہ السلام نے بموجب ارشاد آلہی کے اُس پتھر کو ساتھ عصا کے مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری ہوے اُس پتھر سے بارہ چشمے اور اُس پتھر کے چار مُنہ تھے ہر ایک منہ سے تین چشمے جاری ہوے کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے ہی گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چوپایون کے جھگڑا نکرین اور واسطے دور کرنے اسی تنازع کے تفریق چشمون کی اِس طرح بھی نہوئی کہ ایکدن ایک گروہ ایک چشمہ سے پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمہ سے بلکہ چشمے بھی علیحدہ مقرر کیے گئے تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز اُسی چشمہ پر پانی کیواسطے آوے بحدیکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ یعنی تحقیق جانی تھی ہر ایک گروہ نے جگہ پانی پینے اپنے کی کہ فلانا مُنہ پتھر کا فلانی طرف سے ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کرنے مین اس واسطے تھا کہ جب اتفاق بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگہ پر حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی مین باوجودیکہ وہ اُسکو ملانے والے تھے بسبب قصور استعداد اُنکی کے ممکن نہوا بعد وفات حضرت موسی علیہ السلام کے کہ ظاہری جمعیت بھی اُنکی برہم ہو گئی اجتماع اُنکا اوپر ایک شریعت کے کیا ممکن ہے باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ فانفجرت معطوف اوپر قلنا کے نہین ہو سکتا ہے اس واسطے کہ حرف فا کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہے یعنی اگرچہ معطوف کا رتبہ پیچھے ہو لیکن بیچ مین فصل نہو اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے

تھا پس ضرور عطف اوپر محذوف کے ہی یعنی فضرب بعصاہ فانفجرت وجہ اس حذف کی
کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس حذف کرنے مین دلالت اسپر ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
معصوم ہونے کی جہت سے ہرگز بیچ بجالانے اس امر کے توقف نفرمایا اور فی الفور جو کہ فرمایا گیا
عمل مین لائے اور فرمانبرداری اُنکی حکم الٰہی کی ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ حاجت ذکر اور تصریح
کرنے کی نہین بلکہ بیچ حق تمام نبیون کے وارد ہونا امر الٰہی کا کفایت کرتا ہی سوائے ذکر کرنے
اطاعت اُس امر کی سے بسبب معصومیت اُنکی کے گناہون سے اور بعضے وقت طلب این امر کو
بھی پوچھتے ہین کہ اس سورہ مین فانفجرت واقع ہوا اور سورۂ اعراف مین فانبجست اور انفجار
شدت سے جاری ہونے کو کہتے ہین اور انبجاس تھوڑے تھوڑے ٹپکنے کو وجہ فرق کی کیا ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ پہلے مذکور ہوا کہ اُس پتھر مین اول انبجاس ہوتا تھا بعد اُسکے انفجار اور اس سورۃ مین
ہرگاہ ذکر استسقا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہی پروردگار اپنے سے اور وہ بہت قوی ہی استسقا
امت سے پیغمبر اپنے سے لاچار نہایت کار اور اخیر اُسکا کہ انفجار ہی اور دلالت اوپر تمام قبولیت اور
عنایت عام کے کرتا ہی مناسب ہے اور اسی واسطے لفظ فقلنا کا بدلول اس قول صریح کا ہے اس
سورۃ مین لائے اور سورۂ اعراف مین ہرگاہ کہ ذکر استسقا بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے
ذکر شروع قبولیت دعا کا کہ تھوڑا تھوڑا سا ترشح ہی کافی ہوا اور اسی واسطے اُس جگہہ لفظ واوحینا
کا کہ معنی اشارہ خفیہ کے ہی لائے القصہ اُنسے اوپر اس نعمت کے کوئی شکر سوائے پرہیز کرنیکے
گناہون سے درخواست نکیا اور فرمایا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی کھاؤ تم طعام آسمانی سے کہ وہ
من اور سلویٰ ہی اور پیو تم پانی پتھر کے چشمون سے کہ ساختہ پرداختہ تمہارے نہین بلکہ تمکو
پہنچتا ہی مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ یعنی روزی خاص خدا کی سے کہ بلا واسطے اسباب اور تگ و دو تمہاری
کے آتا ہی اور اس کھانے اور پینے کو باعث نافرمانبرداری اور عدول حکمی اُسکی کا نہ ٹھہراؤ بلکہ
اُسکو مدد اوپر بندگی اُسکی کے کرو اور دلیل اوپر عنایت اور کرم اُسکے کے مقرر کرو وَلَا تَعْثَوْا
یعنی اور تباہی نکرو اس قسم کی کہ اثر اُسکا پھیل جاوے فِی الْاَرْضِ یعنی زمین بیچ حالانکہ تم بسبب
تفرقہ اور اختلاف کے ہوگئے ہو مُفْسِدِیْنَ یعنی فساد کرنے والے لیکن یہ فساد تمھارا
اب تک پوشیدہ ہی بیچ دلون تمھارے کے اور جو کہ موجب فساد استعداد تمھاری کا ہے

تفسیر خلیلی

پر اُنکا سارا کھیل بگاڑ دے گا اُن کا بنایا تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کہیں کامیاب نہیں ہوتے (طٰہٰ رکوع) موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی پس وہ اژدہا ہو کر جادوگروں کے سانپ نگلنے لگا پھر تو حق ثابت ہو گیا اُنکا کیا دھرا بگڑ گیا تب ... وہاں ہارے اور ذلیل ہو کر لوٹے اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور

اثر اسکا زمین پر نہین پہنچا اور نہ بیچ فعلون تمہارے کے ظہور نہین کیا اگر احتیاط نکروگے یہی فساد
بشدت تمام ظہور پکڑیگا اور ایک جہان کو خراب کریگا پس معلوم ہوا کہ نعمتین الٰہی بیچ حق بزرگون
تمہارے کے انہی بنی اسرائیل سببِ زیادتی فساد انکے کا ہوا ہی اور اسی سبب سے ہے کہ بعد مبعوث ہونے
ان پیغمبر علیہ السلام کے زیادہ تر حال انکا تباہ ہوا باقی رہی اسجگہ دو سوال اوّل یہ ہے کہ لا تعثوا
مشتق ہے عثی سے اور عثی بمعنی مبالغہ کرنے کے فساد مین ہے پس ذکر مفسدین کا بعد اس کے
تکرار ہو گیا جواب اسکا یہ ہی کہ لا تعثوا صیغہ فعل کا ہی دلالت اوپر حدوث اور پیدا ہونے
فساد کے کرتا ہے اور مفسدین کہ صیغہ اسم فاعل کا ہی دلالت اوپر ثبوت اُسکے کے کرتا ہی پس
حاصل کلام کا ایسا ہوا کہ لا تحدثوا المبالغة فی الافساد حال کونکم ثابتین فی الافساد گویا ایسا
فرماتے ہین کہ بیچ تمہارے مطلق فساد سے تو ممکن نہین اسواسطے کہ فساد نے تمہارے دلون مین
جڑ پکڑلی ہے لیکن احتیاط کرو کہ وہ فساد زیادتی نہ قبول کرے اور حد مبالغہ کو نہ پہنچے اور وجہ انکی
تفسیر مین گزری دوسرا یہ ہی کہ بسبب ظاہر ایسا مناسب تھا کہ نعمت جاری ہونے چشمون کی پتھر
سے بھی ہمراہ سایہ کرنے ابر اور اتارنے من اور سلوی کے ذکر فرماتے تاکہ رفع تمام حاجتون انکی کا
کہ سفر مین درپیش آتی تھین کھانے اور پینے اور سایہ پکڑنے سے ایک جگہ مذکور ہو جاتین کہ سب
ایک جنس سے ہین اس نعمت کو جدا بیان کرنا اور سایہ ابر کا اور انزال من اور سلوی کا ایک
جگہ لانا اور بیچ تتمہ نعمت نجات کے عذاب صاعقہ سے داخل کرنا اسمین کیا نکتہ ہی جواب اسکا
یہ ہی کہ ہر گاہ کہ صاعقہ انکے اوپر آسمان کی طرف سے ابر سفید کے درمیان سے کہ وہ غمام نور کا تھا گری
تھی پس بیچ تتمہ نعمت نجات کے اسی آفت سے ذکر اسکا کہ بنے اسی غمام کو کہ سبب ہلاک کا ہوا تھا
اور اسی آسمان کو کہ جائے صدور اس آفت جان کا ہوا تھا از راہ کرم اور عنایت کے تمہارے کام مین
انکو مصروف کر دیا یہانتک کہ اس غمام نے تمکو گرمی آفتاب کی سے نگاہ رکھا اور اُس آسمان نے اوپر
تمہارے من اور سلوی برسایا مناسب ہوا بخلاف نعمت جاری ہونے چشمون کے پتھر سے کہ نعمت
زمینی تھی نہ آسمانی اور ابر اور آسمان سے کچھ تعلق اسکو نتھا اور بھی یہ نعمت یعنے پھاڑنا ... ون کا
پتھر سے ہر چند کہ ظاہر مین نعمت تھی لیکن دلیل اختلاف اور تفرقہ انکے دلون کے بھی تھی پس یہ ایک امر
مستقل تھا خبر دینے والا ساتھ اس بات کے کہ درمیان انکے اختلاف اور تفرقہ امورات مین

موجود ہوگا اور بسبب اسکے مصدر فساد کے ہونگے بخلاف تظلیل غمام اور انزال منّ و سلوی کے
کہ سب اُنمین شریک تھے اور کسی طرح کا تفرق اور اختلاف نہین رکھتے تھے اور اسیواسطے اوپر ذکر
ہر نعمت کے شمار نعمتون کے ختم فرمائے اور آئندہ ذکر قصور استعداد اُنکی کا اور مختلف ہونا انکا
نبیون سے اور نافرمانی انکی اور رجوع اُنکا طرف پستی کے کہ اُنسے بار بار سرزد ہوتا تھا بیان فرماتے
ہین اور ارشاد کرتے ہین کہ نعمتین جو ذکر کی گئین اسواسطے اُنکے حق مین سبب کفر اور تفرقہ کا ہوئین تھین کہ
یہ نعمتین تمام امورسماویہ اور خصائص غیبیہ تھین اور اُنکے صبر کرنا ان نعمتون پر شاق اور گران ہوا اسواسطے کہ
طبیعتین انکی مائل ادنی ادنی زمین کی چیزون کی طرف تھین اور بالکل علو ہمتی سے اُنکو
حصہ نہ تھا چنانچہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنیکے واسطے کئی وقت یاد دلاتے ہین کہ وَاِذْ قُلْتُمْ
یٰمُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم سوقت کو کہ کہا تمنے اے موسیٰ اور اس پکارنے مین کمال بےادبی ہوئی
کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کو نام لیکر پکارا اور یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور مانند اُسکے نکہا اور
مضمون کلام تمھارے کا بھی کمال بےادبی تھی اسواسطے کہ کہا تمنے لَنْ نَّصْبِرَ یعنی ہم ہرگز
صبر نکرینگے اور ایسا کلام دلالت کرتا ہی اوپر اسکے کہ صبر تو کرسکتے ہین لیکن قصداً ہم نہین کرینگے
والا اس لفظ کی جگہ لن نستطیع الصبر یا لایمکن منا الصبر کہنا چاہیے تھا یعنی نہین طاقت
رکھتے ہین صبر کی یا نہین ممکن ہی ہمسے صبر عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ یعنی اوپر ایک جنس کے
کھانے کے کہ آسمان سے آتا ہی کئی وجہ سے اول یہ کہ وہ کھانا ہوائی ہی اسواسطے کہ منّ بھی اصل مین
وہ شبنم ہی کہ بیچ بعضے طبقون ہوا کے مزہ اور مزاج پیدا کرکے گرتی ہی اور سلوی بھی جانور اڑنیوالا ہے
کہ ہوا اُسکو ہانک کر ہمارے آگے ڈالتی ہے اور ہم زمین کی پیدائش ہین ہمارے تئین
چاہیے کہ غذا بھی ایسی چیز میسر ہو کہ حکم زمین کا اُس مین غالب ہو دوسرے یہ کہ ہمیشگی کرنی
اوپر کھانے ایک قسم طعام کے اشتہا کو مارتی ہے اور ہضم کو ضعیف کرتی ہی تیسرے یہہ کہ
اس طعام کی عادت ہمکو نہین تھی اور جس کھانے کی عادت نہین ہوتی ہرچند کہ
اعلی اور شریف ہو ایسا مرغوب نہیں ہوتا ہے جیساکہ کھانا عادت پڑا ہوا ہو
مرغوب ہوتا ہے ہرچند کہ ادنی اور خسیس ہو اور اسی سبب سے ہی کہ دیہات کی زمیندار لوگ
شہر والون کے کہانے اور میوہ کی چیزین مرغوب نہین ہوتی ہین اور اُنکے شکم سیری

تفسیر خلیلی
تمکو جادو سکھایا ہی
مین ضرور تمھارے
ہاتھ ایک طرف کے
اور پاؤن دوسری
طرف کے کاٹ
ڈالونگا پھر تمکو
کھجور کی شاخون
پر پھانسی دونگا
تب تمکو معلوم
ہوگا کہ کون سب
سے زیادہ عذاب
دینے مین سخت
ہے کس کا عذاب
زیادہ پائدار
ہے ان نومسلمون
نے جواب دیا
اب ہم لوگ
اسکے

انکی نہین ہوئی گو بطریق نقل اور مزہ بدلنے کے واسطے ایک دو مرتبہ کھالیوین آور اس مقام مین
ایک سوال ہے کہ من او سلوی دو کھانے تھے ایک کھانا انکو کس واسطے کہا جواب اسکا یہ ہے
کہ مراد وحدت سے کہ آیت مین مذکور ہے وحدت فردی اور جنسی نہین بلکہ وحدت تکراری ہے
یعنی ہر روز وہی کھانا آتا ہی اگرچہ دو جنس تھین اور عرف مین رائج ہی کہ کئی کھانے اگرچہ مختلف
ہون اور ہر روزہ ہی کھانے استعمال مین آوین اُن کو ایک کھانا کہتے ہین اور اس وحدت
اعتباری کو بجائے وحدت حقیقی کے استعمال کرتے ہین آور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ جب
طعام سالن کے ساتھ ملتا ہی ایک کھانا ہوتا ہے مثل قلیا و خشکا اور دال و خشکا اور شیر اور برنج
اور روٹی اور کباب کے لیکن اس جواب مین خدشہ ہی اسواسطے کہ من او سلوی آپس مین
ملتے تھے تا کہ ایک کو طعام اور دوسرے کو سالن ٹھہرایا جاوے القصہ بنی اسرائیل ہمیشہ کھانے
اُس طعام کے سے عاجز آئے اور کہا کہ فَادْعُ لَنَا پس دعا کر واسطے آسانی ہماری کے رَبَّکَ
یعنی رب اپنے سے کہ اصل مین پرورش اور عنایتین اُسکی متوجہ تیرے حال پر ہین اور تیرے
طفیل سے ہماری بھی پرورش فرماتا ہی اور اس اضافت مین بھی بیگانگی کی آتی ہے کہ
انھون نے فَادْعُ لَنَا رَبَّنَا نہ کہا یُخْرِجْ لَنَا یعنی تا کہ نکالے واسطے کھانے ہمارے کے بلے
اسباب ظاہری کے مثل جوتنے بونے اور پانی دینے وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین حالت سفر
اور سرگردانی اور مقام مقام کوچ کرنے مین ممکن نہین پس چاہیے کہ بطریق خلاف عادت کے
جیسا کہ من اور سلوی آسمان سے برستا ہی جسوقت لشکر ہمارا کسی جگہ پہنچے اسی جگہ موجود اور
تیار پاوین مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ یعنی اُن چیزون سے کہ اُگاتی ہی اُن کو زمین مِنْ بَقْلِهَا یعنی
ساگ اور سبزی اپنی سے مثل خرفہ اور پالک کے کہ اسکو اسفاناخ کہتے ہین اور مثل میتھی کے کہ
اسکو حلبہ کہتے ہین اور مثل سویہ کے کہ اسکو شبت کہتے ہین اور سبزی یعنی ترکاری کھانے کی
دو قسم ہی ایک قسم وہ ہے کہ اسکو کچا کھانا بھی رائج اور متعارف ہی مثل پودینہ اور دھنیہ
اور اجموہ اور ترہ تیزک اور گندنے کے اور اس قسم کو احرار البقول کہتے ہین آور دوسری قسم
یہ ہے کہ اسکو پکا کر کھاتے ہین اور کچا نہین کھاتے مثل میتھی اور پالک اور سویہ وغیرہ کے
آور ساگ اور سبزی کو طلب کرنے مین اسواسطے مقدم کیا کہ جو چیز وقت نہ ملنے

کھانے کے سریع النفع موزمین کی چیزون مین سے یہی جنس ہے کہ تنہا کھائی جاتی ہے بے انتظار دانے اور غلاو میوہ کے خصوصاً احرار البقول کہ انمین حاجت جوش دینے اور نمک ڈالنے کی بھی نہین ہوتی ہے اور نقد سودا ہی وَقِثَّآئِهَا یعنی اور خیار اس زمین کا خواہ خیار دراز ہو کہ اسکو ہندی مین ککڑی کہتے ہین یا چھوٹا خیار ہو کہ اسکو کھیرا کہتے ہین اور یہ جنس بھی کچی کھائی جاتی ہے اور قائم مقام غذا کے ہوتی ہے اور پکا کر بھی بطریق سالن کے استعمال کرتے ہین اور نفع عمدہ ظاہر مین یہی ہی وَفُومِهَا یعنی اور گیہون اس زمین کے سے کہ نفع اسکا محتاج طرف پیسنے اور پکانے کے ہی وَعَدَسِهَا یعنی اور مسور اوسکی سے کہ روٹی کے ساتھ سالن کے کام مین آتی ہے اور اسکے دانہ کو حاجت چھیلنے کی بھی نہین بلکہ لذت بن چھلے کی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت چھلے ہوئے کے بخلاف اور دالون کے مثل چنے اور ماش وغیرہ کے کہ اکثر اونکو حاجت طرف چھیلنے اور صاف کرنے کے پڑتی ہے وَبَصَلِهَا یعنی اور پیاز اس زمین کی سے کہ بسبب خوشبو اپنی کے اصلاح تمام سالنون کی کرتی ہے اور آپ بھی بعضے وقت سالن کی جگہ استعمال مین آتی ہے۔ اور بعضے مفسرین نے صحابہ مین سے فوم کو لہسن کے معنے مین لیا ہے بصل کی مناسبت کیواسطے اسواسطے کہ اصل مین یہ کلمہ ثوم کا ثوم تھا ثا کو فا سے بدل کرتے ہین اور بالعکس بھی جیسا کہ فروغ الدلو مین ثروغ الدلو کہتے ہین اور حدیث کہ بمعنی قبر کے ہے اسکو جدف بول دیتے ہین اور اگر اسطرح نہ کہین پس فوم کہ فا کے ساتھ ہو اسکے معنے فقط گیہون کے ہین ابو محجن ثقفی نے کہا ہی شعر قد کنت احسبنی کاغنی واحد * قدم المدینة عن زراعة فوم ؛ اور عرب بیچ مقام طلب کرنے نان گندم کے کہتے ہین کہ فوموا لنا ای اخبزوا لنا خبز الحنطة یعنی پکاؤ تم واسطے ہمارے روٹی گیہون کی اور اتصال اسکا عدس کے ساتھ اور جدا کرنا اسکا بصل سے بھی دلالت اسی بات پر کرتا ہی کہ فا اسمین اصلی ہے اور معنی گیہون کے ہے البتہ اسقدر ہے کہ قرأت عبد اللہ بن مسعود کی مین وثومها بجای وفومها کے آیا ہے اور اس قرأت مین لہسن کے ہی معنے متعین ہین ابو بکر بن ابی الدنیا نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے قرأت بہتر میرے نزدیک قرأت زید بن ثابت کی ہی مگر سولہ حرفون مین قرأت ابن مسعود کی اختیار کرتا ہون انھین مین سے من بقلها وقثائها وثومها ہے..... اور ظاہر اسبب اختیار کرنے اس حضرت کا ابن مسعود رض کی

تفسیر قلمی

ہین تو پہلے رب کی طرف لوٹ جاتا ہی ہے (شعرا ۲۴) اور یہی بیسہے کہ جب ہمارے پاس اللہ کی نشانیان آئین تو ہم نے انکو مان لیا ہے اے ہمارے رب ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہم کو مسلمان مار (اعراف ۲۴) فرعون والون نے کہا اے موسیٰ ! اکیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمکو اس

قرأت مین سے بسبب ایک شبہ کے ہی کہ آنکی خاطر مین گزرا ہی اور وہی شبہ ایک جماعت پچھلے مفسرین کے
ذہن مین بھی آیا ہے اور وہ یہ ہی کہ بیچ آخر اس آیت کے ان کھانون کو ادنی اور خسیس فرمایا ہے جو بنی اسرائل
نے طلب کئے تھے اور ساگ اور کھیرا اور مسور اور پیاز بھی ردی کھانون مین سے ہین اور گیہون عمدہ ناجون
سے ہے اسکو ردی کھانون مین کیونکر داخل کیا جاوے پس سوا اسکے نہین کہ اس جگہ فا بدل
ثا سے ہوا اور اصل کلمہ ثوم بمعنی لہسن کے ہے کہ ردی ہونا اسکا پوشیدہ نہین۔ اور حل اس شبہ کا
یہ ہے کہ جو ہر گیہون کا فی نفسہ بلاشبہ اعلیٰ اناجون مین سے ہے لیکن جب ساگ اور پیاز
اور مسور اور ککڑی سے کھائی جاوے ادنیٰ ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اعلیٰ اور ادنیٰ ہونا
گیہون کا تابع سالن کے ہی جیسا ہو اگر نفیس ہی تو نفیس ہوتا ہے اور اگر خسیس ہی تو خسیس ہوتا ہے
اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے جواب مین قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ هُوَ
اَدۡنٰی یعنی فرمایا کہ آیا چاہتے ہو کہ بدل مین لیلو اوس چیز کو کہ وہ ادنیٰ ہے قدر مین بھی اور قیمت مین بھی اور
فائدہ اور نفع کی جہت سے بھی اور مزہ اور لذت کی جہت سے بھی بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ۔ یعنے
بعوض اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے باعتبار ان وصفون کے اور ہر چند کہ یہ بدل لینا فی نفسہ
گناہ شرعی نہین اسواسطے کہ سنوارتا مزہ کا حلال چیزون سے ہے لیکن آخر مین پست ہمتی
اور کم حوصلگی تمکو طرف دنیا کے بدل آخرت کے اور اختیار کرنے شریعت منسوخہ کے بدل شریعت
مقبولہ کے کھینچ لے گی اور اسی قیاس پر ہر محل مین پستی اور نیچے گرنا عادت تمہاری ہو جاویگی اور
عالی ہمتون کے کام سے باز رہو گے پس مین عرض اس مطلب کی جناب الٰہی مین نکرون گا کہ یہ مطلب
قابل عرض کے نہین اگر تم باوصف تنبیہ اور جتلانے کے اوپر طلب اور خواہش ان کھانون ردی
کی اصرار رکھتے ہو پس علاج اسکا یہ ہے کہ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا یعنے اترو کسی شہر مین شام کے
شہرون مین سے اور مراد اس مصر سے مصر فرعون کا نہین اسواسطے کہ جو مصر نام شہر معین کا ہے
وہ غیر منصرف ہی تنوین اُس کے اوپر داخل نہین ہوتی ہے عاصم کی قرأت مین جیسے کہ فرمایا ہے
الیس لی ملک مصر وقال ادخلوا مصر ان شاء اللّٰہ آمنین۔ اگرچہ موافق قاعدہ ہند
اور مانند اُسکے کے منصرف پڑھنا بھی اُسکا جائز ہے جیسا کہ کتابون نحو کی مین مذکور ہی فَاِنَّ لَکُمۡ
یعنی پس تحقیق واسطے تمھارے میسر ہو گا اُس شہر مین مَّا سَاَلۡتُمۡ یعنے وہ چیز کہ سوال کی ہے تمنے

مسور اور پیاز وغیرہ سے بغیر حاجت دعا کبھی کے اور مجھکو لائق نہین کہ ایسا سوال جناب الٰہی میں
کرون یہین بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان اور رجوع طرف پستی اور کم ہمتی کے لازم رہا جبتک کہ آدمی
عالی ہمت اور بڑے حوصلے والے انمین موجود رہے مثل حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور
حضرت یوشع اور اور انبیاء عالی قدر کے اور ان نبیون کے حکم اور انکی تدبیر غالب تھے پست ہمتی انکی اسقدر تاثیر
نہین کرتی تھی اور جب یہ لوگ عالی ہمت اُن مین نرہے خصلت ردی کہ طبیعت انکی اُس مین مائل
ہوئی تھی اُسنے ظہور کیا اور کام ذلیل لوگون کے اختیار کیے اور خواہش طرف کھیتی اور بونے جوتنے
کے کی اور رعیت گری اختیار کی اور جہاد اور لڑائی کفار سے اور چھین لینے شہرون کے
دین کے دشمنون کے ہاتھ سے دل چھپایا یہانتک کہ مانند زمیندارون اور کھیتی کرنے
والون کے ہلکے اور ذلیل ہوے اور وجاہت اور دبدبہ باقی نرہا اور اس قدر کے بعد غالب ہونے
جالوت کے انکے اوپر اور بعد حادثہ بخت نصر اور سنجاریب کے کمال رسوخ پیدا کیا وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ یعنی اور مانند خیمہ کے مارے گئے اوپر انکے ذلت اور فقر ذلت اس جہت سے
کہ ہمیشہ زیر دست مسلمانون اور نصارٰی کے رہتے ہین اور خود حاکم کسی جگہ کے نہین ہوتے ہین
اور محتاج اس واسطے رہتے ہین کہ بسبب بھرنے تاوان اور مصادرات اور ادا کرنے جزیہ اور عشر
وغیرہ کے خرچ انکا زیادہ آمدنی سے رہتا ہی اور اگر کبھی کسی کو اُن مین سے تونگری بھی حاصل
ہوتی ہی پھر بھی بباعث خوف مصادرات اور پکڑ بادشاہی کے اپنے تئین مانند مفلسون
محتاجون کے پہننے اور کھانے مین ٹوٹا حال ظاہر کرتا ہی تاکہ حکام اُسکو مالدار جانکر مال اُسکا کسی حیلے سے
نہ چھین لیوین اور یہ ذلت اور فقر ان کا برابر ذلت اور فقر مسلمانون کے نہین اسواسطے کہ مسلمانون کو
ایسکے صبر کرنے پر خشنودی خدا کی اور بلند ہونا درجون کا حاصل ہوتا ہی اور سبب دخول بہشت کا
اور تخفیف حساب کا ہی اور انکو یہ بات حاصل نہین بلکہ بسبب اس ذلت اور فقر کے زیادہ تر رضائے
الٰہی سے دور پڑے وَبَآءُو یعنی پھرے اس مرتبہ بلند سے کہ بطفیل انبیاء اور صلحا کے انکو حاصل ہوا تھا
طرف ذلت اور فقر ذاتی اپنے کے جیسا کہ کوئی سفر سے اپنے گھر کی طرف پھرتا ہی بِغَضَبٍ
مِّنَ اللّٰهِ یعنی ساتھ غصہ کے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے نصیب انکے ہوا کہ قہر اپنا انکے اوپر مسلط فرمایا
اور لطف اور عنایت ظاہری اور باطنی اپنی اُنسے باز رکھی اور اسی سبب سے ہے کہ کفر

تفسیر خلیلی
سوا اسکے اپنے کوئی خدا نہین جانتا ہون اے ہامان میرے لیے مٹی کی اینٹین آگ مین پکا اور میرے لیے اونچا محل تیار کر کہ مین موسیٰ کے رب کے پاس جاؤن مین تو اسکو جھوٹا جانتا ہون اور فرعون اور اسکے لشکر نے ناحق سرکشی کی اور یہ سمجھے کہ وہ اب
بدلا ... ہین

اُنکی جبلت مین بیٹھ گیا ہی اور ایمان اُنکو ہرگز میسر نہین ہوتا ہی اور یہ حالت قبیحہ اُنکو کچھ اسی سبب سے
لاحق نہین ہوئی تھی کہ طعام زمین کا آسمان کے طعام سے بدل لیا اور گستاخیان اور بیہودہ بیان کہ
حضرت موسیٰ ع کے زمانہ مین اُنسے صادر ہوئی تھین بلکہ ہمیشہ سے یہی حال اُنکا رہا اور استعداد باطل
ہوتی رہی اور اعمال بُرے سے بُرے اور گناہ سخت اُنسے صادر ہوتے رہے اور اسی سبب سے یہ لوگ مستحق اس
خرابی کے ہوئے جیسا کہ فرماتے ہین ذٰلِكَ یعنی ذلت اور غضب الٰہی کے ساتھ ملا ہوا تھا
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی بسبب اسکے ہی کہ وہ انکار کرتے تھے ساتھ آیتون
خدا کے اور جو آیتین کہ توریت مین مخالف خواہش نفس اُنکے کے ہوتی تھین اُنکو نہ مانتے تھے اور تغیر اُنکا
تحریف لفظی یا معنوی کرتے تھے اور آیتون صحیفون و دیگر نبیون کا اور زبور اور انجیل کا بھی اسی
طریق پر انکار کرتے تھے یہانتک کہ قرآن کی آیتون کے بھی منکر ہوئے اور جو آیتین و نشان کہ ہر پیغمبر کے
ہاتھ سے معجزون کی جنس سے ہوتی تھین اُنکو نسبت طرف سحر اور کہانت اور استدراج کے کرتے تھے اور
یقین نہین رکھتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ یعنی اور قتل کرتے تھے پیغمبرون کو جیسا کہ حضرت شعیا
اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان مین دار پر کھینچا اور پیغمبر
آخر زمان کو سحر کیا اور زہر دیا اور جو حیلے اُنسے ہوسکے اس نفس مبارک کے قتل کرنے کے واسطے کام مین
لائے اور حدیث شریف مین کہ اُسکو امام احمدؒ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہی وارد ہوا ہے کہ
اشد الناس عذابا رجل قتله نبی او قتل نبیا او امام ضلالة او ممثل من الممثلین یعنی سخت تر
باعتبار عذاب کے اور آدمیون سے وہ شخص ہی کہ اُسکو پیغمبر نے قتل کیا ہو یا اُسنے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو
یا پیشوا گمراہی کا گذرا ہو کہ بسبب اغوا اُسکے کے بہت آدمی گمراہی مین پڑے ہون یا تصویر بنانے والا
جاندار کی پس یہ حق ان لوگون کے ہی باعث غضب کے بشدت تمام جمع ہوئے تھے کہ کفر بھی کرتے تھے
اور قتل بھی کہ وہ بھی بعد کفر کے سب کبیرون سے بڑا کبیرہ ہی اور قتل کی قسمون مین سے جو کہ
بہت بدتر ہے اختیار کر لیے تھے یعنی قتل کرنا پیغمبر کا کہ اُسمین موقوف کرنا ہدایت کا کہ خدا کی طرف سے
تھی اور ناشکری سب سے بہتر نعمتون کی اور بند کرنا دروازہ فیض کا ہے کہ توقع نفع عام کی اُس سے تھی
اور وہ بھی بِغَيْرِ الْحَقِّ —— یعنی بغیر سبب شرعی کے اُنکے گمان مین بھی اسواسطے کہ فی نفسہ
قتل پیغمبر کا بلا موجب شرعی کے ہوتا ہے لیکن کبھی بسبب شبہ کے کہ منکر کے ذہن مین

ہوتا ہے ناحق ہونا اُسکے نزدیک یقینی نہین ہوتا ہے اور اس جگہ اس قسم کا شبہہ بھی نتھا دیدہ و
دانستہ مارتے تھے اور اگر کسی کو استبعاد اس بات کا خاطر مین گزرے کہ وہ بھی آخر اہل کتاب تھے
اور دعوی ایمان کا اوپر حضرت موسیٰ اور پیغمبرون کے کرتے تھے اُن سے یہ کیونکر ہو سکے کہ بے
موجب شرعی اور بغیر شبہہ کے اوپر کفر صریح اور مارنے پیغمبرون کے پیش دستی کرین کہتے ہین ہسم
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یعنی یہ جرأت اُنکی اوپر کفر کے و قتل کرنے پیغمبرونکے اس سبب تھی کہ نافرمانی
کی اُنھون نے پیغمبرون کی اور آہستہ آہستہ خصلت نافرمانی کی بیچ اُنکے محکم ہوئی اور گناہ کرنے
مین ایک دو مرتبہ پر کفایت نہین کرتے تھے کہ جلدی تدارک اُسکا ساتھ توبہ اور ندامت کے ہو سکے
بلکہ اس گناہ مین کمال مبالغہ رکھتے تھے وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ہ یعنی اور تھے وہ کہ تجاوز حد سے
کرتے تھے بیچ گناہ کے پس گناہون کو بہتر جانتے تھے اور جو کوئی اُنکے تئین گناہون سے منع او
تنبیہ کرتا تھا اُسکو دشمن سمجھتا اور جو آیتین الٰہی کہ دلالت اوپر قباحت اُن گناہونکے کرتی تھین
تاویل باطل سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ رفتہ رفتہ پیغمبرونکو کہ جو گناہون کے منع کرنے
مین مبالغہ کرتے تھے مار ڈالا اور کتاب الٰہی کی آیتون کا صریح انکار کیا اور یہ شامت گناہ کی
ہی کہ آہستہ آہستہ اعتقاد مین بھی فتور بلکہ تغیر اور تبدیل پیدا کرتا ہی اور اسی واسطے علماء ربانی
گناہون کی مداومت اور لذت اور عادت پکڑنے اُنکے سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے
ہین کہ رفتہ رفتہ اچھا معلوم ہوتا گناہون کا اور بُرائی اُسکی جو اس سے منع کرے دل مین بیٹھ جاتی
ہے اور یہانتک اخیر کو نوبت پہنچ جاتی ہی کہ شرع کے حکمون کو بھی مکروہ جاننے لگتا ہے
اور کفر کی حد کو پہنچتا ہے جیسا کہ کہا ہے من تہاون بالاداب عوقب بحرمان السنۃ ومن
تہاون بالسنۃ عوقب بحرمان الفرائض ومن تہاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفۃ یعنے
جس نے خفیف جانا ادب کی باتون کو عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونیکے سنت سے اور جسنے کہ خفیف
جانا اور سستی کی سنت سے عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونے کے فرضون سے
اور جسنے کہ سستی کی فرضون سے عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونیکے معرفت سے باقی رہی اسجگہہ کئی
سُوال کہ حاجت جواب کی رکھتے ہین اوّل یہ کہ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم اوپر ایک قسم کے کھانے کی
صبر نکرینگے ہماری ذائقہ بدلنے اور تفنن طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانون کی جنس سے

تفسیر خلیلی

اور کوئی خرابی پھیلائی ایک شخص فرعون کے لوگون مین سے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کیا تم ایک شخص کو مار ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس کھلی نشانیان تمہارے رب کی طرف سے بھی لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اُسکا جھوٹ اُسی پر پڑیگا اور جو سچا ہو تو وہ تم پر پڑیگا کچھ وہ عذاب جسکا تم سے وعدہ کرتا ہے

ہماری ذائقہ بدلنے اور تفنن طبیعت کے واسطے دوسرا کہانا زمین کے کہانون کی جنس سے چاہیئے کہلایا پس مدعا اونکا یہ تہا کہ ہمرا ہ من اور سلوی کی کوئی کہانا دوسرا زمین کا بہی آتا رہے نہ یہ کہ من اور سلوی مطلق موقوف ہوجاوے اور اُسکے بدلے مین طعام زمین کا ملتا رہے پس غرض اُنکی جمع کرنا دونون کہانونکا تہا نہ استبدال ایک کا ساتہ دوسرے کے کلام اُنکے کو استبدال کے اوپر کسواسطے حمل فرمایا اور اس طرح کیون اُنکو کہا کہ اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر جواب اسکا یہ ہے کہ جب اُنہون نے ناخوشی اپنی طعام آسمانی سے بیان کی اور یہ بہی کہا کہ فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلھا وقثائھا الخ اس سے صریح معلوم ہوا کہ وہ بعد اسکے یا طعام آسمانی کو مطلق نکہاوینگے کہ اُس سے عاجز آئے ہین یا بقدر شکم سیری کی نکہاوینگے بلکہ طعام زمینی سے شکم سیر ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکم آدمی کا سوائے اندازہ کے زیادہ غذا کو اُٹہا نہین سکتا ہے جسوقت تہوڑا سا ایک کہانا کہاتا ہے دوسرا کہانا اُسیقدر کم کہاویگا پس تبدیل ادنی کی عوض اعلی کے لازم آئی گو بعضے کہانے مین ہوا اور اگرچہ لفظ تبدیل کو اُنہون نے تصریحا بیان نکیا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہبوط لغت مین نیچے آنا بلندی سے طرف پستی کے ہے سفر سے شہر مین آنیکو ہبوط کسواسطے فرمایا کہ اھبطوا مصرا جواب اسکا یہ ہے کہ لشکر جب تک سفر مین ہوتا ہے سواریون کے اوپر سوار ہوتا ہے اور مال اور اسباب اونٹون کی پشت پر یا خچر ونپر لدا ہوا ہوتا ہے اور خیمے ڈیرے بہی چوپایونپر رکہے ہوے ہوتے ہین اور جب شہر مین پہونچتے ہین ان سبکو بلندی سے طرف پستی کے نقل کرتے ہین اور آپ بہی سواری سے نیچے اُترتے ہین اس سبب سے سفر سے شہر مین آنیکو ساتہ ہبوط اور نزول اور فروکش کرنے اور اُترنے کے تعبیر کرتے ہین اور بہی اس انتقال مین ہبوط معنوی بہی تہا کہ علو ہمتی سے طرف پست ہمتی کے انتقال کرتے تہے اور مرتبہ بلند طعام آسمانی کے سے طعام زمینی کی پستی مین نزول کرتے تہے پس استعمال لفظ ہبوط کا بہت مناسب ہوا تیسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ مین ویقتلون النبیین بغیر الحق فرمایا ہے اور لفظ حق کو معرف باللام کرکے لائے اور سورۂ آل عمران مین بغیر حق ارشاد فرمایا یعنے لفظ حق کو نکرہ کرکے لائے جواب اسکا یہ ہے کہ حق معلوم نزدیک تمام اہل کتاب کے کہ جسکے سبب سے آدمی کو قتل کیا جاوے ایک ان تین چیزون مین سے ہے مرتد ہونا یا قتل ناحق کرنا یا زنا بعد محصن ہونے کے یعنی عاقل بالغ نکاح والا

نہ کرے پس اس جگہہ کہ حق کو معرفہ کرکے لاے اشارہ طرف حق معلوم کے ہے اور سورہ آل عمران
مین کہ حق کو نکرہ کرکے لائے غرض یہ ہے کہ کوئی حق نتہا نہ یہ حق معلوم اور نہ حق دوسرا اُنکے زعم
مین اور وجہ فرق کی کہ اس سورہ مین خاص حق ذکر کیا اور اس سورہ مین عام یہ ہے کہ اس جگہہ
خاص ذکر بُرائی بنی اسرائیل کا کیا ہے کہ وہ اہل کتاب تھے اور اُنسے قتل نبیون کا ناحق سرزد
ہونا نہایت قبیح ہے بخلاف سورہ آل عمران کے کہ اس مقام مین کلام خاص ساتہ فرقہ
بنی اسرائیل کے نہین بلکہ بطریق عموم کے قاعدہ کلیہ ارشاد ہوتا ہے اُس جگہہ ذکر کرنا حق خاص کا
بلا وجہ ہے اور ہر چند کہ اصرار کرنا اوپر کبائر کے کفر کی طرف لیجاتا ہے جیسا کہ فرقہ یہود مین یہی بات
پائی گئی لیکن اگر ایمان ساتہ خدا کے اور دن آخرت کے درست کرکے لا دین تمام کفر کی قسمون کو
محو کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے اور اگر عمل صالح بہی ایمان کے ساتہ ملجا دے تو تمام اقسام خوف
اور غم کے دور کرتا ہے پس کوئی کافر اور گنہگار بعد ایمان لانے کے قبول ہونے ایمان اور توبہ سے
مایوس نہووے چنانچہ فرماتے ہین اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی تحقیق وہ آدمی کہ ایمان لائے ہین
ساتہ زبان کے اور دل سے اس دین کو سچا نہین جانتے ہین ہر چند کفر انکا بہت مذموم ہے اسواسطے
کہ باوجود کفر کے ارادہ فریب دینے خدا اور رسول کا بہی کرتے ہین چنانچہ ابتدا سورہ مین بُرائی حال
اُنکی گذری وَالَّذِيْنَ هَادُوْا یعنی اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے ہر چند کہ بُرائیان اُنکی بہی عملون
مین اور اعتقادون اور اخلاق مین حد سے زیادہ ہین چنانچہ بڑا کفران کا یہ ہے کہ خدا تعالی
کو جسمانی اور بر صورت انسان کے اعتقاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر چند ذات باری تعالی کی
جسمیت سے پاک ہے لیکن تعلق اُسکا جسم کے ساتہ ضرور ہے ہرگز بغیر جسم کے نہین رہتا ہے اور وہ جسم کہ
اسکو لازم ہے جسم مثالی اور نورانی ہے مانند شعاع کے کبہی جمع ہوتا ہے اور کبہی پراگندہ اور
اسی سبب سے ہے کہ آواز اور کلام پکار کر کرنا اور طور سینا پر اُترنا اور ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ چلا جانا اور ہاتہ اپنے سے توریت کا لکہنا اور عرش کے اوپر استوا کرنا یعنے ٹہرنا اور قرار
پکڑنا اور جواز رویت کا کسی جہت مین ہونا اور طوفان نوح عم کے اوپر رونا اور ہنسی اور
اندوہ اور غم اور خوشی ذات باری کے حق مین جائز رکہتے ہین اور ان چیزون کا اوسکے
اوپر اطلاق کرتے ہین بعد اُسکے نبیون کے حق مین بدگمانی اور تہمت گناہ کی بہی بہت

رکھتے ہین یہان تک کہ حضرت موسی پر تہمت حضرت ہارون کی قتل کی رکھتے ہین اور صریح کہتے ہین کہ حضرت موسی ع حضرت ہارون کے اوپر حسد کرتے تھے آور بعضے اُنمین سے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر نہ تہی بلکہ ولی تہی اور ولایت کو افضل نبوت سے جانتے ہین اور خیال اُنکے مین یہ بات ٹہر گئی ہے کہ معنی نبوت کے محض ایلچی گری اور پہونچانا خدا کے پیغام کا ہے اور قرب الٰہی اور مرتبہ اللہ کے نزدیک ہونا اس خدمت مین درکار نہین آور حضرت ہارون کو بہی حضرت موسی علیہ السلام کے ساتہ نبوت مین شریک نہین جانتے ہین بلکہ خلیفہ اونکا کہتے ہین اور گوسالہ بنانے کو حضرت ہارون کی طرف نسبت کرتے ہین آور حضرت داؤد علیہ السلام کو اوریا کی قتل کی تہمت لگاتے ہین اور حضرت سلیمان کو کہتے ہین کہ طلسم اور نیرنج رکھتے تہے اور تسخیر جنون کی جانتے تہے اور رجعت شمسیون کی جائز رکھتے ہین اور جو آیتین توریت کی پیغمبر آخر الزمان کی حقیت پر صریح دلالت کرتی ہین اُنمین تاویل فاسد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ان آیتون سے تسلط اور ملک اُنکا ثابت ہوتا ہے نبوت اور رسالت نہین ثابت ہوتی ہے اور منسوخ ہونا شریعت کا ہرگز جائز نہین جانتے ہین بلکہ خدا کی شریعت منحصر حضرت موسی کی شریعت مین جانتے ہین اور یہ بات کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام سے پیشتر کوئی شریعت نہ تہی اور بعد اُنکے کوئی بہی شریعت نہوگی اور اسیواسطے حضرت عیسی کی نبوت کا بہی انکار کرتے ہین آور حضرت مریم کی حق مین تہمتین باطلہ بیان کرتے ہین اور لقب یہود کا حضرت موسے علیہ السلام کے کلام سے اپنے واسطے تراشا ہے کہ اُنہون نے وقت مناجات اور طلب رحمت کی جناب الٰہی سے انا ھدنا الیک کہا تہا یعنے ہمنے توبہ اور رجوع کی طرف تیرے وَالنَّصٰرٰی یعنے اور نصاری اور لفظ نصاری اصل مین جمع نصران کی ہے مثل سکاری اور سکران کی اور نصران بمعنی ناصر کے ہے اور اس لقب کو ترسایون نے اپنے واسطے مقرر کیا ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب استمداد یہودیون سے چاہی تہی کہا تہا من انصاری الی اللہ اور حواریون نے جواب مین کہا تہا کہ نحن انصار اللہ آور اس فرقہ نے بہی اعتقاد اور عملون مین بہت خبط کیا ہے اور زیادہ تر خبط انکا بیچ بیان حال نزول حضرت عیسے علیہ السلام اور اتصال روح اُنکی کے ساتہ بدن اُنکے سے پہر خبط بیچ بیان حال پڑہنے اُنکے کے طرف عالم ملکوت کے اور اتصال روح اونکے کو اس حال مین اور بیچ بیان ان دونون کیفیتون کے عجیب عجیب کفر کی باتین درمیان مین

لاتی ہین کہ کان سننے اُن کفریات سے سے کمال تنفر کرتے ہین اور یہ دونو فرقہ سعاد کے حال مین بہی کفر
اختیار کرتے ہین اکثر یہودی کہتے ہین کہ جو کچہہ توریت اور زبور اور دوسری کتابون آسمانی
مین وعید اور خوف دلانا گناہون پر مذکور ہے محض واسطے اور لوگون کے ہے سواے فرقہ بنی اسرائیل
کے کہ اُنکو بسبب شفاعت آبا اور اجداد اپنے کے کہ بڑے بڑے نبی ذی قدر گزرے ہین اندیشہ
نہین اور کسی طرحکا خوف اُس وعید سے نہین رکہتے ہین اور اکثر نصاری کہتے ہین کہ مقدمہ جزا
اور دار وگیر حساب دن قیامت کی حضرت عیسی علیہ السلام کے سپرد ہوگی بلکہ دن جزا کا محض
حضرت عیسی کے ظاہر ہونے کا دن جانتے ہین اور اسی جہت سے کمال تسلی رکہتے ہین کہ حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے تابعین کو بغیر پرسش کے بہشت کی نعمتون سے سرفراز فرماوینگے وَالصَّابِئِيْنَ
یعنی اور بے دین کہ ساتہ کسی دین آسمانی کے مقید نہین ہین اور خلاصہ مذہب اُنکے کا یہ ہے
کہ آدمی کو سعادت حاصل کرنے مین کسی پیغمبر یا مرشد کی حاجت نہین روحانیات کہ آسمانون
اور عنصرون اور موالید ثلثہ کے واسطے مدبر ہین اونکی تکمیل اور پرورش کے واسطے کفایت کرتے
ہین لیکن آدمی کو چاہیئے کہ روحانیات سے مناسبت پیدا کرے تاکہ فیض اُنسے لیوے اور
طریق مناسبت پیدا کرنے کا ساتہ روحانیات کے یہ ہے کہ اُنکے نام پر ہیکلین اور شکلین بنائی
جاوین اور اُن بتون کی کمال تعظیم بجالائی جاوے اور اون روحانیات کے نام اور وصف انکی
رو برو اون بتون کے بیان کیئے جاوین اور اسی سبب سے بعضی لوگ اس فرقہ مین سے افتاب اور چاند
اور ستارون کو سجدہ کرتے ہین اور بعضے انہین سے ان ستارون کے نام پر صورتین تراشتے ہین
اور اُسکو قبلہ اپنا بناتے ہین اور کلدانئین ایک گروہ ہے انمین سے انکی بستی کہ دمشق تہی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُنکے مقابلہ کے واسطے بہیجے گئے اور فرقہ حرانئین اور اباد یان کا کہ اُنہین مین سے ہین
بعضے بزرگون اپنے کو پیغمبر جانتے ہین اور اکثر صابئین تین وقت نماز پڑہتے ہین اور جنابت سے
غسل کرتے ہین اور میت کی ہاتہ لگانے سے بہی غسل واجب جانتے ہین اور کہانا گوشت گدہے کا اور
کتی کا اور پنجہ گیر جانورون کا پرندون مین سے حرام جانتے ہین اور اونٹ اور کبوتر اور پیاز اور
باقلا اور مارماہی وغیرہ کو بہی حرام جانتے ہین اور شراب کا پینا جائز کرتے ہین لیکن مستی کہ شراب
سے ہو اُسکو حرام جانتے ہین اور ختنہ کو بہی حرام جانتے ہین اور طلاق بغیر حکم حاکم کے درست نہین

جانتے ہین اور مرد کے واسطے زیادہ ایک عورت سے روا نہین رکہتے ہین اور صورتین اور بتونکے
بنانے مین باریکیان خرچ کرتے ہین ہیکل علۃ اولی اور ہیکل عقل اور ہیکل سیاست اور ہیکل
صورت اور ہیکل نفس کلی کہ جواہر عقلیہ روحانیہ ہین شکل مدور بناتے ہین اور ہیکل زحل کی
مسدس اور ہیکل مشتری کی مثلث اور ہیکل مریخ کی مربع مستطیل اور ہیکل آفتاب کی مربع اور ہیکل
زہرہ کی مثلث مربع کے جوف مین اور ہیکل عطارد کی مربع مستطیل مثلث کی جوف مین اور ہیکل ماہتاب
کی مثمن ہشت پہلو اور قیامت کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ جتنی ولایتین آباد ہین ہر ایک ولایت
چہتیس ہزار اور چار سو پچیس برس تک باقی رہتی ہے بعد اس مدت کے جو ذی روح اُسکے اندر ہین خواہ
انسان خواہ اور حیوانات بالکل فنا ہوجاتے ہین اور ازسرنو ایک ایک جوڑہ ہر حیوان کا اور ایسے ہی
انسان کا بہی ایک جوڑہ پیدا ہوتا ہے اور توالد اور تناسل ہوتا رہتا ہے اور دورہ پورا
ہوتا ہے پہر اسیطرح سے دورہ اور شروع ہوتا ہے اور پہلے سب فنا ہوتی ہین اور ازسرنو اور پیدا ہوتے
ہین وعلی ہذا القیاس اور جلانا مردون کا اور اُٹہانا قبرونین سے آدمیونکا اسکا بالکل انکار کرتے ہین
اور ثواب اور عذاب کو انہین دورون مین بطریق تناسخ کے جانتے ہین حاصل یہ ہے کہ ہر ایک نے ان
چارون فرقون سے بسبب کمال دور رہنے کے اللہ کی راستے سے حکم گندہ اور سڑے ہوی کہانے
کا پکڑا ہے کہ ظاہر مین توقع اصلاح اُسکی کی کسی وجہ سے نہین لیکن کمال عنایت الٰہی ہے کہ مَنْ اٰمَنَ
یعنی جو کوئی ایمان لاوے اُنمین سے دل سے ساتھ اخلاص کے بِاللّٰہِ یعنے ساتھ خدا کے بغیر تشبیہ
اور بغیر تعطیل اور بے تشریک کے یعنے اللہ کو نہ کسی شے کے ساتھ تشبیہ دیوے کہ جسم وغیرہ اُسکے
واسطے ثابت کرے اور نہ معطل کہے اور نہ کوئی شریک اُسکا ٹہراوے وَالْيَوْمِ الْآخِرِ یعنے اور
بہی ایمان لاوے ساتھ دن پچہلے کے کہ دن جزا کا ہے اور ایمان خدا کے ساتھ بغیر ایمان لانے کے
ساتھ اُسدن کے تمام نہین ہوتا ہے اسواسطیکہ جو کوئی ایمان ساتھ اُسدن کے نرکہے ہمیشگی پروردش
اُسکیکا اور تمام ہونے قدرت اور کمال حکمت اور عدل اُسکیکا منکر ہے اور ایمان ساتھ کتابون
اور رسولون اور فرشتونکے ان دونو ایمانون کے واسطے لازم ہے اسواسطے کہ یہ دونو ایمان بغیر
وسیلہ رسولون اور فرشتونکے معلوم نہین ہوسکتے ہین اور بغیر کتابون آسمانی کے علم ساتھ اُنکے
باقی نہین رہ سکتا ہے اسی جہت سے ان تینون چیزون کا جدا بیان نکیا اور واقع مین اسیطرح ہے

کہ جسکو ایمان مبدا اور معاد کے ساتہ کما حقہ نصیب ہوا بغیر رسولون اور فرشتون اور کتابون کے میسر نہین ہوا اور محض ایمان بہی ساتہ مبدا اور معاد اور وسایط کے ہر چند کہ بیچ امید نجات کے تاثیر عظیم رکہتا ہے لیکن واسطے نجات کلی کے چیز دوسری بہی چاہیئے جیسے کہ فرماتے ہین وَعَمِلَ صَالِحًا یعنے عمل کیا عمل شائستہ اور عمل شائستہ مین یہ بات ضرور ہے کہ ناسخ کو لیوے اور منسوخ کو ترک کرے اور احکام الہیہ کو بیچ مقابلہ مصلحتون عقلی کے ترجیح دے اور جب ہر ایک گروہ نے ان چارون گروہون مین سے ایمان درست کیا اور عمل اس قاعدہ کے ساتہ بجا لائے فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ یعنے پس واسطے اُنکے ہے اجر کامل اُنکا کہ اگر ابتدا سے اسوقت تک اوپر اُسکے مداومت کرتے بہی اجر پاتے عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے نزدیک پروردگار اُنکے کے کہ ایمان اور عمل اُنکی تربیت فرماتا ہے اس حدتک کہ ایمان ایک لمحہ اور عمل صالح ایک ساعت کے سو ثانیوا الاکفر اور فسق تمام عمر کا کرتا ہے اور اُس ایمان اور عمل صالح ایک ساعت کیکو بسبب حسن تربیت اپنی کے موافق ایمان اور عمل صالح عمر بہر کے پہونچاتا ہے پس کمال مہربانی اور رحمت اُسکی بندونکے حال پر ہے کہ تہوڑی سی نیکی پر ثواب تمام عمر کی نیکی کا عنایت کرے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنے اور نہین ہے خوف اوپر اُنکے تاثیر پہلے کفر کی سے کہ مبادا موجب نقصان اجر کا ہووے اسواسطیکہ بسبب عنایت اوسکیکے پچہلے عمل اُنکے نے بعض عمر کے ایمان کو برابر ایمان تمام عمر کے کیا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے اور نہ وہ غمناک ہووینگے بسبب فوت ہونے عمل صالح کے کہ ایام کفر مین اس عمل سے محروم تہے اسواسطیکہ عنایت الٰہی اور پرورش اُسکی سے پچہلے عمل نے تدارک پہلے کا بہی کیا باقی رہا اس مقام مین ایک سوال کہ جواب اُسکی حاجت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سورہ مین ذکر نصاریٰ کا صابئین کے ذکر پر مقدم فرمایا ہے اور سورۂ حج مین صابئین کو اوپر نصاریٰ کے مقدم کیا ہے اور سورۂ مائدہ مین لفظاً صابئین کو مقدم فرمایا ہے اور تقدیراً موخر اسواسطیکہ تقدیر کلام کی اس جگہہ اسطرح ہے کہ والصابئون کذلک یعنی من آمن باللہ الخ خبر ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ کی ہے اور صابئون کی خبر محذوف ہے یعنی کذلک پس تقدیر مین صابئون پیچہے ہو گیا اور باعتبار لفظ کے نصاریٰ سے مقدم ہے وجہ اس تفنن عبارت اور جدا جدا لانے کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلام اس سورۂ بقرہ

ساتھ بنی اسرائیل کے ہے اور خطاب طرف اہل کتاب کے ہے اور نصارے بہی اصل مین بنی اسرائیل
مین سے پیدا ہوئے ہین اور اہل کتاب بہی ہین اور صابئون بنی اسرائیل نہین ہین شرافت کی
جہت سے نصاری کا ذکر مقدم ہوا اور سورہ حج مین بیان قطع اختلاف کا ہے کہ فرقون گمراہ کا
ساتہ اہل حق کے ہے پس جن شخصون کی تنازع اور مخالفت بہت تہی اُنکا ذکر مقدم ہوا اور اسواسطے
یہود کو صابئین پر بہی مقدم کیا حالانکہ صابئین کا زمانہ بیشتر ہے زمانہ یہود کے سے اس جہت سے
کہ یہودی زیادہ تر مسلمانونسے مخالفت اور دشمنی رکھتے تہے بعد اُسکے صابئین کا رتبہ ہے کہ ہرگز
ساتہ کسی دین اور شریعت کے آشنا نہین ہوے بعد اُسکے نصارے کہ بیچ برحق جاننے اکثر
رسولون اور کتابونکے مسلمانونکے شریک ہین بعد اُنکے مجوسی کہ اُنکے تئین شبہہ کتاب کا ہے بعد اُسکے
مشرکین کہ ہرگز دعوی کتاب کا نہین کرتے ہین اور مخالف سب دینون کے ہین اور یہ بہی کہنا
ممکن ہے کہ صابئین ہرچند کہ موحد ہین اور کسی وجہ سے شرک نہین کرتے ہین لیکن اس قول مین
کہ اللہ تعالی کی ذات نے روحانیات مین حلول کیا ہے یعنے اُنکے اندر سما گئی ہے اور روحانیات نے
حلول اُن شکلون اور بتون مین کہ اپنے ہاتہ سے بنالئے ہین کیا ہی نصارے سے بہی بڑہ کر اور پیشوا
اُنکے ہوئے ہین گویا نصارے نے مذہب حلولی اُنہین سے سیکہا ہے بخلاف یہود کے کہ مذہب اُنکا
حلول سے دور ہے پس بجہت اوستاذ ہونے صابئین کے اور شاگرد ہونے نصارے کے صابئین
کو مقدم فرمایا اور سورۂ مائدہ مین رعایت دونو امر کی فرمائی کہ لفظ کے اعتبار سے مقدم کیا اور معنے مین
مؤخر لائے اور جو کہ وہب بن منبہ سے بیچ تفسیر ابن ابی حاتم کے مروی ہے کہ الصابی الذی یعرف
اللہ وحدہ و لیست لہ شریعۃ یعمل بھا و لم یحدث کفرا یعنے صابی وہ شخص ہے کہ اللہ کو
جانتا ہے اور اس بات کا اُسکو عقیدہ ہے کہ اللہ کی کوئی شریعت نہین کہ اُسکے اوپر عمل کیا جاوے
اور نہ کوئی کفر اُسنے پیدا کیا اور ابی الزناد سے بہی اُسی تفسیر مین ہے کہ الصابئون قوم مما یلی
العراق یکفرون بالنبیین کلھم مطابق اُسکے ہے جو کہ ہمارے تفسیر مین مذکور ہوا اور
متقدمین مفسرین سے سوائے اس قول کے اور قول بہت بیچ بیان مذہب صابئین کے منقول ہین
لیکن کوئی مطابق نہین پڑتا ہے ساتہ اُن اقوال کے کہ اصحاب ملل و نحل نے لکہے ہین منجملہ
اُنکے جو کہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ الصابئۃ منزلۃ بین النصرانیۃ والمجوسیۃ

یعنے صابئہ مرتبہ ہے بیچ نصرانیہ اور مجوسیہ کے اور ابو العالیہ سے منقول ہے کہ الصابئون قوم من
اهل الکتاب یقرءون الزبور یعنی صابئون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے کہ پڑھتے ہین زبور کو
اور سدی سے منقول ہے کہ الصابئون طائفۃ من اهل الکتاب یعنے صابئون ایک گروہ ہے
اہل کتاب سے اور قتادہ سے منقول ہے کہ الصابئون قوم یعبدون الملائکۃ ویصلون الی
غیر القبلۃ ویقرءون الزبور یعنے صابئون ایک قوم ہین کہ پرستش کرتے ہین فرشتون کی
اور نماز پڑہتے ہین طرف غیر قبلہ کے اور پڑہتے ہین زبور کو اسجگہہ مین جاننا چاہئے کہ جیسے منطوق اس
آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر قبول ہونے ایمان اور عمل صالح ہر کافر کے اگرچہ بدتر انواع کفر اور فسق کا
مرتکب ہوا ہو ایسے ہی مفہوم اس آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ قبول ہونے ایسے ایمان کے کہ جن
چیزون کے ساتہہ ایمان لانا واجب ہے بعضے چیزون کے ساتہہ انہین سے ایمان لاوے اور
بعضون کے ساتہہ نلاوے بلکہ ایمان جب قبول ہوگا کہ کل ان چیزون کے ساتہ ایمان لاوے اور اسکے
اوپر بہی دلالت کرتا ہے کہ تمام عبادتین خواہ بدنی ہون خواہ مالی اگر کفر کے وقت اور بغیر ایمان کے
کی جاوین مقبول نہین چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو بہی ارشاد فرمایا تہا جسوقت
کہ سلمان فارسی مسلمان ہوئے تہے اور راہبون نصارے کا حال اور بڑی بڑی سخت عبادتین اور
استدراج انکے آنحضرت کے رو برو بیان کئے تہے اور یہی آیت واسطے تصدیق کلام مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوی تہی جیسا کہ ابن جریر کی روایت مین کہ مجاہد سے بیچ قصہ سلمان فارسی
کے کہ وہ قصہ بہت طویل ہے مذکور ہے کہ حضرت سلمان نے آنحضرت سے سوال کیا تہا نصاری اور عملون
انکے کا پس آنحضرت نے انکے جواب مین فرمایا تہا کہ نہین مرے وہ اوپر اسلام کے اور اسی قصہ مین
یہ بہی مذکور ہے کہ بعد سوال انکے کے اتری یہ آیت ان الذین امنوا والذین هادوا
پس بلایا آنحضرت نے سلمان کو پس فرمایا اتری یہ آیت تیرے ہمراہیون کے حق مین پہر فرمایا آنحضرت
نے جو شخص مرا اوپر دین عیسے کے قبل اسکے کہ سنا میرے تئین پس وہ اوپر خیر کے تہا اور جس شخص نے
کہ سنا مجکو اور نہ لایا ایمان ساتہ میرے پس تحقیق وہ ہلاک ہوا القصہ بنی اسرائیل نے ابتدا استبدال
مین نافرمانی خدا کی شروع کی تہی اور آخر کو بے پردہ مخالفت ظاہر کی جیسا کہ جو مخالفت اون سے
ظاہر ہوی تہی یاد دلاتے ہین کہ واذ اخذنا میثاقکم یعنے اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ لیا

ہمنے عہد محکم تم سے اسبات پر کہ احکام سخت اور مشکل توریت کے قبول کرو اور اطاعت احکام کے سے
گردن نہ پھیرو اور تم نے جب دیکھا کہ احکام توریت کے بہت بھاری اور سخت ہین اون تکلیفات کے
قبول کرنے سے انکار کیا حالانکہ پیشتر اوس سے کمال مبالغہ اور تاکید سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
درخوہست کی تھی کہ ہمارے پاس شریعت اور دین نہین ہی چاہیئے کہ ہمارے واسطے ایک کتاب آوے
اور اوس کتاب مین قاعدے شریعت کے اور طریقے طاعت اور عبادت کے مفصل مذکور ہوون
تاکہ موافق اوسکے عمل کرین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار تم سے عہد و پیمان مضبوط کیا تھا
کہ اگر مین خدا کی طرف سے تمہاری واسطے ایسی کتاب لاؤن کہ تکلیفات اور احکام اوس مین
سووین البتہ اوسکو قبول کرنا تمکو پڑے گا اور جب تمنے بعد آنے اوس کتاب کے قبول کرنے اوسکے سے
توقف کیا اور عہد اور پیمان دینے سے بھی سستی کی ہمنے تم سے زبردستی قبول کروایا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ
الطُّوْرَ یعنی اور اوٹھایا ہمنے اوپر سرون تمہارے پہاڑ کو اور طور لغت مین پہاڑ کو کہتے ہین کہ جسمین
سبزہ اور درخت ہو جیسا کہ ابن جریر اور ابن حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ اَلطُّوْرُ مَا یُنْبِتُ مِنَ الْجِبَالِ وَمَا لَمْ یُنْبِتْ فَلَیْسَ بِطُوْرٍ یعنی طور وہ پہاڑ ہے جس مین
سبزہ ہو اور جسمین سبزہ نہو وہ طور نہین لیکن مراد اسجگہ ایک پہاڑ معین ہے اور وہ پہاڑ وہی پہاڑ ہے کہ توریت
اوسجگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اوس پہاڑ کو اپنی جگہ سے
پرون اپنے پر اوٹھا کر لائے اور قد آدم کے فاصلہ سے بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دیا کہتے
ہین کہ گرد لشکرگاہ کا اوس وقت مین طول اور عرض مین ایک ایک فرسنگ تھا اور پہاڑ
بھی اتنا ہی لمبا چوڑا تھا جب بنی اسرائیل نے پہاڑ کو اوپر سرون اپنے کے دیکھا ڈرے
اور سجدے مین گرے لیکن ایک طرف پیشانی کے زمین پر رکھدی تھی اور دوسری طرف سے
ایک آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ مبادا ہمارے سر پر گر پڑے اسی سبب سے بنی اسرائیل مین
طور سجدہ کا اسی وضع پر ٹھہرا تاکہ اوس حالت ہولناک کو یاد دلاوے اور بعد کھڑا کرنے پہاڑ
کے تمہارے سرون پر کہا ہمنے خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ یعنی پکڑو تم اوس چیز کو کہ دیا ہمنے
تمکو تکلیفات شاقہ سے کہ توریت مین ہین اور حقیقت مین عطا ہماری ہی بِقُوَّةٍ یعنی ساتھ
تمام کوشش کے جیسے کہ دنیا کی حاصل کرنے مین نہایت درجہ کی کوشش کرتے ہو اور واسطے

نفع دنیا کے کہ قلیل ہے اُس کی سختیونکے اُٹھانے مین نہایت مشقت کرتے ہو حالانکہ تکلیفات شرع
کی عقل سلیم کے نزدیک اُن دنیا کی سختیون سے بہت مرغوب اور مقصود ہین اسواسطے کہ ان
تکلیفون کے اُٹھانے مین نفع بہت بڑا ہے پس جب اسلاف اور بزرگون تمھارے نے
جس چیز کو کہ کمال آرزو اور خواہش سے طلب کیا تھا بسبب مشکل اور بھاری ہونے کے انکار
کیا اور پھر گئے یہانتک کہ بسبب کھڑے کرنے پہاڑ کے اُن کے سرون پر اُن کو ڈرایا ہم نے
اور جد لاچاری اور اکراہ کو پہنچا یا تم سے کیا بعید ہے کہ متابعت اور پیروی اس پیغمبر آخر الزمان کی
بسبب فوت ہونے رشوتون اور نذرون اور نیازون کے کہ جاہلون اپنے سے لیتے ہو اور برہم
ہونے ریاست اور مرتبہ اپنے کے ترک کرو اور منکر ہو جاؤ یہان تک کہ تمکو ساتھ قتل کرنے اور
لوٹنے اور قید کرنے اور جلا وطنی کے نہ ڈراوین اطاعت اُس کی بجا نہ لاؤ حالانکہ اگر تم تامل کرو
متابعت اس پیغمبر کی بھی منجملہ انھین تکالیف کے ہے کہ نیچے اُس پہاڑ کے قبول کی تھین تمنے
اور اسی واسطے تمنے کفایت فقط ساتھ عہد لینے کے اوپر عمل کرنے ظاہر توریت کے نکی تھی بلکہ کہا
تھا ہمنے وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ یعنے اور یاد کرو تم بار بار اُس چیز کو کہ درمیان اُن تکلیفون کے ہے
فائدون اور بھیدون اور حکمتون سے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنے تاکہ ہووے کہ تم بسبب اس کر
اور فکر کے مرتبہ تقوے کا حاصل کرو اور مخالفت حکمون الٰہی کی سے ہر زمانہ مین جس پیغمبر کی
زبان سے سنو پرہیز کرو باقی رہا اس جگہہ ایک اشکال قوی اور وہ یہ ہے کہ بسنا تکلیفات الٰہی
کی اوپر اختیار بندون کے ہے اور زبردستی اور جبر کرنا بیچ قبول کرنے اُن تکلیفون کے مخالف
غرض تکلیف کے ہے اسواسطے کہ منظور تکلیف دینے بندون کے سے ساتھ احکام اور امر اور نہی کے
امتحان اور آزمایش اُنکی ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون ان مین سے خوشی اور رغبت اپنی
سے مطابق اُس کے عمل کرتا ہے اور کون ساتھ اختیار اور ارادہ اپنے کے راہ عصیان اور نافرمانی
کا چلتا ہے تاکہ موافق اُس کے جزا دیا جاوے اور جس صورت مین زبردستی اور لاچاری سے
ایک چیز کروائی جاوے خواہش اور رغبت بالکل سلب ہوتی ہے اور مطیع نافرمان سے
جدا نہین ہو سکتا ہے اس واسطے کہ یہ بات انسان کی جبلت مین پڑی ہوئی ہے کہ
وقت خوف جان اور ہلاک ہونے خاندان اپنے کے ہر چیز کو خواہ مخواہ قبول کرتا ہے اور

تفسیر خلیلی (اعراف) غرض موسے کو فرعونیون سے سواے چند لڑکون کے کسی نے نہ مانا اور وہ بھی ڈرتے رہے کہ کہین فرعون اور فرعونی سردار تکلیف دے دیکر (دین سے) پچھلا نہ دین موسےؑ نے کہا اے میرے لوگو اگر تم اللہ کو مانتے ہو اور اُسی کے فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسا کرو مسلمانون نے کہا ہمنے اللہ پر بھروسا کیا

طرف اسی بات کی اشارہ فرمایا ہے اور دوسری آیت مین کہ لا اکراہ فی الدین یعنی نہین زبردستی
کرتی بیچ دین کے اور ظاہر ہے کہ طور کا اٹھانا اون کے سرون پر اس وضع کے ساتھ نہایت مضطر
کرنا ہے اور زبردستی سے تسلیم کروانا بنی اسرائیل سے احکام توریت کے اسطرح سے کیا فائدہ رکھتے تھے کہ حقیقت
مین قبول کرنا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ بنی سرائیل نے پہلے اس واقعہ سے خواہش اور رغبت اپنی
سے بارہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب جس مین احکام الٰہی ہون
ہمارے پاس لاؤ تاکہ بموجب اُس کے ہم عمل کرین اور اس امر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ان سے عہد و پیمان محکم لئے تھے اور جب وہ کتاب آئی اور احکام اُسکے مخالف خواہش اپنی کے
دیکھے انکار کیا اور اُسکے قبول کرنے سے سر پھیرا پس حقیقت مین انھون نے عہد شکنی کی اور اپنے
اقرار سے پھرے بسبب اٹھانے پہاڑ کے اُس عہد شکنی سے باز رکھا اور اوپر بدعہدی کے ڈرایا پس
اکراہ دین اور ایمان مین نہوا بلکہ ڈرانا انکا اوپر ایک حرکت ناشایستہ انکی کے وقوع مین آیا مثل
قائم کرنے حد اور تعزیر کے مسلمانون کے حق مین کہ ہرگز اکراہ کے قبیل سے نہین تاکہ تکلیف کی
صحت ہونے مین کوئی خلل پڑے مثال اسکی یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے عہد
کیا ہو کہ جو کچھ اِس شادی یا اِس عمارت مین تیرا مال خرچ ہو وہ میرے ذمے ہے اور
جس وقت فرد جمع اور خرچ اُس شادی یا عمارت کی ملاحظہ کرے پھر جاوے اور کہے
کہ اس قدر اپنے ذمہ پر نہین لونگا پس یہ صریح عہد شکنی اور بدمعاملگی ہے اُس کو تنبیہ اور خوف
دلانے سے پہلے عہد پر پھیرا جاوے اور اقرار اول کے ساتھ پکڑا جاوے اور بعضے مفسرون نے
جواب مین کہا ہے کہ جو کافر ذمی اور معاہد نہو اُسکے اوپر جبر کرنا واسطے اسلام کے جائز ہے اور لڑائی
اور جہاد اور لوٹ اور مار کہ بادشاہ اسلام حربیون کے ساتھ کرتے ہین تمام اکراہ کے قبیلہ سے
ہین پس آیۃ لا اکراہ فی الدین کی ساتھ آیت قتال کے منسوخ ہوئی اور اکراہ ذمیون اور
معاہدون کا دین کے اوپر کہ حرام ہے اس سبب سے ہے کہ عہد شکنی کرتے ہین اور عہد شکنی حرام
ہے اور مخالف اس امر کی بھی ہے کہ دعھم وما یفترون یعنی چھوڑ و تم انکو ساتھ دینون انکے
کے پس اس جہت سے بھی اُنکے اوپر اکراہ حرام ہوتا ہے علاوہ اسکے آیۃ لا اکراہ فی الدین
مین نفی اکراہ کی بندون کی طرف سے ہے کہ کوئی بندہ دوسرے بندہ پر اکراہ اور زبردستی نکرے

اسواسطے کہ یہ نفی ساتھ معنی نہی کی ہے یعنی کَا تُکْرِهُوْا اَحَدًا فِی الدِّیْنِ زبردستی نکرو کسی پر دین کے معاملہ میں اور طور کا کھڑا کر دینا اونکے سرون پر یہ فعل خدا کا ہے اس نفی مین وہ داخل نہین اس واسطے کہ یہہ نفی خاص بندون کے واسطے ہی بہرحال بزرگوں تمہارے لئے وہ عہد اور پیمان دیئے اور احکام توریت کے اور تکلیفین اوسکی قبول کین ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ یعنی پھر پھر گئے تم ظاہر اور باطن توریت کے سے نہ احکام توریت کے بجا لائے تم اور نہ سمجھے دل میں اس پیغمبر کی اطاعت کی تمنے جس کے متابعت ان دونوکی مدلول باطنی توریت کے تہے یعنی اوسکے مضمون سے سمجھی جاتے تھے مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ یعنی بعد ان تاکیدون سخت کے اور لینے عہدون اور پیمانون محکم کے کہ عقل کے نزدیک بھی اور اہل کتاب اور شرع کے نزدیک بہی مخالفت اون عہدون کی مذموم اور قبیح ہے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ پس اگر نہوتا فضل اللہ کا اور رحمت اللہ کی تمپر ہرگز تقصیریں معاف نکرتا اور توبہ تمہاری قبول نہ فرماتا اور ایمان تمہارا اس پیغمبر کے ساتھ صحیح نہ کرتا البتہ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ یعنی البتہ ہوجاتے تم خسارہ کھانے والون میں سے لیکن عنایت خداوند ہے کہ اب تک بھی تمہارے اوپر دروازہ توبہ کا کھول رہا ہے اور ایمان اور عمل صالح تمہارے کو لائق قبولیت کے کیا ہے پس چاہیئے تمکو کہ زبان کاری اپنی کو ثابت نہ کرو اور ہرگز روا نرکھو کہ اس پیغمبر پر فی الحال دوا مرض تمہارے کے منحصر ہے اور اسکی متابعت سے حاصل ہے انکار کرو اور اوسی انکار پر مرو اور اگر تمکو یہ بات بعید معلوم ہووے کہ ایک شخص کی متابعت نکرنے سی کہ وہ ہمارے ہی جنس سے ہی کیا بے نصیبی اور نقصان فضل اور رحمت اللہ کی ہم سے دور ہوجاویگی ہم بہت پیغمبرون کی تعظیم کرتے تھے اور بہت شریعتون کے ساتھ کہ منسوخ ہوگئین عمل کرتے رہے ہم کہتے ہین کہ اس بعید سمجھنی کی کوئی وجہ نہین تمہاری ہی گروہ مین سے ایسے آدمی تھے کہ تم سے درجہ مین بہت بڑے تھے بسبب ترک کرنے ایک حکم کے کہ توریت کے حکمون مین سے تھا اس پیغمبر کے متابعت نکرنے سے بہت حصہ کم تھا زیانکاری اور بے نصیبی ہمیشگی کے اپنے واسطے جمع کی اور قبا لعنت اور مسخ کی اپنے بدن پر آراستہ کی وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا یعنی اور تحقیق تم جانتے ہو اون لوگون کو کہ زیادتی کی اونہون نے بسبب شکار مچھلیون دریا کی مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ یعنی فرقہ تمہارے سے تھے ہفتہ کے دن مین کہ

تفسیر حقانی

رب تو نے فرعون کو اور اُس کے سردارون کو ... آرائش اور مال دیا ہے ... ہمارے رب اُن کے مال تباہ کر دے اور اُن کے دلونکو سخت کر ڈال کہ وہ ایمان نہ لائین جبتک کہ دکھ کی مار نہ دیکھین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری دعا قبول کی تم دونون ثابت رہو اور انجانون کی راہ مت چلو (یونس ۹)

تمکو توریت مین حکم ہوا تھا اس بات کا کہ اوس دن کوئی دنیا کا کام نکرو اور خالص اللہ کی عبادت مین
مشغول رہو اور وہ گروہ بنی اسرائیل مین سے تھا کہ شہر ایلیا مین رہتے تھے اور وہ شہر دریا کے کنارے
پر تھا اور امتحان اللہ کو اونکا منظور تھا اسواسطے ہفتہ کے دن بہت مچھلیان پانی کی اوپر ظاہر
ہوتی تھین اور اوسدن بسبب حرام ہونیکے شکار اونکا نہین کر سکتے تھے کہ جال یا شست کے ساتھ
پکڑین اور مچھلیونکے کھانے کی حسرت مین رہتے تھے اور دریا کے قریب رہنے والون کو بہت مرغوب
ہوتے ہین مانند مچھلی بے آب کے تڑپتے تھے اور جب دن شنبہ کا چلا جاتا مچھلیان پوشیدہ ہو جاتی
تھین اور ہرگز نام اور نشان مچھلی کا معلوم نہین ہوتا تھا جس وقت اس حسرت مین بیتاب ہوے
مشورہ اس کا آپس مین کیا کہ حیلہ شرعی اوٹھایا جاوے تاکہ حرام فعل سے باز رہین اور مچھلی کی
شکار سے بھی محروم نرہین جو لوگ اون مین بڑے ذی عقل تھے اونہون نے یہ حیلہ نکالا کہ جمعہ کے
دن شام کے وقت دریا کے کنارے پر گڑھے کھودتے تھے اور ہفتہ کے دن کہ مچھلیون کا آنا شروع
ہوتا تھا دریا سے اون گڑھون تک نالیان بناتے تھے کہ پانی دریا کا اون نالیون کے رستہ سے
اون گڑھون مین بھر جاتا اور پانی کے ہمراہ مچھلیان بھی اون گڑھون مین چلی آتین اور جب
مچھلیان خوب بھر جاتین تو اون نالیون کو بند کر دیتے تاکہ پھر دریا مین نہ چلی جاوین
اور جب دن یکشنبہ کا ہوتا اون مچھلیون کو جال اور شست اور ہاتھون سے اون
گڑھون مین سے پکڑ لیتے اور اپنے گھرون مین لیجاتے اور کھاتے اور فروخت کرتے اور
کہتے کہ ہمنے ہفتہ کے دن مچھلیون کو پانی مین سے نہین نکالا ہے بلکہ پانی مین نگاہ رکھتے تھے
پس دن شکار مچھلی کا ہفتہ کا دن ہمارے اوپر ثابت نہین ہوتا ہے یکشنبہ کے دن کہ شکار
مچھلی کا حلال ہے اونکو پانی سے ہم باہر نکالتے ہین اور جب اونکو اللہ تعالی نے اس برے
کام پر فی الحال نہ پکڑا اونہون نے جانا کہ یہ عمل حلال ہے کہتے ہین کہ چالیس برس تک یہ عمل
یا ستر برس تک یہ عمل اون مین رائج رہا یہان تک کہ عہد نبوت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
کا پہونچا حضرت داؤد علیہ السلام نے اون کے حال پر مطلع ہو کر پند اور نصیحت فرمائی اور ارشاد
کیا کہ بند کرنا تمہارا اون نالیون کو اور روکنا مچھلیون کو گڑھے کے اندر بھی شکار ہے کہ
ہفتہ کے دن کرتے ہو تم ہرگز یہہ عمل نہ کرو والا نہ عذاب سخت مین گرفتار ہوگے

سے باز نہ آسے اور کہا کہ ہم ہریون اور قرنون سے اس حیلہ سے شکار کرتے ہین اور فروخت کرتے
ہین اُن کے گوشت کو اور دور دور کے آدمیون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین اور بسبب فروخت
کرنے اون کی ہڈی اور دانت اور چربی وغیرہ کے تونگر ہوگئے ہین اور ایک جمعیت
کی ہمنے حاصل کی ہے اُسکو ہم نہین چھوڑتے ہین حضرت دائود علیہ السلام نے اُنکے اوپر بددعا اور
لعنت فرمائی حق تعالی نے دعا حضرت دائود علیہ السلام کے قبول فرمائی اور اون سے انتقام
لیا جیساکہ فرماتے ہین فَقُلْنَا لَهُمْ یعنے پس کہا ہمنے اُنکے تئین کُوْنُوْا قِرَدَةً یعنے ہو جاؤ تم بندر
اور یہ کہنا کہنا ایجاد اور تکوین کا ہے اور کہنا تکلیف کا نہین جیساکہ اوامر شرعی مین ہوتا
ہے تاکہ اس مین قدرت مکلف کی درکار ہوتی اور یہ صفت اُن مین اس طرح پیدا ہوگئی
کہ وہی گوشت مچھلیونکا اُن کے شکم مین فاسد ہوا اور مادہ خبیثہ جذام کا ہوا اور ایکدفعہ ہی اُن کی
جلد کی طرف دفع ہوکر پوست اُنکے لئے شکل پوست بندرون کی پکڑی اور اُن کی پیٹھون مین
بھی خم اور جھک جانا ظاہر ہوا اور رنگ چہرہ کا جل گیا اور صل بال اُنکے گر گئے اور شکل چہرہ کی
بدل گئی جیساکہ وقت غلبہ جذام کے ہو جاتی ہے اور قوت بولنے کی بھی اُن سے
زائل ہوئی اور فہم اور شعور انسانی باقی رہا یعنے سب باتین سمجھتے تھے آپس مین دیکھتے تھے اور
روتے تھے اور بعد تین دن کے سب ہلاک ہوے اور مر گئے آور کاش خوش شکل بندر ہوتے کہ
آدمی اُنکو بسبب دلپسند ہونے حرکتون اُنکی کے پرورش کرتے ہین اور کھانے اچھے اچھے کھلاتے
اور پٹے سنہری اور کپڑے ریشمین پہناتے ہین اور اپنے ہمراہ رکھتے ہین اور مانند لڑکے بالون کے
اُنکو چاہتے ہین لیکن ہوگئے وہ بندر اس حال مین کہ تھے وہ خاسئین یعنے خوار اور ذلیل بسبب گندہ
ہونے خلط اکال کے اور بدبو آنے بدنون اُنکے سے اور جو کوئی دور سے واسطے عبرت کے اُنکے
دیکھنے کو آتا تھا اور اُنکو لعن طعن اور سرزنش کرتا تھا کمال حسرت سے سر ہلاتے تھے اور دیکھتے تھے
حدیثون مین آیا ہے کہ اُس شہر کے لوگ وقت پھیلنے اس عمل بد کے تین گروہ ہوے تھے بقدر
بارہ ہزار آدمیون کے اُن مین سے نصیحت کرنے والے تھے اور اس کام سے اُنکو منع کرتے اور حق
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بجا لاتے تھے یہانتک کہ درمیان اپنے اور محلہ اُس گروہ بدذات
کے ایک دیوار کھینچ لی تھی اور کسی کو اپنے درمیان سے اُنکے پاس نہین جانے دیتے تھے اور نہ کسی کو

تفسیر حقانی
نکالا وہ لوگ جو
نکلے بنی اسرائیل
کے پیچھے پڑے
جب دونون فوجین
بنی اسرائیل اور
فرعون کی مقابل
ہوئین تو موسےؑ
کے لوگون نے کہا
اب تو ہم لوگ پکڑے
گئے موسےؑ نے
کہا ہرگز نہین میرے
ساتھ میرا رب ہے
وہ مجھکو اب (خلاصی
کی) راہ بتائیگا
پھر موسےؑ کو حکم
ہوا کہ اپنی لاٹھی
سے دریا کو مار دریا
پہلے لاٹھی مارنا
تھا کہ دریا

اُن مین سے اپنے پاس آنے دیتے اور قریب ستر ہزار آدمیون کے مچھلی کے شکار مین گرفتار تھے
اور ایک جماعت دونو کام نکرتے تھے اور خاموش تھے بلکہ نصیحت کرنیوالون کو کہتے تھے کہ تم عبث
اس جماعت خون منہ لگی ہوئی کو وعظ اور نصیحت کرتے ہو پس جو کہ نصیحت کرنیوالے تھے انھون
نے بہمہ وجوہ نجات پائی اور جو شکار مین مبتلا تھے وہ سب مسخ ہو کر ہلاک ہو گئے اور جو کہ خاموش تھے اُنکے
حق مین اختلاف ہی نقل ہے کہ ایکدن حضرت ابن عباس اس قصہ کو سورۂ اعراف مین سے پڑھتے تھے
اور روتے تھے اور آدمی اُنکے آگے حیران بیٹھے ہوے تھے اور اُنکے رونے کے سبب سے تعجب کرتے تھے یکایک
عکرمہ کہ چیلہ خاص اُنکا تھا دروازہ سے آیا اور پوچھا کہ یا حضرت سبب اس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ مین
اس قصہ مین تامل کرتا تھا میرے دل مین گذرا کہ مچھلی کے شکار کرنے والون کو خود یہ آفت پہنچی اور جو
آدمی نصیحت اور منع کرنے مین مشغول رہے بنص قرآن سے نجات اُنکی ثابت ہوئی حال خاموش رہنے
والون کا کیا ہوگا ہر گاہ کہ یہ خیال آتا ہے کہ مبادا اُن کو بھی حق تعالے نے مواخذہ مین شریک انھین
گناہ کرنیوالون کے کیا ہوا سواسطے کہ انھون نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا تھا تو
خوف میرے اوپر غالب ہوتا ہے اور بے اختیار رونا آتا ہے کہ اکثر شخصون سے اس قسم کا سکوت
اور سستی صادر ہوتی ہے عکرمہ نے تمام جرات کرکے کہا کہ یا حضرت حکم خاموش رہنے والون کا
حکم واعظون کا ہی کہ بلاشبہہ اُنھون نے بھی نجات پائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس
دعوے کو کس دلیل سے کہتا ہے تو تاکہ خاطر میری تسلی پکڑے عکرمہ نے کہا کہ بارہا تم سے سُنا ہی
اور شرع مین بھی مقرر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ مین بجالانا
بعض کا حکم بجالانے کل کا رکھتا ہے جس وقت ایک جماعت نے اُن مین سے امر بالمعروف
کیا سب کے ذمہ سے ساقط ہوا اور جو کہ ساکت تھے اُنکو مواخذہ نرہا اگر سب کے سب سکوت کرتے
البتہ گنہگارون کے شریک ہوتے اور نصیحت کرنیوالونکو اسواسطے وہ منع کرتے تھے کہ اُنکے نصیحت
قبول کرنیسے مایوس ہوے تھے منع اُنکی سستی کی راہ سے اور رضامندے گناہ کے سبب سے نتھی
حضرت ابن عباس رض بسبب سُننے اسکلام کے نہایت خوش ہوے اور اُٹھے اور عکرمہ کی پیشانی کو بوسہ
دیا اور اسکو بغل مین لیا اور برابر اپنے بٹھایا البتہ غلام اور رکم اصل بھی عالمون اور کاملونکی صحبت مین رہا ست
دین اور دنیا کی پیدا کرتے ہین اور کیا اچھا ہی کہ کہا گیا بیت داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند : میر ولایت شود

بندہ کہ سلطان خریدہ باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب کہ درمیان اہل معانی کے مشہور ہے
اور وہ یہہ ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ خبر اسبات کی ہی کہ مخاطبین
اصحاب سبت کے قصہ کو جانتے تھے اور اس مین شک نہین کہ ساتھہ حکم اَلْمَرْءُ اَعْلَمُ بِحَالِہٖ
کے یعنی آدمی اپنے حال کو خوب جانتا ہی مخاطبین اپنے تئین جانتے تھے کہ ہم اس قصہ کو جانتے ہین پس
اخبار واسطے جتلانے مخاطبین کے خود نہین ہوسکتی ہی اور ایسے ہی اسبات کا جتلانا بہی مفید نہین کہ
متکلم اس حکم کو جانتا ہی اسواسطے کہ ہر شخص جانتا ہی کہ اللہ تعالی سب چیزین جانتا ہی اور متکلم اس جگہ
وہ ہی پس فائدہ خبر دینے کا کہ علم مخاطب کا ساتہہ حکم کے ہی اور لازم فائدہ خبر کا کہ وہ اعلام مخاطب
کا ہی ساتہ علم متکلم کے اس اخبار مین دونو مفقود ہین پس یہ خبر صحیح نہوئی اس واسطے کہ خالی
دونو فائدون سے ہی جواب سکا یہہ ہے کہ عالم ہونا مخاطبون کا ساتہ اس قصہ کے اوسکے واسطے
ایک لازم ہی وہ کیا عبرت پکڑنے اور پندپذیر ہونا ہے اور مراد اس جگہ اخبار سے افادہ لزوم
اوس لازم کا ہی پس گویا معنی کلام کے یہ ہین کہ قَدْ لَزِمَتْكُمُ الْعِبْرَةُ وَوَجَبَ عَلَيْكُمُ التَّحَرُّزُ
عَنِ الْمَعْصِيَةِ حِيْنَ عَلِمْتُمْ هٰذِهِ الْقِصَّةَ یعنی لازم ہوئی تمکو عبرت اور واجب ہوا اوپر تمہارے
بچنا گناہ سے جبوقت جانا تمنے اس قصہ کو اور باعتبار معنی کمنی عنہ کے مقصود اس اخبار سے بھی
فائدہ دینا ثبوت حکم کا مخاطب کو ہی کہ فائدہ خبر کا ہے اور اخبار مین فائدہ خبر کا کبھی باعتبار معنی
صریحی اوسکے کے مقصود ہوتا ہی اور کبھی باعتبار معنی کنائی کے قصد کیا جاتا ہی جیسا کہ درمیان
کلام بلاغت فرجام نبوی کے دودہ کے حق مین آیا ہی کہ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا یعنے واسطے اوس دودہ
کے چکناہٹ ہی اور اس جگہ کنایت استحباب مضمضہ کے سے بعد کہانے اوسکے کے ہی اور فائدہ
اخبار کا یہی ہی ورنہ معنی ظاہری اوسکے ہر شخص کو معلوم ہین حاجت فکر کرنے اوسکے کی نہین
اور مثل اسی کے دوسری حدیث شریف مین آیا ہی اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ
کہ کنایت اندوہگین اور غمناک رہنے سے ہی اور سوا اسکے اور مثالین ایسی بہت ہین اور اوپر اس
جواب کے سوال دوسرا پیدا ہوتا ہی اور وہ یہہ ہے کہ معنی کنائی کے بیان کرنے مین حاجت
تاکید قسمی کی کہ لام موطئہ اوسکے اوپر دلالت کرتا ہی اور ضرورت تاکید کے ساتھ لام اور
قد کے کیا ہی اور لانا جملہ کا کہ مؤکد ساتھہ ان تاکیدون کے ہوگیا درکار تھا جواب اسکا یہ ہے

تفسیر جلیل
سمجھی ان سے سرالی (زخرف ۵) انہون نے ہماری نشانیون کو جھٹلایا تھا اور اُس سے غافل رہے تھے اسلئے ہمنے اُسکو اور اُسکے لشکر کو گرفتار کیا اور دریا مین ڈالدیا (قصص ۴) پھر دریا کے پانی نے اُنکو جیسا گھیرنا تھا گھیر لیا (طہ ۴) فرعون جب ڈوبنے لگا کہا اب مین مان گیا کہ بنی اسرائیل نے جس معبود کو مانا ہی اُسکے سوا اور کوئی معبود نہین ہے

کہ جب اونہون نے عبرت نہ کپی اور احتراز گناہ سے نہین کرتے تھے گویا حقیقت مین انکار لزوم عبرت اور وجوب احتراز کا گناہون سے کرتے تھے اس جہت سے اونکو نازل منزلہ منکر اصرار کرنے والے کے ٹھہراکر کلام کو ایسی تاکیدون کے ساتھ موکد فرمایا ہے کہ بعضے بیوقوف فرقہ منکر اس مسخ وقعی کا کہ تواتر سے ثابت ہی انکار کیا ہی اور ظاہر اس آیت کی تاویل کی ہے کہ مراد مسخ معنوی ہے یعنی تبدیل دلون اور عقلون کی جیسا کہ حق مین اور کافرون کے اس معنی کو ختم اور طبع کے ساتھ تعبیر کیا ہی اور اور آیت مین آیا ہی کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنی مثال گدھے کے کہ اوٹھاوے کتابون کو اور دوسری آیت مین فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ یعنی مثال اوسکی مثال کی بمنزلہ اوسکی ہے کہ اوستاد شاگرد کند ذہن اپنے کو کہے کہ گدھا ہے یا کتا ہے اور باعث انکار کرنے مسخ حقیقی کا اور موجب تاویل کا ایک شبہ ہے کہ اونکی دلمین گذرا ہی اور وہ یہ ہے کہ مسخ حقیقی انسان کو انسانیت سے باہر کرتا ہی اور حیوانون کی جنس مین داخل کرتا ہی پس اس صورت مین قابل عذاب چکھنے کے اور جزا پانے کے نہین رہتے ہین سو واسطے کہ عذاب کا چکھنا اور پانا جزا کا اوسکی انسانیت ہی چنانچہ تکلیف کی بہی یہی شرط ہی اسو اسطے کہ جزا کا ملنا تکلیف کا ثمرہ ہے وَمَا هُوَ شَرْطُ الْاَصْلِ شَرْطُ الْفَرْعِ یعنی اور جو چیز شرط اصل کی ہے شرط فرع کی بھی ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس جگہ تین چیزین جدی جدی ہین ایک مسخ حقیقی دوسرے مسخ صوری تیسرے مسخ معنوی پس مسخ حقیقی باطل ہونے سے مسخ معنوی نہین لازم آتا ہے چاہیئے کہ مسخ صوری ہو جاوے یعنی صورت ظاہری بدل جاوے اور انسانیت باقی رہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ حقیقت انسان کی یہ شکل محسوس اور عوارض اور صفتین اس شکل خاص کی نہین ہین بلکہ جس صورتمین تبدل فربہی کا لاغری کے ساتھ یا جوانی کا بڑھاپے کے ساتھ ہو یا سوا اسکی اور طرح ہو لازم آتا ہی کہ تبدل حقیقت کا ہو جاوے پس جسوقت اس شکل ظاہری کو باطل کر کے بجاے اوسکی ترکیب و شکل بندر کے پیدا کردی حقیقت انسان کی متبدل نہوئی بلکہ شکل انسانی کہ مدار اوسکی ان عوارض ہی وہ جاتی رہی اور اوسکی جاے اور اعراض شکل بوزنہ وغیرہ کے پیدا کر دیئے پس یہ جگہ مسخ شکل انسانی کا ہوا اور روح انسانی کہ حقیقت انسانی اوسکے سبب سے قایم ہے وہ موجود تھے اور عقل اور فہم بہی بجاے خود باقی رہا تا کہ اپنی بدلنی صورت اور خلقت سے اور کرہ وجانیں اوسکے

اور نہ قادر ہونے سے اوپر گویائی کے بلکہ معدوم ہونے تمام خواص انسانی سے کہ تعلق اس شکل کے
ساتھ رکھتی تھی غمناک ہووین اور معنی عذاب اور جزا کے متحقق ہووین اور مسخ معنوی بھی ظاہر
کہ تبدیل بعضے صفات نفسانیہ کا ضرور ہوگا جیسے کہ تغیر ذکاوت کا یعنی تیز فہمی کا ساتھ بلادت
کے یعنی کم فہمی کے اور تبدیل قناعت کا ساتھ حرص کے اور طہارت کا ساتھ خباثت کے وعلی
ہذا القیاس اور عقل کے نزدیک بدل جانا صفات نفسانیہ اور صفات محسوسہ یعنی ظاہر کے
صفتون کا برابر ہی کچھ فرق نہین ایک کا یقین کرنا اور دوسرے کا انکار کرنا مسخ معنوی کا
ہے اس مقام مین جاننا چاہئیے کہ وہ لوگ کہ مسخ ہو گئے تھے تمام بعد مسخ کے ہلاک ہوئے ہین
نسل اونکی باقی نہین رہی اور یہ بندر کہ فی الحال موجود ہین اونکی نسل سے نہین ہین بلکہ یہ
بندر ہین جیسی اور حیوانات اور یہی بات صحیح ہی باعتبار نقل اور عقل کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
پر بھی اخیر کو یہی منکشف ہوا ابتدا جبتک کہ ملعونیت احکام آخرت اور دنیا مین اون شخصون کی
جنکی صورت مسخ ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف نہوئی تھی بعضی مسخ کئے ہوؤن کی
نسل باقی رہنے مین تردد فرماتے تھے چنانچہ چوہون کے حق مین آیا کہ اونٹ کا دودھ نہین پیتے
ہین مبادا فرقہ بنی اسرائیل مین سے ہون کہ مسخ ہو کر یہ صورت اونکی ہو گئی ہو حضرت ابن عباس
اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم رض سے طرق صحیحہ کے ساتھ روایت کی ہی کہ لَمْ يَعِشْ مَسْخٌ قَطُّ فَوْقَ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَمْ يَاْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ وَلَمْ يَنْسِلْ یعنی نہ زندہ رہا کوئی مسخ کیا ہوا ہرگز زیادہ تین دن
سے اور نہ کھایا اور نہ پیا اور نہ اولاد اوسکی ہوئی القصہ بنی اسرائیل کو یہ قصہ گذرا اونکی بزرگون
مین یاد دلاتے ہین اور فرماتے ہین کہ جب ترک کرنے متابعت ایک حکم کے حکمون شریعت
کے سے بسبب طمع شکار مچھلی کے کہ کچھ مالیت نہ تھی اسقدر خسارہ ہوا پھر ترک کرنے متابعت اُس
پیغمبر اور انکار کرنے اصل شریعت اوسکی سے کہ ناسخ تمام شریعتون پہلے کے ہے بسبب طمع
شکار رشوتون اور نذرون اور فتوحون کے کہ اونلوگون اپنے سے لیتے ہین اور اوس
ریاست اور مرتبہ اپنے کو برقرار رکھتے ہین کسقدر ٹوٹا اور خسارہ ہوگا اور ہمنے تمہارے
بزرگون مین اس واقعہ کو محض عبرت کے واسطے ظاہر فرمایا تھا فَجَعَلْنَاهَا یعنی پس ہمنے مقرر
کیا تھا اس واقعہ اور اس عذاب کو نَكَالًا یعنے سبب عبرت اور باز رہنے کا گناہون سے

[illegible]
پھر غرق کیا فرعون کو اور اسکے سب ساتھیون کو ڈوبا دیا پھر اسکے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم ملک مین بسو پھر جب اللہ کا وعدہ آئیگا آخرت کا تو ہم تم سبھون کو سمیٹ لائینگے (بنی اسرائیل ۱۲) یہان تک موسیٰ کا قصہ فرعون کے ساتھ کا تمام ہوا اُسکے بعد حالات شروع ہوتے ہین

چنانچہ نکال حقیقی کہ زنجیر کو کہتے ہین چلنے اور دوڑنے سے باز رکھتی ہے اور جیسا کہ آدمیون کو اس قسم کے
عذاب دینے سے مقصود کیا ہوتا ہے کہ تشفی غصہ کی اور دور کرنی اذیت دل کی کہ عاصی سے انتقام لی
کی انتظاری مین ہوتا ہے کرتے ہین ہمکو یہ مقصود نہین تھا اسواسطے کہ عزت اور کبریائی ہماری ایسی امور سے
منزہ ہے اور یہ عبرت اور منع کرنا گناہون سے فقط اونہین شخصون کے واسطے نتھا جو اوس وقت مین
موجود تھے بلکہ عام لوگون کے واسطے ہے کہ انتقام اور عذاب کے عادی ہین جیسے کہ ہلاک کرنا و با و قحط
اور غرق اور حرق کے ساتھ کفایت کرتی نہین بلکہ عبرت عام کا ارادہ ہمنے کیا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا
یعنی واسطے اون شہرون اور گانون کے کہ روبرو اوس شہر کے اوس زمانہ مین موجود تھے اور مرتکب
گناہون کے ہوتے تھے وَمَا خَلْفَهَا یعنی اور اون شہرون اور گانون کے کہ پس پشت اوس شہر
کے تھے اور غیبت زمانی یا مکانی رکھتے تھے یعنی اوس شہر کے پاس نہ تھے بلکہ اوس سے غائب تھے
یا اوس زمانہ مین نہ تھے پیچھے اوس سے موجود ہون گے اور مرتکب گناہون کے ہوتے تھے اسواسطے
کہ یہ واقعہ عجیب و غریب ہے بسبب ندرت کے آدمی اوسکی نقلین اور حکایتین کرکے مشہور کرین گے
اور اوسکو تواریخون مین لکھین گے اور تاجر اور سوداگر دور دور کے شہرون مین پہونچاوین گے تا
کہ عبرت عام متحقق ہووے وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِيْنَ یعنی اور سبب نصیحت کا واسطے متقیون کے کہ
تقوی کی جہت سے گناہ کرنے سے باز رہے ہون لیکن نفوس انکی بحکم جبلت بشریت کے میلان گناہ
کیطرف کرتے ہین ہرگاہ کہ اس قصہ مین تامل کرین گے تقوی کی حد سے باہر نجاوین گے اور یہ واقعہ اون کے
حق مین بمنزلہ وعظ کرنیوالے کے ہو کہ بسبب خوف دلانے اور ڈرانے کے طریق مستقیم سے نہ پھرین اور
فرق درمیان نکال اور موعظہ کے کہ اول کو واسطے گنہگارون کے مقرر کیا اور موعظہ واسطے متقیون کے اس جہت
سے ہے کہ نکال مانع فعلی ہے اور موعظہ مانع قولی اور مانع فعلی اقوی ہے مانع قولی سے گناہ کرنیوالون کو بغیر منع
قوی کے نہین باز رکھ سکتے اور متقیون کو مانع قولی بھی کفایت ہے جیسا کہ لکھا گیا اَلْعَبْدُ يُقْرَعُ
بِالْعَصَا وَالْحُرُّ تَكْفِيْهِ الْمَلَامَةُ غلام کو مار لکڑی کی اور آزاد کو ملامت بھی کفایت کرتی ہے
اور اس مقام مین ایک اور نکتہ بھی حاجت بیان کی رکھتا ہے کہ قردۃ جمع غیر ذوی العقول ہے
اور غیر ذوی العقول کی صفتون مین مونث کا صیغہ آتا ہے خواہ مفرد خواہ جمع پس موافق
اس قاعدہ کے قردۃ خاسئات اور خاسئۃ فرمانا چاہیئے تھا خاسئین کہ صیغہ ذوی العقول

گاہی کسواسطے ارشاد ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ خاسئین بجگہ صفت قردۃ کی واقع نہین ہوئی تا کہ موافق اوس قاعدہ کے تانیث اوسکی ضرور ہوتی بلکہ حال ہے کونوا کی ضمیر سے پس معنی اسطرح ہوئے کونوا قردۃ حال کونکو خاسئین فی ھذا المسخ والتبدیل اور اگر بنی اسرائیل بعد سننے اس قصہ کے کہین کہ اس قسم کا اعراض حکم الہی سے ہمارے بزرگون سے دور ہوئے زمانہ نبوت حضرت موسی علیہ السلام اور بسبب غلط فہمی کے کہ حیلہ شرعی کو دلیل واسطے مباح ہونے شکار کے گمان لے گئے اور پیغمبر کہ بسبب اوسکے یہ شبہہ دور ہوتا موجود نہی حضرت داود علیہ السلام نے غائبانہ اونکی طرف کچھ لکھا اور اونہون نے اور کچھ سمجھ لیا اور یہی تہوڑی سی جماعت کے واسطے ہم مین سے سرزد ہوا تھا تمام گروہ بنی اسرائیل کو بسبب فعل تہوڑی سی جماعت کے کسواسطے زجر اور سرزنش کرنا چاہیئے اور قیاس کل فرقہ کا اور بعض کے کسواسطے کرنا چاہیئے کہتے ہین ہم کہ روگردانی حکمون الٰہی سے اور نہ ماننا اون حکمون کا تمہارے بزرگون سے کئی مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام سامنے اور اون کے زمانہ مین اور اونکے فرمانے سے ایک مقدمہ مین ظاہر ہوا پس اس مقدمہ کو یاد کرو وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ کہا موسی نے اپنی قوم سے اوسوقت مین کہ ایک مرد مالدار کا بھتیجا یا چچا کا بیٹا تھا اور سوا اسکے اور کوئی وارث اوسکا نہ تھا ایک مدت سے منتظر تھا کہ اسکے مال سے افلاس اپنا دور کرون اور روٹی پیر سے روغن مین چرب ہووے لیکن وہ نہین مرتا تھا تنگ دل ہوکر ایک روز اوسکو مار ڈالا اور بعد مارنے کے اوسکی نعش کو اوٹھا کر دوسرے محلہ مین ڈالدیا اور صبح کے وقت آپ ہی فریاد کرتا ہوا حضرت موسی علیہ السلام کے روبرو آیا اور اون محلہ والون پر دعوی خون اوسکے کا کیا اور چاہا کہ اوس محلہ کے لوگون سے خون بہا لیوی چنانچہ حکم قسامہ کا ہمارے شریعت مین ہے حضرت موسی نے اون محلہ والون سے پوچھا اونہون نے بالکل انکار کیا حضرت موسی علیہ السلام نے بیچ جاری کرنے حکم قسامہ کے اور لینے سوگند کے اون محلہ والون سے توقف فرمایا اور جناب الٰہی مین دعا کی کہ حقیقت حال کی ظاہر ہو حق تعالی نے اونکی طرف وحی بھیجی اور حضرت موسی نے مضمون اس وحی کا بنی اسرائیل کے سرار و بکے کے سنایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً یعنے تحقیق خدا تعالی فرماتا ہے تمکو کہ ذبح کرو تم ایک گائے کو

[margin:] تفسیر عزیزی من بعد ذلک وانتم ظالمون ت اور یاد کرو جب موسی ع کے لیے چالیس رات کی میعاد مقرر کی پہر تم نے اوسکی غیبت مین بچھڑا بنا لیا اور تم بے انصافی کی باتین ہو ف خدا نے موسی ع سے وعدہ کیا کہ تم چالیس روز طور پر اعتکاف کرو ہم تمکو توراۃ دینگے جب موسی کا طور پر اعتکاف

اور ایک پارچہ گوشت اوس گاؤ کا اوس مقتول پر مارو تم کہ زندہ ہو جاوے گا اور اپنے قاتل کا
نشان دیگا اور یہہ طریق اسواسطے اختیار فرمایا کہ اگر وحی کی راہ سے نام قاتل کا معین کرکے
خبر دیتے تو یہہ جماعت بیباک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت جہوٹ اور بہتان کے لگادیتے
اور گرداب صریح کفر کے مین پڑتے اور پہر اونکو عذاب کے ساتھہ چشم نمائی کرنی ضرور ہوتی
اسی واسطے معجزہ زندہ کرنے مردہ کا بسبب مارنے ایک عضو کے مردہ کے اعضاؤن سے کے
ہرگز علاقہ سببیت اور مسببیت کا کسی کے خیال مین نہین گذرتا ہی اول اونکو دکھلایا بعد اوس کے
مقتول کی زبان سے کہ تازہ عالم غیب سے آیا ہی اور دار الجزا کو دیکھکر پھرا ہے البتہ بات اسکی
سچی ہوگی تعیین قاتل کی کردیگا کہ اگر قاتل بھی اسکا انکار کرے تو وہ مقتول خود اسکے قرینون
ثابت کردیگا اور جب واقع مین قاتل اوس مقتول کا سوائے وارث اوسکے کے اور نتہا اور وہ مقتول بھی
سوا اسکے کوئی وارث اپنا رکھتا تھا اور قاعدہ شرعی ہے کہ قصاص کا لینا بغیر دعوی وارث کے
درست نہین اگر حضرت موسیٰ وحی کی راہ سے قاتل اوسکا معلوم کرکے نام قاتل کا بتاتے تو
جب بہی لینا قصاص کا ہرگز ممکن نہوتا اب ہم اوسی مطلب پر آئے کہ زندہ کرنا میت کا بسبب
مارنے گوشت گاؤ کے محض اللہ کے فضل سے تہا اور علاقہ سببیت اور مسببیت کا ان مین نتہا پس
کسواسطے تخصیص اس جانور کے ذبح کرنے مین ہوئی جواب اس واقعہ مین یہہ بہی منظور تھا کہ ایک مرد نیک
کی بیٹی کو کہ اوسکو حوالہ اللہ کے کرکے آپ اس جہان سے رخصت ہوا تہا اور سوائے ایک بچھڑے گاؤ
کے کوئی میراث اوس بیٹی کے واسطے نچھوڑی تھی قرار واقعی فائدہ اور نفع ہو کہ تمام عمر اوس نفع
سے وجہ معیشت اپنی کے حاصل کرے اور اسی جانور کو زمین کے زندہ کرنے اور آباد کرنے اور
درختون کے جوتنے بونے اور پانی دینے کے دخل بہت ہی اور اصل پیدایش آدمی کی مٹی ہے اور
سبزی درخت اصل غذا اوسکی ہے پس اس جانور کو اسواسطے خصوصیت زیادہ تر ہوئی اور اگر زندہ کے
گاؤ کے لگانے سے بغیر ذبح کرنے کے یہ میت زندہ ہوجاتی ہرگز نفع اوس مسکین کا کہ جسکا نفع
منظور تھا نہ پہونچتا اور علاوہ اسکے میت کو میت کے لگانے سے زندہ ہوجانا زیادہ تعجب ہے
بنسبت زندے کے میت لگانے سے حاصل کلام بنی اسرائیل نے اس حکم صریح سے روگردانی
کی اور ساتھ کمال بے ادبی کے ساتھ حضرت موسیٰ کی قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا

یعنی کہا اونہون نے کہ آیا بناتا ہی تو ہمکو مسخرہ ہم پوچھتے ہین کہ قاتل اس مردہ کا بیان کرو اور تم کہتے ہو
کہ ایک گائے کو ذبح کرو اس سوال و جواب مین کیا مناسبت ہی بے جان کرنے ایک جاندار کے سے قاتل
اس مقتول کا کیونکر معلوم ہوگا اور بسبب اس رد و گردانی کے فرقہ بنی اسرائیل نے کمال دوری
اجداد کی وضع سے کہ جن کے ساتھ فخر کرتے ہین حاصل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق
نے خواب مین فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ہمارے واسطے ذبح کرو وہ فی الفور مستعد اس بات کے ہوئے
اور جب بیٹے اپنے سے کہا اونہون نے بھی بے تامل اور بے توقف گردن رکھدی اور یہ نہ
کہ مدار خواب کا خیال پر ہے اور یہ لوگ گائے کے ذبح کرنے مین اس قدر تردد اور توقف عمل مین لائے
یہان سے اطاعت اور فرمانبرداری ان کے بعد اور حکمون الٰہی کی اسی قیاس پر کرنی چاہیے
اب ہم پھر اوسی مطلب پر آئے کہ یہ کلام اونکا حضرت موسیٰ سے موجب کفر کا ہوا یا نہوا علما کو
اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ کافر ہوئے اس واسطے کہ یہ کلام اونکا اگر شک کی راہ
سے قدرت الٰہی مین زندہ کرنے مردون کے صادر ہوا پس صریح کفر ہے اور اگر موسیٰ پر تہمت
وحی کی رکھے تو یہ بھی کفر ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونون باتون مین سے کوئی باعث اس کلام
کا نتھا بلکہ اس جواب مین تعجب کرتے تھے کہ ہرگز سوال کے ساتھ مطابقت جواب کے اون کے
ذہن مین نہین آتی تھی بطریق تشبیہ کے کہا کہ گویا ہمارے ساتھ خوش طبعی اور تمسخر کرتا ہے
اور جائز ہے کہ انبیا کا مطائبہ اور استہزا اونہون نے جائز جان کر یہ کلام کہے ہون اور یہ نہ جانا
کہ انبیا ایسے مواستہزا وغیرہ سے پاک ہین کہ ایسے مقام مین خوش طبعی اور بازی کرین لیکن
اونکو یہ بلندی منصب کی معلوم نہوئی ہوگی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اونکے
جواب مین قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ یعنی کہا پناہ پکڑتا ہون مین ساتھ اللہ
کے اس بات سے کہ ہون مین جاہلون سے اور جواب کو مطابق سوال کے نہ لاؤن مین یا
وقت حکم چاہنے کے کسی دعوی کے اور طلب کرنے قصاص کے استہزا کرون مین بلکہ اگر انبیا
سے خوش طبعی بھی واسطے ظاہر کرنے تفریح طبیعت کے وقوع مین آتی ہے غیر مقام مین تبلیغ
احکام اور قطع خصومات کی واقع ہوتی ہے چنانچہ جناب پیغمبر آخر الزمان سے بھی اس قسم کی خوش
طبعیان پسندیدہ منقول ہین اور جنس جہل اور نادانی کے سے نہین اس واسطے کہ اوپر موقع کے

تفسیر

اور بنی اسرائیل سے کہا کہ تم جو فرعونیوں کے زیورات مانگ لائے ہو وہ تمہارے پاس رہنا نہیں چاہیے ابھی ان کو زمین میں گاڑ دو پھر موسیٰ جب فرمائش کر چکے اُنہوں نے گاڑ دئیے تو سامری نے نکالا اور اُس کو گلا کر بچھڑے کا پتلا بنایا اور جبرئیل کی خاک اُس میں ڈال دی اُس پتلے سے گائے کی آواز آنے لگی

کہ یہی جہل وہ ہے کہ بے موقع فعال اپنے پر کرے اور جس وقت کشادگی اور تفریح طبیعت کی منظور ہو
قصد اوسکا کرے القصہ بنی اسرائیل نے جب جانا کہ شاید گاؤ کے ذبح کرنے مین کوئی خاصیت ہوگی
کہ بسبب مارنے ٹکڑے گوشت اوسکے کے ساتھ مُردہ کے وہ مُردہ زندہ ہوجاوے اور ہر گاؤ مین یہ خاصیت
نہین لاچار اوس عجیب گاؤ کی اوصاف تحقیق کرنے مین دُور دُور گئے اور حدیث شریف مین ابو
ابوہریرہ اور اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سے وارد ہوا ہے کہ اگر بنی اسرائیل کوئی گاؤ
پکڑ کر ذبح کردیتی کفایت کرتا لیکن اونہون نے اپنے اوپر سخت گیری کی حق تعالی نے بھی اون
اوپر سخت گیری فرمائی اور حقیقت مین جناب الہی کو مالک اوس گاؤ کی کو بہت بڑا نفع پہونچانا منظور
تھا اور اسی واسطے بنی اسرائیل کے دل مین ڈالا کہ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ
کہا اونہون نے کہ دعا کر ہمارے واسطے پروردگار اپنے سے تاکہ بیان کرے ہمارے واسطے کہ
حقیقت اوس گاؤ کی کیا ہے اسواسطے کہ حقیقت متعارفہ اس گاؤ کے یہ خاصیت نہین رکھتی
اور بقرہ وحش مین بھی جس کو نیل گاؤ کہتے ہین یہ خاصیت نہین اور نہ پہاڑ کی گاؤ مین کہ
جسکو سور گاؤ کہتے ہین اور دریائی گاؤ مین بھی یہ خاصیت نہین پس ضرور ہے جس گاؤ
مین یہ خاصیت ہے اوسکی حقیقت اور ہے سوائے ان صنفون کے کہ مشہور ہین گو نام مین
شریک ہین جیسے بیر باغی اور بیر جنگلی کہ ہر ایک کے خواص اور آثار جدے جدے ہین گو نام
مین شریک ہین اور اسی تقریر سے دفع ہوتا ہے وہ سوال کہ اہل تفسیر اس مقام مین وارد
کرتے ہین اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ سوال ساتھ لفظ ما کے لغت عرب مین واسطے طلب حقیقت کسی
چیز کے ہوتا ہے اور تعریف حقیقت کی نہین ہوتی ہے مگر ساتھ اجزا اور مقدمات حدیہ اوسکے
کے یا ساتھ خواص اور لوازم ذاتیہ اوسکے کے نہ ساتھ صفات مفارقہ کے پس جواب مطابق
سوال کے نہین ہوتا ہے اور باوجود اسکے بالقطع معلوم ہے کہ غرض بنی اسرائیل کی اس سوال
سے طلب کرنا ماہیت نوعیہ اوسکی نہتی اسواسطے کہ شناختہا اونہون نے کہ وہ بقرہ ہے اور
اجزاء حدیہ کی بھی طلب منظور نہ تھی اسواسطے کہ حقیقت گاؤ کی بھی جانتے تھے پس سوال تھا مگر
مشخصات سے اور سوال مشخصات غیر ذوی العقول کے سے ساتھ لفظ ای کے ہوتا ہے نہ ساتھ
لفظ ما کے اور اس سوال کے جواب مین کہتے ہین کہ شاید اونہون نے حقیقت شخصیہ کو

بجاے حقیقت نوعیہ کے قائم کرکے ساتھ لفظ ما کے سوال کیا اسواسطے کہ شخص من حیث ہو شخص کے
واسطے بھی حقیقت ہے سوائے حقیقت نوعیہ کے یا ملہے اس واسطے کہا کہ سوال جزئیات اور
عوارض مشخصہ اونکے سے ذوی العقول مین ساتھ لفظ من کے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہین مَنْ زیدٌ
وَمَنْ عَمْرٌو اور ہرگاہ کہ منظور اسجگہ سوال جزئی غیر ذوی العقول کے سے تھا لفظ ما کا بجاے
من کے لائے اور اصل سی وجہ مرفع ہونے اس سوال کے یہ ہے کہ اونہون نے جب یہ خواص
عجیبہ اوس گاؤ کے سنے گمان کیا کہ حقیقت اوس گاؤ کے من پر حقیقت گاؤ متعارف کی
اگرچہ اوسکی صورت اور نام گاؤ کا سا ہے اسی واسطے ساتھ لفظ ما ہی کے سوال کیا پس حضرت
موسیٰ نے واسطے کہولنے اس معنی کے پھر جناب الٰہی مین دعا کی اور بعد اسکے کہ جناب الٰہی سے
نشان اوس گاؤ کا معلوم کیا قَالَ یعنی کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ گاؤ جدا ہے
حقیقت گاؤ متعارفہ کے حقیقت سے نہین رکہتی ہے اور یہہ خاصیت عجیبہ باعتبار خصوصیت
ماہیت یا باعتبار کسی صفت کے نہین آئی اِنَّہٗ یَقُوْلُ یعنی تحقیق حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّہَا
یعنی تحقیق وہ گاؤ کہ علم الٰہی مین معین واسطے ذبح کے ہے اور ارادۂ الٰہی نے تعلق پکڑا
ساتھ زندہ کرنے میت کے بواسطہ مارنے ٹکڑے اوس گاؤ کے اوپر بدن اوس میت کے
بَقَرَۃٌ یعنے ایک گاؤ ہے اہنین گاؤن عرفی مین سے اور خلاف انکے جنس کچھ نہین اور
صفت کمال کے اوس مین ہے کہ جسکے سبب یہ خاصیت عجیبہ اوس مین ظاہر ہووے
مگر باعتبار سن اور عمر کے ایک کمال اوس مین پایا جاتا ہے اسواسطے کہ لَا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ
نہ اوسکی بڑی عمر ہے کہ بسبب ناتوانی کے سخت کام بیلون کے اوس سے نہو سکین اور نہ عمر
ایسی چہوٹی ہے کہ اب تک بکر ہے مادہ بکر اسطرح ہوتا ہے کہ بچہ اوسکے پیدا نہوا ہو اور
اسطرح بکر ہوتا ہے کہ مادہ پر سوار نہوا ہو اسواسطے کہ بسبب نوعمری کے شوخی اور سرکشی
طبیعت مین ہوتی ہے پس بخوبی کام اوس سے نہین لے سکتی اور جیسا کہ بالکل ضعیف اور
نوجوان نہین ایسے ہی نہ بڑہاپے کی طرف مائل ہے اور نہ جوانی کی طرف جہکا ہوا ہی بلکہ عَوَانٌ
بَیْنَ ذٰلِکَ یعنی میانہ سال ہی کہ جسکو ادہیڑ کہتے ہین اور اس جگہ چند سوال جواب طالب
اول یہ کہ مدلول لَا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ کا بعینہ مدلول عَوَانٌ کا ہی پس عوان کے ذکر کرنے کی

ذکر کرنیکی کیا حاجت ہی پھر عوان اور بین ذلک کا بھی ایک مطلب ہے پس مکرر تکرار لازم آتا ہے جواب اسکا اس طرح ہی کہ مدلول لافارض ولابکر کا یہ ہی کہ نہ بڑی عمر اسکی ہی اور نہ جوان تھے اور یہ بات چھوٹے بچہ کو بھی کہہ سکتے ہین اور میانہ سال کو بھی شامل ہی پس ذکر عوان کا پہلے احتمال کے دفع کرنیکے واسطے کیا اور میانہ سال ہونا بھی عام تھا کہ عین وسط حقیقی مین ہو یا مائل بڑھاپے یا جوانی کیطرف ہو واسطے معین کرنے اس بات کے کہ وسط حقیقی کے مرتبہ مین تھا لفظ بین ذلک کا لانا ضرور ہوا پس کسیوجہ سے تکرار نہین دوسرا سوال یہ ہے کہ خاصہ لفظ بین کا یہ ہی کہ مدخول اسکا صرف ایک چیز نہو بلکہ کئی چیزین ہون اور اسجگہ لفظ ذلک کے اوپر داخل ہوا ہے اور وہ ایک ہی شی ہی جواب اسکا یہ ہی کہ کئی چیز ہونا مضاف الیہ بین کا اعم ہے اس سے کہ لفظاً ہو یا معناً اور اسجگہ تعدد معنوی موجود ہے اس واسطے کہ لفظ ذلک کا اشارہ طرف دو چیزون کے ہی یعنی فارض اور بکر تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ گاؤ دو حال سے خالی نہین نر تھا یا مادہ اگر نر تھا پس لا بکر اسکے حق مین کہنا کیا ضرور ہے اس واسطے کہ ہر ایک نر لا بکر ہے کیونکہ حیوانات مین بکر کے معنی یہ ہین کہ اسکے بچہ پیدا نہوا ہوا ور باعتبار تقابل عدم ملکہ کے صلاحیت پیدا ہونے کے انمین ضرور ہے اور نر بالکل بچہ جننے کا صالح نہین پس بکر کے ساتھ متصف نہین ہوسکتا ہے اور علاوہ اسکے کہ ضمیرین تانیث کی ابتدائی قصہ سے انتہا تک کلام الٰہی مین موجود ہین یہ بھی نر ہونے کو منع کرتی ہین اور اگر اسکو مادہ ٹھہرایا جاوے پس صفت لا بکر کی اور ضمیرین درست ہو جاتی ہین لیکن لاذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث صفت ممیزہ اسکی نہین ہوسکتی ہی اس واسطے کہ ہر مادہ گاؤ باعتبار عرف اور عادت کے صلاحیت ہل مین چلنے اور پانی کھینچنے کی نہین رکھتی ہے گو باعتبار عقل کے ممکن ہو جواب اس کا یہ ہی کہ ظن غالب یہ ہی کہ وہ گاؤ نر گاؤ ہوا و تانیث ضمیرون کی باعتبار لفظ بقرہ کے ہی اس واسطے کہ بقرہ مؤنث لفظی ہے اگرچہ تا اس مین واسطے وحدت کے ہے نہ واسطے تانیث کے مثل تمرۃ اور حمامۃ اور عصفورۃ کے اور اسی کی مانند اور لفظ بھی ہین جن مین فارق درمیان جنس اور واحد کے تا ہوا اور قاعدہ لغت عرب کا ہے کہ جب مذکر کو ساتھ لفظ مؤنث کے تعبیر کرتے ہین —

موضح قرآن

ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون

واذ اٰتینا موسی الکتاب والفرقان لعلکم تهتدون

ضمیرون کو مونث کرکے لاتے ہین جیسے کہ لفظ دآبہ کا اگرچہ اُس سے گھوڑا مراد کہین اُس کی ضمیرون کو
مونث کرینگے اور بکر کا استعمال نرین بھی ہوجاتا ہے اور معنی یہ ہین کہ مادہ کے اوپر نر کودا ہوا اوراُسکو
حاملہ کردیا ہوا اور ازبسکہ تعلق غرضون کا عادت اور عرف مین بکارت نرون کے سے بہت کم اور
نادر ہے لغت والے بیچ مقام تحقیق معنے بکر کے مادون کی بکارت کا فقط ذکر کرتے ہین اور بکارت
نرون کی بیان نہین کرتے ہین آور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہین کہ یہ گاؤ مادہ تھی بسبب تانیث
ضمیرون اور وصف بکارت کے ورنہ عدم مطابقت وصف لَا ذَلُوْلٌ وَّلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ہ
اُنھون نے جواب دیا ہی کہ عرف اور عادت ہر زمانہ مین اور ہر ایک شہر مین مختلف ہوتی ہے شاید
اُس زمانہ مین ور اُس شہر مین استعمال مادہ گاؤن کا بھی قلبہ رانی اور آبکشی مین رائج ہوگا بہر حال
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بعد اس نشان کے فرمایا کہ تم خیال اس گاؤ کے خواص
اور صفتون کا نکرو بلکہ صدق اپنا طرف فرمانبرداری الٰہی کے دوڑاؤ اور جس نے کہ یہ خواص اشیاؤن
مین رکھ دیئے ہین اسکو دیکھو فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ یعنے پس بجا لاؤ تم اُس چیز کو کہ
فرمایا جاتا ہے تم کو جناب الٰہی کی طرف سے کہ پیدا کرنا خواص ور عجایب کا اُسی کی خواہش کے
ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جسوقت وہ چاہے گا یہ خواص عجیب پیدا کریگا لیکن بنی اسرائیل کو
اتنے نشان دینے حضرت موسیٰ کے سے تسلی اور تشفی نہوئی اور پھر سوال کرنے لگے قَالُوْا یعنی کہا
اُنھون نے کہ کمال جانور کا جیسا کہ بسبب سن اور سال کے ہوتا ہے باعتبار رنگ اور
صورت کے بھی ہوتا ہے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا یعنی دعا کرو واسطے ہمارے جناب
الٰہی مین کہ بیان کرے ہمارے واسطے کیا ہی رنگ اُس گاؤ کا تاکہ جانین ہم کہ رنگ اور صورت
مین بھی اُس کا کمال ہے کہ باعث اس خاصیت عجیبہ کا ہوا ہے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا یعنی کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ البتہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ تحقیق وہ گاؤ زرد رنگ ہے اور صاف اور تیز ہے زردی اوسکی آور یہ رنگ جانورونکی
رنگون مین سے سب سے بہتر رنگ ہے اسواسطے کہ بسبب اسی رنگ کے تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ یعنی
خوش کرتی ہے وہ گاؤ دیکھنے والون کو اُس کے دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور
ہر رنگ زرد خالص مین خاصیت ہے کہ بیچ تفریح خاطر اور دور کرنے غمون کے

تفسیر خلیفی
کتاب یعنی توریت
اور فرقان یعنی
معجزات جس سے حق و
باطل اسلام و کفر و
توحید و شرک مین کھلا
کھلا فرق ہو جاوے
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ
يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ
اَنْفُسَكُمْ

نقل کرتا ہے طبرانی اور خطیب اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ جو کوئی پاپوش زرد پہنے وہ شخص خوش رہتا ہے جب تک کہ وہ جوتی اوسکے پیر مین ہے
اور تفسیرون مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے
من لبس نعلا صفراء قل همه یعنی جو کوئی پہنے پاپوش زرد کم ہوتا ہے غم اسکا اور
بعضی روایتون مین آیا ہے کہ جو کوئی سات جوڑے پاپوش زرد رنگ کے پے در پے پہنے غم
اور رنج اسکا دور ہو جاوے حاصل یہ ہی کہ پانچون رنگ یعنی سرخی اور زردی اور سیاہی
اور سفیدی اور سبزی جدی جدی خواص رکھتی ہین کہ تجربہ اور قیاس والون نے انکو ثابت
کیا ہی عرب مین مشہور ہے کہ الحمرۃ اجمل والصفرۃ اشکل والخضرۃ انبل والسواد اهول
والبیاض افضل یعنی سرخی جمال رکھتی ہے اور زردی نظر مین خوش معلوم ہوتی
ہی اور سبزی موجب بزرگی اور وقر کا ہے اور سیاہی ہولناک ہے اور سفیدی خوبی اور
فضیلت رکھتی ہے اور لغت عرب مین وقت بیان کرنے تیزی اور صفائی ہر ایک رنگ کے
علٰحدہ علٰحدہ لفظ اسکی تاکید کے واسطے لاتے ہین کما احمر قانی واصفر فاقع واسود حالك و
اخضر وارق وناضر وابیض ناصع پس معنی فقوع کے صفائی اور تیزی زرد رنگت کے
ہین دوسرے رنگ مین استعمال اسکا جائز نہین۔ القصہ بنی اسرائیل باوجود نشان دینے
رنگ اوس گاؤ کے پھر بھی سوال کرنے سے باز نہ رہی قالوا یعنی اُنھون نے کہا کہ ہر چند کمال
اسکا باعتبار سن اور سال اور باعتبار رنگت اور جمال کے معلوم کیا لیکن یہ کمال بہت
گاؤن مین پایا جاتا ہے ایک خاص فرد کیونکر معلوم ہووے کہ جسمین یہ خاصیت عجیب ہمارے
دلنشین ہو پس ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ یعنی دعا کر ہمارے واسطے پروردگار اپنے سے
تاکہ بیان کرے ہماری واسطے کہ حقیقت شخصیہ اُس گاؤ کی کیا ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاصہ
اُسمین موجود ہوا اسواسطے کہ اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا یعنی تحقیق جنس گاؤ کے مشابہ ایک
دوسرے کے ہوئے اوپر حس اور خیال ہمارے کے کوئی مرجح اس خاصہ عجیبہ کا
ان تخصیصات سے ہماری نظر مین نہین آتا ہے وَاِنَّا یعنی اور تحقیق ہم جب اوس
مرجح کو معلوم کرین گے اور ذہن نشین ہمارے ہوگا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ

یعنی اگر چاہے اللہ تعالی البتہ راہ پاوینگے ہم اور مطلع ہو جاوینگے اوپر اسکے کہ مبدا اور
منشا اس خاصیت عجیب کا اسمین یہ ہی پھر واسطے متابعت تمہارے فرمودہ کے سرگرم ہونگے
اور بصیرت حاصل کر کے اتباع حکم تمہارے کا کرینگے حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر بنی اسرائیل
کلمہ ان شاء اللہ کا نہ کہتے ہرگز اُس گاؤ کو معلوم نہ کرسکتے اور تشفی اُنکی خاطر کی نہ ہوتی
اس کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد سے خلاص ہوئے اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ ساتھ
ساتھ اس کلمہ مبارک کے ہر عمل نیک مین کہ جسکے حاصل ہونے کی غرض ہو نیک و مستحسن
ہے اور قریب استحباب شرعی کے ہی اور کس واسطے نہو کہ اس کلمہ کے کہنے سے استعانت ہی
ساتھ خدائے عز و جل کے اور بھی حوالہ کرنا کامون کا طرف مشیت اُسکی کے اور بھی اقرار
اور اعتراف ہی ساتھ قدرت اُسکی کے اور پورا ہونے ارادہ اُسکے کے اور ان دونون امر
مین درستی اعتقاد اور عمل کی ہی قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ یعنی کہا حضرت موسی نے تحقیق حق تعالی
فرماتا ہی ایسا مرجح کہ ذہن نشین تمھارے ہوا اور موجب اس خاصیت عجیب کا اسمین ہی دو
چیزین ہین اول ہونا اُس گاؤ کا اوپر صرف عزت اپنی کے کہ ہرگز بوجہ کھینچنے اور اوکامون
بنی آدم کے مین ذلیل نہوئی دوسرے سب عیبون سے کہ اس قسم مین ہوتی ہین پاک ہی کہ
کچھہ عیب نرکھے اسواسطے کہ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ یعنی تحقیق وہ گاؤ ہی کہ کبھی کسی کام مین لگ کر
نہین گئے اور ذلیل نہوسے اس طرح پر کہ تُثِیْرُ الْاَرْضَ یعنی نیچے اوپر کرے زمین کو جوتنے
یا بوجہ کھینچنے سے وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ یعنی اور نہ پانی دیتی ہی کھیتی کو اور نہ ڈول کو کوئین سے
کھینچتی ہی مُسَلَّمَةٌ یعنی سلامت ہی اس بات سے کہ آدمیون کے ہاتھ مین اگر کسی کام
مین ذلیل ہوئے ہو یا بدن اُسکے کو کاٹنے یا سوراخ کرنے یا داغ دینے سے نشان پہنچایا ہو جیسا
کہ اور جانورون مین کرتے ہین اس حد تک کہ لَا شِیَةَ فِیْهَا یعنی نہین ہی کوئی داغ اور رنگ
اسکا بدن مین بالکل برابر زرد رنگت تمام جسم کے ہی اور اگر آدمیون کے کام مین مستعمل ہوتی
تو ضرور کہین نشان اور رنگ کا اُسکے بدن مین پایا جاتا جیسا کہ اور جانورون مین پایا جاتا ہی
کہ کام مین لانے سے داغ مخالفت نظر مین آتا ہے قَالُوا الْـٰٔنَ یعنی کہا اُنھون نے یعنی
بنی اسرائیل نے کہ اسوقت اور آن اصل مین نام ایک تھوڑے سے ٹکڑے زمانہ کا ہے

تفسیر حقی
کہتے ہیں کہ بڑا بھاری
[illegible] پیدا کرنے
والے ہی کو چھوڑ دیا اور
بچھڑے کو پوجنے لگے تو اللہ تعالی
نے انکی توبہ [illegible]
[illegible]
وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی
لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی
نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَةُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ

ترجمہ
اور (یاد کرو)
جب کہ تم لوگون نے
کہا تھا کہ اے موسی
ہم لوگ تمھارے
بات نہ مانینگے
جب تک کہ
خدا کو

جس کی تقسیم نہوسکی خواہ وہ جزء غیر منقسم زمانہ ماضی مین فرض کیا جاوے یا زمانہ آیندہ مین لیکن جب اس لفظ پر الف لام عہد کا لاتے ہین مراد اُس سے ایک جزء معین ہوتا ہے کہ متکلم اور مخاطب کو وہ معلوم ہوا اور اسوقت ہر ایک جزء کے اوپر استعمال نہین ہوتا ہے اور بعد داخل ہونے لام عہد کے اس لفظ کو مانند ظروف غیر متمکنہ کے استعمال کرتے ہین اور ہمیشہ منصوب لاتے ہین جیسا کہ الیوم اور الساعۃ مین بھی اسی طرح عمل مین آتا ہے حقیقت بالتحقیق یعنی لایا تو بات درست کہ فی الحقیقۃ سبب پیدا کرنے اس صفت کا اُسمین بھی ہی اور اب تردد ہمارا بالکل دُور ہوا اس واسطے کہ فیضان حیات کا عالم غیب سے سب جیوانون مین اوّل اوپر روح حیوانی کے ہوتا ہے اور بواسطہ اُس روح کے اثر حیات کا تمام بدن کے اجزا گوشت اور پوست وغیرہ مین پہنچتا ہی اور حیوانات دو قسم کے ہین وحشی اور اہلی حیات وحشیون کی متعدی نہین یعنی دوسرے طرف پہنچے بلکہ اُنہین کی ذات کو لازم ہی اثر حیات انکے کا طرف انسان کی کہ اُس سی نفرت رکھتے ہین اور بھاگتے ہین یا درپے مارنے آدمی کے ہوتے ہین کس طرح پہنچے پس حیات کہ فیض اُسکا انسان کو پہنچے اور اُسکو زندہ کرے نہین ہوسکتی مگر حیات جانور اہلی کی اور اہلی جانورون مین سے جسنے کہ حیات غیبی بعضی صورتون مین بغیر اسباب ظاہری مثل نطفہ پڑنے اور تربیت رحم کے قبول کی ہے ہماری نظر مین گاؤ کا بدن ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین بچھڑا۔ سامری کا بسبب ڈالنے خاک سُم گھوڑے جبرئیل علیہ السّلام کے زندہ اور بولنے والا ہوگیا تھا پس زندہ کرنا مُردہ ہمارے کا بواسطہ ایسی حیات کے کہ گاؤ کے بدن پر فائض ہوئی ہی موافق حکمت الٰہی کے ہی پھر وہ گاؤ کہ آدمیون کے استعمال مین آتی ہین۔ اور اُنکے بدلون مین پکڑنے اور ذلیل کرنے اور سوراخ کرنے اور داغ وغیرہ سے تصرف کرتے ہین اور اپنے کامون مین دوڑاتے ہین اس سبب سے صرف حیات غیبیہ اپنے پر نہین رہتے ہین اور روح حیوانی اُنکی اُس صفائی اور قوت پر نہین رہتی ہی تا کہ بے پردہ وسیلہ زندہ کرنے میت کا ہو مگر جوتنے اور کھینچنے وغیرہ کے پردہ مین کا ناج وغیرہ کی پیدائش مین اُنکو دخل ہی اور ظاہر سامان حیات غیبیہ کے ہین تو روح حیوانی اپنی صفائی اور قوت پر باقی رہیگی اور بھی ایسی گاؤ زرد رنگ صاف بے داغ اور خدمت آدمیون اور حقارت اور ذلیل کرنے اُنکے سے بے

ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون و ظللنا علیکم الغمام و انزلنا علیکم المن والسلوی کلوا من طیبات ما رزقناکم وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون

اور معزز ہوگی اس عزت کی جہت سے کہ کسی کے زیر حکم نہین ہوئے کمال مشابہت اسکو
سامری کے پیدا ہوئی کہ اسکو خالص زر سے بنایا تھا اور بکمال تعظیم و توقیر سے نگاہ رکھا
اور وہ گوسالہ ہمارے سامنے گویا ہوا تھا اور آثار حیات غیبیہ کے اُس سے ظاہر ہوتے تھے
اس قضیہ کے کہ حکم المثلین واحد یعنے حکم دو مثلون کا ایک ہوتا ہے ظاہر ہو
اسی اثر کا یعنی زندہ ہو جانا میت کا اسکے واسطے سے ذہن مین بیٹھ گیا اور اگر کوئی کہے
حیات انسانی کو ساتھ حیات انسانی کے مناسبت زیادہ ہے بہ نسبت مناسبت حیات
حیوانی کے ساتھ حیات انسانی کے پس زندہ کرنا اس میت کا اس طرح کیون نہ کیا کہ کسی
آدمی کو اس میت کے بدن سے لگا دیتے کہتے ہین کہ ہم لگانا اجزا آدمی یا اور حیوان کا
میت کے بدن سے سبب زندہ کرنے اُس میت کا نہین ہو سکتا ہے مگر اس طرح کہ اُس زندہ
کی روح نکل کر مردہ کے بدن مین چلی آوے پس اس صورت مین ایک آدمی کے جلانے
دوسرا آدمی مریگا اور اس کی ایسی مثل ہو جاویگی کہ بنی قصرا وھدم مصرا یعنے بنایا ایک
محل اور گرایا ایک شہر اس واسطے کہ مارنا انسان کا بموجب شرعی کے کسی طرح روا نہیں
حیوان کے مار ڈالنے سے بسبب ذبح کرنے اوسکے کے ساتھ نام خدا کے کچھ قباحت نہین بلکہ ایک
قسم کی عبادت ہے اور جبکہ نقل کرنا حیات انسانی کا ساتھ حکم شرع کے متعذر ہوا لاچار انتقال
حیات اُس حیوان کا کیا گیا کہ انسان کے ساتھ کمال مشابہت رکھتا ہے بیچ قبول
کے عالم غیب سے کہ مدت حمل اُسکے کی برابر مدت حمل انسان کے ہے اور اسی سبب
کہ دودھ اُس کا سب دودھون سے بہتر ہوتا ہے اور مدت حمل کی برابر ہونے
بھی معلوم ہوا کہ اسکی روح بھی اُتنے دنون مین پڑتی ہے جتنے دنون مین انسان کی روح پڑتی
ہے اور بدن اوسکا بھی اُتنے ہی دنون مین پورا ہوتا ہے القصہ جب بنی اسرائیل کو بقدر فہم
اور استعداد اپنی کے اطلاع اوپر وجوہ حکمت الٰہی کے اس امر مین حاصل ہوئی بیچ
تلاش ایسی گاؤ کے کہ جسمین یہ صفتین ہون سرگرم ہوئے اور جستجو کرنے لگے اتفاقاً ایک
گاؤ کہ ایسی صفتون کے ساتھ موصوف ہوتی فقط ایک گاؤ تھی کسی نواح مین اور قصہ اُس
کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے اندر ایک مرد بہت نیکبخت تھا اور اُسکے ایک لڑکا تھا صغیر اور اُس

تفسیر حسینی

ث

پھر تمہارے مرنے کے بعد ہمنے تمکو جلا اوٹھایا تاکہ تم احسان مانو۔ اور ہمنے تم پر بدلی کا سایہ کر دیا اور تمہارے لیے من و سلوی اتارا (اور عام اجازت دیدی) کہ ہمنے جو تمکو پاکیزہ چیزین دی ہین اُنکو خوب کھاؤ اور انہون نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا اپنا ہی بگاڑتے رہے ۱۲۱۲

ف

جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر میدان تیہ کے جنگل مین اونکے ...

صالح کے پاس بسبب حوادث زمانے کے سواے ایک بچھڑے گاؤ کے کوئی چیز مال کی جنس سے
باقی نرہی تھی اُس بچھڑے کو پکڑکر اور مُہر اُسکی گردن پر لگا کر ساتھ نام خدا ابراہیم اور اسمٰعیل اور
اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے تبرک پکڑکے جنگل مین چھوڑ دیا اور کہا کہ بار خدایا مینے اس بچھڑے کو
اپنے بیٹے کے واسطے تیرے پاس امانت چھوڑا ہے جبتک کہ میرا بیٹا بڑا ہوا اور یہ بچھڑا اس کے
کام مین آوے بعد اُسکے وہ شخص مرگیا اور وہ بچھڑا اُس جنگل مین چرتا تھا اور درختون کے پتون سے
پرورش پاتا تھا اور بسبب عنایت الٰہی کے آفت درندون کی سے محفوظ رہتا تھا اور جسوقت
جنگل سے آتا تھا اور کوئی شخص آدمیون مین سے اُسکو دیکھتا تھا اور ارادہ پکڑنے کا کرتا ایسا بھاگتا اور
چھپ جاتا کہ ہرگز کسی کے ہاتھ نہ آتا جب یہ لڑکا بڑا ہوا موافق باپ اپنے کے بیچ کمال نیکی
اور تقوی کے مُستعد ہوا رات کو تین حصہ کرتا تھا ایک حصہ اپنی مان کے پاس بیٹھتا تھا اور خدمت
اسکی کرتا اور ایک حصہ سوتا تھا اور ایک حصہ مین نماز پڑھتا تھا اور جب صبح ہوتی تھی رسی
اور کلہاڑا لے کر جنگل کا راستہ لیتا اور لکڑیان بہت ساری باندھ کر لاتا اور شام کے وقت بازار
مین بیچتا اور قیمت اُن لکڑیون کی بھی تین حصے کرتا ایک حصہ خدا کے واسطے دیتا اور ایک حصہ آپ
کھاتا اور ایک حصہ اپنی مان کے پاس چھوڑتا اور ایک مدت اُسی کام مین مشغول رہا یہان تک اُسکی
مان نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ واسطے تیرے ایک بچھڑا جنگل مین چھوڑ گیا تھا اور ساتھ نام خدا کے
ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب کے امانت رکھ گیا تھا۔ اب وہ بچھڑا جوان ہوا
ہوگا نہ اوسمین شوخی ہے مثل اور نوجوانون جانورون کی اور نہ ضعف ہے مانند بوڑھے جانورون کی
چاہیئے کہ اُس بچھڑے کو اُس جنگل مین سے لا کر لکڑیان کہ جنگل سے لاتا ہے اُس پر لاد کر
لایا کر تاکہ پیٹھ تیری ہر روز لکڑیان لاتے لاتے زخمی نہو جاوے اس لڑکے نے کہا کہ علامت اُس
بچھڑے کی کیا ہے مبادا مین اُس جنگل مین جاؤن اور کسی غیر شخص کی گاؤ پکڑ لاؤن اور وہ مجکو
حلال نہو اُسکی مان نے کہا علامت اسکی یہ ہے کہ رنگ اوسکا صاف زرد ہے چمکتا ہوا اگر
کوئی اوسکو دور سے دیکھے ایسا خیال کرے کہ شعاع آفتاب کی اُس کے پوست مین سے
نکلتی ہے اور اسی واسطے مینے نام اُسکا زرین رکھا تھا لڑکے نے کہا اب تک بھی مین نے یقیناً
اُس بچھڑے کو نہین پہچانا مبادا کہین دوسرا گاؤ بھی اس رنگت کا اور کسی کا اُس

جنگل میں چرتا ہوا اسکی ماںنے کہا کہ دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہی کہ آدمی کو دیکھکر بھاگتی ہے اور گرفتار
تا بعدار نہین ہوتی ہے اور پاس نہین آتی ہے جب اسکو دور سے دیکھے تو اس طرح پکار کر
کہ اے گاؤ بنام خداے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبردار
ہوا اور میرے پاس آ لڑکا یہ علامت معلوم کرکے اس جنگل کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ
ایک گاؤ ایسی ہی جنگل مین چرتی ہے اس لڑکے نے اسیطرح سے کہ ماںنے اسکو تعلیم کیا تھا آواز
دی وہ گاؤ چراگاہ کو چھوڑ کر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اس لڑکے کو اسکی ماںنے وصیت
کی تھی کہ تو گردن اس گاؤ کی پکڑ کر کھینچکر لانا اور اسکے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
مین نہ آوے اور مستعمل نہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اسکی جاتی رہی لڑکا موافق
وصیت والدہ اپنی گردن اسکی پکڑکر کھینچنے لگا وہ گاؤ اللہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا ای جوان
نیکبخت میرے اوپر سوار ہو تاکہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہان سے گھر تیرا ایکدن کا رستہ ہے
اس لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سواری کا مجھکو حکم نہین دیا ہی بلکہ کہا ہی کہ گردن اسکی
کھینچکر لائیو گاؤ نے کہا کہ آفرین باد اور شاباش مین تیری آزمائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
سوار ہوتا تجکو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہی
کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہی اور اسکی عدول حکمی نہین کرتا ہی درمیان اس راہ کے
ابلیس لعین ایک مسافر کی شکل مین اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت نیکبخت
معلوم ہوتا ہے اور مجکو ایک حادثہ درپیش آیا اس مشکل مین میری مدد کر اس طرف پہاڑ
کے ایک قطار گاؤن کی رکھتا ہون اور انکو چراتا تھا یکایک مجکو خواہش قضاء حاجت کی
ہوئی اس پہاڑ مین قضاء حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم مین درد اٹھا ہی کہ رستہ چلنے
سے حیران ہون چاہتا ہون کہ اپنے مال کی طرف جاؤن اگر تو فرماوے تو مین اس گاؤ پر سوار ہوکر جاؤن اور
اسکی مزدوری مین ایک گاؤ بہت عمدہ اپنے گاؤن مین سے چنکر تجھکو دونگا پس میرا بھی اس مین
نفع ہوگا اور تیرا بھی بہت نفع ہی اور کسی طرح سے تیرے گاؤ کو تکلیف نہین پہنچانے کا اس
لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تئین کرا یکر
کس طرح سوار کرون ابلیس نے کہا تیری ماکو کیا عقل ہی تجکو چاہیئے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

تفسیر خلیلی

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ

ت اور یاد کرو جبکہ ہمنے کہا اس شہر بیت المقدس مین داخل ہو اور جہان جہان چاہو بافراغت کھایا کرو اور شہر کے دروازہ مین سجدہ کرتے ہوے داخل ہو اور کہو حطۃ یعنی ہم معافی چاہتے ہین تو ہم تمہاری خطائیں بخشدینگے اور اچھون کو

اس کام کی سوچ اور اپنا نفع ہاتھ سے نہ کھو اور نصیحت میری مان لی کہ سراسر خیرخواہی تیری کرتا ہون لڑکے
نے کہا کہ مین ہرگز نافرمانی والدہ اپنی کی نہین کرونگا اور شیطان نے پیچھا اسکا یہانتک لیا
کہ وہ لڑکا عاجز ہوا اور آواز بلند سے کہا کہ اے خدا ابراہیمؑ اور سمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے
اس رفیق بدذات کے ہاتھ سے مجھکو نجات دے ابلیس نے جب آواز سنی ایک جانور کی صورت
بنکر جلدی سے اڑگیا اس گاؤ نے اس جوان سے کہا کہ کچھہ جانتا ہے یہ کون تھا ابلیس تھا
چاہتا تھا کہ کسی حیلہ سے میرے اوپر سوار ہوا اور بسبب اپنی سواری کے برکت میری دور کرے
اور پھر تیرے کام مین نہ آؤن جبکہ نام خدا ابراہیمؑ اور سمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا لیا تونے
اور فریاد کی تونے ایک فرشتہ واسطے دور کرنے اس شیطان کے حاضر ہوا اور شیطان گھبراکر
اپنے تئین جانور کی صورت بناکر اڑگیا القصہ شام کے وقت وہ جوان گاؤ کو پکڑکر روبرو اپنی والدہ
کے لایا اور اسکو اس حقیقت عجیب اور دوبار بولنے گاؤ کے سے مطلع کیا اور اسکی ما نے کہا کہ یہ گاؤ
ایسی نہین کہ اسکو بوجھ لادنے مین ذلیل کرو اور ہم سے حق تعظیم اسکا بجا نہ لایا جاوے گا بہتر یہہ ہے
کہ اس گاؤ کو بیچ ڈالین تاکہ اگر اور کوئی اس گاؤ کو خوبی سے نگاہ رکھے گا تو وبال اسکا اسکی گردن
پر ہوگا اور تجھکو بھی چندروز لکڑیان بیچنے کی محنت سے فراغت حاصل ہوگی جب فجر ہوئی تو
جوان گاؤ کو لیکر گھر سے نکلا اور نخاس کی طرف گیا اور اپنی ما سے پوچھا کہ کس قیمت کو اس گاؤ
کو فروخت کرون کہا قیمت اس گاؤ کی اس شہر مین اسوقت تین دینار ہین کہ قریب چودہ ماشہ
سونے خالص کے ہوتے تھے لیکن یہ گاؤ عجیب ہے اگر تجھسے کوئی اس قیمت کو خریدنی چاہے تو یہ شرط
اس سے کیجیو کہ اگر والدہ میری اس قیمت پر رضی ہوگی تو دونگا والا نہ دونگا اور ایک دفعہ پیچھے الیو
خدا تعالی نے واسطے قیمت مقرر کرنے اس گاؤ کے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ رستہ مین اس جوان
سے ملا اور کہا کہ اے جوان اس گاؤ کو کتنی قیمت کو بیچتا ہے تو جوان نے کہا تو کیا دیتا ہے فرشتہ
نے کہا کہ تین دینار جوان نے کہا بشرطیکہ والدہ میری رضی ہووے ساتھ تین دینار کے فروخت
کرونگا فرشتہ نے کہا یہ شرط موقوف کر اور چھہ دینار مجھسے لے جوان نے کہا کہ چھہ دینار مین بھی یہی شرط ہے فرشتہ
نے کہا کہ بارہ دینار لے اور یہ شرط موقوف کر جوان نے کہا کہ اے عزیز اگر برابر اس گاؤ کے سونا خالص دیگا تو
بغیر مرضی اپنی والدہ کے اسکو نہین بیچنے کا تو عبث کس واسطے دردسری کرتا ہے فرشتہ نے کہا مین آدمی

نہین ہون فرشتہ ہون تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا کہ کیسی طاعت اپنی مان کی کرتا ہے تو اب
اس گاؤ کو اپنے گھر لیجا اور بازار مین کسیکو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہوا ہے اور علاج
اوسکا موسیٰ عمران کی بیٹی سے کہ پیغمبر اونکا ہے اس طرح فرمایا ہے کہ ایسی گاؤ ذبح کرو بنی اسرائیل
اجست وجو اور تلاش مین ہین اور سوائے گاؤ تیری کے کوئی گاؤ ساتھ ان صفتون کی متصف
نہین اگر بنی اسرائیل تجسے اس گاؤ کو طلب کرین ہرگز اونکے ہاتھ نہ بیچیو یہانتک کہ سونا اس گاؤ
کے چمڑے مین بھر کر تیرے حوالہ نکرین کہ تمام عمر وجہ معیشت سے تجکو فراغت ہووے اور آدمی
جانین کہ جو کوئی عیال اپنے کو حوالہ خدا کے کرجاتا ہی خدا تعالیٰ اس طرح پرورش کرتا ہی اور جو
کوئی مال اپنا خدا کے امانت مین چھوڑتا ہی خدا تعالیٰ اسطرح اوسکو بڑھاتا ہے یہہ جوان اوس
گاؤ کو پکڑ کر اپنے گھر لایا اور تمام ماجرا اپنی مان کے سامنے ظاہر کیا رفتہ رفتہ اس گاؤ کی خبر
شہر مین مشہور ہوئی اور بنی اسرائیل اوسکے خریدنے کیواسطے اوسکے گھر پر جمع ہوئے اور قیمت اوس
گاؤ کی بڑھانے لگے وہ جوان اور مان اوسکی راضی نہوتے تھی یہانتک کہ یہ بات مقرر ہوئی کہ اوس
گاؤ کا چمڑا بعد ذبح کرنے اور جدا کرنیکے سونیسے بھر کر اونکے حوالہ کرین اوس جوان اور اوسکی مان نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضامن لیکر گاؤ کو بنی اسرائیل کے ہاتھ مین سونپا فَذَبَحُوهَا یعنی پس
ذبح کیا بنی اسرائیل نے اوس گاؤ کو اور ذبح عبارت ہی کاٹنے گلے کے سے ٹھوڑی کے پاس سے
اور بکری اور گائی اور بھینس وغیرہ مین یون ہی مسنون ہی اور نحر کہتے ہین کاٹنا گلے کا سینہ کے
پاس سے اور منظور دونو مین کاٹنا حلقوم اور مری اور شہ رگون کا ہے لیکن گردن اونٹ کے
لمبی ہوتی ہی اگر اوپر کیطرف سے اوسکا گلا کاٹین دیر مین جان اوسکی نکلے اور تکلیف ہو
اسواسطے کہ مکان خون کی کہ سواری روح حیوانی کی ہی دل اور جگر اور اوسکے گرد اگرد مین ہین
اسیواسطے اونٹ کی اندر نحر آیا ہی اور اگر اونٹ کو بھی کوئی اوپر کیطرف سے ذبح کرلی جائز ہی جیسا
کہ بکری اور گاؤ کا نحر بھی جائز ہی لیکن ترک اولی اور غیر مستحب ہے وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ یعنی اور
نزدیک نتھے بنی اسرائیل کہ اس کام کو کرین اسواسطے کہ سوال پر سوال واسطے طلب کرنے بیان
خصوصیتون اوس گاؤ کی لاتے تھے یہانتک کہ سلسلہ اونکی تفتیش کا منقطع نہوتا تھا اور
بھی بسبب گرانی قیمت اس گاؤ کے خرچ کرنے اسقدر زر کثیر کی بخل کرتے تھے اور اس بات سے

تفسیر قولہ
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
ت
پھر بدلے الفاظ ظالمون نے
بہ نسبت اوس بات کے جو بات اونکو
بتائی گئی تھی اوسکو
بدل ڈالا تو بھیجا
ہم نے بدلے الفاظ ان پر
عدول حکم کے سبب
آسمان سے عذاب
بھیجا
تنبیہ
یہ ہمیشہ سارے اختلافون
کا باعث ہی
الفاظ کا تبدل
تغیر رہا ہے کہ پہلے
لفظ بدلے پھر معنی
بدلے پھر تو مطلب
پچھلا کا کچھ
ہوگیا مسلمانون کو
قرآن و حدیث

بھی ڈرتے تھے کہ مبادا مقتول بعد زندہ ہونے کے کسی کا نام لیوے اور سبب رسوائی کا ہو اور قصاص لینا اوس سے دشوار ہو لیکن حق تعالی نے اون سے چار و ناچار یہ کام کروایا اور اگر بنی اسرائیل کہیں کہ اسلاف ہمارے نے اس معاملہ میں وحی الٰہی سے روگردانی نہیں کی بلکہ جب حضرت موسیٰ نے قاتل کے ظاہر ہونیکے واسطے ذبح کرنا گاؤ کا ٹھیرایا اور ظاہر میں ان میں کچھ مناسبت نتھی تعجب کی راہ سے اتنا اونہوں نے توقف کیا اگر پہلے ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام قاتل کو معین کردیتے اسلاف ہمارے ہرگز اعراض نکرتے کہتے ہیں ہم کہ یہ سب غلط ہی بلکہ اسلاف اور بزرگ تمہارے ابتدا قصّے سے انکار وحی الٰہی کا کرتے تھے اور اسبات کو بعید جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بسبب وحی کے اس امر غیب پر اطلاع ہوگی و الا ایک دوسرے پر تہمت خون کے نڈالتے اور قاتل خود اقرار کرتا اور اگر اسکو یقین نہیں رکھتے ہو تو بس یاد کرو تم سرے سے قصّہ کو وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا یعنی اور یاد کرو تم اوس وقت کو کہ مار ڈالا تمنے ایک جان کو کہ نام اوسکا عامیل تھا اور ہرچند کہ مارنے والا ایک شخص تم میں سے تھا لیکن جب قتل درمیان تمہارے واقع ہوا اور تحقیق قاتل کے سعی تمنے سستی کی گویا تم سب شریک قتل کے ہوئے اور کاش ایک ہی گناہ قتل کا تمہارے اندر ہوتا لیکن تمنے اور گناہ بھی اوسکے اوپر زیادہ کیا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا یعنی پس تم ایک دوسرے پر ڈالتے تھے اور ہر شخص کہتا تھا کہ فلانے نے یہ کام کیا ہی مینے نہیں کیا اور اصل اس صیغہ کی تدَارَءْتُمْ ہے تا کو دال میں ادغام کیا اور احتیاج ہمزہ وصل کی پڑی تدَارُء بمعنی تدافع کے ہی یعنی ایکدوسرے کو دفع کرے اور پیچ کوے اور پہاڑ کے ڈالے لیس تدارء گناہ دوسرا ہوا کہ تہمت ناحق آپسمین کرتے تھے اور دلیل اسبات کی ہوئی کہ تمہارے تئیں وحی آپکا طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یقین کامل نہیں تھا اور اطلاع ہوجانے قاتل کی اونکے تئیں غیب کے طرف سے بعید جانتے تھے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ یعنی اور خدا تعالی باہر لانیوالا ہے پردہ پوشیدگی سے مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی اوس چیز کو کہ تم چھپاتے تھے یعنی حال قاتل اور نفاق اور سستی یقین اپنی کی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ فرمایا کہ نام قاتل کا بیان کریں کہ مبادا تم تکذیب کرو اور قاتل جھوٹی قسم کھاوے کہ مینے نہیں مارا ہی پس پھر مقدمہ پردہ میں سے اور عادت الٰہی اس طرح سے جاری ہی کہ جب کوئی بندہ اوسکی بندون میں سے کسی چیز پر ہمیشگی کرتا ہی خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ

اسکو حق تعالی آدمیون پر ظاہر کر دیتا ہی اور حال اسکا پوشیدہ نہین رکھتا بخلاف اسکے اگر کوئی
دوبار بندہ سے کوئی تقصیر سرزد ہووے اور اسکے اوپر ندامت کرے اور اسکے چھپانے
مین کوشش کرے کہ حق تعالی بھی اسکو اپنی رحمت سے پوشیدہ رکھتا ہی اور پردہ دری
اسکی نہین کرتا ہی تیح مستدرک حاکم کے ساتھ سند صحیح کے ابو سعید خدری سے روایت آئی ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لو ان رجلا عمل عملا فی صخرۃ صماء لا باب لہا
لا کوۃ خرج عملہ الی الناس کائنا ما کان حاصل اس حدیث کا یہ ہی کہ اگر کوئی پتھر کے اندر
اسمین نہ کوئی دروازہ ہوا اور نہ سوراخ ہو کچھ عمل کرے وہ عمل بھی اسکا آدمیون پر ظاہر ہو جاتا
ہی کوئی عمل ہووے اور بیہقی نے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ سریرۃ صالحۃ او سیئۃ اظہر اللہ
علیہ رداء یعرف بہ اور کہا بیہقی نے والموقوف اصح یعنی موقوف حدیث صحیح ہوتی ہی اور طبرانی نے
ساتھ سند ضعیف کے انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے یارون سے فرمایا کہ مومن کون ہی عرض کی کہ خدا اور رسول اسکا بہتر جانتا ہی
فرمایا مومن وہ ہی کہ حق تعالی اسکو اس جہان سے نہین لیجاتا ہی یہانتک کہ خدا تعالی
کانون اسکے کو بھر دیتا ہی اس ثنا اور صفت سے کہ پسند اسکی ہی اور اگر کوئی بندہ خدا کی
بندون مین سے عمل تقوی کا بجا لاوے ایسے گھر کے اندر کہ ستر گھرون کے اندر ہو اور ہر
گھر کا دروازہ لوہے کا ہو البتہ اس بندی کو حق تعالی چادر عمل اسکی کی پہناتا ہی یہانتک کہ
لوگ اسکے عمل کو بیان کرتے ہین اور جسقدر وہ کرتا ہی اس سے زیادہ اسکی طرف نسبت
کرتے ہین صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ظاہر ہونا اور مشہور ہونا عمل اسکے کا بدلہ اسکے تقوی
کا ہو گیا زیادتی کی کیا وجہ ہی فرمایا کہ مرد متقی اگر قدرت پاوے اپنے مقدور سے زیادہ عمل کرے
اسکو اس نیت کے بدلے مین زیادتی شہرت کی عطا فرماتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ فاجر اور بدبخت کون ہی صحابہؓ نے کہا خدا اور رسول بہتر جانتے ہین فرمایا کہ فاجر وہ ہی کہ
پیشتر اس جہان کے جانے سے بدی اپنی کانون اپنے سے سنے گا اگر کوئی بندہ خدا کے
بندون مین سے ایسے گھر مین کہ ستر گھرون کے اندر ہو اور ہر ہر گھر پر لوہے کا دروازہ

بند کیا ہوا اور برا کام کرے البتہ حق تعالی چاہے عمل اُسکے کی اُسکو پہنا تا ہی تاکہ آدمی اس عمل کو ذکر ین اور زیادہ اس سے کہ جس قدر رکتا ہی اُسکی طرف نسبت کرین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسجگہ وجہ زیادہ گوئی کی کیا ہی فرمایا مرد فاجر مستعد اسکا ہوتا ہی کہ اگر مقدور پاوے فسق اور برائی زیادہ کرے حق تعالی اُسی نیت کے بدلے مین یہ زیادہ گوئی کرواتا ہے باقی رہا اسجگہہ ایک سوال مشہور نحوی اور وہ یہ ہے کہ مخرج صیغہ اسم فاعل کا ہی اور ما کنتم تکتمون مین اُسنے عمل کیا ہی یعنی منصوب کیا ہی اوپر مفعولیت کے حالانکہ بمعنی ماضی کے ہی اسواسطے کہ اخراج مکتومات بنی اسرائیل کو خصوصًا بیچ مقدمہ قتل عامیل مذکور کے ہزارون برس گزرے اور اسم فاعل کے عمل کی یہ شرط ہی کہ حال یا استقبال کے معنی اُسمین ہون اسجگہ بغیر موجود ہونے شرط کے کسواسطے عمل کیا جواب اسکا یہ ہی کہ نکالنا اور ظاہر کرنا مکتومات بنی اسرائیل کا ہرچند کہ وقت خطاب کی نسبت سے ماضی ہی لیکن بہ نسبت وقت تدافع اور اختلاف کے مستقبل ہے اور معنی استقبال کا ہونا کہ بسبب اُسکے عمل اسم فاعل کا صحیح ہو جاوے بہ نسبت وقت خطاب کے ضرور نہین بلکہ بہ نسبت وقت اس واقعہ کے کہ پہلے ہو چکا ہے درکار ہے لیکن اس جواب پر ایک اور سوال وارد ہوتا ہی کہ جملہ واللہ مخرج کا حال ہی فادارأتم کی ضمیر سے پس مضمون اس جملہ کا چاہیئے کہ تدافع اور اختلاف کے وقت موجود ہو اور مقارن اسکے ہو نہ بعد اسکے اور بلاشک اخراج مکتومات کا وقت تدافع اور اختلاف کے نتھا بلکہ بعد اسکے ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ یہ جملہ حال مقدرہ ہی جیسا کہ جاءنی زید معہ صقر صائدا بہ غدا اور مختصر کلام یہ ہی کہ خطاب کے وقت حکایت اُسچیز کی کرتے ہین کہ تدارا اور تدافع کی نسبت سے مستقبل تھے جیسا کہ بیچ آیت وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید کے حکایت حال کے فرماتے ہین اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ جملہ معترضہ ہو پس اشکال وارد نہین ہوتا ہی القصہ واسطے ظاہر کرنے قاتل کے ہمنے تمکو حکم کیا ساتھ ذبح کرنے گاؤ کے اور جب ذبح گاؤ ہو گیا فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ یعنی پس کہا ہمنے کہ مارو تم اُس نفس مقتول کو اور مذکر کرنا ضمیر کا باعتبار قتیل کے ہی اور نکتہ نہ لانے ضمیر مؤنث کے کہ ظاہر لفظ نفس کا چاہتا ہے یہ ہے کہ مارنا نفس کا کہ بدن میت سے جدا ہی ممکن نہین پس اگر اضربوھا فرماتے

ظاہر مین تکلیف مَا لَا یُطَاق اور حاجت تاویل کی پڑتی بخلاف قتل کے کہ باعث ندمت اور
عذاب کا وہی قتل ہے کہ نفس کے اوپر ہوا ہی اور اوسی قتل نے تعلق اوس نفس کا بدن سے دور
کیا ہی بلکہ حقیقت مین یہی قتل ہے اور بس بِبَعْضِهَا یعنی کسی عضو کے ساتہ اوس گاؤ کے عضو
مین سی تاکہ زندہ ہوجاوے اور اپنی قاتل کے خبر دے اور اوس سے قصاص طلب ہی اور
اختلاف ہی کہ وہ کونسا عضو تھا بعضی کہتے ہین کہ زبان اوس گاؤ کی تہی اسواسطے کہ منظور زندہ
کرنے اوس میت کے سی محض بلانا اوس مردہ کا تھا اور یہ بات زبان کے ساتہ بہت مناسب
اور بعضون نے کہا ہی کہ عجب الذنب ہی اور عجب الذنب ایک ہڈی کا نام ہے کہ جانورون کی دم
پیدا ہوتی ہی سی اسواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حشر تک تمام بدن آدمی اور حیوانون کا
گل جاوینگے اور چورا چورا ہوجاوین گے مگر یہ ہڈی باقی رہیگی اور اسی ہڈی سے مُردون کا
نیا بدن بنانا شروع کرینگے اور اصل بدن کی یہی ہڈی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ وہی ران
اوس گاؤ کی تہی کہ حرکت اکثر اوسی طرف سے شروع ہوتی ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ دونون شانون کے
درمیان مین ایک ٹکڑا گوشت کا تھا کہ اکثر جگہ رہنے رُوح حیوانی کی قلب ورجگہ مین منتشر ہے اور
صحیح یہ ہے کہ کوئی ٹکڑا مقرر نتھا بلکہ اونکو اختیار تھا کہ جس ٹکڑے کو چاہین حقتعالی وقت مارنے
اوسکے کو اوپر بدن مُردہ کے اوسکو زندہ کرے لیکن جسوقت کہ اوس گاؤ کو ذبح کیا کسی نے زبان
اور کسی نے ران کو اور کسی نے اور ٹکڑے کو مارا ہو نقل کرنیوالون نے ان سبکو نقل کیا اور جانا کہ یہ سب
اللہ کے حکم سے تھا القصہ بنی اسرائیل نے بعد ذبح کرنے گاؤ کے اوس مُردہ کو ساتہ اعضا اوسکی کے
مارا اور وہ زندہ ہوا اور کہڑا ہوا اور اوسکی حلق کے رگون مین سی فوارہ کی مانند خون اُبلتا تھا اور
مارنیوالے کا نام بتا دیا کہ فلانے نے میرے تئین مارا ہی تاکہ میرے مال کا وارث ہو حضرت موسی نے
اوس قاتل سے اقرار کروایا اور بعد اقرار کے اوس سے قصاص اوسکا لیا اور اوسیوقت سی حکم شریعت
کا ایسا ہوگیا کہ قاتل میراث مقتول کے سی محروم ہے گو آپس مین باپ بیٹے ہون یا بھائی بھائی ہون
یا اور طرح کی قرابت ہو حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَا وَرِثَ قَاتِلٌ بَعْدَ صَاحِبِ الْبَقَرَةِ یعنی نہین وارث ہوا
کوئی قاتل بعد صاحب بقرہ کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہی کہ ذکر اقرار کروانے
حضرت موسی علیہ السلام کا قاتل سے حدیثون مین نہین آیا ہے اور مقتول کے کہنے سے

قصاص لے نہین سکتے اکثر اہل فقہ نے جواب اس سوال کا اس طرح دیا ہی کہ جب مقتول بعد مرنیکے زندہ
ہوا تھا اور حال برزخ اور نمونہ عذاب آخرت کا دیکھکر آیا قول اوسکا برابر دو گواہون معتبر کے بلکہ
اوس سے بڑہ کر ہوگیا البتہ جب تک مقتول نہین مرا ہے اور حال برزخ کا اوس نے نہین دیکھا
احتمال صدق اور کذب کا اوسکے کلام مین پایا جاتا ہے اور کہنا اوسکا بیچ معین کرنے قاتل کے معتبر
نہین ہوتا ہے لیکن موافق قاعدہ کلامیہ کے اس جواب مین خدشہ قوی ہے اس واسطے کہ اہل کلام
نے معجزات کی بحث مین ایسی تقریر کی ہے کہ اگر پیغمبر کی دعا سے مردہ زندہ ہوا اور اوپر حق ہونے
نبوت اوس پیغمبر کے گواہی دیوے یا تکذیب اوس پیغمبر کی کرے معتبر نہین بلکہ معجزہ اوس پیغمبر
کا فقط زندہ کرنا میت کا ہے گواہی اوسکی خواہ موافق دعوی نبوت کے ہو یا مخالف اوسکے
دخل نہین اسواسطے کہ میت جسوقت زندہ ہوئی عقل اور شعور اور خیال اور وہم انسانی کہ محل خطا کا
معرفت کے بیچ مین ہے حاصل ہوا اور حکم اوسکا حکم اور آدمیون کا ہے کہ گواہی اونکی کام نہین آتی ہے
اور اگر کوئی جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا سے بولنے لگے اور گواہی اوپر حقیت دعوی نبوت کے دیوے
معتبر ہے اور اگر تکذیب کرے تو بھی معتبر ہے اور نبوت کے دعوی کرنیوالے کی اسکے اہانت
ہوجاویگی جیسکہ اہانت مسیلمہ کذاب وغیرہ کی ہوئی تھی اسواسطے کہ کلام جمادات اور حیوانات کے
خیال اور وہم کی بناوٹ سے نہین بلکہ کلام انکے کلام غیبی ہین احتمال صدق اور کذب کی اوس مین
گنجایش نہین پس موافق اس قاعدہ کے چاہیئے کہ کلام مردہ کے بعد حیات کے محتمل صدق اور کذب
کے ہون کہ جھوٹ اور بناوٹ بیچ کلام کے شیوہ انسان کا ہے اور کہنا اوسکا بیچ تعیین قاتل کے
معتبر نہوگا جبتک خود قاتل اقرار نکرے پس جواب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالی نے اونکو واسطے
ذبح بقرہ کے امر فرمایا کہ بسبب مارنے بعض اعضا اسکے کے مردہ زندہ ہوجاویگا اور حال قاتل کے
سے خبر دیگا پس حقیقت مین گواہی اور سچا ہونے اس مردہ خاص کے اللہ کیطرف سے
ثابت ہوئے اسواسطے اوس مقتول کے کہنے سے قصاص لینا قاتل سے درست ہوا اور کچھ حاجت
اقرار قاتل کے نہین اور اور مردونکو اسپر قیاس کرنا چاہیئے کہ اسکا صدق نص سے ثابت ہوا خاص کر
اس خبر مین گو التزاما ہووے اور اس جواب کی حاجت اوسوقت ہی کہ بعد دیکھنے اس معجزہ روشن اور حالت
ہولناک کی قاتل نے خود اقرار کیا ہوا اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے ظن غالب یہی ہے کہ

یہ ہی کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت کہ قائم مقام اقرار کے ہی کیا ہو اور حدیث مین آیا ہی کہ بیچ زما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لڑکی انصار مین کی کہ زیور چاندی کا گلے اور ہاتھون
پانون مین پہنے ہوئے تھی کھیلنے کیواسطے باہر چلی گئی ایک یہودی مردود نے جنگل مین
مار ڈالا اور زیور اُسکا لیگیا جب اُسکے وارثون کو خبر ہوئی تگ و دو کرکے اُس لڑکی کو پایا
اور ابھی کچھہ رمق اُسمین باقی تھی کہ روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسکو لائے آنحضرت نے
فرمایا کہ محلہ والون کا نام اُسکے سامنے لیتے جاؤ کہ فلانے نے تجکو مارا ہی یا فلانے نے یہانتک
نام اُس یہودی کا لیا سر اُسکا ہلا اور اشارہ کیا کہ اُسنے مارا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس
یہودی کو بلا کر قصاص لیا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ اُس یہودی نے بھی اقرار کیا پس احتمال
ہی کہ اُس قاتل نے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصاص لیا تھا اُسنے بھی اقرار کیا ہو اور
بعضی روایتون مین ذکر اقرار اُسکے کا ساقط ہوا اب حکم اس مسئلہ کا معلوم کرنا چاہیئے اور شریعت
حضرت موسیٰ کی بھی اس حکم مین مطابق اسی شریعت کے ہی چنانچہ توریت مقدس سے یہی بات
سمجھی جاتی ہی اگر مُردہ کہ نشان قتل اور زخم کا اُسمین پایا جاتا ہی اور کسی جگہ پڑا ہوا ہی اور قاتل
معلوم نہووے نزدیک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اُس محلہ والون یا اُس گانو والون سے جسمین وہ مقتول
ہوا ہی اور اگر جنگل مین پڑا ہوا ہی جو گانو کہ قریب اُسکے ہو پچاس نیکبخت آدمی معتبر کو خدا کی قسم
دینی چاہیئے کہ ہمنے نہین مارا ہی اس مقتول کو اور نہ اُسکے قاتل کی ہمکو خبر ہی اگر اُنہون نے
قسم کھائی تمام اُن محلہ والون یا گانو والون سے دیت لینی چاہیئے اور اُنکو چھوڑ دین اور اگر
قسم کھانے سے اُنہون نے انکار کیا اُنکو قید رکھنا چاہیئے تاکہ قسم کھاوین یا قاتل کا تحقیق
نشان دیوین کہ اسقدر جماعت کثیر ایک محلہ یا ایک گانو کے ایسے واقعہ سے کہ اُس محلہ یا گانو مین
ہو جاوے بیخبر نہین رہ سکتی اور امام شافعی رح کے نزدیک اسمین تفصیل ہے اگر تہمت قتل
کے اوپر جماعت اُس محلہ یا گانو کی ہو اسطرح سے کہ ظن غالب حکم کرتا ہی کہ اُنہون نے مارا ہی
جیسا کہ کوئی جماعت گھر مین یا جنگل مین جمع تھی بعد اُسکے متفرق ہوئی اور ایک کو مار کر
چھوڑ گئی یا گانو والے اس مقتول سے عداوت رکھتی تھی اور عداوت اُنکی اُسکے ساتھ مشہور
تھی پس مقتول کے ولیون کو کہنا چاہیئے کہ پچاس آدمی اس جماعت مین سے ایک ایک

تحقیقی

ف یہان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی اپنی حاجتون مین اسکی عادت کے موافق اسباب کو بھی کام مین لاوے توکل نہین ہے کہ اسباب کا ہاتھ سے چھوڑ دیوے

کا نام لیکر قسم کھاوین کہ فلانا قاتل اُس شخص کا ہی اور بعد قسم کھانے انکی کے اُس شخص کے مال سے دیت دلائی جاوے اور قصاص نہین اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کہتے ہین کہ اگر دعوی کرنیوالے خون کے قتل عمد کو قسم کھانے سے ثابت کرین قصاص لینا چاہیے اور اگر تہمت نہو پس بطور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اُن محلہ والون یا اُس گانوٗن والون سے قسمین لیکر اور دیت دلوا کر خلاص کرنا چاہیے القصہ حق تعالی نے بعد حکم کرنے کے واسطے ذبح گاؤ کے اور مارنے بعض اعضا اُسکے میت کے ساتھ اور زندہ ہونے اُس مردہ کے اور خبر دینی اُسکی کے قاتل اپنے کی اور پھر مر جانے اُسکے کی بنی اسرائیل کی گروہ کو فرمایا کَذٰلِكَ یُحْیِی اللّٰهُ الْمَوْتٰی یعنی جیساکہ اس مردے کو محض اپنی قدرت سے روبرو تمھارے زندہ کیا اور کلام اُسکے سُنے تمنے ویسے ہی زندہ کریگا اللہ مردون کو نزدیک نفخ صور کے نہ بسبب اُس نفخ کے اور نہ بسبب کسی اور شی کے سببون مین سے بلکہ واسطے محض جزا دینے اور قائم کرنے عدل اور جاری کرنے قصاص کے اس واسطے کہ اس جگہ بھی سوائے لگانے عضائے گاؤ ذبح کی ہوئی کے ساتھ بدن میت کے کوئی سبب واقع نہوا اور یہ بات ظاہر ہی کہ لگانا میت کا ساتھ میت کے سبب حیات کا نہین ہوتا ہی لیکن عدل اور انتقام لینا قاتل سے منظور تھا اور اولیاء مقتول کو تشفی بدون اُسکے حاصل نہوتی تھی ارادہ الٰہی نے تعلق اُسکے ساتھ پکڑا کہ مردے کو زندہ کرکے زبان اُسکی سے تعیین قاتل کی اور دعوی قصاص کا کروادے اور قاتل کو اُسکے بدلے مین مارنے کا حکم فرماوے اور یہی بات بیچ آخرت کے واسطے قائم کرنے عدل عام اور بدلہ لینے تمام ظالمون سے باعث قوی او پر زندہ کرنے مُردون کے ہی وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنی اور دکھلاتا ہی تمکو حق تعالی نشان قدرت اور حکمت اور عدالت اپنی کے تاکہ تم سمجھو اور فکر کرو پس تمام اُن نشانون مین سے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوی کتنی چیزین بکار آمد ہین اوّل یہ کہ جب مارنے اعضا ایک میت کی سے اوپر اعضا میت دوسری کے حصول حیات کا ہوا یقیناً معلوم ہوا کہ موثر عالم کے پیدا کرنے مین فقط ذات مسبب کی ہی اسباب موثر نہین ہین دوسری یہ کہ جب کوئی چاہیے کہ کوئی فیض عالم غیب سے اوپر اپنے یا خاندان اپنے کے نازل کرے پس طریق اُسکا یہ ہی کہ اول ذبح اور قربانی اور اور نیکیان اور خیرات کرے تاکہ اُس کی برکت سے مطلب اُسکا حاصل ہووے تیسری یہ کہ سخت گیری اپنی طرف سے موجب سخت گیری اللہ کیطرف سے ہی اور جلدی کرنی بیچ فرمانبرداری

اوامر اور نواہی الٰہی کے موجب سہولت اور آسانی اور مقبولی کا ہی چوتھے یہ کہ یتیمون کے اوپر حق تعالے
مہربانی اور رحمت اپنی کرتا ہی پس ساتھ حکم تخلقوا باخلاق اللہ کی رعایت کرنی حال یتیمون
محافظت کرنے مال اُنکے کی اور نفع کروانا تجارتون اُنکی سے اوپر تمام خلائق کے لازم ہی پانچوین
یہ کہ جسنے عیال اپنی کو خدا کے اوپر چھوڑا اور مال اپنے کو بیچ محافظت خدا کے اور پناہ اُسکے کے سونپا
حق تعالی نے اُنکی تعیین طمع کے اوپر نفع بخشا چھٹی یہ کہ احسان کرنا والدین کے ساتھ اور خدمت
کرنی اُنکی موجب نزول رحمت اور برکت جناب الٰہی کی طرف سے ہی ساتوین یہ کہ جو مال کہ خدا
کے واسطے خرچ کرین اور اُسکی عوض مین امید ثواب بڑے کی رکھین چاہیے کہ بہتر اور نفیس مالون مین سے
ہوا اور دل پسند اور بیش قیمت ہو جیسا کہ یہ گاؤ تھی اور اسی واسطے قربانی کے حق مین بڑی تاکید
آئی ہی کہ لاغر اور عیب دار نہو آٹھوین یہ کہ بنی اسرائیل کو تنبیہ اور عبرت ہو جاوے کہ جب گوسالہ زرین کو
کہ سامری نے بنایا بغیر حکم الٰہی کے تعظیم اُسکی کی اُسکی عوض مین ستر ہزار آدمیون وستون اور یگانون کا
قتل کرنا لازم ہوا تاکہ توبہ صحیح ہوئے اور اس گاؤ زرین کو کہ اللہ کے حکم سے بہت سا زر خرچ کرکے
خریدا اور حکم الٰہی سے ذبح کیا باعث ظاہر ہونے اس معجزۂ عجیبہ کا ہوا کہ اُسکے عضو کے مارنے سے مردہ
زندہ ہو گیا تاکہ معلوم کر لو کہ گوسالہ پرستی بسبب مخالفت حکم الٰہی کے موجب اس وبال اور عذاب کا ہوا
اور گاؤ کشی مین بسبب تابعداری حکم الٰہی کے اس قدر برکت ظاہر ہوئی اور کیا اچھا ہی کہ کہا
**بیت** کہ بے حکم شرع آب خوردن خطاست ۞ وگر خون بفتویٰ بریزی رواست ۞
باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہی کہ پہلے ذکر عامیل کے مارے جانیکا کس واسطے نکیا کہ
شروع اس قصہ کا وہان سے تھا اور بقرہ کا ذبح کرنا اُس سے پیچھے تھا چاہیے تھا کہ ذکر اُسکا بھی بعد مین
ہوتا اسمین کیا نکتہ ہے جواب لطیف اس سوال کا عنوان تفسیر مین گذرا تھا تامل کرنا چاہیے اُسپر
وہ جواب کہ دوسرے مفسرون نے لکھا ہی یہ ہے کہ اگر اسطرح ذکر کرتے تو تمام ایک قصہ ہو جاتا اور جو غرض
منظور تھی حاصل نہوتی اس واسطے کہ غرض بیان کرنے اس قصہ کے سے اس مقام مین اولاً یہ ہے کہ
بزرگون تمہارے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیچ پہنچانے ایک حکم الٰہی کے کہ حکمت اُسکی اُنکی فہم ناقص
مین نہ آئی تھی تہمت استہزا اور تمسخر کی لگا دیتے تھے اور پھر اس حکم کی جلدی سے بجا آوری نکی
بلکہ بار بار گفتگو کھود کھود شروع کی اور یہ بات اسپر دلالت کرتی ہی کہ نزدیک اُن کے وحی الٰہی کی چندان

**تفسیر حلیلی**
پست گئے اور دنیا مین زیادہ کوئی قوم ذلیل و خوار و محتاج نہین ہے خدا کے بچانے کے بعد پھر کبھی اُنکو کچھ شوکت سلطنت جمعیت نصیب نہوئی ہر زمانے مین جہان ہے غلامون کی طرح ذلیل ہے اور اگر کہین کوئی مالدار بھی ہے تو وہ بھی اپنی محتاجی ہی ظاہر کرتا ہی ... سبب ... کا حکم ... نہ مانا ... آدمی ... تھے اور ... کو ... نہ مانا

عظمت نہ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے کو حساب مین نلائے اور یہی بیماری سخت تہ پہلی
امتون کو تھی کہ اپنے نبیون کی نسبت سے ضعیف الاعتقاد ہوتے تھے اور مصلحتین عقلی کو مقدم اوپر احکام
شرعیہ کے کرتے تھے اور ثانیا یہ ہی کہ تم ساتھ اس مرتبہ کے بدافعال تھے ہو کہ بزرگون تمہارے نے
جس زمانہ مین کہ قتل نفس محرمہ کا کیا تھا ایک دوسرے کو تہمت لگائی تھی اور بیچ پوشیدہ کرنے اس قصہ کے
کوشش کی تھی حالانکہ وحی نازل ہوتی تھی اور ایسا پیغمبر اولوالعزم ان مین موجود تھا پس باعتبار
جدا جدا ہونے ان دونون غرضون کے اور مقدم ہونے پہلی غرض کے دوسری سے اس قصہ کو ٹکڑے
ٹکڑے کرکے بیان کیا مگر اس تقدیم سے شبہ اس بات کا پڑا کہ کوئی شخص جدا جدا کرنے اس قصہ کے سے
ایک قصہ کو دو قصے سمجھکر غلطی مین پڑے سو علاج اسکا کر دیا ہی کہ ضمیر ببعضہا کی رجوع طرف بقرہ کے
کرے گو یا کہ اسمین تصریح ایک قصہ ہونے کی کی ہی واللہ اعلم اللہ تعالیٰ باسرار کلامہ اور بھی اس
جگہہ جاننا چاہیے کہ قاتل خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو محروم ہونے میراث مقتول مین دونون برابر ہین
بالاجماع اختلاف اس بات مین ہی کہ اگر قاتل حق پر ہوا ور مقتول ناحق پر پھر بھی حرمان
میراث کا ہوتا ہی یا نہین امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر عادل باغی کو مارے یا کسی نے کسی
شخص پر حملہ کیا اور جسپر حملہ کیا تھا اسنے حملہ کرنے والے کو مارڈالا میراث سے محروم نہین ہوتا ہی اور امام شافعی
کہتے ہین کہ اس صورت مین بھی میراث سے محروم ہوتا ہی گو گناہ اور عذاب نہو یہانتک بنی اسرائیل کی
عادت کا بیان کہ انکار حکمون الٰہی کا ہمیشہ کرتے رہے ختم ہوا اب فرماتے ہین کہ زیادہ تر تعجب
حال تمہارے سے یہ ہی کہ جو چیز سبب نرم ہونے دل اور قبول کرنے نصیحت کے ہوتی ہی تمہارے
حق مین وہی شی بسبب سختی اور نہ ماننے نصیحت کا ہو جاتی ہی اس واسطے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین
کبھی کافر ہوتے تھے اور کبھی ایمان لاتے تھے اور کبھی گناہ کرتے تھے اور کبھی توبہ اور ندامت کرتے تھے
اور کبھی عہد شکنی تم سے ہوتی تھی اور کبھی اس عہد کو محکم اور مضبوط کرتے تھے اور کبھی پیغمبر اپنے کو کہتے
تھے کہ اتتخذنا ھزوا اور کبھی اطاعت اور فرمانبرداری اسکے کی آرزو کرتے تھے کہ
وانا ان شاء اللہ لمھتدون ان مختلف حالتون مین اور جدی جدی رنگتون مین تمہارے
دلون مین فی الجملہ نرمی بھی اور صلاحیت قبول کرنے نصیحت اور خیر خواہی کی تم مین تھی اور بیماری
تمہاری ہر چند کہ سخت ہوتی تھی تخفیف بھی قبول کرتی تھی اور سوء مزاجی تمہاری مستحکم تھی

ثُمَّ یعنی پھر بعد واقع ہونے واقعات ذکر کیے گئے کے اور مشاہدہ کرنے آیتون روشن کے کہ ہر ایک نشانی اُن مین سے سمجھنے مین ونصیحت پانے مین گویا ایک نسخہ جامعہ تھا علی الخصوص دیکھنا اور زندہ ہوجانا مُردہ کا دنیا مین واسطے قصاص کے اور قائم کرنے عدل کے دلیل روشن تھی اور پر حیات اُخروی کے واسطے جزا دینے کے قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ یعنی سخت اور بلے دھڑک ہوے دل تمھارے مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ یعنی بعد ان تمام معجزون ونشانیون کے کہ سبب نرم ہوجانے دلون کے اور قبول کرنے وعظ ونصیحتون کے تھے فَهِيَ یعنی پس وہ دل سختی مین كَالْحِجَارَةِ یعنی مانند پتھر کے ہین نہ مانند لوہے کے اس واسطے کہ لوہا آگ مین نرم ہوجاتا ہی اور دل تمھارے بسبب آگ خوف اور ہیبت کے بھی نرم نہین ہوتے ہین اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یعنی یا وہ دل زیادہ سخت ہین پتھر سے سختی مین پس اسکے بھی قابل نہین کہ انکو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی جاوے اس واسطے وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ یعنی اور تحقیق بعضی جنس پتھرون کی سے جیساکہ پہاڑ ہے لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ یعنی البتہ ایسی چیزین ہین کہ جاری ہوتی ہین اُنسے نہرین اور ندیان چنانچہ کوہ سوالملک اور مانند اسکے ایسے ہین جیسے کہ اجزا اُس پہاڑ کے بدل کر دھوان بنجاتے ہین اور ہوا ہوکر پانی بنجاتے ہین اور ہوا کو دوسری طرفون سے اپنی طرف کھینچتے ہین اور اُس ہوا کھینچی ہوئی کو بسبب قوت سردی کے کہ اُنمین موجود ہی پانی بنادیتے ہین یا اس طریق سے کہ انجرے بہت اندر زمین کے جمع ہوتے ہین اور ہرگاہ بہ نسبت پہاڑ سخت کے کہ زمین کے اوپر ہی اُن بخرون کو مسامات اور راستے نہین ملتے کہ جلدی سے زمین کے اندر سے نکل کر اوپر چلے آوین لاچار زور کرکے اُس پہاڑ کو جگہ جگہ سے پھاڑ کر نکلتے ہین اور بسبب اس حرکت کے وہ انجرے پانی ہوجاتے ہین اور پہاڑ کے اندر جگہ جگہ پانی جھرنے لگتا ہی اور پانی زیادہ ہوتے ہوتے زمین کو پھاڑ کر بہنے لگتا ہی کہ نہرین بنجاتی ہین یا اس طریق سے کہ بعضے پتھر بسبب اسکے کہ روح اُنکے اندر ہی پیغام الٰہی کہ تبیین کے واسطہ سے طرف اُنکی پہنچتا ہی اُسکے بجالانے کے واسطے ہوا کو پانی کے ساتھ بدل ڈالتے ہین اور جیسے کہ پہاڑ مین سے نہرین جاری ہوجاتی ہین ان پتھرون مین سے ویسی ہی نہرین جاری ہوجاتی ہین جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر مین کہ عصا کے مارنے سے چشمے جاری ہوئے تھے دیکھا ہی اور سُنا ہی تمنے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ یعنی اور تحقیق جنس پتھر سے البتہ وہ ہی کہ پھٹ جاتے ہین

تفسیر حقانی
مردودی اکثر ہر کہیں یہان (سخت والی) ہی اور نہ (ان کا) کچھ ڈر ہی اور رنج

ف
یعنی اللہ کی رضامندی کسی خاص شخص یا قوم یا فرقے پر موقوف نہین ہی بلکہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے وہی خدا کا پیارا ہے کسی کے باشد بنی اسرائیل کو بڑا گھمنڈ تھا کہ بس ہم لوگ یعنی اولاد انبیا ہین ہم ہی خدا کے پیارے ہین خدا نے اسکو رد کردیا

تنبیہ
اب بھی بعض پیرزادے خاندانی ولے اسی دھوکے مین پڑے ہین رسول اللہ نے فرمایا جسکا عمل خراب ہوا اسکو اسکا نسب کچھ نہین بڑھا سکتا
(م)

بسبب زور کرنے پانی تیز کے کہ اُسکے پیچھے سے آوے فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ یعنی پس نکل آتا ہی اُس سے پانی اگرچہ سست چلنے والا ہو جیساکہ کوہستان مین دیکھا جاتا ہی کہ چشمے ہلکے ہلکے چلتے ہین کہ مادہ اُنکا پتھر کے نیچے سے آتا ہی اور فرق اس صورت مین اور پہلی صورت مین کسی طرح سے ہی جیسے کہ تفسیر کی عبارت سے معلوم ہوچکا اور عمدہ فرق یہ ہی کہ پہلی صورت مین شگاف چھوٹے چھوٹے جگہ جگہ پیدا ہوتے ہین اور جو مادہ کہ پہاڑ کے اندر رُکا ہوا ہی بصورت پانی کے منقلب ہوکر اُنمین سے نکلتا ہی اور دوسری صورت مین شگاف دراز چھوٹے عرض کا ایک ہی جگہ مین بسبب آنے مادہ کے عقب پہاڑ کے سے پیدا ہوتا ہی اور وہی مادہ کہ پیچھے سے زور کرکے آتا ہی ٹپک ٹپک کر نکلتا ہی وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ اور تحقیق بعض پتھر کی سے وہ چیز ہی کہ گرتا ہی پہاڑ کے اوپر سے نیچے کو مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط بسبب خوف اللہ کے یا بسبب ہوا تیز کے جسکو عاصفہ کہتے ہین کہ وہ بھی قہر الٰہی کے نشان ہوتی ہی اور دل تمھارے بھی نرم نہین ہوتے ہین چہ جائے اسکے کہ پانی ہووین اور نہ پھٹتے ہین کہ اُنکے اندر نصیحت اور وعظ داخل ہو چہ جائے اسکے کہ اثر وعظ اور نصیحت کا اُنمین پیدا ہووے اور وہان سے اثر اُسکا اعضا کی طرف پہنچے اور نہ نخوت اور تکبّر اُنکا گھٹتا ہی باوجودیکہ حوادث اور مصائب سخت وارد ہوتے رہے ہین یہ ہی حال دلون تمھارے کا اور وصفون دلون کا وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہین ہی خدا غافل اُس چیز سے کہ کرتے ہو تم بدن کے کامون سے اور ان ہی کامون کے سبب سے دلون تمھارے کا بھی احوال ظاہر ہوتا ہی پس دل بھی تمھارے اندر سے خراب ہین اور ایسے ہی اعمال و ظاہر تمھارا بُرا ہی یا اس طرح مطلب اس آیت کا بیان کیا جاوے کہ یہ ہین افعال اور آثار پتھرون کے کہ دلالت اوپر گونہ نرمی کے کرتے ہین اور نہین ہی خدا غافل عملون اور فعلون تمھارے سے کہ تمام آثار سنگدلی اور سختی کے ہین اور بالکل نرمی کا نشان نہین باقی رہین اس جگہ چند باتین کہ اُنکی تحقیق ضرور ہی اوّل یہ کہ پتھرون کو ساتھ صفت خشیہ کے کہ بمعنی ترس کے ہی موصوف کیا ہی اور خوف اور ڈر بغیر حیات اور عقل کے نہین ہوتا ہی اور پتھر ان دونو صفتون سے خالی ہین پس وصف اُنکے ساتھ اس صفت کے کس طرح درست ہوسکتے ہین جواب نزدیک اہل سنت و جماعت کے تمام جمادات اور حیوانات کے اندر روح مجرد ہی کہ ساتھ لفظ ملکوت کل شئی کے بیچ آیت فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئ کے

تفسیر حلیمی

ف چونکہ ان را طبیعت ... پیمبرزادگی قدر ... بندگی یا پیمبرزادگی منظور نیست ... شرف الدین احمد ... ہین

ف ... بھیاوی ... رات ... خدا کے ... (پ ۲۶ س حجرات ۲) وَاِذَا ... فتوکلوا ... خذوا ما اتیناکم ...

اُس سے تعبیر فرمائی ہی اور وہ روح مجرد شعور اور ادراک اور حیوۃ رکھتی ہی اور صلوۃ اور تسبیح جمادات اور حیوانات کی بہت جگہہ کلام الٰہی مین ذکر اُسکا آیا ہی جیسے کہ کلٌ قد علم صلوتہ وتسبیحہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم ساتھہ اُس روح کے ہی لیکن اُس روح کو علاقہ تدبیر اور تصرف کا اُن کے بدنون مین نہین اور نہ اثر اُسکا روح حیوانی کے واسطے سے پہنچتا ہی بلکہ مانند روحون فرشتون کے کہ اپنے بدنون مین بلا واسطہ روح حیوانی کے تصرف کرتی ہین یہہ روحین بھی پرتو اور روشنی اپنے جسم خاص پر ہین اور اُس وقت مین اُس جسم سے افعال شعور اور ارادہ کے صادر ہوتے ہین اور یہ تعلق دائمی نہین تاکہ محل تکلیف اور ثواب اور عذاب کے ہون اور آخرت مین ظہور آثار اُن روحون کا اپنے بدنون مین ہمیشہ ہوگا اور اسی سبب سے گواہی دینگی اور کلام کرینگی اور شاخین اور پھل بہشت کے بہشتیون کی آواز کا جواب دینگے اور اس جہان مین کہ حکم ارواح کا اُن مین غالب نہین ساتھہ قوت نفس قدسیہ کے وہ تعلق پرتو ڈالتا ہی اور پھر پوشیدہ ہوجاتا ہی اور یہی ہی درختون اور پتھرون اور حیوانون بے زبانون نے ساتھہ نبیون کے کلام کیے ہین اور نبیون کے فرمانے سے کلام اور ادائے شہادت اور جواب اور فرمانبرداری اُنکے حکمون کی کی ہی اور بقدر تواتر کے ایسے امور نبیون علیہم السلام سے منقول ہوئے منجملہ اُن امور کے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر پہاڑ ثبیر کے تشریف رکھتے تھے اور کفار آنحضرت کے تجسس مین تھے پہاڑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس جگہہ سے نیچے اُترو کہ میری پشت پر سے تمکو پکڑ لین اور مجھکو شرمندگی حاصل ہو اور صحیح مسلم مین ساتھہ روایت جابر بن سمرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا کہ فرمایا آنحضرت نے پہچانتا ہون مین ایک پتھر کو کہ مکہ مین ہی پیشتر نبوت سے میرے اوپر سلام کرتا تھا اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سلام کرنا مکہ کے پتھرون کا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منقول ہوا اور صحت کو پہنچا اور صحیحین مین ساتھہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا فرمایا کہ ھذا جبل یحبنا ونحبہ اور صحیحین مین ساتھہ روایت ابو ہریرۃ اور اور صحابہ کے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصہ ایک بیل کا بیان فرماتے تھے کہ اُسکو ایک شخص پکڑے ہوئے لیے جاتا تھا اُسکے دل مین آیا کہ اسپر سوار ہو جاؤن اُس بیل نے کہا کہ مجھکو حق تعالیٰ نے سواری کے واسطے پیدا نہین کیا ہی واسطے کھیتی کے پیدا کیا ہی اور بولنا بھیڑیے کا بھی حدیث شریف مین آیا ہی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین موجود ہی اور صحیحین مین ساتھہ چند روایتون کے ہے

بعد ذلک

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حرا کے پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے کہ اُس پہاڑ کے پتھرون نے بطور زلزلہ کے ہلنا شروع کیا آنحضرت علیہ السلام نے اُس پتھر کو لات ماری اور فرمایا ادب سے رہ اس واسطے کہ تیری پشت پر اور کوئی نہین مگر پیغمبر اور صدیق اور کئی شہید بمجرد فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ ٹھہر گیا اور آواز کرنا ستونِ حنّانہ کا بسبب مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر مشہور ہی کہ حاجت بیان کی نہین اور رونا اُس ستون کا اور خاموش ہو جانا اُسکا بعد شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح دلالت اُسکے شعور اور حیات پر کرتا ہی اور سب آیتون مین یہ آیت زیادہ تر اس امر کے اوپر دلالت کرتی ہی اور تاویل بھی اسمین نہین کہ لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ظاہر اور روشن ہین دوسری بات یہ ہی کہ اگر مراد اس آیت سے طعن کرنا کفّار اور فجّار سنگ دل کا ہی اس طرح سے کہ پتھر خدا کے حکمون کو بجا لاتے ہین اور اُس سے ڈرتے ہین اور تم اُسکے حکمون کو بجا نہین لاتے ہو اور نہ اُس سے ڈرتے ہو پس یہ مطلب ظاہر نہین اس واسطے کہ جو امر خود بخود جبلت مین پیدا ہو جائے اور طبیعت اُسکو تقاضا کرے نہ انسان ایسی شی سے انکار کرتا ہی اور نہ پتھر اور نہ درخت آور اوامر اور نواہی شرعیہ اور تکلیفون شرع کا قبول کرنا پتھرون اور درختون اور جمادات سے ثابت نہین ہوتا کہ بسبب اُسکے الزام دے سکین اور بسبب نہ قبول کرنے اُسکے کے اُنکو پتھرون سے زیادہ سخت کہا جاتا جواب اسکا یہ ہی کہ طبیعت کے الہامون کا قبول کرنا ہرچند پتھرون اور فاجرون سنگدلون مین برابر ہی لیکن پتھرون کی کمال فرمانبرداری اسی قدر کافی ہی کہ اُنکی خلقت مین عقل اور شعور اور حس اور حرکت نہین رکھی گئی قبول کرنا حکمون الٰہی کو گو طبیعت کے تقاضے سے ہو بڑے تعجب اور کمال کی بات ہی اور کفار اور فجار سنگدلی مین کہ سب طرح کی عقل اور شعور اور سمجھ رکھتے ہین اُنکو واسطے الہامات طبعی کا قبول کرنا اور تقاضائے جبلت سے امر الٰہی کو مان لینا بعید نہین اور یہ بات پایۂ اعتبار سے ساقط ہی اس واسطے کہ کمال انسان کا اسی مین ہی کہ موافقت الہام ناموسی کی کرے اور جو احکام شرع کے رسولون اور وارثون اُنکے کے واسطہ سے پہنچتے ہین اپنے اختیار سے اُنکو قبول کرے اور عمل مین لاوے پس جمادات اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہین اور جو الہام کہ لائق اُنکے ہے اُس کی فرمانبرداری کرتے ہین

تفسیر خلیلی

فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخاسرین

ف

اسکے بعد بھی تم پھر گئے سو اگر تم پر اللہ کا فضل و مہربانی نہ ہوتی تو تم البتہ خراب ہو جاتے

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین

ف

اور تم انکو خوب جان چکے ہو جو تم میں سے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی تھی تو ہم نے کہا کہ بن جاؤ تم ذلیل بندر ہو جاؤ

ف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہود خدا کی

اور فجار سنگدل حد کمال کو نہین پہنچتے ہین اور فرمانبرداری اُس الہام کی کہ لائق اُنکے ہے نہین
ہین پس قساوت اور سختی مین پتھر سے بھی زیادہ سخت ہین اور اُسکی مثال ایسی ہے کہ کہتے ہین
اس سال مین موسم گرمی کا زیادہ گرم ہے موسم جاڑے کے سے یعنی گرمی اُسکی شدت اور کمال مین
زیادہ تر ہے سردی جاڑے کی سے جو کہ موافق اُس موسم کے ہے تیسری یہ بات ہے کہ کفار سنگدل
کے اور پتھرون کے درمیان فرق کے واسطے تین قسم کے پتھر ذکر کیے ہین حالانکہ ذکر ایک
قسم کا بھی اس بات کے واسطے کافی تھا اس اطناب کی کیا وجہ ہے جواب ذکر تین قسم کے پتھر
اشارہ ہے طرف معرفت سلوکیہ کے اس واسطے کہ نزدیک اہل سلوک کے تمام دل چار مرتبہ پر ہین
اوّل وہ دل ہے کہ نور الٰہی مین ڈوبا ہوا ہوا اور علم کے دریا مین فنا ہوا ہوا اور اُس دل مین نہرین علم
کی جوش کرتی ہین اور سبب زندگی لوگون راہ ڈھونڈھنے والون کے اور فیض چاہنے والون کی ہین
ایسے دل اہل اللہ اور سابقین کے دل ہین اور ایک دل ایسا ہے کہ دریاے علم سے سیر ہو کر باعث
نفع خلائق کا ہوا اور یہ دل علماء راسخین کے ہین تیسرے وہ دل ہے کہ فرمانبرداری اور اطاعت مین
مشغول ہے اور یہ دل زاہدون اور عابدون کے ہین اور کمتر حال پتھر کا یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے نیچے
گر پڑے یعنی فرمانبرداری کرے حکم طبعی کی کہ اللہ نے اُسکے اوپر حاکم کیا ہے اور حکم طبیعت اُسکی
یہی ہے کہ میل مرکز کی طرف کرے یعنی بسبب بھاری ہونے کے نیچے کو جاوے اور جب اس حد سے
گزرتا ہے پانی کو راستہ دیتا ہے اور بسبب لطافت جوہر کے مسام باریک اُس مین پیدا ہوتے ہین کہ
ترشح پانی کا انکے اندر سے ممکن ہو پھر جب اس حد سے بھی بڑھتا ہے تو قوت مستحیل کرنے ہوا کو پانی کی
طرف پیدا ہو جاتی ہے اور سامان جاری ہونے نہرون کا اُس مین بہم پہنچتا ہے چوتھا دل
غیر متاثر یعنی اثر قبول نکرے اور بسبب کمال سرکشی اور غرور کے نہ لے خوف ہوتا ہے اور نہ فیض علمی کو قبول
نہین کرتا ہے اور اطاعت کی طرف نہین آتا ہے اور ایسا دل کفار اور فجار کا ہے اور کوئی چیز سخت
مثل لوہے پتھر وغیرہ کے اُسکے ساتھ مشابہت نہین رکھتی ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز
اللہ تعالیٰ نے مجھکو عنایت کی ہے یعنی ہدایت اور علم مانند مینہ کے کہ کثرت سے زمین پر برستا ہے
پس جو ٹکڑا زمین کا کہ پاک اور پاکیزہ اور نرم ہے پانی کو پی لیتا ہے اور گھاس وغیرہ بہت اُس مین پیدا
ہوتی ہے اور بسبب اُسکے نفع عام ہوتا ہے اور دوسرا ٹکڑا کہ سخت اور نیچان مین ہے پانی اُس کے

اُسکے اندر ٹھہر جاتا ہی اُس سے بھی نفع آدمیون کو پہنچتا ہی کہ پانی پیتے ہین اور کھیتیون کو بھی پانی دیتے
اور مواشی وغیرہ کو پلاتے ہین اور ایک قطعہ زمین کا کہ شور اور ہموار ہی نہ پانی کی رطوبت اُس مین
باقی رہتی ہی اور نہ اُسمین اکھٹا ہوتا ہے نہ کچھ اُسمین پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی کے کام مین پانی اُسکا
آتا ہی اور ایسی ہے مثال اُس شخص کی کہ ہدایت کو قبول کیا اور آپ بھی علم حاصل کیا اور دوسرونکو
بھی تعلیم کیا اور مثال اُسکی کہ اِس طرف سر بھی نہ اُٹھایا اور کسی طرح سے نفع نہ لیا اور بعضے مفسرین
اِس طرح سے کہتے ہین کہ یہہ تینون قسم کے پتھر اشارے ہین طرف تاثیرون الٰہی کے کہ غیب سے اُنھون نے
پتھرون مین ظہور پکڑا ہی پس وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار اشارہ ہی طرف اُس پتھر کے
کہ بسبب مارنے عصاے موسیٰ عم کے بارہ چشمے اُسمین ظاہر ہوتے تھے اور وان منہا لما یشقق فیخرج
منہ الماء اشارہ ہی طرف اُس پتھر کے کہ واسطے بند کرنے سیل عرم کے اُسکو مقرر کیا تھا اللہ کے
حکم سے پھٹ کر سیل کے پانی کو رستہ دیا کہ ملک سبا کا خراب کر دیا اور وان منہا لما یہبط من
خشیۃ اللہ اشارہ ہی طرف پتھر سجیل کے کہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف سے گرا اور
لوط کی قوم کو زیر و زبر کیا چوتھی بات یہہ ہے کہ کلمہ او کا شک کے واسطے ہی اور علام الغیوب کے
کلام مین جگہہ شک کی کیا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ کلمہ او کا اِس جگہہ شک کے واسطے نہین بلکہ واسطے
تخییر کے ہے یعنی جو سننے والا اُنکے حال کا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اصل سختی اُنکی کا اعتبار کرکے اُنکے
دلون کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دیوے یا سختی کے مرتبہ کا تصور کرکے کہ کس مرتبہ کی سختی ہی پتھر کی
سختی سے زیادہ جانکر اِس تشبیہ کو چھوڑ دے اور باعتبار سختی کے پتھر سے زیادہ ہونے کا اُن کے
واسطے حکم کرے اور اگر کہا جاوے کہ تخییر انشاءات مین ہوتی ہے نہ اخبار مین جواب اسکا یہہ ہے کہ
ہر انشاء کو ایک خبر ضمنی لازم ہے جیسے کہ ہر ایک خبر کو انشاء بھی لاحق ہوتی ہے پس کبھی باعتبار تقاضے
مقام کے لازم ضمنی کی طرف نظر کرتے ہین اور جو اعتبار کہ لائق اُس حال کے ہے اُس کی
رعایت کرتے ہین پانچوین یہہ ہے کہ اشد قسوۃ کس واسطے کہا حالانکہ اِس فعل سے اسم تفضیل کا
وزن بھی ممکن تھا یعنی اقسیٰ کہہ سکتے تھے لفظ اشد یا اکثر یا ازید کا اُس جگہہ لایا کرتے ہین کہ فعل التفضیل کا
وزن اُس جگہہ ممکن نہو جیسے الوان و عیوب مین جواب اسکا یہہ ہی کہ دلالت اقسیٰ کی اوپر زیادتی
قساوت کے دلالت اجمالی ہے اور دلالت اشد قسوہ کی دلالت تفصیلی اِس مقام مین کیونکہ بیان

شناعت حال اونکی کا ہے دلالت تفصیلی مناسب ہوئی اور اقسی اور اشد قسوۃ کے معنی مین فرق بھی ہے
لیکن باریک کہ اقسی اوپر زیادتی قسوہ کے دلالت کرتا ہی خواہ کیفیت کی حیثیت سے ہو یا کمیت کی حیثیت سے
ہو اور اشد قسوہ خاص زیادتی کیفیت کے اوپر دلالت کرتا ہی اور یہان منظور بھی یہی ہی اور اس مقام
سے معلوم ہوا کہ جسوقت منظور بیان زیادتی کمیت کسی فعل کا ہو اوسجگہ اکثر یا ازید کہنا چاہیے اور جسجگہ
منظور بیان زیادتی کیفیت کا ہو اشد یا اقوی کہنا چاہیے اور افعل التفضیل نہ خاص ساتھ زیادتی
کیفیت کے ہی اور نہ زیادتی کمیت کے بلکہ احتمال دونو کا رکھتی ہے اور اسکا استعمال اوس جگہ آتا ہی
کہ ابہام منظور ہو اور بیان خاص کمیت یا کیفیت کا نہو چوتھی بات یہ ہی کہ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ
مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ آخر کلام تک ظاہر مین بیان اون دلون کا ہی جو کہ قاسیہ اور سخت ہین اس واسطے کہ
پتھرون کے ساتھ تشبیہ اونھین کی ہی نہ اون دلون کی کہ نرم ہین لیکن اتنی بات ہی کہ جن کافرون کے
ساتھ خطاب اس کلام ہو رہا ہی قسوہ اونکی اعلی اور انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہے اور اونکی دل سختی مین تمام اور
سخت دلون سے بڑھ گئے ہین اور اسی سبب سے انکی دلون کی تشبیہ پتھر کے ساتھ لایق نہین بلکہ پتھر
سے سختی انکی زیادہ ہی پس تینون صفتین سخت دلون کی تصور کرنی چاہیئن کہ کیونکہ ایسے دلون مین
تین مرتبہ متحقق ہونگے اور اس جگہ قلوب صافیہ کے اندر ان تینون صفتون کا تصور کرنا چاہیے اور بیان اونکی
صفتون کا کہ اہل سلوک سے منقول ہے پہلی ہوچکا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ دلون کے مرتبے سختی کی حالت مین مختلف
ہین جیسے کہ صفائی مین مختلف ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضی قلوب قاسیہ مین بھی چشمے جاری ہوتے ہین اور
یہہ حال اون لوگونکی ہین کہ مدت تک لذتون اور خواہشون نفسانی کو چھوڑ دیتے ہین اور بسبب اس چھوڑنے
کے فی الجملہ انوار روح کے اونکے اوپر غالب ہوجاتی ہین اور بعضی باتین اونسے بھی خلاف عادت کرامتین
کے ساتھ ملتجا دین صادر ہوتی ہین جیسے کہ ہند کے بعضی راہبون مین دیکھی جاتی ہین اور انہین مین
سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ مثل پانی کے غیب کے علمون کا راستہ انہین ہوجاتا ہی اور اون علمون کا
آنا جانا رہتا ہی اور ایسے ہی حال اون لوگون کے ہین کہ بشریت کے پردہ کو پھاڑ کر ایک سوراخ عالم مثال
روح اور ملکوت کے سے آنکہ گھیر لیتا ہی اور اسی جہت سے بعضی آئینہ الٰہی اور معانی اوس جہان کی کہ
مین آتی ہین اور ظاہر ہوجاتے ہین جیسے کہ حکماے اشراقیین کا یہی حال ہے اور بعضی اون مین سے
ایسے ہوتے ہین کہ خوف و ڈر خدا کا اونمین آجاتا ہی اور ایسے ہی حال اون لوگونکے ہین کہ بسبب

تفسیر حلبی ثواب عملون کا میتون پر پہونچتا ہی اور ہر ایک شخص کے لیے ہی یہ ہی حکم ہی ... (ب) امام بخاری کے حصے ... عوض جو چیز خود حرام ہو تو جب اس سے جو ... معقود ... ہو تو وہ بھی حرام ... زیادتی کا قصہ (۲) الاعراف ...

تقرب بعضی ارواح کی پس پشت حجابون کے سے عکس کسی کیفیت کا کیفیتون مین سے اون پر پڑتا ہے
اور اوس کیفیت سے لبریز ہو کر خوف اور ڈر اون مین موجود ہوتا ہی اور یہ صفتین او ہر تبہ اگرچہ
مسلمانون اور کافرون مین بہی پائی جاتی ہین لیکن بغیر توجہ کے طرف عالم غیب کے اور ریاضتون اور
عبادتون اور تصفیہ روح کی حاصل نہین ہوتی ہین اور اسیواسطے جو لوگ کہ فاسق ہین گو کسی دین کے
ہون ان باتون سے محروم ہین کہ وہ اہل غفلت اور غرور کے ہین اور اسطرف اوہنون نے اپنا
سر نہین اوٹھایا ہی اور فرق مسلمانون اور کافرون مین اسقدر ہے کہ جسوقت یہ مرتبہ دونو کو حاصل ہوتا
ہے اوسوقت مسلمانون کے مرتبہ کی تائید ساتہ نور ایمان کے ہوتی ہی اور اوسکی سبب سے قبولیت اور ترقی
درجون کی اور رضامندی ملاء اعلی کے اندر پائی جاتی ہی اور جب کفار مین مراتب پائے جاوین تو
اونکی تائید ساتہ نور ایمان کے نہین ہوتی ہی اور قبولیت اور رضامندی جماعت اعلی کی بہی اونکو
میسر نہین ہوتی حاصل یہ ہے کہ کشف وغیرہ اور ظاہر ہونا خرق عادتون کا کچہہ خاص مسلمانون ہی کے
واسطے نہین بلکہ یہ انوار روحیہ ہین اور سبب حاصل ہونے انکے کا تصفیہ باطنی کا ہے اور ترک کرنا
لذتون کا اور مجرد ہونا علائق سے ہی اسلام اسکی شرط نہین اور کیا اچہا کسی نے کہا ہی بیت
صفا با خبث باطن نیز گاہے جمع میگردد ٭ برو با لوعہ راجون درد بنشیند تماشا کن ٭ اور اہل اسلام
کے واسطے جو خاص چیز ہے وہ یہ ہی کہ احکام شریعت مین محکم قدم ہونا اور حاصل کرنے رضامندی عالم
ملکوت والون کی اور فیضان انوار اوس عالم کا حاصل ہونا القصہ جبکہ سرزنش بنی اسرائیل کی سا
یاد دلانے حالات بزرگون اونکے کی کہ دمبدم تعدی اور تکبر مین بڑہتی جاتی تھی اور جسقدر نعمتین الہی
اور معجزے نبیون کے دیکہتے تھے کفران اور ناشکری کرتے تھے اور تہمت اور بے اعتباری اونکی شرع کے
حکمون پر زیادہ تر ہوتی تھی فراغت پائی اب مسلمانون کو خطاب فرماتے ہین کہ آیا یعنی اے مسلمانو تم جانتے ہو اوس
قساوت کو کہ جسقدر دلیلین کثرت سے اونکے اوپر قائم کیجاتی ہین اوسیقدر کفر اور تکبر مین بڑہتے جاتے
تھے پہر چاہتے ہو کہ وعظ اور نصیحت سے اونکو راستہ پر لاؤ أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ یعنے
اس طمع رکھتے ہو کہ ایمان لاوین یہ لوگ کہ تمہارے زمانہ مین اونہین مین سے ہین ساتہ دلیلون
اور نصیحتون تمہاری کے وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ یعنے اور حال یہ ہے کہ تہا ایک فرقہ اون
مین سے پہلے زمانہ مین کہ اب تک پیغمبر تمہارے مبعوث نہوے تہے اور طالب اونکی راستی کے تہے اور سنا تہا

حکم المعاصرة اصل المنافرة کے یعنی ہمعصر ہونا اصل تنافر کی ہے کسی وجہ سے نفرت اُس پیغمبر سے نہین آئی تھی اور تعصب اور جانب داری کہ مناظرہ کے وقت اہل علم ظاہری کو ہوتی ہے لاحق نہوئی تھی اور باوجود اسکے یَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ۰ یعنی سُنتے تھے کلام خدا کے توریت کے اندر کہ اُس سے برحق ہونا پیغمبر تمھارے اور دین تمھارے کا معلوم ہوتا تھا اور کثرت بزرگیون اور فضیلتون تمھاری کی ثابت ہوتی تھی ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ یعنی پھر تحریف کرتے تھے اُس کلام کو کبھی لفظ اُسکے بدل ڈالتے تھے چنانچہ بجائے ابیض کے کہ بیچ بیان شمائل پیغمبر تمھارے کے تھا آدم بنا دیا اور بجائے ربعة مائلا الی الطول کے طوالا لکھدیا اور کبھی تاویل فاسد اُسکی کرتے تھے چنانچہ فضائل اور کرامات امت مصطفوی کو اور صلاحیت اور خوبی اطوار اُن کی کو کہ توریت اور زبور مین منصوص ہے اوپر انتظام امور دنیوی اور موافقت تدبیر اُنکی کی ساتھ تقدیر کے اور تسلط اور غلبہ اور اقبال ظاہری کے حمل کرتے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ یعنی بعد اسکے کہ سمجھے تھے انھون نے لفظ اور معنی اُس کلام کے اِس واسطے کہ اگر اُن کو اُس کلام کے لفظون کے سننے مین شبہہ پڑتا ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ سمجھتے یا معنی مین شبہہ پڑتا تو اُس کلام سے اور معنی سمجھتے البتہ معذور ہوتے لیکن اُنھون نے بعد جاننے کے کہ یہہ لفظ ہے اور یہہ معنی ہین لفظ دوسرا اصلی لفظ کی جگہ لائے کہ بالکل اُس لفظ کو توریت کے لفظ سے مشابہت نہ تھی یا معنی اپنی طرف سے تراش لیے کہ ہرگز لفظ اصلی اُس معنی کے اوپر دلالت نہین کرتا تھا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اور وہ جانتے تھے تحریف کے وقت کہ یہہ لفظ توریت کا نہین ہے یا یہہ معنی ہرگز خدا کی مراد نہین پس کسی وجہ سے تحریف کرنے مین معذور نہ تھے اس واسطے کہ عذر کلام کی تحریف مین دو وجہ سے ہوسکتا تھا یا سننے کے وقت لفظ اور معنی کو اچھی طرح نہ سمجھے یا وقت نقل کرنے اُس کلام کے لفظ اور معنی اُس کے ذہن سے فراموش ہوجاوین اور اُنکو ان دو عذرون مین سے ایک بھی نہ تھا پس ان کی مثل ایسی ہوئی کہ کسی شخص نے کسی لکھنے والے کی ہجو مین کہا ہے کہ یسمع غیر ما یقال له ویفهم غیر ما یسمع ویکتب غیر ما یفهم ویقرأ غیر ما یکتب ویترجم غیر ما یقرأ یعنی سُنتا ہے غیر اُس شے کا کہ کہا جاتا ہے اُس سے اور سمجھتا ہے غیر اُس شے کا کہ سنتا ہے اور لکھتا ہے غیر اُس شے کا کہ سمجھتا ہے اور پڑھتا ہے غیر اُس شے کا کہ لکھتا ہے اور ترجمہ کرتا ہے غیر اُس شے کا

کہ پڑھتا ہے اور احتمال ہے کہ اس طرح تفسیر کی جاوے کہ تحریف کرتے ہین اور حال یہ ہے کہ جانتے ہین کہ کلام الٰہی کی تحریف کرنے مین کس قدر ہم مستحق سخت عتاب الٰہی کے ہوتے ہین اور برے کام کو باوجود اُسکے کہ برائی اُسکی خوب طرح نزدیک اُسکے روشن ہے عمل مین لانا نہایت برا ہے اس سے کہ برائی اُس کام کی اُسکو معلوم نہو اور اُسکو کرے اور روایتون مین آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے تصدیق احکام توریت کے ستر آدمیون کو بنی اسرائیل مین سے ہمراہ اپنے لے گئے اور اُنہون نے بلا واسطہ اپنے کانون سے امر اور نہی الٰہی کو سنا اور پھر اپنے لشکر اور قوم مین آکر بیان کیا کہ ہمنے پیچھے سے یہہ بھی سنا تھا کہ ان استطعتم ان تفعلوا ہذہ الاشیاء فافعلوا وان لم تفعلوا فلا باس یعنی اگر ہوسکے تم سے پس کر لیجو ان چیزون کو اور اگر نکروگے پھر بھی کچھ ڈر نہین پس اُنہون نے ان لفظون کو اپنی طرف سے زیادہ کیا اور ایجاز کلام الٰہی کا کہ سنا تھا اُسکو تخییر کے ساتھ بدل ڈالا اور مراد اس فریق سے کہ اس آیت مین مذکور ہے وہی گروہ ہی کہ جو کچھ اپنے کانون سے سنا تھا اُسمین اپنی طرف سے اور زیادہ کرلیا حاصل یہہ ہی کہ تمکو ان آدمیون سے کہ تمھارے زمانہ مین ہین اور بسبب ہمعصر ہونے کے کمال نفرت تم سے رکھتے ہین اور اپنے بزرگون کی پیروی مین نہایت سرگرم ہین کیا توقع اس بات کی ہی کہ وعظ اور نصیحت تمھاری سے ایمان لاوین اور اگر تمھارے دل مین اس طرح آوے کہ یہہ حرکت ان کے بزرگون سے ہوئی تھی اور جو ہمارے زمانہ مین لوگ ہین ویسے نہین اس واسطے کہ ہمارے روبرو ایمان کا اقرار کرتے ہین بلکہ اپنے بزرگون کی تحریف کو زبان سے ظاہر کرتے ہین پس انکو اس اظہار مین سچا نجانو اور اُنکے ایمان کا بھی یقین نکرو اس واسطے کہ یہہ لوگ بہت چھپاتے ہین اور جو کوئی ان مین سے ایمان کی باتین یا تحریف بزرگون کی ظاہر کرتا ہی اسکو خلوت مین نہایت ملامت کرتے ہین اور دلیل اُسکی یہہ ہی کہ ایک جماعت ان مین سے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ یعنی اور جب ملاقات کرتے ہین ساتھ مسلمانون کے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین اور پر دین تمھارے کے اور اپنے دل مین اسی دین کو سچا جانتے ہین لیکن ظاہر مین ہم اپنے باپ دادون کا نہین چھوڑ سکتے ہین اس واسطے کہ اپنے اقارب اور بزرگون سے ڈرتے ہین اور اسی واسطے ظاہر مین توریت کے حکمون پر عمل کرتے ہین وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یعنی اور جب تنہائی مین جاتے ہین بعضے اُنمین سے کہ چھپانیوالے

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس دین کے بیچ مین طرف دوسرون کے کہ جنکی زبان سے اظہار تحریف بزرگون اپنے کا ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت دین اوسکے کا اقرار کیا اور اوس خلوت مین کوئی مسلمانون مین سے نہین ہوتا ہی قَالُوْا کہتے ہین یہ چھپانیوالے ظاہر کرنیوالون کو اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ یعنی کیون بتادیتی ہو تم مسلمانون کو بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ یعنی اون چیزون کو کہ کھولدی ہی اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانون سے کہ توریت اور زبور اور دوسرے صحیفون مین لکھی ہوئی ہے اور اون سے سمجھی جاتی ہی تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اوسکی کے اور فضیلت اور بڑائی امت اوسکی کی اور پیمان اور عہد کہ تم سے لیا ہی اوپر قبول کرنے حکمون اوسکے کے اور مدد کرنے دین اوسکے کی لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ تاکہ انجام کام کا یہہ ہو کہ یہ مسلمان ساتہ اس حجت اور دستاویز کے تمہارے ساتھ مقابلہ کرین اور تمکو خفیف اور ملزم کرین عِنْدَ رَبِّكُمْ یعنی نزدیک پروردگار تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کریگا آیا تم اونکو اپنی طرف سے حجت تلقین کرتے ہو اپنے اوپر اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس نہین سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری باتون تمہارے سے اونکو دستاویز محکم ہوجاویگی اس مقام مین جاننا چاہیئے کہ اکثر مفسرین نے عِنْدَ رَبِّكُمْ کے معنے مین بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہین کہ مطلب سے بہت دور ہین اور وجہ تردد کی یہ ہی کہ اگر انکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار اپنے کے باعث اس کلام کا ہوتا پس اوسکی کوئی وجہ نہین اسواسطے کہ حق تعالی تمام حجتون اور دلیلون اور دستاویزون کو جانتا ہی نہ ظاہر کرنیسے خوف کسطرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہی کہ اونکو منظور انکار کرنے سی یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کرلین گے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے اپین زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن اگلے پچھلون مین اللہ کے سامنے ہوگی اور جبتک ہمنی اقرار نہین کیا فقط جاننی حاکم کے سے حجتون اور دلیلون کو اوس قدر فضیحت اور رسوائی نہین چنانچہ دنیاوی معاملات مین یہی تجربہ مین آیا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سی کسیکے حق کا اقرار کرے یا دستاویز لکھدی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہی اور اگر آپ حاکم اوسکو جانتا ہی یا اور گواہون سے حق ثابت ہوتا ہی منکر کو اسقدر رسوائی اور فضیحت نہین ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تنرقہ سے غافل ہین کبھی عِنْدَ رَبِّكُمْ کو ساتہ معنی فِیْ کِتَابِ

رَبِّكُمْ کے لیتے ہین اور کبھی ساتھ معنے فِيْ حُكْمِ رَبِّكُمْ کے اور کبھی ساتھ معنے بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ
کے اور یہ سب تاویلین بعید اور احتمال ضعیف ہین جیسا کہ ظاہر ہی اور بعید ہونے ان تاویلات کے
دلیل یہ ہی کہ حق تعالی اونکے انکار پر انکار فرماتا ہی کہ یعنی آیا گمان کرتے ہین کہ اگر انہون نے اُن
چیزون کو چھپایا تمکو اونکے اوپر حجت نہو گی اور خدا کو بھی دستاویز واسطے مواخذہ اونکے کے
بہم نہ پہونچی گے وَلَا يَعْلَمُوْنَ اور نہین جانتے ہین اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ
یعنی اسبات کو کہ حق تعالے جانتا ہے اوس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہین اور اوس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہین
پس اگر وہ چاہے تمام حجتین مسلمانون کو خود بخود بتلا دے کہ فلانی فلانی دستاویز تمہاری فلانے
کتاب مین موجود ہے اوس دستاویز سے اونکو ملزم کرو اور یہ بات بھی ہے کہ جسوقت حق تعالی
جاننے والا ظاہر اور پوشیدہ کا ہی پس اونکی انکار کو بھی کہ خلوت مین ظاہر کرنیوالونپر کرتے ہین تمہارے
اوپر ظاہر فرمایا یہانتک کے دستاویز عام تمہارے ہاتھہ مین آئے اسواسطے کہ جبتک اونہون نے خلوت مین
انکار نکیا تھا ظاہر کرنیوالونکی زبان سے اظہار پایا گیا تھا اور جب اونہون نے انکار اونپر کیا انکی زبان سے
بھی انکار پایا گیا پس تمام اظہار کرنیوالی ہوئے اور مسلمانون کو کہنے کی جگہہ ہاتھہ آئی کہ تم سب اقرار
کرنیوالے ہو بعضی تمہارے سامنے اور بعضی خلوت مین پس انکار مین زیادہ تر فضیحت اور رسوائی
اونکی ہوئی پس مثال انکی انکار کی اوس احمق کی سی ہی کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِيزَابِ یعنی
بھاگا مینہہ سے اور کھڑا ہوا نیچے پرنالہ کے یہ حال انکی عالمون کا ہی کہ اپنے زعم مین کتاب دانی اور عقلمندی
مین کمال رکھتے ہین اور بسبب حماقت کے یہ بات نہین سمجھتے کہ جب معاملہ خدا کے ساتھہ ہے اوسکی
نزدیک ظاہر کرنا اور چھپانا ایک سا ہی وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ اور بعضے اون مین سے امی ہین کہ بالکل
لکھنا پڑہنا نہین جانتے ہین جیسے کہ ماں کے پیٹ سی پیدا ہوئے ہین ویسے ہی ہین اور اسی واسطے
اونکو نسبت ماں کے طرف کیجاتی ہی اور امی کہنے مین آتا ہے گویا وہ بیٹی فقط ماں کی ہین باپ نہین
رکھتے ہین کہ اونکی تربیت کرتا اور لکھنا پڑہنا سکہلاتا حالت اونکی ایسی ہے کہ لَا يَعْلَمُوْنَ
الْكِتٰبَ یعنی کچھہ نہین جانتے ہین کتاب کو نہ لفظ اوسکے پہچانتے ہین اور نہ معنے اوسکی سمجھتے ہین
اور با وصف اسکی اپنے تئین اہل کتاب کہتے ہین اِلَّا اَمَانِيَّ مگر کتنے آرزو ہین کہ کتاب کی تعریف
کرنیوالون سے سنی ہین اور اونکو موافق خواہش دلی اپنے کے پاکر خاطر نشین کیا ہی اور اپنے زعم مین

اُن آرزوون کو خلاصہ مضمون کتاب کا جانکر خوش ہوتے ہین کہ ہمنے لب لباب کتاب کا نکال لیا ہی
اُنھین آرزوون مین سے ایک یہ ہی کہ ہمکو اللہ کے ساتھ علاقہ سوائے بندگی اور مخلوقی کے کہ تمام
لوگون مین مشترک ہی اور بھی ہی کہ ہم اللہ کے محبوب ہین اور اللہ نے ہمکو بیٹا کر لیا ہے پس جو گناہ
ہمسے ہوتا ہے حق تعالیٰ بسبب کمال محبت اور شفقت کے درگزر کرتا ہے دوسری آرزو یہ کہ
باپ دادا ہمارے بڑے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہین اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی دستاسی انھون نے
پیدا کرلی ہی کہ مرضی اُسکی کو بدل سکتے ہین اگر بالفرض ہمکو مواخذہ گناہون کا ہوگا تو باپ دادے
ہمارے کوشش کرکے ہمکو چھڑا لینگے تیسری یہ ہے کہ یہود کے گروہ کو اگرچہ سخت کافر ہون سات
دن یا چالیس دن سے زیادہ عذاب نہوگا چوتھی یہ ہی کہ شریعت یہود کی قیامت تک واجب العمل ہی
اور منسوخ ہونیوالی نہین پانچوین یہہ کہ استعداد نبوت اور رسالت کی منحصر بنی اسرائیل کے خاندان مین ہی
اوروں کو ہرگز لیاقت اس کام کی نہین چنانچہ عوام اور جاہلون کو قدیمی خاندانون سلطنت مین بھی یہی
اعتقاد ہی اور اسی قسم کی دوسری جھوٹی باتین بھی بسبب تقلید کے اُنکے ذہنون مین بیٹھی ہوئی ہین مگر
اس اعتقاد تقلیدی مین کہ علمائے نے نقل اپنے سے حاصل کیا ہی کفر سے خلاص نہین ہوتے ہین
اور معذور نہین ہونگے اس واسطے کہ یہ لوگ جانتے ہین کہ علما ہمارے جھوٹ بولتے ہین اور ان کے
جھوٹ اور رشوت ستانی کا دنیا کے معاملات مین تجربہ کرتے ہین پس اُنکو خود اپنے عالمون کے
کہنے کا یقین نہین تاکہ معذور ہون وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ یعنی اور نہین ہین وہ مگر یہہ کہ گمان قوی
کرتے ہین اور اعتقاد اُنکا فقط اسی قدر ہی کہ ظن غالب ہو جاتا ہی اور اسکا اصول دین مین اعتبار
نہین جب تک یقین کامل نہو پس علما اور جہلا اُنکے گمراہی اور گناہ اور وبال مین دونون برابر ہین
اس واسطے کہ عالم پر فرض ہے کہ موافق علم اپنے کے عمل کرے اور جھوٹ بولنے اور تحریف
کرنے کتاب کے سے احتراز کرے اور عامی کے اوپر فرض ہی کہ فقط تقلید اور ظن سے اوپر کفایت
نکرے بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے البتہ اتنا فرق ہی کہ عذاب جاہلون کا اُن عالمون کی
نسبت سے جنھون نے اُن جاہلون کو گمراہ کیا ہی کم ہوگا اس واسطے کہ عذاب جاہلون کا محض گمراہی کے
سبب سے ہی اور عذاب عالمون کا بسبب گمراہی اور گمراہ کرنے کے ہی فَوَيۡلٌ یعنی پس بہت بُرا
حال ہی لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ یعنی اُن عالمون کا کہ لکھتے ہین کتاب تحریف

کی ہوئی کو اپنے ہاتھون سے باوجود اسکے کہ جانتے ہین کہ ہماری تحریف کی ہوئی ہی اور زیادہ کرنا لفظ بِاَیْدِیْهِمْ کا واسطے بیان کرنے زیادتی قبح فعل انکے کے ہی کہ اگر نقل بسبب زیادتی اور بے خبری کے اُس نسخہ کی کرلیتے کہ دوسرے نے اُسکو پہلے زمانہ مین تحریف کیا ہوتا تو اس قدر مستحق وبال کے نہوتے یہ خود آپ ہی تحریف کرکے اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا یعنی پھر کہتے ہین کہ یہ لکھا ہوا ہمارا وہی جو نازل ہوا ہی مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اللہ کے پاس سے پس دو وجہ سے گناہ عظیم کے مرتکب ہوے اوّل یہ کہ کلام محرّف کو کتاب مین لکھتے ہین کہ محض لکھنا اُس کا گناہ کبیرہ ہی اس واسطے کہ اگر وہ لکھا ہوا کسی کے ہاتھ آیا تو وہ شخص سب کو کلام الٰہی سمجھے گا اور گمراہ ہوگا گو انھون نے نہ کہا ہو کہ یہ کلام خدا کا ہے اور اسی سبب سے اگر تفسیر اور ترجمہ اور شمار آیتون کا اور محل نزول سورتون کا اور علامت وقف اور ربع اور نصف اور عشر اور خمس کی اس طرح لکھی جائین کہ قرآن کی عبارت مین اور اسمین فرق نہ معلوم ہو حرام ہی بلکہ اس طرح لکھے کہ معلوم ہوجاوے کہ یہ قرآن مین داخل نہین دوسرے یہ کہ بعد لکھنے اُس تحریف شدہ کے نسبت اُسکی خدا کی طرف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کلام الٰہی ہی کہ صریح افترا کرنا خدا پر ہی پھر اور وجہ سے بھی اس نوشت وخواند مین مرتکب بڑے گناہ کے ہوتے ہین اس واسطے کہ یہ ایمان نہین کرتے مگر لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط یعنی اس واسطے کہ خریدین بدلے اس کہنے اور لکھنے کے قیمت تھوڑی کہ اُنکو اس تحریف سے خاطر داری سردارون اور دنیا دارون اپنے کی منظور ہوتی تھی یا لینا رشوت کا جاہلون سے کہ موافق مطلب اُنکے کے کتاب سے روایتین لکھ دیتے تھے اور یہ کمال بدبختی ہی کہ تھوڑے سے نفع کو کہ فنا ہونیوالا ہی اجر عظیم ہمیشہ باقی رہنے والے کے بدلے مین لیتے تھے فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ یعنی اور بہت بُرا حال ہی اُن لوگونکا اس جہت سے کہ لکھا ہی ہاتھون اُنکے نے وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ہ یعنی اور بہت بُرا حال ہی اُنکا اس جہت سے کہ کماتے ہین ساتھ اس لکھنے اور بتلانے کے رشوت دنیا کی کہ تھوڑے دنون مین زائل ہونیوالی ہی باقی یہان کئی باتین تحقیق طلب ہین اوّل یہ کہ ویل لغت عرب مین ایسا کلمہ ہی کہ مصیبت زدہ کو کہتے ہین اور دلالت اُسکی بدانجامی پر کرتا ہی گویا اس کلمہ کہنے والے کو ایسا منظور ہوتا ہی کہ اس مصیبت سے کبھی خلاص نہو اور زیادہ تر گرفتار ہوجاوے اور ویح اور ویس کو بھی اسی طرح مصیبت زدہ پر استعمال کرتے ہین لیکن ان مین منظور ترحم اور خواہش خلاصی اُس مصیبت زدہ کی مصیبت سے ہوتی ہی اور ویب مرادف

اور یہہ معنی ویل کا ہی اسکا استعمال بھی بدخواہی کے مقام مین ہی ابونعیم بیچ کتاب دلائل النبوۃ کے
امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین الویح والویل بابان فاما الویح
فباب رحمۃ واما الویل فباب عذاب یعنی ویح اور ویل دو دروازے ہین ایک ویح پس دروازہ
رحمت کا ہی اور ویل پس دروازہ عذاب کا ہی اور ابراہیم حربی نے بیچ فوائد اپنے کے ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
کلام اور خطاب فرماتے تھے اور مجھکو ویلک کہا مینے اس کلمہ کے سننے سے بہت اضطراب کیا اور
تنگ دل ہوئی فرمایا کہ ای سرخک ویحک اور ویسک رحمت ہی اس سے تنگ دل مت ہو لیکن
ویل سے تنگ دل ہو حاصل یہ ہی کہ یہ کلمہ کہ کلام الٰہی مین بعضے گروہ کافرون اور فاجرون کے حق مین
وارد ہوا ہی قیامت کے دن اس وعید کا پورا کرنا کئی طرح ستے ظہور پکڑیگا یہود اور محرفین کتاب کے
حق مین ایک پہاڑ آگ کا ظاہر ہوکر اوپر گریگا اور انکا جسم پاش پاش کریگا جیسے کہ انھون نے
کتاب اللہ کو تحریف سے پاش پاش اور جدا جدا کر دیا ہی اور کافرون اور متکبرون کے حق مین
ایک غار کی صورت مین نمودار ہوگا اور انکو اسکے قعر مین بعوض تکبر اور خود پسندی کے گرایا جاویگا
اور بیچ حق جھوٹے دعویٰ والے دین کے کہ اپنے گروہ پر ظلم اور ستم کرتے ہین ایک پتھر کی صورت مین ظاہر ہوگا
اور وہ پتھر نہایت گرم اور دہکتا ہوا ہوگا اور ان لوگون کو اس پتھر پر چڑھاوین اتارین گے
اور فاسقون کے حق مین خصوصاً شراب خوارون کے واسطے ایک ندی بہتی ہوئی کی صورت مین ظاہر ہوگا
کہ اس ندی مین رو پانی بدبودار دوزخیون کے بدن کا جاری ہوگا اور انکو اس ندی کا پانی پلایا جاویگا
اور امام احمد اور ترمذی بیچ باب صفۃ النار کے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن حبان بیچ صحیح اپنے
کے اور حاکم بیچ مستدرک کے اور بیہقی بیچ کتاب البعث کی ساتھہ روایت ابو سعید خدری وغیرہ
کے لائے ہین کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی ویل نام ایک کنوین کا ہی جہنم مین کہ کافرون کو اُسمین
ڈالین گے اور چالیس برس تک نیچے چلے جاوینگے تب بھی عمق اسکا تمام نہین ہوگا اور ابن جریر نے
حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر فویل لھم مما کتبت ایدیھم کے نقل کی ہی
آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ویل ایک پہاڑ ہی آگ کا اور وہ وہی پہاڑ ہی کہ گرے گا
اوپر یہود کے اس واسطے کہ انھون نے تحریف کیا ہی توریت کو اور زیادتی اور کمی کی بیچ کلام الٰہی مین

اور بزار اور ابن مردویہ نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
دوزخ مین ایک بڑا پتھر آگ کا ہی اُسکو ویل کہتے ہین چودھریون نے دین اور جماعت اہل دین ایمان کو
اُس پتھر پر اُتارین چڑھاوین کے اور طبرانی اور بیہقی نے کتاب البعث مین ابن مسعود سے اور
ابن ابی حاتم نے نعمان بن بشیرؓ سے روایت کی ہی کہ ویل نام ایک نالہ کا ہی کہ دوزخ مین بہتا ہی
اور اُسمین پیپ اور زرد پانی دوزخیون کا جاری ہی اور صحیحین کی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی
شراب خواری مین بغیر توبہ کیے کے مرا تو ذمہ اللہ کے ہی کہ اُسکو نچڑا ہوا پانی دوزخیون کے
بدنون کا پلاویگا اور عبداللہ بن مبارک نے بیچ کتاب الزہد کے اور بیہقی نے بیچ کتاب البعث کے
عطار بن یسار سے روایت کی ہی کہ ویل نام ایک نالہ کا ہی دوزخ مین کہ اگر دنیا کے پہاڑون کو اُسکے اندر
ڈال دین تو گرمی اُسکی سے پگل کر پانی ہو جاوین دوسرے یہ ہی کہ جب اس کلام مین منظور بیان
اس بات کا تھا کہ محرفین کا عذاب زیادہ ہی امیدون کے عذاب سے تو چاہیے تھا کہ زیادتی کی
تینون وجہون کو ذکر فرماتے فقط دو وجہون پر کہ مما کتبت ایدیھم وما یکسبون ہین کس واسطے
کفایت کی اور یقولون من عند اللہ کو کس واسطے ساقط فرمایا جواب اسکا یہ ہی کہ لکھنا کلام
محرف کا کتاب مین محض اسی واسطے تھا کہ جاہل لوگون سے کہین ھذا من عند اللہ یعنی یہ
اللہ کے پاس سے ہی اور مطلب ان بدبختون کا اس حرکت سے یہی گفتار نابکار تھی اور جو کہ فقط لکھنے
سے بغیر کہنے کے کچھ فائدہ مرتب ہوتا ہی کہ دوسرے کو اشتباہ واقع ہو جاوے کہ یہ کلام الٰہی ہے
یہ انکے خیال مین نہ تھا اور نہ اسکا ارادہ تھا اور نہ اب تک مرتب ہوا تھا اور نہ ہسکا ہونا قطعی تھا
اس واسطے اس لکھنے اور کہنے کو ایک گناہ اعتبار کیا اور پہلی خبر کو ان دونون مین سے بیان کیا
یعنی لکھنے کو اس واسطے کہ جب لکھنے سے یہی مقصود تھا اور اس کہنے ہی کی نیت سے لکھا تھا گویا کہکر
فراغت پائی پس بعد ذکر لکھنے کے کچھ حاجت نہین کہ کہنے کا ذکر کرین تیسری بات یہ ہی کہ مناسب
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما کسبوا فرماتے یعنی دونون جگہ
صیغہ ماضی کا لاتے اور اگر حکایت حال گزرے ہوے کو واسطے حاضر کرنے اس حال قبیح کے
نظر کرکے مضارع کو بجائے ماضی کے لاتے پس دونون جگہ یہی مناسب تھا یعنی مضارع کے
صیغے دونون جگہہ ہوتے اس طرح کہ فویل لھم مما یکتبون ایدیھم وویل لھم مما یکسبون جیسے کہ

صدر آیہ مین اسی طرح فرمایا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جب کتابت انکی ایکبار ہو چکی اور اُس کلام محرف کو
ایک نسخہ مین لکھکر چھوڑ دیا تو تعبیر اُسکی ساتھ صیغہ ماضی کے مناسب ہوئی اور رشوت ستانی انکی
تمام نہین ہو چکی بلکہ ہر بار طالب اُس مضمون کا اُنکے آگے آتا تھا اُسی نسخہ محرفہ سے نشان دیتے اور موافق
اُسکے خواہش کے بیان کرتے پس تعبیر اُسکی ساتھ صیغہ مضارع کے کہ دلالت اوپر استمرار تجددی کے کرتا
ضرور ہوئی اور معمول تحریف کرنے والون کتابون کا اور جعل سازون اور فرمان اور پروانے بنانیوالون
اور مُہرین جھوٹی کرنے والون کا یہی ہے ایکبار ان چیزون فریب کی کو درست کرکے رکھ
چھوڑتے ہین اور وقت حاجت کے اس سے مطلب اپنا حاصل کرتے ہین چوتھے یہ کہ صدر آیت
یعنی اول مین فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ واقع ہوا ہی پس تکرار اسی مضمون کا
آخر آیت مین کس واسطے فرمایا جواب اسکا یہ ہی کہ مطلب شروع آیت کا اور اخیر آیت کا جدا جدا ہے
دو وجہ سے اوّل یہ ہی کہ صدر آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ موصوف ان صفتون کے ساتھ
ہین حال بد رکھتے ہین اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ ان صفات کو بھی بیچ برائی انجام انکے کے دخل ہی
یا نہین اس واسطے کہ احتمال ہی ذکر ان صفتون کا محض علامت اور پہچاننے کے واسطے ہو جیسے کہ اس
مثال مین یا غلام اعط درہما صاحب الثوب الاحمر یعنی ای غلام دے تو ایک درہم
سُرخ کپڑے والے کو یہان سُرخ ہونا کپڑے کا محض نشان بتلانے کے واسطے ذکر کیا ہی دینے دلانے مین
اُسکو دخل نہین اور اخیر آیت سے دخل ان صفتون کا بدانجامی انکی مین معلوم ہوتا ہی دوسری وجہ
یہ ہی کہ اگرچہ موافق اس قاعدہ کے کہ تعلیق الحکم بالوصف یشعر بعلیتہ لہ یعنی معلق کرنا
حکم کا ساتھ وصف کے مشعر ہی ساتھ علت ہونے اُس وصف کے واسطے اُس حکم کے دخل ان
صفتون کا بیچ خرابی حال انکی کے شروع آیت سے بھی سمجھا جاتا ہی لیکن یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ مجموعہ
دونون صفتون کو اس امر مین دخل ہی اور یہ بات نہین سمجھی جاتی ہی کہ ہر ہر صفت کو علیحدہ علیحدہ
اس امر مین دخل ہی اور زیادتی عذاب انکے کی اُمیون کے عذاب سے وجہتون سے سمجھی نہین جاتی
مگر آخر آیت سے یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ مقابل ہر جہت کے کلمۂ ویل کا لائے ہین پانچوین یہ ہے کہ
بعضے پہلے مفسرون مین سے کہ ظاہر بین ہین مضمون اس آیت کا دیکھکر کہ ظاہر مین اسکے اندر ذکر تحریف
اور افترا اور تعیین ثمن قلیل کا کہ کس جنس سے ہی اور کونسی چیز بری آیا عوض کا غذا اور سیاہی

پھر اس کے بعد تمہارے دل ایسے سخت ہو گئے جیسے پتھر یا پتھر سے بھی زیادہ سخت پتھرون مین تو ایسے بھی ہین جن سے نہرین پھوٹ نکلتی ہین اور بعض پھٹ جاتے ہین اور اُن سے پانی نکل آتا ہی اور بعض پتھر عذاب کے ڈر سے گر پڑتے ہین اور خدا تمہارے کامون سے بیخبر نہین ہے

اور قلم اور محنت کتابت کے ہی یا عوض مضمون کے کہ اُس سے مستنبط ہوتا ہی اور وہ اس آیت مین جو نیتھا قائل اس بات کے ہوے ہین کہ خرید و فروخت قرآن کی حرام ہی عبد الرزاق اور ابن ابی داؤد سے نے بیچ مصاحف کے ابراہیم نخعی سے اور اُنھون نے اعمش سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے یکرہ ان تکتب المصاحف بالاجرۃ یعنی مکروہ ہی یہ کہ لکھے جاوین قرآن ساتھ اُجرت کے اور اس آیت کو استدلال کے مقام مین پڑھتے تھے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم الی آخرہا اور ابو الضحیٰ سے بھی روایت کی ہی کہ کہا اُنھون نے کہ مینے تین آدمیون کو کوفہ کے بڑے عالمون مین سے مسئلہ خریدنے قرآن کا دریافت کیا عبد اللہ بن یزید خطمی و مسروق بن الاجدع اور شریح تینون نے کہا کہ لا تاخذ علی الکتاب ثمنا یعنی نہ لے تو اوپر کتاب کے ثمن اور ابن ابی الدنیا نے طریق قتادہ کے سے زرارہ بن اوفی سے اُنھون نے مطرف سے روایت کی ہی کہ مین بیچ فتح شہر تستر کے ہمراہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حاضر تھا اُس غنیمت مین دو وپٹہ کتان کے پائے ہینے اور ایک صندوقچہ چھوٹا کہ اُسمین کوئی کتاب کتب الٰہی سے توریت یا زبور یا انجیل تھی اور ہمارے لشکر مین ایک شخص مزدور تھا قوم نصاریٰ سے اُس نے کہا کہ اس صندوقچہ کو میرے ہاتھ فروخت کرو کہ قدردان اور سمجھنے والا اس کتاب کا مین ہون اور اُسکا نعیم نام تھا پس مسلمانون نے اس بات کو مکروہ جانا کہ اُسکے ہاتھ کتاب اللہ کو بیچین صندوقچہ کو بعوض دو درم کے اُسکے ہاتھ فروخت کیا اور اُس کتاب کو بغیر قیمت اُسکے حوالہ کیا قتادہ کہ راوی اس قصہ کا ہی کہتا تھا کہ اسی جگہ سے کراہیت فروخت کرنے قرآنون کی ثابت ہوئی اس واسطے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ اور یارون اُنکے نے کتاب الٰہی کا فروخت کرنا جائز نکیا اور ابن ابی داؤد نے بھی سعید بن مسیب اور حسن بصریؒ سے روایت کی ہی کہ یہ دونون بزرگ بیع مصحف کو مکروہ کہتے تھے اور حماد بن ابی سلیمانؒ اُستاذ امام اعظم سے نقل لائے ہین کہ ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ قرآن کے فروخت کرنے مین کیا فرماتے ہو جواب دیا کہ ابراہیم نخعی خرید اور فروخت قرآن کو مکروہ رکھتے تھے اور ساتھ روایت سالم کے لایا ہی کہ عبد اللہ بن عمر جب بازار مین گذرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ کوئی قرآن بیچتا ہی تو فرماتے تھے کہ بُری تجارت ہی یہ تجارت اور ساتھ روایت سعید بن جُبیر کے لائے ہین کہ ابن عمر فرماتے تھے کاش کہ میری زندگی مین کوئی حاکم پیدا ہووے کہ ہاتھ کاٹنے کا حکم قرآن کے بیچنے والون کے واسطے دے اور کراہیت اس تجارت کی حضرت امیر المومنین

عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعودؓ سے بھی منقول ہے چنانچہ کتاب ابن ابی داؤد کے کہ کتاب المصاحف نام اسکا مشہور ہی اور عبداللہ بن شقیق عقیلی سے عبدالرزاق اور ابن ابی داؤد نقل لائے ہیں کہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشددون فی بیع المصاحف ویرونہ عظیما یعنی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تشدد کرتے تھے بیچ بیع مصاحف کے اور دیکھتے تھے اسکے تئین بڑا سخت امر اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ صحابہؓ کے زمانہ مین بیچنا مصاحف کا مروج نہ تھا عادت ایسی تھی کہ جسکو لکھوانا قرآن کا منظور ہوتا تھا خالی ورق اور دوات قلم لیکر متصل منبر کے بیٹھتا تھا جو مسلمان کہ آتا اُس سے استدعا لکھنے کی کرتا جو کوئی لکھنا جانتا ایک ورق لکھکر دیتا پھر دوسرے سے اسی طرح لکھواتا اسی طریق سے چند روز مین کلام اللہ تمام ہو جاتا اور عطا اور تابعین سے بھی یہی مضمون مروی ہوا ہی حاصل یہ ہی اس قدر تو صحیح ہی کہ قرآن کا لکھکر بیچنا یا اُجرت اسکے لکھنے کی لینا چارون خلیفون کے عہد تک نہ تھا اور اللہ کے واسطے لکھتے تھے پہلے یہ بدعت اخیر زمانہ معاویہؓ بن سفیان مین مروج ہوئی چنانچہ ابو عبیدہ وغیرہ نے ابو مجلز تابعی سے کہ شاگرد ابن عباسؓ کے ہین روایت کی ہی لیکن یہ بدعت حسنہ ہی بدعت سیئہ نہین ابتدا مین اُس وقت کے علماء نے انکار کیا تھا اور اسی آیت کو متمسک پکڑا تھا جب اور علماؤن نے غور اور تامل کی کوئی وجہ حرمت کی اسمین نہ پائی تو اُسکے جواز پر اجماع ہو گیا اور اس آیت سے حرمت اُسکی ثابت نہین ہوتی ہی اس واسطے کہ اگر مراد لیشتروا بہ ثمنا قلیلا سے لینا اُجرت کتابت کا یا قیمت کاغذ اور سیاہی کا ہوتا لفظ ثم یقولون ھذا من عند اللہ محض ضائع اور لغو ہو جاتا اور اسی واسطے ابن عباسؓ اور محمد بن الحنفیہ نے اسکے مباح ہونیکا فتویٰ دیا ہی ابن ابی داؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ ان سے اس مسئلہ کا حکم پوچھا فرمایا کہ لا باس انما یاخذون اجور ایدیھم یعنی نہین ہی ڈر سوا اس کے نہین کہ لیتے ہیں مزدوری ہاتھوں اپنے کی اور محمد بن الحنفیہ سے نقل لائے ہین کہ کہا انھون نے لا باس انما یبیع انما یبیع الورق وعمل یدیہ یعنی نہین ہی کچھ اندیشہ اس مین فقط بیچ ورق اور عمل ہاتھون اپنے کی ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ انھون نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ لا باس بشراء المصاحف وان یعطی الاجر علی کتابتھا

یعنی نہین خوف ہی بیچ خریدِ قرآنون کے اور دیئے جانے اُجرت کے اوپر لکھائی اُسکی کے اور حسن بصری
اور مطرف سے بھی صحیح روایت مین آیا ہی کہ اُنھون نے رجوع اس مذہب سے کیا جیسے کہ کتاب المصاحف
مین موجود ہی اور زیادہ عجب یہ ہی کہ جابر بن عبداللہ اور بعضے اور فقہاؤن سے مروی ہی کہ خریدنا قرآن کا جائز
کرتے تھے اور بیچ اُسکی کو حرام اور مکروہ جانتے تھے اس واسطے کہ اس آیت مین لفظ اشترا کا معنی بیچ کے ہی
ساتھ دلیل ثمنا قلیلا کے لیکن جو چیز کہ بیچ اُسکی حرام مطلق ہو خریدنا اُسکا بھی جائز نہین کس واسطے
کہ خریدنا باعث بیچ کا ہوتا ہی حاصل یہ ہی کہ کراہیت اس معاملہ کی باعتبار شرا کی ابتدا مین سلف
کے اندر نے تعمق اور غور کرنے کے رائج ہو گئی تھی اخیر کو یہ حکم جاتا رہا اور اجماع اسکی صحت پر منعقد ہوا
خلاصہ یہ ہی کہ جب حال عالمون بنی اسرائیل کا ساتھ اس مرتبہ کے خراب ہوا کہ علانیہ واسطے غرضون
دنیاوی کے تحریف کتاب کی کرتے ہین اور حال عوام لوگون کا اُنکی تقلید کرنے مین اس حد کو پہنچا کہ
طمع ایمان کی اُن سے باقی نرہی اور سب اُن مین سے خواہ علما ہون خواہ جہلا ہون گناہ کرتے ہین
اور تحریف کتاب اور تقلید اپنے پیشواؤن مین باوجود اسکے کہ قول اُنکے مخالف دلیلون قطعی کے ہین
بہت جرأت اور بے باکی کرتے ہین اور کہتے ہین ہرچند کہ کسی طرح کا ویل اور اسباب عذاب کے
بکثرت ہر طرف سے ہمارے اوپر ہجوم کرین لیکن ہمکو کچھ خوف نہین اس واسطے کہ عذاب ہمکو نہوگا
مگر تھوڑی مدت وقالوا اور کہا اُن سب نے یعنی علما نے افترا پردازی سے اور جاہلون نے تقلید
اُنکی سے کہ لَن تَمَسَّنَا النَّارُ یعنی ہرگز نہ پہنچیگی ہمکو آگ دوزخ کی اگرچہ ہم مرتکب طرح طرح کے کفر اور
تحلیل محرمات کے ہون اور انکار فرضون کا کرین اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً مگر چند دن شمار کیے گئے
اور اسمین اُنکے علما نے اختلاف کیا ہی کہ کتنے دن ہین بعضون نے کہا ہی کہ سات دن ہین واسطے کہ مدت پیدائش
نوع انسانی کی سات ہزار برس ہین کلام الٰہی مین آیا ہی کہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما
تعدون یعنی تحقیق یوم نزدیک رب تیرے کے مثل ہزار برس کے ہی اُس سے کہ شمار کرتے ہوتم
برابر ہزار برس کے ایک دن عذاب کا ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ چالیس دن ہین واسطے کہ
بزرگ ہمارے اتنی ہی مدت کہ میقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا انوار اور برکتون نبوی سے محروم
رہے اور گوسالہ پرستی مین گرفتار ہوئے تھے اور وہ بڑا سخت کفر انواع کفر سے تھا جب کہ
چالیس دن کی مدت مین اثر اُسکا زائل ہوا اور گناہ اور کفر کی باتونکا اتنی مدت مین کیونکر اثر زائل ہوگا

کیونکہ اثر زائل نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ چالیس برس اس واسطے کہ مدت سرگردانی ہماری کی جنگل مین اسی قدر تھی اور یہ وجہ بھی ہی کہ نبیون کے صحیفون مین ہمنے سُنا ہی کہ مابین دو کنارون جہنم کے بقدر چالیس برس کے فاصلہ ہی اور جب کہ قیامت کے دن ہمکو آگ مین ڈالین گے ہم اپنے باپ دادون کی شفاعت کے زور سے اس کنارے پل کے سے دوسرے کنارے پل تک گزرتے ہوے چلے جاوین گے اور اتنی مدت مین اس مسافت کو قطع کرلین گے اور اگر عذاب دوزخ ہمکو ہوگا تو اتنی مدت سے تجاوز نکریگا اور بعضے کہتے تھے کہ جتنی عمر بعد بلوغ کے ہوگی ہر کسی کو اتنے روزون عذاب ہوگا کہ اتنی ہی مدت دنیا مین گناہ کرنے کی ہی زیادہ بڑھنا عذاب کا اتنی مدت سے مقتضی عدلِ الٰہی کا نہین اور بعضے اُن مین سے یونانی فلاسفہ سے سیکھ کر کہتے تھے کہ روحین اگرچہ بسبب تعلقات بدنی کے بُرے کام کرنے سے مکدر ہوتی ہین لیکن اصل مین پاک صاف نورانی ہین اور جب ان بدنون سے مفارقت کرینگی بُرے کامون کے نتیجے اپنے اندر پاوینگی اور متالم ہونگی اور یہی انکے واسطے عذاب ہی اور جس وقت آثار اُن تعلقات عارضی کے بالکل فراموش ہوجاوینگے پھر عذاب سے خلاص ہوجاوینگی اور رجوع طرف حالت اصلی اپنی کے کرینگی مثل پانی کے کہ بالطبع سرد ہی اگر نیچے اُسکے آگ روشن کرین گرم ہوجاتا ہی اور جب آگ پر سے اُتار لیتے ہین تو اثر اُس آگ کا کچھ کچھ باقی رہتا ہی اور بعد اُس مدت کے طبیعت اصلی پر آجاتا ہی اور برودت کی طرف میل کرتا ہی کہ مقتضی اصل کا ہی اور یہ سب خیالات فاسد اُنکے ہین اور وجدان انکا درست نہین اس واسطے کہ روحین بسبب اخلاق ذمیمہ بہیمیہ اور سبعیہ کے ایسی مکدر ہوجاتی ہین اور آئینہ استعداد اُنکی کا اس طرح کا زنگ پکڑ لیتا ہی کہ ہرگز قابل اصلاح کے نہین رہتی ہین اور کفر مین اس قدر سمیت ہی کہ طبیعت کو تصرف اور رجوع کرنے سے اصلی حالت کی طرف معطل کرتا ہی باقی اس مقام مین ایک سوال ہی جواب طلب اور وہ یہ ہی کہ بیچ صفت جمع غیر ذوی العقول کے صیغہ واحد مونث اور جمع مونث کا لانا دونون صحیح ہین پس ایاما معدودۃ اور ایاما معدودات دونون جائز ہین اس سورۃ مین پہلا صیغہ اور سورۂ آل عمران مین دوسرا صیغہ کس واسطے ذکر کیا اور دونون سورتون مین یکسان کس واسطے نفرمایا یا بالعکس کر دیتے جواب یہ ہی کہ ہرچند مدلول دونون صیغون کا ایک ہی لیکن پہلے صیغہ کی صورت مفرد کی ہی پس دلالت اوپر وحدت کے کرتا ہی اور دوسرا صیغہ جمع کی صورت سے

ہی پس دلالت اوپر کثرت کے کرتا ہی اس سورۃ مین مذکور اسکا ہی کہ اُنسے طمع ایمان کی مت رکھو کہ یہ لوگ ایسا اعتقاد فاسد رکھتے ہین اسواسطے کہ وقالوا لن تمسنا النار باعتبار عطف کے افتطمعون کے تحت مین داخل ہی اور اس غرض کے بیان کرنے کے واسطے ذکر تقلیل مدت عذاب کا صورۃً اور معناً مناسب زیادہ ہی اور سورۂ آل عمران مین مذکور اسکا ہی کہ وہ کفر کرتے ہین ساتھ آیتون خدا کی کے اور نبیون اور واعظون کو ناحق مارتے ہین پھر ایک فرقہ اُنمین سے حکم الٰہی سے کہ انکی کتاب مین آیا ہی روگردان ہوتا ہی اور یہ سب باتین جرأت کے سبب سے ہین جو اعتقاد فاسد کی جہت سے ہی اور جب کہ اُسجگہہ پر بہت فعل اس قسم کے کہ موجب عذاب شدید کے ہین شمار کئے تو لازم آیا کہ بیچ مدت عذاب کے بھی کثرت لفظی اور صوری ملاحظہ فرماوین گو باعتبار معنی کے قلت ہو اسواسطے کہ جسقدر افعال زیادہ ہون جزا بھی انکی کثیر چاہیئن اگر معنی کے باعتبار نہو صورت کی رعایت ضرور ہی اور علاوہ اسکے سورۂ آل عمران مین لفظ اذا جمعنا ھم کا آیا ہی پس صیغہ جمع کا لانا مناسب اُسکے ہوا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر وقت کے تئین فرماتے ہین کہ اگر اس قسم کا اعتقاد واہی روبرو تیرے ذکر کرین اور بے پروائی اپنی ایمان اور عمل صالح سے بیان کرین تو اُنکے جواب مین قُلْ یعنی کہہ کہ مقرر کرلینی مدت عذاب کی کہ اسقدر آخرت مین ہمکو عذاب ہوگا اس قبیل سے نہین کہ عقل خود بخود اُسکی طرف راہ پاوے پس تمنے یقین اس بات کا کسی دلیل سمعی سے لیا ہوگا اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا یعنی کیا لے لیا ہی تمنے اللہ سے پیمان کہ تمکو کفر اور گناہون ہمارے پر زیادہ کئی روز سے عذاب نکرینگے پس پتہ اس بات کا دو کہ کونسی کتاب مین ہی تاکہ ہم بھی دیکھین اور اقرار کرین اور اگرچہ اللہ تعالیٰ سے عہد لینے کی حاجت نہین فقط کہہ دینا بھی بس کفایت ہی اسواسطے کہ خبر اسکی سچی ہی اگر اُسنے اس بات کو کہہ دیا ہو تو یہ بھی بمنزلہ عہد کے ہی فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ یعنی بس ہرگز خلاف نکریگا خدا تعالیٰ اس عہد محکم اپنے کو اسواسطے کہ خبر اُس کی کلام ازلی اُسکا ہے اور کذب کلام مین بڑا نقصان ہوتا ہی کہ ہرگز خدا تعالیٰ کی صفتون مین اُسکو دخل نہین ہو سکتا اور جو بعضی ظاہر بینون نے کہا ہے کہ وعدہ نیک مین خلاف کرنا نقصان ہی اور وعید مین خلاف کرنا کرم اور لطف ہے اس قول کی بنا اسپر ہو کہ غائب کو حاضر پر قیاس کرین اللہ تعالیٰ کے

قد يعلمون ... آل عمران ... وما يعلمون ... ومنهم اميون لا يعلمون الكتاب الا اماني ... ان هم الا يظنون

کے حق مین کہ سب عیبون اور نقصانون سے پاک ہے مطلق خبر کا خلاف کرنا خواہ نیک ہو خواہ بد نقصان ہے
اسواسطے کہ اُسکے لطف و کرم کی راہین بہت ہین بعید نہین کہ معاملہ لطف و کرم کا بھی کرے اور وعید
اپنے مین بھی خلاف نکرے بخلاف آدمیون کے کہ بسبب عجز بشری کے بغیر خلاف کرنے کے بیچ وعید
کے اُنکو لطف اور کرم کرنا ممکن نہین ہوتا پس اُنکے حق مین وعید کے خلاف کرنے مین اگرچہ
ایک طرح کا نقصان ہے مگر پورا کرنے وعید مین اس سے زیادہ نقصان ہے سو اُنکے حق مین یہی
کمال ہے کہ بڑے نقصان کو اختیار نکرین اور اللہ تعالیٰ کے حق مین اپنے وعید کا خلاف کرنا محض نقصان ہے
پس اللہ کے وعید مین اور اور لوگون کے وعید مین فرق ہے اور اگر کسی نص کا کہ جس سے یہ تقلیل مدت کی
معلوم ہو نشان نہین دیتے ہو تو پس معلوم ہوا کہ بات بے دلیل کہتے ہو اور بات بے دلیل کسی کے حق مین
کہنی نچاہیے اور یہ بہت ہی برا ہے کہ خدا کے اوپر اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی کیا افترا کرتے ہو
اللہ پر وہ چیز کہ نہین جانتے ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ اور بڑا شک تمھارا اس دعوے مین ساتھ اس حدیث کے ہے کہ
حضرت یعقوب علیہ السلام سے تمھاری خبرون مین منقول ہے مضمون اسکا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت
یعقوبؑ کے ساتھ عہد باندھا ہے کہ اُنکے بیٹون کو عذاب نکرونگا مگر تحلۃ للقسم یعنی واسطے پورا کرنے قسم
اپنی کے اور یہ حدیث اول تو خود صحیح نہین کہ حضرت یعقوبؑ نے اس طرح فرمایا ہو سند اسکی معتبر نہین
دوسرے یہ کہ تمنے کہان سے جانا کہ مراد حضرت یعقوبؑ کے بیٹون سے تمام فرقہ بنی اسرائیل کا ہے بلکہ
ظاہر یہ ہے کہ مراد بیٹون سے صلبی بیٹے اُنکے ہین اسواسطے کہ اطلاق بیٹون کا متعارف اسی معنی مین ہے
تیسرے یہ کہ عذاب نکرنا اُنکے بیٹون کا بھی ساتھ وجہ شرعی کے تھا اسواسطے کہ بیٹون نے اُنکے توبہ صحیح کی اور
ندامت قوی عمل مین لائی اُن گناہون سے کہ بیچ حق حضرت یعقوبؑ کے اور بیچ حق حضرت یوسفؑ
کے اُنسے سرزد ہوئے تھے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین مشہور ہے کہ اُنھون نے حضرت
یعقوبؑ کی خدمت مین اقرار اپنے گناہ کا کیا اور استغفار اُنسے طلب کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو
بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور اُنھون نے اُنکی خطائین معاف کین اور حضرت یعقوبؑ نے بھی استغفار کی پس حق اللہ
اور حق العباد دونون اُنکے ذمہ سے ساقط ہوئے اگر تم بھی اس طرح کی توبہ نصوح کرو اور حق تلفی سے ندامت
کرو اور اسوقت کے پیغمبر سے اپنے حق مین استغفار طلب کرو تو البتہ تم بھی اس بشارت مین داخل ہو جاؤگے
اور جبتک کہ یہ باتین بجا نہ لاؤگے معاملہ خدا کا تمھارے ساتھ اصل قاعدہ پر رہیگا چنانچہ بیان فرماتے ہین

بَلٰى یعنی ایسا نہین کہ تمکو کفر اور گناہون پر عذاب ہمیشگی کا نہو اسواسطے کہ کفر قابل بخشش کے نہین اور قاعدہ مقررہ شریعت کا ہی کہ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً یعنی جو کوئی کسب کرے گناہ کو اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہوا ور تحریف کتاب اور رشوت لینے سے کم ہو اور لفظ سیئۃ کا اصل مین سیوئۃ تھا سا ئیسو ر سے کہ واوی ہے نہ یائی واؤ کو یا کیا اور یا کو یا مین ادغام کیا سیئۃ ہوا وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ اور گھیرا اُسکو گناہ اُسکے نے اور حد احاطہ کی یہ ہے کہ اوّل اُس گناہ کا جوارح سے دل کی طرف پہنچے اور لذت اُس سے بہت اُٹھاوے بعد اُسکے خوبی اُس گناہ کی اُسکے دل مین معلوم ہونے لگیگی اور اُسکی بُرائی کا انکار ذہن مین بیٹھ جاویگا پس کفر لازم آویگا اور جبتک یہ حال نہوگا احاطہ متحقق نہوگا اسواسطے کہ معنی احاطہ کے یہ ہین کہ انسان کو ہر طرف سے گھیر لے اور انسان اُس سے خلاص ہونیکی قدرت نرکھتا ہو اور گناہ کو جبتک نیک اور مباح نہین جانا ہی تب تک اُس نے اُس کے دل کو نہین پکڑا ہی اور بندگیون کو خراب نہین کیا ہی اور خلاصی اس سے ساتھ توبہ اور ندامت کے ممکن ہے اور جسکو گناہ نے گھیر لیا کافر ہوا فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ پس وہ گروہ ملازم دوزخ کے ہین کہ ہرگز اس سے جدا نہین ہوتے ہین هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ لوگ اُس مین ہمیشہ رہنے والے ہین نہ بے انتہا مدت تک کہ ہرگز اُسکی مدت نہین پھر یہ کیونکر ہوسکے کہ چند روز اُسکی مدت ٹھیرائی جاوے جیسیکہ وہ اعتقاد کرتے ہین اسواسطے کہ جب تک وہ گناہ کرتے تھے اور دل سے اُس سے بیزار ہوتے تھے اور اُسکے اوپر ندامت کرتے تھے تو دل اُنکا گنہگار نتھا اور گناہ نے انکو احاطہ نکیا تھا اور نہ بندگیان اُنکی حبط ہوئی تھین توقع اُنکی تھی کہ بعد چکھنے عذاب کے خلاص ہو جاوین اب کوئی وجہ خلاصی کی نرہی اور کس واسطے عذاب اُنکو ہمیشہ نہے حال آنکہ وہ مقابلہ مین مومنین صالحین کے ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال شائستہ کیئے پس دل بھی اُنکے گناہ سے پاک ہین اور بدن بھی اُنکے عمل صالح کے نور سے منور اور روشن ہین ناچار اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یعنی یہ گروہ ملازم بہشت کے ہین کہ جائے پاکیزہ اور مقدس ہی هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ اُسمین ہمیشہ رہنے والے ہین پس جیسے کہ جزا فرقہ اول کی دائمی غیر متناہی ہے جزا فرقہ دوسرے کی بھی ایسی ہی دائمی چاہیے اسواسطے کہ پہلے فریق مین ایمان اور عمل صالح دونون نہین ہین اور دوسرے فریق مین

دونون موجود ہین ورنہ تقابل جاتا رہیگا لیکن وہ لوگ کہ ایمان رکھتے ہین اور نیک عمل نہین رکھتے ہین جزا انکی
مرکب اور ملے ہوئی دونون فرقون کی جزا سے ہی لیکن ساتھ اس صورت کے کہ اول انکو عذاب دے لینگے
بعد اسکے بہشت کی طرف لیجاوینگے اور اگر یہ بات بالعکس ہوتی یعنی پہلے بہشت مین داخل کرتے
اور بعد اسکے دوزخ مین ڈال دیتے تو خلاف حکمت کے ہوتا کہ سرفراز کئے ہوے کو گرانا بچاہیے اور جو کوئی نیک
عمل رکھے اور ایمان نہ رکھے ظاہر مین ایسا احتمال ہوسکتا ہی لیکن واقع مین یہ بات محال ہی اسواسطے
کہ عمل صالح کا عمل صالح ہونا مشروط ایمان کے ساتھ ہی واذا فات الشرط فات المشروط یعنی
جسوقت فوت ہوئی شرط فوت ہوا مشروط اور اسی واسطے صدقہ اور خیرات جو کہ کفار کرتے ہین
انکو عمل صالح نکہا چاہیے اگرچہ ظاہر صورت مین مشابہت عمل صالح کے ساتھ انکو ہی جیسے کہ لکڑی کے
گھوڑے کی صورت اور قالین کے شیر کی صورت مشابہت اصلی گھوڑے اور شیر کے ساتھ رکھتی ہی
اور اسی واسطے انکے عملون کے حق مین آیا ہی کہ اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء یعنی
اعمال انکے مانند ریت کے ہین کہ جنگل مین سپید سپید چمکتا ہی جانتا ہی پیاسا اسکو پانی حاصل کلام
یہ ہی کہ نظام عالم کا تمام نہین ہوتا ہی مگر وعدہ ثواب ہمیشہ کا اور عذاب ہمیشہ کا پایا جاوے اور وعدہ
ایسا ہی کہ پورا کرنا اسکا لازم ہی اور ہرگز خلاف اسکا ممکن نہین اگر احتمال خلاف کا ہو تو کوئی ثواب کی
باتون کو اختیار نکرے اور نہ عذاب کی باتون سے ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجاہد کی تفسیر
مین منقول ہی کہ فرمایا ہی کہ مراد کلمہ طیبہ ہی یعنی اگر اس کلمہ کو نے شرک اور نے کفر کے کہا ہی اور جان
دل سے قبول کیا ہی پس اگر امیدوار انقطاع عذاب کے ہو تم تو درست اور بجا ہی اسواسطے کہ جو
کوئی یہ کلمہ بغیر کفر اور شرک کے اعتقاد سے کہے وہ شخص عذاب دائمی سے خلاص ہوتا ہی موافق حکم
اور عہد خدا تعالی کے اور اگر بغیر کلمہ کے یہ سمجھتے ہو کہ خدا تعالی ہمکو عذاب سے نجات دیگا
پس خدا کے اوپر جھوٹ باندھنا ہی جاننا چاہیے کہ منشا غلطی اور تحریف فرقہ بنی اسرائیل کا اس
اعتقاد فاسد مین یہ تھا کہ ہر شریعت مین گناہون کے دو مرتبہ رکھے ہین ایک مرتبہ یہ ہی کہ اعتقاد
مین موافق ملت حقہ کے ہو اور عمل مین مخالفت کرے مثلاً یقیناً جانتا ہی کہ شراب پینی اور زنا کرنا
اور چوری کرنی اور لوطت اور غصب مال غیر کا حرام ہی اور ان کامون کے کرنے سے اسکے دل مین
خوف عذاب الہی کا ہی اور باوجود اسکے اس سے یہ چیزین سرزد ہوتی ہین یعنی بباعث حجاب طبعی یا رسمی

تفسیر علمی
سلطنت کیون ہو مگر آخرت کے مقابل مین تھوڑا ہی ہے انکو حاصل کر رہے ہین ایسے لوگ سراسر ٹوٹے مین ہین دنیا دارون کے نزدیک دنیا کا بڑا نفع یہ ہے کہ انکو عزت حاصل ہو ایسے لوگ بدگمان نہون لوگ انسے خوش ہین مگر یہ اتنی حماقت ہی نفع کا کام خدا کی تابعداری ہے

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ

اور اس مرتبہ کا فسق اور فجور اور عصیان نام رکھا ہی اور اُسکے واسطے آخرت مین عذاب منقطع کا
وعدہ کیا ہی یعنی ایسے فعلون پر عذاب ہمیشہ نہین رہنے کا اسواسطے کہ اعتقاد درست اُسکا رایگان
نجاویگا اور عذاب دائمی سے نجات پاویگا دوسرا مرتبہ یہ ہی کہ اعتقاد مین بھی مخالفت ہو اور جو چیز کہ
نفس الامر مین ثابت ہی خواہ الٰہیات سے ہو اور خواہ معاد سے اور خواہ شعائر اللہ سے جیسے کہ
کتابین الٰہی اور رسول اُسکے اور خواہ حکمون متواتر و مشہور اُس دین کے سے ہو اُنکا انکار
کرے اور اس مرتبہ کو کفر اور زندقہ اور الحاد کہتے ہین اور اُسکے اوپر وعدہ عذاب ہمیشگی کا آخرت
مین فرمایا اور ان دونون مسئلون کو مسلمانون کی اصطلاح مین ساتھ اس عبارت کے تعبیر
کرتے ہین کہ الفاسق لا یخلد فی النار والکافر مخلد فی النار یعنی فاسق ہمیشہ نہین رہنے کا
آگ مین اور کافر ہمیشہ رہیگا آگ مین اور ہر زمانہ مین جو شریعت ہوتی تھی جو اُسکے موافق ہوتا تھا
اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص مومن ہی اور عذاب دائمی سے اُسکو نجات رہیگی اور جو اُسکے مخالف
ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص ہمیشہ دوزخ مین رہیگا پس بنی اسرائیل کے زمانہ مین کہ ملت حقہ
ملت یہود یہ تھی اور اس ملت کے اوپر بنی اسرائیل قائم تھے اسواسطے یہ عبارت کی گئی ہی کہ بنی اسرائیل کو
عذاب دائمی نہوگا اور جو لوگ سوا انکے ہین اُنکو عذاب دائمی ہوگا اور اس گروہ نے بسبب
بلادت اور کم فہمی کے عنوان اور معنون مین فرق نکیا اور یہ سمجھا کہ یہ حکم ہمارے ہی واسطے
خاص ہی اور ایسا کہنے لگے کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ حق تعالیٰ نے جواب مین
اس شبہ کے اول طریق منع کا جاری کیا اور طلب دلیل کی کی کہ اتخذتم عند اللہ عہدا اسواسطے
کہ اصل کلام مین تخصیص بنی اسرائیل کی اور نام یہود کا نہ تھا بلکہ نصوص الٰہیہ مین مطلق ذکر
اہل حق کا اور اسوقت کے دین کی پیروی کرنیوالون کا تھا اور جب اسوقت مین سوا بنی اسرائیل اور
یہود کے یہ صفت اورون مین نتھی انھون نے اُن نصوصون سے اپنے ہی فرقہ کی تخصیص سمجھی پس
نص صریح غیر ماول کہ عہد عبارت اُس سے ہی اس بات مین پائی نہین گئی اور نص ماول موافق
فہم اپنے کے قابل اس بات کے نہین کہ اعتقادون اور اصول دین اور بحث معاد مین تمسک
اُسکے ساتھ جائز ہو اور اسی واسطے فرمایا کہ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون اور ثانیاً امر تحقیقی
بیان کرکے رفع شبہ کا کیا اور فرمایا کہ احاطہ کرنا خطاؤن کا نفس کو کہ عبارت فاسد

ہونے علم اور عمل سے ہے اور خراب ہو جانا عقیدہ او فعلون کا اس حد تک کہ برابر ایک ذرہ کے بھی ایمان نرہے موجب ہمیشگی عذاب کا ہی جس فرقہ مین کہ یہ بات پائی جاوے کچھ تخصیص کسی کی نہین گو کہ زبان سے کلمہ بھی کہتا ہے اور دعویٰ دین داری کا بھی کرے جاننا چاہیے کہ مباح جاننا گناہ کا کفر ہے او معنی استباحت کے یہ ہین کہ دل مین خوف اور ڈر عذاب اُس گناہ کا نرہے اور برائی اُسکی اعتقاد اُسکے مین دور ہو گو جانے کہ اس گناہ کو شرع مین حرام کیا ہی اور اُسکے کرنے سے سخت منع فرمایا ہی اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ گناہ گناہ ہی اسواسطے کہ معنی استباحت کے مباح جاننے کے ہین مباح کہنے کے نہین اور جب خوف عذاب اُس گناہ کا دل سے جاتا رہا اعتقاد مین وہ گناہ مباح ہوا اور معاملہ مباحون کا سا ساتھ اُس گناہ کے وقوع مین آیا اور بعضے فقہا ظاہر مین سمجھتے ہین کہ استباحت اسے کہتے ہین کہ انکار اُسکی حرمت کا کرے یعنی اس طرح کہے کہ حرمت اسکی شرع مین وارد نہین ہوئی ہی اور یہ بات نادر الوقوع ہی از روے حدیثون اور آیتون کے استباحت کی تحقیق مین اسیقدر کافی ہی اور انکار ورود حرمت اُسکی کا شرع مین دل یا زبان سے ضرور نہین بہت وقت آدمی ایسا اعتقاد کرتا ہی کہ شرع مین حرمت اس فعل کی محض واسطے مصلحت عام کے ہوگئی ہی تاکہ رسم فاسد پھیل نہ جاوے اور رفتہ رفتہ اور قباحت کی طرف نہ پہنچ جاوے اور واسطے ڈرانے اور خوف دلانے کے وعدہ عذاب کا کیا ہی والّا فی نفسہ یہ فعل کسی وجہ سے قباحت نہین رکھتا ہی اور عذاب اُسکے اوپر مترتب نہین ہوتا ہی اس فرق کو خاطر مین نگاہ رکھنا چاہیے کہ کثر حدیثون اور آیتون کے سمجھنے مین کام آویگا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کو اس مسئلہ مین اختلاف ہے بعضے اُنمین سے گناہ کبیرہ کرنے والے کے لیے وعید قطعی دائمی ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر صاحب کبیرہ نے توبہ مرے حکم اُسکا حکم کافرون کا ہی اور یہی ہے مذہب معتزلیون اور خارجیون کا ہرچند کہ معتزلہ کہتے ہین کہ یہ شخص دو مرتبون کے درمیان مین ہے اور خارجی کہتے ہین کہ وہ کافر ہی لیکن جب ایمان سے نکلا معتزلیون کے نزدیک بھی کافرون کے حکم مین داخل ہوا پس اُسکو اُنکے نزدیک مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہ کیا چاہیے اور اُسپر جنازہ کی نماز بھی پڑھنی نچاہیے اور اُسکے واسطے صدقہ اور فاتحہ اور درود اور تلاوت قرآن اور استغفار بھی نکرنی چاہیئے اسواسطے کہ یہ سب باتین ایمان والون کے واسطے ہین اور ان چیزون کے واسطے ایمان شرط ہے وَاِذْ

تفسیر خلیلی

بلکہ تم خدا پر ایسی بات باندھتے ہو جو تم آپ نہین جانتے ف ہم نے کہتے تھے ہم لوگون کو چالیس دن پھر ہو جاویگی بس اتنے ہی دن دوزخ مین جلائے جاوینگے پھر نجات ہو جاویگی اللہ تعالیٰ نے اُسکے رد کرنے کو فرمایا بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓــٴَـتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ف بات یون ہے کہ جو گناہ کرتا رہا

گناہ کا مباح جاننا کفر ہے

مسئلہ [illegible]

فات الشرط فات المشروط یعنی جسوقت فوت ہوئی شرط فوت ہوا مشروط اور بعضے انمین سے
ایسے ہین کہ اُسکے واسطے وعید قطعی منقطع ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ معاف نہین ہوگا اور اُسکے
کرنے والے کو ضرور عذاب ہوگا لیکن عذاب اُسکا اخیر کو منقطع ہوجاویگا اور بہشت مین داخل ہوگا
اور یہی ہے مذہب بشر مریسی اور خالدی اور دوسرے جاہلون نے وقوف کا اور بعضے کہتے ہین کہ
فاسقون کے حق مین کچھ ئی وعید نہین جتنے وعید قرآن اور حدیثون مین آئے ہین کفارون کے
حق مین ہین کہ فسق کے ساتھ اُنمین کفر بھی موجود ہے اور جو شخص ایمان سے مرگیا اُسکو گناہ
سے کچھ ضرر نہوگا اور قول اُنکا یہ ہے کہ لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة
یعنی نہین ضرر کرتا ہی ساتھ ایمان کے کوئی گناہ جیسا کہ نہین نفع کرتی ہی کفر کے ساتھ بندگی
اور یہی ہے قول مرجیہ کا رُسوا کرے اُنکو اللہ تعالی اور اُنکے حق مین صحیح حدیث مین آیا ہی کہ
صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیة والقدریة یعنی دو فرقے
میری اُمت مین ایسے ہین کہ نہین واسطے اُنکے حصہ اسلام مین ایک مرجیہ دوسرا قدریہ
اور مذہب صحیح کہ صحابہ اور تابعین نے اُسکو مشروحاً بیان کیا ہے اور اہل سنت و جماعت نے
اسی کو اختیار کیا ہے یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا قابل عفو کا ہے اگرچہ بلے توبہ مرے اور مانند
اور مسلمانون کے اُسکو بھی مسلمانون کے قبرستان مین دفن کیا جاوے اور اُسکے حق مین
نماز جنازہ اور استغفار اور اعانت ساتھ صدقہ وغیرہ کے کی جاوے اور شفاعت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رحمت الٰہی کو اُسکے واسطے امید رکھنی چاہیے بلکہ یقین رکھنا چاہیے
کہ حق تعالی ساتھ رحمت بے غایت اپنی کے یا بسبب شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے کبیرہ
والون کو بخشدیگا گو بعضون کو عذاب بھی کرے اور یقین اس بات کا کرنا چاہیے کہ جس کسیکو نہین ہے
عذاب کریگا عذاب اُسکا ہمیشہ نہ رہیگا اور اخیر کو منقطع ہوجاویگا مستحق عذاب ہمیشگی کا کوئی گناہ سوائے
کفر کے نہین لیکن یہ معلوم نہین کہ کبیرون کے اوپر کس قدر عذاب ہوگا اور یہ بھی معلوم نہین کہ
کونسے گناہ کبیرہ کرنے والے کو عذاب ہوگا اور کونسے کو بالکل معاف ہوجاویگا اس سبب سے
ہم امید اور خوف مین رہیں اور مایوسی اور بے خوف ہوجانا نکرین اور قرآن کی آیتین مانند
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء کے اور سوا اسکے نص صریح

ہین اسی مذہب کے واسطے اور کلام اللہ جا بجا بھرا ہوا ہے ان مضمونون سے کہ کان اللہ عفوا غفورا
ودجیما وکو بیما اور اگر حدیثون کو دیکھین تو یہ مضمون حد تواتر کو پہنچ جاویگا اور اسی واسطے یحیی
ابن معاذ رازی نے اپنی مناجات مین فرمایا ہے کہ الہی جب ایمان ایک ساعت کا ستر برس
کے کفر کو نیست و نابود کرے پس ایمان ستر برس کا کس طرح گناہ ایک ساعت کے کو نیست
و نابود نکریگا اور بھی جبکہ آیتین اور حدیثین اوپر وعدا ور وعید کے صراحۃً دونون پر دلالت کرتی
ہین اور جمع کرنا متنافیین کا محال ہے ضرور تطبیق دینی چاہیے اور تطبیق دینے مین دو احتمال
ہین ایک یہ کہ پہلے بندہ کو ثواب عنایت کرین اور نعمتین دیوین بعد اسکے عذاب مین گرفتار
کرین اور یہ بات خلاف اجماع کے ہے اور خلاف حکمت کے بھی ہے اور خلاف کرم کے بھی ہے
کہ نوازے ہوے کو گرانا نچاہیے دوسرے یہ کہ اول اُنکو عذاب مین گرفتار کرین جبکہ سزاے
عمل بد اپنے کی چکھ کر عبرت پکڑے بعد اُسکے ساتھ بخشش اور کرم کے بخشدین اور ثواب عنایت
کرین اور یہی بات موافق حکمت کے ہے اور موافق قاعدہ کرم کے پس یہی متعین ہوئی اور مذہب
بھی یہی ہے بعضے طرفدار معتزلون کے اس مقام مین کہتے ہین کہ ہرچند مذہب اہل سنت کا قریب
باد ب ہے اسواسطے کہ یہ لوگ حق تعالی کی دونون صفتین جمال بھی اور جلال بھی عفو بھی اور
انتقام بھی لطف بھی اور قہر بھی ثابت کرتے ہین اور کسی صفت کو ان دونون صفتون مین سے
بندون کے حق مین واجب نہین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ خداوند ہے یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید
اور تعیین نہین کرتے ہین کہ فلانا واجب العفو ہے اور فلانا واجب العقاب اسواسطے کہ اللہ تعالی کے
فعلون کو غرضون اور باعثون سے مبرا جانتے ہین لیکن مذہب معتزلہ کا قریب باحتیاط ہے اسواسطے
کہ باوجود امن واقعی کے ڈرانا اور اندیشہ ناک رکھنا بہتر ہے اس سے کہ باوجود خوف واقعی کے
نڈر اور مطمئن کر دینا لیکن اس کلام مین خدشہ ہے اسواسطے کہ احتیاط اچھی اہل سنت ہی کے
مذہب مین ہے اسواسطے کہ یہ لوگ تعیین نہین کرتے ہین کہ قابل عفو کا کون ہے اور انتقام کے
لائق کونسا ہے دونون صفتون کو بغیر تخصیص کے ثابت کرتے ہین پس ہر ایک شخص کے دل مین
خوف باقی ہے بخلاف مذہب معتزلون کے کہ صغیرہ والے کے حق مین اُنکے نزدیک کچھ خوف
نہین اور کبیرہ والے کے حق مین بالکل یاس ہے اور ایسی احتیاط [illegible] بلکہ علاج سے ناامید

تفسیر خلیلی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے پس جنتی وہی لوگ ہین وہ لوگ اُسمین ہمیشہ رہینگے

ف نجات کے لئے فقط تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کافی نہین اچھے اچھے کام کرنا بھی نجات کی شرط ہین اصل یہ ہے کہ لوگ جو مسلمانی کا دم بھرتے ہین اور اسکے احکام

کرنا ہی اور اسی جہت سے مُردے اُنکے استغفار اور صدقات اور نیکون کی شفاعت سے کہ وسیلہ قوی نجات کا ہی محروم رہتے ہین ایسی احتیاط کہ باعث محروم کرنے کی بڑے بڑے نفعون سے ہو اور وہ نفعے بھی اُس شی کے اندر ہون جس مین کہ احتیاط منظور ہی نہایت مذموم اور قبیح ہے سب عقلمندون کے نزدیک واللہ الھادی علیہ توکلی واعتمادی یعنی اللہ ہدایت کرنیوالا ہی کے اوپر ہی بھروسا میرا اور اعتماد میرا اور اگر بنی اسرائیل باوجود عاجز ہونے لانے دلیل سمعی کے سے اوپر دعوے اپنے کے اور باوجود سننے قاعدہ کلیہ کے کہ متفق علیہ تمام شریعتون اور دینون کا ہی اور اس سے ہمیشگی عذاب کی اُنکے واسطے ثابت ہوتی ہی اپنے دعوے سے دست بردار نہون پس اُنکو از روے کتاب اُنکی کے ملزم کر اس واسطے کہ انھون نے واسطے قبول کرنے بعضے حکمون کے اُس کتاب مین عہد اور پیمان محکم کر لیے تھے اور اُن سب عہدون کو اُنھون نے توڑ ڈالا اور عادت الٰہی مین یہ بات محال ہی کہ ایسے محکم عہدون اور پیمانون کے توڑنے پر چندروز عذاب کر کے چھوڑ دے علی الخصوص جب کہ اُنھون نے عہد شکنی کی عادت پکڑی ہو اور اُنکی طبیعتون مین یہ بات بیٹھ گئی ہو اس واسطے کہ موافق اس قاعدہ کے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ اگر اُن کی عمر ابدی بھی ہو جاوے تو ہرگز اس سے باز نہ آوین پس اُنکی نیت مین یہ بات پڑی ہوئی ہی کہ ان سخت گناہون پر ہمیشہ ہم قائم رہین اور گناہ دائمی پر موافق فہم اُنکے کے بھی عذاب دائمی واجب ہی اور واسطے الزام اُنکے کے کہہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ یعنی اور یاد کرو تم اُس وقت کو کہ لیا ہمنے عہد محکم بنی اسرائیل سے اوپر نہ شرک کرنے کے عبادت کے اندر اور واسطے زیادتی تاکید اور مضبوطی اُس عہد کے بطور امر کرنے کے اُسکی ہمنے طلب نہین کی بلکہ بطریق خبر کے کہ مرد مسلمان ہیچ خلاف کرنے اُسکے کے تکذیب[۱] خبر خدا تعالیٰ کی سے ڈرتا ہی کہا ہمنے کہ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ یعنی عبادت نکروگے مگر خدا کی خالص پس یہ عہد دو تکلیفون کو متضمن ہوا ایک یہ کہ خدا کی عبادت کرو دوسری یہ کہ غیر کی عبادت نہ کرو اور پہلی تکلیف موقوف اس بات پر ہی کہ خدا کو جانو تم اور جب کہ جاننا اُس کی ذات کا محال ہی پس جاننا اُس کا اس طرح ہی کہ اُسکو صفتون کمال کے ساتھ پہچانو اور جو بات کہ اُسکے حق مین ضرور ہی اُس کا اعتقاد کرو جیسے کہ

---

[۱] یعنی جب اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی اس بات کی کہ تم اس کام کو نہین کروگے پس اگر وہ اس کام کو کر لین لازم آوے کہ اللہ کی خبر کاذب ہو جاوے نعوذ باللہ ۱۲ منہ

عموم علم اور عموم قدرت کا یعنی ہر شی کا اُسکو علم ہی ہر وجہ سے اور ہر وقت اور قدرت اُسکی ہر شی پر کہ ممکن ہی ثابت ہی اور نافذ ہونا ارادہ اُسکے کا یعنی جس شی کا ارادہ کرے وہ ہوجاوے اور اپنا ا... یجھنا تو ہونی فعلون بندون کا اور امر اور نہی اور جو چیز کہ اُسکے حق مین محال ہی اُس کا بھی اعتقاد کرو اس طرح سے کہ اُسکی ذات اس سے مبترا ہی جیسے کہ عجز اور جہل اور بدا اور ندامت بدا سے مراد یہ ہی کہ ایک شی کو مثلاً جانے کہ اچھی ہی اور خبر اُسکے بہتر ہونے کی دیوے بعد چندروز کے یہ سوجھ جاوے کہ وہ شی بُری ہی اللہ تعالیٰ کی شان سے ایسا امر محال ہی اس واسطے کہ اس مین جہل اسکا ثابت ہوتا ہی اور نسخ کو اُسکے اوپر قیاس کرنا نچاہیے ہی واسطے کہ نسخ کی صورت مین حقیقت مین اللہ کے نزدیک ایک چیز کا حکم ایک مدت معین تک ہوتا ہی جب اُسکی مدت ہوچکی اُس حکم کو بدل ڈالا اور منسوخ کیا اور بھی تکلیف پہلی موقوف ہی اوپر جاننے کیفیت عبادت کے اور قانون اُسکے کے اور یہ جاننا بغیر وحی اور رسالت کے نہین ہوسکتا ہی پس اعتقاد کرنا ساتھ نبیون اور کتابون الٰہی اور فرشتون کے بھی کہ اُنکی وساطت سے وحی آتی ہی موافق نفس الامر کے اُسکو ضرور ہوا اور تکلیف دوسری موقوف ہی اوپر بچنے کے ریا اور شرک سے اور غالب رکھنے محبت ماسوی اللہ کے سے دل مین پس احتراز ان چیزون سے بھی لازم ہوا اور بھی کہا ہمنے کہ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرو تم بڑا احسان کرنا کہ سب قسمون احسان کی کو شامل ہوا اور وہ تین قسم ہی اول ترک کرنا ایذا رسانی اُنکی کا خواہ قولی ہو خواہ فعلی دوسرے خدمت اُنکی کرنی بدن سے اور مال سے تیسرے حاضر ہونا اُنکی خدمت مین جس وقت کہ بلاوین پہلی قسم واجب مطلق ہی اور اسی واسطے اُسکے ترک کرنے مین عقوق اور نافرمانی سخت لازم آتی ہی اور قسم دوسری مشروط ہی ساتھ اس شرط کے کہ ماں باپ محتاج ہون اور اسکو قدرت ہو پس اگر وہ محتاج نہین یا اسکو طاقت نہین تو اس صورت مین واجب نہین اور قسم تیسری بھی مشروط ہی ساتھ اس شرط کے کہ اُنکی خدمت کے حاضر ہونے مین کوئی فساد شرعی پایا نجاوے والا حاضر ہونا واجب نہین اور اگر ماں باپ یا ایک ان مین سے فرماوین کہ نفل بندگی کو چھوڑ دے اور ہمارے پاس حاضر رہ تو ماں باپ کی فرمانبرداری کرنی اس وقت مقدم ہی اور اگر فرماوین کہ واجبات کو چھوڑ دے یا واسطے حج فرض کے مت جا تو اس بات مین اُنکا کہنا نہ مانے اور اگر سُنن مؤکدہ کو مثل جماعت اور روزۂ عرفہ کو ترک کرادین تو صحیح یہ ہی کہ اگر ایک دو بار ترک کرادین تو اطاعت اُنکی کرے

اور اگر عادت اُسی کی کر لین تب اُنکے حکم کو قبول نہ کرے حاصل یہ ہی کہ ہمنے پیچھے عبادت الہی کے
ما باپ کا حق ساتھ بیان کیا کئی وجہ سے اوّل یہ کہ والدین جیسے کہ سبب پرورش اور تربیت اولاد اپنی
کے ہین ایسے ہی سبب پیدائش اولاد کے اور واسطے فیض ایجاد الہی کے ہین اور سوائے والدین کے
کوئی شخص یہ رتبہ نہین رکھتا ہی اگرچہ دوسرا شخص سبب تربیت اور پرورش کا ہوجاوے مگر سبب
وجود کا ہرگز نہین ہوسکتا ہی پس انعام کسی کا بعد انعام خدا کے ماباپ کے انعام سے بڑھکر نہین
دوسرے یہ کہ انعام والدین کا زیادہ تر مشابہت اللہ کے انعام کے ساتھ رکھتا ہی اس واسطے کہ جیسا
کہ انعام الہی اس جہت سے نہین کہ مجھکو عوض اسکا ملے ایسے ہی ماباپ بھی اولاد کی پرورش کرنے مین
تعریف یا شکریہ یا ثواب یا جزا نہین چاہتے ہین بخلاف انعام دوسرے آدمیون کے کہ البتہ کوئی غرض
اُنمین ہوتی ہی تیسرے یہ کہ جیسے حق تعالیٰ انعام کرنے سے اوپر بندہ اپنے کے ملول نہین ہوتا ہی اگرچہ
بندہ عاصی اور نافرمانبردار ہو ایسے ہی ماباپ بھی شفقت اور خیرخواہی اولاد کی سے ملول نہین ہوتے ہین اگرچہ
اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ والدین کو بکمال مناسبت ساتھ ذات واحد حقیقی کے ہی جیسے کہ
خدائی کا رتبہ سوائے ایک ذات مقدس کے نہین ممکن ہی ایسے ہی رتبہ پدری اور مادری کا بھی سوائے ایک آدمی کے
نہین ہوسکتا ہی پانچوین یہ کہ اولاد کے حق مین جو کمال کہ ممکن ہو اولاد کے واسطے ماباپ آرزو کرتے ہین
بلکہ اولاد کی ترقی اپنے اوپر بھی ہر کمال مین چاہتے ہین اور کسی نیک چیز مین اوپر اُسکے حسد نہین لیجاتے
ہین اور یہ خاصیت سوائے والدین کے کسی مین نہین اور اسی واسطے ہی کہ تعظیم والدین کی تمام شریعتون
اور دینون مین واجب ہی بلکہ مناسبت اور محبت اور میل والدین کا طرف اولاد کے ذاتی ہے
حیوانون مین بھی کہ بے شعور ہین پایا جاتا ہی جیسے کہ محبت حق تعالیٰ کی بھی ساتھ بندہ کے
ذاتی ہی اور اسی واسطے کافرون کے حق مین بھی بسبب بھیجنے رسولون اور نازل کرنے کتابون کے
اور قائم کرنے دلیلون اور دور کرنے عذرون کے مصروف ہی اور اس آیت مین کہ والدین کو
مطلق نے قید ایمان کے ذکر کیا ہی اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ ماباپ ہرچند کافر اور
منافق یا فاسق اور فاجر ہون اولاد کو چاہیے کہ اُن کے ساتھ بھی راستہ لطف اور احسان کا
چلے اور اسی سبب سے ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیچ تلقین
باپ اپنے کے راستہ نرمی کا اختیار کیا چنانچہ سورۂ مریم مین بیان اسکا ہی اور جب

حنظلہ رضی اللہ عنہ کہ صحابی جلیل القدر ہین اور اُنکا باپ ابو عامر راہب تھا اور بڑا کافر شدید العناد تھا اُس کے قتل
کرنے مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھون نے رخصت چاہی آن حضرت نے رخصت
باپ کے قتل کرنے کی نہ دی باوجودیکہ وہ کافر واجب القتل تھا اور طریق احسان کرنے کا ساتھ
ماباپ کے موافق اُسکے کہ صحیح حدیثون مین مروی ہی یہ ہی کہ دل سے اُنکی دوستی رکھے اور کلام اور رفتار
اور نشست اور برخاست مین ادب کے طریقے رعایت کرے مثلاً چلنے مین آگے نہ چلے اور کلام مین
نام لیکر نہ بلاوے بلکہ تعظیم کے لفظون سے جیسے کہ یا سیدی باپ کے واسطے اور یا سیدتی ماکے
واسطے اور یا ابی اور یا امی اُنکو پکارے اور ایسے ہی اپنے تئین حق المقدور اُنکی خدمت مین
خرچ کرے اور ہر کام اور بات مین اُنکی رضامندی کا ارادہ کرے اور اوقات عزیز اور مال نفیس اپنا
اُنسے دریغ نہ رکھے اور بعد مرنے کے بیچ جاری کرنے وصیت اُنکی کے مصروف ہو اور بیچ دعا و نیک اور
استغفار کے اُنکو یاد رکھے اور واسطے اُنکے خیرات و صدقات بھیجے اور ہر ایک جمعہ کے اندر
قبر اُنکی کی زیارت کرے اور سورۂ یٰس پڑھ کر ثواب اُسکا اُنکی روح کو بخشے اور جو آدمی کہ
اُنکے ساتھ دوستی یا قرابت رکھتے ہون اُنکے ساتھ مہربانی اور سلوک کرے اور جو کہ ماباپ
کسی شخص کے ساتھ دینے لینے مین کام آتے تھے یہ بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی کرے کہ احسان
والدین کا انھین کامون کے ساتھ تمام ہوتا ہی اور تمام ان مرتبون کو حق تعالیٰ نے بیچ سورۂ
اسرا کے درمیان کئی کلمون کے ارشاد فرمایا ہی کہ فلا تقل لھما اف و لا تنھرھما و
قل لھما قولا کریما ہ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا
یعنی اور بھی کہا ہمنے کہ احسان کرو تم طرف ذی القربیٰ کے یعنی صاحب قرابت کے اور
ہمنے اس احسان کو تابع احسان والدین کے کیا اس واسطے کہ جو قرابت جہان مین ہی
یا بواسطہ ما اور باپ دونو کے ہی جیسے بھائی حقیقی اور بہنین حقیقی یا ایک کے واسطے سے
یعنی فقط ماکی جہت سے یا باپ کی جہت سے جیسے کہ جد پدری یا بھائی علاتی یا چچا یا پھوپی کہ
باپ کی طرف سے قرابت اُنکی ہی یا جیسے بھائی اور بہنین اخیافی اور جد مادری اور ایسے
ہی ماموں اور خالہ کہ والدہ کی طرف سے قرابت رکھتے ہین پس تمام ذوی القربیٰ
والدین کے ساتھ قرابت مین شریک ہوے اور فرق یہی ہی کہ والدین بالاصالۃ سلسلہ

تفسیر خلیلی
ساتھ سلوک کرنا
پوچھا پھر کون
فرمایا "خدا کی راہ
مین جہاد کرنا"
(ف) جہاد کو بیچ اسکا
درجہ مین فرمایا پھر
حقوق العباد مین
برادر و ذی اور یتیم و
مسکین کی خبرگیری
کو فرمایا اور اچھی بات
بولنے کی تاکید کی
اچھی بات سے کلمۂ
توحید امر بالمعروف
و نہی عن المنکر و نرم
بات کرنا سلام کیا کرنا
پیچ بولنا و علم مراد ہی
پھر بدنی عبادت مین
نماز اور زکوٰۃ کو خاص
کرکے بیان فرمادیا

بیان حقوق ذوی القربیٰ کا

وجود مین قریب ہین اور اور لوگ بالطبع اور اسی واسطے اصل احسان مین شریک ہین اور
احسان کو شریعت مین ساتھ صلۂ رحم کے تعبیر کیا جاتا ہی آور حدیث شریف مین آیا ہی کہ
الرحم شجنة من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہی شاخون ظہور اسم رحمن کے سے گویا رحمت
الٰہی بیچ اس پردہ کے ظہور کرتی ہی اور اسی واسطے حق تعالےٰ نے قرابت کو فرمایا ہی من وصلك وصلته
ومن قطعك قطعته　　یعنی جو کوئی ساتھ تیرے سلوک نیک کرے مین بھی اُسکے ساتھ سلوک
نیک کرون اور جو کوئی تیرے ساتھ سلوک بد کرے مین اسکے ساتھ سلوک بد کرون آور مصلحت
عقلی بھی تقاضا کرتی ہی کہ آدمی اپنے اقارب کے ساتھ احسان کی راہ جاری رکھے اس واسطے کہ
آدمی کو شادی اور غمی مین اور کار و بار دنیاوی مین بغیر شریک اور ہمراہ ہونے دوسرون کے
اور سوا اعانت مالی اور خدمت بدنی کے درستی کام کی نہین ہوتی ہی اور ہر کسی کو ساتھ
ہر کسی کے اس قسم کی مدد کرنی ممکن نہین پس ضرور ہوا کہ جن شخصون کے اندر میل جبلی اور الفت طبعی
اُنمین ہی یہ سلوک لازم کیا ہوا طریقہ احسان کا سمجھتے تاکہ انتظام اُن چیزون کا کہ جنمین حاجت
اجتماع اور مدد اور معاونت کی پڑتی ہی برہم نہو جاوے اُس جگہ چاہیے جاننا کہ قرابت والے دو قسم کے
ہین ایک قسم کی قرابت والے ایسے ہین کہ قرابت محرمیت کی رکھتے ہین یعنی نکاح اُنسے حرام ہی جیسے کہ چچا
اور ماموں اور خالہ اور بھائی اور بہن اور اولاد بھائیون کی اور بہنون کی اور احسان کرنا ساتھ
اُس قسم کے فرض ہی تارک اُسکا گنہگار ہی آور دوسری قسم ایسی قرابت والے ہین کہ محرمیت
نہین رکھتے ہین جیسے کہ اولاد چچاؤن کی اور اولاد ماموون کی اور اولاد پھوپھیون کی اور اولاد خالاؤن
کی اور احسان اُن کے ساتھ کرنا سنتِ مؤکدہ ہی لیکن سُنت یہ احسان ہی کہ امداد اور اعانت
اور خبرگیری اُنکی کی جاوے اور جو احسان کہ بمعنی ترک ایذا کے ہی پس بہ نسبت اُنکے
فرض ہی بلکہ بہ نسبت تمام مسلمانون کے یعنی ہر کسی مسلمانون کو ایذا پہنچانی حرام ہی اور بھی
چاہیے جاننا کہ اس جگہ ایک سوال مشہور ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ اس آیت مین یتامیٰ اور مساکین
کو ساتھ صیغہ جمع کے لائے ہین اور اہلِ قرابت کو کہ وہ بھی بہت ہین ساتھ صیغہ مفرد کے اُنکو ذکر کیا
اور اس طرح نہ کہا ذوی القربیٰ اس مین کیا نکتہ ہی جواب اس کا یہ ہی کہ تمام اہل قرابت کو
بمنزلہ ایک شخص کے مقرر کرکے صیغہ مفرد کا لایے تاکہ اشارہ اس بات کی طرف ہو جاوے

کہ تمام اہل قرابت کو برابر سمجھے اور کمی بیشی سلوک کرنے مین نکرے تاکہ کسیکو دوسرے کا حال دیکھکر وحشت نہو بخلاف یتیمون اور مسکینون کے کہ اُس جگہ ضرور نہین کہ سب کو برابر سمجھے اگر کسی مصلحت کے واسطے کمی و بیشی بھی کی جاوے تو حرام نہین اور سوال دوسرا بھی ہی حاصل اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین وذی القربی بغیر اعادہ جار کے کہ حرف با کا ہی ارشاد ہوا اور سورۂ نسا مین و بذی القربی ساتھ اعادہ جر کے اس فرق مین کیا نکتہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ذکر اُس عہد کا ہی کہ بنی اسرائیل سے لیا تھا او بنی اسرائیل بسبب کم استعدادی اپنی کے بجز والدین کے کسی کا حق نہین سمجھتے تھے پس واسطے سمجھانے اُنکے کے ذی القربی کو والدین کے حکم مین داخل کر دیا اس واسطے کہ تمام ذوالقربی ساتھ ماں باپ کے اتصال رکھتے ہین خواہ دونو کے ساتھ خواہ ایک کے ساتھ والمتصل بالمتصل متصل پس ساقط کرنا حرف با کا کہ دلالت اوپر استقلال اور علٰحدگی کے کرتا ہی اور یہ منافی اتصال کے ہی ضرور ہوا اور سورۂ نسا مین خطاب طرف اُمت مصطفویہ کے ہی علی صاحبہا السلام والتحیۃ اور وہ بسبب کمال معرفت اور فراخی استعداد کے حق ہر ذی حق کا بالاستقلال سمجھتے تھے پس لانا حرف با کا کہ دلالت اوپر استقلال کے کرتا ہی مناسب ہوا اور بھی بنا کلام کی اس سورۃ مین اوپر اختصار کے ہی اس واسطے کہ مقصود اصلی یاد دلانا عہد کا ہی نہ تکلیف بالفعل کی اور اسی واسطے توحید کے مقام مین بھی اوپر صیغہ نفی اور اثبات کے کفایت فرمائی کہ اس طرح ارشاد کیا ہی لا تعبدون الا اللہ ط پس حذف با کا کہ یہ بھی موجب اختصار کا ہی رعایت کیا گیا تاکہ نسق اور طرز کلام کے مناسب ہے اور سورۂ نسا مین تفصیل تکلیفات کی ہی اور اسی واسطے اُس جگہ توحید کو ساتھ دو عبارتون مستقلہ کے ادا فرمایا ہی کہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ط اور بیچ بیان حق دارون کے بھی تطویل منظور رکھی کہ والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ط یعنی احسان کرو ساتھ ہمسایہ کے کہ قریب رہتا ہی یعنی دروازہ اُسکا ملتا ہے دروازے کے ساتھ ملا ہوا ہو اور احسان کرو تم ساتھ ہمسایہ دور کے کہ دروازے دونو کے ملے ہوے نہون اور بعضون نے جار ذی القربی سے مراد ہمسایہ قرابت والا اور جار جنب سے مراد ہمسایہ اجنبی لیا ہی اور احسان کرو تم ساتھ رفیق برابر کے کہ نماز کے وقت کسی مسجد مین دونو ایک جگہ ہو جاوین یا بازار دونو کی خرید و فروخت کا ایک ہو یا وعظ کی محفل مین ایک جگہ اتفاق اجتماع کا ہو جاوے اور احسان کرو تم ساتھ مسافر کے اور احسان

تفہیم عملی

لونڈی و غلام کے ساتھ (بھی سلوک کرو) (پ ۵۔ س نسا۔ ر ۲)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝

اور (یاد کرو) جب کہ ہمنے تم سے اس بات کا اقرار لیا کہ (آپس مین) خونریزی نکرنا اور ایک دوسرے کو جلاوطن نکرنا پھر تمنے قبول کیا اور تم خود اسکے گواہ ہو

کرو تم ساتھ اُن شخصون کے کہ ملک تمھاری مین ہین تب لانا حرف با کا اُس جگہ ضرور ہوا تا کہ خلاف نسق کا نہو جاوے بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ سورۂ نسا مین ذی القربیٰ کو بالاصالتہ ذی حق کیا ہی اور جار ذی القربیٰ اور جار جنب اور صاحب بالجنب کو تابع اور اقارب حکمی کیا ہی اور اس سورۃ مین والدین کو اصالتہ ذی حق مقرر کیا اور ذی القربیٰ کو تابع حکمی کیا پس اسی واسطے اُس جگہ لانا حرف با کا اور اس جگہ حذف کرنا اُس کا لازم ہوا و یعنی اور فرمایا ہمنے کہ احسان کرو تم طرف الیتمیٰ یعنی یتیمون کے خواہ جنس مردون کی سے ہون یا عورتون کی سے اور یتیم عرف شرع مین نابالغ طفل کو کہتے ہین کہ جس کا باپ مر گیا ہو یا گم ہو گیا ہو خواہ ما اُسکی زندہ ہو یا نہو اور اگر ما بھی نہو تو زیادہ تر مستحق احسان کا ہوتا ہی اور جانورون مین یتیم وہ جانور ہی جسکی ما نہو گو باپ رکھتا ہو اور یتیم جواہر اور نفیس چیزون مین وہ ہی کہ نظیر اپنی نرکھے جیسے کہ کہتے ہین دُر یتیم اور یتیم کی جمع یتامےٰ کی ہی حالانکہ جمع فعیل کے اوپر فعالیٰ کی نہین آتی ہی لیکن ہرگاہ کہ یتیم آفت زدہ ہی اس واسطے اُسکی جمع ویسی ہی لائے جیسے کہ اور آفت زدون کی لاتے ہین مثل وجاعی اور حبالیٰ کے اور صاحب کشاف نے کہا ہی کہ یتیم اگرچہ صفت ہی لیکن اس کو حکم اسماء غالبہ کا دیدیا ہی مثل صاحب اور فارس کے اور جمع اُسکی موافق جمع اُنکی کے آتی ہی پس اصل مین جمع یتائم تھی قلب مکانی کرکے یتامیٰ بنالیا اور احسان اوپر یتیم کے دو قسم ہی ایک قسم وہ ہی کہ اوپر وارثون اُسکے کے واجب ہی مثل حفاظت مال اُسکے کی کہ روز بروز زیادہ ہووے بسبب تجارت یا زراعت کے تاکہ قدر نفقہ اور ضروریات اُسکے کی اُس سے نکل آوے اور خبرگیری اُسکی خوراک اور پوشاک وغیرہ سے اور تعلیم علم اور کتابت اور تلقین آداب کی کمال نرمی اور خیرخواہی سے اور دوسری قسم وہ ہی کہ اوپر عام آدمیون کے واجب ہی اور وہ ترک کرنا ایذا اُسکی کا اور نرمی اور مہربانی اُسکے ساتھ کرنی اور مجلسون اور محفلون مین نزدیک اپنے بٹھلانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اُسکو مانند فرزندون کے گود مین لینا اور محبت ظاہر کرنی اور حق یتیمون کا اس واسطے تابع حق اقارب اور والدین کے ہوا کہ جب شخص یتیم ہوا اور باپ اُسکا نرہا حق تعالیٰ نے سب بندون کو حکم کیا کہ اُسکے ساتھ باپ کا طریق برتین اور اُسکو مانند اپنے بیٹے کے سمجھین تاکہ عجز حکمی کہ بسبب موت باپ کے اُس کو لاحق ہوا تھا ساتھ اس قوت حقیقی کے کہ ہزارون آدمی اُسکے باپ کی جگہ موجود ہونے دُور ہو گیا پس یتیم بھی

قرابت شرعی رکھتا ہی جیسے کہ ذوی القربیٰ قرابت عرفی رکھتے ہین ۔ یعنی اور بھی کہا ہم نے کہ احسان کرو طرف المساکین یعنی مسکینون اور مفلسون کے کہ بسبب عاجزی اور محتاجی فی الحال کے حکم یتیمون کا رکھتے ہین گو یتیم بچے قوت اور طاقت کسب کی نہین رکھتے ہین اور یہ رکھتے ہین اور اسی سبب سے یتیمون کو مقدم اوپر مسکینون کے کیا ہی جس جگہہ کلام الٰہی مین آیا ہے اس واسطے کہ بیچ یتیمون کے عجز حالی اور عجز استقبالی دونو موجود ہین بخلاف مسکینون کے اور مسکین عرف قرآن مین وہ شخص ہی کہ آمدنی اُس کی کمتر خرچ سے ہو گو کہ مال بھی رکھتا ہو اور پیشہ بھی کرتا ہو اور دلیل اُسکی یہ ہی کہ سورۂ کہف مین مذکور ہی کہ حضرت خضر نے جن شخصون کی کشتی توڑی تھی وہ لوگ مسکین تھے اور وہ کشتی اُنکی ملک مین تھی اور اُس سے اپنی کمائی کرتے تھے اور یہ دلیل بھی ہی کہ سورۂ لا اقتحم مین بیچ بیان شدت فقر کے مسکینا ذا متربۃ فرمایا ہی اگر صرف لفظ مسکین کا اوپر نہونے کسی شئ کے دلالت کرتا تو حاجت اس قید کی نہ تھی جس وقت مساکین کے ساتھ احسان کرنیکا حکم ہوا فقیر کے واسطے بالاولیٰ یہ بات ثابت ہوگئی اس واسطے کہ فقیر زیادہ تر محتاج مسکین سے ہی ۔ یعنی اور بھی کہا ہم نے وقولوا للناس حسنا ۔ یعنی کہو تم ساتھ آدمیون کے بات نیک کہ باعث دل تنگی اُنکی کا نہو اس واسطے کہ تمام لوگون کے حق مین احسان فعلی میسر نہین ہوسکتا ہی اس واسطے کہ احسان فعلی اگر خدمت بدنی کی ہی تو اتنی طاقت ہی اور اس قدر طاقت کسی کو نہین کہ تمام آدمیون کی خدمت بدنی کیا کرے یہ بات آدمی کے امکان سے باہر ہی اور اگر امداد مالی ہی یہ موقوف مال کے اوپر ہی کہ حاجت اپنی سے زیادہ موجود ہو اور ہر شخص کو اسقدر مال کہ سب کی حاجتون کو کفایت کرے ہاتھ نہین آتا اس صورت ہوا کہ عوام کے حق مین اوپر احسان قولی کے کفایت کرنی چاہیے اور احسان قولی کے شرع شریف مین کئی مرتبے ہین اول یہ وقت سلام کے سلام علیک مسنون کرے اور سلام کے جواب مین لفظ بھی زیادہ کرے دوسرے یہ کہ نیک بات کے بتلانے مین اور بُری بات سے روکنے مین نرمی اور آہستگی کرے لڑائی جھگڑے سے پیش نہ آوے اور سمجھانے کا طریق عمل مین لاوے چنانچہ کسی بزرگ کی نقل ہی کہ اُنھون نے کسی شخص کو دیکھا کہ آداب اور سنتین وضو کی بجا نہین لاتا ہی فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے روبرو مین وضو کرون اور تم مجھکو خوب غور سے دیکھو کہ مبادا مجھسے کوئی ادب وضو کا فوت نہو جاوے اور ایسا سمجھانا بھی خلوت مین ہو برملا لوگون کے روبرو نکرے تا کہ موجب عار کا نہو جاوے تیسرے یہ کہ بیچ وقت ملاقات کے دوستی اپنی ظاہر کرے اور احوال پوچھے اور شادی اور غم مین شرکت اپنی بیان کرے لیکن اس قدر بیان کرے کہ سچ ہو

تفسیر خلیلی

بیان حقوق مساکین

بیان معنی مسکین

احسان قولی ... بیان

پھر تم یہی ہو جو خون کرتے ہو اور ایک دوسرے کو جلاوطن بھی کرتے ہو اور ان پر گناہ اور ظلم کے ساتھ چڑھائی بھی کرتے ہو اور اگر وہی لوگ تمھارے پاس کبھی قیدی ہو کر آتے ہیں تو تم اُنکی طرف سے جرمانہ وصول کرتے ہو حالانکہ اُن کا جلاوطن کرنا بھی تم پر حرام ہی سے کیا کتاب کی بعض

تفسیر

مبالغہ بہت نکرے چوتھے یہ کہ بیچ وقت ملانے اُسکے کے یاد کرنے اُسکے کے اچھا نام اور اچھا لقب اوپر زبان کے لاوے اور جس نام یا لقب سے ناخوش ہو اُس سے پرہیز کرے اپر اس جگہ بھی رعایت سچ کی کرے اور جھوٹ نکہے پانچوین یہ کہ غائبانہ اُسکو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور بیچی تعریفیں اُسکے روبرو بیان کرے اور اُسکی فضیلتین ظاہر کرے مگر جھوٹ اور مبالغہ سے بچے چھٹے یہ کہ بیچ وقت مشورہ کے صلاح نیک بتلانے سے دریغ نکرے ساتوین یہ کہ اگر کسی کو دیکھے کہ نادانستہ کسی خرابی یا نقصان مین گرفتار ہوتا ہی اور یہ شخص طریق نجات کا اس خرابی یا نقصان سے جانتا ہے چاہیے کہ ساتھ کمال حسن خلق اور رعایت ادب کے اُسکو بتلاوے یا کوئی اندھا رستہ مین چلا جاتا ہے اور کسی گڑھے یا کوئے مین قریب گرنے کے ہی یا کوئی شخص رستہ بھول گیا ہی یا کوئی اپنی شے کسی شخص نے گم کردی ہی اور وہ ڈھونڈھ رہا ہی اور نشان اُسکے سے نے خبر ہے یا کسی شخص کو خریدنا کسی اسباب کا منظور ہی یا بیچنا کسی والی کا چاہتا ہی اور اُسکو ان چیزون مین دخل نہین ایسے ہی کوئی علم کی بات پوچھتا ہی یا کسی شبہ کا دین کے امر مین دور کرنا چاہتا ہے وعلی ہذا القیاس سو ایسی باتون کے سوجھانے مین کوشش کرے اور اکثر ایسے معاملون مین کافرون کے ساتھ بھی موجب اجر اور ثواب کا ہی اور اسی واسطے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا فرمایا ہی اور ساتھ قید ایمان اور اسلام کے مقید نہین کیا مگر شروع ساتھ سلام علیک کے کرنا خاص مسلمانون کیواسطے ہے اور اسجگہ جاننا چاہیے کہ معنی حسن کے اس آیت مین یہ نہین کہ مخاطب کے نزدیک سب جہ سے مستحسن اور نیک ہو ورنہ اکثر جگہ سستی امر دین مین اور خلاف مشروع لازم آویگا اسواسطے کہ کثر آدمی جو چیز کہ موافق خواہش اپنی کے ہو اُسکو اچھا جانتے ہین گو کہ مخالف شرع اور منافی آئین دینداری کے ہو بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ فی نفسہ وہ شے اُسکے حق مین نیک ہو اور ایسے طریق سے اُسکو بتلائی جاوے کہ دلشکنی اُسکی نہو اور عار اُسکو لاحق نہو پس اس آیت مین امر دین مین سستی کرنیوالون اور خوشامد کرنیوالون کے واسطے دست آویز نہین اسواسطے کہ کلام خوشامدیون کی اگرچہ مصاحبون اور مخاطبون ملے فہم کے نزدیک بہت اچھی معلوم ہوتی ہین لیکن عند اللہ مذموم اور بُری ہین پس فی نفسہ حسن نہوئی اور اس آیت مین لفظ حسن کا آیا ہی لفظ مستحسن کا نہین ہی اور مستحسن کے معنی یہہ ہین کہ دوسرا اُسکو نیک سمجھے اور اسجگہ ایک مغالطہ بڑا در پیش آیا ہی کہ اکثر آدمیون کو درمیان ارادت

اور حسن خلق اور درمیان مداہنت کے فرق ظاہر نہین ہوا مدارات اور حسن خلق ہر مسلمان کے ساتھ
بلکہ کافر کے ساتھ بھی شرع شریف مین بہتر ہی اور مداہنت اور خوشامد معیوب اور قبیح ہی اور نافہم آدمیون کے
نزدیک اِن مین امتیاز اور فرق نہین بلکہ جو کوئی حسن خلق سے آدمیون کے پیش آوے اُسکو
مداہنت اور خوشامد کہتے ہین اور فرق اُن مین اس طرح سے ہی کہ تواضع اور نیک خلق عبارت
اس سے ہی کہ اپنے نفس کے حق مین خفت اور سہولت اختیار کرے اور اُسکا اہتمام کرنا اس طرح سے
کہ اپنے نفس کو بڑا نہ سمجھے اور نفسانیت سے کام نکرے اور جو تقصیر کسی سے اُسکے حق مین ہو جاوے
اُس سے درگزر کرے اور مداہنت اُسے کہتے ہین کہ امر دین مین سستی اور نرمی اختیار کرے
اور ریا جو دیکھنے اور سننے امور نامشروعہ کے اور قولون نامرضیہ الٰہی کے سختی نکرے اور دین اپنے
کو ہلکا کرنا اور جو حق کہ شرع اور دین مین واجب ہی اس سے درگزر کرنا مثلاً اگر کسی شخص نے
اسکو برا کہا یا تعظیم نکی غصہ مین نہ آنا اور اُسکے ساتھ درپے انتقام کے نہونا بلکہ نیک روش اس
سے اختیار کرے یہ قبیلہ حسن خلق اور مدارات کے سے ہی اور اگر کوئی شخص مخالف شرع کے حرکت
کرتا ہی یا تعظیم دین کی چھوڑتا ہی اُس کے ساتھ مل جانا اور ناخوشی ظاہر نکرے اور اُسکی بات کو
رد نکرنا اِسکا نام مداہنت اور خوشامد ہی پس حسن خلق اور مدارات مین تلف کرنا حق اپنے کا ہی
واسطے رضامندی اور دلداری دوسرے کے اور مداہنت مین تلف کرنا حق شرع کا ہی واسطے
اسی غرض فاسد کے اور اِن دونو کے درمیان مین بڑا فرق ہی ایک دوسرے کے ساتھ مشتبہ
نہین ہوتا ہی جب کہ یہ فرق معلوم ہوا پس چاہیے جاننا کہ کلام کرنی آدمیون سے باعث امور
دینی کے ہی اور وہ بھی دو قسم ہے یا ساتھ کافرون کے ہو مانند دعوت اسلام کے اور اس جگہ
نرم گوئی اور دلجوئی معتبر ہی ساتھ دلیل اسکے کہ خدا تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون علی نبینا وعلیہما السلام کو رسول بنا کر روبرو فرعون کے بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ فقولا له
قولا لینا لعله یتذکر او یخشی یعنی کہو تم اُس سے بات نرم شاید کہ نصیحت قبول کرے
یا خدا سے ڈرے اور ساتھ دلیل اسکے کہ درمیان مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ نے
فرمایا ہی فبما رحمة من الله لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك یعنی
کمال مہربانی خدا کی ہی کہ خود بخود نرم طبیعت ہو گیا ہی تو واسطے منافقون اور کافرون کے اور

بیان فرق مدارات و حسن خلق و مداہنت

تفسیر خلی
مین دو فرقے تھے بت پرستون کے بعضے اُنکے ایمان لا کر انصار ہوئے اوس اور خزرج بنو قریظہ اوس کے ہم قسم تھے اور بنو نضیر خزرج کے جب اوس اور خزرج بت پرستون مین لڑائی ہوتی تو بنو قریظہ اوس کی کمک مین آتے اور بنو نضیر خزرج کی اور آپس مین ایک دوسرے کو مارتے بنو قریظہ کے ہاتھون بہت بنی نضیر مارے گئے اور بنو نضیر کے ہاتھون بہت

تفسیر خلیلی

اگر سخت گو اور سخت دل ہوتا تو البتہ صحبت تیری سے بھاگ جاتے اور بات تیری نہ سنتے دوسرے یہ کہ کلام ہو ساتھ فاسقوں کے اور ان لوگوں کے کہ اسلام کے حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں جیسے کہ طاعت کا حکم کرنا اور معصیت سے روکنا اس جگہ بھی رعایت ادب اور حسن خلق اور نرم گوئی اور استمالت قلوب کی کرنی چاہیے کہ اچھی طرح سے امر شرع کا انسے کہے اور گناہ کی بات سے روکے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة یعنی بلا تو طرف رستے رب اپنے کے ساتھ دانائی اور اچھی نصیحت کے اور بھی فرمایا ہے ادفع بالتی ھی احسن اور یا کلام امور دنیاوی میں ہے جیسے کہ تقاضا کرنا قرض کا اور طلب کرنا حق اپنا غاصب اور امانتدار سے اس میں بھی نزدیک ہر شخص عاقل کے جب تک کہ غرض نرمی اور آہستگی سے حاصل ہو سکے سختی کرنی نہایت قبیح اور مذموم ہے اسی واسطے حدیث میں آیا ہے ما دخل الرفق فی شئ الا زانہ و ما دخل الخرق فی شئ الا شانہ یعنی نہیں داخل ہوئی نرمی بیچ کسی شے کے مگر زینت دیدی اسکو اور نہیں داخل ہوئی سختی بیچ کسی شی کے مگر معیوب کر دیا اس کو پس ثابت ہوا کہ بات نیک اور نرم کہنی کچھ خاص ساتھ اہل اسلام اور اہل صلاح کے نہیں بلکہ ہر طرح کے آدمی کے ساتھ مقدمات دینی اور دنیاوی میں طریق حسن خلقی اور ادب اور تواضع کا چلنا مستحسن ہے مگر جس جگہ کہ بغیر سختی اور بدخلقی کے کام دین یا دنیا کا نہ نکلے یا حسن خلق اس جگہ ساتھ مداہنت اور خوشامد کے ملجاوے ایسی جگہ تشدد اختیار کرنا مضائقہ نہیں اور اس آیت کا بھی محل یہی ہے کہ یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ط یعنی ای نبی جہاد کر تو ساتھ کافروں اور منافقوں کے اور سختی کر اوپر انکے اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیچ تفسیر وقولوا للناس حسنا کے فرمایا ہے کہ قولوا للناس ما تحبون ان یقال لکم یعنی کہو تم ساتھ آدمیوں کے ایسی بات کہ اگر تم سے کوئی بات ایسی کہے برا نہ مانو اور خوش ہو اور تفصیل اسکی یہ ہے تمام کاموں میں خواہ دین کے ہوں جیسے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دنیا کے ہوں جیسے کہ تقاضا کرنا قرض کا اور طلب کرنا حق اپنے کا چاہیے کہ یہ شخص اپنے تئیں حریف ٹھیرا دے اور دوسرے کو مثل اپنے قرار دے اور بعد اسکے سوچے کہ مجھکو کلام کیسی اچھی معلوم ہوگی جس وقت دوسرا شخص مجھسے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر یا تقاضا قرض وغیرہ کا کرے پس اس صورت میں

جو بات اسکو پسند ہو ویسی ہی دوسرے سے کہے اور ہر گاہ کہ بیان حقوق بندون کے اس
عہد مین مندرج ہین فراغت ہوئی اللہ تعالی نے طلب حقوق اپنے کی بھی فرمائی کہ وَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ یعنی اور قائم کرو تم نماز کو اور سیدھی کرو اسکو پس جب سے کسی طرح کی کجی اسمین نہ ہے
سو اسطے کہ نماز ایسی عبادت ہی کہ دل کی عبادت بھی اُسکے اندر رہی اور زبان اور ہاتھ پاؤن کی
بھی وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی اور دو تم زکوۃ کہ چالیسوان حصہ چاندی اور سونے مین اور اور
چیزون مین قیمت انکی مین سے مقرر ہی بشرطیکہ گزر جانے ایک برس کے اور مواشی اور کھیتی مین
حصہ مختلف ہی باعتبار جنس اور صنف کے جیسے کہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہی اسواسطے کہ یہ
عبادت ہرچند کہ ظاہر مین خدا کا حق ہی لیکن حقیقت مین حق بندون کا ہی اور زکوۃ ایسی شے ہی کہ
بیچ نیک کرنے اخلاق اور دور کرنے خصلتون رذیلہ بخل کے اسکو کمال دخل ہی باقی رہا اس جگہ
ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہی کہ اس عہد مین اول توحید کا ذکر کیا بعد اسکے آدمیون کے
حق بیان کیئے بعد اسکے نماز اور زکوۃ کا بیان فرمایا پس بیان مین انتشار لازم آیا سو اسطے
اگر منظور مقدم کرنا حق العباد کا تھا اس جہت سے کہ حق العباد بڑا سخت ہی اور نگاہ رکھنا اسکا بہت
مقصود ہی اور اسکے اندر عہد شکنی کرنی نہایت قبیح پس چاہیئے تھا کہ توحید کو بھی موخر ذکر کرتے اور
ہمراہ نماز اور زکوۃ کے لاتے اور اگر منظور مقدم کرنا حق اللہ کا تھا سو اسطے کہ اصل یہی ہے
پس نماز اور زکوۃ کو بھی ہمراہ توحید کے ذکر کرنا چاہیئے تھا اور اسجگہ بعضے حقوق الٰہی کو مقدم کیا
اور بعضونکو موخر کیا اسکے کیا وجہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اصل مین منظور تقدیم حق العباد کی ہی سو اسطے
کہ بندے بسبب احتیاج اپنی کے نہ ملنے حقوق اپنے سے دردناک ہوتے ہین اور تکلیف پہنچتی ہی اور
اللہ تعالی احتیاج سے پاک ہی اگر اُسکے حق مین کوئی قصور کرتے تو اسکو کچھ ضرر اور نقصان نہین
پہنچتا ہی لیکن توحید تمام حقوق الٰہی سے بڑھکر ہے سو اسطے کہ شرط قبول ہونے تمام بندگیون کی ہی
خواہ وہ بندگی متعلق ساتھ حقوق بندون کے ہو یا ساتھ حقوق الٰہی کے پس تمام حقوق کی یہ شرط ہی اور
شرط کو تقدم طبعی اوپر مشروط کے ہی اسواسطے مقدم کرنا توحید کا اوپر تمام چیزون کے لازم آیا اور بعد توحید کے
حقوق العباد کو اوپر حقوق اللہ کے مقدم کیا تاکہ تاکید ادا کرنے حقوق العباد کی سمجھی جاوے اور سوال
دوسرا بھی ہی کہ احسان کرنا ساتھ یتیمون اور مسکینون اور ذوی القربیٰ کے زکوۃ مین داخل ہوا جدا کرکے

## تفسیر خلیلی

اور جلا وطن
کرتے ہین تو یہ
زور شور کرتے
اور جب اُن کا
ہم قوم اُنھین کی
مدد سے اُن کے
ہم ملت کو گرفتار
کر لیتا تو اپنے ہم
ملت کو مال دیکر
چھڑا بھی لیتے مثلاً
اوس اور خزرج
کی لڑائی مین
اگر بنو قریظہ کا
کوئی آدمی خزرجیون
کے ہاتھ مین گرفتار
ہو جاتا تو بنو نضیر
اُسکو خرید کرکے
آزاد کر دیتے اور
اگر بنو نضیر کا

اُسکے کی کیا حاجت تھی جواب اسکا یہ ہی کہ احسان کرنا ساتھ یتیمون اور مسکینون اور اہل قرابت کے
جیسے کہ پیشتر تفسیر اُسکی مین اشارہ ہوا عام ہی اس بات سے کہ ساتھ مال کے ہو یا ساتھ اور طرح کے
اور جس صورت مین مال کے ساتھ ہو وہ بھی عام ہی اس سے کہ بیچ قدر نصاب کے ہو یا اُس سے
کمتر مین اور اگر قدر نصاب مین ہو وہ بھی عام ہی اس سے کہ زکوۃ مین حساب کیا جاوے یا سواے
زکوۃ کے پس اس احسان کو کہ جس مین ان مرتبون کا عموم ہی زکوۃ کے دینے مین داخل کرنا چاہیے
البتہ ایک طریق احسان کرنے کا اُنکے ساتھ یہ بھی ہی کہ زکوۃ مال کی بھی اُنکی طرف خرچ کیجاوے
اور یہ بات بھی ہے کہ احسان قرابتیون اور یتیمون کے ساتھ ذکر کرنے مین اللہ کو منظور
یہ ہے کہ خاص ان شخصون کی طرف توجہ اور مہربانی مصروف ہے جس طرح ہو اور جس نہج پر ہو
اور زکوۃ کے دینے مین منظور یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا خدا کی راہ مین ارادہ کرین اور اسی واسطے
احسان پہلا کامل کرنے خصلت عدالت کی قبیلہ سے ہی اور احسان دوسرا یعنی زکوۃ کا دینا واسطے
حاصل کرنے صفت جوانمردی اور مروّت کے ہے اور پہلا احسان حقوق العباد سے ہی اور دوسرا
حقوق اللہ سے حاصل کلام یہ ہی کہ جب عہد یاد دلانے سے فراغت ہوئی جو مشتمل اوپر کئی تکلیفون
کے ہی اور جمع کرنیوالا ہی تمام انواع تکلیفات کو اسواسطے کہ تکلیف یا بدنی ہی یا مالی ہے اور ہر ایک
ان مین سے یا عام ہی یا خاص بدنی عام عبادت مطلق ہے کہ آدمی تمام اعضا اور قوتون اپنی کو
مستعد بجالانے حکم اور امر الٰہی کا کرکے منتظر رہے مانند غلام کے کہ روبرو خاوند اپنے کے بارادہ بجالانے
حکم اُسکے کے کھڑا ہے اور طرف اسی تکلیف کے اشارہ کیا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ لا تعبدون
الا اللہ اور تکلیف بدنی کہ خاص نماز ہی کہ خاص وقتون مین اور ساتھ شرطون اور رکنون
معین کے مقرر ہوئی ہے اور تکلیف مالی خاص زکوۃ ہے اسواسطے کہ زکوۃ خاص ہی ساتھ مالک
نصاب کے اور ساتھ گزرنے برس کے اور ساتھ مستحقون معلوم کے اور ساتھ جنسون معین کے
اور تکلیف مالی عام کہ شرط اُسکی قدرت ہے اور سبب اُسکا یا نسب ہے یا غیر نسب اور نسب تین حال سے
خالی نہین یا سابق ہی جیسے کہ والدین یا مقارن ہی جیسے کہ اور رشتہ دار تیسرے یہ کہ لاحق ہو جیسے کہ یتیم
بچے اگرچہ کسی سے انکی قرابت نہو مگر شارع نے بسبب مرجانے باپ کے اُنکو بمنزلہ اولاد تمام مسلمانون کے
ٹھہرادیا ہی تاکہ سب لوگ انکے اوپر شفقت کرین اور تکلیف مالی کہ بدون نسب کے پائی جاوے

اُسکے دو سبب ہوسکتے ہین یا احتیاج اور مفلسی کے بسبب اسکے مال خرچ کیا جاوے جیسے مسکینون
کی خدمت کرنے مین یا ہم جنس ہونا یعنی شرکت آدمی ہونے مین لیکن یہ بات تمام آدمیون کے
ساتھ پائی جاتی ہی اور تمام آدمیون پر مال کے ساتھ احسان کرنا ممکن نہین پس اُنکے ساتھ
مین سوائے احسان قولی اور خوبی اخلاق کے اور شئ میسر نہین ہوسکتی جیسے حدیث شریف
مین آیا ہی انکم لن تسعوا الناس باموالکم ولکن سعوھم باخلاقکم + یعنی تم سے یہ ممکن
نہین کہ ساتھ مال اپنے کے تمام آدمیون کے ساتھ سلوک کرسکو لیکن چاہیے کہ ساتھ اخلاق اپنے
کے سب کے ساتھ پیش آؤ اب بطریق توبیخ اور عتاب کے بنی اسرائیل کے فرقے کو فرماتے ہین کہ
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ یعنی پھر مُنہ پھیرا تمنے اس عہد سے باوجود مضبوط اور محکم کرنے اُسکے کے اور تمام اُن
آٹھون تکلیفون کو ضائع کیا اِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ یعنی مگر تھوڑی سی جماعت نے تم مین سے جیسے عبداللہ
ابن سلام اور اسد اور اسید بیٹے کعب رضی اللہ عنہ کے اور مانند ان کے جنھون نے متابعت پیغمبر وقت
اپنے کی اختیار کی اور بیچ توحید اور ادا کرنے حقوق العباد اور حقوق اللہ کے راسخ قدم ہوئے پس
باوجود توڑ ڈالنے اس عہد محکم اور ضائع کرنے ان آٹھ تکلیفون عمدہ کے کس طرح توقع اس بات کی رکھتے ہو
کہ تمکو زیادہ چند روز سے عذاب نہو حال آنکہ بعضی تکلیفین اُنمین ایسی ہین کہ اُنکے چھوڑنے سے عذاب ابدی ہوتی ہے جیسے
توحید اور بعضی ایسی ہین کہ انکے چھوڑنے سے مدت دراز تک دوزخ مین ہے جیسے کہ نافرمانی والدین کی اور ترک کرنا
نماز کا اور زکاۃ اور کاش تم بعد اسکے تدارک اس روگردانی کا کرتے اور اس عہد شکنی کو ساتھ اصلاح کے بدلتے لیکن تم
روز بروز اس عہد شکنی مین ترقی کرتے ہو وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی اور تمنے منہ پھیرنے کی حکمون الٰہی سے عادت
پکڑلی ہی اور موافق اس قول کے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ اثر اس روگردانی کا بیچ جوہر نفسون
تمھارے کے محکم ہوگیا ہی اور بمنزلہ سوء مزاج مستحکم کے قابل علاج کے نہین ہا اور اگر بنی اسرائیل اس
زمانہ کے کہین کہ روگردانی اور نافرمانی اور توڑنا اس عہد کا تمام گروہ ہمارے سے نہین ہوا بلکہ بہت
لوگ ہمارے فرقہ مین سے بیچ توحید الٰہی اور ادا کرنے حقوق کے ثابت قدم ہین خصوصاً ہم لوگ اس زمانہ اور
اس مکان مین بیچ ادا کرنے تکلیفات شرعی کے قصور نہین کرتے ہین پس بسبب اعمالی بزرگون ہمارے کے
ہمارے اوپر طعن متوجہ نہین ہوتا ہی تو جواب اُن کے مین عہد دوسرا یاد دلا اور کہہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ
یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ لیا ہمنے عہد تمھارا محکم اوپر اس کے کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ

تفسیر خلیلی

گرفتار ہو یا دین تو
جس طرح پر ہوسکے
اُسکو چھڑا لین اور
پر لڑائی بھڑائی
ایک دنیاوی مصلحت
سے ہے" تو خدا نے
اُسکو یون رد کردیا
کہ جیسا تمپر اپنے
دینی بھائیون کو
غیرونکے ہاتھون
سے رہا کرانا فرض
ہے ویسا ہی اُنکو
جلا وطن کرنا
بھی تو حرام ہے
اور جب جلا
وطن کرنا حرام ہوا
تو اُن کو مار ڈالنا
یا مار ڈالنے پر
مدد کرنا اور

یعنی آپس مین خونریزی نکروگے اور اس عہد کو بھی مانند عہد توحید کے خبر کی صورت مین لائے
تاکہ جانو تم کہ خون کرنا ایک دوسرے کا قریب کفر اور شرک کے ہی بیچ برائی اور قباحت کے اور
اسی واسطے احکامات الٰہی مین یہ بات مقرر ہی کہ بعد شرک کے سب کبیرون سے بڑا کبیرہ ناحق خون
کردینا ہی اور مثل پہلے حکمون کے اور حکم بھی بہت تاکید کے ساتھ تمکو کیا ہمنے کہ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ یعنی اور نہ نکالوگے تم ہم مذہبون اپنے کو گھرون اپنے سے اس واسطے کہ جلاوطنی بھی
آفت ہی قریب مرنے کے پس بیچ حکم خونریزی کے ہی اور ایسے بڑے بڑے گناہون کے کرنے مین باوجودیکہ
عہد اور پیمان اُنکے چھوڑ دینے کے کرلیے ہین نہایت سخت عذاب مُدت دراز تک سمجھنا چاہیے
اور قریب عذاب کفر اور شرک کے ان گناہون کے عذاب کو تصور کرین اور نکالنا آدمی کا اپنے
گھر سے کئی طریق پر ہوتا ہی ادنیٰ اُنکا یہ ہی کہ کوئی شخص کسی کے ہمسایہ مین آکر رہے اور یہ شخص اُسکو
ستانا اور تکلیف دینی شروع کرے یہانتک کہ وہ لاچار ہوکر اُس گھر کو چھوڑ دے پس جیسے اُسنے
ناحق اُس شخص کو اپنے گھر سے نکالا ہی حق تعالیٰ بسبب اسکے موروثی گھر اُسکے سے کہ وہ بہشت ہی
نکالیگا اور تمنے اس عہد کو قبول کرلیا ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ یعنی پھر تمنے اقرار بھی کرلیا کہ ہمنے اس عہد کو
اپنے اوپر لازم کرلیا اور قبول کرلیا وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ یعنی اور تم بھی کہ اس زمانہ مین ہو گواہی
دیتے ہو ساتھ اس اقرار بزرگون اپنے کے اور انکار اسکا نہین کرتے ہو ثُمَّ یعنی پھر بعد اس اقرار
اور گواہی کے اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ یعنی تم کہ اس وقت مین حاضر ہو توڑتے ہو تم دونو عہدون کو کہ حقتعالیٰ
نے ساتھ بزرگون تمھارے کے نہایت تاکید کے ساتھ لیے تھے اور بطریق اخبار کے اُنکو ذکر کیا تھا
اور یہ عہد شکنی تمھاری مشابہت ساتھ تکذیب خبر الٰہی کے رکھتی ہی العیاذ باللہ منہ اس واسطے
کہ تم تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی مارتے ہو تم گروہ ہم مذہب اور ہم قوم اپنے کو کہ حقیقت مین اپنے
تئین مارتے ہو اس واسطے کہ ساتھ حکم شرع کے قصاص تمھارے اوپر واجب ہوتا ہے
اور واجب القتل ہوتے ہو اور صورت اِس واقعہ کی اس طرح سے تھی کہ بیچ گرد ونواح مدینہ
منورہ کے دو فرقے یہود کے رہتے تھے بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اندر مدینہ منورہ کے بھی
دو فرقے نصاریٰ کے رہتے تھے اوس اور خزرج اور بنو قریظہ نے اوس کے ساتھ عہد کرلیا تھا کہ ہم
تمھارے شریک ہین اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ ہم قسم ہوئے تھے اور جس وقت درمیان اوس

اور خزرج کے جنگ و جدال ہوتا تو بنو قریظہ اوس کیطرف ہو جاتے اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ اور
آپس مین ایک دوسرے کو مارتے اور قتل کرتے بنو قریظہ کے ہاتھ سے بہت سے بنو نضیر
مارے جاتے اور بنو نضیر کے ہاتھ سے بہت سے بنو قریظہ مارے جاتے اور یہ معاملہ انکا سالہا سال
سے جاری تھا اور ہرگز تدارک اسکا نہین کرتے تھے اور اس کام سے ندامت عمل مین نہ لاتے تھے
اور کاش اوپر اسی قدر کے تم کفایت کرتے لیکن تم اور بھی اسکے اوپر بڑھاتے ہو وَتُخْرِجُوْنَ
فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ یعنی اور نکالتے ہو تم ایک فرقہ کو گروہ ہم مذہب اپنے سے اُن کے
گھرون سے اور وہ گروہ وہ آدمی تھے کہ لڑائی مین مغلوب ہوتے تھے اور سردار انکے مارے جاتے
اور یہ لوگ اُس گروہ کو ضعیف جانکر اوپر تعلقات اُنکے کے متصرف ہوتے اور اگر تم کہو کہ ہم قصداً
گروہ ہم مذہب اپنے کو نہین مارتے ہین اور نہ نکالتے ہین بلکہ واسطے محافظت قسم اور عہد کے
کہ اپنے ہم عہدیون کے ساتھ باندھ لیا ہی امداد اور کمک اُنکی کے کرتے ہین اور اسکے بیچ
مین مارنا اور نکالنا لازم آتا ہی ہم ناچار ہین کہتے ہین ہم کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی باتون کا عہد
پیشتر اس سے لے لیا تھا کہ تمنے عہد اُن لوگون سے کر لیا ہی اور قتل و جلا وطنی حرام کردی تھی
اور حرام فعل مین مدد اور اعانت کرنی اُسی حرام مین شریک ہونا ہی اور شک نہین کہ تم
تَظَاهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی پشتی اور مدد دیتے ہو اوپر مارڈالنے اور
نکالنے ہم مذہبون اپنے کے ساتھ ایسے فعل کے کہ فی نفسہ وہ گناہ ہی اور بیچ حق برادری
اپنے کے تعدی ہی اور ظاہر ہی کہ جیسے کہ ظلم حرام ہی مدد کرنی ظالم کی اوپر ظلم اسکے کے بھی حرام ہی اور
اس جگہ ایک شبہ قوی ہی کہ اصل مین یہ شبہ معتزلیون کے اوپر کیا گیا ہی اسواسطے کہ وہ اللہ کے اوپر عدل
کرنا واجب کہتے ہین اور اس جگہ ہمارے اوپر بھی ہو سکتا ہی کہ اگر مددگاری ظالم کی حرام ہی پس حق تعالیٰ
کسواسطے ظالم کو اوپر ظلم کے قدرت دیتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جیسے کہ حق تعالیٰ نے قدرت ظلم کی ظالم کو
بخشی ہی ویسے ہی اسکو ظلم سے منع بھی فرمایا ہی اور اسکے حق مین سخت وعید کی ہے بخلاف آدمی کے کہ
جسوقت مددگاری کسی ظالم کی کرے زیادہ تر باعث ظلم کروانے پر ہوتا ہی اور ظلم اسکی نظر مین
نیک دکھائی دیتا ہے اور اگر حق تعالیٰ ظالم کو قدرت اوپر ظلم کے ندیتا معاملہ تکلیف اور
امتحان کا موجود نہوتا مدار جزائے نیک و بد کا اسی کے اوپر ہے اور جسوقت بندون کو قدرت

تفسیر خلیلی
اسکی کتاب کا ایک
حکم بھی نہ مانوگے تو
کافر مطلق ہو جاوگے
اور جبکہ خدا کی ایک
بات نہ ماننا کفر
ٹھہرا تو پھر ایسے شخص
کی سزا دنیا مین
رسوائی اور آخرت
مین سخت عذاب
کے سوا اور کچھ
نہین ہی اس آیت
سے معلوم ہوا کہ
جو لوگ دنیاوی
مصلحت سے جان
بوجھکر شریعت
کے خلاف چلتے
ہین انکا شریعت
کے موافق عمل
بھی مردود ہے

ظلم کے اوپر نہو تی پس باز رہنا بندون کا ظلم سے بسبب بے مقدوری کے ہوتا نہ بسبب ایمان اور
تابعداری حکم کے اور جب کہ آدمی کو ساتھ آدمی دوسرے کے ایسی قدرت دینے کی تکلیف کے اندر حاجت
نہین ناچار آدمیون کے درمیان مین آپس مین امداد اور اعانت کرنی ظلم کی مطلقاً حرام اور ممنوع ہوئی
اور عجب یہ ہی کہ بیچ مارنے اور جلاوطن کرنے ہم مذہبون اپنے کے اسقدر حرج نہین رکھتے ہو وَاِنۡ یَّاۡتُوۡكُمۡ
اُسٰرٰی تُفٰدُوۡهُمۡ یعنی اور اگر آتے ہین آگے تمھارے ہم مذہب قیدی ہو کر فدیہ انکا دیکر قید سے
خلاص کروا لیتے ہو مثلاً اوس و خزرج کی لڑائی مین اگر کوئی بنو قریظہ سے بیچ ہاتھ خزرجیون کے
اسیر ہوتا تھا تو بنو نضیر اُسکو خرید کر کے آزاد کر دیتے اور اگر بنو نضیر مین سے کوئی بیچ ہاتھ اوسیون کے
گرفتار ہوتا تو بنو قریظہ اسکو زر دیکر خلاص کرواتے اور اگر کوئی اُنسے کہتا کہ تم آپسمین جنگ اور قتال
کرتے ہو اور ایک دوسرے کو جلاوطن کرتے ہو پھر قیدیون کو زر دیکر کسواسطے چھڑاتے ہو جواب مین کہتے کہ
ہمکو خدا تعالی نے یہی حکم فرمایا ہی کہ جسوقت دین کے بھائیون اپنے کو کسیکے ہاتھ مین قیدی
دیکھین ہم اسکو ہر طرح چھڑا لیوین اور لڑائی ہماری آپسمین محض بسبب ننگ داری کے ہی ہو واسطے
کہ اگر لڑائی کرنے سے بیٹھ رہین مطعون ہو جاوین اور ننگ ہمکو لاحق ہو جاوے کہ جنکے ساتھ
ہمنے عہد کر لیا ہی اُنکی مدد نکی اور وہ بھی حاجت کے وقت ہماری مدد نکرینگے اور انتظام ہمارے دنیا کے
کامون کا جاتا رہیگا حق تعالی جواب اُنکے کو باطل فرماتا ہی کہ جیسا کہ خلاص کرواتا اسیر اور دینی کا
مخالفونکی قید سے اوپر تمھارے فرض تھا اور تم اُسکو بجا لاتے ہو اور اسی واسطے عہدشکنیون کے
بیان مین ہمنے اسکو بیان نہین کیا ایسی ہی لڑائی اور خونریزی بھی آپسمین اوپر تمھارے حرام تھی
وَهُوَ یعنی حال یہ ہے کہ مُحَرَّمٌ عَلَیۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ یعنی حرام ہی اوپر تمھارے نکالنا ہم مذہبون
اپنے کا اور جب نکالنا حرام ہوا تو قتل کرنا اور مدد اوپر قتل کے کرنی بالاولی حرام ہوئی اور ان چیزونکو
تمنے بے دھڑک عمل مین لاتے ہو پس معلوم ہوا کہ تم عمل کرتے ہو موافق بعضے عہدون کے اور توڑتے ہو بعضے
عہدون کو اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ یعنی آیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضے حکمون کتاب
اپنی کے کہ خلاص کرواتا قیدیون کا ہی ظالمون کے ہاتھ سے وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ یعنی اور کفر
کرتے ہو تم ساتھ بعض حکمون اُسی کتاب کے کہ قتل کرنا اور جلاوطن کرنا ہم مذہبون اپنے کا ہی حالانکہ
ایمان لانا ساتھ کتاب کے متجزی نہین یعنی جبتک کہ کل کتاب کے اوپر ایمان نہ لاؤگے مومن

موسن نہونگے بلکہ اگر ایک حکم کا بھی کتاب اپنی سے انکار کرو گے بالکل کافر ہوگے پس جب
ایک حکم کا انکار کتاب کے حکمون مین سے کفر ہی فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ یعنی پس کیا ہی جزا
اُس شخص کی کہ یہ کام کرے خواہ کسی گروہ کا ہو خصوصًا مِنْكُمْ یعنی تم مین سے کہ اپنے تئین
اہل کتاب اور تابعداری کرنے والون اُس کتاب کے سے کہتے ہو خود انصاف کرو تم اور
ظاہر ہی کہ جزا کفر کی نہین اِلَّا خِزْیٌ یعنی مگر ذلت سخت کہ بسبب اُسکے تنگی کیجاتی ہے
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا یعنی زندگی دنیا کی مین جیسا جزیہ لینا ساتھ کمال اہانت کے اور خراج لینا
ساتھ مار دھاڑ کے اور نہ قبول کرنی گواہی اُسکی اور نشست و برخاست و ہر محفل اور راستہ مین
ذلیل اور حقیر کرنا اور قتل کرنا اور قید کرنا اور لوٹنا مال کا اور جلا دینا گھرون کا چنانچہ بنو قریظہ اور
بنو نضیر پر آنحضرتؐ اور مسلمانون کے ہاتھ سے یہی حال واقع ہوا کہ تمام بنو قریظہ کو قتل فرمایا اور
عورتون اور بچون اُنکے کو لونڈی اور غلام بنا لیا اور بنو نضیر کو ساتھ کمال سوائی کے جلاوطن کیا
یہانتک کہ بھاگ کر خیبر کو چلے گئے اور پھر خیبر مین سردار اُنکے مقتول ہوے اور عورتین قید مین پڑین
اور باقی رہے ہوے کھیتی کرنیوالے اور خدمتی مسلمانون کے ہوے اور یہ سب باتین اس واسطے ہوئین
انھون نے خدا کے عہدون کو توڑ کر پاس خاطر اُن لوگون کی کا کیا جنکے ساتھ عہد کر لیا تھا پس
خدا کے عہد کو ہلکا اور حقیر جانا اور کاش اُنکے تئین اوپر اسی سزا کے کفایت ہوتی لیکن دنیا اور
ذلت دنیا کی تمام ہو جاوے گی وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ یعنی اور
دن قیامت کے پھیرے جاوینگے طرف سخت ترین عذاب کے کہ مثل عذاب دنیا کے بعد مدت معین کے
موقوف ہونیوالا نہین اس واسطے کہ یہ لوگ خدا کے عہدون کے توڑنے مین مبالغہ کرتے تھے اور
وہ عہد نہایت محکم اور مضبوط تھے اگر حق تعالیٰ اُنکے عذاب کرنے مین مبالغہ نفرماوے تو جاہلون
کے وہم مین آوے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے حال سے غافل ہی وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اور نہین ہی
خدا غافل اُس چیز سے کہ کرتے ہو کہ بارہا عہدون اُسکے کو توڑتے ہو اور پاس دوستی اور آشنائی اپنے
اللہ تعالیٰ کے حق پر مقدم رکھتے ہو اور کس طرح آخرت مین سخت تر عذاب مین گرفتار نہون اس واسطے
کہ انھون نے کوئی چیز آخرت کے نفع کی اپنے واسطے باقی نہین رکھی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا
الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ یعنی یہ لوگ وہ گروہ بے عقل ہین کہ خریدی انھون نے زندگانی

تفسیر خلیلی

دنیا کو آخرت دیکر خرید اہے تو اب اُن سے عذاب بھی ہلکا نہ کیا جاوے گا اور نہ اُنکی مدد کی جاویگی

ف یعنی جو لوگ دنیا کے فائدے کے لگے خدا کا حکم ٹالدیتے ہین وہ لوگ دین بیچکر دنیا خریدنے والے ہین یعنی اُن کے نزدیک دنیا ایسی اچھی چیز ہی کہ اسکے واسطے دین ایسی انمول چیز کو بھی

دنیا کی بدلے آخرت کے جس وقت حکم ہم عہدیون اپنے کا قبول رکھا اور حکم خدا کا خاطر مین نہ لائے
اور جب کہ آخرت کو بیچ ڈالا پھر کیا توقع کسی نفع کی آخرت کے نفعون مین سے رکھین فَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ یعنی پس سبک نہ کیا جاویگا اُنسے عذاب اس واسطے کہ سبک ہونا عذاب کا بھی
ایک نوع کا نفع اُخروی ہے کہ بسبب عنایت الٰہی کے مستحق ہوتا ہے وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ یعنی اور نہ
اُنکے تئین کوئی مدد کریگا کہ عذاب خدا کے کو ساتھ زور کے اُنسے دفع کرے جیسے کہ دنیا مین ہم عہدیون
اپنے سے اسکی توقع رکھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ موافق اقرار اور گواہی اپنی کے مستحق سخت
عذاب دائمی کے ہین اور اپنے قول کو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودة تھے خود جھوٹا کرتے
ہین اس جگہہ جاننا چاہیے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بعضے حکم شریعت کے کہ
موافق طبیعت اور عادت اسکی کے ہون قبول کرے اور جو کہ مخالف طبیعت اور عادت اُسکی
کے ہون اسکے قبول کرنے مین قصور کرے سو ایسا عمل کچھ کام نہین آنیکا مثلاً ایک شخص ہے کہ شراب
کو اپنے مزاج کے مضر جانکر یا مخالف وضع خاندان اپنے کے دیکھکر چھوڑ دے اور زنا کو پوشیدہ پوشیدہ
کرتا رہے پس چھوڑنا شراب کا اُسکے حق مین موجب ثواب کا نہوا اس واسطے کہ بسبب اتباع شریعت کے
اُسکو نہ چھوڑا ہان اگر مقتضائے طبیعت اور رسم کے پیروی شریعت کی کرے لیکن کوئی بات مخالف
ظاہر کے بھی کرے البتہ اسمین اصلاح رسم کی ہو سکتی ہے اور اسی واسطے علما اس قسم کی عبادت مین
مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ ایسی بندگی سے کہ ریا کی جہت سے ہو وہ گناہ کہ جسمین صفائی ہو بہتر ہے
**بیت** جرمے کہ رخت با بحریم صفا کشد ٭ بہتر ز طاعتے کہ بعجب و ریا کشد ٭ اور بعضون نے کہا ہے کہ طاعت
ریا والی بہتر گناہ سے توبہ سے ہے اور فیصلہ درمیان دو نو گروہون کے یہ ہے کہ اصلاح نفس اور
تہذیب اُسکی مین گناہ کہ جس مین ندامت اور خجالت ہو بہتر اُس بندگی سے ہے کہ ساتھ خود پسندی
اور ریا کے ہو اور بیچ اصلاح رسم و رواج شریعت کے بندگی ریا والی گناہ سے بہتر ہے واللہ اعلم
اور اگر کہو تم کہ یہ سب عہد شکنیان ہماری بیچ قتل اور اخراج ہمجنسون کے اور مددگاری ظالمون کے
اور سوا اسکے اور چیزون مین متحقق ہوئین لیکن اُنکے سبب سے کفر نہین ہو گیا اصل مین یہ چیزین فسق شمار
کیجاتی ہین اور عذاب فسق کا آخر کو موقوف ہو جاویگا اور ہمیشہ نہین رہنے کا کہتے ہین ہم کہ منقطع
ہو جانا عذاب فاسق کا اس صورت مین ہے کہ کفر کی طرف پہنچ نہ گیا ہو بخلاف اس فسق تمہارے کے

تفسیر

کہ انکار بعضے احکام الہی کا بھی پایا گیا اور کفر کے حد کو پہنچ گیا اور احاطہ خطیہ کی نوبت پہنچی اور
اگر اس سے بھی قطع نظر کریں پس عہد ایمان کا ساتھ پیغمبرون کے کہ بمنزلہ توحید کے ہی اُسکو بھی تمنے توڑا
یہانتک کہ عوض ایمان کے کہ پیغمبرون کے اوپر لانا چاہیے اُنکو قتل کر ڈالا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
یعنی اور البتہ دی ہمنے موسیٰ کو کتاب کہ توریت تھی اور اُس کتاب میں تمام عہد اور پیمان الہی کو
تھے اور سب عہدون سے بڑا عہد یہ تھا کہ ہر وقت کے پیغمبرون کی اطاعت کرو اور ساتھ اُنکے
ایمان لاؤ اور راہ تعظیم اور توقیر کی اُنکے ساتھ جاری رکھو حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے کہ
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تختیان توریت کی عنایت ہوئین تو حضرت موسیٰ نے اپنے اندر
طاقت اُنکے اُٹھانے کی نہ دیکھی حق تعالیٰ نے واسطے ایک ایک آیت کے اُٹھانے کے ایک
فرشتہ مقرر کیا وہ بھی نہ اُٹھا سکے بعد اسکے ایک ایک حرف کیواسطے ایک ایک فرشتہ بھیجا وہ بھی
نہ اُٹھا سکے جب حضرت موسیٰ کو اور فرشتون کو عظمت اور ثقل معنوی اُس کتاب کا معلوم ہوا اور
قدر اُسکی اُنکے ذہنون میں جانشین ہوئی تو حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ اب تو پر تیرے اُٹھانا اس کتاب کا
ہمنے ہلکا کیا حضرت موسیٰ اُسکو اُٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ
یعنی اور لائے ہم پیچھے حضرت موسیٰ کے بہت رسولون کو کہ حضرت یوشع اور حضرت الیاس اور
حضرت الیسع اور حضرت شمویل اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت شعیا اور حضرت ارمیا اور
حضرت یونس اور حضرت عزیر اور حضرت حزقیل اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور سوا اُنکے چار ہزار آدمی تھے
اور سب اوپر شریعت حضرت موسیٰ کے چلتے رہے اور مقصود بھیجنے اُنکے سے جاری کرنے احکام اُس
شریعت کے تھے کہ بسبب تکاسل اور سستی بنی اسرائیل کے محو ہوئی جاتی تھی اور بسبب تحریفات عالمون
بے عمل کے بدلے جاتی تھی پس یہ رسول بیچ بنی اسرائیل کے مانند علما ربانیین اور مجددین اس امت کے
دین کے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ یبعث لهذه الامة على راس كل
مائة من يجدد لها دينها یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پیدا کریگا اس امت میں ہر صدی پر ایسا شخص کہ تازہ
کریگا اس اُمت کیواسطے دین اُسکا پس تم میں ایسے لوگ تھے کہ انھون نے ان پیغمبرون میں سے بعضون کا انکار کیا
اور بعضون کو جیسے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا جان سے مار ڈالا اور اگر کہو تم کہ یہ پیغمبر ایسے معجزے بڑے بڑے نہ رکھتے تھے
جیسے حضرت موسیٰ رکھتے تھے اس واسطے ہمارے بزرگون کو اُنکے اندیشہ پڑا اور بسبب غلط فہمی کے اُنکی تکذیب کی اور

تفسیر خلیلی

ناشکری نے ایمان کی کبھی کوئی مدد بھی نکرے گا

تنبیہ

مسلمانون کو چاہیے کہ دنیا سے ہمیشہ دل اُٹھائے رہیں یہان کی کسی لذتون اور خواہشون میں کبھی نہ پھنسین

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا

مارڈالا ہم کہتے ہین کہ بعد اسکے اور پیغمبرون نے بڑے بڑے معجزے تمکو دکھلائے اور تمنے ہرگز یقین نکیا وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ یعنی اور دیئے ہمنے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے روشن جیسے زندہ کرنا مردہ کا اور اچھا کرنا اندھے مادرزاد کا اور برص والے کا اور پیدا کرنا پرندجانور کا اور خبر دینی غیب سے اور خود بخود سیکھنا توریت کا اور سوا اسکے کہ حضرت موسیٰ کے معجزون سے کم نتھے بلکہ باعتبار بعض وجوہ کے زیادہ معلوم ہوتے تھے خصوصًا اس جہت سے کہ ایک چیز خاص حضرت عیسیٰ کو دی تھی اور حضرت موسیٰ کو اس قسم کا معجزہ نہین ملا تھا اور وہ یہہ ہی کہ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی اور مدد دی ہمنے عیسیٰ کو ساتھ روح القدس کے اور روح القدس نام اس اسم الٰہی کا ہی کہ حضرت عیسیٰ ساتھ اس اسم کے مردے کو زندہ کر دیتے تھے اور بیمارونکو بسبب ہاتھ پھیرنے اور دم کرنیکے اچھا کر دیتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ روح القدس نام جبرئیل کا ہی وہ بموجب حکم الٰہی کے ہمیشہ حضرت عیسیٰ کی رفاقت اور اعانت مین رہتے تھے اور بعضون نے کہا کہ روح القدس عبارت روح پاک سے ہی کہ بیچ بدن حضرت عیسیٰ کے پھونکی گئی تھی اور ارواحون کی جو سے ممتاز تھی اور نسبت اسکی طرف قدس کے حاتم الجود کے قبیلہ سے ہی اور وہ روح ملکی تھی کہ عوارض بشری کم رکھتی تھی حاصل یہہ ہی کہ تائید کرنی ساتھ روح القدس کے باعتبار کسی معنی کے ہو حضرت عیسیٰ کے خواص مین سے تھی پس تم انکی تکذیب نہین کیسی وجہ سے کرتے تھے اور عیسیٰ لغت عبرانی مین معنی الیشوع کے ہی اور معنی الیشوع کے مبارک ہیں اور مریم لغت عبرانی مین معنی خادم کے ہی اور ہرگاہ انکی مان نے انکے تئین واسطے خدمت بیت المقدس کے نذر کیا تھا انکا نام مریم رکھا گیا یعنی آیا توڑا تمنے عہد محکم ہمارا بیچ حق ان پیغمبرون کے بغیر شبہ اور دستاویز اور عذر کے سوا اسکے کوئی وجہ نتھی کہ مخالف طبیعت تمہاری کے حکم فرماتے تھے اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ یعنی پس ہرگاہ کہ آتا تھا طرف تمہارے کوئی پیغمبر ان پیغمبرون مین سے بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ یعنی ساتھ اس حکم کے کہ نہین چاہتے تھے دل تمہارے اس حکم کو اسْتَکْبَرْتُمْ تکبر کرتے تھے تم قبول کرنے اسکے سے فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ پس بعضون کو انمین سے تکذیب کرتے تھے وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ یعنی اور ایک گروہ کو ان مین سے قتل کرتے تھے تم مانند حضرت شعیا اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے اپنے زعم مین اگرچہ حقیقت مین انکے اوپر دستیاب نہوے لیکن انکی شبیہ کہ او شخص تھا اسکو دار پر کھینچا اور مانند پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ایک بار سحر کیا اور ایک بار زہر دیا اور ایک بار دیوار کے نیچے فریب سے بٹھلا کر چاہا کہ ایک پتھر بھاری اوپر سے انکے اوپر ڈالین لیکن حق تعالیٰ نے ہر حال مین انکو محفوظ رکھا اور اسی نکتہ کے جتلانے کے واسطے قَتَلْتُمْ نفرمایا بلکہ صیغہ مضارع کا لائے

نص تفسیر

رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

اس واسطے کہ ابتک وہ بیچ فکر قتل پیغمبرون کے تھے آور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اثر زہر کا کہ یہودنے بکری کے
گوشت مین خیبر مین کھایا تھا ہر برس عود کرتا ہی کہ اُسکے سبب سے درد گلے کا اور خناق پیدا ہوتا ہی
یہانتک کہ اس وقت معلوم کرتا ہون کہ بسبب اثر اُسکے کے رگ میری جان کی چیری گئی پس حقیقت مین
وفات اس نبی کی بھی بسبب قتل اُنکے کے تھی آور اس بیچ کا ارشاد کہ اس آیت مین بیان فرمایا نہایت
بلاغت اُسکے اندر پائی گئی گویا ارشاد فرماتے ہین کہ وصف رسالت کا تمھارے نزدیک ایک شی کو ان
دو نو چیزون مین سے تقاضا کرتا ہی تکذیب یا قتل اور یہ نہایت جہالت ہی کہ ساتھ بہترین مخلوقات کے
بدترین معاملات سے پیش آؤ آور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی کہ روح القدس جبریل ہے
آور بخاری اور دوسرے صحاح مین موجود ہی کہ آنحضرت واسطے حسان شاعر کے منبر مسجد مین کھولتے تھے
اور اشعار آن کے کہ بیچ جواب شاعرون کفار کے کہتے تھے سُنتے تھے اور اُس کے حق مین دعا فرماتے
تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس پس معلوم ہوا کہ تائید روح القدس کی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعضے آدمیون کو بطفیل متابعت آنحضرتؐ اور ایمان لانے
ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام کے نصیب ہوتی ہی پس آنحضرتؐ کو تائید اُنکی بالاولی حاصل ہوگی اور ابن
حبان نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روح القدس
میرے سینہ مین پھونک مارتا ہی کہ کوئی جاندار نہین مرتا ہی جب تک کہ پورا نہین کرلیتا ہی رزق
اپنا پس ڈرو تم خدا سے اور رزق کے ڈھونڈھنے مین بہت کد و کاوش نکرو آور روح القدس کی
صحبت کے خواص مین سے یہ ہی کہ زبیر بن بکار نے بیچ کتاب اخبار المدینہ کے حضرت حسن بصریؒ
سے روایت کی ہی کہ جس شخص کے ساتھ روح القدس ہمکلام ہوتا ہی زمین کو حکم نہین کہ گوشت اُسکا
کھاوے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر اُسکو رد کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ کذبتم کو ساتھ
صیغہ ماضی کے اور تقتلون کو ساتھ صیغہ مضارع کے کس واسطے لائے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ تکذیب
پیغمبرون کی ایسی شی تھی کہ ہوچکی اور قتل کرنا اُنکا پیغمبرون کو ابھی تک تمام نہین ہوا اس واسطے کہ درپے قتل سب سے
افضل پیغمبرون کے ہین پس گویا ابتک مشغول قتل کے ساتھ ہین اور ہر چند کہ قتل پیغمبرون کا بھی مستلزم
تکذیب اُنکی کا ہی اور جب تک قتل باقی ہی تکذیب بھی باقی ہی لیکن تکذیب پیغمبر کی ابتداے بعثت
اُسکی مین حادث ہوتی ہی اور ایکدفعہ ہوچکی بخلاف قتل کے کہ بارہا اسباب اُسکے تیار ہوتے ہین اور اُن

تفسیر حلیلی

ہوا تو تم سرکشی کرنے لگے پھر ایک فرقے کو جھٹلا دیا اور ایک فرقے کو مار ہی ڈالا

ف

موسیٰؑ کے بعد اور عیسیٰؑ کے پہلے ایک ہزار نو سو پچیس ۱۹۲۵ برس مین جو جو رسول لگے تار آتے گئے وہ توراۃ ہی کے موافق حکم کرتے رہے جب عیسیٰؑ کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو انجیل عنایت کی اُسکے احکام پر عمل شروع ہوا عیسیٰؑ سے نمایان معجزے

اسباب کے بار بار تیار ہونے سے لازم نہین آتا ہی کہ تکذیب نئی حادث ہوتی رہے بلکہ باقی رہنا
تکذیب پہلی کا کفایت کرتا ہی اسی نکتہ کے واسطے تغیر اسلوب کی کی واللہ اعلم - وَ قَالُوْا
یعنی اور کہتے ہین یہودی پیغمبرون کے قتل کرنے کے عذر مین کہ ہمنے انکو اس واسطے مارا ہی کہ ہمارے
نزدیک صدق انکا ثابت نہین ہوا ہر چند عوام اور جاہل لوگ بسبب دیکھنے خارق عادتون انکے
کے فریب کھا کر سچا جانتے تھے اور انکی طرف میل کرتے تھے لیکن ہم مذہب اپنے مین اس قدر تعصب
رکھتے ہین کہ ہرگز ساتھ اس جوز و مویز کے فریب نہین کھاتے ہین اور ہرگز طرف کسی شخص کے کہ برخلاف
مذہب اور آئین ہمارے کے ہو ہر چند کہ خوارق اور کرامات اس سے صادر ہون رجوع نکرینگے
اور فرمانبرداری اسکی نہ اٹھاوینگے اور اس بات مین اس حد کو ہم پہنچے ہین کہ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ یعنی
دل ہمارے بیچ غلاف کے ہین خلق اور چاپلوسی اور صفائی تقریر کی انہین اثر نہین کرتی ہی اور
فریب کی باتون اور کرشمے دکھلانے سے تردد اور شبہہ مین نہین پڑتے ہین حق تعالے فرماتا ہی
کہ مقدمہ اس طرح نہین بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ یعنی بلکہ لعنت کی ہی انکے تئین اللہ تعالی نے اور رحمت
اپنی سے دور ڈالا ہی اور حق بات کے سمجھنے کی اور قبول کرنے اسکے کی انکے دلون مین جگہ
نہین دی ہی اسی سبب سے ہی کہ نصیحت کرنے والون کی طرف رجوع نہین ہوتے ہین
اور حق بات نہین سنتے ہین پس انکے تئین اشتباہ ہو گیا کہ تعصب باطل کو تصلب حق سے
جدا نہین کرتے ہین جو چیز کہ انکو حاصل ہی تعصب باطل ہی کہ ناحق شی کے اوپر جمے ہوے ہین
اور اسکے اوپر مستحکم ہین اور دعوی تصلب حق کا کرتے ہین اور وہ ان کو بالکل حاصل نہین
اور معنی تصلب حق کے یہ ہین کہ دین حق کو قوت سے پکڑے اور ہرگز طرف دین اور آئین
دوسرے کے نظر نکرے اور اوپر فریبون اور دھوکے بازیون شیطانون اور استدراجات جوگیون
اور راہبون کے کان نہ لگاوے اور بسبب درپیش آنے مصیبتون اور امتحانون کے بیچ خوبی
دین اپنے کے کسی طرح کا شک اور تردد پیدا نکرے اور یہ بات تمام دینون کے اندر مستحسن ہے اور ہر زمانہ
مین مطلوب ہی اور معنی تصلب باطل کے یہ ہین کہ بسبب حمیت رسم یا ریاست خاندان اپنے کے اوپر
مذہب دوسرے کے باوجود ظاہر ہونے نشانیون حقیت اسکی کے انکار کرے اور اپنے تئین نیک
اور غیر اپنے کو کہ نیک ہو بد جانے اور یہ بات مردود اور معیوب ہے اور انکے تئین ان دونو معنی مین

امتیاز حاصل نہین تعصب باطل کو تصلب حق جانتے ہین وبسبب حاصل ہونے اُسکے خود بینی اور فخر رکھتے ہین اور اگر وہ کہین کہ جب ہم ملعون ہمیشہ کے واسطے اور راندے گئے ہدی کی جناب ہین اور لیاقت قبول کرنے خطاب کی اور سمجھ حق بات کی ہمارے دلون مین سے چھن گئی ہی پس ہمارا اوپر کیا گناہ ہم معذور ہین ہم کہتے ہین یہ عذر اُنکا نامسموع ہی اسواسطے کہ اگر یہ حالت اصل سے ہوتی اور بغیر مداخلت اُنہی کے دلون مین پیدا ہوتی البتہ یہ معذور ہوتے لیکن یہ حالت ابتداءً جناب الٰہی کی طرف سے اُنکے اوپر فائض نہین ہوئی بلکہ بِكُفْرِهِمْ یعنی بسبب کفر اُنکے کے کہ جسوا ایک معجزے اور ایک پیغمبر اور ایک حکم الٰہی کا انکار کیا ایک نوع کی سختی اور سیاہی اُنکے دلون مین جمع ہوگئی اور جب دوسرے بار معجزے دوسرے اور پیغمبر دوسرے اور حکم دوسرے کا انکار کیا وہ قساوت زیادہ ہوئی یہانتک کہ غلاظت اور کثافت کی نوبت پہنچی جیسے کہ پانی کہ سردی کے موسم مین بسبب اپنے سرد کے کسیقدر کثافت اور غلاظت پیدا کرتا ہی اور جب بار بار ہوائے سرد کھاتا ہے تو سخت ہوجاتا ہی یہانتک کہ مانند پتھر کے ہوجاتا اور ہرگز کسی چیز سے متاثر نہین ہوتا ایسے ہی اُنکے دل جسوقت زیادہ سخت ہوگئے بالکل تاثیر نہین قبول کرتے ہین اور جو کہ بندہ کے اختیار سے قسم لعن اور دوری رحمت الٰہی سے بہ نسبت اُسکے پائی جاتی ہی اسمین جائے عذر نہین اور اسی سبب سے ہے کہ اکثر یہ لوگ ساتھ کتاب اور پیغمبر اپنے کے بھی ایمان نہین رکھتے ہین فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ یعنی پس بہت کم ایمان لاتے ہین ساتھ حضرت موسیٰؑ اور توریت کے باوجود اسکے کہ دعویٰ ایمان کا ان دونون کے ساتھ رکھتے ہین اور امام احمدؒ نے ساتھ سند صحیح کے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دل چار قسم کے ہین ایک دل ایسا ہوتا ہی کہ صاف ہوا اور اسمین چراغ چمکتا ہے اور ایک دل ایسا ہوتا ہی کہ غلاف کے اندر ڈالا ہوا ہے اور اوپر سے دھاگا لپیٹ کر خوب بند کردیا ہی اور ایک دل اُلٹا اور اوندھا کیا ہوا ہوتا ہی اور ایک ایسا ہوتا ہی کہ ایک صفحہ اُسکا سفید اور ایک صفحہ سیاہ دل صاف اور روشن مومن کا دل ہی اور چراغ روشن اُسمین نور ایمان کا ہی اور دل غلاف مین ڈالا ہوا دل کافر کا ہے اور دل اوندھا کیا ہوا دل منافق کا ہی کہ اُسنے بعد ایمان لانے کے انکار کیا ہے اور دل دورنگ وہ دل ہی کہ جس مین ایمان اور نفاق دونون جمع ہون اور مثال ایمان کی کہ دل مین ہوتا ہی مانند سبزہ کے ہے کہ اُسکے تئین ستھرا پانی

تفسیر خلیلی

اور کتنے مقدس رسولون کو قتل بھی کر ڈالا۔

تنبیہ

اسد تعالی نے اس آیت مین جن یہودیون کو خطاب فرمایا ہی اُنھون نے کسی نبی کو قتل نہین کیا تھا مگر چونکہ یہ لوگ اپنے اگلون کے اس فعل پر راضی تھے اس لئے وہی قصور انپر بھی ثابت رہا معلوم ہوا کہ گناہ پر راضی ہونیوالا

حدیث در تعریف قلوب کے بیان مین

مدد دیتا ہے اور بڑھاتا ہے اور مثال نفاق کی کہ دل میں ہو مانند ناسور کے ہی کہ ہمیشہ پیپ اور خون اُس سے نکلتا ہی ان دو جانب سے جو طرف کہ غلبہ کرتی ہی دوسرے کے احکام کو مغلوب کرتی ہی اور مضمون اس حدیث کا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حذیفہؓ سے روایت کیا ہی کہ فرماتے تھے القلوب اربعۃ قلب اغلف فذلک الکافر و قلب اجرد فیہ مثل السراج یزہر فذلک قلب المؤمن و قلب منکوس فذلک قلب المنافق عرف ثم انکر و قلب مصفح فیہ ایمان و نفاق فمثل الایمان فیہ کمثل شجرۃ یمدھا ماء طیب و مثل النفاق کمثل قرحۃ یمدھا القیح والدم فای المادتین غلبت علی الاخری غلبت علیہ اور حاکم نے ساتھ سند صحیح کے حذیفہؓ سے روایت کی ہی کہ گناہ کے کام اور خواہشیں نفسانی دلوں پر وارد ہوتی ہیں پس جس دل نے کہ انکار اُسکا کیا ایک نقطہ سفید اُس دل میں پیدا ہوتا ہے اور جس دل نے کہ انکار اُس گناہ کا نکیا ایک نقطہ سیاہ اُس دل میں پیدا ہوتا ہی پھر اگر دوسری بار وہی گناہ یا اور گناہ درپیش آیا اور اُسکا بھی انکار کیا تو سفیدی اُسکی زیادہ ہوتی ہی یہانتک کہ سفیدی خالص ہوجاتی ہی پھر اُسکو کوئی گناہ نہیں ستاتا ہی اور اگر دوبارہ بھی انکار نکیا اور اُس گناہ کو کرلیا تو سیاہی اُسکی زیادہ ہوجاتی ہے یہانتک کہ رفتہ رفتہ دل زنگ آلودہ اور اوندھا ہوجاتا ہے پس حق بات کو حق نہیں سمجھتا ہی اور باطل کو باطل نہیں جانتا ہی اور اسی مضمون کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہی قال ان الایمان یبدو لمظۃ بیضاء فی القلب فکلما ازداد الایمان عظما ازداد ذلک البیاض فاذا استکمل الایمان ابیض القلب کلہ وان النفاق یبدو لمظۃ سوداء فی القلب کلما ازداد النفاق عظما ازداد ذلک السواد فاذا استکمل النفاق اسود القلب کلہ وایم اللہ لو شققتم عن قلب مؤمن لوجدتموہ ابیض ولو شققتم عن قلب منافق لوجدتموہ اسود حاصل اِسکا یہ ہے کہ ایمان کے سبب سے دل میں سفیدی اور روشنی کا چمکارہ پیدا ہوتا ہے پس جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے پس جسوقت ایمان کامل اور پورا پورا ہوجاتا ہے تمام دل سفید اور نورانی ہوجاتا ہے اور نفاق کے سبب سے دل میں تھوڑی سی سیاہی آجاتی ہے اور جسقدر نفاق

تطبیق تفسیر

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ○

ف

اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں بلکہ لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب سو بہت تھوڑے ایمان لاتے ہیں

ف

بڑھتا جاتا ہی سیاہی پھیلتی جاتی ہی اور جس وقت پورا منافق ہوجاتا ہی تمام دل سیاہ ہوجاتا ہی
او قسم اللہ کی اگر چیرو تم دل مومن کا البتہ پاؤگے تم اسکو سفید اور اگر چیرو تم دل منافق کا البتہ پاؤگے
اسکو سیاہ اور دلیل اوپر اسکے کہ سختی یہودیوں کی اپنے دین میں جنس تعصب باطل اور حق پوشی
کی سے ہے یہ ہے کہ انھون نے پیغمبر وقت اپنے کی دیدہ و دانستہ اور حقیقت اسکی کو پہچانکر بغاوت
اختیار کی اور طریق عناد کا قبول کیا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ یعنی
اور ہرگاہ کہ آئی آگے انکے کتاب جانا انھون نے کہ یہ کتاب مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی خدا کے پاس
سے ہے اس واسطے کہ بڑے بڑے بلغا آدمیون مین سے معارضہ اسکے سے عاجز ہوے اور بھی دیکھا
انھون نے کہ یہ کتاب مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی موافق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہمراہ انکے ہی
کتابون پہلے نبیون کی سے حالانکہ وہ شخص کہ اسکے اوپر یہ کتاب اتری ہی بالکل اُس
کتاب کی واقفیت نرکھتا تھا خط عربی کہ اُسکے ملک مین رائج تھا اسکو بھی لکھ سکتا تھا چہ جائیکہ
خط عبرانی اور عبارت عربی کی لکھی ہوئی ہوتی اسکو بھی نہین پڑھ سکتا تھا چہ جائیکہ لغت
عبری وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ یعنی اور تھے یہ یہودی پہلے اترنے اس کتاب کے سے اقرار
کرنے والے ساتھ نبوت اس شخص کے اور بزرگی اُسکی کے اوپر سب نبیون کے اس واسطے کہ
بیچ وقت لڑائی اور خوف شکست اپنی کے يَسْتَفْتِحُونَ یعنی طلب فتح اور نصرت کی کرتے تھے
جناب الٰہی سے ساتھ نام اس پیغمبر کے اور جانتے تھے کہ نام اسکا اس قدر برکت رکھتا ہی کہ بسبب ذکر
اُسکے کے اور توسل پکڑنے سے ساتھ اُسکے فتح اور نصرت حاصل ہوتی ہے عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا یعنی
اوپر اُن لوگون کے کہ کفر قبول کیا انھون نے بسبب شریک کرنے غیر اللہ کے بیچ عبادت کے
اور انکار پیغمبرون کا کیا پس گویا اس پیغمبر کے نام کو مقوی اور مددگار تمام پیغمبرون کا جانتے تھے اور یہ
بھی یقین کرتے تھے کہ یہ پیغمبر بیچ کام کشی اور رد و در کرنے دینون باطلہ کے اس حد کو پہنچا ہی کہ نام اسکا
قائم مقام ایک لشکر جرار کے ہی ابو نعیم اور بیہقی اور حاکم نے ساتھ سند صحیح اور طریق متعددہ کے روایت
کی ہی کہ یہودی مدینہ اور یہودی خیبر کے جس وقت ساتھ بت پرستون عرب کے یعنی
فرقہ بنی اسد اور بنی غطفان اور جہینہ اور عذرہ کے جنگ کرتے تھے مغلوب ہوجاتے اور
شکست کھاتے لاچار ہوکر طرف دانشمندون اور کتابون اپنے کے رجوع کیا انھون نے بعد تامل

تفسیر خلیلی
یہ کہتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی سوائے اپنے دین کے اور کسی کی بات ہمسکو اثر نہیں کرتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق بات کا اثر نہ کرنا خدا کی پھٹکار کی نشانی ہے وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُمْ

بہت کے یہ دعا اپنے سپاہیون کو تعلیم کی کہ لڑائی کے وقت مین پڑھا کرین پھر مغلوب نہوے
اور فتح پاتے تھے دعا یہ ہی اللھم ربنا انا نسألك بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان
تخرجه لنا فی اخر الزمان وبكتابك الذی تنزل علیه اخر ما ینزل ان تنصرنا
علی اعدائنا یعنی اے رب ہمارے سوال کرتے ہین ہم تجھسے ساتھ حق احمد نبی اُمّی کے ایسے نبی کہ
وعدہ کیا ہی تو نے اس بات کا کہ ظاہر کرے اُسکو واسطے ہمارے بیچ آخر زمانے کے اور ساتھ
برکت کتاب تیری کے کہ اُتاریگا تو اوپر اُسکے پیچھے سب اوتری ہوئی کتابون کے یہ کہ غالب
کرے تو ہمکو اوپر دشمنون ہمارے کے آور یہی ان سب محدثین ذکر کیے گئے اور امام احمد اور طبرانی نے
سلمہ بن قیس سے روایت کی ہی کہ بیچ محلہ ہمارے کے کہ محلہ بنی عبد الاشہل کا تھا ایک یہودی رہتا تھا
ایکدن وہ یہودی اپنے گھر مین سے باہر آیا اور بنی عبد الاشہل کی محفل مین گیا اور کھڑا رہا اور پکار کر
کہا اور مین اُن دنون مین صغیر سِن تھا کہ اے مشرکو اور بت پرستو تم نہین جانتے ہو کہ بعد مرنے کے
کیا ہونا ہی ہم سب نے کہا کہ بارے تو کہہ کیا ہوگا کہا کہ تمام آدمی بعد موت کے زندہ ہونگے اور
بہشت و دوزخ ظاہر ہوگا اور حساب اعمال کا اور میزان موجود ہوگی اور ہر ایک کو موافق عمل
اُسکے جزا ملیگی کہا ہمنے یہ بڑی بعید بات کہتا ہی تو کہا اُسنے قسم خدا کی کہ اگر بدلے آگ اُس دن کے مجھکو
دنیا مین بڑے تنور مین کہ آگ سے بھرا ہوا ہو ڈال کر بند کرین اور آخرت کی آگ سے مجھکو نجات ہو جاوے
عین آرزو میری ہی ہمنے کہا دلیل سچے ہونے تیرے کی کیا ہی کہا دلیل اس کلام میرے کی
پیغمبر ہی کہ عنقریب مکہ اور یمن کی طرف سے ظاہر ہوگا اور جو کچھ مین کہتا ہون تمہارے اوپر ثابت
کردیگا کہا ہمنے وہ پیغمبر کب ہوگا اُس یہودی نے بائین اور دائین مجلس کو دیکھا اور میری طرف
اشارہ کیا اور کہا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑی ہووے البتہ زمانہ اُس پیغمبر کا پاوے سلمہ بن قیس کہتا تھا
کہ چند روز نگزرے کہ خبر پیغمبر ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ہوئی اور جب آنحضرت صلعم
مدینہ منورہ مین پہنچے ہم سب ساتھ بزرگی اسلام کے مشرف ہوے اور وہ یہودی ویسا ہی
کافر رہا اور بغاوت اور حسد کرتا تھا ہم اُسکو ملامت کرتے تھے کہتے تھے کہ ای فلانے تجھکو کیا بلا ہوئی کہ تو کافر
ہی رہا کیا تجھکو وہ بات یاد نہین کہ ہمسے کہی تھی تو نے وہ کہتا تھا ہان یاد ہی مجھکو لیکن یہ شخص وہ پیغمبر موعود
نہین حاصل یہ ہی کہ یہودی پیشتر آنے اس پیغمبر اور اس کتاب کے سے ساتھ وجہ کلی کے احوال دونکا

جانتے تھے یعنی چونکہ پیغمبر اور کتاب کو دیکھا نہ تھا اتنا جانتے تھے کہ ایسا ایسا پیغمبر اور ایسی کتاب اسکے ساتھ ہوگی اور بعد آنے ان دونوں کے علم جزئی بھی حاصل ہوا یعنی مشاہدہ کرکے شناخت کی فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا یعنی آئی جب انکے پاس وہ چیز کہ پہچان لیا انھوں نے اس چیز کو اور اوصاف کلیہ اسکے کہ پیشتر سے جانتے تھے اوپر اسکے مطابق پائے ہیئت اور شکل اور جائے ولادت اور مکان اور خصلتیں اور اخلاق انکے اور واقعات کہ تیرہ برس کی مدت میں انکے درپیش آئے تھے ویسے ہی تھے جیسے کہ جانتے تھے اور کتاب اوپر انکے اتاری ہوئی تھی اعجاز لفظی اور معنوی اور اوضاع شریعت اسکے اور حکمتیں کمال درجہ کی اور رعایت مصلحتوں عام کی سب اسمیں موجود تھیں کَفَرُوا بِهِ یعنی منکر ہوئے اس سے از روئے عناد اور حسد کے اور یہی ہی علامت تعصب باطل کی کہ لعنت سابق بھی اسی کے آثار سے ہے اور لعنت دوسری لاحقہ ہے یہ بھی اسی کے آثاروں میں سے ہے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی پس لعنت خدا کی ہے اوپر ان کافروں کے کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی کرتے ہیں اور بسبب بغاوت اور عناد اور حسد کے انکار حق صریح کا کرتے ہیں حالانکہ اوپر ذمہ انکے کے خصوصاً بمقتضائے عہد توریت اور عہد پہلے پیغمبروں کے واجب اور لازم تھا کہ کمال کوشش اور سعی بیچ نصرت اس دین اور اس پیغمبر کے صرف کریں تاکہ جانوں اپنی کو مطالبہ پورا کرنے ان عہدوں کے سے خلاص کریں پس یہ لوگ اس معاملہ میں مانند اس غلام کے ہیں کہ بعوض مال کے گرو تھا اگر وہ مال کسب کرکے ادا کرتا خلاص ہو جاتا اور یہ بات ہو سکتی تھی لیکن اس غلام کم عقل نے طریق خلاصی کا یہ سوچا کہ اصل سے اس مال کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ اس شخص کا حق جسکے ہاتھ میں میں گرو ہوں میرے اوپر کچھ نہیں بلکہ اس دعوے میں یہ جھوٹا ہے اور تمسک اسکا جعلی ہے ایسے ہی ان لوگوں نے انکار نبوت اس پیغمبر اور اس دین کا اور ابطال حقیت انکی کا وسیلہ خلاص کرنے اپنے کا ذمہ داری ان عہدوں واجب الوفا سے مقرر کیا پس بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ یعنی بری چیز ہے کہ خریدا انھوں نے ساتھ اس چیز کے جانوں اپنی کو واسطے کہ جانیں انکی بعوض ادا کرنے تکلیفات شرعیہ اور پورا کرنے عہد کے کہ بابت نصرت اور اتباع کے آنے والے پیغمبر کے گرو تھیں کہ اگر خلاف اسکا کریں عذاب الٰہی میں گرفتار ہووین اور انھوں نے چاہا کہ ان جانوں کو اس گرو سے خلاص کریں اور عذاب خدا کے سے امن میں ہو جاویں اور وجہ خلاصی کی

تفسیر حقی

منکروں پر خدا کی لعنت ہے

یہود جب کافروں کا غلبہ دیکھتے تو تھے دعا مانگتے الٰہی آخر زمانہ کے پیغمبر جلدی ظاہر ہوں یہ آیت انصار اور ان کے ہمسایہ یہود کے حق میں اتری ہے انصار کہتے ہیں ہم مدت تک جاہلیت کے زمانہ میں یہودیوں پر غالب رہے اس وقت ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب

سوائے اسکے اُنھون نے نباہی کہ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ یعنی یہ کہ انکار کرین علامتون اور صفتون پیغمبر آخرالزمانؐ کا کہ توریت مین موجود تھین اور ایسے ہی انکار کرین قرآن کا کہ وہ بھی دلیل صدق اور حقیت اُسکی کی ہے تاکہ اس سبب سے نصرت اور اتباع پیغمبر کا کرنا نہ پڑے اسواسطے کہ وجوب نصرت اور اتباع کا موقوف اوپر شناخت اس پیغمبر اور اس دین کے تھا اور متفرع اوپر اعتقاد صدق اور حقیت اُسکی کے اور جب کہ یہ شناخت اور یہ اعتقاد حاصل نہوا وہ وجوب بھی متحقق نہوا اور کاش اُنکو جہل واقعی یہ کفر اور انکار کروا تا اور فی الحقیقت صدق اس رسول کا اور حقیقت اس دین کی اُنکے تئین حاصل نہوتی کہ اُس صورت مین مستحق ایک غضب الٰہی کے ہوتے بسبب قصور نظر اور چھوڑ نے تامل کے بیچ نصوص توریت کے اور دلائل قرآن کے جیسے کہ اُمّی کافرون کے اندر یہی بات تھی لیکن ان لوگون کو فی الحقیقت یہ جہل اور نادانی نہ تھی بلکہ کیا اُنھون نے جو کچھ کیا بَغْیًا یعنی از راہ ضد کے اور بکروہ رکھنے اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ یعنی اسبات کے کہ اُتارے خدا تعالیٰ وحی اپنی کو کہ مِنْ فَضْلِهٖ یعنی وحی جنس فضل و عطاے الٰہی سے ہے کچھ عمل نیک کی اُجرت سے نہین اور نہ بشر اپنے کمال سے حاصل کرسکے پس پہنچتی ہے اللہ کو یہ بات کہ اُسکو نازل فرماوے عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ یعنی اوپر جس کسی کے کہ چاہے بندون اپنے سے بغیر کسی عمل اور استحقاق کے پس اس انکار مین کئی وجہ سے کفر مین پڑے اول یہ کہ کفر کیا ساتھ کتاب اپنی کے اور اُسکے نصوص کو تحریف کیا دوسرے یہ کہ کفر اور انکار کیا ساتھ قرآن کے باوجود ظاہر ہونے دلائل حقیت اُسکی کے تیسرے یہ کہ انکار کیا اور بکروہ رکھا ایک عمدہ فعل کو اللہ کے افعالون مین سے ساتھ عقل ناقص اپنی کے پس گویا اوپر خدا کے اعتراض کیا کہ وحی کو اسجگہ نہ بھیجنا چاہیے تھا چوتھے یہ کہ پیغمبر وقت کے ساتھ حسد کرکے قابل رسالت کا نہ جانا اور اُسکے کمالون سے آنکھ ڈھانپی اور بمجرد اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے گروہ مین سے وہ تھا اگرچہ کمالات خلقی اور عملی دونون اُنمین تھے اعتبار سے ساقط کیا اور اپنے تئین بمحض اس بات کے کہ فرقہ بنی اسرائیل مین سے ہین لائق مرتبہ رسالت کے جانا پس اہل کو نااہل اور نااہل کو اہل قرار دیا فَبَآءُوْ یعنی پھرے وہ مقام سوداگری اور تجارت کے سے کہ اُس سے خلاصی جانون اپنی کی قصد کی تھی بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ یعنی ساتھ غصہ اللہ کے کہ اوپر اُسکے اور غصہ ہے گویا غصہ الٰہی کو

توبر تو حاصل کرکے لائے اور اس ترکیب کو عرب کے لوگ بیچ مقام بیان کثرت شی کے استعمال کرتے ہین چنانچہ عرف مین رائج ہی کہ کہتے ہین نور علی نور اور اس بات کی حاجت نہین کہ فقط دو ہی قسم کا غصہ بیچ وقت استعمال اُسکے کے ملحوظ کرین بلکہ کثرت قسمون قسمون غصہ کی کہ پہلے اُنکا ذکر ہوچکا بیچ وقت استعمال اُسکے کے منظور ہی اور جب کہ انھون نے بسبب ان وجوہات کفر کے پشتارہ غصہ الٰہی کے اپنے اوپر اُٹھائے ہین اعتقاد تخفیف عذاب کا قیامت کے دن یا منقطع ہونا اُس عذاب کا چند روز مین بہت بعید ہی اور کس طرح عذاب اُنکا ہلکا او منقطع ہو حالانکہ انھون نے بسبب قتل اور تکذیب پیغمبرون کے قصد ذلیل کرنے ایسے شخص کا کیا ہے کہ حق تعالے نے اسکو دونو جہان مین عزت دی ہی اور بسبب طلب کرنے معجزون کے اسکو سچا کیا ہی پس قطع نظر وجوہ کثرت غضب کی سے اُنکے اندر ایک وجہ غصہ کی کہ وہ کفر ہی بلاشبہ پائی جاتی ہی وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ؕ اور واسطے کافرون کے عذاب ہی ذلیل کرنے والا ہرگز بعد گزرنے چند مدت کے عزت اُنکو حاصل نہوگی اور حصول حال پر وہ عذاب رہیگا سبکی اور تخفیف قبول نہ کریگا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عذاب ذلیل کرنیوالا بھی نہین ہوتا ہی جیسے کہ عذاب گنہگار مسلمانون کا کہ محض واسطے پاک کرنے اُنکے کے آلودگی گناہونکی سے ہی نہ واسطے اہانت اور ذلیل کرنیکے ساتھ دلیل قول اللہ تعالی کے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یعنی اور ہی واسطے اللہ کے عزت اور رسول اسکے کے اور واسطے مسلمانون کے پس عذاب گنہگارون ایماندار کا اس قسم سے ہی جیسے کہ باپ شفیق اپنے بیٹے کے اوپر اُس کے نفع کے واسطے زجر اور توبیخ اور گوشمالی وغیرہ کرے یا مثل خندا اور حجامت او مالش حمام کے ہے کہ واسطے پاک کرنے اُسکے کے گرد وغبار او میل مٹی سے کیا جاتا ہی اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ اہل کتاب کے تئین باوجود جاننے احوال اُس رسول کے اور ظاہر ہونے دلائل حقیت اُسکی کے نصوص پہلی کتابون کے سے کئی چیزین اس بات کے اوپر باعث ہوئین کہ انھون نے انکار کیا اور متابعت او موافقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کی اول یہ کہ بعضون کو اُن مین سے ایسا گمان تھا کہ نبی آخر الزمان چاہیے کہ بنی اسرائیل مین سے ہو اس واسطے کہ خاندان نبوت کا یہی خاندان تھا اور جب کہ وہ جناب بنی اسمعیل مین سے تھے متابعت اُنکی گوارا نہوئی اور کئی

تقسیم خلیلی

تنبیہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق کو پہچان کر نہ ماننے سے خدا کی لعنت ہوتی ہے تو جو لوگ کسی حکم کا قرآن وحدیث مین ہونا جانتے ہین اور پھر بھی عمل سے محروم ہین انکو بہت ڈرنا چاہیے اللہ تعالے فقط حق کو حق جان لینے واسطے بندے سے خوش نہین ہوتا

عوام اور جاہلون کو یہی باعث تھا کہ خاندان پرستی شیوہ اُنکا ہی اور منصبون کی لیاقت خاندانون
مین موروثی اعتقاد کرتے ہین دوسرے یہ کہ بعضے انین سے اپنے تئین اہل کتاب اور جاننے والے
احکام الٰہی کے جانکر پیغمبرون کی دعوت سے بے پروا اور بے احتیاج جانتے تھے اور کہتے تھے کہ
اگر پیغمبر کی حاجت اس زمانہ مین ہی تو عرب کے لوگون کو ہی کہ کبھی اُنکے اندر کتاب نہین اُتری
اور اُمی محض ہین پس نبوت اس پیغمبر کی خاص ساتھ گروہ عرب کے ہے اور جب آنحضرت صلعم
نے اُنکو بھی دین اپنے کی دعوت کی اور بعضے حکم اُنکی کتابون کے منسوخ کیے تو اُنکی رگ حسد
اور نخوت حرکت مین آئی اور واسطے انکار نبوت اور مقابلہ اور لڑائی کے درپیش آئے تیسرے یہ کہ
علما اور دانشمندون اُنکے نے باوجود جاننے اس بات کے کہ نبوت اس پیغمبر کی عام ہی تمام آدمیون اور
جنون کو اور یہ کہ پیغمبر آخر الزمان بنی اسمٰعیل سے ہوگا نہ بنی اسرائیل مین سے اور جائے پیدائش اسکی
مکہ ہی اور قوم اسکی قریش ہین اندیشہ اور فکر کیا کہ اگر ہمنے اس پیغمبر کی تابعداری کرلی سرداری اور
بڑائی ہماری جاتی رہیگی اور رشوتین اور نذرین اور تحفے کہ رعایا اور حاکمون جہان کے سے
لیتے ہین یک قلم نیست و نابود ہوجاوینگے ناچار طریق عناد اور عداوت کا اختیار کیا اور دیدہ و دانستہ
اصرار اوپر انکار نبوت کے کیا اور قرآن مجید مین احوال ان تینون گروہ کے جُدے جدے بھی اور ملے
ہوے بھی ذکر ہوتے ہین اور ان آیتون مین اکثر احوال تینون گروہ کے شمول مین بیان کیے گئے اس واسطے
کہ اصل مادہ کفر اُنکے کا خودپسندی اور بڑائی اپنی اور لائق رسالت کے اپنے ہی تئین جاننا اور آپکو
پیغمبرون اور رسولون سے مستغنی اور بے پروا ٹھہرانا ہی کہ لفظ بغیا ان ینزل اللہ من فضلہ
علی من یشاء من عبادہ کا اسی کے اوپر دلالت کرتا ہی باقی رہین اس جگہ کئی بحثین کہ مفسرین انکا تعرض
کرتے ہین اوّل یہ کہ لما کلمہ شرط کا ہی اور شرط کے واسطے جزا اور جواب چاہیے اور یہ کلمہ اس
آیت مین دو جگہ آیا ہی اول بیچ ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم کے اور دوسرے
بیچ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کے اور جزا اسکی دوسری جگہ کفروا بہ واقع ہوئی ہے
پہلی جگہ ایسی کوئی چیز مذکور نہین ہوئی کہ قابلیت جواب کی رکھے اسکی توجیہ کس طرح چاہیے
جواب اسکا یہ ہے کہ جواب لما کا پہلی جگہ محذوف ہی اور شرط اگلی اسکا قرینہ ہے اور اصل
عبارت اس طرح سے ہی ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم عرفوا انہ حق فلما جاءھم

بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب وللكافرين عذاب مهين

ماعرفوا کفروا بہ اور بعضے اہل عربیت نے کہا ہی کہ حقیقتہً جواب اسکا لفظ کفروا بہ ہی گو بحسب ظاہر
کے جواب لما جاءہم ماعرفوا بہ کا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ لما کو بیچ مقام دوسرے کے محض
واسطے تاکید کے لائے ہین بسبب طول کلام کے اور ظن اس بات کے کہ سننے والے کو
کلمہ لما کے سے کہ ابتدا آیت مین ہی غفلت ہو گئی ہو جیسا کہ بیچ فلا تحسبنہم بمفازۃ من
العذاب کے بعد لا تحسبن الذین یفرحون کے مقرر کیا گیا ہی اور اس توجیہ مین ایک
خدشہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے لما کو مکرر اور تاکید کیواسطے کہنا اُسوقت مناسب ہی
کہ مدلول مابعد اُسکے کا اور مدلول مابعد دوسرے لما کا ایک چیز ہو بغیر کمی بیشی کے جیسے کہ بیچ
لا تحسبن الذین یفرحون اور فلا تحسبنہم کے موجود ہے اور اس جگہہ درمیان دونون
مدلولون کے تغایر اور تفاوت ظاہر ہے ہواسطے کہ آنا کتاب کا کہ جس مین تصدیق پہلی
خبرونکی ہو مستلزم اس بات کو نہین کہ معرفت بھی اُنکی حاصل ہوجاوے اور یہ ظاہر ہی مگر یہ
معرفت کو حمل اوپر اُسکے کیا جاوے کہ استعداد قریب معرفت کے ہوجاوے اور اسطرح کہنے مین
بُعد ہے اور بعضے مُفسرین نے اس طرح کہا ہی کہ جواب لما کا پہلے مقام مین ساتھ قرینہ جزا آیندہ
کی محذوف ہے یعنی کذبوا واستہانوا کہ لفظ کفروا بہ کا اوپر دلالت کرتا ہی اور اس توجیہ مین
بھی خلل ہی اسواسطے کہ اس سورۃ مین لفظ فلما کا ساتھ فار تفریع اور تعقیب کے مناسب نہین
جیسے کہ اوپر صاحبون سلیقہ کے پوشیدہ نہین اور بھی تکذیب اور استہانۃ عین کفر ہے پس ترتب
ایک جزا کا اوپر دو شرطون متغایر کے کہ ایک عام ہی اور ایک خاص لازم آتا ہی حالانکہ لازم عام کا
لازم خاص کا ہی دوسری بحث یہ ہی کہ اشتری لغت عرب مین بمعنی خرید لینے کے ہی اور ظاہر
ہے کہ یہودیون لینے بسبب کفر کے جانون اپنی کو برباد کیا نہ یہ کہ خرید الپس معنی بئسما اشتروا
بہ انفسہم کے کیا ہوونگے جواب اسکا یہ ہی کہ پیشتر بیچ تفسیر اس آیت کے گذرا کہ یہودیون نے
ساتھ اس کفر کے قصد اسبات کا کیا کہ اپنی جانون کو کہ بیچ عہد اور پیمان اس امر کے کہ نصرت اور
اتباع اس پیغمبر کا کرینگے گرو تھین خلاص کرین اور جو کوئی کسی چیز کو گرو سے چھڑاتا ہی خریداری اُس
چیز کی کرتا ہی پس تعبیر کرنی اس معاملے سے ساتھ اشترا کے مناسب ہوئی اور بعضے مفسرین نے
کہا ہے کہ اشتروا بہ ساتھ معنی باعوا کے ہی ساتھ اس طریق کے کہ اشتری ساتھ معنی

تفسیر حقانی

انھون نے بیچ ڈالا بدلے اپنی جانون کو بیچا ہے وہ بہت بری چیز ہے کہ اللہ کی اُتاری کتاب سے اس ضد پر منکر ہو گئے کہ کیون اللہ نے اپنے فضل سے اپنے بندون مین سے جسپر چاہا اپنی کتاب اُتاری اس وجہ سے وہ غضب پر غضب کے مستحق ہوئے

شری کے ہے یعنی مزید بمعنی مجرد کے اور شری ساتھ معنی بیع کے ہے جیسے کہ بیچ آیت وشروہ
بثمن بخس کے اور بیچ آیت ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کے
اور جب کفر کو بسبب طمع اور حسد کے اختیار کیا گویا جانون اپنی کو بیچ جگہ ہلاکت کے ڈالا
اور بیچ ہاتھ موکلون دوزخ کے بیچا لیکن اس توجیہ مین خلاف عرف اور استعمال کا لازم آتا ہے
اسواسطے کہ اہل عربیت نے ایسا کہا ہے کہ اشترا اور ابتیاع استعمال عرب مین خاص خریدنے کے
معنی مین آتا ہے اور باع اور شری خاص ساتھ معنی بیچنے کے اور مبایعت اور مشارات مشترک ہے
دونون معاملون مین حاصل کلام دلیل صریح اوپر اسبات کے کہ یہودیون نے یہ معاملہ نقصان والا
محض حسد اور بغاوت کی راہ سے کیا ہے نہ راہ غلط فہمی کی سے اور نہ بسبب شبہ اور شک کے بیچ نبوت
اور شریعت اس پیغمبر کے یہ ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ - یعنی اور جب کہا جاتا ہے
انکے تئین کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اسچیز کے کہ اتارا ہے اسکو اللہ نے خواہ توریت ہو خواہ انجیل خواہ
قرآن مجید اسواسطے کہ سبب وجوب ایمان کا علاقہ عبودیت اور ربوبیت کا ہے بندہ کے اوپر واجب ہے
کہ اطاعت حکم خداوند اپنے کی کرے خواہ وہ حکم اسکی طرف بواسطہ گروہ اپنے کے پہنچے یا بواسطہ غیر کے
اور یہ علت سب کتابون کے اندر مشترک ہے بیچ جواب کے قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا یعنی کہتے ہین کہ ایمان
لاتے ہین ہم ساتھ اسچیز کے کہ اتاری گئی ہے اوپر گروہ ہمارے کے کہ مراد بنی اسرائیل سے ہے اور
اس قید لگانے سے احتراز کرتے ہین اسچیز سے کہ اوپر غیر بنی اسرائیل کے نازل ہوئی ہے مثل انجیل
کے اور قرآن کے پس منکر وہ جانتے ہین اتارنے کتاب کو اوپر غیر بنی اسرائیل کے اور حسد کرتے ہین
اوپر ان نبیون کے جنکو یہ کتابین دی گئی ہین وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ یعنی اور منکر ہوتے ہین
اسچیز سے کہ سوائے کتاب اپنی کے ہے باوجودیکہ وہ چیز کہ جسکے سبب سے ایمان لانا ساتھ اسکے
واجب ہے انکے اعتقاد کے موافق بھی پایا جاتا ہے وَهُوَ یعنی اور وہ یہ بات ہے کہ وہ کتابین فی نفسہا
الْحَقُّ یعنی سچی اور مطابق واقع کے ہین باعتبار مضمون اور دلیلون اپنی کے اور باوجود اسکے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ یعنی موافق ہے ساتھ اسچیز کے کہ ہمراہ انکے ہے یعنی کتاب کہ جسکے اوپر دعوی ایمان کا
رکھتے ہین اور ظاہر ہے کہ جب چیز فی نفسہ دلیل کے ساتھ سچی اور مطابق واقع کے ہو اور سے اسکے
اس شی کے ساتھ مطابق ہو جس شی کو وہ سچا جانتے ہین پس ایسی چیز کا یقین نکرنا صریح دلیل

تعصب جاہل اور عناد کی ہی لان مطابق المطابق مطابق یعنی اس واسطے کہ مطابق مطابق کا
مطابق ہی پس بیچ کلام اُنکے کے اگر تامل کیا جاوے صریح تناقض آتا ہی اس واسطے کہ دعوی
ایمان کا توریت کے ساتھہ رکھتے ہین اور جو چیز کہ موافق توریت کے ہی اُسکا انکار کرتے ہین پس
حقیقت مین یہ انکار انکار توریت کا ہی ہی اور ایمان لانا ساتھہ انجیل اور فرقان کے اُنکے اوپر لازم
آتا ہی اور اسی جہت سے یہ کلام اُنکی کہ صریح تناقض اور تخالف اُس مین ہی محتاج جواب کی
نہین اور اگر چاہیے توکہ بیچ جواب اُنکے کے مشغول ہووے پس بطریق تنزل کے اس دعوے
اُنکے کو تسلیم کر کے جواب مین قُلْ یعنی کہہ کہ اگر ایمان تمھارا ساتھہ توریت کے صحیح ہی پس توریت سے
یہ مضمون نکلتا ہی کہ عہد ایمان لانیکا ساتھہ ہر نبی کے لازم ہی کہ بعد اُسکے آوے پس کیا سبب ہی کہ
ساتھہ نبیون زمانہ اپنے کے ایمان نہین لاتے ہو اور اگر تمکو تمسک بالتوریت منع کرتا ہی اس بات
سے کہ جو نبی منسوخ کرنیوالا بعضے احکام توریت کا ہی اُسکے اوپر ایمان لاؤ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ
اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ یعنی پس کس واسطے قتل کرتے ہو اُسکے پیغمبرون کو کہ پہلے ہو چکے ہین اور کسی نے
ان مین سے احکام توریت کے منسوخ نہین کیے بلکہ واسطے رواج دینے احکام توریت و تائید شریعت
موسویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مبعوث ہوئے تھے مثل حضرت شعیا و حضرت زکریا اور حضرت
یحیی علی نبینا وعلیہم السلام کے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی اگر صحیح ہو دعوی ایمان تمھارے کا
ساتھہ توریت اور شریعت حضرت موسی علیہ السلام کے اور احتمال ہی کہ معنی آیت کے اس طرح ہون کہ
جب کہا جاتا ہی اُنسے کہ ایمان لاؤ ساتھہ اُس چیز کے کہ اُتاری ہی اللہ نے اس زمانہ مین یعنی قرآن مجید
کہتے ہین کہ ایمان لاتے ہین ہم ساتھہ اس قدر کے کہ ہمارے اوپر اُترا ہی مضمونون اور حکمون
قرآن کے سے یعنی جو حکم کہ مشترک مین درمیان کتابون ہماری کے اور اس کتاب کے اور انکار کرتے
ہین ساتھہ اُس چیز کے کہ سوائے اس قدر مشترک کے ہی مثل اُن احکام کے کہ منسوخ کرنے والے توریت کے ہین
حال آنکہ وہ بھی بیچ حقیقت اور تصدیق کرنے توریت کے برابر اُسی قدر کے ہین جس کا وہ یقین کرتے ہین
پس اُنکے نزدیک ایمان و کفر کا مدار اسپر ہوا کہ جو تابع حکم توریت و موافق شریعت موسوی ہووے
قبول کرنا چاہیے ورنہ مردود ہی پس اُن کے جواب مین کہہ کہ اگر سبب وجوب ایمان کا نزدیک تمھارے
یہی ہی پس جن پیغمبرون نے کہ پہلے ہو چکے ہین اُنھون نے مخالفت توریت کی نہین کی ہی اور

تفسیر خلیلی

لوگون کو نا جنس سمجھے (م) شیخی باز لوگ قیامت مین چیونٹیون کے برابر آدمی کی صورت مین اُٹھائے جاینگے وہان اُنکو ہر طرف سے ذلت ہوگی جہنم کے لوگ ناہسل خانہ کی طرف ہنکائے جاینگے اُن کو بڑی تیز آگ ڈھانکے ہوگی اور دوزخیون کا نچوڑ پلایا جاویگا (ت) اور اچھے ٹھاٹھہ و ساز و سامان کا اثر ہی کہ دوسرے نظر سے گر جاتے ہین اسواسطے اچھون نے

اُسکے حکمون کو منسوخ نہین کیا ہی اُنکو کس واسطے قتل کیا تمنے اگر تم ساتھ توریت کے ایمان رکھتے ہو
باقی رہا بیان کرنا نکتہ اس بات کا کہ تقتلون کو ساتھ صیغہ مضارع کے کس واسطے لائے ہین
حالانکہ لفظ من قبل کا صراحۃً دلالت کرتا ہی اوپر اُسکے کہ یہ قتل زمانہ ماضی مین ہو چکا ہی جواب اِسکا
یہ ہی کہ راضی ہونا ساتھ مقتول ہونے شخص کے یہ بھی بیچ حکم قتل اُس شخص کے ہی اور جب کہ اس
زمانہ کے لوگ اس فعل شنیع بزرگون اپنے کے سے راضی تھے اُنکو بھی قاتل مقرر کرکے اسناد فعل مضارع کی
اُنکی طرف کیوی گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ تم کس واسطے اس زمانہ مین انبیاؤن گزرے ہوؤن کو قتل کرتے ہو
بطریق رضامندی کے ساتھ فعل بزرگون اپنے کے کہ وبال اس فعل شنیع کا کہ مدتون پہلے تمھارے
وجود سے ہو چکا ہی اب اعمال نامہ تمھارے مین بھی لکھا جاتا ہی بلکہ کفر تمھارا منحصر اسمین ہی نہین کہ بعد حضرت
موسیٰ عم کے کتنے نبیون کو اپنے زمانہ مین مارا ہی بلکہ حضرت موسیٰ عم کے زمانہ مین بھی اس سے بھی بڑھ کر کفر
تم سے سرزد ہوا وَلَقَدۡ جَآءَكُم مُّوسَىٰ یعنی اور تحقیق آیا تھا تمھارے پاس موسیٰ عم کہ اوپر
شریعت اُسکی کے اپنے تئین قائم جانتے ہو بلکہ ساتھ بہانہ ایمان شریعت اُسکی کے اور شریعتون
سچی کا انکار کرتے ہو بِالۡبَیِّنَاتِ یعنی ساتھ معجزون ظاہر کے مثل عصیٰ اور ید بیضا اور پھاڑنا
دریا کا کہ صریح دلالت کرتے ہین اوپر اس بات کے کہ الوہیت اور عبادت خاص خدا کے واسطے ہی جل شانہ
اور دوسرا اگرچہ کیسا ہی کمال ہکالی کو پہنچ گیا ہو لیاقت معبودیت کی نہین رکھتا ہی ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ
یعنی پھر بنا لیا تمنے گوسالہ بے عقل کو معبود مِنۡ بَعۡدِهِ یعنی پیچھے جانے حضرت موسیٰ عم کے طرف
کوہ طور کے کہ کچھ سفر زیادہ نتھا اور وہ بھی تیس دن یا چالیس دن کہ اتنی مدت مین نہ دلالت
معجزون کی تمھارے نزدیک اعتبار سے جاتی رہی تھی اور نہ احکام لائے ہوئے اُنکے منسوخ ہوئے
تھے اور نہ منصب نبوت سے حضرت موسیٰ عم معزول ہوگئے تھے اور نہ اُنھون نے اس جہان سے انتقال
فرمایا تھا کہ بسبب نہ دستیاب ہونے معلم اور مرشد کے چپ و راست جاتے تم اور مانند ڈوبنے والے کے
ساتھ ہر ایک تنکے اور گھاس کے سہارا ڈھونڈھتے پس اُس وقت مین ایمان تمھارا ساتھ حضرت موسیٰ عم
اور شریعت اُنکی کے کہان گیا تھا اور بیچ اس تھوڑی سی مدت غائب ہونے حضرت موسیٰ عم کے حکم
عمدہ دین کا کہ توحید اور خاص کرنا عبادت کا خدا کے ساتھ ہے سامری کے کہنے سے کہ محض ایک سنار
مکار بازیگر تھا چھوڑ کر مخالف اُس حکم کے کہ کمال تخالف اور بُعد اُسکا طریقہ عقل اور انصاف

کے سے تھا اختیار کیا اس واسطے کہ گلے نے عقل کو خصوصاً صورت بنائی ہوئی بچھڑے کی ساتھ
جناب ربوبیت کے کیا شرکت او مشابہت وہم کیجاوے اور کس طرح حضرت موسیٰ کے حکم کو
منسوخ قرار دیا حالانکہ شریعت موسوی کو قابل نسخ کے نہیں جانتے ہو مگر تم سے یہ نسے انصافی بعید نہیں
اسواسطے کہ جو کوئی خوگر کسی چیز کیساتھ ہوتا ہے وہ چیز اسکو بہت خفیف کھلائی دیتی ہے اگرچہ
فی نفسہٖ وہ چیز نہایت قبیح اور شنیع ہو وَاَنۡتُمۡ ظَالِمُوۡنَ یعنی اور تم خوگر ہوئے ہو ساتھ ظلم کے گویا
ظلم کو تمہارے تخم میں خمیر کر دیا ہے اور اسی سبب سے ہی کہ بید طرک یہ حق تلفیاں کرتے ہو یہ ہی حال بیان تمہارے
بزرگوں کا ساتھ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے اور اگرچہ ہم کہ حال بیان انکے کا ساتھ توریت کے معلوم
کرو پس قصہ دوسرا سنو وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ لیا ہمنے عہد تمہارا
اوپر قبول کرنے احکام توریت کے اور جب توریت وہ تمہارے پہنچی اور احکام اسکے طبیعت اپنی پر
شاق و گراں دیکھے تو اس عہد سے پھر گئے تم او بیچ قبول کرنے اُن حکموں کے حیلہ بہانہ کیا تمنے پس تمکو
ساتھ زجر اور توبیخ کے اور خوف کھڑا کرنے پہاڑ کے سے اوپر سرن تمہارے کے پھر اس عہد کے اوپر لائے ہم
وَرَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ یعنی اور اٹھایا ہمنے اوپر سرن تمہارے کے پہاڑ کو تا کہ بسبب خوف گرنے اسکے کے
عہد اپنے سے نہ پھرو اور کہا ہمنے زبانی حضرت موسیٰ کی کہ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ یعنی پکڑو تم اس چیز کو کہ دیا ہے ہمنے
تمکو حکموں توریت کے سے اور تکلیفات شاقہ انکی بِقُوَّةٍ یعنی ساتھ اُس قوت کے کہ بیچ اٹھانے مشقتوں
دنیا کے خرچ کرتے ہو وَّاسۡمَعُوۡا یعنی اور سنو تم تمام وہ چیز کہ کہی جاتی ہے ساتھ تمہارے بیچ توریت کے تاکہ
کوئی چیز اوامر اور نواہی الٰہی سے فوت نہو اور تمہارے حافظہ سے باہر نجاوے قَالُوۡا یعنی کہا اُن
شخصوں نے بزرگوں تمہارے میں سے کہ اُسوقت میں حاضر تھے جسوقت پہاڑ گرنے سے ڈرے
سَمِعۡنَا یعنی سنے ہمنے احکام توریت کے وَعَصَیۡنَا یعنی اور نافرمانبرداری کی ہمنے اُن احکام کی
اسواسطے کہ ساتھ اس وضع کے قبول کرنا احکام شاقہ کا کارگر نہوگا اس سبب سے کہ جب تک خوف پہاڑ
کے گرنے کا ہمارے اوپر ہے چار و ناچار حرف تابعداری اور قبول کا زبان پر لاتے ہیں اور جب
اس خوف سے نڈر ہو جاوینگے اور شہوت او غصہ اور سستی او پر حالت اصلی اپنی کے آوینگے بے اختیار
صدور گناہ کا ہم سے ہوگا اور باعث اس کلمے کے کہنے پر ایسی حالتمیں کہ وقت نہایت خوف کا اور بھول
جانے شہوت کی باتوں اور غصہ کا تھا یہ تھا کہ محبت حسرت پرستی کی انکے جو نفس میں محکم ہو گئی تھی

تفسیر حقانی

اسی کو مانتے
ہیں اور اُس کے
سوا کسی کو نہیں
مانتے اور (حالانکہ)
قرآن[۱۲] بہت سچی کتاب
ہے اور اُن کی
کتاب کو بھی سچی
بتاتی ہے[۱۲] تورات
محمد[۱۲] اگر تم
مومن ہی تھے
تب پہلا پہلے زمانے
کے نبیوں کو
کیوں مار ڈالا
کرتے تھے "

ف

ایکبات پر اڑ جانا
اور اُس کے
سوا کسی کی نہ
سننا اگرچہ کیسا ہی
کھلا کھلا

وَاُشْرِبُوْا یعنی اور پلائی گئی تھی محبت گوسالہ کی کہ چند روز اسکو پوجا تھا مانند پلائے جانے شراب کے کہ جلدی سے خالی جگھون اور بدن کی ظرفون مین دوڑجاتی ہی پس ٹھیرا دیا تھا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ یعنی بیچ دلون اُنکے کے گوسالہ کو اور یہ تمام چیزین ابتداءً اللہ کیطرف سے اُنکے حق مین نہ آئین تھین تا کہ معذور اور مجبور ہوتے اور مانند حیوانات کے اوپر حرکتون اپنی کے عتاب کیئے گئے نہوتے بلکہ اس حالت کو جناب آلہی سے حاصل کیا بِکُفْرِھِمْ یعنی بسبب کفر اپنے کے کہ جب ایکبار اُنھون نے خدا کی آیتون کا انکار کیا اور وقت کے پیغمبر کو ستانا اُنکے دلون مین ایک زنگ پیدا ہوگیا پھر جب دوسری بار اسی طرح سے حرکت کی وہ زنگ زیادہ ہوگیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ حجاب دل کا بڑھکر غلیظ ہوگیا اس حد تک کہ اثر ہدایت کے پہنچنے کو مانع ہوا اور مثال اسکی یہ ہی کہ کسی شخص نے پہلے بار ایک غذا مخالف کھائی کہ بسبب اسکے ایک جھلی باریک اسکی بینائی پر آگئی دوسری بار بدپرہیزی کی اسکے بعد پھر کئی بار کی یہانتک کہ جالا ولدار اسپر آگیا اور تمام بینائی کو ڈھانپ لیا اور اندھا محض ہوگیا پس انکو کہ دعوی ایمان کا ساتھ توریت کے نہایت تاکید سے کرتے ہین یہانتک کہ ایمان اپنا منحصر اسی کتاب مقدس مین کرتے ہین اور کہتے ہین نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہٗ اور پھر بیچ وقت قبول کرنے حکمون اُس کتاب کے ایسے کلمات کفر کے کہتے ہین اُنکو بطریق سرزنش و طعن کے قُلْ یعنی کہہ کہ اگر کہنا کلمہ عصینا کا اور پلا دینی محبت گوسالہ کی اپنے دلون مین یہی ایمان تمھارے کا حکم ہے پس بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ یعنی بہت بری چیز ہے کہ حکم کرتا ہے ساتھ اُسکے ایمان تمھارا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اگر تھے تم ایمان لانے والے ساتھ اُس کتاب مقدس کے اُس وقت مین کہ یہ کلمے کہے تمنے اور یہ شراب محبت گوسالہ کی نوش کری تمنے اور اگر ساتھ اُس کتاب کے ایمان نہ تھا پس دعوی نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا کا باطل ہوا کہ عین وقت اُترنے توریت کے کفر اختیار کیا باقی رہین اس جگہ بحثین کئی کہ مفسرین اُنکا تعرض کرتے ہین اول یہ کہ ظاہر آیت سے سمجھا نہین جاتا ہی کہ بزرگون اُنکے نے بیچ وقت کھڑا کرنے طور کے اُنکے سرون پر اور قبول کروانے احکام توریت کے یہ دونون کلمے کہے ہون یعنی سمعنا و عصینا ورنہ یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ وقت کمال خوف اور ڈر کا تھا اسوقت مین ظاہر کرنا گناہ اور سرکشی کا موافق عادت بشری کے ممکن نہین اسیواسطے بعضے مفسرین اس طرف

گئے ہین کہ ضمیر قالوا کی راجع طرف تمام گروہ بنی اسرائیل کے ہی خواہ صول مین خواہ فروع اور ان دونو
کلمون کو تمام اس گروہ نے بطریق تقسیم کے کہا بعضون نے ایک کلمہ کہا اور بعضون نے دوسرا
یعنی باپ دادون اور بزرگون نے سمعنا کہا اور بیٹون پوتون غیرہ نے عصینا کہا اور اسی نکتہ کے واسطے
قالوا فرمایا ہی ورنہ مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلتم فرماتے لیکن قلتم کے کہنے مین خطرہ اس بات کا ہوتا تھا
کہ حاضرین اور مخاطبین نے سمعنا کا کلمہ بھی کہا ہو حالانکہ اُنسے سوائے عصیان کے دوسرا
وصف متحقق نہوا آور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ جو حاضر تھے وہ دو قسم تھے بعضون نے سمعنا
کہا اور بعضون نے عصینا اور ایک جماعت نے کہا ہی کہ تمام گروہ بنی اسرائیل کے نے یہ
دونو باتین کہین ہین لیکن سمعنا ساتھ زبان قال کے اور عصینا ساتھ زبان حال کے
آور بعضے علما اس طرح کہتے ہین کہ فی الحال سب نے سمعنا کہا اور بعد اسکے کہ وقت بجا لانے
تکلیفات کا پہنچا اور وہ تکلیفین اوپر اُنکے شاق ہوئین عصینا کہا حاصل کلام یہ ہی کہ مدار اس
اشکال کا اُسکی اوپر ہی کہ سمعنا دلالت اوپر اطاعت کے کرتا ہی اور عصینا برخلاف اسکے پس جمع
کرنا دو کلامون متنافیین کا عاقل شخص سے خصوصاً وقت کمال خوف اوپر اس کے ظاہر کرنا گناہ کا
کس طرح تجویز کیا جاوے اور اسی واسطے جواب مین کبھی ساتھ اختلاف قول کے یعنی بعضون نے ایک
کلمہ کہا اور بعضون نے دوسرا اور کبھی ساتھ اختلاف مانند دونون قولون کے یعنی ایک زمانہ مین
ایک قول کہا اور دوسرے زمانہ مین دوسرا قول اور کبھی ساتھ اختلاف آلہ قول کے کہ حال تھا یا
قال تھا دفع اس اشکال کا ارادہ کیا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سمعنا دلالت اوپر اطاعت کے نہین کرتا ہی
پس مدلول کلام اُنکے کا محض نافرمانی ہی گویا اس طرح کہا کہ ہم سب نے ان احکام کو کانون سے
سُنا لیکن اطاعت اِن حکمون کی نہین کرینگے پس جمع کرنا دو کلامون متنافیین کا لازم نہ آیا اب
ہم بیان اس امر کا کرتے ہین کہ قبول کرنا بھی بنی اسرائیل کا کہ اُس وقت مین حاضر تھے احکام توریت
کے کو متواتر اور ثابت ہی اور یہ کلام ظاہر دلالت اوپر نہ قبول کرنے کے کرتا ہی اسکی وجہ کیا ہے
اور بھی اُٹھانا پہاڑ کا محض واسطے قبول کروانے اُن احکام کے تھا اور اگر یہ لوگ یہ کلمہ کہتے پس
چاہیے تھا کہ پہاڑ کو اُنکے اوپر ڈالا جاتا اس واسطے کہ نافرمانی کی اور قبول نکیا کہتے ہین ہم کہ حقیقت
امر کی یہ ہی کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے پہاڑ کے اپنے سرون پر اول مین اُن حکمون کو قبول نہ کیا

تفسیر خلیلی
پس کر آیا پھر
تم نے اُس کی
غیبت مین بچھڑا
بنا لیا اور تم ظالم تھے
ف
موسیٰ علیہ السلام
کے نمایان معجزے
یہ تھے عصیٰ ید بیضا
من و سلویٰ
بدلی کا سایہ
کرنا پتھر سے
بارہ چشمے جو
نکلے طوفان
ٹڈی مینڈک
جوں خون۔
وَاِذْ اَخَذْنَا
مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا
فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ

اور یہ جانا کہ پہاڑ کا لانا محض ڈرانے کے واسطے ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون ع کی
شفاعت سے یہ حادثہ ہولناک مانند اور حادثوں کے دفع ہوجائیگا تکلیفین شاقہ توریت کی کس واسطے
اپنے ذمہ لازم کرین اُسی وقت مین یہ کلمہ اُنھون نے کہا تھا اور جب دیکھا کہ بعد کہنے اس کلمہ کے
پہاڑ زیادہ نیچے کو آیا اور نزدیک سرون کے پہنچا جانا اُنھون نے کہ یہ ناز و نخرے ہمارے مقبول نہوینگے
ناچار سجدہ مین گرے اور الفاظ قبول کرنے کے کہنے لگے اور سورۂ اعراف مین مفصلاً طرف اس قصہ کے
اشارہ فرمایا ہی بیچ اس آیت کے کہ واذ نتقنا الجبل فوقهم كانه ظلة وظنوا انه واقع
بهم الى اخرها یعنی اور جس وقت اُٹھایا ہمنے پہاڑ اُنکے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے وہ کہ وہ
گریگا اُنپر اور اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ ذکر اس قصہ کا بیچ اس مقام کے بعد ذکر کرنے واذ اخذنا
ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور کے کہ بیچ شروع قصون بنی اسرائیل کے درمیان رکوع ان الذين
امنوا ا + کے گذرا ہی تکرار نہین بلکہ یہ اول قصہ کا ہی اور وہ آخر قصہ کا مانند واذ قتلتم نفسا
فادارأتم فيها کے بعد واذ قال موسى لقومه ان الله يأمركم ان تذبحوا بقرة کے تفصیل اسکی یہ ہی کہ
ابتدا قصہ بنی اسرائیل مین بعد ذکر خذوا ما اتيناكم بقوة کے واذكروا ما فيه واقع ہوا اور
وہ دلالت کرتا ہی اوپر طلب یاد کرنے اور یاد رکھنے کے کہ بعد سننے اور قبول کرنے کے ہووے اور
اس جگہ واسمعوا کہ واسطے طلب سننے کے ہی اور ظاہر ہی کہ امر کرنا ساتھ سننے کے بیچ وقت عدم
قبول کے ہی اور بھی اُس جگہ یہ کلام ثم توليتم من بعد ذلك فلولا فضل الله عليكم
ورحمته لكنتم من الخاسرين صریح دلالت کرتا ہی کہ وہ لوگ قبول کرکے بعد ایک مدت کے پھر گئے
پس ان تمام قرینون سے سمجھا گیا کہ اُس جگہ مین بیان حال قبول کرنے اُنکے کا ہی کہ کس طرح بعد انکار
کے قبول کیا اور پھر وقت کے اوپر پھر گئے اور اس جگہ بیان ابتدا حال اُنکے کا ہی کہ اب تک
قبول نکیا تھا پس اشکال سب طرح سے دفع ہوگیا اور توہم تکرار کا بھی جاتا رہا دوسری بحث یہ ہے کہ
مقتضی ظاہر کلام کا یہ تھا کہ قلتم سمعنا وعصینا کہا جاتا جیسے کہ بیچ ميثاقكم اور فوقكم اور خذوا
اور واسمعوا کے الفاظ خطاب کے آئے ہین اس ظاہر کو چھوڑ کر قالوا صیغہ غائب کا کس واسطے لائے
جواب اسکا یہ ہے کہ طریقہ اہل کرم اور بزرگون کا ایسا ہے کہ آدمی کے گناہ کو اُسکے منہ پر ذکر نہین
کرتے ہین اور بے ادبی اُسکی کو بالمشافہ اُسکی طرف نسبت نہین کرتے ہین بلکہ جس وقت

وقف جبرئیل

ثم جاءكم ... وإذ أخذنا ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتيناكم بقوة واسمعوا قالوا سمعنا وعصينا وأشربوا في قلوبهم العجل بكفرهم قل بئسما يأمركم به إيمانكم إن كنتم مؤمنين

بیان کرنا بڑے بڑے گناہون مخاطب کا منظور ہوتا ہی التفات غیر کی طرف کرکے فائبانہ
حال اُسکے سے خبر دیتے ہین جیسے آقاؤن بڑے حوصلہ والون کا اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتھ
یہی معمول ہی اسجگہ بھی جبتک خدا تعالیٰ اپنی عنایتون کا مثل آخذ میثاق اور رفع طور اور
امر کرنا ساتھ آخذ کے اور سماع کے ذکر فرمایا تھا صیغہ خطاب کا لایا اور جب نوبت کر اس حرف
ثقیل انکے کی پہنچی توجہ طرف پیغمبر اور مومنین کے فرماکر بطریق غیبت کے نقل اُس حرف کی کی
پھر جب الزام دینا اور باطل کرنا دعوی انکے کا اُس حرف شنیع سے ثابت ہونا منظور ہوا پھر رجوع
بخطاب فرمایا مگر کہ یہ گویا انکے تئین مخاطب کیا لیکن بواسطہ پیغمبر کے گویا رتبہ خطاب مُنہ در مُنہ کا
انسے سلب ہوگیا تیسری بحث یہ ہی کہ اُشربوا بیچ استعمال فصحائے عرب کے دو معنی رکھتا ہے
ایک پلانا اور سیر کرنا اور وہ تفسیر گزری بنا اُسکی اوپر اسی معنی کے تھی اور اس مقام مین
ایک استعارہ لفظی ہے اور لفظ اُشربوا کا لانا بہت خوب اور خوش معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر
اشربوا کے معنی پلانے کے ہون بس جیسے کہ پانی زمین کو پلاتے ہین تو اُسکے سبب سے مادہ
روئیدگیون اور سبزیون کا زمین مین حاصل ہوتا ہی ایسی ہی محبت گوسالہ پرستی کے مادہ
افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ انکی کا ہوئی اور اگر شراب و مسکرات پلانے کے معنی ہون تو یہ مطلب ہوگا
کہ جیسے شراب رگ و ریشہ مین دوڑکر آدمی کو ایسا مدہوش و لایعقل کر دیتی ہی کہ بہن اور بیوی
اور نیک و بد مین کچھ تمیز نہین کرتا ویسا ہی انکو گوسالہ پرستی کی محبت نے مست و لایعقل کر دیا دوسرے
معنی اشربوا کے کسی ایک رنگ مین آمیزش و سرکی دینی جیسے کہ عرب کہتے ہین ثوب مشرب بحمرۃ
یعنی کپڑا سرخی مائل اور اس استعارہ مین بھی حسن اور لطافت پائی جاتی ہی اسواسطے کہ جیسے رنگ
کپڑے مین گھس جاتا ہی اور اُسکے مسام مین نفوذ کرتا ہی ایسے ہی محبت گوسالہ کی نے اور حرص عبادت
اُسکی نے اُنکے دلون کو رنگین کیا چوتھی بحث یہ ہی کہ یہ لفظ اُشربوا کہ صیغہ مجہول کا ہی دلالت اسبات پر کرتا ہے
کہ کسی اور نے اُنکے ساتھ یہ کام کیا ہی وہ شخص کون ہے معتزلہ کہتے ہین کہ سامری اور ابلیس نے اور آدمیون کے
شیطانون اور جنون کے شیطانون نے انکو اوپر عبادت گوسالہ کے فریفتہ کرکے ساتھ اس رنگ کے
رنگین کیا اور ساتھ اس شراب کے مست کیا اور اہل سنت کہتے ہین کہ مسبب الاسباب ایک
ذات ہی تمام اسباب اُسی کیطرف رجوع کرتے ہین اگر ابلیس ہے تو سبب گمراہ کرنے اُسکے یہ کام

تفسیر حلی

اسکو زور سے تھامو اور سنو بولے ہمنے سنا اور نہ مانا اور بسبب کفر کے انکے دلون مین بچھڑے کی محبت پلا دیگئی کہہ اگر تم ایمان لائے ہو تو تمہارا ایمان تمکو بہت بری بات سکھاتا ہے

ف

ایسی سخت بغض کی لیتر کہ پہاڑ سر پر اُٹھایا ہوا تھا اُسطرح کی بیباکی کا جواب دینا کہ سنا اور نہ مانا اسی سبب سے تھا کہ انکو دلون مین بچھڑے کی محبت بیٹھ گئی تھی (ع)

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ

کرتا ہے اور اگر سامری ہے تو اُس نے بھی اُسی کی تعلیم سے یہ صنعت سیکھی ہی پانچوین بحث
یہ ہے کہ ایمان ایک صفت اور عرض ہی اور امر او رنہی کو عقل کے ساتہ تعلق ہی ایمان سے امر کیونکر
متصور ہوسکے لیکن جو چیز کہ باعث کسی فعل پر اور سبب اُسکا ہوتی ہی اُسکو مشابہت ساتہ
امر اور حکم کرنے والے کے حاصل ہوتی ہی پس اُسکی سببیت کو تعبیر ساتہ امر کے کرتے ہین جیسے کہ
بیچ آیت ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر کے ایسی ہی تشبیہ دیکر صلوۃ کو نہی کرنے والا
قرار دیا ہے چھٹی بحث یہ ہی کہ اگرچہ ایمان نہایت شریف شی اور معظم چیز ہے اور افعال ذمیمہ کی
نسبت اسکی طرف جیسا بئسما یامرکم بہ ایمانکم مین موجود ہے مناسب نتھی لیکن یہہ مقام
الزام خصم معاند کے تہا کہ نسبت اشیا قبیحہ کی طرف اشیا واجب التعظیم کے جائز رکھی ہی ساتوین بحث
یہ ہی کہ تقریب اس کلام کی کہ ابتدا وقالوا قلوبنا غلف سے اسجگہ تک پہنچی ہے موافق قاعدون مناظرہ
کی یہ ہے کہ مضمون قلوبنا غلف کا کہ یہودیون سے صادر ہوا تھا دعویٰ کمال تشدد اور سختی
اہی کا دین اپنے مین تھا کہ یہ امر نیک ہے اور حق تعالیٰ نے اس دعوے کو اوپر اُنکی رد فرمایا ساتھ
اس طرح کے کہ یہ سب آثار لعن اور سختی دل کے ہین کہ بسبب کفر تمھارے کے تمھارے دلون پر
چھا گئے ہین پس بے التفاتی تمھاری طرف غیر دین اپنے کے اور نہ تامل کرنا دلیلون مین تعصب
باطل کے قبیل سے ہی نہ تصلب حق کی قسم سے اور علامت اسکی تین چیزین ہین اول یہ کہ قرآن اور
پیغمبر آخر الزمانؐ کو پہلے آنے سے نہایت متبرک اور معظم جانتے تھے اور ساتھ نام اُسکی کے اپنے
مطلبون مین وسیلہ ڈھونڈتے تھے جب یہ دونون بیچ بنی اسماعیل کے پیدا ہوے اور بنی اسرائیل
مین نہوئے رگ حسد تمھارے کی جنبش مین آئی اور قبول تمھارا ساتھ انکار کے بدل گیا اور یہہ دلیل
صریح اوپر تعصب تمھارے کے ہے دوسرے یہ کہ تم کہتے ہو کہ سوا ے توریت کے کسی کتاب کا ہمکو
یقین نہین اگرچہ وہ کتاب موافق توریت کے ہو اور یہ بھی علامت تعصب کی ہی جیسا کہ کوئی دوست
اپنا اگر السماء فوقنا کہے یقین کرین اور اگر کوئی دشمن اس کلام کو کہے یقین نکرین اور جھٹلاوین
سو یہہ تکذیب ہر شخص کے نزدیک باطل ہے اور اسی سبب سے ہے کہ تم نے بنی اسرائیل
کے نبیون کو کہ ہرگز مخالفت توریت کی نکرتے تھے بلکہ توریت کے حکمون کو مضبوط کرتے
تھے حمیت اور جہالت کی راہ سے قتل کر ڈالا پس معلوم ہوا کہ مخالفت تمھاری تعصب کی

راہ سے ہے نہ تصلب حق کی جہت سے تیسرے یہ کہ تمھارے بزرگون نے بیچ زمانہ حضرت موسیٰ کے بھی بے التفاتیان اور سرکشی اور اصرار اوپر محبت گوسالہ کے اور توڑنا عہدون محکم کا کیا ہے پس اگر انھین حرکتون کو دین اور ایمان کی مضبوطی کہتے ہو تو تمھارا یہ عقیدہ نہایت ہی بُرا ہے اور ان تینون علامتون مین کہ درمیان تعصب باطل اور تصلب حق کے فرق کرنیوالی ہین ترقی ادنیٰ سے طرف اعلیٰ کے واقع ہوئی ہے واسطے کہ اول دلیل جس انکے کی انکار کرنا قرآن کا باوجود ظاہر ہونے قرائن صدق اسکے کے ٹھرائی ہے بعد اسکے ساتھ قتل کرنے انکے نبیون کو باوجود اسکے کہ موافق توریت کے امر اور نہی کرتے تھے انکے اوپر نقض کیا ہے بعد اسکے حضرت موسیٰ کہ انکی حیات مین ساتھ مخالفت اپنی کے اُنپر نقض کیا ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ تعصب انکے کا ہے اور اگر گروہ یہود کا کہین کہ ہم اور کتابون کا کہ سوائے توریت کے ہین اور اور شریعتون کا کہ سوائے شریعت موسیٰ کے ہین اس سبب سے انکار کرتے ہین کہ ہمارے نزدیک بعد توریت کے کتاب دوسری آسمان سے نہین اُتری اور نہ کوئی شریعت دوسری آسمان سے آئی ہے پس کہنا ہمارا نؤمن بما أنزل علینا کا واسطے احتراز کرنے غیر منزل من اللہ کے سے ہے اور اس شے سے احتراز نہین جو منزل اللہ کی طرف سے ہوا اور پیغمبرے کے سو ہم اس صورت مین قابل ملامت اور عتاب کے نہین ہوسکتے ہین پس بیچ جواب ان کے کے یہ بات اُنسے قُلْ یعنی کہہ اگر ایسا ہے کہ بیچ اعتقاد تمھارے کے سوائے توریت کے کوئی کتاب نہین اُتری اور سوائے شریعت موسیٰ کے کوئی شریعت نہین آئی پس چاہیے تھا کہ گھر آخرت کا کہ مراد بہشت سے ہے اللہ کے نزدیک خالص واسطے تمھارے ہوتا اس واسطے کہ حقیقت منحصر تمھارے اندر ہوئی إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ + یعنی اگر ہووے واسطے تمھارے دار آخرت نزدیک اللہ کے خصوصًا جب کہ وہ دار آخرت خَالِصَةً یعنی خالص ہو تمھارے ہی واسطے اور دوسرا اسمین شریک نہوا اور عدم شرکت بھی ایسی نہین کہ بڑے بڑے درجے خاص تمھارے واسطے ہین گو چھوٹے چھوٹے درجون مین اور بھی داخل ہوجاوین بلکہ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ یعنی سوائے اور آدمیون کے کہ اور آدمی بہشت مین بالکل نجاوین پس چاہیے تمکو کہ موت زیادہ محبوب ہو تمھارے نزدیک زندگانی دنیا کی سے بسبب اسکے کہ یہی وسیلہ ہے حاصل ہونے ایسے گھر بڑی نعمتون والے کا

تفسیر خلیلی

خدا کے پیارے ہین (پ ۶- س مائدہ ر ۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تمکو اپنے بہشتی ہونے کا یقین ہے تو مرنے سے کیون ڈرتے ہو خدا سے موت مانگو کہ بہشت مین جا پہنچو پر وہ کبھی نہ چاہینگے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ

اور وہ اپنی شامت اعمال کے ڈرسے یہ آرزو کبھی نکرینگے اور خدا ظالمون کو خوب جانتا ہے وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ

اس واسطے کہ اگرچہ بسبب زندگانی دنیا کے اعمال کہ جنکے سبب سے درجے بلند ہوتے ہین میسر ہوتے ہین
لیکن بسبب اس زندگانی کے پہنچنا طرف اُس محبوب اور مرغوب کے جلدی سے نہین ہوتا ہی اور
بسبب مرنے کے جلدی سے وصال اُسکا حاصل ہوجاتا ہی اور قاعدہ محبت کا ہی کہ دوست کو
اپنے محبوب سے ایک ساعت اور ایک لحظہ کا دور رہنا مشکل پڑتا ہی اگرچہ یہ بات جانتا ہی کہ دیر آید
درست آید پس اگر یہ بات تمھارے نزدیک ثابت ہی فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی
پس آرزو کرو تم موت کی اگر ہو تم سچے اس دعوے مین اور اگر کہو تم کہ ہم اس سبب سے آرزو موت
کی نہین کرتے ہین کہ ہمکو یقین اس بات کا حاصل نہین کہ جس وقت آرزو موت کی کرینگے البتہ موت ہم پر
آجاویگی کہتے ہین ہم کہ اس خیال کو اپنے دل سے تم دور کرو اس واسطے کہ ہم مالک موت اور حیات کے ہین
تم سے اقرار کرتے ہین کہ جس وقت تم آرزو موت کی کروگے بلا توقف موت کو طرف تمھاری پہنچاوینگے چنانچہ
حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر یہودی آرزو موت کی کرین البتہ ہر شخص ساتھ پانی مُنہ اپنے کے گلا گھٹ کر
اپنی جگہ مرجاوے اور زمین پر کوئی یہودی باقی نرہے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جو تمنے ممکن ہی بیچ وقت
تحدی اور ظاہر کرنے معجزے کے موافق وعدہ الٰہی کے واجب الوقوع ہوجاتی ہی لیکن بیچ وجوب
معلق اوپر آرزو انکی کے تھا جب انھون نے آرزو نکی وجوب بھی متحقق نہوا وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا
یعنی اور ہرگز آرزو موت کی نکرینگے کبھی جب تک دنیا مین زندہ ہین گو بعد چکھنے موت اور دیکھنے
سختیون کے کہ موت سے بھی زیادہ ہونگی چار و ناچار کہین گے کہ یا لیتھا کانت القاضیۃ و یا
لیتنی کنت ترابا یعنی کسی طرح وہی موت ہوجاتی اور کسی طرح ہوتا مین مٹی اس واسطے کہ یہ لوگ بسبب سچا
جاننے اس نبی کے کہ تجربے سے راست گوئی اُسکی وعدہ اور وعید مین معلوم کرلی ہی یقین جانتے ہین کہ
جس وقت ہم آرزو موت کی کرینگے موت آجاویگی اور بعد مرنے کے اللہ تعالیٰ جزا پوری دیگا
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ یعنی موافق اُسکے کہ آگے بھیجا ہی ہاتھون اُنکے نے اور ہاتھون کی طرف
نسبت اس واسطے کی کہ اکثر کام ہاتھون سے ہوتے ہین اور کس واسطے حق تعالیٰ جزا کامل اور بُرے
کامون اُنکے کے باوصف کمال ظلم کے کہ اُنھون نے کیا ہی ندیوے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ
یعنی اور خدا تعالیٰ دانا ہی ساتھ ظالمون کے یعنی اُنکو جانتا ہی اگرچہ آرزو موت کی نکرین
اور اُس سے ہزارون فرسنگ بھاگین البتہ اُنکو موت سخت پہنچے گی اور مرینگے اور بعد

مرنے کے اپنے اعمال ناشائستہ کی جزا پاوینگے اور بیہقی نے بیچ کتاب الدلائل کے ابن عباسؓ سے روایت
کی ہے کہ جب آیت پہلی اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو جمع فرما کر کہا کہ اگر تم اس دعوے
مین سچے ہو پس ایک بار زبان سے کہو کہ اللھم امتنا یعنی بار خدایا ہمکو مار ڈال قسم اُس خدا کی
کہ جان میری بیچ ید قدرت اُسکے کے ہے کہ کوئی آدمی تم مین سے یہ دعا نکریگا مگر پانی گلے
اُسکے کا مادہ خناق مہلک کا ہوگا اور گلے اُسکے کو بند کریگا اور فی الفور مرجاویگا یہودیون نے
اس کلمہ کہنے سے انکار کیا اور ڈرے اور بعد اسکے یہ آیت اُتری کہ ولن یتمنوہ ابدًا
بما قدمت ایدیھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ لن یتمنوہ ابدًا یعنی
قسم اللہ کی ہرگز آرزو نکرینگے موت کی ہمیشہ حاصل یہ ہے یہ کلام یعنی لن یتمنوہ ابدًا گر خبر
اس بات کی ہے کہ یہودی کسی وقت آرزو موت کی نکرینگے خبر غیب کی ہے اور مطابق واقع
کے اسواسطے کہ اگر وہ آرزو موت کی کرتے البتہ نقل اُسکی ہوتی بلکہ تواتر سے ثابت ہوا کہ آدمی
اس قسم کی امتحان کی باتون مین منتظر رہتے ہین کہ کب یہ چیز ہوگی اور جس وقت وہ شی ہو جاوے
جلدی اُسکو مشہور کر لیتے ہین اور اگر کسی کے اس جگہ شبہ دل مین گزرے کہ آرزو اور
خواہش کام دل کا ہے نہونا اُسکا خلق کو کیونکر معلوم ہو سکے پس مطابقت اس خبر کی ساتھ
واقع کے کس طرح ظاہر ہو کہتے ہین ہم اوّل تو تمنی کام دل کا نہین بلکہ لغت عرب مین تمنی اسی کو
کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی زبان سے آرزو کسی چیز کی ظاہر کرے اور کہے کہ کاشکے چیز مجھکو
حاصل ہو اور دلیل اسکی یہ ہے کہ انبیا ایسی شے کے ساتھ معارضہ و مقابلہ کرتے ہین کہ ظاہر اور روشن ہو
نہ مخفی اور چھپی ہوئی اور ظاہر ہے کہ دل کی باتون پر سوائے علام الغیوب کے کوئی مطلع نہین ہو سکتا ہے
بیچ مقام مقابلہ اور ثابت کرنے حقیقت کسی مسئلہ کے مسائل سے یا کسی دعوے کے دعاوی مین سے
پوشیدہ امر کے اوپر بنا کرنی خلاف غرض کے ہے اسی واسطے بیچ روایتون ابن عباس کے کہ
پیشتر ذکر اُنکا آیا ہے گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمجرد کہنے کلمہ اللھم امتنا کے
کفایت کی اور یہودیون سے سوائے اسکے یہ نکہا کہ دل مین آرزو موت کی کرو دوسرے یہ کہ
سلمنا یعنی مان لیا ہمنے کہ آرزو کام دل کا ہے لیکن کوئی کام دل کے کامون سے ایسا نہین ہے کہ
وجود اور عدم اُسکے کی افعال جوارح سے نہ لے سکین اور اسی واسطے کہا ہے کہ ما من عیان الا ولہ بیان

تفسیر حلبی

ہزار برس جیتا حالانکہ اگر اتنی زندگی اُسکو نصیب بھی ہو تو اُسکو عذاب سے بچا نہیں سکتی اور انکے کامونکو خدا خوب دیکھ رہا ہے

ف یعنی مشرک لوگ جو تمام دنیا کے آدمیون سے زیادہ زندگی کے حریص ہین اور صرف زندگی دنیا کی زندگانی ہی دنیا کی زندگانی سے وہ مرنے کے بعد کی زندگانی کو نہین مانتے یہود و نصاری اُن سے بھی زیادہ زندگی کے حریص ہین حالانکہ وہ ...

یعنی نہین کوئی چیز مگر کہ واسطے اُسکے بیان ہی یعنی مبین ہین اور بھاگنا مدعیون کا موت سے اور اسباب اُسکے سے بلکہ طلب بانی موت کی سے اور ذکر لسانی اُسکے سے دلیل صریح ہی اسپر کہ اُنکے تئین محبت موت کی بالکل دل مین نہتھی اسواسطے کہ ساتھ آرزو کسی شے کے کراہیت اُس چیز کی جمع نہین ہوتی ہی تیسرے یہ کہ حال یہودیون اُس وقت کا دو شق سے خالی نتھا آرزو دلی موت کی کبھی اُن سے موجود ہوئی یا نہوئی اگر نہوئی پس یہ خبر مطابق واقع کے ہوئی اور دلیل صحت نبوت کی پائی گئی اور اگر آرزو موت کی متحقق ہوئی پس چاہیے تھا کہ زبان سے اظہار اُس آرزو کا کرتے تاکہ خجالت الزام اور باطل ہونے دعوے اپنے کی سے نجات پاتے عقل والے آدمی واسطے دور کرنے اس خجالت کے ہزارون جھوٹ باندھ لیتے ہین اُنکے تئین بسبب اُس کلمہ سچے کہنے کے کیا چیز ہاتھ سے جاتی تھی کہ اُسکے سبب سے کہا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ اگر اُنکو آرزو موت کی دل مین ہوتی اور زبان سے اظہار اسکا نکرتے تب بھی خجالت اور شرمندگی الزام کی طرف اپنے عائد کرتے اور جھوٹے بھی ہوتے اور کوئی عقلمند شخص ایسی حرکت خراب خفیہ نہین کرتا ہی جس مین ضرر دنیا کا بھی ہو اور ضرر دین کا بھی ہو بلکہ اگر آرزوے دلی موت کی اُنکے تئین نہوتی اور زبان سے اُسکو ظاہر کرتے تو نزدیک عقل والون کے پھر بھی احتمال جھوٹ کا اُنمین باقی تھا کہ جھوٹ کو واسطے بچانے حرمت اور آبرو اور سخن پروری اپنی کے بہت شیرین جانتے ہین پس بند رہنا یہودیون کا ظاہر کرنے اس آرزو کے سے ساتھ زبان کے دلیل صریح ہے ثبات کے اوپر اسکے کہ یہ آرزو اُنکے دلون مین نہین باقی رہے اسجگہ کئی سوال تحقیق طلب ہیں اول یہ کہ بطریق معارضہ اور تقلب کے یہ کلام بعینہ مسلمانون کے اوپر بھی وارد ہوتی ہی یہودیون کی طرف سے اسواسطے کہ اُن کو پہنچتا ہے کہ کہین مسلمان بھی دعوی کرتے ہین کہ بہشت اور ما فیہا خاص ہمارے واسطے ہی اور کوئی فرد مثل یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین کے اُسمین نہین داخل ہوئیگا اور باوجود اسکے آرزو موت کی نہین کرتے بلکہ ہزارون ترکیبین اس سے بچنے کی کرتے ہین پس ہم بھی اگر یہ دعوی کرین اور موت سے بھاگین اور اُسکو مکروہ جانین تو ہمارے اوپر کیا الزام عائد ہو سکتا ہی اور حل اسکا یہی کہ اسجگہ دو اعتقاد ہین اول یہ کہ بہشت خالص ہمارے واسطے ہے اور دوسرے فرقون کا اُس مین حصہ نہین دوسرے یہ کہ ہم جس طرح سے ہون گے بہشت مین جاوینگے

اور مجموعہ ان دونوا عتقادون سے محبت موت کی بلاشبہ لازم آتی ہے گو ہر ایک اعتقاد کو علیحدہ علیحدہ
یہ بات لازم نہو بلکہ عند التحقیق بیچ لازم ہونے اس محبت کے اعتقاد دوسرا بھی کفایت کرتا ہے
اور یہودیون کو دو نوا عتقاد تھے جیسے کہ مجموع کلام اُنکے سے کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ
ولن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری سے ظاہر ہوتا ہے بخلاف مسلمانون کے
کہ یہ لوگ دوسرا اعتقاد نہین رکھتے ہین بلکہ ہمیشہ اعمال برے اور قول ناشائستہ اپنے سے
خوف کرنے والے اور ڈرتے رہتے ہین پس یہ کلام اُنکے اوپر اُلٹ کر نہین آتی ہے اور
محبت موت کی اُنکے اعتقاد کو لازم نہین اس واسطے کہ کلمہ لکم الدار الاخرۃ عند
اللہ خالصۃ من دون الناس کا اوپر مجموع ان دونوا عتقادون کے دلالت کرتا ہی اس واسطے کہ
لام نفعیہ بیچ لکم کے اشارہ کرتا ہی طرف حاصل ہونے ثواب اُس جگہ کے واسطے تمام مخاطبون
کے اور لفظ خالصۃ کا دلالت کرتا ہی اوپر اس بات کے کہ وہ ثواب عذاب سے خالص ہوگا
یعنی صرف ثواب ہی ثواب ہے پس معنی کلام کے یہ ہوگئے کہ اگر تمھارے نزدیک بہشت واسطے
نفع فرقہ تمھارے کے ہی اور کسی طرح کا عذاب بہشت کے داخل ہونے سے پہلے نہوگا اور دوسرونکو
یہ منصب حاصل نہین تاکہ بسبب شراکت کے اُس نعمت کی پروا نکرین پس بیچ آرزو موت کے
کہ بسبب اُسکے جلدی سے اس نعمت کی طرف پہنچ جاؤ کیون توقف کرتے ہو اور باوجود اسکے جو مسلمان کہ
بیچ مقابلہ یہودیون کے اس وقت مین تھے مثل جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار کے
اُنکے تئین ممکن تھا کہ دو وجہ سے اس قلب کا معارضہ کرین اوّل یہ کہ ہم اور پیغمبر ہمارے واسطے
پہنچانے احکام شرع اور جاری کرنے احکام الٰہی کے مبعوث ہوئے ہین بلکہ اس وقت مین
یہ منصب عالی منحصر ہمارے اندر ہے اور اگر ہم مرجاوین اور ہلاک ہون تو قیامت تک یہ بات
ممکن نہین کہ دوسرے کو یہ منصب عالی حاصل ہو اس واسطے کہ پیغمبر ہمارے خاتم المرسلین ہین اور اول ایمان
والے ہم ہین اگر ہم نہون تو کون شخص قولون اور فعلون پیغمبر کو اور احکام کو جو اللہ کی طرف سے
آئین ہین پچھلے لوگون کی طرف پہنچاویگا اور ایسا پہنچانا کہ حد تواتر کو پہنچے اور حجت پکڑنی اُسکے ساتھ
ممکن ہو پس جو مقصود حکمت الٰہی مین ہمارے وجود سے ہے تمام نہین ہوتا ہی مگر ساتھ زندگی ہمارے
کے اور اسی جہت سے ہم راضی اپنے موت کے اوپر نہین ہوتے ہین تاکہ باطل کرنا حکمت خالق

تفسیر حقانی

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ

تو کہہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو (وہ اُسکا کیا بگاڑتا ہے) جبرئیل نے تو یہ خدا کا کلام تیرے دل پر خدا کے حکم سے اُتارا ہے (اور یہ کلام خود) سامنے والی کتاب کو سچ بتا رہا ہے اور ایمان والون کے واسطے ہدایت اور خوشخبری ہے جو کوئی خدا کا

اپنے کانوں میں وے سرے یہ کہ ہر فرد اُن مسلمانوں کا جو اُس وقت میں تھے موت کی محبت سے بھرے
ہوئے تھے اور شوق لقائے الٰہی کا رکھتے تھے مانند غلام فرمانبردار کے کہ واسطے حاصل کرنے مرتبے
بلند کرنے اختیار ملازمت مولی اپنے کی چلنے والا ہوتا ہے نہ مانند غلام بھاگے ہوئے کے کہ
چور کی مانند مالک کے روبرو ہونے سے بھاگتا ہے اور دلیل اوپر اس محبت و شوق اُنکے کے یہ ہے
کہ جان و مال اپنے کو بیچ جہاد کے خرچ کرتے تھے اور روحوں اپنی کو سپر اس دین کی بناتے تھے یہانتک کہ
حق تعالیٰ نے اُنکی شان میں نازل فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه
فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر یعنی مسلمانوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچا کر دکھایا جس چیز کو
کہ قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ان میں وہ ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی اُن میں سے منتظر ہے اور یہ بھی
نازل فرمایا کہ ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یعنی تحقیق اللہ
نے خریدی مسلمانوں سے اُنکی جان اور مال بدلے اسکے کہ واسطے اُنکے بہشت ہے اور بھی فرمایا ہے
ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله یعنی اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ بیچتے
ہیں جان اپنی واسطے طلب کرنے رضامندی اللہ کے اور حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعد ہر نماز کے یہ دعا کرتے تھے اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك
ووفاة ببلد رسولك یعنی اے بار خدایا نصیب میرے کر شہادت بیچ راستے اپنے کے
اور مرنا بیچ شہر رسولؐ اپنے کے اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
کہ کان یطوف بین الصفین فی غلالة یعنی درمیان دو صف لڑائی کے گھوڑے اپنے کو
کُدواتے تھے حال آنکہ ایک کرتہ باریک عرق چین کا پہنے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
نے اُنکی خدمت میں عرض کیا کہ ما هذا بزی المحاربین یعنی نہیں ہے یہ لباس لڑائی کا کہ تمنے
پہنا ہے اس جگہ زرہ اور چہلتہ اور مانند اُسکے چاہیے فرمایا یا بنی لا یبالی ابوك علی الموت
سقط ام سقط علیه الموت یعنی اے بیٹے میرے نہیں پروا رکھتا ہے باپ تیرا کہ اوپر موت
کے گرے یا گرے اوپر اُسکے موت اور حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ بیچ حالت نزاع
کے اُنکے تئیں فرحت اور خوشی بہت حاصل ہوئی اور ساتھ آواز بلند کے
فرماتے تھے کہ جاء حبیب علی فاقة ولا افلح من ندم یعنی موت کہ محبوب میری ہے

عین انتظار اور کمال اشتیاق مین آئی اور جسنے اسکے آنے سے ندامت اٹھائی اسکو فلاح نہو وے
اور عمار بن یاسر بھی صفین کی لڑائی مین یہی نعرہ مارتے تھے الآن الق الاحبۃ محمدا وحزبہ
یعنی اب ملاقات کرونگا مین دوستون محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور گروہ اُسکے سے اور جب
ایک ہزار اور چار سو آدمیون نے حدیبیہ کے دن آنحضرت کے ساتھ بیعت اوپر موت کے کی
حق تعالی نے بیچ شان اُنکی کے یہ آیت بھیجی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ یعنی تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانون سے جس وقت بیعت کی اُنھون نے
تجھسے نیچے درخت کے حاصل کلام یہ ہی جو کوئی خصلت نیک صحابہ کبار کی سے خصوصاً
صحابہ کہ بدر اور احد مین حاضر تھے اور بیعت الرضوان والون سے واقف ہو یقیناً جان لے کہ
یہ لوگ بیچ محبت موت فی سبیل اللہ کے طرف قدم راسخ اور محکم رکھتے تھے یہانتک کہ سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیچ خط اپنے کے طرف رستم بن فرخ زاد کے کہ سردار لشکر کفار کا تھا لکھا تھا کہ
فان معی قوما یحبون الموت کما یحبون الاعاجم الخمر یعنی تحقیق ساتھ میرے ایسی قوم ہی کہ
دوست رکھتے ہین موت کو جیسے دوست رکھتے ہین عجم والے شراب کو اور اس لکھنے مین اشارہ
باریک ہے واسطے دور کرنے استبعاد اس بات کے اسواسطے کہ حالت سکر کی بھی ایکنوع کی
مشابہت رکھتی ہی ساتھ حالت موت کے کہ نشہ مین آدمی مست اور بیہوش ہوکر اس جہان سے باہر
جاتا ہے اور بیچ سیر اور گردش عالم خیال کے مستغرق ہوتا ہی پس اس حالت کو کہ مشابہ موت
کے ہی اور شرابخوار واسطے راحت چند ساعت اور سیر عالم خیال کے دوست رکھتے ہین ہم آدمی موت کا
کہ سبب وصال محبوب حقیقی اور سیر عالم ملکوت کا ہی کس واسطے دوست نرکھین اور یہ بات ظاہر ہے کہ
متاع دنیا سامنے نعمت آخرت کے نہایت قلیل ہی اور قلیل بھی اور پھر یہودیون اُس زمانہ کے
جنکی طرف خطاب اس کلام کا ہے نہایت منغص اور مکدر ہوا اسواسطے کہ بعد غلبہ اسلام اور ظاہر
ہونے نور اور روشنیون نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرح طرح کی خرابیان بسبب
نہ اسلام لانے اُنکے کے درپیش آئین کہ جدال او قتال واقع ہوا اور مارا جانا مردون اور قید
ہونا لڑکون اور عورتون کا اور غارتگری اچھے اچھے نفیس مالون کی اور مقرر ہونا
جزیہ اور خراج کا اور لازم ہونا ذلت اور احتیاجی کا اُن کو اٹھانا پڑا اور بسبب

تفہیم عملی
اور طرح طرح سے ہمکو نفع پہنچاتے ہین یہ لاتے تو ہم بھی مان لیتے سو اسپر خدا نے فرمایا کہ جبرئیل کی عداوت سے قرآن کیتین نہ مانو کی کیا وجہ قرآن تو وہ خدا کے حکم سے لاتے ہین اور اسمین اگلی کتابون کی تصدیق بھی ہی اور وہ قرآن راہ نما ہی سیدھا اور اسمین ایمان والون کو خوشخبری بھی ہے جبرئیل کو تو جو حکم الہی ہوتا ہے

اُنکے حق میں موت بہ نسبت اس حیات کے بلاشبہ بہتر اور افضل تھی اُنکے زعم میں اور اگر یہودی کہیں کہ
ہم بیچ آرزو کرنے نعیم آخرت کی تم سے بھی پیش قدم ہیں لیکن موت کو کہ وسیلہ ملنے اُس نعمت کا ہے
مکروہ جاننا طبیعت بشری کا مقتضا ہے اس سبب سے موت کی آرزو ہمکو نہیں اور اُس سے ہم
بھاگتے ہیں کہتے ہیں ہم جو چیز کہ وسیلہ حاصل ہونے محبوب کا ہو اگرچہ طبیعت کو مکروہ معلوم ہووے لیکن صاحب
عقل اُس وسیلہ کو واسطے حاصل ہونے محبوب کے ساتھ ہزار دل کے آرزو کرتا ہے مانند فصد اور تنقیہ کے
واسطے حاصل ہونے تندرستی اور شفا کے اس جگہ چاہیئے جاننا کہ بعضے مفسرین نے بیچ تفسیر اس آیت کے اک
روش اختیار کی ہے کہ اکثر اشکالات سے کہ اس مقام میں وارد ہوتے ہیں نجات بخشتی ہے کہتے ہیں کہ
حق تعالیٰ نے بیچ باطل کرنے اس دعوے اُنکے کے کہ لنا الدار الاخرة خالصة من دون الناس
یعنی واسطے ہمارے ہے دار آخرت کا خالص واسطے اور ونکے طریق تحدی اور اعجاز کا جاری
فرمایا ہے نہ طریق الزام اور مناظرہ کا پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو پس
ہمنے علامت سچے ہونے تمھارے کی اس بات کو ٹھرایا ہے کہ آرزو موت کی کرو نہ اسلیئے کہ
درمیان اس دعوے اور آرزو موت کے لازمہ واقعیہ متحقق ہو جیسے کہ کہیں کہ اگر دعوی تیرا سچا ہے
چاہیئے کہ ہاتھ اپنا اوپر سر کے رکھے تو اور ہاتھ سر پر رکھنا آسان شے ہے اگر اس کہنے کے اوپر
قادر نہو اُسکا دعوی جھوٹا ہے اور اس جگہ جب کہ آرزو موت کی اُنسے نہو سکی اعجاز آلہی ثابت ہوا
وعند الاعجاز یصح دعوی النبی ویبطل دعوی مخالفیہ یعنی اور وقت اعجاز کے
صحیح ہوتا ہے دعوی نبی کا اور باطل ہوتا ہے دعوی مخالفون اُسکے کا اور ظاہر ہے کہ
آرزو موت کی چندان امر عجیب اور شاق نہ تھا خصوصاً جس وقت تمنا سے مراد ظاہر کرنا
آرزو کا زبان سے مراد ہو پس عاجز ہونا تمام یہودیوں کا اس بات سے آرزو موت کی
اپنی زبان سے ظاہر کریں دلیل صریح ہوئی اوپر جھوٹے ہونے اُنکے کے بیچ اس دعوے کے
اور بعضے مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ اس دعوے اُنکے میں انکار فقط لفظ خالصۃ کا ہے اور
من دون الناس بھی ساتھ خالصۃ کے متعلق ہے پس معنی کلام کے اسطرح ہو گئے کہ اگر گھر آخرت کا
واسطے تمھارے ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بیچ اُس حال کے کہ وہ گھر بالکل عذاب سے خالص ہو
یعنی پہلے اُسکے داخل ہونے سے عذاب نہ چکھا جاوے بخلاف دوسرے آدمیوں کے

کہ انکے تئین وہ گھر کہ بالکل عذاب سے بچا ہوا ہووے ہاتھ نہین آئیگا یا بالکل اُس سے محروم رہینگے
یا بعد چکھنے عذاب کے اُسکی طرف جاوینگے اور ساتھ اس توجیہہ کے اعتقاد دوسرا بھی کہ پہلے مذکور
ہوا اس کلام سے ظاہر اور روشن ہوا اور اُلٹنا اس کلام کا مسلمانون کے اوپر یہودیون کی طرف سے
بھی لازم نہ آیا اس واسطے کہ مسلمان اس بات کا دعوی نہین کرتے ہین کہ بہشت ہمکو قطعا بے چکھنے
عذاب کے مل جاویگی بلکہ احتمال اور خوف عذاب کا اُنکے نزدیک ہے سوال دوسرا یہ ہے کہ
اس آیت سے اور آیت ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد
رایتموہ وانتم تنظرون سے یعنی اور تحقیق تم آرزو کرتے تھے موت کی پہلے ملنے اُسکے سے
سو اب دیکھا تمنے اُسکو آنکھون کے سامنے اور مانند اسکے اور آیتون سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ آرزو
موت کی اور دل سے چاہنا اُسکا امر نیک اور اچھا ہے اور نشانی نجات اور دلیل شوق
الٰہی کی ہے اور اسی کی تائید مین بہت حدیثین آئی ہین منجملہ انکے یہ ہی کہ ساتھ روایت
عبادہ بن صامت کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من احب لقاء
اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ یعنی جو شخص دوست رکھے
ملنا اللہ کا دوست رکھتا ہی اللہ تعالی ملنے اُسکے کو اور جو شخص ناخوش رکھے ملاقات اللہ
کی ناخوش رکھتا ہی اللہ تعالی ملاقات اُسکی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ بیچ مذمت مسلمانون
اخیر زمانہ کے اور بزدلی اُنکی کے جہاد کافرون کے سے آیا ہی حب الدنیا وکراہیۃ
الموت یعنی محبت دنیا کی اور ناخوش جاننا موت کا جہاد سے اُنکو روکیگا اور دلیل
عقلی بھی اسی کو چاہتی ہے اس واسطے کہ مرد ایماندار کی تمام ہمت بیچ حاصل ہونے راحت
اور عیش آخرت کے مصروف رہتی ہی اور اُسکو یقین کامل ہی کہ وہ حالت آنے والی ہی اور
زندگی دنیا کی فانی ہی اور ناپائیدار اور باوجود اسکے دنیا کے اندر طرح طرح کے موانع
عبادت کے اور تفکرات لاحق رہتے ہین پس بالضرور رغبت آخرت کی اور روگردانی
دنیا کی لذتون سے اور ناچیز جاننا عیش اس جگہ کا اُسکو لازم ہی اگرچہ طبیعت بشری کراہت
موت کی کرے لیکن یہ کراہیت اس سبب سے نہین کہ نہ رغبتی آخرت کی لذتون سے ہی
بلکہ دو سبب سے اول اس جہت سے کہ سختیان جان کندنی کی اور تکلیف نکلنے روح کی مثل

تفسیر خلاصی

لوگون سے عداوت ہی
وہ کافر ہی اور خدا
کافرون کا دشمن ہی"

تنبیہ

اللہ تعالی نے جو یہین
فقط اسی ہی کو کافر تھا
دشمن فرمایا اس واسطے کہ
ورستی کی بات خدا ہی
کی دشمنی ہی کہ خدا دشمن
ہو تو کچھ پروا نہین
اور جو دوسرا معاون ہو
دشمن ہوا تو کچھ کسی
دوستی کام نہین آئیگی
اور خدا کے دوستون
سے دشمنی کرنا
بُرا ہے اسکے رسول
اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ و
سلم نے

دوائی بدمزہ کے کہ طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتی ہی اور عقل کے نزدیک وہ مرغوب اور محبوب ہی دوسرے خوف مواخذہ کا اوپر اعمال کے اور ڈر عتاب الٰہی کا اوپر تقصیرون کے پس چاہتا ہی کہ زندگی بڑی ہووے تا کہ نیکیان بہت کرون اور توفیق توبہ کی نصیب ہو کہ پاک صاف ہو کر اس جہان سے جاوے اور سفر اُس جہان کا بے زاد اور راحلہ کی نہو اور اسی واسطے بیچ حدیث عبادہ بن الصامت کے آیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا حضرت عائشہ رضی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم سب موت کو مکروہ جانتے ہین پس حال ہمارا کیا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کراہیت تمہاری معتبر نہین اب تک تمکو بسبب خوف اور ڈر مواخذہ اور عتاب کے خالص لذت اُس گھر کی نظر کے سامنے نہین ہوئی اعتبار اُس وقت کا ہی کہ وقت حاضر ہونے موت کا ہی کہ اُس وقت مین آدمی ایماندار کو ہر طرف سے بشارت پر بشارت پہنچتی ہے اور آثار رضامندی الٰہی اور بخشش اُسکی کے اپنے حق مین ظاہر اور بے پردہ دیکھتا ہی اُس وقت مین کوئی چیز نزدیک اُس کے محبوب زیادہ موت سے نہین ہوتی ہی اور کافر کو ہر طرف سے اسباب اور سامان عذاب کے نمودار ہوتے ہین اور خوف اور ڈر لاحق ہوتا ہی پس اُس وقت مین کوئی چیز نزدیک اُسکے ناخوش موت سے نہین ہوتی ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جواب اس سوال کے فرمایا کہ والموت قبل لقاء اللہ یعنی کراہیت موت کی مستلزم کراہیت لقاء الٰہی کو نہین اس واسطے کہ موت پیشتر ملاقات خدا کی سے ہی اور وسیلہ اُسکا ہے اور بہت وقت وسیلہ مکروہ ہوتا ہی اور مطلب محبوب مانند پینے دوائے تلخ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے صحت کا ہی اور مثل فصد اور مسہل بدمزہ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے شفا کا ہے اور سفر پر خطر کہ وسیلہ حاصل ہونے مال کا ہی اور بہت حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ آرزو اور خواہش موت کی حرام ہی نچاہیے کرنی جیسے کہ بیچ حدیث مشہور کے کہ صحاح ستہ مین روایت اُسکی ہی آیا ہے لا یتمنین احدکم الموت لضر نزل به وان کان ولا بد فلیقل اللهم احینی ما كانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا كان الحیوۃ خیرا لی یعنی چاہیے کہ نہ آرزو کرے کوئی تم مین سے موت کی بسبب کسی رنج کے کہ وارد ہوا ہی اوپر اُسکے اور اگر نہایت لاچاری ہی پس چاہیے کہ اس طرح کہے اللهم احینی ما كانت الحیوۃ الخ

اور معنی اس دعا کے یہ ہین لے بار خدایا زندہ رکھ مجھکو جب تک کے زندگی بہتر ہو میرے حق مین اور مار ڈال مجھکو جسوقت مرنا بہتر ہو واسطے میرے پس وجہ مطابقت کی بیچ اس تعارض حدیثون کے کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ آرزو موت کی کبھی اس سبب سے ہوتی ہی کہ راحت اخروی کا شوق کمال درجہ کا دل مین ہے اور تجرد علائق سے مانوس اور مرغوب ہے اور یہ دلیل نجات اور غلبہ شوق الٰہی کی ہے لیکن ظاہر کرنا اس آرزو کا شرع مین جائز نہین اسواسطے کہ اصل مین یہ آرزو اسوقت ہوتی ہی کہ آدمی مغلوب الحال ہوجاوے اور مجذوبیت کے رتبہ کو پہنچے کہ زندگی کے فائدون سے غفلت آجاتی ہے اور یہ بات نہین سمجھتا ہے کہ جس قدر اس دنیا مین دیر تک زندہ رہونگا زیادہ تر اسباب قرب جناب الٰہی کے حاصل کرونگا اور زیادتی شوق اور رغبت کی حاصل ہوگی پس اگر کبھی بسبب غلبہ شوق کے یہ حالت موجود ہوجاوے کہ اُسکے پوشیدہ کرنے مین کوشش کرے اور زبان سے ظاہر نکرے جیساکہ تمام آثار مغلوبیت اور مجذوبیت کو شرع مین چھپانا واجب ہے اور بعضی اکابر صحابہ سے کہ ایسی آرزو منقول ہے سو اُسوقت مین تھی کہ اسباب بقا کے ختم ہوچکے تھے اور بقا اور زندگی دنیا کی سے مایوسی ہوگئی تھی اُسوقت مین خوشی اور فرحت موت کے آنے کی اور حاصل ہونے مطلب کی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے طلب اور دعا اور آرزو اور خواہش اُنسے بھی منقول نہین ہوئی محبت موت کی اور خوشی اور پہنچنے اُسکے کے دوسری شی ہے اور طلب اور درخواست اُسکی اور شی اور کبھی آرزو موت کی بسبب بےصبری کے اوپر کسی بلا کے بلاؤن مین سے اور تنگی حوصلہ کے اُسکے اُٹھانے سے ہوتی ہی جیسے کہ کہنے والے نے کہا ہی **شعر** الاموت یباع فاشتریہ ۔ فہذا العیش مالاخیر فیہ ۔ الارحم المہیمن روح عبد ۔ تصدق بالوفاۃ علی اخیہ یعنی کاش کہ بیچی جاتی موت پس خریدتا مین اسکو پس یہ عیش وہ ہے کہ نہین خیر بیچ اسکے کاش کہ رحم کرے اللہ اوپر روح بندہ کے کہ تصدق ہوجاوے بسبب مرنے کے اوپر بھائی اپنے کے اور یہ آرزو کئی وجہ سے محل عتاب اور دلیل نقصان کی ہی اسواسطے کہ آرزو موت کی دلیل جزع اور بےصبری کی اور سبب ناراض ہونے کا ساتھ مشیت ایزدی کے اور منافی توکل اور تسلیم کے ہی اور ایک نوع کفر کا بھی اسمین آمیز ہوجاتا ہے اسواسطے کہ جو شخص آرزو موت کی کرتا ہی سمجھتا ہے کہ بعد مرنے کے چنگل قضا کے سے خلاص ہوجاویگا

تفسیر خلیلی

بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکۡفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

اور بھیجے ہمنے تیری طرف نشانیان کھلی کھلی معجزے بھیجے انکا انکار تو بدکار ہی کرینگے

اَوَکُلَّمَا عٰہَدُوۡا عَہۡدًا نَّبَذَہٗ فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝

ہو کیا جب کبھی اقرار کرتے ہین ایک فریق انکا پھینکدیتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اکثر انکے یقین نہین کرتے

اور قدرت حضرت جناب باری کی میرے اوپر اسی وقت تک ہی کہ جب تک میں زندہ ہون جب مرجاؤن گا تحت قدرت اسکی سے باہر ہو جاؤنگا معاذ اللہ اس اعتقاد باطل سے اور یہی آرزو ہی جسکی منع شدید حدیثون مین آئی ہی اور اسکی برائی کی گئی ہے چنانچہ حدیث ذکر کی گئی مین لفظ لضر نزل بہ کا اشارہ اسی بات کی طرف کرتا ہے سوال تیسرا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ولن یتمنوہ فرمایا ہے اور سورۂ جمعہ مین ولا یتمنونہ کہا ہے یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہی کہ دعوی یہودیون کا اس سورۃ مین یہ ہے کہ لنا الدار الاخرۃ خالصۃ من دون الناس یعنی بہشت اور مافیہا کہ بغیر عذاب کے ہمارے ہی واسطے ہی اور دوسرون کا اس مین حصہ نہین اور مطلوب بالذات بہشت اور آخرت کی نعمتین ہین اور اسی کا حصر انہون نے اپنے واسطے کیا اور سورۂ جمعہ مین یہ دعوی ہے کہ نحن اولیاء اللہ من دون الناس یعنی ہم دوست خدا کے ہین نہ دوسرا اور ظاہر ہی کہ دوستی خدا کی وسیلہ ملنے بہشت اور آخرت کی نعمتون کا ہی سو حصر وسیلہ کا اپنے واسطے اسجگہ کیا پس مناسب ہوا کہ اس سورۃ مین دعوے انکے کا کمال تاکید کے ساتھ انکار کیا جاوے کہ مطلوب بالذات کا دعوی کیا تھا اور سورۂ جمعہ مین بغیر تاکید کے دعوے انکے کا کہ انحصار وسیلہ کا ہی اور چندان مقصود نہین انکار کیا جاوے تاکہ فرق بیچ مطلب و وسیلہ کے حاصل ہو اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ جو دعوی انکا سورۂ جمعہ مین ہی خاص ہی اس دعوے سے کہ اس سورہ مین مذکور ہے سو اسواسطے کہ جسکو بہشت اور نعمت آخرت کی حاصل ہو لازم نہین کہ ولی خدا کا بھی ہو اسواسطے کہ مرتبہ ولی کا قریب مرتبہ نبی کے ہی بیچ کامل ہونے کے اور قاعدہ مقررہ اہل معقول کا ہی کہ نفی عام کی زیادہ تر بعید ہے نفی خاص کی سے جیسے کہ اثبات خاص کا بعید ہی اثبات عام کے سے مثال اسکی قول تیرا الانسان موجود اور فلان بن فلان موجود کہ انسان عام ہی اور فلان بن فلان خاص ہے اور جبکہ دعوی پہلا یعنی انحصار نجات اور پہنچنا جنت کے درجون مین اپنے گروہ مین ابعد تھا دوسرے دعوے سے یعنی انحصار کرنا ولایت کا بیچ اپنے پس پہلے دعوے مین حاجت لن کے لانیکی بڑی کہ تاکید نفی مین کوئی حرف اس سے زیادہ نہین اور دوسرے دعوے مین کفایت ساتھ اصل نفی کے کہ مدلول کلمہ لا کا ہے مناسب ہوئی اور جب کہ پہلی آیت مین خبر دی اس بات کی کہ یہود ہرگز آرزو موت کی نہین کرتے ہین او نکرینگے اور احتمال ہی کہ شخص آرزو دونون ضد کی نکرے اور ساتھ کسی طرف کے دو طرفون

تفسیر خلیلی

کتاب پر حصر کیا) تو خود کتاب والون کے ایک فریق (یہود) نے اسکی کتاب کو (جو انکے پاس تھی) ایسا پیٹھ پیچھے ڈال دیا جیسے وہ جانتے ہی نہین وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ

تقاضا کی سے اُنس او رغبت اُسکو نہو پس ویسے دیون کے موت او حیات ایکسان ہون نہ موت کی خواہش کرنے والے ہون اور نہ طلب کرنے والے زندگی کے پس واسطے دفع کرنے اس احتمال کے فرماتے ہین کہ کاش وہ آرزو موت کی کرتے او نہ حرص اوپر زندگی دنیا کے کرتے بلکہ اپنے ارادہ کی نفی کرکے موت او حیات کو اُسکے حوالے کردیتے کہ جس طرح اُسکی رضا ہو اُس طرح رکھے خواہ زندہ رکھے خواہ مارے یہ حالت بھی بہتر حالتون سے اُنکی طالبون سے ہی بلکہ مولے کے طالبون کی ہے لیکن جب تو تجربہ اور امتحان کریگا تو حالت اُنکی برخلاف اس حالت کے بھی پاویگا تو وَلَتَجِدَنَّهُمْ یعنی البتہ پاویگا تو ان یہودیون کو کہ بہشت کو خاص حصہ اپنا کہتے ہین اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ یعنی زیادہ تر حرص کرنیوالے اوپر ایسی زندگی کے کہ نہایت بری او آرام کے ساتھ ہو زیادہ تر اُس سے کہ آدمیون کے نزدیک مدت اُسکی مقرر ہی بلکہ انکو حریص زیادہ پاوے تو ایسی زندگی سے وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا یعنی اور اُن آدمیون سے کہ شرک کرتے ہین او بہ نسبت اور آدمیون کے بہت محبت زندگی دنیا کی رکھتے ہین ساتھ اس مرتبہ کے کہ گویا اس امر مین حد انسانیت کی سے نکل گئے او گروہ آدمیون کے سے باہر ہوے ہین واسطے کہ معاد او آخرت کا ہرگز اعتقاد نہین رکھتے ہین او موت کو فنا محض او عدم مطلق جانتے ہین او سوائے زندگانی دنیا کے کوئی زندگانی نہین جانتے ہین پس بہشت انکا ہی وارد نہاے اگر وہ اوپر اس زندگانی کے حرص کرین او رجان دیوین بجا ہی او یہ یہودی کہ اپنے تئین اہل کتاب کہتے ہین او اقرار دار الجزار کا کرتے ہین بلکہ نعمت اُس گھر کی خالص اپنے واسطے جانتے ہین جب مشرکین کی نسبت سے حرص زیادہ کرین پس انکو دوزخی ہونا اپنا نظر آتا ہی او یہ باتین انکی صرف لاف زنی ہی او دلیل حریص ہونے اُنکے کی اوپر زندگی دنیا کے بہ نسبت او آدمیون کے یہ ہے کہ زیادہ تر او آدمیون سے بیچ فکر زیادتی عمر اپنی کے رہتے ہین او بیچ طلب کرنے شفا کے زیادہ مشروعی سے سعی کرتے ہین طرف ہر طبیب او منتر پڑھنے والے او ساحر کے رجوع کرتے ہین او واسطے بقا اس حیات کے ایمان او دین اپنے کو برباد دیتے ہین او واسطے رفاہیت عیش اپنے کے او نہ مکدر ہونا اُسکے کے ہر طرف سے بغیر تفتیش حلال او حرام کے مال کو جمع کرکے ذخیرہ کرتے ہین او یہ طریقہ انکا اخیر دم زندگی تک باقی رہتا ہی باوصف بڑھاپے او گرجانے دانتون او سفیدی بالون کے کہ پیغام موت کے ہین معالجات او تدبیر زیادتی عمر اپنی سے باز نہین آتے ہین

اور دلیل اوپر زیادتی حرص انکی کے بہ نسبت مشرکون کے یہ ہی کہ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ یعنی دوست رکھتا ہی ایک انہین سے بیچ حق اپنے کے نہ بیچ حق تمام گروہ اور خاندان اپنے کے کہ بیچ حق تمام گروہ او خاندان اور مذہب اپنے کے یہ آرزو اکثر شخصون کو ہوتی ہی اور بعضون کو نہین ہوتی ہی لیکن انکے اندر ہر ہر شخص آرزو کرتا ہی لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ یعنی یہ کہ ہوجاوے ہزار برس عمر اسکی حالانکہ جانتے ہین کہ اس عمر مین ہرگز کسی طرح کی حلاوت زندگی کی نہین رہتی ہی اور ساتھ کسی عیش کے بہرہ مند نہین ہوتے ہین اور اپنی قوت سے کوئی کام نہین کرسکتے ہین اور مشرکون کو آرزو اس قدر عمر کی دل مین نہین آتی ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ مشرکین جب سرے سے منکر آخرت کے ہین نہ وہان کی خیر کی رغبت کرتے ہین اور نہ شر اس جگہ کے سے ڈرتے ہین اور بھاگتے ہین اور یہ لوگ جانتے ہین کہ اس جہان مین جزا ہر نیک اور بدکی دی جاویگی اور ہم مستحق عذاب ہمیشگی کے ہونگے جب تک دنیا مین زندہ ہین اس عذاب سے بچے رہینگے پس بسبب اس محبت اور اس آرزو کے اپنے تئین عذاب الٰہی سے دور رکھتے ہین وَمَا هُوَ یعنی اور نہین ہی اس قدر عمر پانی بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ یعنی دور رکھنے والی اس آدمی کو عذاب الٰہی سے اگرچہ موافق آرزو انکی کے ہوجاوے اَنْ یُّعَمَّرَ یعنی یہ کہ عمر ہزار برس کی دی جاوے اس واسطے کہ ہرچند یہ مدت طویل کھلائی دیتی ہی لیکن جبکہ آخر کو تمام ہوجاویگی بیچ حکم تھوڑی مدت کے ہی اور یہ شخص خوگر کفر اور گناہ کا ہی جس قدر دنیا مین دیر تر رہے زیادہ تر بوجھ گناہ کا اٹھاتا ہی پس اس قدر بڑی عمر کفر اور گناہ مین گزارنی حقیقت مین اپنے تئین عذاب سے نزدیک کرنا ہی نہ دور رکھنا اور دور رکھنا عذاب سے یہ ہی کہ اصلاح اعمال اپنے کی کرین اور ساتھ توبہ اور ندامت کے خواہش کرین اور یہ امر ان کو میسر نہین وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ٥ یعنی اور خدا دیکھنے والا ہی اس چیز کو کہ کرتے ہین یعنی بڑھنا دمبدم کفر مین اور گناہون اور منہیات کا تودہ تودہ جمع کرنا پس انکو تخفیف بھی عذاب کی کہ بیچ صورت چھوٹے ہونے عمر کے متوقع تھی حاصل نہوگی بلکہ بسبب زیادتی اعمال قبیحہ کے عذاب انکا بڑی عمر ہونے مین زیادہ تر ہوگا اور اگر عمر انکی واقع مین کوتاہ بھی ہو تب بھی بسبب اس آرزو کے کہ ہزار برس کی عمر کفر اور گناہون مین گزارین مرتکب کفر اور گناہ ہزار برس کے ہوتے ہین اس واسطے کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر اس قدر انکی عمر ہوجاویگی البتہ برے کامون مین گزارینگے پس اپنے تئین عذاب سے دور

خلاصہ تفسیر

حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء وزوجه وما هم بضارین به من احد الا باذن الله ویتعلمون ما یضرهم ولا ینفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له فی الاخرة من خلاق ولبئس ما شروا به انفسهم لو کانوا یعلمون

نہیں کرتے ہین بلکہ نزدیک کرتے ہین اور اگر یہودی کہین کہ ہم بغیر توریت کے ایمان نہین لاتے ہین اور نہ سوائے توریت کے کسی کتاب کا یقین کرتے ہین اور یہ حسد کی راہ سے نہین کہ اور لوگون پر کیون کتاب نازل ہوئی بلکہ اس سبب سے ہے کہ توریت بلا واسطہ اسکی طرف سے حضرت موسی علیہ السلام کو عنایت ہوئی تھی اور یہ قرآن جبرئیلؑ کے واسطے سے اوپر تمھارے نازل ہوتا ہی اور جبرئیل تمام فرشتون مین سے دشمن ہمارا ہی نفس ہمارا قبول نہین کرتا ہی کہ بوجہ احسان دشمن کا ہم اُٹھاوین بیچ جواب اس بات کے آنسے قُلْ یعنی کہہ کہ جبرئیلؑ تمھارے ساتھ دشمنی نہین رکھتا ہے بلکہ تم اسکے ساتھ خیالات فاسدہ اپنے کے دشمن رکھتے ہو مثلاً کہتے ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر پوشیدہ باتون ہماری کے اطلاع کردی ہے اور جو تدبیر اور مشورہ پوشیدہ کہ بیچ مقابلہ اُسکے کے کرتے ہین اُس بات سے خبردار کرتا ہے اور عذاب اوپر کافرون کے لاتا ہے اور خسف اور مسخ اُنکو کر لیے اور بخت نصر کو اُسنے ہمارے ہاتھ سے چھڑا دیا اور مارنے نہ دیا یہانتک کہ وہ جوان ہوا اور بیت المقدس کو اُسنے خراب کیا اور قوم بنی اسرائیل کو قتل اور قید کیا اور جب اُسنے یہ سب چیزین اللہ کے حکم سے کین اُسکو ان باتون مین دشمن رکھنا نہین چاہیے پس مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ یعنی جوکہ ہو دشمن جبرئیل کا دشمنی اُنکی محض بے وجہ ہے فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ یعنی اسواسطے کہ جبرئیلؑ نے اُتارا ہی اس قرآن کو اور یہی ہے پہلا سبب عداوت اُنکی کا اُسکے ساتھ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اوپر دل تیرے کے محض ساتھ اذن اللہ تعالی کے اور ساتھ فرمودہ اُسکے کے نہ خود بخود طرف اپنی سے اسواسطے کہ جبرئیل کو سوائے منصب ایلچی گری اور پیغام پہنچانے کے کچھ اختیار نہین اور اس بات پر اتفاق تمام انبیاء کا ہی پس وہ جو کچھ کرتا ہے اور پہنچاتا ہی ساتھ حکم خدائے تعالی کے کرتا ہی اور پہنچاتا ہے اور ظاہر کرنا بھیدون تمھارے کا رو برو پیغمبر وقت کے بھی ساتھ حکم خدا کے ہی نہ عداوت کی جہت سے ساتھ تمھارے اور باوجود اسکے اگر بالفرض جبرئیل علیہ السلام بسبب کفر اور نافرمانی تمھاری کے دشمن بھی ہوا اسواسطے کہ حق تعالی ساتھ ذات پاک اپنی کے دشمن کافرون اور نافرمانون کا ہے اور جبرئیل علیہ السلام تابع مرضی اُسکی کا پھر بھی چھوڑنا ایمان کا اور کفر کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ اُتاری ہوئی جبرئیلؑ کی ہی کوئی وجہ نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ اُتارا ہوا نہین مگر مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی موافق کتابون کے

تفہیم خلیلی

اور اُس چیز (جادو منتر) کے پیچھے لگے جو سب شیطان سلیمانؑ کی سلطنت میں کیا کرتے تھے "(یہ سمجھ کر کہ یہ سلیمان عمل کیا کرتے) حالانکہ (وہ کفر ہے) اور سلیمان نے کفر نہیں کی بلکہ شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھایا کیے، اور اُس چیز کے پیچھے لگے جو بابل (شہر) میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر اُتاری گئی"

کہ پہلے اُس سے ہین کہ اوپر حضرت موسیٰ اور اور انبیا بنی اسرائیل کے نازل ہوئین پس ذکر نا اُتار نے
ہوے جبرئیل کو گویا رد کرنا کتابون پہلیون کا ہی اور اقرار کرتا ساتہ اُسکے بعینہ اقرار کرنا ساتہ اُتارنے
ہوے جبرئیل کے ہی اور بکمال بیوقوفی اور حماقت ہی کہ اگر دوست تمھارا کہے کہ السماء فوقنا
یقین کرو اور اگر دشمن السماء فوقنا کہے یقین نکرو اور اگر دوست تمھارا بادشاہ کی طرف سے
کوئی حکم پہنچاوے اُسکو تو قبول کرو اور اگر دشمن اسی حکم کو پہنچاوے تو رد کرو بلکہ اگر اُس چیز مین کہ
جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہی اس وقت مین تامل کرو تو اُسمین صفت دوسری بھی
پائی جاتی ہی اسواسطے کہ وہ موافق کتاب تمھاری کے بھی ہی وَھُدًی یعنی اور ہدایت کامل زیادہ ہی
ہدایت پہلی کتابون کی سی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اور خوشخبری ہے واسطے مسلمانون کے
پس اگر اُسکو قبول کرو اور یقین کرو تو اُس بشارت مین داخل ہو جاؤ اور ساتہ اُس ہدایت کے
ہدایت پانیوالے ہو اور بہت بڑا نفع تمکو بسبب جبرئیل کے حاصل ہو اور بکمال محبت اُس سے کرو
اسواسطے کہ نزدیک اندھے کی نہایت دوستی ہی کہ اُسکو کوئی شخص نشان راہ راست کا دیوے اور
نزدیک شخص پریشان اور حیران اور ڈرنے والے کے زیادہ اس سے دوستی نہین کہ اُسکو
خوش وقت کرین پس جس چیز کو تمنے سبب عداوت کا گمان کیا ہی عین سبب محبت کا ہی اور یہ عذر
تمھارا مانند عذر اُس اندھے کے ہی کہ اُسکو کوئی کوے اور جانے ہلاکت سے خلاص کرے اور سیدھا
رستہ بتلاوے اور وہ کہے کہ یہ آدمی دشمن میرا ہی مین بات اُسکی قبول نہین کرتا ہون اور کوے
مین گرتا ہون یا مانند عذر اُس حیران اور پریشان کے ہی کہ بسبب کمال خوف کے جان اُسکی
نکلتی ہی اور اُسکے تئین کوئی شخص خوشی پہنچاوے اور تسلی بخشے اور وہ کہے کہ مین بات اُسکی
یقین نہین کرتا ہون اور اسی حال مین رہونگا اور جان اپنی کو برباد کرتا ہون اور سبب
نازل ہونے اس آیت کا بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور اور کتابون حدیث کی مثل طبرانی اور
بیہقی اور مسند امام احمد اور عبد بن حمید کے ایسا مروی ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام بیچ مدینہ منورہ
کے ہجرت فرما کر داخل ہوے ایک جماعت کثیر یہودیون مین سے واسطے تفتیش حال کے آنحضرت
صلعم کے پاس آئی اور سردار اُنکا عبد اللہ بن صوریا کہ فدک کے دانشمندون مین سے تھا درپے امتحان کے
ہوا اور پوچھا کہ اول ہم سے اپنے سونے کا حال بیان کر کہ کس طرح سے ہے اسواسطے کہ کیفیت

نبی آخر الزمان کے سونے کی ہماری کتابون مین لکھی ہی کہ یہ علامت ہی تیرے بیان کرنے سے معلوم
ہوجاویگا کہ وہ علامت تیرے اندر موجود ہی یا نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھین
میری سوتی ہین اور دل میرا نہین سوتا اور غافل نہین ہوتا ہی اگر یہی علامت ہی پس میرے اندر موجود ہی
عبداللہ بن صوریا نے کہا کہ سچ کہا تو نے یہی علامت ہی اب ہم تمسے اور کئی چیزین پوچھتے ہین کہ اُن
چیزون کو سوائے پیغمبرون کے کوئی نہین جانتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہو پوچھو تم
لیکن مین تمسے ایک عہد لیتا ہون جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندون سے لیا تھا کہ اگر
مین تمکو اُن چیزون سے خبر دون تم ایمان لاؤ اور متابعت میری قبول کرو سب نے کہا کہ قبول ہی
بعد اُسکے عبداللہ بن صوریا نے کہا کہ یہ بات بتلاؤ مشابہت اولاد کی کبھی ساتھ مان کے ہوتی ہی اور کبھی
ساتھ باپ کے کس سبب سے ہوتی ہی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ منی دونون مرد اور عورت مین
ہوتی ہی منی مرد کی سفید اور گاڑھی ہوتی ہی اور منی عورت کی مائل طرف زردی کے اور پتلی ہوتی ہی
جسکی منی کہ اوپر ہو کر دوسرے کی منی کو نیچے بٹھلائے یا رحم کے اندر جسکی منی پہلے دوسرے کی منی سے
قرار پکڑے اور یا باعتبار اجزاء رحم کے غلبہ جسکی منی کو ہو فرزند کی مشابہت اُسکے ساتھ ہوتی ہے اگر
کوئی ان تینون چیزون سے مرد کی منی مین پائی جائے تو فرزند کو ساتھ خاندان باپ کے مشابہت پیدا
ہوتی ہی اور اگر عورت کی منی مین یہ چیزین بہم پہنچین فرزند ساتھ خاندان مان کے ہمشکل ہوتا ہی بعد اُس کے
پوچھا کہ کون کونسا عضو فرزند کا مان کی منی سے پیدا ہوتا ہی اور کون کون سا عضو باپ کی منی سے
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہڈیان اور پٹھے اور نرم ہڈیان تمام باپ کی منی سے
ہوتی ہین اور گوشت اور خون اور بال اور ناخون مان کی منی سے پیدا ہوتے ہین کہا اُنھون نے
کہ سچ کہا تو نے ایسا ہی ہی کتابون پیغمبرون پہلون ہمارے کے مذکور ہی آپ بتلاؤ کہ جسوقت بہشتی بہشت
مین داخل ہونگے پہلے پہل مہمانی اُنکی کیا چیز ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول کھانا
بہشتیون کا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ گوشت نرگاؤ اور مچھلی کا ہوگا
اُنھون نے کہا کہ یہ بھی سچ ہی بعد اُس سے پوچھا کہ اب خبر دے ہمکو اُس کھانے سے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا تھا آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت اسرائیل
بیماری عرق النسا کی لاحق ہوئی اور بہت دن ہوگئے جناب الٰہی کی نذر کی کہ اگر مجھکو اس سخت مرض سے نجات حاصل

## تفسیر خلیلی

اور اُنھون نے ایسی چیز سیکھی جس سے اُنکو نقصان ہی نقصان تھا اور نفع نہ ارد اور وہ جان چکے ہین کہ جو ایسی (کھلنے کی) چیز کا خریدار ہوگا اُسکو آخرت مین کچھ نہ ملیگا اور جسکے بدلے اُنھون نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہی وہ بہت ہی بری چیز ہی کاش اُنکو سمجھ ہوتی ف تو اُنکی خرابی اُنکو معلوم ہوتی ہو نہ اپنے دین کو تو چھوڑ دیا اور جادو کی تلاش مین لگ گئے

**خلاصۂ قصہ**

تو جو سمجھہ کہ جنس کھانے کی سے نزدیک میرے مرغوب زیادہ ہو اپنے اوپر حرام کرتا ہون حق تعالیٰ نے اُن کو شفا دی انھون نے گوشت اور دودھ اونٹ کا کہ زیادہ مرغوب اُنکے نزدیک تھا حرام کیا اور بعد اسکے اُنکے سب بیٹون پر یہ کھانا حرام ہوا کہا یہ بھی سچ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمنے میرا ان سوالون کے جواب مین امتحان کیا اور راستگوئی میری جانی پس کیا توقف ہی کہ میرے دین مین داخل نہین ہوتے ہو اور متابعت میری اختیار نہین کرتے ہو کہا انھون نے کہ ایک چیز باقی ہی جب تک کہ اُس چیز سے تسلی ہماری حاصل نہین ہوتی ہی متابعت تیری نہین کرتے ہین آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہو تم وہ چیز کونسی ہی کہا انھون نے کہ ہمکو خبر دے کہ کونسا فرشتہ اوپر تیرے وحی لاتا ہی اور رفیق تیرا اور غمگسار تیرا رہتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفیق اور غمگسار میرا سب فرشتون مین سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی اور یہی ہی کہ سب فرشتون سے ہمراہ ہر نبی کے رہتا ہی اور وحی طرف اُسکے لاتا ہی اس بات مین شریک سب پیغمبرون کے ہون مین انھون نے کہا کہ ہم تیری متابعت نہین کرینگے اسواسطے کہ جبرئیل دشمن ہمارا ہی تمام فرشتون مین سے اگر میکائیل وحی تیرے پاس لاتا تو البتہ متابعت تیری کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کو کس سبب سے دشمن رکھتے ہو کہا انھون نے اسکے کئی سبب ہین اول یہ کہ قدیم سے نبوت اور رسالت ہمارے خاندان مین تھی اب جبرئیل نے اس منصب عمدہ کو بیچ بنی اسماعیل کے مقرر کر دیا اور ہمکو اس خدمت سے معزول کیا دوسرے یہ کہ خسف اور مسخ اور عذاب اور قحط اور وبا پہلی امتون مین اسی نے کیا ہی اور میکائیل صاحب بارش اور ارزانی اور رفاہیت کا ہی تیسرے یہ کہ پیغمبرون ہمارے نے ہمکو خبر دی تھی کہ بیت المقدس ہاتھ ایک شخص کے کہ بخت نصر نام اُسکا ہوگا خراب ہوگا اور وہ شخص بیچ بابل اور عراق مین پیدا ہوگا اور پیدائش اُسکی فلانی تاریخ ہوگی اور جائے سکونت اُسکی فلانی جگہ ہوگی اور بنی اسرائیل کے فرقہ کو اُسکے ہاتھ سے تباہی اور خرابی حد سے زیادہ درپیش آویگی جب وقت پیدائش اُسکی کا پہنچا ہمارے بزرگون نے چند آدمی اپنے معتبر خفیہ بھیجے اس لڑکے کو کسی حیلہ اور تدبیر سے مار ڈالین جسوقت بھیجے ہوئے آدمی ہمارے بزرگون کے بخت نصر کے شہر مین پہنچے اور اسکو لڑکون مین کھیلتا ہوا پایا اور چاہا کہ مارین جبرئیل آدمی کی صورت مین ظاہر ہوا اور اس لڑکے کو نیچے دامن اپنے کے چھپا لیا اور کہا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہی کہ اُسکے ہاتھ سے تمکو اذیت پہنچنی مقدر ہے پس تمکو اوپر مار ڈالنے اُسکے کے قدرت نہوگی اسواسطے کہ تقدیر بدلتی نہین

اور اگر یہ لڑکا وہ نہین ہے پس کسواسطے بے گناہ لڑکے کو مارتے ہو وہ آدمی کہ اسکے کو گئے تھے پھر آئے اور
بخت نصر جب جوان ہوا شام اور بیت المقدس پر فوج کشی کی اور بنی اسرائیل کو زیر و زبر کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے بسبب سننے اس عذر اُنکے کے سکوت کیا یہانتک کہ ایکروز حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واسطے دریافت حال ایک زمین کے کہ متصل مدرسہ یہودیون کے تھی جاتے تھے اور
عادت اُنکی ایسی تھی کہ جسوقت اُس راہ سے جاتے تھے یہودیون کے مدرسہ مین آتے تھے اور اُنسے بعضی باتین
نصیحت اور وعظ اور حکمتین توریت کی اور اور پہلی کتابون کی سُنتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ
کتب الٰہیہ آپس مین کیسی موافق ایک دوسری کی ہین اُسدن بھی موافق اسی عادت کے اُنکے مدرسہ
مین داخل ہوے دانشمند یہودیون کے اُسدن جمع تھے سب نے مرحبا کہا اور کہا ہم تمکو بہت دوست رکھتے ہین اور
گمان غالب یہ ہے کہ تم بھی ہمکو دوست رکھتے ہوگے اسواسطے کہ کوئی تمھارے پیغمبر کے یارون مین سے پاس
ہمارے نہین آتا ہے سواے تمھارے کہ اکثر تشریف لاتے ہو حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ آمد و رفت میری
تمھارے پاس محبت کی راہ سے نہین اور تم سے کہ بعضی باتین دریافت کرتا ہون اس سبب سے نہین کہ
مجھکو اپنے دین مین کچھ شک اور شبہ باقی رہا ہے بلکہ واسطے حاصل کرنے زیادتی بصیرت کے بیچ دین اپنے کے
پاس تمھارے آتا ہون مین اور نشانیان اور علامات پیغمبر اپنے کی تمھاری کتابون سے معلوم کرتا ہون
اور دمبدم ایمان میرا قوت پکڑتا ہے اور مین تعجب کرتا ہون تم سے کہ باوجود اس قدر شناسائی کے
کیا بلا ہوئی ہے کہ ایسے پیغمبر کے ساتھ ایمان نہین لاتے ہو اور بیچ پیروی اُسکی کے مشرف نہین ہوتے ہو
یہود کے دانشمندون نے کہا کہ انحراف ہمارے کی متابعت اس پیغمبر کی سے ایک جہہ ہے اور وہ یہ ہے کہ
صاحب وحی اس پیغمبر کا جبرئیل ہے اور جبرئیل کو ہم دشمن رکھتے ہین اسواسطے کہ جہان مین جب جگہ خسف
اور مسخ اور عذاب آیا ہے اسی کی وساطت سے ہوا ہے اور بھی جبرئیل جاسوس شریر ہے اور سخن چینی کرتا ہے
جو تدبیرین کہ ہم چھپے چھپے خلوت مین کرتے ہین سب برملا محمد کے پاس پہنچاتا ہے اور ہمکو خفیف کرتا ہے اور
میکائیل مینہ لاتا ہے اور ارزانی اور نعمتین اُسکے ہاتھ سے پہنچتی ہین اور بُردبار فرشتہ ہے کہ بالکل کسیکی
بات کسیکے پاس نہین پہنچاتا ہے اگر میکائیل لانیوالا اس وحی کا ہوتا البتہ ہم ایمان لاتے اور متابعت کرتے
حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین تم سے دریافت کرتا ہون کہ مرتبہ اور قربان
دونون فرشتون کا جناب الٰہی مین کیسا قرب ہے اُنھون نے کہا کہ دونون کو کمال قرب اُس ذات کا حاصل ہے

تفسیر خلیلی

کبھی نہین کیا جادو اُنکے زمانہ مین آدمیونکو شیطانون نے سکھایا جادو دوسرا ہاروت و ماروت کیطرف سے شہر بابل مین آدمی کیصورت مین یہ دو فرشتے ہین انکو جادو معلوم تھا جو کوئی اُنسے جادو سیکھنا چاہتا وہ پہلے اُس سے کہدیتے کہ اس سے ایمان جاتا رہیگا جب وہ ہٹ کرتا تو بتا دیتے یہ بھی اور حرام چیزون کی طرح اسی کی طرف سے

اور وہ دونون پر تجلی الٰہی ظہور فرماتی ہی جبرئیل اپنی طرف ہتا ہی اور میکائیل بائین طرف حضرت امیر المومنین رضی نے
فرمایا کہ پس تم گدہون سے بھی بے عقل ہوا اور سخت کافر ہو اسواسطے کہ جب ایسا قرب اور منزلت
اللہ جل شانہ کی جناب مین اُنکو حاصل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی دشمن ایک کا اُنمین سے ہو دشمن
دوسرے کا بھی ہوگا اور جو کوئی دشمن ان دونون کا ہو خدا کا دشمن بھی ہوگا یہ بات حضرت امیر المومنین رض کی یہودیون
کے اوپر بہت شاق اور گران ہوئی اور صحبت مکدر ہوئی حضرت عمر رض نے اُسکے واسطے ظاہر کرنے اس ماجرے
کے قصد حاضر ہونے کا بیچ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا ہنوز مجلس شریف مین نہ پہنچے تھے کہ حضرت
جبرئیل اس آیت کو لائے تھے جب عمر رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئے فرمایا کہ لقد وافقك
ربك یا عمر یعنی موافق تقریر تیری کے الزام دیا اللہ تعالیٰ نے یہودیون کو اور ان آیتون کو حضرت عمر نے
پڑھا حضرت امیر المومنین رض فرماتے تھے کہ اُسوقت سے مجھکو دین اور ایمان مین ایسی حالت بہم پہنچی کہ اپنے تئین
مقدمات دینی مین سخت تر پتھر سے پاتا ہون بیچ ہجا کے جاننا چاہیے کہ بیچ ذکر ان تین صفت
قرآن کے ہین مقام مین کہ ایک مصدقا لما بین یدیہ اور دوسری ھدی اور تیسری بشری
للمؤمنین ہی ایک نکتہ ہی نہایت محکم اور حاصل اُسکا یہ ہی کہ غیر کے کلام کو سننے والا تین باعث سے
تصدیق کر لیتا ہی اور سچی اُسکے نزدیک ہوجاتی ہی ایک یہ کہ سننے والا اُس کلام کا مقلد مشرب کا ہی
جو کچھ اُسکے بزرگ کہہ گئے ہین اُسکا شدت کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہی اگر کوئی شخص موافق کلام
بزرگون اُسکے کے کہے فی الفور یقین کرے اور جو کوئی مخالف اُسکے ہووے ہر چند کہ دلیل عقلی بھی
اُسپر قائم ہو مگر اُسکو جھوٹا جانتا ہی اور بات اُسکے ذہن مین نہین بیٹھتی ہی دوسرے یہ کہ سننے والا
کلام کا محقق اور طلب کرنے والا دلیل کا ہی پس اگر دلیل قوی اُسکے اوپر پاویگا قبول کریگا
والا انکار کریگا تیسرے یہ کہ سننے والا اُس کلام کا وہمی ہے اور خیالات مین مدہوش ہی
جیسے کہ لڑکے اور عورتین پس نزدیک اُسکے جو چیز کہ خوش اور اچھی معلوم ہو کہ دلالت اوپر حصول کسی
مطلب کے یا دفع ہونے بلا کے کرتی ہی بلا تامل کرنے دلیل کے واجب التصدیق ہوتی ہی اور جو چیز اُسکے نزدیک
ناخوش ہو کہ دلالت اوپر امر خوفناک کے کرے اُسکو یقین نہ کریگا پس مصدقا لما بین یدیہ اشارہ ہی
طرف باعث اول کے کہ تصدیق اُس سے حاصل ہوجاوے اور ھدی طرف باعث دوسرے
کے اور بشری للمؤمنین طرف باعث تیسرے کے اور جب تینون باعث تصدیق کے

اس کلام مین جمع ہون پھر تصدیق نکرنی اور کفر اختیار کرنا کمال حماقت اور بیوقوفی ہے خصوص ساتھ اس عذر نامسموع کے کہ لانیوالا اسکا دشمن ہمارا ہی باقی ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب ہین سوال پہلا یہ کہ درمیان شرط اور جزا کے ربط چاہیے اور اس جگہ درمیان شرط کے کہ من کان عدوا لجبریل ہے اور درمیان جزا کے کہ فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ ہے ظاہر مین ربط نہین معلوم ہوتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے بیچ بیان کرنے ربط کے درمیان اس شرط اور جزا کے دو طریق اختیار کیے ہین اول یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف مانتے ہین اور دلیل اس جزا محذوف کی کو فانہ نزلہ علی قلبک الی آخرہ ہے قائم مقام جزا کی جانتے ہین پس معنی کلام کے یہ ہونگے کہ جو کوئی جبریل کو دشمن رکھے دشمنی اسکی محض نے وجہ ہے اسواسطے کہ جبریل اسکی طرف سے اس نعمت عمدہ کو لایا ہے اور جبکہ نزول قرآن کا بواسطہ جبریل محض حکم خدا کے سے ہے نہ خواہش جبریل کی سے پس اگر نظر اس بات کی طرف کرین کہ جبریل کو اس کام کا حکم ہے چاہیے کہ اسکو معذور رکھین اور جانین کہ اگر حق تعالی میکائیل کو یہ کام فرماتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور اسکے اوپر بھی اشکال متوجہ ہوتا اور اگر اس بات کی طرف نظر کرین کہ جبریل ہمارے واسطے ایک خوان بھرا ہوا نعمت ہدایت اور بشارت کا لایا ہے اور دوا شافی درد ہمارے کی شفا خانہ غیب کے سے اُسنے ہماری طرف پہنچائی ہے چاہیے کہ اس صورت مین اسکی شکر گذاری کرین اور ساتھ ہزار زبان کے شکر اس احسان کا ادا کرین اور ساتھ ہزار دل کے دوستدار اسکے ہون دوسرے یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف نہین بلکہ فانہ نزلہ علی قلبک الی آخرہ جزا واقع ہوئی ہے لیکن جزا شرط کے ساتھ دو وجہ کے بلغا کے کلام مین آتی ہے ایک یہ کہ جو چیز کہ شرط کے اوپر مترتب اور متفرع ہوتی ہے اور شرط اسکا سبب ہو اسکو ذکر کرتے ہین جیسے کہ اس جگہ کہتے ہین کہ من کان عدو الجبریل استحق اشد العذاب دوسرے یہ کہ جزا ایسی شے کو بناتے ہین کہ نہ اسکے اوپر مترتب ہو اور وہ شے سبب حصول شرط کا ہو اسکو ذکر کرتے ہین جیسے کہ کہین ان عادک زید فقد اذیتہ واساءت الیہ یعنی اگر دشمن رکھے تجکو زید پس تحقیق ایذا پہنچائی تو نے اُسکو اور برائی کری تھی تو نے طرف اُسکے اس مقام مین بھی یہی طریق جاری کیا ہے اسواسطے کہ اوپر یہودیون کے کہ جبریل سے عداوت رکھتے تھے دو طریق سے عتاب منظور ہے

تفسیر خلیلی

یہان تو نسبائے (رضی)

ف — قرطبی نے وہب سے نقل کیا ہے کہ جس مرد کو عورت سے کسی نے جادو کرکے باندھ دیا ہو تو سات پتیان بیری کی لیکر دو پتھرون کے بیچ مین کوٹ کر پانی مین ملا دے پھر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر جادو کیے ہوے کو تین گھونٹ اسکا پانی پلا کر باقی پانی سے نہلا دین

جادو کھولنے کا عمل

اول ساتھ بیان کرنے خباثت سبب اس عداوت کے دوسرے کے ساتھ بیان کرنے شناعت اور
قبح ثمرہ او نتیجہ اُس عداوت کے کہ اگلی آیت مین مذکور ہی اور جب کہ سبب ہر چیز کا اوپر مسبب
اُسکے کے تقدم طبعی رکھتا ہی ذکر مین بھی تقدیم سبب عداوت کی اوپر نتیجہ اور ثمرہ اُسکے کے ضرور پڑی
پس معنی کلام کے اس طریقہ پر ایسے ہونگے کہ جو کوئی دشمن جبرئیل کا ہو پس سبب اس دشمنی کا یہ ہے کہ وہ
قرآن کو تیرے دل پر القا کرتا ہی نہ اوپر دل کسی کے بنی اسرائیل مین سے اور از بسکہ وہ قرآن جمع
کرنیوالا صفات کمال تمام کتابون کا ہی کہ پہلی کتابون کے بھی موافق ہی او دلیل روشن بھی ہی اور
بشارت اور خوشخبری بھی ہی اس سبب سے حسد کرکے اُسکے آنے والے کو دشمن بنالیا ہی
اور ظاہر ہی کہ جب سبب کسیکی عداوت کا حسد ہو اور وہ بھی اوپر نعمت دینے کے تو زیادہ قبیح
ہوتا ہی بہ نسبت اُسکے کہ کسی اور جہت سے ہو اسباب دشمنی کے سے سوال دوسرا یہ ہی کہ ضمیر مفعول کی
بیچ نزلہ کے راجع طرف قرآن کے ہی حالانکہ لفظ قرآن کا مذکور نہین پس اضمار قبل الذکر لازم آیا جواب
اسکا یہ ہی کہ ضمیر کو کبھی حکم اسم اشارہ کا دیتے ہین اور بجائے اُسکے استعمال کرتے ہین اور اس استعمال
مین حضور ذات مشار الیہ کا کفایت کرتا ہی مقدم ہونا ذکر اُسکے کا لفظ مین درکار نہین اور بیچ وقت
تلاوت قرآن کی حضور ذات قرآن کا بلاشبہ متحقق ہی پس یہ استعمال صحیح ہوا جیسے کہ بیچ انا
انزلنٰہ فی لیلۃ القدر کے معلوم ہی اور اسی واسطے اہل عربیت نے بعد تتبع کرنے ترکیبون فصحا
عرب کے کہا ہی کہ کتنی چیزین انکے نزدیک اضمار قبل الذکر جائز ہی مثل آسمان اور زمین اور دن اور رات اور
انگلیان ہاتھ کی اور اور مثل اسکی اور بعضی مثالین یہ ہین ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک
علی ظھرھا من دآبۃ اور اذا الغداۃ بادرۃ والذی شفھن حسنا اور تحقیق اسکی
یہی ہی کہ ان استعمالات مین ضمیرون کو بجائے اسماء اشارہ کے لاتے ہین اور بیچ استعمال
اسم اشارہ کے حضور ذات مشار الیہ کا کافی ہی اور یہ چیزین اکثر حاضر ہوتی ہین اسطرح پر کہ
اشارہ اُسکی طرف صحیح ہوسکے سوال تیسرا یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ کہنے اس کلام
کے مامور ہوئے پس زبان اُنکی سے فرمانا چاہیے تھا اس طرح پر فانہ نزلہ علی قلبی
باذن اللہ علی قلبک کس واسطے فرمایا جواب اس سوال کا اکثر مفسرین نے اسطرح کہا ہے کہ لفظ
خطاب کا بیچ علی قلبک کے واسطے حکایت کلام الٰہی کے ہی گویا ایسا ارشاد ہوتا ہی کہ یہ کلام

کرین فرماتا ہون طرف آدمیون کے خصوصا طرف یہود یون کے پہنچا دے پس اس صورت مین لانا علی قلبی کا مناسب نہین بلکہ علی قلبک چاہیئے اور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور نتھے مگر ساتھ کہنے جملہ شرطیہ کے کہ شرط اُسکی موجود ہی اور جزا اُسکی محذوف اور وہ یہ ہے من کان عدوا لجبریل فانہ یعادی من لا یلیق ان یعادی یعنی جو شخص عداوت کرے جبرئیل کی پس بے شک یہ شخص عداوت کرتا ہو ایسی شخص کی کہ وہ لائق عداوت کیئے جانے کے نہین اور اگلی کلام یعنی فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ دلیل اس جملہ شرطیہ کی ہے کلام آمر ہے کہ حق تعالیٰ ہے اور کلام رسول کا نہین تا کہ علی قلبی کہا جاتا سوال چوتھا یہ ہے کہ نازل کرنا قرآن مجید کا اوپر تمام اُمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا نہ فقط دل کے اوپر پس لفظ علی قلبک کہنے کی کیا وجہ ہی جواب یہ ہے کہ نزول قرآن کا اوپر تمام شخص کے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین عام ہے تمام اُمت کو اسواسطے کہ جیسے کہ قرآن بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوا ویسے ہی بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر صحابہؓ کے کہ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے دولت سُننے قرآن شریف کی اُنکے نصیب ہوئی تھی نازل ہوا اور بواسطہ اُن سُننے والون کے اوپر دوسرون کے نازل ہوا اور ایسے ہی چلا آیا ہمارے زمانہ تک فرق قلت و کثرت وسائط کا ہی اور وہ شے کہ خاص ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی نزول قرآن کا اوپر قلب کے ہی کہ اُنھیون کو یہ بات حاصل نہین اور بیان اس ابہام کا یہ ہے کہ کلام کسی شخص کی دوسرے کی طرف دو طریق سے پہنچتی ہی ایک یہ کہ اول کان پر پہنچے اور کان کے رستہ سے دل پر پہنچے اور یہ طریق عام اور مطرد اور متعارف ہی اور اُمتیون کو کلام اللہ اسی طریق سے طرف دل کے پہنچتا ہی دوسرے یہ کہ اولاً و ابتداءً دل پر پہنچے اور الفاظ خیال مین حاضر ہوجاوین اور یہ طریق خاص ساتھ اہل کمال کے ہے اور نادر اور قلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن مجید بواسطہ جبرئیلؑ کے اسی طریق سے پہنچتا تھا اور اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ یاد رکھنے اس کلام طویل کے ہرگز حاجت تکرار اور بار بار پڑھنے کی نہین پڑتی تھی اور اسکو فراموش نکرتے تھے والا کلام ایک دفعہ کی سُنی ہوئی خصوص کلام دراز ہرچند کہ کیسا ہی حافظہ قوی ہو یاد نہین رہتی ہے پس واسطے بیان کرنے خصوصیت اس نزول کے

تفسیر خطی

سورتون کے برابر کسی چیز سے پناہ نہین بخاری (د) اسی طرح آیت الکرسی شیطان کو بھگاتی ہے (ب)

ربع حزب جز (۱۱) ولو انہم آمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیر لو کانوا یعلمون ٥

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو البتہ خدا کے یہان اچھا بدلا پاتے اگر ان کو سمجھ ہوتی

کہ باعث حسد کا یہی ہی لفظ عَلٰی قَلْبِكَ کا لانا ضرور ہوا اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف تحقیق لفظ جبرئیل کے جاننا چاہیئے کہ جبرئیل باجماع اہل عربیت کی غیر منصرف ہی بسبب علمیت اور عجمہ کے معرّب ہے اوسکے کے اور معنی اس نام کے موافق روایتون اکثر صحابہ رض کے عبد اللہ ہی ساتہ اسطرح کے کہ جبر کے معنے یہ ہین کہ بندہ بے اختیار او مجبور خاوند کے ہاتھہ مین ہوا اور ایل بمعنی اللہ کے اور ایسی ہی روایت کی گئی ہی ابن عباس اور عکرمہ او علقمہ اور غیر اونکے سی بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے لیکن دیلمی نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت کی ہی کہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ع اِسْمُ جِبْرَئِیْلَ عَبْدُ اللّٰہِ وَاِسْمُ مِیْکَائِیْلَ عَبْدُ اللّٰہِ وَاِسْمُ اِسْرَافِیْلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یعنی کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ ع نے نام جبرئیل کا عبد اللہ ہے اور نام میکائیل کا عبد اللہ ہے اور نام اسرافیل کا عبد الرحمن ہے اور بیچ کتاب العظمت ابو الشیخ کی مانند اس روایت کی حضرت امام زین العابدین سے بہی منقول ہی اور احتمال ہے کہ جبرئیل اور میکائیل و اسرافیل کہ کلمہ ایل کا انکی آخر مین ہے اور ایل ساتھہ معنی اللہ کے ہی یہ تینون لقب تینون فرشتون کے ہین اور عبد اللہ اور عبد الرحمن نام ان فرشتون کے ہین اور ترجمہ ان لقبون کے نہین ہین پس تعارض نہین رہتا ہی بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے اور خطیب نے بیچ متفرق اور متفق کے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کُلُّ اِسْمٍ فِیْہِ اِیْلُ فَہُوَ مُعَبَّدٌ اللّٰہِ اور ہر تقدیر پر نام ان فرشتون کے ایسی نہین جیسے کہ آدمیون کے ہوتے ہین کہ جیسے چاہین رکھہ لین زنگی کا نام کافور یا فاسق کا نام صالح بلکہ نام انکے توقیفی ہین یعنی مقرر کئے ہوی خدا کی پس دلالت اوپر مرتبہ کمال اونکی کا کرتے ہین بلا تشبیہ جیسے لقب دیئے ہوئے بادشاہون کے کہ امیرون کو بخشتے ہین اور اوپر منصب اور مرتبے اونکے کے دلالت کرتے ہین مانند وزیر اعظم اور امیر الامرا اور میر سامان کے اور سوا انکے پس جبرئیل ع جس وقت بمقتضا مدلول اسمی اپنی کی کہ وہ اسم یہودیون کے نزدیک بہی اللہ کیطرف سے عنایت ہوا تھا بیچ ید قدرت الٰہی کے مجبور ہوا اور زیادہ حاجبیت سی مرتبہ رکھتا ہو اور ایسی حالت کہ نمونہ مضمون اس مصرع کا ع اوبجز نائی و ما جز نی نیم * ہوا اوسکو ساتھہ حضرت حق کے ثابت ہووے پس عداوت اوسکی اوپر اس کلام کی حقیقت مین عداوت خدا کی ہو بسبب اس غصہ کے کہ اللہ نے فضل اپنا کسواسطے اوپر کسی کے بندون اپنی سی نازل فرمایا اور ظاہر ہی کہ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ یعنی جو کہ ہو دشمن خدا کا اوپر سبب اسکے کہ کسواسطے فضل اپنے کو اوپر کسی بندہ کے

بندون اپنی سے بے مشورہ اور تجویز ہمارے نازل فرمایا وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ یعنی اور دشمن فرشتون اوسکے
کا بھی کہ کسواسطے سات کہنے اور فرمانے اوسکے کے بیچ پہونچانے اس فضل و رفیض کے اوپر اوس بندا
کی سعی کرنیوالے ہوئے اگرچہ وہ فرشتے رسول نہ ہون وَ رُسُلِهٖ یعنی اور دشمن رسولون اوسکے
کا بھی کہ کسواسطے اس فیض کو اونہون نے قبول کیا اور پاس خاطر ہمارے کا نکیا گو وہ رسول
فرشتے نہون وَ جِبْرِیْلَ یعنی اور خاص کر دشمن جبریل کا۔ بہی کہ وہ فرشتہ بھی ہے اور رسول
بھی ہے اور معلم قرآن کا اور ثابت کرنیوالا قرآن کا اس پیغمبر کے دل مین بھی ہے وَ مِیْکٰىلَ
یعنی اور بالخصوص دشمن میکائیل کا بھی کہ بھی فرشتہ ہے اور یہی مدد و معاون جبریل کا اور بھی
رضی ہونیوالا اساتھہ نازل کرنے قرآن کے اوپر دل اس پیغمبر کے اور حقیقت مین دشمنی فرشتون
کی اور رسولون کی عموماً اور ان دو فرشتون اور ان دو رسولون کی خصوصاً دشمنی خدا کی ہے اسواسطے
کہ دشمنی محبوب کی اوپر پہنچی ہوئی کسی شخص کی دشمنی اوس شخص کی ہوتی ہے پس اس شخص نے بسبب
عداوت خدا کے کئی طرف سے واسطے اپنی جمع کئے اول یہہ بذاتہ اللہ تعالی کو دشمن رکھا اور اوسکے
فعل پر اعتراض کیا دوسرے یہہ کہ بندون خاص اوسکی کو کہ محبوب اوسکے ہین اور موافق فرمودہ اوسکے
کے کام کرتے ہین دشمن رکھا تیسرے یہہ کہ خاص جبریل اور میکائیل کو کہ تمام فرشتون اور
فرشتون کے رسولون مین سے ممتاز ہین دشمن رکھا پس عداوت خدا کی اونکی اوپر اوسکے پھر کر
آئے جیسکہ اوسنے خدائیتعالی کو دشمن رکھا خدائیتعالی اوسکو دشمن رکھیگا فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ
یعنی اس واسطے کہ اللہ تعالی دشمن کافرون کا ہی اگرچہ ساتھہ ایک سبب کی کفر اختیار کرین اونکو کہ
کسی وجہ سے اونہون نے کفر اختیار کیا اور یہی خدا کو دشمن رکھا اور یہی فرشتون کو اور یہی
رسولون کو اور بھی جبریل کو اور یہی میکائیل کو کس طرح دشمن نہ رکھے کہ کفر اونکا سب کفر
قسمون سے سخت تر ہوا اس جگہہ جاننا چاہیئے کہ ذکر جبریل اور میکائیل کا بعد ذکر تمام فرشتون
کی اور یہ دونون اون مین داخل ہین دلالت اس بات پر کرتا ہی کہ اونکو بیچ قرب اور رتبہ کے
بڑا مرتبہ بلند ہی کہ بالخصوص دشمنی انکی سبب دشمنی خدا کا ہوتا ہی گویا یہ دونو فرشتے قطع نظر فرشتے ہونے
کہ موجب محبت کا ہی بڑھکر مرتبہ رکھتے ہین کہ محبت انکی ایمان اور عداوت انکی کفر ہوتا ہے اور
بیان اسی خصوصیت سے جدا کرکے نام ان دونو فرشتون کا یاد فرمایا والا ذکر خاص کا بعد ذکر

عام کے چندان درکار نتھا اور بھی بیچ تخصیص ذکران دو فرشتون کی اس مقام مین وجہ دوسری بھی ہے
اور وہ یہہ ہی کہ بیچ سبب نزول اس آیت کے قیل وقال تھے کہ جبرئیل اور میکائیل کے حق مین یہودیون
اور مسلمانون مین واقع ہوئی تھی اور ہر چند کہ بیچ مقام عداوت کی مذکور جبرئیل کا تھا فقط نہ میکائیل کا
لیکن جبکہ جبرئیل اور میکائیل آپس مین بسبب متحد ہونیکے بیچ مرضی اور اطاعت پروردگار اپنے کے حکم
ایک جان دو قالب کا رکھتے ہین ساتھ ذکر میکائیل کے اشارہ فرمایا طرف اس بات کے کہ عداوت جبرئیل
کے بعینہ عداوت میکائیل کے ہی اگرچہ اپنی زبان سے نہ کہین اور اپنے تئین دوست میکائیل کا جانین
مثل فرقہ رافضیہ کے کہ عداوت خلفاء ثلثہ کی رکھتے ہین اور اپنی زبان سے اپنی تئین دوستدار خلیفہ
چہارم کا جانتے ہین حالانکہ عداوت اون تینون کی بعینہا عداوت چوتھی کی بھی ہی فالنعم ما قیل

**رباعی** ربط خلفاء اربعہ ہست ازلی + گفتن زخلاف شان بود شرک جلی + داند این نکتہ طفل ابجد
خوان ہم + کز وصل سہ منفرد ہست ترکیب علی + اور بھی جاننا چاہیئے کہ حرف واؤ کا اس جگہہ مین
ساتھ معنی او کے ہی اسواسطے کہ عداوت ایک کے ان پانچون ذکر کئی ہوؤن مین سے بیچ حاصل ہونے
کفر کے کفایت کرتی ہی لیکن اس جگہہ مین ایک نکتہ باریک ہی کہ اوسکے واسطے حرف او کو چھوڑکر
حرف واو کا ذکر کیا گیا ہی اور وہ یہہ ہے کہ ہر چند ظاہر مین ممکن ہے کہ شخص عداوت ایک کے ان
پانچون مین رکھی ہے اور عداوت دوسری کی نہ رکھے لیکن اگر تعمق نظر کا کیا جاوے عداوت
ہر ایک کی ان مین سے مستلزم سبکے عداوت کو ہی پس حقیقت مین عداوت ان سبکے اکٹھی ہوتی ہے
نہ جدے جدے باقی رہا اس جگہہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہے کہ اسرافیل موافق اکثر روایتون
کے افضل جبرئیل سے ہی پس عداوت اوسکی کسواسطے بالتخصیص اس جگہہ ذکر نفرمائی جواب اسکا یہ ہے کہ
اسرافیل کو تعلق دنیا کی کامون سے کہ کثیر الوقوع ہین نہین ہی مگر بوسطہ ان تین شخصون کے کہ جبرئیل اور
میکائیل اور عزرائیل ہین پس حقیقت اسرافیلی بمنزلہ حقیقت جنسی کے ہی کہ بالاستقلال تحصیل
نہین رکھتی ہے مگر بیچ ضمن انواع کی اور حقیقتین ان تینون شخصون کے بمنزلہ انواع محصلہ کے ہین
اور ظاہر اور روشن ہی یہ بات کہ معنی جنسی ساتھ محبت اور عداوت کے متعلق نہین ہوسکتی ہین
اسواسطے کہ بسبب مطلق ہونیکے معانی متقابلہ اسمین جمع ہوتی ہین اگر ایک جہت سے متعلق عداوت
کے ہووے دوسری جہت سے تعلق محبت کے ساتھ بھی ہوجاوے اور بالعکس اسکے اور عزرائیل

ہر گاہ کہ قبض ارواح کی اوسکی سپرد ہے اور موت کو طبیعت ہر جاندار کی مکروہ جانتی ہے عموماً اور خصوصاً
انسان پس کراہیت فعل اونکی کی اگر عداوت کی ساتھ مشتبہ ہو جاوے گنجایش سکی ہے بخلاف
ان دو فرشتون کے کہ حقیقت عداوت کی اونکی نسبت ہی متصور ہو سکتی ہے اور نہ شبہ عداوت کا
پس عداوت اونکی صریح دلیل عداوت خدا کی ہے اعاذنا اللہ منہا طبرانی اور ابوالشیخ نے بیچ کتاب عظمۃ
کے اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے ساتھ سند معتبر کے روایت کی ہے حضرت ابن
عباس رض سے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیچ خلوت
کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ کنارہ آسمان کا ٹوٹا اور حضرت جبرئیل بسبب ڈر ٹوٹنے کے سمٹنے اور منقبض
ہونے لگے اور سر اوپر زمین کے رکھنا شروع کیا اور آثار تواضع اور عاجزی اور خوف اور فزع کے
اونکے اوپر ظاہر ہونی شروع ہوئی اسی حالت مین ایک فرشتہ کسی صورت مین روبرو حضرت
کے ظاہر ہوا اور کہا کہ اے محمد پروردگار تیرا تجکو سلام فرماتا ہے اور تجکو اختیار دیتا ہے اس بات کا
اگر چاہے تو پیغمبر بادشاہون کی مانند رہ اور اگر چاہے تو پیغمبر بندہ کی مانند زیست کر آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے تردد کرکے حضرت جبرئیل کیطرف نظر کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سر جھکا کر
اشارہ فرمایا کہ بندگی اور فروتنی اختیار فرماؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بندہ کی
مانند زیست کرونگا بادشاہی مجکو نہین چاہیئے وہ فرشتہ اس جواب کو سنکر اوپر آسمان کے
چڑھ گیا بعد اس حال عجیب کے آنحضرت علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے
جبرئیل مین تم سے پوچھنا چاہتا ہون کہ یہ فرشتہ کون ہے اور تمکو ساتھ دیکھنے اوسکے کی یہ حالت کیون
بہم پہونچی اور مین تمہارا یہ حال دیکھکر اس سوال سے بند ہوا مین آپ کہو کہ یہ کون تھا اور یہ تمہاری
یہ حالت کس سبب سے تھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ اسرافیل ہے جس دن سے کہ حق تعالیٰ
نے اسکو پیدا کیا ہے ہمیشہ روبرو تجلی الٰہی کے حاضر رہتا ہے اور دونو قدم اپنے ملا کر کمال
عاجزی کے ساتھ کھڑا رہتا ہے ہرگز آنکھ اپنی اوپر کو نہین اوٹھاتا ہے اور درمیان اوسکی اور درمیان
پروردگار اوسکے کی اس حالت مین بھی ساتھ پردہ نور کے حائل ہین اگر ایک پردہ اوسکے پاس ہی آوے
جلجاوے اور خدمت اس فرشتہ کی یہ ہے کہ لوح محفوظ روبرو اوسکی رکھی ہوئی ہے اور اوسکو اوسکی چیزون پر
اطلاع دی ہے ہرگاہ کہ ارادہ الٰہی تعلق پکڑتا ہے کہ آسمان یا زمین مین کوئی چیز موجود ہو وے لوح خود بخود

تفسیر حلیمی

من تشبہ بقوم فہو منہم (احمد و بیہقی) یعنی جس نے کسی قوم کی مشابہت پیدا کی وہ اسی قوم سے ہے جیسے مثلاً کسی نے چورون کی وضع اختیار کی وہ چورون مین گنا جاتا ہے اور جو بدمعاشون کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بدمعاشون مین شمار ہوتا ہے اور شرابیون مین بیٹھنے سے

بیان و رتبہ اور شرف حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل کا

بلند ہوکر اس فرشتہ کیطرف پہونچتی ہے اور یہہ فرشتہ اوسیوقت لوح محفوظ مین نظر کرتا ہی اور اوس امر
مقدر وجب الوقوع کو دریافت کرتا ہے اگر میری کرنیکی کوئی چیز ہوتی ہی مجکو وہ چیز بتلا دیتا ہی کہ
اسکو کرنا چاہیئے اور اگر کوئی کام میکائیل کے متعلق ہوتا ہی میکائیل کو اوسکے کرنیکا حکم کرتا ہے اور
اگر ملک الموت کے متعلق کوئی شے ہوتی ہی اوس سے کہدیتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مینے جبرئیل سے پوچھا کہ تم کونسے کام پر مقرر ہو جبرئیل نے کہا کہ چلانا ہواؤن کا اور فتح اور شکست
لشکرون کی پہر کہا مینے میکائیل کو کیا خدمت ہے کہا مینہہ کی اور تمام نباتات کی پہر کہا مینے
کہ ملک الموت کو کسی کام پر مقرر ہی کہا کہ اوپر قبض کرنے ارواح کے پہر کہا کہ جب حضرت اسرافیل نیچے
آئے مینے جانا کہ وقت موجود ہونے قیامت کا آگیا اور ڈر گیا مین حالت کہ میری تہی تمنے اوسی
خوف کے سبب سے ہوگئی تھی اور طبرانی نے ساتہ سند ضعیف کے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی
ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تبلا دیتا ہون تمکو کہ افضل سب فرشتون مین سے
کون ہے حضرت جبرئیل ہین اور افضل پیغمبرون مین سے حضرت آدم ہین اور افضل دنون مین سے دن جمعہ کا
اور افضل مہینون کا ماہ رمضان ہی اور افضل راتون مین شب قدر ہے اور افضل عورتون مین سے مریم دختر عمران
کی ہی لیکن اس مقام مین جاننا چاہیئے کہ افضلیت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اوپر اور فرشتون کے اور
افضلیت حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر اور پیغمبرون کے فضلیت مطلقہ نہین بلکہ بلحاظ اسبات کے
کہ منافع خاص نوع انسانی کی اور امورات تکمیل ننکے کی اور اصلاح معاد افراد اس نوع کی بسبب اوتارنے
وحی اور شریعتون کے اور مدد کرنے عابدون اور زاہدون کے بسبب انوار اور برکتون کے اور ہلاک کرنے
جبارون اور متکبرون کی انہین کے متعلق ہین اور ان وجوہات سے یہہ حق خاص اس نوع کے احسان
اور منت اونکی زائد ہی والا پہلی روایت مین گذرا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیچ قرب اور منزلت اور
مطلع ہونیکے لوح محفوظ کی چیزون پر سب سے بیش قدم ہین بلکہ اوپر حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور
عزرائیل علیہم السلام کے حکمرانی کرتے ہین اور ایسے ہی فضیلت اور بزرگی حضرت آدم علیہ السلام کی اس
سبب سے ہے کہ نیک اعمال تمام آدمیون کی اونکی اعمالنامہ مین لکہی جاتے ہین اور اصل الاصول اس
نوع کے وہی ہین اور سب سے پہلے یہی پیدا ہوئے ہین اور اللہ تعالی نے اول خلافت اپنی بلا واسطہ
انہین کو عطا فرمائی ہی اور اگر ان امور سے قطع نظر کیجاوے قرب اور مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کا ظاہر اور معلوم ہوا اور شفاعت کی حدیث مین صحیح وارد ہوا ہی کہ آدَمُ وَمَنْ
دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی آدم اور جو شخص کہ نیچے اون سے ہی تحت نشان میرے کے
ہونگے دن قیامت کے اور تحقیق کہ اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ اگر نظر طرف عموم اور گھیر لینے کمال
کے کیجاوے برابر حضرت آدم علیہ السلام کے کوئی آدمی نہین ہو سکتی کہ جو کمال نوع انسانی مین
ظاہر ہوا ذات اونکی مین بطریق اجمال کے مندرج تھا یہانتک کمال محمدی بھی اور اگر نظر طرف
علو اور بلندی درجہ کمال کے کیجاوے برابر ذات مقدس خاتم المرسلین کے کوئی شخص نہین مثال اسکی
یہہ ہے کہ روئی جامع کمالات کپڑی کی ہی کہ حاصل سبکی ہے گاڑہ سے لیکر شبنم اور آب رواں تک
حالانکہ روئی شبنم اور آب رواں کے مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابن
ابی شیبہ نے ثابت بنانی سے روایت کی ہی اور صابونی نے بیچ کتاب المائتین کی جابر بن عبد اللہ
مرفوعا روایت ذکر کی ہی کہ ایک ضلع متون جبرئیل کے سے یہہ ہے کہ حق تعالی نے اونکو اوپر عرض
حاجتون آدمیون کے داروغہ فرمایا ہے اگر کوئی محبوب خدا کے محبوبون سے واسطے حصول
مطلب کے جناب الٰہی مین دعا کرتا ہی جبرئیل عرض کرتے ہین کہ فلانا بندہ فلانا مطلب عرض
کرتا ہی حکم ہوتا ہے کہ ابھی حاجت اوسکی بند کر رکھو اور مطلب اوسکا حاصل نکرو یہانتک کہ دعا
کرے کہ مجکو آواز اوسکی اور دعا اور زاری اوسکی خوش آتی ہی اور اگر کافر یا فاجر واسطے کسی مطلب کے
دعا کرتا ہی حکم ہوتا ہے کہ جلدی مطلب اوسکا حاصل کرو تاکہ ساتھ آواز ناخوش اپنے کے مجکو نا
ذکرے اور ابو الشیخ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام احمد نے بہی روایت کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن حضرت جبرئیل سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو اوپر اصلی صورت کے
دیکھون حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ فلانی ساعت مین رات سے بیچ میدان بقیع الغرقد کے
تشریف لائو تاکہ شمہ صورت اپنی سے تمکو دکھلاؤن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی وقت اوس
مین تشریف لیگئے اور دیکھا کہ حضرت جبرئیل آسمان کیطرف ساتھ لباس سندس یعنی دارائی کے کہ
اوسکے مروارید اور یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے ہین اور چہرہ پہ رکھتے ہین اور اون پرون مین
اور یاقوت اور مروارید لگی ہوئی ہین اور ایک ایک پر اون پرون مین سے اس قدر فراخی رکھتا تھا
آسمان کے کنارہ کو ڈھانپ لیا تھا اور ابو الشیخ نے شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

تفسیر حقانی
کیونکہ پرون مین
کثرت جسمانی
بارہ سو کب سم
بڑی بات ہی
اور یہ ایک عقلی
بات ہی کہ ہ
کنکٹا یعنی باعصفی
پرواز پر کبوتر
یا کبوتر باز یا بازہ
ابن کثیر رح وغیرہ
کہتے ہین کہ اس حدیث
مین اس بات
کی بڑی تاکید
اور کڑی روک
ہے کہ کوئی
کافرون کے
اقوال و افعال
و لباس و
اعیاد

بیان صورت اصلی حضرت جبرئیل علیہ السلام

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مینے جبرئیل کو طرح طرح کی صورتون مین دیکھا ہی اور اب اکثر اوسپر
صورت دحیہ کلبی کے دیکھتا ہون اور پیشتر اس سے صورتین مختلف پر ظاہر ہوتا تھا اور اکثر اوقات اونکو
ایسا دیکھتا تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو غربال کے پیچھے سے دیکھتا ہی اور بیہقی نے بیچ دلائل النبوت
کی روایت کی ہے کہ ایکدن حضرت حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
مین چاہتا ہون کہ جبرئیل کو اوپر صورت اصلی اونکی کے مجکو دکھلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمکو
طاقت اوسکے دیکھنے کی نہوگی اونہون نے کہا کہ مین بہت قوی دل ہون بیخود نہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بس بیٹھ جاؤ ناگاہ حضرت جبرئیل اوترے اور دونو قدم اپنے اوپر ایک پتھر بڑے کی کہ متصل کعبہ
کے رکھا ہوا تھا اور آدمی اوس پتھر پر کپڑے اپنے وقت طواف کے ڈالتے تھے رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نظر اپنی کو اوٹھاؤ اونہون نے نظر اپنی اوٹھائی اور دونو قدم جبرئیل
کے دیکھے اور غش مین گر پڑے جب ہوش مین آئے آدمیون نے پوچھا کہ تمنے کیا دیکھا کہا اونہون نے کہ مینے
ایک زمرد سبز دیکھا لیکن اوس زمرد مین اس قدر چمک اور روشنی تھی کہ آنکھہ چندھیا گئی اور بیخود ہوکر گر پڑا
مین اور ابن المبارک نے بیچ کتاب الزہد اپنی کے ساتھہ روایت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کے لائے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایکدن چاندنی رات مین طرف مصلی کے جاتے تھے کہ دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام بیچ نہایت
چمک کے ظاہر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش گر پڑے جب ہوش مین آئے دیکھا کہ حضرت جبرئیل
سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سینہ پر رکھے ہوئے ہین اور ایک ہاتھ اپنا اوپر سینہ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا ہوا ہے اور ہاتھ دوسرا درمیان دوشانہ آنحضرت کے رکھی ہوئے بیٹھے
ہین اور پوچھتے ہین تمکو کیا ہوا کہ بیہوش ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ہرگز گمان نہ
لیگیا کہ کسی مخلوق مین یہ نور اور چمک ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اسرافیل کو دیکھو ایک
بیچ مشرق کے ہی اور ایک مغرب مین اور عرش شانہ کے اوپر ہے بہت تعجب کرو اور باوجود اس
طول اور عرض جثہ کے بعضی وقت بسبب تجلی عظمت الہی کے سکڑ کر چھوٹی چڑیا کی مانند ہوجاتا ہی
اور ابن داؤد نے بیچ کتاب المصاحف کے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمام صحابیون
مین سے حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ جو باتین حضرت
جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کان مبارک مین کیا کرتے تھے سنتے تھے لیکن صورت اونکی نہین دیکھتے تھے

اور حاکم نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ مین ایکدن بیچ خلوت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے آیا اور حضرت جبرئیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس جو کوئی سوای نبیون کے حضرت جبرئیل کو سر کی آنکھون سے دیکھے
اندھا ہو جاتا ہے لیکن مین خدا سے واسطے تیرے دعا کرونگا کہ یہ اندھا ہونا اخیر عمر تیرے مین ہو
چنانچہ حضرت ابن عباس رض آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے اور ابو الشیخ ساتھ روایت ابن عباس رض کی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے لائے ہین کہ بہشت مین ایک نہر ہی کہ سوای جبرئیل علیہ السلام کے دوسرے کو حکم اوس
مین جانیکا نہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز ایکبار غوطہ اوس نہر مین کھاتے ہین اور بعد نکلنے کے اوس
پانی مین اپنے کا جہٹکتے ہین ہر ہر قطرہ اونکی سے ایک ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی اور بیچ روایت علاء ابن ہارون کے
آیا ہی کہ وہ نہر کوثر ہی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اکثر اوقات حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے میرے سفید کپڑون مین آتے تھے لیکن بجای سنجاف کے مروارید اور
یاقوت اونکی کپڑون پر لگی ہوئے ہوتے ہین اور سر اونکا جیسا کہ جالی دار مروارید سے ہوتا ہی اور اوپر اونکے
دو لڑی موتیونکی حائل ہوتے ہین اور دونو پیر اونکے سبز اور دونو پانو کسی سبز چیز سے لپٹی ہوئی ہوتے ہین
گویا موزہ سبز پہنے ہوئے ہین اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تمکو کبھی دیدار جناب رب العزۃ جل شانہ
کا بھی میسر آتا ہی کہا نہین درمیان میرے اور درمیان اوس جناب کے ستر پردے نور کے ہوتے ہین اگر ایک
کے پردہ کیطرف دیکھون جلجاؤن اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے ساتھ سند ضعیف کے انس
رض سے روایت کی ہی کہ ایک شخص یہودیون مین سے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ
یا رسول اللہ آیا جناب حقتعالی کو مخلوق اپنے سے پردہ اور حجاب بھی ہی فرمایا البتہ درمیان اوس جناب
اور فرشتون کے کہ گرداگرد عرش کے ہین ستر حجاب نور کے ہین اور ستر حجاب تاریکی کے اور ستر حجاب
اطلس کے رفرفون سے اور ستر حجاب سندس یعنی دارائی کے رفرفون سے اور ستر حجاب مروارید سفید سے اور
ستر ہزار مروارید سرخ سے اور ستر ہزار مروارید سبز سے اور ستر ہزار روشنی تیز سے اور ستر ہزار برف سے اور ستر حجاب
پانی سے اور ستر حجاب اولے سے اور ستر حجاب اور مین عظمت ذاتی حق کے سے کہ وصف
اون حجابونکی بیان مین نہین آتی ہے پھر اوس یہودی نے کہا کہ مجھکو خبر دی اوس فرشتہ خدایتعالی کے نے

تقسیم خلیلی

بہم کو تہ اسلامی محبت اپنی وضع بدلنے دوسرے کی اور کفر کی عداوت کفر کی وضع اختیار کرنے دیکی

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

کہ بہت متصل تجلی حق تعالی کے رہتا ہی آنحضرت م نے فرمایا جو فرشتہ کہ بہت متصل اُس جناب کے ہی
اسرافیل ہی پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر ملک الموت آور امام احمدؒ نے بیچ کتاب الزہد کے ابو عمران
جونی سے روایت کی ہی کہ ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے
اور روتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ رونے تمھارے کا کیا سبب ہے حال آنکہ تم معصوم ہو
اور خوف بازپرس کے سے تم نڈر ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ قسم خدا تعالی کی کہ آنکھ میری خشک نہین ہوئی ہی
اُس دن سے کہ خدا تعالی نے آگ دوزخ کی پیدا کی ہی کہ مبادا کوئی گناہ مجھسے سرزد ہو جاوے اور مستحق دوزخ کا
ہو جاؤن آور بیچ مسند امام احمدؒ کے ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ مینے کبھی حضرت میکائیل کو ہنستے ہوے
نہین دیکھا ہی اسکا کیا سبب ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جس دن سے دوزخ پیدا ہوئی ہے
حضرت میکائیل نہین ہنستے ہین آور ابو الشیخ ساتھ روایت لیث بن سعد کے خالد بن سعید سے لائے ہین کہ
حضرت اسرافیل بیچ بارہ ساعت رات کے بارہ مرتبہ اذان کہتے ہین یعنی ایک ایک ساعت مین ایک ایک
اذان مقرر ہی اور اُس اذان کو تمام فرشتے ساتون آسمان اور ساتون زمین کے سنتے ہین او جن اور انسان نہین
سنتے ہین اور آسمان کے فرشتے سب بیت المعمور کے پاس کہ مقابل خانہ کعبہ کے ہی ساتوین آسمان مین جمع
ہو کر انتظار جماعت کا کرتے ہین او حضرت میکائیل علیہ السلام امام ہو کر نماز پڑھواتے ہین آور حکیم
ترمذی نے زید بن رفیع سے روایت کی ہی کہ ایکدن آنحضرت علیہ السلام مسواک کرتے تھے کہ ناگاہ
حضرت جبرئیل او حضرت میکائیل دونون تشریف لائے آدمی کی صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطریق تحفہ کے مسواک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دی حضرت جبرئیل ع نے کہا کبر کبر حکیم
ترمذی کہتے ہین کہ یعنی یہ مسواک حضرت میکائیل ع کو دو کہ وہ مجھسے زیادہ بزرگ ہین آور ابو الشیخ نے
عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کے
مخلوقات مین سے کونسا اللہ کے نزدیک زیادہ عزیز ہے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون جب حضرت جبرئیل ع
آئے آپنے پوچھا اُنھون نے کہا کہ مین بھی نہین جانتا ہون جب جبرئیل ع گئے اور پھر آئے کہا کہ سب
مخلوقات سے عزیز زیادہ اللہ کے نزدیک چار فرشتے ہین جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور
ملک الموت ایپر جبرئیل پس کارخانہ نبوت او روحی کا اور آمد رفت پاس رسولون کے اور فتح

اور شکست لڑائیون مین انکے تعلق ہی اور میکائیل پس ہر ایک قطرہ مینہ کا اور ہر ایک دانہ کہ زمین سے نکلتا ہی متعلق انکے ہی اور ملک الموت پس کام انکا قبض کرنا ہر ایک روح کا ہی خواہ جنگل مین ہو خواہ دریا مین اور اسرافیل پس وہ امین خدا کا ہی درمیان انکے اور ان تینون فرشتون کے یعنی احکام الٰہی طرف انکے پہنچاتا ہی اور مکتوبات لوح محفوظ کا انکو نشان دیتا ہی اور ابو الشیخ ساتھ روایت جابر بن عبد اللہؓ کے آنحضرت سے لائے ہین کہ مقام جبرئیلؑ داہنی طرف تجلی الٰہی کے ہی اور مقام میکائیل کا بائین طرف اور مقام اسرافیلؑ کا درمیان دونون کے ہی پیش واور بھی ابو الشیخ نے خالد بن ابی عمران سے روایت کی ہی کہ اعمال نامے بھی بندون کے حضرت میکائیل کے آگے پہنچے ہین اور ساتھ روایت ابو سعید خدریؓ کے لایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب صور کا اسرافیل ہی اور ابو الشیخ نے وہب سے روایت کی ہے کہ لعنت گنہگارون کی اور رحمت مطیعون کی اور محبوبیت مجبون درگاہ الٰہی کی ایک خدمت ہی کہ حضرت جبرئیل کے متعلق ہی اول انکو ان چیزون کا حکم ہوتا ہی اور بواسطہ انکے دوسرے فرشتون کو پہنچتا ہی اور حاکم ساتھ روایت ابو سعید کے لایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کے دو شخص بندگان خدا سے خاص وزیر اور مشیر سے ہین اور مجھکو چار وزیر عنایت ہوئے دو وزیر آسمان والون مین سے ایک جبرئیل اور دوسرا میکائیل اور دو وزیر زمین والون مین سے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور طبرانی نے ساتھ سند معتبر کے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان مین دو فرشتے ہین ایک انمین سے نرم خو ہی اور دوسرا تند خو یعنی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور زمین مین بھی دو پیغمبر ہین ایک نرم خو دوسرا سخت خو یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ نرمی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس مرتبہ کی ہی کہ اپنے مخالفون کے حق مین بھی شفاعت کرتے ہین اور کہتے ہین من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم یعنی جس شخص نے تابعداری کی میری پس تحقیق وہ مجھسے ہی اور جسنے نافرمانی کی ہی میری پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہی اور سختی حضرت نوحؑ کی اس مرتبہ کی ہی کہ فرماتے ہین رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اور میرے بھی دو یار ہین ایک نرم خو اور دوسرا سخت خو اور ہر ایک اپنے کام مین صواب پر ہی یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ اور بیہقی نے بیچ کتاب الاسماء والصفات کے اور طبرانی نے بیچ معجم اوسط کے

تفسیر خلیلی

پچھا ہی چاہیئے

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر

ہم جو ہی کری آیت اُٹھا لیتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو پھر اُس سے بہتر یا ویسی ہی لا بھی دیتے ہین کیا تو نہین جانتا کہ خدا کو سب اختیار ہے

بیان وزیرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور بزار نے بیچ مسند اپنے کے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمرؓ کے ذکر کیا ہی کہ ایک دن آدمی بہت جمع ہو کر روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ تمام نیکیان اللہ کی طرف سے ہین اور سب برائیان بندون کی طرف سے ہین اور حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ نیکیان اور برائیان سب خدا کی طرف سے ہین بعضے لوگ حضرت ابوبکرؓ کے کہنے پر قائل ہوے اور بعضے ساتھ قول حضرت عمرؓ کے قائل ہوے اور آپسمین جھگڑتے ہین ہم روبرو آپکے آئے ہین تاکہ اس مقدمہ کو فیصلہ کرو آنحضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ آسمان مین بھی ایسا ہی مناقشہ پڑگیا ہی حضرت میکائیل علیہ السلام نے موافق قول ابوبکرؓ کے کہا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے موافق قول عمرؓ کے بعد اسکے حضرت جبرئیلؑ نے حضرت میکائیلؑ سے کہا کہ جب ہم آسمان کے رہنے والے ہین آپس مین مختلف ہین تو اہل زمین بالاولی مختلف ہونگے آؤ تم تاکہ آگے حضرت اسرافیلؑ کے یہ جھگڑا لیجاوین اور فیصلہ کراوین حضرت اسرافیلؑ کے روبرو یہ جھگڑا لے گئے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اُنکو بھید قضا اور قدر کا بتلایا اور کہا کہ القدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرّہ کلہ من اللہ تعالیٰ یعنی تقدیر خیر و شر کی اور شیرین اور تلخ کی کل اللہ کی طرف سے ہی بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ یا ابوبکرؓ اگر حق تعالیٰ چاہتا کہ کوئی نافرمانی اُسکی نکرے تو ابلیس کو نہ پیدا کرتا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ صدق اللہ ورسولہ یعنی اللہ اور اُسکا رسول سچا ہے اور حاکم نے اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت کی کہ مین ایک دن دو رکعت سنت فجر کی متصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑھ کر بیٹھا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھ کر یہ دعا فرماتے ہین اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ومحمد اعوذ بک من النار اور اس دعا کو تین بار فرمایا اور معنی اس دعا کے یہ ہین اے بار خدایا رب جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور محمدؐ کے پناہ چاہتا ہون مین ساتھ تیرے آگ سے اور امام احمدؒ نے کتاب الزہد مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ مرض موت کے جب وفات شریف قریب پہنچی تو بیہوشی سخت لاحق ہوئی اور سر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیچ گودی میری کے تھا بار بار پانی اوپر چہرۂ مبارک اُنکے چھڑکتی تھی اور دعا شفا کی کرتی تھی اور بیقرار تھی مین کہ ایک دفعہ کچھ ہوش ہوا اور فرمایا کہ یہ دعا مت کر بلکہ مین خدا تعالے سے صحبت رفیق

تفسیر

الم تعلم ان اللہ له ملک السموات والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر

اعلیٰ کی چاہتا ہون اور کہتا ہون مین کہ ساتھ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کے صحبت رکھون اُسوقت سے بیٹھے جانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے دنیا مین ہین ہونے کے حاصل ہے کہ مرتبہ ان تینون فرشتون کا بسبب قرب اور نزدیکی الٰہی کے کہ بجا آوری احکام الٰہی کی نہ لے آمیزش خواہش نفسانی اپنی کے کرتے ہین اس حد کو پہنچا ہے کہ عداوت انکی حقیقت مین اعتراض کرنا اوپر افعال جناب کبریا الٰہی کے ہی پس عداوت جبرئیل کی اس جہت سے کہ قرآن مجید اوپر غیر فرقہ بنی اسرائیل کے اُتارا حقیقت مین یہ عداوت ہماری ہی اسواسطے کہ اُتارنا کتابون کا کام ہمارا ہی اور جبرئیل سوائے ایلچی گری کے اور کوئی منصب نہین رکھتا ہی وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ یعنی اور تحقیق ہمنے مقام عظمت اپنی سے اُتاری ہین طرف تیری اٰيٰتٍ یعنی آیتین قرآنی اور ہرگز التباس و اشتباہ آیتون اُتاری ہوئی ہماری کا ساتھ اُتارے ہوے دوسرے کے ممکن نہین ہین اسواسطے کہ وہ آیتین بَيِّنٰتٍ یعنی دلیلین روشن ہین اس وجہ سے بھی کہ اعجاز الفاظون کا انہین پایا جاتا ہے کہ مثل انکی کسی اور سے ممکن نہین آور اسوجہ سے بھی کہ معانی انکے مطابق ہین ساتھ مقتضائے عقل سلیم کے آور اسوجہ سے بھی کہ موافق ہین وہ آیتین ساتھ کتابون پہلے نبیون کے کہ یہودیون کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہین پس یہودیون کو انکار ان آیتون کا ممکن نہین اسواسطے کہ انکے انکار کرنیسے انکار تمام کتابون پہلے کا لازم آتا ہی وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ یعنی اور انکار نہین کرتے ہین ان آیتون کا مگر وہ آدمی کہ کفر کے اندر حد سے بڑھے ہوے ہین اور ہرگز کسی کتاب کے اوپر پہلی کتابون مین سے ایمان نہین رکھتے ہین او رمقتضائے عقل و نقل دونون سے قدم انکا باہر ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہی کہ قرآن مجید مین جس جگہ کافر کی صفت مین فسق کا ذکر آیا ہی جیسے کہ اس آیت مین تو مراد اس سے وہ کفر ہوتا ہی کہ نہایت درجہ کو پہنچے اور اس سے بڑھکر کوئی کفر متصور نہو اور جس جگہ فسق صفت اہل ایمان کی فرمائی ہی مراد اس سے گناہ کبیرہ ہین اور احتمال ہی کہ معنی آیت کے اس طرح ہون کہ یہ یہودی اگرچہ ساتھ جبرئیل کے عداوت رکھتے ہین اور اسی سبب سے کفر کے گرداب مین گرفتار ہین لیکن یہ امر بھی موجب کفر کا ساتھ قرآن مجید کے نہین ہوسکتا ہی اسواسطے کہ ہمنے بہت سمجھے بغیر وساطت جبرئیلؑ کے تیرے اوپر نازل کئے ہین جیسے کہ ستونون کا جواب دینا درختون کا تیرے کلام کا اور شکایت اونٹون اور ہرنون کی اور سلام کرنا پتھرون کا اور پہاڑون کا

تفسیر تسہیلی

کتب سابقین بعضی آیت اُٹھا دی جاتی ہے اگر اسد کی طرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا جو موقوف کردیا پھر اسد تعالیٰ نے فرمایا کہ عیب نہ پہلی آیت مین تھا نہ پچھلی مین پر حاکم جس وقت جو چاہے سو حکم کرے (ضرر) ہمہ تعالیٰ کا انتظام آسمان زمین مین جدا جدا ہی اور کسی مین کوئی خرابی اور نقصان نہین اسی طرح

تیری اوپر آور جواب اُن سوالات احبار یہود کے اور اور چیزین ہو السکے کہ مجموع اُنکا موجب یقین صحت رسالت تیری کا ہوتا ہی آور اُن معجزون ظاہر کا انکار نہین کرتا ہی مگر وہ شخص کہ دائرہ دین کے سے بالکل خارج ہوا اور ساتھ کسی دین اور آئین کے گرویدہ نہو والا انکار معجزون واسطے یہودیون کا کہ بڑھکر ان معجزون سے نتیجے اُسکے تئین لازم آویگا آیعنی آیا انکار فسق اپنے کا کہتے ہین یہ یہودی اور کہتے ہین کہ ہم مقتضائے عقل اور نقل سے باہر نہین گئے ہین اور مخالف عقل و شرع کے ہمنے کوئی حرکت نہین کی اور اگر تم اس انکار کو مخالف عقل و نقل کے سمجھتے ہو خارج حساب سے ہے کہ کلام و عیدون کی سعی کرتے ہو وَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا یعنی اور حال یہ ہی کہ جسوقت کوئی عہد باندھتے ہین ساتھ خدا کے یا ساتھ رسول وقت کے یا اور خلقت کے ساتھ اگرچہ اہل مقدمہ مین ہو نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم یعنی پس پشت پھینکتا ہی اُس عہد کو ایک فریق اُنہین سے چنانچہ اس پیغمبر کے زمانہ مین بھی بنی قریظہ اور بنی نضیر نے بارہا آنحضرت کے ساتھ عہد باندھا کہ مشرکین کی مدد لڑائی مین نہین کرینگے اور بدخواہ تمھارے نہین ہونگے اور ہر دفعہ اُس عہد کو توڑا اور باپ دادون اُنکے سے یہ گناہ کثرت سے وقوع مین آیا چنانچہ اسی سورہ مین بارہا گزرا وَاِذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل۔ واذ اخذنا میثاقکم لاتسفکون دمائکم اور ظاہر ہے کہ توڑنا عہد کا شرع مین بھی حرام ہی اور کبیرہ ہی اور مخالف مقتضائے عقل کے بھی ہے اور اسی واسطے اوپر قباحت اس امر قبیح کے تمام گروہ آدمیون کے یہانتک کہ بے دین بھی متفق ہین اور مرتکب اس کام کے کو بدکار جانتے ہین پس فسق اُنکا بسبب عہد شکنی کے کہ کئی کئی بار اُنسے سرزد ہوا اور ہوتا ہی ثابت ہوا اور اگر اُنکے حال کو غور کرکے دیکھا جاوے تو فقط اسی حرکت سے فاسق نہین ہوے بَلْ یعنی بلکہ کفر بھی اُنمین پایا جاتا ہی اسواسطے کہ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ یعنی اکثر اُنکے ایمان نہین رکھتے ہین ساتھ کتاب اپنی کے کہ توریت ہے اور جو عہد کہ توریت مین موجود ہین اُنکو بھی واجب الحفظ نہین جانتے ہین آور احتمال ہی کہ پیچ کلمہ بل کے مضمون فریق کے سے ترقی منظور ہو یعنی ایک فریق گناہ عہد شکنی کا کرتے ہین بلکہ اکثر اُنکے تصدیق نہین نے ہین کہ نقض عہد بھی گناہ ہی اور یہ اُس سے بھی بڑھکر ہی اور دلیل اوپر کفر اُن کے کے ساتھ کتاب اپنی کے اور نکلنے اُنکے کے دائرہ دین کے سے یہ ہے کہ اگر اُن کو ساتھ کتاب اپنی کے

ایمان حاصل ہوتا تو اوپر دین اپنے کے قائم رہتے اور ہرگز اُس شخص کا کہ موافق اُس کتاب کے کلام کے یا موافق قاعدون اُس دین کے دعوت کرے انکار نکرتے اور درپے ایذا اُسکی کے نہوتے وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ یعنی ہرگاہ کہ آیا پاس اُنکے پیغمبر کہ آنا اُسکا جانتے تھے مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اللہ کے پاس سے اسواسطے کہ معجزے اُسکے مانند معجزون پہلے نبیون کے دلیل قوی اوپر صدق اُسکے کے ہے اور باوجود اسکے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی وہ پیغمبر تصدیق کرنیوالا ہے کتابون کو کہ ہمراہ اُنکی ہین مثل توریت اور زبور وغیرہ کے اسواسطے کہ اُنے اُس پیغمبر کے سے پیچھے اُن کتابون کے خبر دی ہے اگر یہ پیغمبر نہ آتا وہ خبرین سچی نہوتین پس مقتضاے حال اُنکے کا یہ تھا کہ بسبب آنے اس پیغمبر کے ایمان اُنکا ساتھ کتابون اپنی کے زیادہ ہوتا اور وہ بالعکس کفر مین پڑے اور کتابون اپنی کا بھی اُنھون نے انکار کیا اسواسطے کہ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یعنی پھینکا ایک جماعت نے اُنمین سے کہ جنکو علم کتاب کا دیا تھا جنے اور فی الجملہ اُس کتاب کے مضمون کے ساتھ رابطہ رکھتے تھے اور اُس کتاب کو مطابق اس پیغمبر کے پہچانتے تھے كِتٰبَ اللّٰهِ یعنی کتاب اللہ کی کو کہ پیشتر اسکو کتاب خدا کی جانتے تھے اور حقیت مضمون اُسکے کا اقرار کرتے تھے گویا اس فرقہ نے اُس کتاب کو پھینکا وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ یعنی پس پشت اپنے کہ اصلا التفات اُسکی طرف نہین رکھتے ہین اور لفظ او معنی اُسکے کو نہین دیکھتے ہین اور جب کتاب پس پشت ہوا اصلا مطالعہ اور درس او تکرار مین کام نہین آتی ہے پس یہ لوگ بسبب اُس حرکت کے نہ برکت ہوے کہ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی گویا کہ وہ کچھ نہین جانتے ہین پس جہل مطلق کو اختیار کیا اور کتاب الہی کو چھوڑا اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اُنکو ساتھ کتاب اپنی کے بھی ایمان حاصل نہین حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہودی توریت کو دیبا اور حریر کے غلافون مین رکھتے تھے اور سونے اور لاجورد سے مطلا کرتے تھے لیکن حلال اُسکے کو حلال نہین جانتے تھے اور حرام اُسکے کو حرام نہین مانتے تھے اسواسطے حق تعالیٰ نے اُنکے حق مین فرمایا کہ اُنھون نے کتاب الہی کو پس پشت پھینک دیا مسلمانون کو بھی چاہیے کہ ایسے عمل کرنے سے ڈرین اور درپے علم اور عمل کتاب اپنی کے رہین اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اور کاش یہ یہودی اوپر اسی قدر کے کفایت کرتے لیکن اُنھون نے کتاب الہی کو پس پشت ڈالا وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ یعنی اور پیروی کی اُن منترون کی کہ پڑھتے تھے شیاطین جنون اور آدمیون کے عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

تفسیر خلیلی

فوز الکبیر مین فرماتے ہین کہ محققین کے نزدیک قرآن بھر مین پانچ آیتین منسوخ ہین اور حدیثین ابن جوزی کے نزدیک اکیس اور ابن قیم کے نزدیک دس سے بھی کم ہین۔ موطا کی شرح مین زرقانی نے لکھا ہے کہ محدثین و اصولیین و فقہا کا یہ مذہب ہے کہ جہانتک جمع ممکن ہو جمع کرنا واجب ہے (جسم)

یعنی بیچ عہد بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور قصہ اُسکا ایسا تھا کہ حق تعالیٰ نے
حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی عام دی تھی اور تمام مخلوقات خواہ جن خواہ انسان یا جانور
وحشی اور ہوا وغیرہ کل زیر حکم اُنکے کیے تھے پس اُنکے عہد مین شیاطین جنون کے بھی آدمیونکی
صورت مین متشکل ہوکر بڑے بڑے کام مشکل جیسکے غوطہ اور سنگ تراشی اور بلند عمارتین بنانی
اور حوض اور قلعہ تیار کرنے اور عجیب شکلون اور نقش کھینچنے مین مصروف رہتے تھے چنانچہ دوسری جگہہ
قرآن مجید مین مذکور ہی اور اس سبب سے اختلاط آدمیون کا جنون کے ساتھ بے پردہ کے ہوگیا تھا
اور آپس مین نشست و برخاست کرتے تھے اور شیاطین آدمیون کے سامنے عجیب و غریب کام اپنے ظاہر
کرتے تھے اور منتر جنمین کہ الفاظ صریح شرک کے تھے جیسے کہ نام بتون اور شیطانون پہلے زمانہ کے کہ
بہکانے اور کافر کرنے مین پیشوا اُنکے تھے آدمیون کے روبرو پڑھتے اور بسبب پڑھنے اُنکے کے بڑی بڑی
عجیب چیزین ظاہر ہوتین اور ان اُمورات کے صادر ہونیکی دو وجہین اول یہ کہ جن کی پیدایش اور
آدمی کی پیدایش مین بہت تفاوت ہی پس واسطے گمراہ کرنے آدمیون کے بسبب سننے اُن منترون کے
شیاطین چیزین عجیب و غریب ظاہر کرتے اور کسی کی گردن توڑتے اور کسی کا پاؤن باندھ لیتے اور کسی کے
شکم کے اندر آکر درد پیدا کرتے اور بعضے وقت مین کسی آدمی کے اندر تاثیرین ناشائستہ ڈالتے اور
جسوقت وہ فسون اُسکے اوپر پڑھا جاتا چھوڑ دیتے اور اُسکو آرام ہوجاتا تاکہ آدمی اعتقاد تاثیر اُن
منترون کا کرکے تعظیم بتون اور شیاطین پیشواؤنکی بجالاوین اور یہ بات ظاہر ہی کہ جنون کے فعل
بہ نسبت افعال آدمیون کے حکم خوارق عادت کا رکھتے ہین دوسری وجہ یہ ہی کہ ارواح بعضے بہائمی
نے شرارت اور خباثت مین حکم حیوان کا پیدا کیا ہی کہ بالطبع اس بات کو چاہتے ہین کہ ہماری عبادت
اور تعظیم اور پرستش کیجاوے اور چاہتے ہین کہ آدمی ہماری طرف رجوع کرین اور جنون کے شیطانون نے بعضے
منتر کہ جنمین تعظیم اور التجا طرف اُن ارواح کے کا حقہ پائی جاوے آدمیون کو تعلیم کرتے تھے اور سجدہ
اور قربانی اُن ارواح کی اور اور کام تعظیم کے اُن منترون کے پڑھنے کی شرائط مقرر کرتے تھے
تاکہ آدمی شرک اور گمراہی مین گرفتار ہون اور آثار عجیب اُن کامون کے اوپر مترتب ہوتے تھے رفتہ
رفتہ یہ حرکت ناشائستہ اور عمل بد اُنکا مشہور ہوگیا یہانتک کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام بھی
اسکے اوپر مطلع ہوے اور آصف بن برخیا کو کہ وزیر اُن کا تھا حکم فرمایا کہ شیطانون کو حاضر کرے

تفسیر

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

جو کچھ انکے پاس اس قسم کی چیزون سے ہو سب جمع کرکے اور لکھوا کر نیچے کرسی آصفی کے دفن کروا اور
بعد اسکے تقید کردو کہ شیاطین اور آدمی آپسمین نشست و برخاست نکرین اور طریقہ تعلیم اور تعلم کا
انکے درمیان جاری نرہے جبتک کہ حضرت سلیمان زندہ تھے یہی طریق باقی رہا بعد وفات حضرت
سلیمان اور آصف برخیا کے شیطانون نے آدمیون سے یہ امر ظاہر کیا کہ حضرت سلیمان نے سحر اور
جادو کے زور سے یہ تمام سلطنت حاصل کی تھی کہ ہوا اور جانور وحشی اور جن اور انس انکے مسخر ہوگئے
تھے اور اُس تمام سحر کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کرکے اس جہان سے چلے گئے ہین اب بہتر یہ ہی کہ اُس
مکان کو کھود کر اُن کتابون کو نکالو اور موافق اُسکے عمل کرو تاکہ مانند حضرت سلیمان علیہ السلام کے
تمہارے ہاتھ سے بھی عجائب اور غرائبات ظاہر ہون آدمیون نے بسبب نادانی کے اُن شیطانون کے
کتابونکو نکال لیا اور اُن منترون کو پڑھنا شروع کیا اور خواص عجیبہ انہین پائے یہانتک کہ توریت اور
علوم دین کا شغل بالکل موقوف ہوا اور تمام ہمت انکی اوپر حاصل کرنے علم سحر اور افسونگری کے مصروف
ہوئی اور جبتک شیطانون کو گمراہ کرنا انکا منظور تھا اُن منترون کے پڑھنے سے خوب تابعداری کرتے
اور آثار بھی خوب طرح سے اس کام پر ظاہر ہوتے اور جسوقت شیطانون نے دیکھا کہ یہ گمراہی کے گڑھے
مین گر پڑے اور اچھی طرح کتب الٰہیہ سے روگردانی کی بعد اسکے اُن منترون کے پڑھنے
سے اطاعت بجا نہ لائے اور اُس کام سے دستکش ہوئے اور وہ تاثیرین گم ہونے لگین پھر
بسبب اس حادثہ کے کئی وجہ سے ضرر بڑا یہودیون کے دین مین پایا گیا اول روگردانی کتابون الٰہی
سے کہ علاج امراض روحانی کا انہین مین تھا دوسرے اعتقاد کرنا تاثیر بتون اور بڑے بڑے شیطانون
ناسون کا اور بجالانا نذرون اور قربانیون کا انکے واسطے کہ صریح کفر اور شرک ہی تیسرے بدظنی کرنی
حق حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے یہانتک کہ انکار نبوت اُنکی کا کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان ساحر
تھا زبردست چنانچہ ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہی کہ یہودی آپسمین کہتے تھے کہ دیکھو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حق کو ساتھ باطل کے ملاتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو نبیون کے ساتھ
مین ذکر کرتا ہی حال آنکہ سلیمان ایک جادوگر تھا کہ بزور سحر کے ہوا کے اوپر سوار ہوتا تھا حق تعالی نے
دونون کامون یہودیون کی یعنی اعراض کرنا کتب الٰہیہ سے اور اعتقاد کرنا تاثیر بتون اور شیطانون
ناسون کا مذمت فرمائی اور برائی اُنکی ظاہر کی اور تیسرے امر کو کہ گمان جادوگری حضرت سلیمان

تفضیل کی

"سیدھی راہ سے بہک گیا

ف یعنی یہود کی طرح تم اپنے پیغمبر سے ایسے سوال مت کرو کہ مثلًا "پہلا ہی حکم برقرار رکھا جاوے یا ہم لوگ اس حکم سے خوش نہیں ہیں" کیونکہ خدا کے حکم سے ناراض ہونا یا اسکو غیر مناسب سمجھنا کفر کی بات ہی اور ایمان کی بات چھوڑ کر کفر کی بات اختیار کرنا سیدھی

علیہ السلام کا تھا ساتھ اس عبارت کے رد کیا کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ یعنی اور ہرگز کافر نتھا سلیمان علیہ السلام بسبب اعتقاد تاثیر بتون اور شیطانون کے نامون کے اور بجالانے نذرون اور قربانیون اُنکی کے کہ جنپر سحر موقوف ہی اسواسطے کہ سلیمانؑ پیغمبر تھے ساتھ اقرار ایک جماعت کثیر کے یہودیون مین سے اور معصوم ہونا پیغمبرون کا کفر سے قطعی ہی بلکہ بدیہی ہی اسواسطے کہ منصب نبوت کا ساتھ کفر کے منافات اور مخالفت صریح رکھتا ہی اور مبعوث کرنا پیغمبرون کا واسطے دور کرنے کفر کے ہی اگر خود نبی کفر اختیار کرے تو نقصان غرض بعثت اُسکی کا لازم آوے وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ یعنی ولیکن شیاطین جن و انس کے کہ روبرو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بسبب دیکھنے معجزون اُنکے کے ایمان لائے تھے اور مسلمانون کے گروہ مین داخل ہوگئے تھے اور بیچ جوہر ذاتی اُنکے کے شرارت اور کفر کا خمیر تھا بعد وفات حضرت سلیمانؑ کے بہ مقتضائے خبث اصلی اپنے کے كَفَرُوا یعنی کافر ہوگئے اور تہمت جھوٹ کی اوپر سلیمان علیہ السلام کے باندھی کہ وہ بھی سحر اور جادو کرتے تھے اور بسبب انھین اعمال خبیثہ کے جن اور انس اور وحوش اور طیور اور ہوا اور اور مخلوقات کو مسخر اور تابعدار کیا تھا اور فقط اسی کہنے پر اور اعتقاد کرنے پر قناعت نکی بلکہ کہنا شروع کیا کہ يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ یعنی تعلیم کرتے تھے آدمیون کو سحر کی باتین تاکہ اور آدمیون کو بھی مانند اپنے کافر اور جادوگر بناوین اور آدمی ساتھ افترا اور جھوٹ اُنکے کے فریب کھاکر گمان کرین کہ سحر کے کرنے مین کچھ برائی نہین و الا ایسا پیغمبر عالی قدر کس واسطے ایسا کام کرتا اسجگہ جاننا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہے اگر سحر مین قول یا فعل ایسا ہو کہ موجب کفر کا ہوئے جیسے ذکر کرنا نام بتون اور ارواح خبیثہ کا ساتھ ایسی تعظیم کے کہ لائق حضرت رب العزت کے ہے جیسے کہ ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا یعنی ہرشی کا علم باستقلال اور ہرشی پر قدرت اسی طرح کی اور غیب دانی اور مشکل کشائی اسی قسم کی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ اور مثل اُسکی اور کوئی شی پائی جاوے تو بلاشبہ وہ سحر کفر ہے اور صاحب اُسکا مرتد ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ اس قسم کا سحر واسطے کسی مطلب اپنے کے کرواوے دیدہ و دانستہ تو کافر ہوتا ہی اور احکام مرتدون کے اُسکے اوپر جاری ہین اگر مرد ہے تو اُسکو تین دن کی مہلت دینی چاہیے

تاکہ توبہ کرے اور اُس قول و فعل سے تبرا کرے اور بعد تین دن کے بھی اگر توبہ اُس سے درست نہوئی تو اُسکو قتل کرنا چاہیے اور مسلمانون کے قبرستان مین اُسکو دفن کرنا نچاہیے اور مسلمانون کے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین بھی نچاہیئے اور واسطے اسکے فاتحہ اور درود اور صدقے نہ بھیجے چاہیین اور اگر عورت ہی تو نزدیک امام شافعی رح کے اُسکو بھی بدستور مردون کے بعد مہلت تین دن کے مارڈالنا چاہیے اور نزدیک امام اعظم رح کے ہمیشہ کو اُسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ توبۂ نصوح کرے اور اگر سحر مین کوئی قول یا فعل ایسا نہو کہ جسکے سبب سے کفر و ارتداد ثابت ہو لیکن کرنیوالا اُسکا دعوی کرتا ہی کہ مین بسبب سحر اپنے کے کرسکتا ہون کہ خدائی کا کام کرون جیسے کہ بدل ڈالنا صورت آدمیون کی ساتھ صورت جانورون یا پتھر کو لکڑی یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہون یا کام پیغمبرون اور معجزے اُنکے کا کرسکتا ہون جیسے کہ اُڑتا ہوا مین یا طے کرلی مسافت ایک مہینے کی بیچ ایک لمحہ کے پس وہ بھی کافر و مرتد ہوتا ہی نہ بسبب فقط سحر کے بلکہ بسبب اس دعوے کے اور اگر کہتا ہی کہ ان اعمال و رکامون بیچ مین خاصیت ہی کہ بسبب اُسکے قتل کرنا نفس کا یا بیمار کرنا تندرست کا یا تندرست کرنا بیمار کا اور ڈرا دینا اچھے بھلے کا اور فاسد کرنا تخیل کا کرسکتا ہون پس یہ سحر نزدیک فسق ہی اور کرنیوالا اُسکا دغاباز و فاسق ہی اگر بسبب سحر اپنے کے نفس معصومہ کو ہلاک کرے مانند قطاع الطریق اور خناق کے اُسکو مارنا چاہیے اسواسطے کہ سعی کرنیوالا فساد کا ہی اور درمیان عورت اور مرد کے کہ ایسی حرکت کرے کچھ فرق نہین دونون کا ایک حکم ہے یہ مذکور وہ ہے کہ امام فخر الدین زاہدی او رعلماء حنفیہ نے منقح کیا ہے اور بیچ ایک روایت کے امام اعظم رح سے ایسا آیا ہی کہ جب کسیکو معلوم کرین کہ جادو کرتا ہے اور ساتھ اقرار یا گواہون کے یہ بات ثابت ہوجاوے تو اُسکو مارڈالنا چاہیے اور توبہ اُس سے طلب نکرنی چاہیے اور اگر کہے کہ مین جادو چھوڑ دیتا ہون اور توبہ کرتا ہون تو اُسکی بات کو قبول نکرنا چاہیے ہان اگر کہے کہ مین پیشتر سحر کرتا تھا اور ایک مدت سے یہ کام چھوڑدیا ہی تو قول اُسکا قبول کرنا چاہیے اور خون کرنا اُسکا نچاہیے اور نزدیک امام شافعی رح کے اگر کسی شخص نے سحر کیا اور بسبب سحر اُسکے کے مسحور یعنی جسپر سحر کیا تھا مرگیا تو ساحر سے پوچھنا چاہیے اگر اقرار کرے کہ مینے اُسکو سحر کیا تھا اور سحر میرا اکثر مارڈالتا ہے تو اوپر اسکے قصاص واجب ہوتا ہی اور اگر کہے کہ مینے اُسپر جادو کیا ہی لیکن سحر میرا کبھی مارڈالتا ہی اور کبھی نہین مارڈالتا ہے پس قتل شبہ عمد کا ہوا احکام شبہ عمد کے اُسپر جاری کرنے چاہئیین

تفسیر حسینی
فاعفوا واصفحوا یعنی پس معاف کرو اور درگذر کرو حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر

شاہ
اکثر اہل کتاب حق کو حق جان لینے کے بعد اپنے اندرونی حسد سے چاہتے ہین کہ کسی طرح تمکو ایمان سے پھیر کر کافر بنا دین سو خدا کا حکم آنے تک تم درگذر کرو اور خیال بھی مت کرو

اور اگر کہے کہ مینے اوس شخص پر سحر کیا تھا اتفاقاً نام اُسکا موافق نام اُسکے کا پڑا یا گزرا اُسکا سحر کے مقام مین ہوا اور اسمین تاثیر اُسکی ہوگئی پس یہ قتل خطا کا ہوا احکام خطا کے اُسپر جاری ہونگے اسجگہ مین ایک شبہ ہی کہ اکثر ذہن مین آتا ہی حاصل اُسکا یہ ہے کہ افعال خارق عادت کے محض ساتھ قدرت الٰہی کے صادر ہوتے ہین اکثر اوقات اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتے ہین مثل بدل لینے ایک شے کے ساتھ شے دوسری کے اور بدلنے صورتون کے اور ایسے ہی وہ فعال کہ مشابہ معجزے پیغمبرون کے ہین مانند زندہ کر دینے مردے کے اور طے کرنے مسافت طویلہ کے ایک ساعت مین اور مانند اُسکے اولیاء اللہ سے کثیر الوقوع ہین اور اولیاؤن کے حال لکھنے والے اُن فعلون کو اولیاؤن کی کرامتون اور مناقب مین لکھتے ہین پس اگر نسبت فعل الٰہی کی غیر کی طرف کفر ہو تو اس مقام مین بھی کفر لازم آوے اور اگر نظر طرف سببیت ظاہری کے کیجاوے اور کفر نکہا جاوے پس ساحر کے حق مین کس واسطے حکم کفر کا کیا ہی بلکہ دعوتین اسماء الٰہی وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمتین پڑھنے والے بسبب سیفی اور دعوت کے عجائبات گوناگون ظاہر کرتے ہین اور مشابہت کمال درجہ کی ساحرون کے ساتھ اُنکو پیدا ہوتی ہے وجہ فرق کی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جو افعال خلاف عادت کے ہین خواہ مشابہ معجزون پیغمبرون کے ہون خواہ اور جنس سے تمام خاص قدرت الٰہی سے صادر ہوتے ہین اور اُسی کے ارادہ اور ایجاد سے پیدا ہوتے ہین اور اُنہین اولیاؤن کے افعال اور ساحرون کے افعال دونون برابر ہین فرق یہ ہی کہ اولیاء اللہ اور دعوۃ اسماء وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمت پڑھنے والے اُن فعلون کو نسبت طرف غیر خدا کے نہین کرتے ہین بلکہ طرف قدرت الٰہی کے یا خواص اسما اُسکے کے نسبت کرتے ہین پس شرک لازم نہین آتا ہی اور جادوگر اُن فعلون کو طرف غیر خدا کے مثل ارواح خبیثہ اور پیرون کے نسبت کرتے ہین یا خواص منترون اور بتون کے نامون کے سے جانتے ہین اور اسی واسطے اُن فعلون کو اپنے قابو مین سمجھتے ہین اور تحت حکم اپنے کے شمار کرتے ہین اور اُن کامون پر حلوان اور اُجرت لیتے ہین اور نذرین اور قربانیان واسطے اُن ارواح خبیثہ اور اُن اصنام باطلہ کے درخواست کرتے ہین پس شرک صریح لازم آتا ہی اور موجب کفر کا ہوتا ہی اور اسکی مثل ایسی ہے جیسے کہ مشرکین افعال عادی خدائے تعالیٰ کے مانند فرزند عطا کرنے اور فراخی رزق اور شفاء مریض اور اور کامون کو جو مثل اُن کے ہین

طرف ارواح خبیثہ اور بتون کے نسبت کرتے ہین اور کافر ہوتے ہین اور موحد لوگ تاثیر اسمار
الٰہی یا خواص مخلوقات انکی سے مثل تاثیر دواؤن اور بوٹیون کے جانتے ہین یا تاثیر دعا نیک
بندون اُسکے سے کہ وہ بھی جناب اُسکے سے درخواست کرکے مطلب برآری کروا لیتے ہین سمجھتے ہین پس
انکے ایمان مین کچھ خلل نہین پڑتا ہی ایسا ہی یہ عزیمتین وغیرہ ہین اب ہم متوجہ اِس طرف ہوتے ہین کہ حقیقت سحر کی
کیا ہی اور قسام اسکے کتنے ہین اور کونسی قسم انکی موجب کفر کی ہی اور کونسی موجب فسق کی اور کونسی مباح کہ شریعت
مین جائز ہی تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہی مجمل اسکا یہ ہی کہ حقیقت سحر کی پیدا کرنی قدرت اوپر افعال
عجیبہ کے ہی کہ خلاف عادت کے ہون ساتھ استعمال کرنے اسباب خفیہ کے نہ وسیلہ پکڑنے کے ساتھ جناب
الٰہی کے بسبب دعا یا پڑھنے اسمار اُسکے کے اور بغیر نسبت اُن فعلون کے طرف قدرت اُسکی کے اور جب
اسباب خفیہ جہان مین کئی قسم ہین سحر بھی چند قسم ہوا اور ضبط اُن اقسام کا اصطلاح ہی کہ سبب خفی یا روحانیات
کی تاثیر ہی یا تاثیر جسمانیات کی اور روحانیات یا روحانیات کلیہ مطلقہ ہین مثل روحانیات کواکب اور
افلاک اور روحانیات عناصر کے یا وہ روحانیات جزئیہ ہین خاصہ ہین مثل روحانیات امراض
اور جن اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کے کہ اُن نفسون کو بعد مسخر کرنے کے کسی کام لینے
مین ہندی لغت مین بیر کہتے ہین ساتھ کسرہ بار موحدہ اور سکون یا کے اور جسمانیات کی
تاثیرین عجیب عجیب یا بسبب ترکیب اور جمع ہونے کیفیات مختلفہ کے ہوتی ہین یا بسبب خواص
صورنوعیہ انکی کے بلا واسطہ کیفیتون کے مثل جذب کرنے مقناطیس کے لوہے کے تئین تجدا اُسکے
طریق حاصل کرنے مناسبت کا ساتھ روحانیات کے اور حاصل کرنے تاثیرون انکی کا یا ذکر کرنا انکے نامونکا
اور التجا کرنی طرف انکے ہی موافق شرطون مقرر کی ہوئی کے یا شکلین اور صورتین مناسب بنا کر
عمل مرغوب انکے بجالانے یا ایسے کلام پڑھنے کہ مفردات اس کلام کے بغیر ملاحظہ ترکیب کے اشارہ
طرف عظمت اور بزرگی کسی روح کے ارواحون مین سے کرین یا طرف کسی فعل عجیب کے کہ اس سے
بیچ کسی وقت کے صادر ہوا ہوا ور زبان خاص اور عام کو ساتھ مدح اور ثنا اسکی کے جاری کیا ہو
اقسام سحر کے باعتبار ان شقون کے بہت سے ہوجاوینگے لیکن جو کہ رائج اور معمول ہی کئی قسم ہی ایک
انہین سے کہ مشہور قسمون مین سے سحر جادو کلدانیون اور جادو بابل کا ہی کہ حضرت ابراہیم
علیٰ نبینا وعلیہ السلام واسطے رد کرنے مذہب اُنکے باطل کے کہ وے عقیدون انکے کے مبعوث ہوئے تھے

تقسیم خلیلی

اور نماز کھڑی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور اپنے واسطے جو جو نیکیان آگے بھیجوگے سب خدا کے یہان پاؤگے اللہ تمھارے کام دیکھتا ہے

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

ع

اور (اہل کتاب) کہتے ہین کہ جنت مین یہود اور نصاری کے سوا دوسرا کوئی نہین جائیگا

اور صل اس علم کی ہاروت اور ماروت سے نکلی ہی کہ بابل کے لوگ اُنسے سیکھ کر کام مین لاے
اور اُسکے اندر انھون نے بہت تعمق اور تامل کیا اور کلدانین کہ رہنے والے بابل کے تھے
بہت مشغول اس علم کے تھے اور تواریخ معتبرہ مین لکھا ہی کہ بابل کے حکیمون نے نمرود کے عہد
مین بیچ شہر بابل کے کہ تختگاہ اُسکا تھا چھ طلسم تیار کیے تھے کہ عقلین اور وہم اُنکے دریافت کرنیمین
حیران تھین ایک یہ کہ ایک بط تانبے کی بنائی تھی اور اسمین یہ بات تھی کہ جسوقت کوئی جاسوس
یا چور اُس شہر مین آتا تو اُس بط مین سے آواز نکلتی کہ تمام شہر والے اُس آواز کو سُنتے اور جانتے کہ مقصود
اُسکا یہ ہی اور اُس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ تھا کہ جس کسی کی کوئی چیز گم
ہوجاتی اُس نقارہ کے پاس آتا اور چوب اُسپر مارتا اُس طبل مین سے آواز آتی کہ فلانی چیز تیری
فلانی جگہ ہے اور بعد جست و جو کے ویسے ہی نکلتی تیسرے یہ کہ ایک آئینہ بنایا تھا اور اُس سے
غائب شخص کا حال معلوم ہوجاتا تھا اس طرح سے کہ جسوقت غرض والا اُس آئینہ مین نگاہ کرتا شکل
اُس غائب کی اُس آئینہ مین ظاہر ہوتی شہر مین یا جنگل یا کشتی یا پہاڑ مین جس جگہ ہوتا صورت اُسکی
جس حال مین ہوتا بعینہ اُسمین مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا تندرست یا فقیر یا مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا
ویسا ہی نظر آتا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال مین ایکدن اوپر کنارے اُس حوض کے جشن
کیا کرتے تھے اور سردار اور اشراف شہر کے حاضر ہوتے جو کوئی جو کچھ چاہتا خواہ شربت قسم قسم کے
خواہ افشردے لاکر اُس حوض مین گرا دیتا اور جب ساقی اُس حوض پر آدمیون کے پلانیکے واسطے
کھڑے ہوتے اور حوض مین سے نکالتے تو ہر شخص کیواسطے پیالہ مین وہی چیز نکلتی کہ آپ اُسنے
پیشتر اُس مین ڈالی تھی پانچوین ایک تالاب بنایا تھا واسطے فیصلہ کرنے جھگڑون اور قصون کے کہ
اگر دو شخصون مین کچھ جھگڑا درمیان مین ہوجاتا اور حق ناحق معلوم نہوتا اُس تالاب پر آتے اور
اُسکے اندر گھستے جو کوئی حق پر ہوتا تالاب کا پانی ناف اُسکی سے نیچے نیچے آتا اور جو کوئی ناحق پر
ہوتا پانی اُسکے سر پر آجاتا اور اُسکو غرق کرتا لیکن اگر وہ شخص جھوٹا اپنے دعوے سے باز آتا اور مان جاتا تو
نجات ہوجاتی چھٹے نمرود کے محل کے دروازہ پر ایک درخت لگایا تھا کہ اُسکے سایہ کے نیچے آدمی
دربار والے بیٹھتے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوتے جاتے سایہ بھی اُس درخت کا بڑھتا جاتا
یہانتک کہ اگر لاکھ آدمی ہوجاتے تو سایہ بھی اُسیقدر فراخ ہوتا اور جب لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوتا

بالکل ساتھ نہ رہتا اور تمام دعوے پیش ہوجاتے اور نمرود کو بھی کہ بادشاہ اُنکا تھا اس قسم کی باتون مین بہت
توغل تھا کہتے ہین کہ تعلیم سحر کی سب جادوٗن مین مشکل ہے اور اُس کے حاصل کرنے مین بہت
وقت ہی اور جبکو اس قسم کے سحر مین کمال ہوجاوے جو چاہے مخالف عادت ظاہر کرے اور موافق
عادت کے کام نکرنے دے چنانچہ جن بیماریون کا علاج طبیبون سے نہوسکے مثل برص اور جذام
اور زمانت اور عشق شدید سب کا علاج اُس سے ہوسکتا ہی اسواسطے کہ ساحر ساتھ استعانت روحانیات
کے تدبیر کرتا ہی اور طبیب ساتھ استعانت جسمانیات کے اور کنہ اس صنعت کی یہ ہی کہ ہر جسم کے
واسطے آسمان سے لیکر عناصر اور مو الید تک ایک روح ہی کہ مدبر اُسکی ہی اور تاثیرین تمام جسمون
کی بطفیل ارواح کے ہین اور جب ارواح تمام جہان کی اس شخص کی مسخر ہوئی گویا مالک جہان کا
ہوگیا پس بغیر جنگ جدال کے دفع کرنا دشمنون کا اور مغلوب کرنا مفسدون کا اُس سے ممکن ہے
چنانچہ ارسطو نے حکیم برہماطوس اور بیداغوس کی نقل کی ہی کہ بیچ شہر بابل کے درمیان ان دونون
آدمیون کے منازعت پڑی بیداغوس نے کہا کہ تجھکو میری ساتھ کس طرح طاقت مقابلہ کی ہووے
کہ مریخ اور زحل میرے مقابلہ سے عاجز ہین برہماطوس نے جب یہ کلام سنا تیر مجوف بناکر استعانت
ساتھ روح مریخ کے کی اور بیداغوس کو جلایا اور بغیر جنگ اور لڑائی کے شر اُسکا دفع ہوا
اور اور شہرون مین بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہین جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حق تعالے
انکو تمام جسم اور روحین دکھلائین اور سبکو بیچ دست قدرت اُسکے کے مجبور اور بے اختیار دیکھا اور سب سے
منہ اپنا پھیرا اور متوجہ طرف ذات احد حقیقی کے ہوے چنانچہ سورہ انعام مین آوے گا انشاء اللہ تعالی
اس آیت مین وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض ط سے انی وجھت
وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین تک اور اس قسم کا سحر
کفر صرف اور شرک محض ہے اس واسطے کہ بیچ شرائط اس سحر کے کہ پندرہ ہین لکھا ہے
اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو دلون سے اپنے مطلع جانے اور گمان عجز اور جہل کا اُنکے حق مین
نکرے والا وہ ارواح اُسکے کہنے مین نرہینگی اور مطلب کو نپہنچا وینگی اور بھی بیچ کیفیت
دعوت روحانیات کواکب کے لکھتے ہین کہ شروع ساتھ دعوت قمر کے کرے اسواسطے کہ وہ قریب
عالم سفلی کے ہی اور ساتھ وسیلے اُسکے کے دعوت عطارد کی وعلی ہذا القیاس دعوت قمر کی مین لکھی ہے

تفسیر حسینی
کہ ہم ای حق پر
ہین ان کو اس
خیال باطل پر سند
چاہیے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم
نے تو یہ فرمایا ہی
کوئی بھی مسلمان
نہوگا جب تک
ہمکو اپنے باپ اور
بیٹے اور سارے
جہان سے بڑھکر
نچاہیگا اور چاہنے کی
نشانی اور اُسکا نتیجہ یہ
فرمایا کہ جسنے میری سنت
کو چاہا اُسنے مجھے چاہا اور
جسنے مجھے چاہا وہ جنت
مین میرے ساتھ ہوگا ۱۲
(تر) اور فرمایا ہے

کہ یہ الفاظ پڑھے ایھا الملک الکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ یعنی اے
باوشاہ بخشش کرنیوالے اور سردار رحم کرنیوالے تو رحمت کا بھیجنے والا اور نعمت کا اُتارنیوالا ہے اور عطارد
کی دعوت مین اس طرح کہے کل ما حصل لی من الخیر فہو عنک وکل ما یندفع من الشر منی فہو منک
یعنی خیر کا حصول اور شر کا اندفاع تجھی سے ہے اور بھی کہے ایھا السید الفاضل الناطق العالم
بخفیات الامور المطلع علی السرائر وعلی ھذا القیاس یعنی ای سردار بزرگ تو عالم مخفیات کے
امور بتانیوالا اور تمام بھیدون پر مطلع ہے اور اسیطرح اور کواکب کی دعوت مین اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول
منافی اسلام اور توحید اور ملت حنفی کے ہے اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اہل بابل بسبب تعلیم ہاروت اور ماروت
کے طریق تسخیر اور استعانت کا ساتھ تمام روحانیات کلیہ اور جزئیہ اور علویہ اور سفلیہ اور فلکیہ اور عنصریہ اور بسیطہ
اور مرکبہ کے جانتے تھے اور عمل مین لاتے تھے یہانتک کہ روحانیات امراض اور رذائل اور روحانیات
کو بھی تسخیر کرتے تھے اور انکے ساتھ اتصال بہم پہنچاتے تھے اور اعمال عجیبہ پیدا کرتے تھے لیکن یونان کے
آدمیون نے فقط تسخیر روحانیات علویہ کے اوپر کفایت کی تھی اور ایسا سمجھتے تھے کہ جسوقت روحانیات
علویہ مسخر ہوئین پھر حاجت روحانیات سفلیہ کی نرہی کہ روحانیات سفلیہ مین سوائے قبول کرنے
اور متاثر ہونے کے کوئی منصب نہین فاعلیت اور تاثیر مخصوص ساتھ علویات کے ہے اور متقدمین ہند کے تمام
روحانیات کو تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے جو کام کہ متعلق اُسکے ہے لیتے تھے ع وللناس فیما یعشقون
مذاھب پس سحر بابل کا اس زمانہ کے ہندیون مین موجود ہے اور یونانیون نے بعضون کے اوپر کفایت کی ہے
اور قسم دوسری اس سحر سے تسخیر جن اور شیاطین کی ہے فقط اور سہل الحصول اور کثیر الرواج ہے اور اس تسخیر مین طرف
بڑے بڑے جنون کے مثل بھوانی اور ہنومان اور امثال انکی کے التجا کرنی پڑتی ہے اور تضرع اور زاری انسے کرنی
اور نذرین اور قربانیان انکے واسطے گزرانی اور خوشبوئین مناسب اُنکے کھانونکی جگہہ رکھنی ضرور ہوتی ہین اور کفر صریح
لازم آتا ہے اور قسم تیسری اس سے پیدا کرنا بیرکا ہے اور اس سحر مین ضرورت ہوتی ہے اس بات کی کہ اول کسی انسان کو کہ
قوی دل اور قوی جثہ مرگیا ہو تلاش کرین بعد اُسکے روح اُسکی کو ساتھ پڑھنے بعضے لفظون کے کہ جنین ذکر بڑے بڑے
شیاطین کا ہوتا ہے اور نہایت تعظیم انکی اُنمین بیان ہوتی ہے اپنی طرف کھینچتے ہین اور بسبب قوت الفاظ اور
رکھنے نذرون اور ہدیون کے اس روح کو تسخیر حکم اور قابو اپنے کے کرتے ہین مانند غلام یا نوکر کے جس
چیز کے واسطے اس سے کہا جاتا ہے سرانجام اسکا کرتی ہے پس یہ عمل بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے

یا قریب سرحد کفر کے پہنچتا ہی اور اکثر اس قسم کی ارواح کہ شہوت اور غصہ کی باتون مین مددگاری کرتی ہین خبیث روحین ہوتی ہین جیسے کہ ہنود یا فساق کی پس اختلاط خباثت کا بھی اُس عمل مین لازم آتا ہی اور قسم چوتھی اُس سے فاسد کرنا تخیل کا ہی کہ بواسطہ بعض ارواح جنیون کے آدمی کے خیال مین تصرف کرتے ہین یہانتک کہ اُسکو جو چیز موجود نہین نظر آتی ہی یا صورتین ہولناک اپنے خیال مین آئی ہوئی سے ڈرتا ہی یا حرکتین کہ واقع مین نہین اُنکو موجود جانتا ہی اور اس قسم کو نظر بندی اور خیال بندی کہتے ہین اور بیچ قصہ جادوگرون فرعون کے اس آیت سے یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی اسی قسم کا سحر سمجھا جاتا ہی اور اس قسم کا سحر اگر بیچ مقابلہ معجزے کے واسطے دور کرنے دلالت اُس معجزہ کے یا بیچ مقابلہ اولیاء اللہ کے جھگڑنے کے واسطے کیا جاوے حرام اور کبیرہ ہی اور ایسے اگر بسبب اس خیال بندی کے کسی کو دغا دین اور آبرو اور مال اُسکے کی خیانت کرین تو بھی کبیرہ ہوتا ہی اور اس قسم کا سحر فی نفسہ کفر نہین لیکن جس وقت تصرف بیچ خیال کسی شخص کے کرتے ہین تو التجا کرنے طرف ارواح جنیون کی یا ذکر کرنے نامون بڑے بڑے جنون کی حاجت ضرور پڑتی ہے اگر وہ التجا اور ذکر کمال درجہ کی تعظیم کے ساتھ پایا جاوے تو کفر لازم آوے اور قسم پانچوین سحر اصحاب اوہام کا ہی کہ پیشتر ہنود مین اسکا رواج بہت تھا اور اب نام و نشان اُس کا موجود نہین اور اُسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہین اور طریق اُسکا یہ ہی کہ جو شی مطلوب ہو اُسکی صورت کو سامنے رکھکر وہم کو واسطے حاصل کرنے اُسکے کے متعلق کرین اور شرطین اس تعلیق کی مثل کم کرنا غذا کا اور ایک طرف ہونا آدمیون سے اور مثل اُسکے اور باتین عمل مین لاوین تاکہ وہ مطلوب حاصل ہو اور حکم اس قسم کا یہ ہی کہ اگر کوئی غرض مباح اُسکی ساتھ ارادہ کرین جیسے جدائی ڈالنی درمیان دو زانیون کے یا ہلاک کرنا کسی ظالم اور کافر کا پس مباح ہی اور اگر کسی غرض ممنوع کا اُس سے ارادہ ہو جیسے کہ جدائی ڈالنی درمیان میان بی بی کے یا ہلاک کرنا نفس معصوم کا ہو تو حرام ہی حاصل یہ ہی کہ فی نفسہ قبیح نہین تابع فعل کے ہی اگر فعل مباح کے واسطے کیا ہی تو وہ بھی مباح ہی اور اگر فعل حرام ہی تو وہ بھی حرام ہی اور قسم چھٹی سحر بیچ کا ہی یعنی بسبب خواص اشیا کے فعل عجیب صادر کرتے ہین اور وہ خواص کسی کو معلوم نہین ہوتے ہین جیسے کہ کوئی جانب لہ انگلیون کو روشن کرے تو تھوڑا سا بعد کالی مرکہ مین تر کرکے تھوڑا کف دریا اُسکے ساتھ ملا دے اور اُنگلی پر ملے اور تھوڑا مقام مین ڈالے

تفسیر خلیلی

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ت

ہان جسنے اپنے تئین اللہ کو سونپ دیا اور وہ نیکو کار بھی ہی البتہ پروردگار کے یہان ثواب اسی کو ہے اور اس کو نہ کچھ ڈر ہے نہ غم

ف

یعنی ہر طرح سے ظاہر و باطن جان و مال عزت و آبرو سب کچھ خدا کو سونپ دیا اور رسول ہی کی چال چلا نفس و شیطان اور لوگون کی مشورہ

پس اگر کسی مجلس مین شمع یا چراغ جلتا ہو اور اُن انگلیون کو آگے چراغ کے لیجاوین تو آگ لگجاویگی اور انگلیان نہ جلینگی آور قسم ساتوین سحر حیل کا ہی کہ ساتھ استعانت آلات عجیبۃ الصنعۃ کے امور نادر پیدا کرتے ہین اور بنانا اُن آلات کا اکثر اوپر تعمق اور ریاضتون کے موقوف ہوتا ہی مثل حیل نہی موسی اور آلات ساعتون پہچاننے کے کہ اہل فرنگ بناتے ہین آور قسم آٹھوین سحر شعبدہ بازی کا اور ہاتھ چالاکی کا ہی کہ بہت مرد اور عورتین واسطے متعجب کرنے آدمیون کے عمل مین لاتے ہین اور سبب خفی اس قسم کے سحر مین حرکتین پوشیدہ کرنی اور بدل دینا امثال کا جلدی سے ہی اور یہہ تینون قسم کے سحر نہ کفر ہین اور نہ حرام ہین مگر یہ کہ کوئی غرض فاسد ارادہ کرین پس اُس سبب سے حرمت پائی جاویگی اسجگہ جانا چاہیئے کہ اکثر اقسام سحر کی ذہین لوگون اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نے صلاح کی ہی اور کفر اور شرک اُسکے کو دور کرکے استعمال کیا ہی تپس اصلاح پہلی قسم کی دعوت علوی ہی کہ ملائکہ علویہ کو بسبب اُسکے تسخیر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماء عظام الٰہی کے اور قرآن کی آیتون کے آور اصلاح قسم دوسری کی عزیمتین اور دعوت سفلی ہی کہ زمین کے موکلات اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماء الٰہی اور آیتون کے نہ شایبہ کفر اور شرک یا تعظیم بغیر اللہ کے بلکہ ساتھ حکومت اور غلبہ کی آور اصلاح قسم تیسری کی حاصل کرنا ربط کا ساتھ ارواح پاک صالحین اور اولیا کے ہی کہ اکثر اویسیہ طریقہ والے عمل مین لاتے ہین اور بیچ حاجتون اپنی اور دوسرون کے نفع پاتے ہین اور بیچ طریق حاصل کرنے اُسکے بھی طہارت اور تلاوت اور بہیجنے ثواب اور صدقات کا واسطے اُن ارواح کے منظور رکھتے ہین آور اصلاح قسم پانچوین کی عقد ہمت ہی کہ اکابر مشائخ اور اولیاء عظام سے واسطے حل مشکلات کے وقوع مین آئی ہی اور یہ تعلیق بھی متعلق ساتھ ایک کیفیت عظمی کے ہی کہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی اسم کے اسماء الٰہی سے حاصل ہوتی ہی اور یہ موقوف ہی اوپر کمال پاکیزگی روح کے اور ترقی کرنے اُسکے کے عالم سفلی سے طرف عالم علوی کے آور اصلاح قسم چھٹی کی تعمق اور غور کرنا بیچ خواص آیتون اور اسماء اور رقمون اور عددون اُنکے کے ہی اور ترکیب بیچ بعضون کی ساتھ بعضون کے اور نقش کرنا وفقون مبارک کا کہ مختلف کاغذون اور الواح مختلف الخواص پر واسطے حاصل کرنے کسی مطلب نیک کے کرتے ہین چنانچہ تعویذون کی کتابون اور خواص اسماء اور سور قرآن مین مع قیود اور شروط کے اور تکسیر کی کتابون مین تفصیل وار

بیان ہی اور بسبب تبعیت اس علم کے بیچ خواص دوسری اشیا اُن کے عنصریات مین سے اور خواص
بروج اور درجون اور شرف اور وبال کے بھی تعمق کرتے ہین اور اسمین ذکر اسد کو ملا دیتے ہین حاصل
کلام وجہ قبیح سحر کی یہی ہی کہ کفر اور شرک تک پہنچادے اور اعتقاد تاثیر ستارون اور ارواح مدبرہ
یا ارواح خبیثہ شیاطین کا اسمین ہوا اور موقوف ہوا اور التجا کرنے کے طرف غیر اسد کے اور
اسباب مین طرح سے مصروف ہونا اور خیال کرنا کہ مطالعہ قدرت مسبب کے سے غافل کرے جب
یہ وجہ قبیح بالکلیہ زائل ہوجاوے پس شاید حل حرمت او پر اغراض مقصودہ کے چاہیے
ان خیرا فخیر وان شرا فشرا اگر نیک ہی پس یہ بھی نیک ہی اور اگر بد ہی پس یہ بھی بد ہے
اور سحر یہود کا اکثر اسمین استعانت ساتھ ارواح شیاطین کے اور ذکر کرنے ہمارا اُنکے کے بھی
یا پڑھنا منترون کا کہ معانی اُنکے مہمل تھے او تصویر صورتون مخوبہ اور مرہوبہ کی پائی جاتی تھی اسیواسطے
بیچ مقام برائی کے یاد فرمایا اور یہ لوگ فقط اسی کے اوپر کہ شیاطین نے بیچ عہد حضرت سلیمان ؑ
کے اخذ کیا تھا اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ تلاش کرتے تھے اور ڈھونڈھتے تھے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى
الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ یعنی اور اُس سحر کو کہ نازل ہوا تھا اوپر اُن دو
فرشتون کے کہ بابل مین تھے نام اُنکا ہاروت اور ماروت اور یہی قسم پہلی سحر کی تھی کہ مذکور
ہوا اور یہ صریح کفر او محض شرک ہی اسواسطے کہ ارواح مدبرہ عالم کو برابر خدا کے جانتا ہے اور
اُنکے واسطے وہ افعال کہ خاص اسد تعالی کے واسطے ہین جیسے کہ حمد و ثنا اور اعتقاد
عموم علم اور قدرت اور غلبہ او عظمت کا بجا لاتا ہے بخلاف تسخیر جن اور شیاطین اور پڑھنے منترون
مہملۃ المعانی کے کہ اسمین احتمال تسخیر استیلائی اور قہری کا بھی ہوسکتا ہی یعنی بزور انکو مسخر کرنا
اور معانی اُن منترون کے مین احتمال صحت کا اور فساد کا دونون ہین شرک صریح او کفر ظاہر کا اس
قسم مین حکم کرنا ثابت نہین ہوتا ہی اور فرق بیچ سحر ہاروت و ماروت اور بیچ سحر کلدانئین اہل بابل
کے کہ اُنسے سیکھا تھا یہ تھا کہ ہاروت و ماروت کو یہ قدرت بھی عطا ہوئی تھی کہ فقط تاثیر اُنکی ہمت
بغیر محنت اعمال شاقہ کے بیچ مسخر کرنے ارواح کے اتصال ساتھ روح خبیثہ کے حاصل ہوتا تھا
اور اثر اُس اتصال کا بیچ جوہر روح طالب کے ثابت او مستحکم ہوجاتا تھا اور کسی تدبیر سے دور نہین
ہوتا تھا اور کلدانئین اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسبت اور اتصال کے سا

تفسیر خلیلی

الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

ش

اور یہود نے کہا "نصاری کا دین کچھ بھی نہین" اور نصاری نے کہا "یہود کا دین کچھ بھی نہین" حالانکہ وہ سب

ارواح کے مشقتین کھینچتے تھے اور ریاضتین کرتے تھے اور خلوتین اختیار کرتے تھے اور پھر بھی وہ استقرار اور رسوخ میسر نہین ہوتا تھا دلیل اس تاثیر قوی ہاروت و ماروت کی یہ ہی کہ حاکم ساتھ سند صحیح کے اور بیہقی بیچ سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لایا ہی کہ انھون نے فرمایا کہ ایک عورت دومۃ الجندل کے لوگون مین سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھکو آنحضرتؐ سے کچھ دریافت کرنا تھا افسوس کہ انھون نے رحلت فرمائی جب پاس میرے آئی اس سے پوچھا مینے کہ بارے حاجت اپنی اور سوال اپنا کہہ اسنے کہا کہ میرا ایک شوہر تھا کہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا اور ہرگز موافقت میرے ساتھ اسکی نہوتی تھی مین اس سبب سے بہت تنگدل اور رنجیدہ ہوتی تھی دفعۃً ایک بڑھیا عورت میرے گھر آئی اس سے شکایت اس بات کی مینے کی اسنے کہا کہ جو کچھ مین کہون اگر تو اس طرح کرے تو شوہر تیرا مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہوجاوے گا کہا مینے البتہ تیرا کہنا بجالاؤن گی جب پچھلی رات ہوئی وہ بڑھیا روبرو میرے آئی اور ساتھ اپنے دو کتے سیاہ لائی ایک کتے پر آپ سوار ہوئی اور دوسرے کتے پر مجھکو سوار کیا اور چلے ہم ایک لمحہ نگذرا کہ بابل کی زمین مین پہنچے دیکھا کہ اسجگہہ دو شخصون کو پاؤن اوپر کو اور سر نیچے کو کرکے لٹکا رکھا ہی ان دونون مردون نے مجھسے پوچھا کسواسطے آئی تو مین نے اس بڑھیا کے سکھلانے سے کہا کہ واسطے سیکھنے سحر کے آئی ہون ان دونون شخصون نے کہا کہ سحر کفر ہی بسبب سیکھنے اسکے کے کافر مت ہو اور اپنے گھر کو چلی جا مینے کہا کہ مین ہرگز گھر کو نجاؤنگی بغیر سیکھنے جادو کے وہ ہرچند مجھکو منع کرتے تھے اور مین اصرار کرتی تھی جب بہت مینے مبالغہ کیا مجھسے کہا کہ اس تنور کے پاس جا اور اسمین پیشاب کر اور مین تنور کی طرف گئی لیکن اس تنور کے دیکھنے سے خوف مجھپر غالب ہوا اور رونگٹے کھڑے ہوگئے پھر گئی اور روبرو انکے پہنچی مین اور کہا کہ مین پیشاب کر آئی انھون نے کہا کیا دیکھا تو نے کہا مینے کچھ نہین پھر انھون نے کہا تو جھوٹی ہی پیشاب تو نے نہین کیا ہی اب بھی تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے گھر کو چلی جا اور کافر نہو مینے کہا کہ مین ہرگز نہین جاؤنگی انھون نے کہا کہ جا اور تنور مین پیشاب کر پھر تنور کے پاس گئی پھر وہی حالت درپیش آئی یہانتک کہ تین بار اسی طرح ہوا چوتھی دفعہ جرأت کرکے اس تنور مین مینے پیشاب کیا دیکھتی ہون کہ ایک سوار گھوڑے کا زرہ پوش ہتیار بند سر سے پیر تک لوہے مین غرق میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف

اڑکر چلا گیا اور میری آنکھ سے غائب ہو لیا مینے اُنکے روبرو جاکر بیان کیا اُنھون نے کہا سچ کہتی ہی یہ سوار
زرہ پوش ایمان تیرا تھا کہ تیرے اندر سے نکل کر چلا گیا اب جا کہ فن سحر مین کامل ہوگئی مینے اُس بڑھیا سے
کہ رفیق میری تھی کہا کہ مین جادو سیکھنے کو آئی تھی ابتک کچھ نہین سیکھا اور نہ اُنھون نے مجکو کچھ
سکھلایا پس مطلب میرا حاصل نہوا اُس بڑھیا نے کہا کہ تو نہین جانتی ہی تعلیم اُنکی اسی طرح ہوتی ہے
اب تو جس چیز کو جس طرح کہیگی ویسی ہی ہوجاویگی مینے کہا کہ مجکو کس طرح یقین آوے اُس بڑھیا نے
کہا کہ ایک دانہ گیہون کا لے اور زمین مین ڈال دے اور کہہ کہ زمین مین سے نکلکر سبز ہو جا پھر دہ
میرے کہنے کے سبز ہوگیا پھر مینے کہا کہ بڑھ جا بڑھ گیا پھر مینے کہا کہ خوشہ لے آ یا خوشہ لے آیا پھر مینے کہا کہ
خشک ہوجا خشک ہوگیا پھر مینے کہا کہ آٹا ہوجا آٹا ہوگیا پھر مینے کہا کہ روٹی پکی ہوئی تیار ہوجا روٹی پکی
تیار ہوگئی جب مینے یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو جو کچھ کہتی ہون ویسی ہی ہوجاتی ہی اب میرے دل مین
افسوس اور ندامت بہت اور پر چلے جانے ایمان اپنے کے آتی ہی اور قسم خدا کی کھاتی ہون اے ام سلام
مسلمانون کی کہ اب تک مینے کسی کے حق مین بدی نہین کی اور نکرونگی اب اوصاف پیغمبر خدا کے
سنکر آئی تھی کہ اُنسے کوئی تدبیر پوچھون تاکہ ایمان میرا پھر آجاوے جب کہ اُنکو نہین پایا مینے نہایت
حسرت مین ہون مین حضرت ام المومنین رضی نے فرمایا کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت موجود ہین اُنکے پاس جاکر پوچھ وہ عورت سب اصحاب رضی کے پاس گئی اور حال اپنا بیان کیا
کسی نے صحابہ رضی سے جرأت نکی کہ واسطے آجانے ایمان اُسکے کے کوئی تدبیر بتلا دے مگر ابن عباس رضی اللہ نے
اور بعضے اوروں نے کہا اگر ما اور باپ تیرے دونون زندہ ہون یا ایک اُنمین سے زندہ ہو تو تجکو کافی
ہے خدمت اُنکی بجالا تاکہ ایمان تیرا طرف تیری پھر آجاوے گا اور ابن المنذر نے اوزاعی سے
روایت کی ہی اور وہ ہارون بن رباب سے نقل لایا ہی کہ مین ایک دن عبد الملک بن مروان کے
پاس کہ بادشاہ وقت کا تھا ملاقات کے واسطے گیا دیکھا مینے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے کہ واسطے اُسکے
مسند ڈال رکھی ہی اور تکیہ رکھا ہوا ہی دربار کے آدمیون سے پوچھا مینے کہ یہ کون ہی کہ برابر بادشاہ
کے مسند پر بیٹھا ہی کہا اُنھون نے کہ بزرگی اس شخص کی اس سبب سے ہی کہ ہاروت اور ماروت
کو دیکھ آیا ہی کہا مینے یہی شخص اُنھون نے کہا ہان آگے اُسکے گیا مین اور سلام کیا اور کہا
مینے کہ میرے سامنے بھی قصہ ملاقات ہاروت اور ماروت کا بیان کرو بموجب اس کہنے کے

تفسیر خلیلی

کرتے ہین اور
نئے دلیل اپنے
کو حق پر اور سب
کو باطل پر
ٹھہراتے ہین
اب یہ جھگڑا
قیامت مین خدا
چکاویگا غرض
ایماندار کو چاہیے
کہ ہر وقت
حق کی تلاش
مین مشغول رہے
اور جہان حق
ملے اُس کو
قبول ہی کرلے
افسوس کہ یہی
حالت اس امت
مین بھی موجود
ہے کہ اکثر

اشک اُسکی آنکھون سے جاری ہوے اور کہا کہ قصہ میرا یہ ہی کہ مین نوجوان تھا اور باپ میرا
چھٹپن مین مجکو چھوڑکر مرگیا تھا اور بہت سا مال چھوڑا تھا اور وہ تمام مال میری والدہ کے ہاتھ مین
تھا اور ما میری مجکو بہت چاہتی تھی جو کچھ اُس سے مانگتا دیدیتی اور بے دھڑک جا بیجا صرف کرتا اور
ما میری ہرگز مجھسے نہ پوچھتی کہ تو اس مال کو کیا کرتا ہی جب مدت بہت گزری اور جوان ہوا میرے
دل مین آیا کہ اپنی ما سے پوچھون کہ اسقدر مال میرے باپ کو کہان سے ملا تھا جب اپنی ما سے
دریافت کیا مینے اُسنے کہا کہ ای بیٹے تجکو اس پوچھنے سے کیا مطلب ہی کھا اور عیش کر اور جسقدر
صرف چاہیے تو کر اور حال اس مال کا مت پوچھ کہ یہی اچھی بات ہی مینے بسبب سننے اس کلام کے بہت
مبالغہ کیا والدہ میری گھر کے اندر لے گئی کہ ڈھیر مالون کے اُسجگہ تھے اور کہا کہ یہ سب ملک تیری ہی
کئی پشت تیری کو کفایت ہی تجکو کیا پروا ہی کہ وجہ کسب اس مال کی تو دریافت کرتا ہی مینے کہا کہ مجکو
ضرور بالضرور نشان دینا چاہیے کہ اسقدر مال کثیر کس وجہ سے جمع ہوسکتا ہی اُسنے کہا کہ باپ تیرا ساحر تھا
اور یہ تمام مال سحر اپنے سے جمع کیا تھا جب یہ بات سنی مینے اپنے دلمین فکر کیا کہ مال موروثی پر کفایت
کرنی بے ہمت لوگون کا کام ہی مجکو چاہیے کہ مین بھی سحر سیکھون اور جیسا کہ باپ میرے نے اتنا مال کثیر
جمع کیا تھا مین بھی ساتھ زور بازو اور پائے مردی اپنی کے جمع کرون اپنی والدہ سے مینے دریافت کیا
کہ کوئی شخص خاص یاران اور رفیقون میرے باپ کے سے اس ملک مین باقی رہا ہی کہ میرے باپ کے بھیدون
سے واقف ہوا اور جو احوال کہ میرے باپ کے پاس تھے اُسکو بھی معلوم ہون کہا ہان فلانا شخص فلانے قصبہ مین
رہتا ہی مینے سامان سفر کا درست کیا اور اُس شخص کے پاس پہنچا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور آگے
اُسکے بیٹھا اُسنے مجکو نہ پہچانا اور پوچھا کہ کون ہی تو اور کہان سے آیا تو کہا مینے فلانے شخص کا بیٹا ہون
کہ دوست تمھارا تھا جب نام میرے باپ کا سُنا مجکو گلے لگایا اور بہت شفقت کی اور مرحبا کہا
بعد اسکے پوچھا کہ کیا حاجت تجکو ہی اور کس مطلب کے واسطے آیا ہی تو باپ تیرا اتنا مال چھوڑ گیا ہی
کہ کئی پشت تک تجکو کافی ہی اور کسی کا محتاج نہوگا مینے کہا کہ واسطے احتیاج مال کے نہین آیا ہون بلکہ
سحر سیکھنے کے واسطے آیا ہون اُسنے کہا ای لڑکے ہرگز یہ خیال مت کر کہ اسمین کچھ فلاح نہین مینے کہا کہ مین تمھارا
پیچھا نہین چھوڑونگا جب تک تجکو مانند باپ میرے کے جادوگر کامل نہ بنادو وہ ہرچند نصیحت کرتا تھا مین باز نہین
آتا تھا ناچار ہوکر کہا کہ تجھے چاہیے کہ فلانا دن اور فلانی ساعت آجاوے جب وہ دن اور وہ ساعت آئی تو

میں تیار ہو کر گیا اور ایفائے وعدہ کا اُس سے چاہا وہ مجھکو قسمیں دیتا تھا اور منع کرتا تھا اور میں اُسکا
پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ لاچار ہو کر کہا کہ تجھکو ایک جگہ لیجاتا ہوں لیکن خبردار اُس جگہ خدا کا نام
لیجیو مجکو ہمراہ لیکر ایک نقب کے اندر کہ زمین کے نیچے تھا لیگیا مینے اپنے خیال میں شمار کیا کہ
تین سو اور کتنے زینے طے کیے اور ہرگز روشنی آفتاب کی اُس جگہہ کم نہوئی تھی جب نیچے اُن
زینوں کے پہنچے دیکھا ہمنے کہ ہاروت اور ماروت لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوے ہوا میں
لٹکے ہوے ہیں اور آنکھیں اُنکی مانند بڑی بڑی ڈھالوں کے اور پر اُنکے بڑے بڑے چوڑے اُن
لینے جسوقت اُنکی ہولناک صورتوں پر نظر میری پڑی بے اختیار میری زبان سے نکلا لا الہ
الا اللہ پھر سنتے اس کلمہ کے پروں اپنے کو ہلانے لگے اور نعرے مارنے شروع کیے یہانتک کہ
بعد ایک ساعت کے خاموش ہوگئے مینے امتحان کے واسطے دوسرے مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ
پھر اُنکی یہی حالت ہوئی تیسری دفعہ پھر کہا یہی حالت درپیش آئی بعد اسکے خاموش ہو کر [illegible]
طرف میری اُنھوں نے دیکھا اور کہا کہ تو جنس آدمی سے ہے کہا مینے ہاں مینے اُنسے پوچھا کہ تمھارا کیا
حال ہے اُنھوں نے کہا جسوقت سے کہ ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں اور اس عذاب میں گرفتار
ہوے ہیں کبھی اس کلمہ کو ہمنے نہیں سنا اب جو ہمنے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا مقام اصلی اپنا ہمکو یاد آیا اور [illegible]
آہ و نالہ ہمنے کیا اب کہہ کہ کونسی امت میں سے ہے تو مینے کہا کہ امت محمد رسول اللہ صلعم کی سے
اُنھوں نے کہا آیا محمد مبعوث ہوے کہا مینے ہاں مبعوث بھی ہوگئے اور وفات بھی پائی اور بعد
وفات کے خلفا اُنکے قائم مقام اُنکے ہوے اور اُنھوں نے بھی وفات پائی اُنھوں نے کہا کہ اب
امت اُنکی تابع ایک شخص کے ہیں یا گروہ گروہ ہیں کہا مینے تابع ایک شخص کے ہیں کہ اُسکو بادشاہ
کہتے ہیں اس بات سے ناخوش ہوے پھر پوچھا کہ آپسمیں نفاق رکھتے ہیں یا اتفاق کہا مینے
دلوں میں آپسمیں نفاق رکھتے ہیں اس بات سے خوش ہوے پھر پوچھا کہ عمارات اور مکانات بحیرہ
طبریہ تک بن گئے ہیں یا نہیں کہا مینے اب تک آبادی وہانتک نہیں ہوئی اس بات سے بھی ناخوش ہوے
اور سکوت کیا کہا مینے کہ بسبب اتفاق امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تابع ہونے ایک شخص کے
کس واسطے ملول اور ناخوش ہوئے تم کہا اُنھوں نے کہ اصل اسکی یہ ہے کہ ہم قرب قیامت سے خوش
ہوتے ہیں اسواسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی مدت تک ہے ما بعد فنا ہوجانیکے عذاب موقوف ہو جائیگا

تفسیر خلیلی

بہت لوگ اس دھوکے میں اب بھی پڑے ہیں خدا رحم کرے آمین

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اور جب تک اُمت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہی قیامت دور ہی اور جب گروہ گروہ ہو جاویگی
قیامت نزدیک ہو جاویگی اور ایسے ہی نفاق دلی اس اُمت کا دلیل قرب قیامت کی ہی اور پہنچنا
آبادی کا بحیرہ طبریہ تک بھی علامت قرب قیامت کی ہی میںنے کہا کہ مجھکو کچھ وصیت کرو کہا انھوں نے
کہ اگر تجھسے ہوسکے کہ نہ سووے تو مت سو کہ کام مشکل درپیش ہے پھر یہ شخص چلا آیا اور اُنسے سحر
نہ سیکھا اور **قصہ ہاروت اور ماروت** کا موافق اُسکے اور ابن جریر اور ابن ابی
حاتم اور حاکم اور اور مفسرین نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ سے اور عبداللہ بن عمرؓ اور مجاہدؒ وغیرہم سے نقل کیا ہی اس طرح ہے کہ جب بیچ
زمانہ حضرت ادریسؑ کے بُرے اعمال بندوں کے زمین سے طرف آسمان کی چڑھنے لگے اور
آسمان کے فرشتوں میں قیل و قال اس بات کی بہت ہوئی اور فرشتوں نے بیچ حق بنی آدم
کے تحقیر اور اہانت اور طعن طعن شروع کی حق تعالی نے خطاب بھیجا کہ ہمنے بنی آدم میں شہوت اور
غصہ رکھدیا ہی اس جہت سے گناہ اُنسے ہوتے ہیں اگر تمکو بھی میں ہیں آتارین اور شہوت اور غصہ
تمھارے اندر رکھدیں تو تم سے بھی گناہ ہونے لگیں فرشتوں نے کہا کہ ای پروردگار ہمارے
ہم ہرگز گناہ کے پاس نہ پھر ینگے اگرچہ شہوت اور غضب ہمارے اندر رکھا جاوے حق تعالی نے
فرمایا کہ تم سب اپنے درمیان میں سے دو شخصوں کو چنکر اور پسند کر کر اختیار کرو تا کہ تمکو حقیقت کام
کی معلوم کرواوں انھوں نے ہاروت اور ماروت کو کہ کمال عبادت اور صلاحیت میں فرشتوں کے
درمیان میں ممتاز تھے منتخب کیا حق تعالی نے اُنکے اندر ترکیب شہوت اور غصہ کی دیکر فرمایا کہ زمین پر
جاؤ اور درمیان آدمیوں کے حکومت کرو اور حق الامر انکو کہدیا اور شرک اور قتل اور زنا اور شراب پینے
منع فرمایا اور یہہ بھی فرمایا کہ تمام دن دنیا میں رہو اور قضا کے کام میں مصروف رہو اور جب شام ہو
اس اسم اعظم کو پڑھکر آسمان کے اوپر چلے آؤ پھر وقت فجر کے نیچے اترو ایک مہینے تک اسی طرح آمد و رفت
کرتے تھے اور زمین میں اُنکی خوب شہرت ہوئی کہ دو شخص بہت صالح ہیں فلانی جگہ کے ہیں اور ہر
معاملہ میں سچا سچا حکم کرتے ہیں اور فیصلہ مقدمات کا ٹھیک ٹھیک کرتے ہیں ناگاہ ایک
عورت زہرہ نام کہ تمام عورتوں اُس زمانہ کی سے حُسن اور جمال میں ممتاز تھی آئی بیچ روایت
حضرت امیر المومنین کے ایسا آیا ہے کہ اہل فارس سے تھی اور لقب مشہور اُسکا اُس ملک میں

بیدخت تھا بیچ لباس نفیس اور پوشاک مکلف کے اپنے شوہر کی فریادی اُنکے رو برو آئی کہتے ہین کہ
اصل مین اُسکو شوق اسم اعظم سیکھنے کا دامنگیر ہوا تھا لیکن جب قدیم سے خوگر بدکاری کی تھی
یہی طریق کو وسیلہ حاصل کرنے اس مطلب کا بنایا بہرحال یہ دونون فرشتے مجرد دیکھنے
اُسکے کے فریفتہ حسن و جمال اُسکے کے ہوے اور اُس سے خواہش فعل بد کی کی اُسنے کہا کہ
تمھارا اور دین اور میرا اور دین باوجود اختلاف دین کے یہ معاملہ نہین ہوسکتا ہی اور
شوہر بھی میرا آدمی نہایت غیرت والا ہی اگر اسکو معلوم ہوجاویگا کہ مین تمھارے ساتھ نشست
برخاست کرتی ہون تو مجھکو مار ڈالے گا اول میرے بت کو سجدہ کرو بعد اُسکے میرے شوہر کو قتل
کرو بعد اسکے تمھارے ساتھ ہمصحبت ہونگی انھون نے کہا معاذ اللہ شرک اور قتل نفس کا
ناحق نہایت مذموم ہی ہم یہ بات ہرگز نہ کرین گے وہ عورت چلی گئی لیکن اُنکے دل مین قلق
اور اضطراب محبت اُسکے نے بہت غلبہ کیا دوسرے دن اُس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ
ہم تیرے گھر مہمان ہونگے اُسنے کہا کہ سر اور آنکھون پر مکان خوب تیار کیا اور اپنے تئین بہت آراستہ کیا
اور موافق عادت اپنی کے شیشے شراب کے بھی حاضر کیے جب وہ اُس مکان مین پہنچے کہا کہ اب مینے
تمکو چار چیز کا اختیار دیا کہ ایک کو انمین سے کرو یا بت کو سجدہ کرو یا شوہر میرے کو قتل کرو
یا اسم اعظم مجھکو سکھلاؤ یا ایک پیالہ شراب کا پی لو آپسمین دونون نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتل
نفس کا دونون گناہ سخت ہین اور اسم اعظم بھید الٰہی ہی کسی سے کہنا نچاہیے اور شراب پینا گناہ کم
ہی اسکو اختیار کرنا چاہیئے بعد اسکے کہ شراب انھون نے پی مست بے عقل ہوگئے اور اُس عورت
کے حکم سے بت کو بھی سجدہ کیا اور اُسکے شوہر کو بھی مار ڈالا اور اسم اعظم بھی اُس عورت کو
سکھلا دیا اور بعضی روایتون مین ایسا آیا ہی کہ وہ عورت بسبب پڑھنے اسم اعظم کے آسمان
کے اوپر گئی حق تعالیٰ نے روح اُسکی کو ساتھ روح ستارۂ زہرہ کے متصل کیا اور ساتھ صورت
زہرہ کے مسخ ہوگئی اور یہ دونون فرشتے اُسکے ساتھ نجا سکے اور اسم اعظم اُنکی یاد سے نکل گیا جب
شراب کی مستی سے ہوش مین آئے افسوس اور ندامت شروع کی اور حق تعالیٰ نے آسمان کے
فرشتون کو اُنکے حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ یہ دونون فرشتے باوجودیکہ تجلیات میری سے غائب
نہین تھے اور کمال حضور میرا انکو نصیب تھا شہوت کے غلبہ سے اس گناہ مین گرفتار ہوے

تفسیر خلیلی

ف یعنی مسجد خدا کا گھر شاہی دربار ہے اُسمین بندون کو ادب کے ساتھ ڈرتے ہوے آنا چاہیے کہ کہین کوئی بے ادبی ہوجائے اور آتے ہی بیٹھنے کے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینا چاہیے اور اس دربار مین بندون کو وقت وقت پر حاضر ہونا چاہیے یہی اس گھر کی آبادی ہے سو جسنے اس گھر کا ادب نہ کیا

بنی آدم کہ اونکو حضور رہبر میسر نہیں اور شہوت کا اون کی خلقت میں خمیر ہے اگر اون سے صدور
گناہوں کا ہو جاوے کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اقرار اپنے خطا کا کیا اور بعد اسکے زمین کے رہنے
والوں کے واسطے ساتھ استغفار کے مشغول ہوئے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے والملئکۃ یسبحون
بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض یعنے اور فرشتے پاکی بولتے ہیں اس حال میں کہ حمد کرتے
ہیں رب اپنے کی اور بخشش چاہتے ہیں اون لوگوں کی جو زمین پر رہتے ہیں حاصل یہ ہے وہ
دو نو فرشتے حالت اپنی دگرگون دیکھ کر مضطرب ہوئے اور روبرو حضرت ادریس علی نبینا و
علیہ السلام کے آئے اور حال اپنا بیان کیا اور شفاعت اپنے حق میں چاہی حضرت ادریس نے وعدہ
فرمایا کہ توقف کرو تا کہ دن جمعہ کے واسطے تمھارے جناب آلہی میں عرض کرونگا جب دن جمعہ کا گذر گیا
فرمایا کہ اس جمعہ میں تمھارے واسطے میری عرض قبول نہوئی دوسرے جمعہ تک انتظار کرو جب دوسرا
جمعہ آیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ حق تعالے نے تمکو اختیار دیا ہے اگر چاہو تم عذاب دنیا کا اپنے
واسطے قبول کرو اور اگر چاہو عذاب آخرت کے منتظر رہو دنیا میں کچھ مواخذہ نہوگا آپس میں مشورہ کیا
کہ عذاب دنیا کا فانی ہے اور عذاب آخرت کا باقی فانی کو اختیار کرنا چاہیے کہ تمام ہو جانے والا ہے
عذاب دنیا کا اونھوں نے اختیار کیا حق تعالی نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ انکے سر کے بال اور بدن کو
لوہے کی زنجیروں میں سر سے پاؤں تک باندھیں اور اون کو الٹا کر کے سر نیچے کو اور پاؤں اوپر کو
کوئے میں کہ آگ تیز اوس میں بھڑک رہی ہے لٹکا دیں اور ایک ایک فرشتہ نوبت بہ نوبت آتشیں
کوڑے اونکے لگاوے جب تک کہ دنیا باقی ہے کہتے ہیں جو فرشتہ کہ کوڑے مارنے سے فارغ ہوا
دوسری دفعہ نوبت اسکی نہیں پہونچتی ہے فرشتہ دوسرا آتا ہے اور اس کام میں مشغول ہوتا ہے
اور ان کے اوپر پیاس اسقدر مسلط کر دی ہے کہ زبانیں اونکی بسبب کمال تشنگی کے مونھ سے باہر نکل
پڑی ہیں اور بقدر ایک بالشت کے انکے مونھ سے پانی سرد مرغوب طبع علحدہ رکھتے ہیں اور ہرگز
مونھ اون کا اوس تک نہیں پہونچتا ہے والعیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ بیچ تفاسیر
محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد اور اور کتابوں حدیث کی بیچ ساتھ روایتوں متعددہ اور
طرق مختلفہ کی کہ بعضے اون میں سے صحیح ہیں مروی اور ثابت ہے لیکن مفسرین متکلمین نے مثل امام رازی
اور قاضی بیضاوی کے انکار اس قصہ کا کیا ہے اور کہا ہے کہ بیچ نظم قرآن کے کوئی ایسی شے نہیں

کہ اس قصہ کی طرف آتین اشارہ نکلے اور روایتین ان کتابون کی جس قدر مخالف اصول عقائد او
قواعد دین کے ہون معتبر رکھنی چاہئین اور اس قصہ مین کئی وجہ سے مخالفت اصول اور قواعد دین
کی لازم آتی ہے اول یہہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم این صدور گناہون کا ان سے منافی اور مخالف
عصمت کی ہے دوسرے یہہ کہ ان دونون فرشتون کو باوجود گرفتار ہونے کے اس عذاب
سخت مین فرصت کہان کہ تعلیم سحر کی کرین اور آدمیون کو انسے کیونکہ اختلاط میسر ہو تاکہ سلسلہ تعلیم
اور تعلم کا درست ہو تیسرے یہہ کہ عورت بدکار کو باوجود اس خیانت کے کس طرح ممکن ہوا کہ اسم اعظم کے
زور سے آسمان کے اوپر چڑھ جاوے اسمار الٰہی کی دعوت کو بہت شرطین درکار ہین اور عمدہ
انکا تقوی اور طہارت ہے چوتھے مسخ اور تبدیل صورت کی قسم عقوبت کی سی ہے اور عقوبت کے
واسطے لازم ہی کہ تحقیر اور اہانت اس مین پائی جاوے اور جس وقت اس عورت بدکار کو ستارہ روشن
اور چمکنے والا بنادیا اور آسمان کے اوپر اسکو جگہ دی کہ انوار اسکے ہمیشہ زمین والون پر پہونچتے ہین موجب
کمال تعظیم اسکی کا ہوا کہ صورت انسانی مین اس قدر عظمت ہرگز متصور نہین ہوسکتی ہے پانچوین یہہ
کہ زہرہ ستارہ مشہور ہے سبع سیارہ سے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا تھا اور روایت
اس قصہ کی سے لازم آتا ہی کہ یہہ ستارہ بعد واقع ہونے اس واقعہ کے موجود ہوا ہو چھٹے یہہ کہ
اس قصہ مین فرشتون کی زبان سے نقل کیا ہی کہ انھون نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ ہم باوجو
ترکیب شہوت و غضب کے بھی نافرمانی نکرینگے حال آنکہ حق تعالی نے فرمایا تھا کہ اگر تمھارے اند
مانند آدمیون کے شہوت و غضب کو مرکب کرین تم بھی گناہ مین مبتلا ہوگے پس جسوقت فرشتون نے بع
ارشاد حق تعالی کے یہہ عرض کی صریح تکذیب اور تجہیل جناب الٰہی کی لازم آئی اور یہہ فعل شنیع منافی ایمان
کی ہی چہ جاے فرشتے ہونے کے پس سبب ہیچ نازل کرنے ان دونون فرشتون کے وہ تھا کہ علم سحر کا بھی
علوم الٰہیہ سے ہی بقا اور موجود رہنا اس علم کا بیچ نوع انسان کے منظور نظر خداوندی کی تھا
اور شان انبیاء علیہم السلام کی نہین کہ اس قسم کے علوم ضرر دینے والے کہ بسبب ان علمون کے
اعتقاد تاثیرات مخلوقات کا اور غفلت تا خالق کی ہے لوگون مین جگہ پکڑی تبلیغ کرین جیسے کہ
علوم فلسفہ مثل ریاضیات اور طبعیات کے کہ ضرر انکا نفع انکی سے زیادہ ہی بھی انبیاء بیان نہین
کرتے ہین اور اس سے دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہین اس واسطے کہ حقیقت نبوت کی دعوت

تفسیر خلیلی

رسوائی نصیب ہوگی اور ان پر آخرت مین بڑی مار پڑے گی

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ف

اور پورب اور پچھم سب خدا ہی کا ہے تم جدھر متوجہ ہو خدا کا رخ بھی ادھر ہی ہے اللہ بڑی گنجائش والا بڑا ہی دانا ہے

ف

پھر بھی یہود

خلق کی طرف حق کی ہے۔ اور عقول اور اذہان انکی طرف ملاء اعلی کی متوجہ کرنا اور یہہ علوم اس غرض کے واسطے مخل ہوتے ہیں پس ضرور ہوا کہ دو فرشتون کو واسطے تعلیم اس قسم کے علمون کی نازل فرمایا اور بیچ تعلیم سحر کے کچھ قباحت نہیں اس واسطے کہ انجام کار سحر کا یہہ ہی کہ کفر ہے اور جو چیز کہ اسکے کرنے سے کفر ہو جاوے اسکی تعلیم کا کچھ اندیشہ نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فلانے ستارہ کی پرستش کرے تو ایسا اثر ہوگا اور اگر فلانے شیطان کی عبادت کریگا تو یہہ مطلب حاصل ہوگا اور دوسرا اس کلام کو سنکر معتقد تاثیر اس ستارہ کا یا مشغول ساتھ عبادت اس شیطان کے ہوا کفر اس عبادت اور اعتقاد میں ہے اور ان باتون کے ذکر کرنے سے کچھ کفر نہیں آتا ہے فقط او علم سحر میں بشرطیکہ عمل اسکے ساتھ نہ کرے فائدے بہت ہین جیسے کہ امتیاز درمیان معجزون نبیون اور کرامات اولیا اور درمیان سحر جادوگرون اور طلسم اور نیرنجات اور شعبدون کے ساتھ اسی علم کے حاصل ہوتا ہے اور جو آدمی کہ اس علم سے ناواقف ہین ان چیزون مین فرق نہیں کرتے ہین بلکہ ساحرون اور شعبدہ بازون کو مانند انبیاء اور اولیا کے جانتے ہین اور بعضے اعمال سحر کے واسطے ہلاک کرنے خدا کے دشمنون اور الفت زوجین اور دفع کرنے شر ظالم کی شرعاً مستحسن ہو جاتے ہین اور یہہ بھی ہے کہ جو شخص سحر کے قواعد کو جانکر استعمال اسکی سے بیچ محل ناپسندیدہ کے احتراز کرے مستحق ثواب بڑے کا ہووے گا کہ باوجود قدرت گناہ کی گناہ سے باز رہے اور بھی اس وقت مین شہر بابل مین آدمیون کو شوق اس علم کا بہت تھا اور عجیب اور غریب چیزین سحر سے نکالین تھین اور بسبب اس علم کے خود بینی اور غرور انکا حد سے بڑھ گیا تھا اور اسد کی طرف سے بالکل غافل ہوئے حکمت الٰہی مقتضی اسکی ہوئی کہ اس وقت مین غیب سے دقائق اس علم کے انکے اوپر بسبب دونون فرشتون کے معلوم کرا دے تاکہ جان لیوین کہ علم الٰہی سے کسی وقت استغنا اور بے پروائی نہیں ہو سکتی ہے اور ادراک کرنے کمال ہر فن کی سے بغیر مدد غیبی کے عجز بشری حاصل ہے مطلب یہہ ہی کہ التفات طرف جناب باری کی اگرچہ اسی پردہ مین ہو ان کو میسر ہو اور دلیل اوپر اس بات کے کہ سبب نازل کرنے ان دو فرشتون کا یہی تھا کہ مذکور ہوا یہہ ہے کہ بیچ لفظ قرآن کے وما انزل علی الملکین واقع ہوا ہے کہ دلیل صریح اوپر نازل کرنے اس علم کے جناب الٰہی کی طرف سے ہی اور بھی

وقت تفسیر کہ علوم ... اور نہاد ... اور ... [illegible]

حال فرشتوں کی سے کہ قرآن میں مذکور ہے وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ
فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ بھی سبب معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ نصیحت اور وعظ دلالت کرتی ہے اوپر
اس بات کے کہ یہ دونو فرشتے خود بخود تعلیم علم کی نہیں کرتے تھے اور یہی دلالت کرتی ہے
اسپر کہ ان کو منظور محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع کرنا عمل سے بھی غرض اسی قسم کی باتیں اس قصہ کی
کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر روایتوں کو کہ اس کے اندر وارد ہوئی ہیں تتبع کیا جاوے یقیناً معلوم
ہوتا ہے کہ اس قصہ کی بھی اصل ہے اسواسطے کہ اس حال کے بیان میں بہت اخبار اور آثار
مرفوع اور موقوف اس قدر آئے ہیں کہ قدر مشترک اون سے حد تواتر کو پہونچا گو خصوصیات
واقعہ کے اندر اختلاف ہو اور انکار کرنا قدر متواتر کا خوب نہیں اور اگرچہ احاد طرق اس قصہ
کی اکثر غیر معتبر اور واہی ہیں لیکن تواتر ضعفا اور واہیات کا بھی موجب ترجیح صدق کا ہوجاتا ہے
اور وہ کہ وجوہ مخالفت اس قصہ کے ساتھ قواعد دین کے ذکر کئے ہیں باعتبار ظاہر کے مسلم ہیں
لیکن جب غور اور تعمق کیا جاوے رجوع کرنا اون مخالفات کا طرف قواعد مقررہ دین کی ممکن
ہے اور جس وقت صحت اس قصہ کی روایات کثیرہ سے ثابت ہو پس اون مخالفات کی توجیہ
کرنی چاہیے اور انکار اون روایتوں کا مناسب نہیں ورنہ تکذیب قصہ حضرت یوسف اور حضرت
داؤد علیہما السلام کی اور سوا ان کے اوروں کی بھی لازم آوے گی اور توجیہ اس طرح کر سکتے ہیں
کہ عصمت فرشتوں کے گناہوں سے جب تک ہے کہ اپنی حالت پر رہیں یعنی فرشتوں کی خصلت
پر اور جب کہ شہوت اور غضب اون کے اندر پیدا کیا گیا بالکل فرشتے نہ رہے پس کمال عصمت
کا بھی اس صورت میں لازم نہوگا جیسے کہ نفوس انبیا اور اولیا کے کہ باوجود بشریت کے معصوم
اور پاک ہو جاتے ہیں بسبب اصلاح شہوت اور غضب کے اور ظاہر ہے کہ جب موثر بدل
جاوے اثر اوسکے کا بدلنا کیا بعید ہے اور بھی کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم سحر کی عذاب کی گرفتاری کی
حالت میں اگر قیاس حوصلہ انسانی کی طرف کریں بہت بعید معلوم ہوتی ہے لیکن کلام بیچ
فرشتوں کے ہے کہ فراخی حوصلہ اون کے کی معلوم ہے جائز ہے کہ باوجود مبتلا ہونے کے
بیچ عذابوں کے قوے فکریہ اور نطقیہ اوسکے برقرار رہیں اور بارہا تجربہ میں آیا کہ جسکو ملکہ کسی
علم کا ہوتا ہے باوجود گرفتار ہونے اوسکے کے طرح طرح کی بیماریوں اور دردوں اور امراض

تفسیر قبلی
نماز پڑھا کے پھر
اللہ تعالیٰ نے
کعبے کی طرف پھیر
دیا (ب) جب
... کی
طرف ... کر کے
نماز جاری ہو گئی
جسکو نہیں قبلہ
معلوم ہو وہ اپنے
دل میں کسی طرف
کو قبلہ ٹھہرا کر نماز
پڑھ لیوے جائز
ہو گی اگرچہ پیچھے
نماز درست ہو
جاوے گی
(ترمذی ...
... الاسے)

شدیدہ کی اوس علم کی تعلیم کرسکتا ہے اور بسبب مزاولت اور ممارست کے بتلانا
اوس علم کا اُپر اوسکے نہایت سبک اور آسان ہوتا ہے ادنے التفات سے وہ کام کرتا ہے کہ
دوسروں کو کمال غور اور تامل سے بھی میسر نہ ہوسکے اور ان دونوں فرشتوں کو علم سحر کے بتلانے میں
اسی علم کا ملکہ ہو خصوصاً جس وقت مسلم رکھیں اس بات کو کہ اوترنا اونکا زمین میں واسطے اسی تعلیم
کے ہو پس غیب کی طرف سے بھی مدد اونکو اس امر میں پہونچتی ہے اور مقامات عذاب کے اس
بات سے مانع نہیں ہوتے اور ملنا جلنا آدمیوں کا اون دونو فرشتوں کے ساتھ مانتے ہیں کہ اس زمانہ میں
نہو لیکن جایز ہے کہ شیاطین اور جنون کے واسطے سے افادہ اور استفادہ ہوئی چنانچہ قتادہ سے مروی ہے کہا
ہر سال ایک شخص شیطانوں میں سے اونکے پاس جاتا ہے اور پھر تازہ سیکھ آتا ہے اور آدمیوں کے اندر
پھیلا دیتا ہے اور پہلے زمانہ میں کہ ابتدا کارخانہ تعلیم اور تعلم کا تھا آدمی بھی اون سے ملاقات کرتے تھے
اور پھر سیکھتے تھے اور اوسکو مدون کرکے رکھ چھوڑتے تھے اور یہی کہ سکتے ہیں کہ ہر چند وہ عورت بدکار
تھی لیکن جب شوق سیکھنے اسم اعظم کا اوسکو ہوا اور اپنے ساتھ ہم صحبت کرنے کے اسی کو شرط اون
دونوں فرشتوں سے ٹھہرایا پس اس کام میں دو وجہ حسن و قبح کی مل گئیں حسن باعتبار نیت کے اور قبح
باعتبار صورت عمل کے جیسا کہ کوئی پیاسا کہ بسبب تشنگی کے ہلاک ہوتا ہے غصب کے پانی سے کوئی
شخص پیاس اوسکی بجھاوے یا بھوکے مضطر کو کھانا حرام کھلا وے ناچار مسخ ہونا صورت اصلی سے
قایم مقام مجازات صورت عمل کی ہوا لیکن حسن نیت کے سبب سے ساتھ ستارہ روشن کے متصل ہوئی
اور سر اسکا یہ ہے کہ اوس عورت نے حسن اور جمال اپنے کو وسیلہ حاصل کرنے قرب الٰہی کا کیا تھا لیکن بیجا
اور بے محل تھا پس اوسکو حسن اور جمال دائمی اس طرح عنایت ہوا کہ ساتھ روح زہرہ کے روح
اوس کی کو متصل کیا اور ساتھ جرم نورانی کے تعلق اوس کو بخشا اور بیچ چڑھ جانے ارواح
آدمیوں کے اُپر آسمان کے کچھ تعجب نہیں جو موتی اصالحین ہوتے ہیں اون کی روحیں خصوصاً
شہیدوں کے سات آسمان تک چڑھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے اور ہر چند کہ صورت
کوکب کے اور مخلوقات کی نسبت سے شرافت اور عظمت رکھتی ہے لیکن بہ نسبت صورت
انسانی کے حقیر اور ذلیل ہے پس کسی کی نسبت سے عظمت اور کسی کی نسبت سے حقارت پائی
گئی اور فرشتوں کے کلام میں بیان کرنا عزم اپنے کا اوپر اطاعت اور فرمان برداری

کی ہے یعنی ہم بہر کیف تیری اطاعت کرینگے نہ تکذیب اور تجہیل جناب باری کی پس معنی کلام اُنکے کی یہہ ہین کہ ہم اپنی طرف سے یہہ ارادہ محکم رکھتے ہین گو واقع مین خلاف اُس کا ہوجاوے اور ظاہرا فرشتون نے کلام الٰہی سے ایسا سمجھا ہوکر شہوت اور غضب جس مخلوق مین رکھی جاوے صدور عصیان کا اُسکو لازم ہے گو اپنے اختیار سے نہو اور اپنی طرف سے اُنھون نے عرض کی کہ ہم سے ساتھ اختیار اپنی کے صدور گناہ کا نہوگا پس دونون کلامون کی مدلول مین تناقض نہوا تاکہ تکذیب اور تجہیل لازم آتی اور مسخ کرنا اس عورت کا ساتھ صورت زہرہ کی معنی اُسکے یہہ ہین کہ روح اُسکی کو ساتھ روح زہرہ کی متصل کیا نہ یہہ کہ پہلے سے یہہ ستارہ موجود نہ تھا پس مخالفت واقع کی لازم نہ آئی اور زبیر بن بکار اور ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت امیرالمومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ مینے آنحضرت ؐ سے پوچھا کہ صورتین مسخ کی ہوئین کتنی صورتین ہین فرمایا تیرہ فیل یعنی ہاتھی اور خرس یعنی ریچھ اور خوک یعنی سور اور بوزنہ یعنی بندر اور مار ماہی اور سوسمار یعنی گوہ اور وطواط یعنی چمگادڑ اور کژدم یعنی بچھو اور دعموص یعنی چھوٹا سا جانور کہ دریاؤن مین ہوتا ہے اور عرف ہندوستان مین اسکو جولاہہ کہتے ہین اور عنکبوت اور خرگوش اور سہیل اور زہرہ کہا مینے نے یارسول اللہ صلعم سبب مسخ اُنکے کا کیا تھا فرمایا کہ فیل ایک مرد تھا سرکش اور دولتمند کہ عادت لواطت اور بچہ بازی کی اُس مین تھی اور کسی نے ریش کو نچھوڑتا تھا کہ ساتھ اُس کے یہہ حرکت نکرتا اور خرس ایک مرد تھا مخنث کہ اپنے تئین مانند عورتون کے آراستہ کیا کرتا تھا اور مردون کو اپنے اوپر چڑھاتا تھا اور گروہ خوکون کا ایک جماعت نصارٰی سے تھی کہ نعمت نزول مائدہ کی ناشکری کی تھی اور گروہ بندرون کا قوم یہودیون کا تھا کہ ہفتہ کے دن شکار مچھلیون کا کرتے اور مار ماہی ایک آدمی دیوث تھا کہ درمیان عورت اپنی کے اور مردون کے کٹنا پن کرتا اور سوسمار ایک دہقان تھا جنگل نشین کہ حاجیون کے قافلہ مین چوری کرتا اور وطواط ایک مرد تھا کہ میوے درختون پر سے چوری کر لاتا اور کژدم ایک مرد زبان دراز تھا کہ کوئی آدمی اُسکی زبان سے نچھوٹا اور دعموص ایک مرد چغل خور تھا کہ بسبب چغل خوری اپنی کے درمیان دوستون کے جدائی ڈالتا اور عنکبوت ایک عورت تھی کہ اُس نے اپنے شوہر پر سحر کیا تھا اور وہ مرگیا تھا

تفسیر خلیلی

بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون

اور کہتے ہین کہ اللہ کی اولاد ہے وہ تو سب سے نرالا ہے بلکہ جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے سب اُسی کا مال ہے اور سب اُس کے فرمانبردار ہین۔

ف حدیث قدسی مین

اور خرگوش بھی ایک عورت تھی کہ حیض سے غسل اور طہارت نکرتی تھی اور سہیل چوکیدار تھا مین
مین کہ ہر شخص سے زبردستی کچھہ لے لیتا اور زہرہ لڑکی بادشاہ کی تھی کہ ہاروت اور ماروت کو
مفتون اپنا کیا تھا اور تفسیر زاہدی مین بیچ تتمہ اس قصہ کے مذکور ہے کہ فراودا ھا الی نفسہا
فابت ان تمکن من نفسہا حتی یعلما ھا الاسم الاعظم فعلما ھا فدخلت بیتا
وتطہرت ودعت اللہ تعالی باسمہ الاعظم فمسخہا اللہ تعالی کوکبا فصعدت السماء
یعنی پس ارادہ کیا اُن دونون فرشتون نے اُس عورت سے قضا حاجت اپنی کا پس منع رہی
وہ عورت اس بات سے کہ قادر کرے اُن دونون کو اوپر نفس اپنے کے مگر یہہ کہ سکھلاوین
وہ دونون اُسکو اسم اعظم پس سکھلا دیا اُنھون نے اُس عورت کو اسم اعظم پس داخل
ہوئی گھر مین اور پاک ہوئی اور پکارا اُسنے اللہ کو ساتھ اسم اعظم اُسکے کے پس مسخ کر دی اللہ
نے صورت اُسکی ساتھ ستارہ کے پس چڑھہ گئی آسمان کو وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ
یعنی اور وہ دونون فرشتے ہرگز ارادہ گمراہ کرنے آدمیون کا نرکھتے تھے اور سحر کی تعلیم مین
کفر خلائق کا اُن کو منظور نہ تھا جیسا کہ شیاطین کرتے تھے بلکہ ہرگز تعلیم نہین کرتے تھے کسی کو
یہان تک کہ اُسکو خبردار نکرتے تھے اوپر قبح سحر کے اور نصیحت ندیتے تھے حَتّٰى یعنی یہانتک
کہ اپنے تئین ساتھہ صفت حقارت کے موصوف کرتے يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ یعنی
کہتے تھے نہین ہین ہم مگر سبب فتنہ خلق کے اس واسطے کہ خلق ہم سے سحر سیکھہ کر
کافر اور نافرمان ہوتی ہے پس تیرے حق مین بہتر یہہ ہے کہ یہہ سحر سبب کفر اور
نافرمانی کا ہے اور عادت سبب اس کا موجود ہوتا ہے تو اس کو اختیار نکر اور اگر اسکو
اختیار کرتا ہے فَلَا تَكْفُرْ یعنی پس کافر مت ہو بسبب اعتقاد کرنے تاثیر کواکب اور
شیاطین اور ارواح خبیثہ کی اور بسبب عبادت کرنے اُنکی کے اور جس وقت طالب اصرار کرتا تھا
اور باوجود نصیحت اور پند اُنکی کے سیکھنے سے باز نہین آتا تھا اُسکو تعلیم کر دیتے کہ سحر فلانے
امر مین اس طرح ہوتا ہے اور فلانے مقدمہ مین اس طرح اور اس ترتیب سے تاثیر اُسکی ہوتی
ہے اور اس ترتیب بھی بیچ فلانے کام کے پس خدا سے ڈر اور اُس کے عمل مین مشغول
مت ہو تاکہ رفتہ رفتہ تاثیرات باطلہ کا اعتقاد تجھہ مین آجاوے اور تفسیر زاہدی مین

اس مقام میں کہتا ہے فیقع ھذا من الملکین علی وجہ التحذیر و یقع عند المستمع علی جہۃ التعلم کما یقول الفقیہ من اخذ درھما بدرھمین فقد اربی ومن فعل کذا فقد زنا فیقع من الفقیہ علی جہۃ التحذیر ومن المستمع علی جہۃ التعلم یعنے وہ ہوتی ہے تعلیم سحر کی دونو فرشتوں سے اوپر وجہ ڈرانے کے اور واقع ہوتی ہے نزدیک سننے والے کے اوپر طریقہ تعلم کے جیسا کہ فقیہ جو شخص لیوے ایک درم بدلے دو درم کے پس تحقیق سود لیا اوسنے اور جو شخص ایسا کرے پس تحقیق زنا کیا اوسنے پس فقیہ سے یہ حکم اوپر طریق ڈرانے کے واقع ہوا اور سننے والے کے نزدیک تعلم اوسکا ہوگیا اور اسی تفسیر میں کہتا ہے وانما جاز بیان السحر لانہ لا یتوصل الی اجتناب المحظور الا بعد العلم بہ کما لا یتوصل الی اداء المامور بہ الا بعد العلم بہ یدل علیہ قولہ تعالی فالھمھا فجورھا وتقوٰھا ای الھم کل نفس طاعتھا لیفعلھا ومعصیتھا لیحذرھا وقد قیل لعمر رضی اللہ تعالی عنہ ان فلانا لا یعرف الشر فقال ذلک اجدر ان یقع فیہ ولیس فی التعلم بالسحر اثم کما لا اثم فی العلم لصفۃ الخمر ونعت الملاھی والمعازف انما الاثم فی العمل بہ والاستعمال الا یری ان سحرۃ فرعون لما ترکوا الکفر والعمل بالسحر لم یوجب ذلک نقصا فی دینھم انتھی یعنے سوا اسکے نہیں جائز ہے بیان سحر کا اسواسطے کہ اجتناب اور بچنا بری بات سے نہیں ہوسکتا ہے جب تک اوسکو نہ جان لے جیسے ادا ماموربہ کا بغیر علم اوسکے نہیں ہوسکتا ہے دلالت کرتا ہے اس بات پر قول اللہ تعالے کا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنے معلوم کروا دے نفس کو بندگی اوسکی تاکہ کرے اوسکو اور برائی اوسکی تاکہ بچے اوس سے اور تحقیق کہا گیا عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق فلانا شخص نہیں پہچانتا ہے برائی کو پس کہا حضرت عمرؓ نے یہ بات لائق ہے کہ اوسمیں پائی جاوے اور نہیں ہے بیچ سیکھنے سحر کے گناہ جیسے کہ نہیں گناہ بیچ جاننے صفت شراب کے اور وصف آلات لہو اور لعب کے سوائے اس کے نہیں کہ گناہ بیچ عمل کرنے اوسکے کے ہے اور استعمال کرنے میں آیا نہیں دیکھا کہ جادوگر فرعون کے جس وقت

تفسیر ضمنی

وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ

آسمان اور زمین کا نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے اور جب اوسکو کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو وہ اتنا ہی فرما دیتا ہے کہ ہو پس وہ ہو ہی جاتا ہے

ق نصاریٰ عیسےٰ کو خدا کا بیٹا اور یہود اور عرب کے مشرکین عزیر کو اور فرشتوں کو خدا کی

چھوڑ دیا امضمون نے کفر کو اور سحر کرنے کو کچھ آسکے دین مین نقصان باقی نرہا باوجودیکہ سحر کا
اسکو علم بعد ایمان کے بہی تہا باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ جب تعلیم
سحر کی فرشتون سے اور سیکہنا اسنے آدمیونکا ثابت ہوا پس تعلیم شیاطین اور تعلیم انکی مین فرق نرہا
تعلیم شیاطین کے کسواسطے مذمت فرمائی اور موجب کفر کا گردانا کہ اسطرح فرمایا ولکن الشیاطین
کفروا یعلمون الناس السحر اور اس تعلیم کو موجب کفر کا نہ مقرر کیا اور مورد عتاب کا
نہ کیا جواب اس سوال کا عین تفسیر آیت مین ظاہر ہوا کہ تعلیم سحر کی شیاطین سی ملی ہوئی ساتہ اعتقاد
تاثیرات باطلہ اور ترغیب دینی عمل کی ہوتی تہی اور تعلیم فرشتون کے واسطے پرہیز اور احتیاط کی
اور ملی ہوئی ساتہ نہی کے اور نصیحت کی پس فرق ظاہر ہوگیا اور مورد مدح اور مذم کا کہل گیا اور
باوصف اسکے کہ سحر یہودیون کا یا ماخوذ شیاطین سے ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے عہد مین رائج
ہوا تہا یا ماخوذ فرشتون سے ہے کہ جو بابل مین تعلیم انکی کرتے ہین اور یہ دونو قسم بالبداہۃ
مذموم اور متروک ہین اسواسطے کہ حال شیاطین کا بیچ عداوت بنی آدم کی اور اغوا انکی کے ہر خاص
اور عام کو معلوم ہے پس جو چیز کہ انسے ماخوذ ہو محل اعتماد کا کیونکر ہوسکے اور فرشتے خود اس
علم کے سیکہنے سے منع کرتے ہین اور نصیحت دیتے ہین اور یہہ یہودی ہرگز سحر اپنے سے کہ
دونو قسم نزدیک انکی بہی مذموم ہین دست بردار نہین ہوتے ہین فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا اور
یہہ جملہ معطوف ہے اوپر اتبعوا کی یعنی پس سیکہتے ہین یہہ یہودی دونو جنس سحر کے
خواہ ماخوذ شیاطین سے ہون خواہ دونو فرشتون سے حال آنکہ قبح ان دونو قسمون کا
جانتے ہین اور محض کفایت سیکہنے کی اوپر نہین کرتے ہین بلکہ آدمیون کو ضرر پہونچاتے ہین
اسواسطے کہ سیکہتے ہین مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ یعنے اُن اعمال کو کہ جدائی ڈالتے
ہین بسبب اُن اعمال کے درمیان مرد اور عورت اسکی کے اور سحر مین جدائی دو طرح سے
ہوجاتی ہے اول ساتہ حکم شرع کی اسواسطے کہ جب کوئی عورت اور مرد مین سے معتقد تاثیر
سحر باطل کا ہوا کافر ہوگیا اور عورت اپنے خاوند سے اور خاوند عورت سے جدا ہوگیا اور نکاح جاتا
رہا اور دوسرے بطریق عرف کے اسواسطے کہ بسبب اُن اعمال کی موافق جاری ہونے عادت
الٰہی کی درمیان شوہر اور بی بی کی بغض اور عداوت پیدا ہوتی ہے اور جدائی اُن مین ہوجاتی ہے

حالانکہ یہہ جدائی گناہ کبیرہ ہے اور باعث قطع نسب صحیح کا ہوتا ہے اور مخالف حکم شرع کے ہے کہ اس عقد کے کرنے کو اور باقی رکھنے اسکے کو فرمایا ہے پس جس چیز کا حق تعالی وصل چاہتا ہے یہہ لوگ اسکو قطع کرتے ہین اور جو کہ اسد بنا تا ہے یہہ اسکو توڑتے ہین پس اس فعل قبیح مین مخالفت رضی الٰہی کی بھی لازم آئی اور فساد عالم کا بھی بسبب نا ہونے اور قطع نسب کی اور ضرر پہنچانا بھی ساتھ عورت اور خاوند کے اور جب کہ سحر سے یہہ عمل شنیع کرتے ہین معلوم ہوا کہ دوسرے عمل بھی البتہ کرتے ہونگے حدیث صحیح مین آیا ہے بیچ سنن ابن ماجہ کے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ بہتر سفارش اور صلح کاری یہہ ہے کہ درمیان دو شخص کے نکاح کے امر مین صلح کرے تو اور صحیح مسلم مین روایت کی ہے کہ آن حضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر روز وقت صبح کے تخت اپنا پانی کے اوپر رکھتا ہے اور اپنے لوازم اور تابعین کو زمین پر واسطے خراب کرنے آدمیون کے بھیجتا ہے اور شام کے وقت جائزہ آن کے کامون کا لیتا ہے کہ جو کوئی بہت بڑا فتنہ آدمیون مین ڈالکر آیا ہو اُسکا قرب اور منزلت زیادہ کرتا ہے پس کوئی اُس کے تابعین مین سے آتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے فلانے آدمی کا ایسا پیچھا لیا کہ اُس نے زنا کیا یا چوری کی یا شراب پی شیطان کہتا ہے کہ کچھ نہین کیا تو نے پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے فلانے آدمی کو اس قدر بہکایا کہ درمیان اُس کے اور درمیان عورت اُسکی کے جدائی ڈالدی شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اُس کو نزدیک اپنے بلاتا ہے اور اپنی چھاتی سے لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ بہت اچھا بیٹا ہے تو اور ابو الفرج اصفہانی بیچ کتاب اغانی کے ساتھ سند اپنی عمرو بن دینار کے لایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے زوج باپ قیس کے کو فرمایا کہ آیا نزدیک تیرے حلال ہوئی یہہ بات کہ درمیان قیس اور لبنی کے جدائی ڈالی تو نے آیا نہین سنا ہے تو نے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب ؓ فرماتے تھے کہ نزدیک میرے برابر ہے خواہ درمیان مرد اور عورت اُسکی کے جدائی ڈالون مین یا دونون کو تلوار سے مارون مین کہ گناہ مین دونون برابر ہین لیکن مسلمان کو چاہیے کہ سحر یہودیون وغیرہ کی سے دل مین خوف کرکے کہنے لگے کہ سحر مین جب کہ ایسی ایسی تاثیرین ہین کہ شوہر اور زوجہ کی محبت سالہا کی ایک لحظہ مین اسکے زور سے دور کر دیتے ہین اور آدمیون کے دلون مین ایسا تصرف کرتے ہین کہ باوجود

تفسیر خلاصی

نہین ہے " اور کن فیکون کے ارشاد سے اپنی کمال قدرت بیان فرمائی ہے کہ میرا ایک بار کسی چیز کو کن کہدینا اُس چیز کے لیے حسب خواہش بنکر تیار ہو جانے کو کافی ہے وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

موجود ہونے شرعاً و عرفاً گوناگون اسباب محبت اور الفت کے بغض اور نفرت ڈالدیتے ہین ہم کیونکر اس سے بچ سکین اور اگرچہ اور قسم کے سحر سے جیسے کہ شکست دشمنون کی یا ایک شی کا دوسری شئے سے بدل دینا یا دکھلانا خارق عادتون کا بچنا ممکن بھی ہو کہ ایمان کے زور سے محفوظ رہین اور معتقد باطل تاثیرون کے نہون لیکن اس قسم کے سحر سے کہ دل مین تاثیر کرتا ہے اور دل کو محبت سے طرف نفرت کی پھیر دیتا ہے کس طرح بچین ہمارا ایسا ہے دلون کو پیغمبر اور خدا جل شانہ کی اور کتاب اور دین کی محبت سے پھیر دین اور صحبت پیغمبر صلعم کی کہ برسون سے ہمکو حاصل ہے وحشت اور جدائی کے ساتھ بدل کرین پس ایسا علاج ہر مرض باطنی کا ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی حیلہ سے اسکو دفع نہ کر سکین اسواسطے کہ ہر چند یہ یہودی اور مثل انکے ایسی تاثیرین سحر کی رکھتے ہین لیکن حقیقت مین کچھ نہین کر سکتے ہین اسواسطے کہ سحر اور تمام اسباب جہان کے کو بغیر حکم الٰہی کے کچھ تاثیر نہین ہے وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اور نہین ہین یہ یہودی کہ ضرر پہنچاوین بسبب سحر اپنے کے کسی کو مگر ساتھ ارادہ اور مشیت الٰہی کے جسوقت وہ چاہتا ہے سحر کی باتون مین تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور جسوقت چاہتا ہے اُن اعمال کو تاثیر سے بند کر دیتا ہے اور اسی واسطے اگر کوئی ساحر چاہے کہ اللہ کے کامون کو کہ عادت کے موافق ہمیشہ ہوتی ہین مثلاً بارش کرنے اور اناج وغیرہ پیدا کرنیکو بند کر دے یا بغیر فوج اور لشکر کے کسی ملک پر سحر کے زور سے مسلط ہو جاوے یا کسی لشکر کو ہلاک کرے نہین کر سکتا ہے انجام کار سحر کا یہ ہے کہ ضعیف لوگون مین ساتھ ڈالنے خواہشون اور ارادون کی تاثیر کرتا ہے اور وہ تاثیر بھی ہمیشہ باقی نہین رہتی ہے پس مرد مومن کو کہ ذات وحدہ لاشریک کو موثر حقیقی سمجھتا ہے کسی چیز سے سواے خدا کے ڈرنا نچاہیے کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اُسی کے ہاتھ مین ہے بلکہ حقیقت مین سواے تاثیر اُسکی کے کوئی تاثیر نہین جتنے کام اور فعل ہین اُسی کے ہین کہ جہان مین بڑے ہوتے ہین وہم اور خیال والے جانتے ہین کہ فلانے نے فلانا کام کیا اور یہ یہودی ہیچ شغل سیکھنے انھین دو قسم سحر کے کہ مذموم اور معیوب ہے کفایت نہین کرتے ہین بلکہ اوقات اپنی کو ہیچ حاصل کرنے اور چیزون کے اس جنس سے کہ باعث گمراہی کا علم شریعت اور وحی الٰہی سے ہو بھی صرف کرتے ہین وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ

تقسیم علم

یعنے اور سیکہتے ہین اُن علمون کو کہ ضرر کرتا ہے اُنکو دوسرونکو کرے اور نفع نہین دیتا ہے اُنکو
کو اور ونکو دیوے اور عاقل کو چاہیئے کہ جو چیز اپنے تئین ضرر دے اور نفع نکرے اُس سے احتراز
کرے اس مقام مین جانا چاہیئے کہ علم فی نفسہ مذموم نہین اگرچہ کیسا ہی ہو اور علم مذموم نہین
ہوتا ہے بندونکے حق مین مگر ساتہ کسی وجہ کے ان تینون وجہ سے اول یہ کہ توقع ضرر کی اس
ہو اپنے تئین یا دوسرے کو جیسے کہ علم سحر کا اور طلسمات اور نجوم بہی اس قسم سے ہین اسواسطے
اکثر خلق کو مضر ہے اسطرح سے کہ جب آثار عالم کے موافق اوضاع ستارون اور آسمانون کے دیکہتے
ہین اُنکے دلمین یہ بات آجاتی ہے کہ فلانی شی بسبب تاثیر فلانے ستارہ اور فلانی برج اور فلانے
درجہ کی ہے پس اُمید حاصل ہونی مطلبون کے اور خوف فوت ہونے اُنکے کا ستارہ اور برج
کی جہت سے دل مین ٹہر جاتا ہے اور التفات طرف مالک ضرر اور نفع کی نہین رہتا ہے
اور ایک حجاب عظیم دل کے اوپر آجاتا ہے کہ نظر اُسکے اُسیدر سے مانع ہوتا ہے دوسری یہ کہ وہ علم
اگرچہ فی نفسہ اُس علم مین ضرر نہین لیکن یہہ شخص بسبب قصور استعداد اپنی کے دقائق اور باریکیان
اُس علم کی نہین دریافت کرسکتا ہے اور جب اُسکے دقایق کو نہ پہونچا جہل مرکب مین گرفتار ہوا
اسی قبیل سے ہے بحث اسرار الہیہ کی اور حکمتون شرعیہ کی اور اکثر علوم فلسفہ اور علم قضا اور
قدر اور مسئلہ جبر اور اختیار کا اور توحید وجودی اور توحید شہودی اور علم جہگڑے اور لڑائیون
کا کہ صحابہ کے درمیان مین ہوا تہا اور علم شطحیات اولیا کا مثل کلمہ انا الحق اور سبحانی اعظم
شانی کی اور مثل اسی کے سب ہے کلمات اولیا کی کہ معانی اُنکے سمجہہ مین نہین آتے ہین جیسے کہ بعض
مواضع خصوص الحکم کی اور مثل تاویلات قرآن مجید کی موافق قواعد تصوف کی اور ایسا ہی
حال علم اشعار کا ہے اور وصف خدا اور خال کا کہ بیچ اخلاف عوام کی کہ دل اُنکی شہوت
سے پر ہوتے ہین حکم زہر کا رکہتا ہے اور ہر چند بس تخیل اور مبالغہ کرنے کا باعث ہوتا ہے
تیسرے یہ کہ بیچ علمون نیک کے کہ شرعیہ مین تعمق اور تامل بیجا کرے اور افراط اور تفریط عمل
مین لاوے مثلاً بیچ علم عقائد اور توحید کے فلسفیات کو دخل دے اور بیچ علم فقہ کی حیلے اور
روایتین بے اصل نکالی اور علم سلوک مین اشغال جوگیون کو دخل دے اور بیچ علم دعوت اسما کی تواعد
سحر اور طلسم کے ملاوے اور بیچ علم قصص انبیاؤن اور تواریخ کی جہوٹی باتین بہہ دیون اور فضیلت کی

تاکہ باعث فساد عقائد کا ہو وعلی ہذا القیاس آور یہہ سب علم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہین اور جو نفع
کہ اُن علمون سے توقع کیا جاتا ہے اُنکو حاصل نہین ہوتا ہے اور یہود ی ایسے ہی علمون مین پہنسے
ہوے تہے اور نیک علمون سے اعراض کرتے تہے اور یہہ اشتغال اُنکا اس جہت سے تہا کہ
ضرر اُن علمون کا نہین جانتے تہے اور جہل اور نادانی کی راہ سے اُن علمونکو نافع اعتقاد کرتے تہے
بلکہ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ یعنے اور تحقیق یہہ یہودی جانتے
تہے کہ جو کوئی خرید کرتا ہے اس قسم کی علوم کو اور مال اور جان اپنے کو بیچ حاصل کرنے اُسکی
کے کہوتا ہے اُسکو آخرت مین کچہ نصیب نہین اسواسطے کہ مال اُسکا رائگان گیا اور اوقات اُسکی
کہ سرمایہ کسب ثواب کا تہا ہی ضائع ہوئی اور جو چیز کہ آخرت مین کام مین آوے اُسکی ہاتہ مین
نہ آئی اور بیچ حق اُنکی کے اوپر اسقدر بے نصیبی کی قناعت نہین بلکہ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ
یعنے اور بہت بُری چیز ہے وہ کہ بیچا اُنہون نے بیچ اُسکے جانون اپنی کو اسواسطے کہ بسبب
اشتغال اُن علمون کی شقاوت اور بدبختی ہمیشگی کی حاصل ہوئی اور سعادت ہمیشگی کی ہاتہ سے
گئی لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ یعنے کاش وہ جانتے کہ ہم سعادت ابدی کو شقاوت کے ساتہ بدل
کرتے ہین بسبب حاصل کرنے ان علمون کی لیکن وہ اس بات کو نہین جانتے ہین بلکہ گمان کرتے
ہین کہ اگر ہم مال اور اوقات اپنی کو بیچ درپے ہونے تحصیل ان علمون کے صرف کرین نہایت
کار اُسکی کا یہی ہے کہ آخرت مین ثواب اُسکا ہمکو نہ ملے جیسے کہ اور مباحات مین یا گمان کرتے
ہین کہ اگر تحصیل ان علوم ضرر دینے والوں کی آخرت مین سو جب عذاب ہمارے کے ہو گی وہ عذاب
جلدی سے جاتا رہے گا اور تمام ہو جاویگا اور اس امر مین تمسک ساتہ مفتریات اپنی کے کرتے
ہین کہ لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً پس ہماری مثال اس معاملہ مین کہ جانون اپنی کو تہوڑی
سے عذاب مین گرفتار کیا ہے مثل اُس شخص کی ہے کہ واسطے حاصل کرنے لذت نفسانی کی
شب بیداری کی یا رقص دیکہنے اور دیدار بازی میں رات کو نہ سویا اور کچہ زر بہی خرچ کیا اور
تمام دن بسبب سکے کچہ سستی اور ماندگی بدن مین یا نقصان مال مین ظاہر ہوا کچہ اُس شخص کو
مقابلہ اُس لذت کے معلوم نہیں ہونے کا ہم اس نوبت کو نہیں پہونچے ہین کہ جانین اپنی بالکل
بیچڈالین اور وبال دائمی مین گرفتار ہین اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بیچ مدلول

نقد علموا اور لو کانوا یعلمون کے تناقض اور اختلاف نہین اس واسطے کہ مدلول نقد علموا کا
حاصل ہونا علم رائگان ہونے اس تحصیل کا آخرت کے اندر ہے یعنی آخرت مین اسکا ثواب کچھ
نہ ملیگا اور مدلول لو کانوا یعلمون کا نفی علم عذاب ہمیشگی کی ہے بیچ حاصل کرنے ان علمون
کے اور درمیان علم ثابت اور علم منفی کے بہت تفاوت ہوا اور باوجود اسکے کہ یہ یہودی بیچ اس
قسم کی غفلتون اور روگردانیون کے کتب آلہیہ سے اور علوم محمودہ سے گرفتار ہین لیکن عنایت
الٰہی اور رحمت عام اسکی نے دروازہ توبہ اور اصلاح کا انکے اوپر بند نہین کیا وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
یعنی اور بالفرض یہ یہودی اگر آپ بھی ایمان لاوین ساتھ کتابون اپنی کے اور
ساتھ اُس کتاب کے کہ اس وقت مین نازل ہوئی ہے وَاتَّقَوْا یعنی اور پرہیز کرین کتب
سحر اور علوم ضارہ کے مشغول ہونے سے لَمَثُوْبَةٌ یعنی البتہ ثواب ہے اگرچہ تھوڑا ہو
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ یعنی اللہ کے پاس سے بہتر اور نافع زیادہ سب دنیا اور تمام دنیا کی چیزون
اور نعمتون سے چجائے اُسکے کہ انکے ہاتھ مین سحر سے بطریق اُجرت یا رشوت کے کچھ حاصل
ہوتا ہے یا نام اور جاہ بسبب اُن علمون کے پیدا کرتے ہین لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ یعنی کاش وہ
جانتے کہ ثواب آخرت کا بہتر دنیا کے نفع اور فائدون سے ہے باقی رہے ہین کچھ چند سوال جواب
طلب کہ تفسیر والے اس مقام مین وارد کرتے ہین اول یہ کہ جملہ لبئس ما شروا بہ انفسہم کا جملہ
انشائیہ مصدر ساتھ فعل ذم کے ہے اور جملہ لمن اشتراہ ما لہ فی الاخرۃ من خلاق کا جملہ
خبریہ ہے پس عطف انشا کا اوپر اخبار کے لازم آیا جواب اس سوال کا موافق اس تفسیر کے
کہ ہمنے اختیار کی ہے اس طرح ہے کہ یہ جملہ معطوف ہے اوپر ولقد علموا کے نہ اوپر لمن اشتراہ کے
اور داخل نیچے علم کے نہین واسطے کہ کانوا یعلمون کی دلالت اوپر نفی علم انکے کی کرتا ہے منافی
اُسکے ہوتا ہے اور اگر کہین کہ ولقد علموا بھی جملہ خبریہ ہے ہم کہتے ہین کہ لام توطیہ قسم کا ہے
اور جملہ قسمیہ جملہ انشائیہ ہے خبریہ نہین البتہ موافق تفسیر جمہور کے کہ اس جملہ کو معطوف اوپر
لمن اشتراہ کے گردانتے ہین یہ سوال متوجہ ہوتا ہے اور جواب اُسکا اس طرح کہتے ہین کہ اس
کو بیچ تاویل خبر کے گردانکر ساتھ تقدیر مقول فی حقہم لبئس ما شروا بہ انفسہم ٹھیراکر
عطف کرتے ہین سوال دوسرا یہ ہے کہ لو بیچ لو کانوا یعلمون کے واسطے تمنی کے ہے جیسا کہ تفسیر مین گذرا

تفسیر خلیلی

ہمنے تجھکو ٹھیک بات
بھیکر جو تجھ سے خوشخبری
دینے والا اور
ڈرانے والا بھیجا
ہے اور دوزخیوں کی
پوچھ تجھسے نہ ہوگی.

ف
کہ مثلاً تو نے انکو
مسلمان کیون نہین بنا
چھوڑا بس تجھپر فقط
حق بات کا پہنچا دینا
لازم ہے کوئی مانے
یا نہ مانے اسکا حساب
اسکے سر ہے عالم
جو نائب رسول ہین
انپر بھی خدا کا یہی
حق ہے اُن کو
چاہیے کہ

اور تمنی شے کی اُس وقت ہوتی ہی کہا وپر حصول اُس شے کے قدرت نہو اللہ جل شانہ سے کہ
قادر مطلق ہی تمنی کس طرح متصور ہو سکے جواب اسکا یہ ہی کہ تمنی بیچ کلام الٰہی کے اسجگہ واقع ہوئی ہے
کر اُس کلام کے اندر خطاب کرنا بشر کو ہوتا ہی جیسا کہ الفاظ شک اور اضراب کے بھی اس کلام مین
موقوف اوپر اسی خطاب کرنے کے ہین اور جبکہ نزول اس کلام کا واسطے مخاطب کرنے بشر کے ہے
روشن اور وتیرہ انکا گفت وگو مین جاری فرمایا ہی گویا ایسا ارشاد ہوتا ہی کہ حال انکا بیچ مایوس ہونے
کے دانش اور بینش سے اُس حد تک پہنچا ہے کہ کہنے والا اس لفظ کا بیچ حق اُنکے کے کہتا ہے
اور کہہ سکتے ہین کہ تمنے بیچ کلام الٰہی کے محمول اوپر حقیقت اپنی کے نہین بلکہ مجازاً مراد اس سے
طلب شے کی ہی اور لفظ تمنی کے سے بیچ اس کلام کے مطلوب ہونا متمنی کا ثابت ہوتا ہی اور طلب کرنے
امر غیر واقع کے خدائی تعالیٰ کی طرف سے بعید نہین مثل ایمان ابولہب کے اور صاحب کشاف نے
تمنی کو بیچ کلام الٰہی کے مجازاً ارادہ مراد رکھا ہی لیکن یہہ مراد لینے اوپر مذہب سنت اور جماعت
کے صحیح نہین اسواسطے کہ ارادہ الٰہی نزدیک اُنکے مستلزم حاصل ہونے مراد کو ہوتا ہے سوال تیسرا
یہہ کہ بیچ ولقد علموا کے اثبات علم کا بطریق تاکید قسمی کے فرمایا ہی اور بیچ لو کانوا یعلمون کے نفی علم کی
اس حد کو پہنچائی کہ مایوسی کے مرتبہ کو پہنچادیا اور حکم محالات کا اُسکے واسطے مقرر کیا یعنی فقط
آرزو اُسکی رہی ظاہر مین یہہ نفی اور اثبات تناقض دکھلائی دیتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ سوال
اُسوقت وارد ہوتا ہے کہ لبئس ما شروا بہ انفسہم فقط عطف اوپر لمن اشتراہ کے ہو تا کہ تحت علم کے
داخل ہوا اور واسطے اُس تفسیر کے کہ گزرے یہ جملہ معطوف اوپر جملہ قسمیہ کے ہی داخل نیچے علم
کے نہین اور جائز ہے کہ مضمون جملہ اولیٰ کا یہودیوں کو معلوم ہوا اور مضمون اس جملہ کا معلوم نہو
اسواسطے کہ بیچ مضمون دونون جملون کے نہ اتحاد علمی ہی اور نہ تلازم علمی اسواسطے کہ مضمون جملہ
پہلے کا یہ ہی کہ سعی کرنی بیچ تحصیل کرنے علوم ضرر دینے والون کے کہ غیر نافع ہین آخرت مین انکو
نفع ندیگی اور مضمون اس جملہ کا یہہ ہی کہ جان اپنی کو اس قسم کے علمون کی تحصیل مین صرف کرنا شرہ
اسکا ہے اور ظاہر ہے کہ نہ حاصل ہونے نفع کو کسی چیز مین حصول ضرر کا لازم نہین مثل مباحات کے
کہ نہ نفع اُخروی رکھتے ہین اور نہ ضرر اُخروی لیکن جمہور مفسرین نے کہ اس جملہ کو معطوف اوپر لمن
اشتراہ کے کیا ہی اور علم کی تحت مین اسکو بھی داخل شمار کیا ہی پس بیچ جواب اس سوال کے

ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم قل ان هدى الله هو الهدى ولئن اتبعت اهواءهم بعد الذي جاءك من العلم ما لك من الله من ولي ولا نصير

ایسا کہا ہے کہ ثابت کرنا علم کا بیچ صادر جملہ پہلے کے علی سبیل التحقیق اور بیان واقعی ہے اور نفی
علم کے دوسرے کلام مین حقیقۃ نہین تا کہ تناقض ہووی بلکہ بسبب نازل کرنے عالم کی بمنزلہ
جاہل کے ہے اسواسطے کہ جو عالم موافق علم اپنے کے نچلے جاہل کے ساتھ برابر ہے سوال چوتہا
یہہ کہ لمثوبۃ من عند اللہ خیر جزا ہے شرط لو انھم امنوا و اتقوا کی واقع ہوئی اور جزا
ایسی چاہیئے کہ شرط کی اوپر موقوف ہو حال آنکہ بہتر ہونا ثواب خدا کا اُنکے ایمان اور تقوی
پر موقوف نہین اسواسطے کہ ثواب اللہ تعالی کا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے خواہ یہودی ایمان اور تقوی
لاوین یا نلاوین پس ربط درمیان اس شرط اور جزا کی کس طرح حاصل ہو جواب اسکا یہہ ہے
کہ ترتب جزا کا اوپر شرط کی کبھی باعتبار ثبوت واقعی کی ہوتا ہے مانند ان جاءک زید
فاکرمہ اور کبھی باعتبار ثبوت علمی اور باعتبار حکم کرنے کے ساتھ اُسکے ہوتا ہے مانند
ما بکم من نعمۃ فمن اللہ + و ان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک اور اسجگہہ بہی قسم اخیر کی قبیل
سے ہے یعنی حکم کرنا ساتھ خیریت ثواب کے اور ذکر کرنا اُسکا نزدیک اُنکے موقوف اوپر ثبوت
ایمان اور تقوی اُنکی کے ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ لفظ لمعرکا اس قول مین محذوف
ہے اور اصل میں اس طرح ہے لمثوبۃ من عند اللہ ساتھ قرینہ مقام کے اور خیریت ثواب
کے کہ اُنکو حاصل ہو موقوف اوپر ایمان اور تقوی اُنکی ہے و اللہ اعلم اور جیسا کہ ان یہودیون
نے کتابون الہی سے اعراض کر کے تحصیل سحر اور اقسام اُسکے کی اختیار کی ہے اور جانون اپنی کو
بیچ اس شغل بد کی ہلاکت مین ڈالا ہے ویسی ہی عادت اس بات کی بہی پکڑی ہے کہ جسوقت ملاقات
اور خطاب بزرگون سے کیتی ہین فریب کی راہ سے دو طرفی بات کہتے ہین کہ ایک وجہ سے تعظیم اور
ایک وجہ سے تحقیر اور اہانت اُس مین پائی جاوے اور اس قسم کا فریب باتون مین جسوقت
خطاب بزرگون واجب التعظیم کے واقع ہو مشابہت تام سحر کے ساتھ اُسکو ہوتی ہے کہ فعل
قبیح کے تئین کہ تحقیر اور اہانت بزرگون کی ہے بیچ پردہ تعظیم حقیقی کے پوشیدہ اور مخفی کرتے
ہین تاکہ کوئی اُس حقارت کو نہ سمجھے جیسے کہ ساحر فعل اپنے کو بیچ پردہ خوارق اور کرامات صالحین
کے مخفی کرتا ہے پس یہہ لوگ بہی مرتکب سحر حقیقی کے ہوتے ہین اور بہی مرتکب سحر لسانی کے
مثال اس فریب اور دہوکہ بازی اُنکی کی یہہ ہے کہ جب آنحضرت کو دیکہتے تہے اور ساتہہ اصحاب صلعم

ہمکلام ہوتے تھے کہتے تھے راعنا کہ معنی ظاہری اسکے طلب کرنی رعایت اور توجہ کروانی طرف حال اپنے
کے ہے یعنی طرف حال ہمارے متوجہ ہو تم اور ہمکو تعلیم اور ارشاد فرماؤ اور یہ بات تعظیم کے اوپر دلالت
کرتی ہے اور دوسرے قبیح معنی بھی اسکے ہین ہوسکتی کہ راعن بیچ لغت کے احمق کو کہتے ہین
مشتق رعونت سے کہ ساتھ معنے حمق کے کہ ملا ہوا ہو ساتھ تکبر کے اور الف بیچ آخر اسکے کی بدلا ہوا
تنوین حالت نصبی کے سے ہے کہ وقف کی حالت مین الف ہو جاتی ہے اور اس لفظ کو حکم منادی نکرہ
کا دیکر منصوب لاتے ہین یعنی اے احمق متکبر اور اکثر یہودیون کے عرف مین ساتھ اسی قبیح معنی کے
رائج اور مشہور ہوا تھا چنانچہ لفظ مطے کا ساتھ معنے ما بولت کے بیچ عرف اوباش زمانہ ہمارے کے
اور لفظ ثالث بالخیر کا ساتھ معنی ولد الزنا کے اور مرد مقدس ساتھ معنے احمق کے اور مسلمان لوگ
اس معنی فاسد سے بیخبر تھے جب یہودیون سے سنا کہ اس کلمہ کو بیچ مقام خطاب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہین انہون نے سمجھا کہ شاید یہہ گروہ اہل کتاب ہے مین بیچ تعظیم
انبیاؤن کے اسی کلمہ کو منقول جانکر استعمال کرتے ہین ہمارے تیئن بھی چاہیئے کہ اسکو استعمال
کرین بسبب بیخبری اور نادانی کے اس کلمہ کو کہنے لگے پس دوسری مشابہت بھی تمسخر کے ساتھ بیچ استعمال
اس کلمہ کے حاصل ہوئی کہ مسلمانون کو طریق مخفی سے اسطرف لائے کہ کلمہ کفر کا زبان پر چلاوین اور
یہہ نجانین کہ یہ کلمہ کفر کا ہے بلکہ سمجھین کہ کلمہ تعظیم پیغمبر کا ہے حضرت سعد بن معاذ نے کہ انصار کے
بزرگون مین سے تھے ایکدن یہودیون سے اس کلمہ کو سنا اور بیشتر یہودیون کے ساتھ نشست و
برخاست انکی تھی اور جانتے تھے کہ یہ لفظ انکی عرف مین دشنام ہے سختی اور غصہ سے درپیش آئے اور کہا کہ اگر
پھر اس کلمہ کو بیچ حق اوس جناب صلعم کے تمہاری زبان سے سنونگا گردن تمہاری مارونگا یہودیون نے
کہا کہ ہمارے اوپر کسواسطے غصہ ہوتے ہو مسلمان لوگ ہی کہ گروہ تمہارا ہی اس کلمہ کو بیچ حق آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم کے کہتے ہین سعد بن معاذ ناخوش ہوکر آگئے آنحضرت کے پہونچے دیکھا کہ یہہ آیت
نازل ہوئی ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو مقتضای ایمان تمہارے کا یہہ ہے کہ
تلبیس اور دھوکے کی لفظ کو مطلق ترک کرو اگرچہ تمکو قصد دھوکا دینے کا نہو پس لَا تَقُوْلُوْا
رَاعِنَا یعنی مت کہو تم لفظ راعنا کا بیچ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اسواسطے کہ اس لفظ مین
معنے دشنام کے بھی نکلتے ہین اور یہودیونکو تمہارے کہنے سے سند ہاتھ آجاوے گی اور معنی فاسد

ارادہ کرکے اس لفظ کو استعمال کرینگے گو تمکو اُس معنی فاسد کی خبر نہو وَقُولُوا انْظُرْنَا یعنی اور کہو بدلے اس لفظ کے یہہ لفظ یعنی انظرنا یعنی شفقت فرماؤ اوپر ہمارے اور متوجہ ہو تو طرف حال ہمارے کے کہ معنی صحیح راعنا کا ادا کرتا ہی اور بالکل اس مین تلبیس نہین اور باطل معنی اُس سے کسی کے عرف مین سمجھے نہین جاتے ہین واسمعوا یعنی اور سنو تم کلام رسول کے ساتھ کمال توجہ کے اور کانون کو اُسکے سننے کی طرف لگاؤ اور ذہن کو حاضر کرو تاکہ حاجت اُس کی نرہی کہ آن حضرت صلعم سے توجہ طرف حال اپنے کی چاہو تم اور اُن دونون کلمون سے ایک کلمہ کہو سو واسطے کہ توجہ اور کان رکھنا ذمہ شاگرد کے ہی نہ اوپر ذمہ اُستاد کے شاگرد کو چاہیے کہ اُستاد کو بار بار ساتھ اعادہ کرنے کلام کے تنگ نکرے اور اول سے اپنے تئین متوجہ کرے تاکہ تقریر اُستاد کی سے بہرہ اُٹھاوے اور کس طرح باوجود ایمان کے اس قسم کے دھوکے اور ایذا رسول علیہ السلام کی تم سے متصور حال آنکہ تحقیر اور ایذا رسول ؐ کی بلاشبہ کفر ہے وَلِلْكَافِرِينَ یعنی اور واسطے کافرون کے عوض ان کلمات کی کہ اُنکے کہنے سے ایذا رسول ؐ کی چاہتے ہین اور مسلمانون کو اُسکے سبب رد دل حاصل ہوتا مہیا ہے عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی عذاب درد دینے والا کہ ہرگز اس ایذا اور اس درد کو اُسکے ساتھ کچھ نسبت نہین اس مقام مین جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید اور فرقان حمید مین اٹھاسی جگہ اس اُمت کے مسلمانون کو ساتھ اس لفظ کے خطاب فرمایا کہ یاایہا الذین امنوا اور یہہ موضع پہلا ان مواضع مین سے ہی اور کہا ہی کہ خطاب ساتھ مسلمانون کے خاصہ اسی کتاب مجید کا ہے پہلی کتابون مین خطاب طرف انبیاؤن کے ہوتا تھا کہ امتون اپنی پر احکام پہنچا دین اور بیچ اس جگہ کے بلا واسطہ خطاب اس اُمت کی طرف کرتے ہین اور یہہ بات بڑی شرف کی اُنکے حق مین ہی کہ ساتھ ذریعہ افضل المرسلین ؐ کے حکم پیغمبرین کا اُنکو دیا ہی اور الحمد للہ اس جگہ سے اشارۃً یہہ بات سمجھنی چاہیے کہ جب اس دار مین اُنکے تئین ساتھ ایمان کے لقب فرمایا ہی اُس دار مین بھی اہل امن اور امان سے کہے جاوینگے کہ وبشر المؤمنین بان لهم من الله فضلا كبيرا یعنی خوشخبری دی مسلمانون کو ساتھ طرح کے کہ واسطے اُنکے اللہ کی طرف سے فضل بڑا ہے زوائد مسند امام احمد اور شعب الایمان بیہقی اور کتابون معتبرہ حدیث کے مین آیا ہے کہ ایک شخص آگے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے آیا اور کہا کہ مجھکو کوئی نصیحت اور وصیت فرماؤ کہا اُنھون نے جب قرآن پڑھے تو اور تئین اس لفظ کو سنے کہ

تفسیر علمی

بنی اسرائیل کو بڑے ساتھ چھڑایا فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالدی وہ فوراً صاف اژدہا بن گئی اور اپنا ہاتھ نکالا وہ اسی وقت سفید (براق) معلوم ہونے لگا (اعراف سلا) تب فرعون کے درباری سرداروں نے کہا یہہ کوئی بڑا جادوگر ہے یہہ چاہتا ہے کہ تمکو ملک سے

یاایہا الذین آمنوا پس فی الفور کان اپنے کو خوب متوجہ رکھ اور ذہن اپنے کو حاضر کر اس
واسطے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ طرف تیری خطاب کرتا ہے اور کسی نیک چیز کا امر فرماتا ہے
اور یا کسی چیز بد سے منع کرتا ہے اور ابو نعیم بیچ حلیۃ الاولیاء کے ساتھ روایت ابن عباس رض کے
لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس آیت کے اول میں یاایہا الذین آمنوا کا لفظ
آیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سردار اُس آیت کے ہیں لیکن ابو نعیم نے بعد روایت اس حدیث کے
کہا ہے کہ اس لفظ کی کسی نے نسبت طرف آنحضرت کے نہیں کی ہے مگر ابن ابی خثیمہ رض نے اور ہم بھی اُس سے
یہہ حرف لکھتے ہیں اور دوسرے راوی اسکو کلام ابن عباس رض کے ٹھیراکر روایت کرتے ہیں واللہ اعلم
اور بھی بیچ حلیۃ الاولیاء اور کتابوں حدیث اور تفسیر کے خثیمہ سے روایت لائے ہیں کہ جس جگہہ
قرآن میں یاایہا الذین آمنوا وارد ہوا ہے ایسے مقام میں بیچ توریت اور انجیل کے یاایہا المساکین
مذکور ہوتا تھا اور بھی جاننا چاہیے کہ راعنا اور انظرنا ہرچند کہ دونوں مرادف ایک دوسرے کے ہیں
اور ایک معنی رکھتے ہیں لیکن ہرگاہ کہ لفظ راعنا کا شامل اوپر اُس مفسدہ کے تھا کہ مذکور ہوا اُس سے
منع کرنا اور لفظ دوسرا تجویز کرنا مناسب حکمت کے ہوا پس وہ کہ بعض شافعیہ نے برخلاف مذہب
حنفی کے اس مقام میں بطریق استدلال کے ذکر کیا ہے کہ ایک کلمہ کے جائز ہونے سے طرف
شارع کے سے کسی مقام میں لازم نہیں آتا ہے کہ دوسرا کلمہ کہ مرادف اُنکا ہو بھی جائز ہو جاوے
پس اگر کوئی شخص بجائے اللہ اکبر کے خدائے بزرگ کہے یا الرحمن اجل کہے نماز اُس کی
درست نہیں ہوتی ہیگی خوب چسپاں نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ کلام اُس جگہہ میں ہے کہ ایک
دونوں مترادفوں میں سے شامل اوپر مفسدہ کے نہو علاوہ یہہ کہ بعضے حنفیوں نے ترادف کو بھی
منع کیا ہے کئی وجہ سے ایک وجہ یہہ ہے کہ ہرچند بحسب مدلول لغوی کے راعنا اور انظرنا ایک معنی
رکھتے ہیں لیکن مدلول عرفی راعنا کا دشنام اور بُرا کہنا ہے اور اس میں کمال مخالفت انظرنا کے
مدلول سے پائی جاتی ہے دوسرے یہہ کہ راعنا باب مفاعلہ سے ہے کہ دلالت اوپر مساوات کے
درمیان مخاطبین کے کرتا ہے گویا ایسا کہتے ہیں تو رعایت ہماری کرتا کہ ہم رعایت تیری
بات کی کریں اور اس طرح کا خطاب رسول کے جناب میں کمال بے ادبی ہے ساتھ دلیل
لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کے تیسرے یہہ کہ اس

خطاب مین ایک نوع استعلا کا پایا جاتا ہی یعنی رعایت کرسننے کلام ہمارے کی اور غافل مت ہو اوس سے
اور ساتھ دوسرے چیز کی مشغول مت ہو اور بیچ انظرنا کے محض سوال شفقت اور مہربانی کا ہی
اور بیچ لفظ واسمعوا کے اشارہ ہی طرف اوس بات کے کہ شاگرد کو چاہیے کہ ساتھ کمال توجہ
اور التفات کے کلام استاد کی سنے تا کہ حاجت دوبارہ کلام کرنیکے اوسکو نہ پڑے جبکہ مسلمانونکو
اس کلمہ کے سیکھنے سی منع فرمایا اگرچہ یہودی لوگ کہ اپنے تئین اہل کتاب جانتے ہین اور تعظیم انبیا
کے مرتبے سی خوب واقف ہین اس کلمہ کو استعمال کرتے تھے اب بیان فرماتے ہین کہ کہنا یہودیونکا
اس کلمہ کو بیچ خطاب پیغمبر تمہارے کے محض واسطے غرض فاسد کے ہی تا کہ اس کلمہ کو سیکھہ کر تم بھی شامل
کر دو اور ساتھ برائی اور قباحت مضمون اس کلمہ کے خبردار نہو اور آدمیون کے روبرو حماقت
تمہاری ظاہر ہو اور حماقت منافی ہے اترانے وحی کو تمہارے اوپر اس واسطے کہ جس گروہ پر
وحی نازل ہو چاہیے کہ تیز فہم اور زکی ہو پس گویا بیچ نظر آدمیون کے ثابت کرتے ہین
کہ یہ فرقہ قابل اسکے نہین کہ وحی الہی انکے اوپر نازل ہوا سو واسطے کہ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی دوست نہین رکھتے ہین وہ لوگ کہ کافر ہو گئے ہین اہل کتاب مین
سے یعنی یہودی مدینہ کے وَلَا الْمُشْرِكِينَ یعنی اور نہ مشرکین مکہ کے أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ
یعنی یہہ کہ نازل کیا جاوے اوپر تمہارے مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی امر خیر کا طرف پروردگار
تمہارے کے سے اور جبکہ قدرت اسبات کی نہین رکھتی ہین کہ خدا کو نازل کرنے خیر کے سے اوپر
تمہارے منع کرسکین ناچار کرتے ہین کہ بے لیاقتی تمہاری آدمیون کے نزدیک ثابت کرین
اور منشا اس اثبات کا یہودی ہوئے ہین اور قبول کرنیوالی اس شبہ کے مشرکین پس اس وجہ
سے تمہاری ساتھ تمسخر اور ایہام اونکے سی کچھہ فائدہ نہوگا اسواسطے کہ حسد اونکا اوسوقت سودمند
ہووے اور کارگر پڑے کہ نزول وحی کا خدا کی طرف سے موقوف کرین اور یہ بات اونکی
تئین ممکن نہین ہو سکتی کہ اللہ تعالی محکوم اونکا نہین وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ یعنی اور اللہ
تعالی خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے کہ نزول وحی کا بھی آثار اوس رحمت کی سے ہے مَنْ يَشَاءُ
یعنی جس کسی کے تئین چاہی بندون سے اگرچہ ظاہر بینونکی نظر مین لیاقت اوس رحمت کی
نہ رکھتا ہو اور اسی سبب سے کہ تو دولتونکو اہل خاندان قدیم تمسخر اور استہزا کرتے ہین بلکہ

تفسیر خلیلی
تجھے کاگا فرعون نے
کہا ہان ضرور ملیگا
اور تم میرے پاس
مقرر ہوگے (اعراف
ر ۱۴) فرعون بولے
داؤد کہا تہت کے
ساتھ آیا تو موسیٰ
اور سکو نصیحت کرنے
سے لگا کہ اے سب کچھہ
تمہاری جزا یہی چھوٹ
نہ باندھو نہیں تو
خدا تعالی کسی آفت
مین پکڑا دیگا
اور جو جھوٹ بولتا
ہی وہ نامراد ہوتا
ہی پھر جادوگرون
نے چھپ چھپ
صلاح
مشورہ کئے

صاحب ہر کمال وہبی کو اہل خاندان موروثی اوس کمال کی تحقیر کرتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے ہین کہ جسکسکو پہلے پہل ہمارے لوگون مین سے کمال حاصل ہوا ہی باعتبار نظر ظاہر مین کی لیاقت اوس کمال کے اوس مین نتھی اور یہہ بھی نہین سمجھتے ہین کہ جس وقت حق کسیکو بزرگی اور منصب عنایت فرماتا ہے اول اوسکو لیاقت اوس منصب کے بخشتا ہے خصوصاً بیچ مناصب شرعیہ اور مراتب دینیہ کی اور اسی واسطے کہا ہے مصرعہ بجاے خویش بود انچہ کرد گار دہد اور سبب غلط فہمی اونکی کا یہہ ہے کہ قیاس غایب کا اوپر حاضر کرتے ہین اور جبکہ بعضی بادشاہ آدم ناشناس بعضی نا اہلون کے تیئن منصب بڑی بغیر الٹکل کے بخشتے ہین اور اوس شخص سے عہدہ بر آئی اوس منصب کی نہین ہوسکتی ہے اور بجای بینہ ہونے کے پشم ہونے کیواسطے امر کرتا ہی ایسی ہے بادشاہ ہونکا بھی اسی طرح بغیر الٹکل اورجانچ کے کوئی کام کرے ہو سکتا ہی حال آنکہ یہہ بات اونکی غلط ہے اسواسطے کہ تفضل اور احسان بندون کا بیچ حق دوسرے بندون کی سراسر ناقص اور ناتمام ہے اسی سبب سے بعضی آدمیونکو منصب دیتے ہین اور لیاقت اوس منصب کی نہین دے سکتے ہین وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنی اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ حد کمال اور تمام کے سے بھی متجاوز ہوا اور اوسکا تفضل ایسا کامل ہے کہ اوسکی نزدیک منصب کا دینا اور لیاقت منصب کے دینے برابر ہین اگلو یہودی واسطے تشویش خاطر مسلمانون کے شبہ دل مین ڈالین اور کہین کہ اگر حق تعالی کی طرف سے تمہارے اوپر خیر اور نیکی نازل ہوتی ہے اور یہہ نزول قرآن کا آثار رحمت اوسکے سے ہی اور اوسکو فضل عظیم جانتے ہو پس نسخ احکام کا کہ تمہارے دین مین مکرر واقع ہوا اور ہوتا ہے اسکی کیا معنی ہین اگر پہلا حکم تمہارے حق مین بہتر تھا پس حکم دوسرا برا ہوا اور اگر حکم دوسرا خیر تھا حکم پہلا بد ہوا اور بہت وقت پیغمبر تمہارے کے اوپر وحی آتی ہی اور کوئی کلام اوپر اوترتا ہے اور اوسکو آپ بھی پڑہتا ہے اور دوسرون کو بھی واسطے پڑہنے اوسکے کے حکم کرتا ہے اور امیدوار ثواب کا ہوتا ہے اور کسی اور وقت وہ سب اوترے ہوئے کلام اوس کے دل سے بھول جاتی ہے اور بالکل یاد نہین رہتی ہے پس وہ امر خیر کہ جس مین ثواب کی توقع تھی کسواسطے اوس سے لے لیا یہہ کیا رحمت ہے اور کونسا فضل و احسان ہے واسطے دفع اس شبہ کے اس مضمون کو سمجھ

اور دوسرون کو بھی سمجھا کہ بیچ نسخ کے تبدیل خیر کے ساتھ شر کے یا تبدیل شر کے ساتھ خیر کے نہین تاکہ
منافات وحی کے خیریت کے ساتھ لازم آوے بلکہ ناسخ اور منسوخ دونون خیر ہین اس واسطے کہ
مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ یعنی جس چیز کو ہم منسوخ کرتے ہین کسی آیت کو قرآن کی آیتون سے اور حکم اُسکے کو موقوف
کرتے ہین گو کہ تلاوت اُسکی باقی رہی اور قرآن کے اندر لکھی جاوے اور حافظون کے
دلون مین موجود ہو جیسے کہ یہہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیة
لازواجھم متاعا الی الحول کہ حکم اس کا یہہ ہی کہ عدت مین ایک سال واجب ہے
اور ساتھ دوسری آیت کے کہ حکم اُسکا ہی کہ عدت کے اندر چار مہینے دس دن واجب ہین منسوخ
ہوا اور حالانکہ یہہ آیت بھی قرآن مجید مین موجود ہی اور فراموش نہین ہوئی بلکہ اوپر زبان ہر
حافظ کے جاری ہے اور مثل آیت یایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا
بین یدی نجوٰیکم صدقة کے کہ حکم اسکا بھی منسوخ ہے اور تلاوت اُسکی باقی ہے اور
ایسے ہی آیت مصابرہ اور ٹھیر نے کے کفار کے مقابلہ مین کہ ایک مقابلہ دس آدمیون کے سے
بھاگنا نچاہیے بلکہ مقابلہ مین رہے اور یہہ حکم منسوخ ہے اور سورہ انفال مین موجود ہے اور
پڑھی جاتی ہے اور اوپر اسی قیاس کے او ننسہا یعنی یا فراموش کروا دین ہم اُس آیت کو
خاطر پیغمبر کی سے اور دوسرے قاریون کے سے یہانتک کہ الفاظ بخوبی یاد نرہین اور اُسکے الفاظون
مین شبہہ پڑجاوے گو حاصل مضمون اور بعضے الفاظ یاد بھی رہین خواہ حکم اُس آیت کا برقرار ہو
مثل آیت الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة نکالا من الله والله عزیز
حکیم کے حکم اسکا برقرار ہے اور الفاظ اُسکے بخوبی یاد نہین رہے کوئی کہتا ہے کہ اس کے
آخر مین والله عزیز حکیم ہے اور کوئی کہتا ہے وکان الله عزیزا حکیما ہے اور ایسے ہی
موضع اس کا بھی بخوبی معلوم نہین کہ کونسی سورت مین تھا اور اسی واسطے آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے کہنے سے اُس کو تلاوت سے موقوف فرمایا اور مانند
لا ترغبوا عن ابائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا ان ابائکم والولد للفراش وللعاھر الحجر
کے جیسے کہ روایت کیا اس کو ابن عبد البر نے بیچ تمہید کے عمرو سے اور مانند جاھدوا کما
جاھدتم اول مرة کی روایت کیا ہے ابو عبید نے عبد الرحمن بن عوف سے اور مانند بلغوا قومنا انا

تفہیم علمی

بیان اقسام ناسخ اور منسوخ کا

تمہین شروع کرو. جادوگرون نے اپنی جادو کی رسیان اور لاٹھیان ڈالین (طہ رکوع ۳) اور کہا فرعون کی عزت کی قسم سچ ہم جیتینگے (شعراء رکوع ۳) سب کی نظربندی کی اور ڈرایا کہ (سانپ سانپ) اور بڑا جادو کیا (اعراف رکوع ۱۴) موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے ہو یہ تو جادو ہے دیکھو اللہ اسکو بگاڑ دیگا اور شریرون کے

لقد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا کی کہ زبان شہدا ء بیر معونہ کے سے حکایتہ نازل ہوا تھا
روایت کیا اس کو بخاری رح نے اور مسلم رح نے آور مانند لو کان لابن ادم وادٍ من ذھب
لابتغی الیہ ثانیا ولو کان لہ وادیان لابتغی الیھما ثالثا ولا یملأ جوف ابن ادم
الا تراب ویتوب اللہ علی من تاب کے کہ اکثر محدثین نے اُس کو بہت صحابہؓ
سے نقل کیا ہے اور مصحف ابی بن کعب بین بھی لکھا ہوا تھا لیکن بعضے الفاظ اُسکے
مشتبہ ہوئے کہ مثل بطن آدم یا جوف ابن ادم ہے اور موضع اسکا بھی مشتبہ ہوا کہ
سورۂ احزاب بین تھا یا سورۂ براۃ بین اور صدر اسکا بھی فراموش ہوا کہ انا انزلنا المال
لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ تھا یا چیز دوسری اور ایسے ہی آیت ان اللہ سیؤید
ھذا الدین برجال ما لھم فی الاخرۃ من خلاق کے یا یہ لفظ ہی باقوام لاخلاق لھم روایت
کیا اسکو ابو عبید وغیرہ نے ابی موسیٰ اشعری سے اور غیر اسکے سے اور اوپر اُسی کے قیاس کیا جائے
اور خواہ حکم اُسکا بھی موقوف ہوا ہو مثل عشر رضعات معلومات یحرمن کے اول اور آخر
اس آیت کا تمام فراموش ہو گیا اور اُسکا موضع بھی نسیاً منسیا ہوا اور حکم اسکا بھی موقوف ہے اور
روایت کیا اس کو بخاری رح نے حضرت عائشہ رض سے اور ابوداؤد بیچ کتاب ناسخ اور منسوخ کے
اور بیہقی رح بیچ دلائل النبوت کے ساتھ روایت ابوامامہ بن سہل بن حنیف کے لائے ہین کہ ایک شخص
انصار مین سے رات کے وقت تہجد کے واسطے اُٹھے اور بعد الحمد کے چاہا کہ جو سورۃ یاد تھی اور ہمیشہ اسکو
پڑھتے تھے پڑھین ہرگز اوپر پڑھنے اُسکے کے قادر نہوئے اور تمام سورۃ حافظہ اُسکے سے چلی گئی سوا ے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوپر زبان اُنکی کے نہین آتا تھا صبح کے وقت متعجب ہو کر دوسرے
صحابہؓ سے پوچھا سب نے کہا کہ وہ سورہ ہم بھی ایسے ہی بھول گئے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو لائے اور ماجرا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اِس رات مین وہ سورہ منسوخ التلاوت
ہوی سینہ میرے اور سینے تمام آدمیون کے سے باہر گئے بلکہ نقوش لکھے ہوے بھی جاتے رہے بھر
حال ان دو طریق سے کوئی واقع ہو نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا یعنی البتہ لاتے ہین ہم بہتر کو اُس آیت منسوخہ
یا فراموش ہوے سے اَوْ مِثْلِهَا یعنی یا مانند اِس آیت منسوخ ہوئی یا فراموش ہوے کے بیچ
خوبی کے پس بیچ دونون آیتون منسوخہ اور ناسخہ کی خیریت موجود ہوتی ہے اگرچہ منسوخ

مین خیریت زیادہ ہو بہ نسبت ناسخ کے بعض وقت مین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ اگر کسی آیت کا حکم
منسوخ ہوتا ہی پس ناسخ اوسکا دوسرے آیت ہوتی ہے کہ دوسرا حکم اوس آیت سے نکلتا ہے اور وہ حکم
بہ نسبت پہلی حکم کے بہتر ہوتا ہے کہ سہلتر بیچ عمل کے ہوتا ہے مثل فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
کے کہ سہلتر قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
سے ہی بیچ عمل کے یا کرنے مین بھی سہل او مصلحت وقت کے بھی واسطے زیادہ موافق ہے
مثل اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضُعْفًا کے عمل مین بھی سہل ہے اور مصلحت وقت
کے واسطے بھی زیادہ موافق ہے کہ بیچ وقت کثرت فوجون کے ضعیف القلب بے آدمی درمیان
مین ہوتے مین اگر اون کو بھی مانند قوی لوگون کے اس بات کی تکلیف دی جائے کہ ایک
آدمی بیچ مقابلہ دس آدمیون کے ٹھہرے اور نہ بھاگے جہاد کرنے سے ایسی لوگ دل جہاد کے
یا اوس فعل ناسخ مین بہ نسبت فعل منسوخ کے موافقت مصلحت عامل کے زیادہ ہو گو کہ نہین سہولت
نہو جیسے متعین ہونا روزہ کا بیچ ماہ رمضان کے کہ ناسخ تخییر کا ہے درمیان فدیہ دینے اور
روزہ رکھنے کے یا ثواب مین زیادہ ہو گو موافقت مصلحت عامل کے اوس مین زیادہ نہ ہو اور عمل
مین بھی سہل نہو جیسا کہ حکم جہاد کا ابتدا اسلام مین کہ اتبک اجتماع بہت نہین ہوا تھا اور آدمی
جنگ آزمودہ اور مشاق آلات حرب کے دین مین داخل نہین ہوئے تھے اور یہ حکم ناسخ آیتون صبر
اور عفو کا ہی یا حکم آیت ناسخ کا بیچ امور مذکورہ کے مانند حکم آیتون منسوخہ کے ہوتا ہی اور جو آیت کہ زوال
ہو جاتی ہے پس عوض اوسکی آیت دوسری آتی ہی کہ بجائے اوسکی اس آیت کو پڑھین اور ثواب حاصل
کرین اور وہ بھی کبھی بہتر پہلی آیت سی ہوتی ہے بیچ کثرت ثواب کے اور فصاحت الفاظ کی اور بلاغت
کلام مین جیسے کہ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بیچ جگہ اِنَّ ذات الدين عند الله الحنيفية
السمحة لا اليهودية ولا النصرانية کی اور کبھی مثل فراموش کی ہوتی کے ہوتی ہی بیچ ان امور کے
مانند اکثر صورتون کے کہ آیتون بھولی ہوئی کے بدلے مین آئی ہین اس جگہ جانا چاہیئے کہ نسخ بیچ احکام
شرعیہ کے مانند نسخ کے بیچ احکام تکوینیہ کے ہی اور ملاحظہ کرنے حال نظام تکوینی الہی سے استبعاد
نسخ نظام تشریعی کا کہ بسبب شبہ ڈالنے کافرون کے ذہنون مین آتا ہے دفع ہو جاتا ہی بیان
اسکا یہ ہی احکام الہیہ لوح محفوظ مین لکھی ہوئی ہین خواہ جنس احکام تکوینیہ کے سے ہون خواہ جنس

جنس احکام شرعیہ کی سی دو قسم ہین یا خاص ہین یا عام ہین اور خصوصیت اُنکی یا بہ نسبت اشخاص کے ہے کہ وہ احکام اُنہین شخصون کے واسطے ہین دوسرون کے واسطے نہین یا بہ نسبت کسی زمانہ کے کہ اُسی وقت مین موجود ہوں اور دوسرے وقت مین موجود نہوں پس جو کہ خاص ساتھ اشخاص کے ہین تا بقاے اشخاص کے باقی رہتے ہین اور بعد اُسکے منسوخ ہو جاتے ہین اور جو کہ ساتھ کسی زمانہ کی ہین تا باقی رہنے اُس زمانہ تک وہ بھی باقی رہتے ہین اور بعد گذر جانے اُس زمانہ کے موقوف ہوتے ہین خواہ وہ زمانہ گذرنیوالا قلیل ہو مثل احکام منسوخہ قرآن کے خواہ طویل مثل احکام شریعتون پہلی کے اور یہ تغیر اور تبدیل منافی ثبوت اُن احکام کے بیچ لوح محفوظ کے نہین اسواسطے کہ وجود اُنکا اس جگہہ انہین اوقات اور ازمان تک ثابت ہے مانند تمام احکام تکوینی کی کہ اس قسم کے ہین جیسے کہ صحت اور مرض اور غنی اور فقیری کے کہ لوح محفوظ مین کسی شخص کی ایک وقت معین تک لکھی ہوئی ہے اُسوقت تک رہے گی بعد اُس کے منسوخ ہو جاویگی اور جو احکام عام ہین بالکل قابل نسخ کے نہین تا ابدالآباد باقی اور برقرار ہین جیسے کہ تکلم انسان کا اور سپید ہا ہونا قد اس کے کہ بیچ احکام کونی کے اور بیچ احکام شرعی کے مثل حرمت شرک اور زنا اور لواطت اور چوری کی اور اس بیان سے ظاہر ہوا کہ بیچ احکام کے خواہ کوئی ہون خواہ شرعی تغیر اور تبدیل علم الٰہی مین نہین آئی ہے تبدیل اور تغیر ہمارے ذہنون مین سمجھے جاتی ہے اور یہ نقصان ہمارا ہے کہ مدت حکم کی ہمکو معلوم نہین اور غلط فہمی سے اس حکم کو مستمر اور ہمیشہ رہنے والا جانتے ہین اور ہر چند کہ یہ بات بیچ احکام کونی کے کہ جہان مین تغیر اور تبدیل تمام چیزونکی ہوتی رہتی ہے جائے انکار اور محل شبہ کا نہین اسواسطے کہ ہر شخص بنی آدم سے تغیر صحت کا ساتھ مرض کی ایک بدن مین اور تغیر تونگری کا ساتھ فقیری کے ایک شخص مین اور تغیر غلبہ کا ساتھ مغلوبیت کے بیچ ایک قوم اور ایک گروہ کی اور زوال دولتون اور سلطنتونکا کہ کبھی کسی قوم کے پاس اور کبھی کسی کے پاس اور ایسے ہی آبادی اور ویرانے ایک مکان اور ایک شہر کے جدے جدے زمانہ مین مشاہدہ کرتا ہے اور تغیرات اور تبدیلات کو طرف اسباب خفیہ انکے کی نسبت کرتا ہے لیکن احکام شرعی مین کفار اس نوع کی تغیر اور تبدیل کو دیکھکر اور سنکر ساتھ طعن اور طنز کے قایم ہوتی ہین اللہ تعالے واسطے دفع اس طعن انکی کے ہر مسلمان کو خطاب کر کے تلقین جواب کی کرتا ہے اور خطاب کر کے فرماتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ یعنے آیا نہین جانتا ہے تو اے صاحب عقل کے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

یعنی اس بات کو کہ خدا تعالیٰ اوپر سب چیزون کے قادر ہی اس واسطے کہ جہان کے اندر دیکھتا ہے تو کہ
اللہ تعالیٰ ہر لحظہ اور ہر آن مین طرح طرح کے حوادث اور عجائبات تازہ بتازہ ظاہر کرتا ہی اور جو چیز کہ کسی کے
فہم اور وہم مین نہ آوے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اسکے تئین ساتھ احسن وجہ کے سرانجام دیتا ہی جیسے کہ
بدل دینا مرض کا ساتھ صحت کے اور بدلنا مفلسی اور لاچاری کا ساتھ دولت اور ثروت کے اور پھیر دینا
نہایت کمزوری کو طرف قوت کے اور تغیر کرنا سلطنت کا ساتھ گدائی کے اور عزت کا ساتھ ذلت
اور بےنوائی کے اور روشنی کا ساتھ تاریکی کے اور تاریکی کا ساتھ روشنی کے اور جب کہ اسکو قدرت
اس تبدیل اور تغیر کی ثابت کرتا ہی تو پس اس کی ذات سے کیا بعید سمجھتا ہے تو کہ ایک حکم کو ساتھ
دوسرے حکم کے اور ایک لفظ کو ساتھ دوسرے لفظ کے تبدیل فرما دے اور ایک حکم کو منصب شرعیت
کی سے معزول فرما کر دوسرے کو بجائے اُسکے قائم کرے اور ایک لفظ کو شرف تلاوت اور تقرب
کی سے موخر کر کے دوسرے کو ساتھ اس رتبے کے سرفراز کرے اور حکم دونون لفظون کا بیچ حق اپنے
کے حسن اور نیک ہو اور اگر اس اجمال سے یہ اشکال تیرے دل کی نہ کھلی اور زنگ آئینہ دل کہ تیرے سے
دور نہو تجھسے ہم پوچھتے ہین اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آیا نہین
جانتا ہی تو کہ واسطے خدا کے ہے بادشاہت ساتون آسمانون کی اور زمین کی اور ہر آسمان مین دوسری
حکم اور ہی ذکر اور ہی تدبیر مقرر فرمائی ہے اور ایسی ہر ولایت کے اندر لغت اور وضع دوسری
طریق دوسرا رکھا ہی اور تمام احکام اور تدبیرین اور اوضاع اور لغات اپنے مرتبہ مین پسندیدہ اور
حسن ہین سندیون کو اصطلاح سند کے خوش معلوم ہوتی ہی اور ہندیون کو اصطلاح ہند کی خوش
آتی ہی اور جب کہ اختلاف احکام اور تدبیرات الٰہیہ کا بسبب اختلاف مکانون کے یقین کیا تو نے
اور سب کو محمود اور بہتر جانا پھر بیچ اختلاف اُن احکام اور تدبیرون کے ساتھ اختلاف اشخاص اور گروہون
اور زمانون کے کس واسطے استبعاد کرتا ہی تو اور ہر حکم کو بیچ زمانہ اپنے کے اور بیچ حق اشخاص اور گروہ مختلف
کے کہ جاری ورود اُن حکمون کے ہین کس واسطے بہتر نہین سمجھتا ہی تو اور قطع نظر اس سے جب کہ
ساتھ دلالت معجزات کے صدق پیغمبر وقت کا ثابت ہوا اور یقیناً معلوم ہوا کہ جو کچھ وہ پہنچاتا ہے
بلاشبہ حکم خدا کا ہی پس بیچ قبول کرنے اُس حکم کے کہ ناسخ پہلے حکم کا ہو کوئی عذر نہین رہتا ہے اور
کس طرح بیچ فرمانبرداری حکم الٰہی کے ساتھ ان شبہون واہیہ کفار کے تردد اور شبہ کرتے ہو

تقسیم عملی
طرف گئے ہو (ح) اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانا ہے کہ اہل کتاب و مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہم دین ابراہیم کے مدعی تو ہو مگر اُسپر قائم نہین ہو بلکہ ہم اور مومنین ان کی راہ پر البتہ قائم ہین ابراہیم وہ تھے کہ خدا کی آزمایش مین پکے نکلے یعنی خدا کے سب احکام کو

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ یعنی اور حال یہہ ہی کہ نہین ہی تمکو سوائے خدا کے کوئی
کارساز کہ کام معاش او معاد تمھاری کا اصلاح کرے اگر کارساز دوسرا تمھارے واسطے ہوتا
گنجائش اس بات کی تھی کہ اس کارساز کو متلون مزاج او معتدل الحکم سمجھکر چھوڑ دیتے اور دوسرے
کارساز کی طرف رجوع کرتے اور چارہ معاش او معاد اپنی کا اُس سے طلب کرتے وَّلَا نَصِيْرٍ یعنی او
نہین ہی سوائے اُسکے تمھارے تئین کوئی یاری دینے والا کہ اگر اللہ تعالیٰ اوپر نافرمانی احکام ناسخہ اپنی کے
تم سے بازپرس کرے اور عذاب مین پکڑے وہ یاری دینے والا تمکو اُسکے ہاتھ سے چھڑا لے بس تم باوصف
جاننے حکمت نسخ او بیچارگی اپنی کے بیچ ہاتھ اُسکی کے حکم اُس کی کو جس وقت مین جس طرح کہ فرماوے
مطیع اور فرمانبردار رہوتے ہو اور اُسکو اپنے سر اور آنکھون پر رکھتے ہو اَمْ یعنی یا نہین بلکہ
تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ یعنی چاہتے ہو کہ سوال کرو تم اور درخواست کرو تم
رسول اپنے سے تبدیل احکام الٰہی کی کہ جو کچھ پہلے فرمایا ہی اُسی کو برقرار رکھے اور اُسکو نسخ
نکرے یا جو کہ تمھاری خواہش کے موافق ہو وہی فرماوے یا جو کہ تمھارے اوپر شاق و گران ہی اُسکو
موقوف کرے اور درخواست اسبات کی رسول سے اس جہت سے ہی کہ وہ تمھاری طرف سے اس آرزو کو
جناب الٰہی مین عرض کرے اور بار بار اُسکے واسطے خدا سے کہے تاکہ موافق اُس کی اجابت ہو
كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ یعنی جیسے کہ سوال کئے گئے تھے موسیٰ اسی طرح پیشتر سے اسواسطے کہ موسیٰ
علیہ السلام جسوقت کوئی حکم احکام الٰہی سے طرف بنی اسرائیل کے پہنچاتے تھے او اُنکو وہ احکام مخالف
نفس کے او شاق طبیعت پر معلوم ہوتی مثل جہاد عمالقہ کے اور دینا چوتھا حصہ مال کا بیچ زکوٰۃ کے اور مانند
اسی کے حضرت موسیٰ سے نہایت تاکید سے درخواست کرتے کہ جناب الٰہی مین عرض کرکے اُس حکم کو تبدیل
کروا دین او بدلے اُسکے حکم دوسرا کہ سبک او سہل ہو لا دین او حضرت موسیٰ کثرت سوال اُنکے سے بہت
دل تنگ ہوتے تھے یہانتک کہ ای محمد موسیٰ نے شکایت اُنکی معراج کی رات تیرے روبرو بھی کی او تجھکو
بھی تاکید فرمائی کہ جناب الٰہی سے پہلے پہنچنے سے طرف امت اپنی کے تخفیف احکام کی سوال کر او پچاس
نمازون کو طرف پانچ کی تخفیف کروائی اور ایسی ہی بیچ قصہ بقرہ کے بسبب کثرت سوالات اپنی کے بقرہ
مطلقہ کو طرح طرح کی قیود کے ساتھ مقید کروا کر تنگی مین گرفتار ہوے اسواسطے کہ ایسی بقرہ نادر او
کمیاب تھی اور ظاہر ہے کہ درخواست کرنی تبدیل حکم الٰہی کی خصوصاً فرمانبرداری کرنی

حکم ناسخ کی اور لازم کرنا حکم منسوخ کا صریح کفر ہے اور مستلزم ہے زبردستی کرنے کو اور فرمایش کو اوپر خدا کے وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ یعنے اور جسنے بدل کیا کفر کو عوض ایمان کے فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ یعنے پس تحقیق گم کیا اُسنے راہ رہت کو اسواسطے کہ حکم منسوخ اگرچہ حکم آلہی ہے لیکن جب منسوخ ہوا ہدایت اُسمین باقی نرہی اور بمنزلہ اسکی ہے کہ رستہ چلنے والا طے کئے ہوئے راستہ کو اُلٹ کر پہر اوسی راستہ پر چلنے لگے اور آگے کو نچلے کہ ہرگز مطلب کو نپہونچیگا باقی رہی اس جگہہ کئے سوال جواب طلب اول یہ کہ تغیر اور تبدیل کی بیچ احکام کونی کے مثل صحت اور مرض وغیرہ کے بہت طریق اور اسباب معلوم ہین اور بسبب اطلاع کے اوپر اُن اسباب کے استبعاد اور استعجاب دفع ہوتا ہے مثلا معلوم ہے کہ گرمیونمین برف نہین جمتی ہے اور جاڑون مین حاجت پانی برسنے کی نہین ہوتی ہے اور آدمی فلانے فلانے سببسے غنی ہوتا ہے اور غنی بسبب فلانی فلانی چیز کے مفلس ہوجاتا ہے اور بیمار دواؤن کے ساتہ صحت پاتا ہے اور تندرست بدپرہیزی کے سبب سے بیمار ہوتا ہے لیکن تغیر اور تبدیل کا بیچ احکام شرعی کے کیا سبب اور کیا وجہ ہے اس جگہہ سوا آزمایش اور امتحان مکلفین کے کہ اطاعت کرتے ہین یا نافرمانی اور کوئی سبب ظاہر نہین اور یہ موجب تغیر اور تبدیل کا نہین ہوسکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہرچند سبب اصلی بیچ احکام شرعیہ کے یہی ہے لیکن یہ آزمایش اور امتحان محض ایسا نہین کہ دلیل اور حکمت اس کی کوئی نہو رعایت مصالح مکلفین کی اور صلاح معاش اور معاد اُن کی کے ہے مثل تکلیف دینے طبیب کے مریض کو کہ جو چیز اُس کے تئین نافع ہے اُسی شئے کا حکم فرماتا ہے اور جو چیز اسکو ضرر دینے والی ہے اُس شئے سے نہایت منع کرتا ہے اور آزمایش مکلفین کی اس وجہ سے نہین کہ جسطرح اتفاق ہووے امتحان ان کا کیا جاوے خواہ رعایت مصالح اُنکی کے اس مین ہو یا نہو بلکہ رعایت مصالح کی ضرور ہے اور جس وقت رعایت مصالح معاشیہ اور معادیہ مکلفین کی منظور ہوئی اور علاج امراض روحانی ان کی کا پیش نہاد ارادہ آلہیہ کا ہوا اس سے ضرورت ہبات کی ہوئی کہ باعتبار مختلف ہونی مصلحتون اور امتون اور زمانہ کے اختلاف احکام کا حاصل ہوا اور علما محققین نے کہا ہے کہ نسخ بیچ احکام شرعیہ کے ساتہ ایک وجہ کے چار وجہون مین سے ہوتی ہے اول یہ کہ حکمت حکم شرعی کی جدے جدے رنگ مین ظہور پکڑتی ہے کبھی ایک رنگ مین ظاہر ہوتی ہے

تفسیر خلیلی

ت اور جب ہمنے اس گھر کو لوگون کی اکٹھا ہونے کی جگہہ ٹہرائی اور پناہ بنایا اور کہا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ کر رکھو

ف اللہ تعالی نے اس آیت مین خانہ کعبہ کی بزرگی جتائی ہے خدا کا یہ پہلا گھر ہے جو لوگون کے لئے بنا دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا یہ وہ شہر ہے جسکو اللہ نے

اور کبھی دوسرے رنگ مین اور جبکہ حکمتین مختلف ہوئین احکام موافق انہین حکمتون کے ہونگے پس
ظاہربین لوگ ظاہر کو دیکھہ کر احکام کو مختلف شمار کرتے ہین اور باریک بین حکمتین مخفیہ کو دیکھ کر سب حکمون
کے تئین متحد جانتے ہین مثلا مشابہت کفار کی ان کے عیدون اور عبادتون مین کہ حکمت آلہی
اسبات کو چاہتی ہے کہ اس کو دور کیا جاوے اور جس زمانہ مین کہ یہودی دارالاسلام کے
قرب وجوار مین غالب تہے اور شنبہ کے دن کی نہایت درجہ کی تعظیم کرتے تہے مسلمانون کو حکم ہوا
کہ شنبہ کے دن اکیلا روزہ نرکہین مگر جو اور دنون کے روزے رکہین اُن کے شمول مین اسکا
بہی روزہ ہوجاوے تو مضایقہ نہین جیسے کہ روزے ماہ رمضان کے یا ایام بیض کے اور جب
یہودی اُس ملک سے نیست و نابود ہوے اور بالکل خوف مشابہت کا نرہا حرمت روزہ تنہا
شنبہ کی منسوخ ہوی مثل اور دنون کے روزہ کے اس دن کا روزہ بہی مباح اور نفل ہوا دوسرے
یہ کہ ارادہ آلہی واسطے تدبیر امور جہان کے تعلق نئے نئے طرح سے پکڑتا ہے اور جدے جدے
نقش کو چاہتا ہے کہ سابق مین وہ طور نتہا پس بمقتضاے اس تدبیر جدید اور نقش غریب کے
بہت احکام ایسے صادر ہوئے کہ پہلی شریعتون مین اور پہلے وقتون مین بالکل صادر نہوئے تہے یا
برخلاف اُن کے صادر ہوئے تہے جیسے کہ بیچ وقت بعثت خاتم المرسلین کی تدبیر آلہی عالم کیواسطے
اس صورت مین منظور ہوئی کہ نبوت اور بادشاہت کو جمع فرماوین پس جو احکام کہ ممزوج ساتہ دونو
وجہہ کے تہے صادر ہوئے اور مسائل جہاد کے اور تقسیم غنیمتون کے اور خراج اور جزیہ کے اور جو
مناسب اُن کے ہین ظاہر ہوئے اور پہلے زمانہ مین کہ نبوت بادشاہت کے ساتہ ملی ہوئی نہ تہی یہ
احکام بہی نہ تہے بلکہ خلاف اس کے حکم ہوتا تہا مثلاً غنیمتین حلال نہ تہین اور لینا جزیہ اور خراج کا
مخالفون سے قبول کرنے دین کے بدل مین جایز نہ تہا تیسرے یہ کہ رواج اور رسم زمانہ بعثت اس
پیغمبر کے بسبب رواج اور رسم قوم اس پیغمبر کے بعضے حکم کو چاہتے ہین کہ پیشتر اس سے بسبب نہونے
اس رواج اور رسم کے اس وقت مین وہ حکم نہ تہا یا اس قوم مین وہ حکم نہ تہا اور ایسے ہی مختلف ہوجانا
رسمون اور رواجون کا بیچ مدت نزول وحی کی ابتدا سے انتہا تک کہ مدت تیئیس برس کی
تہی یہی سبب بدل جانے بعضے حکمونکا ہوا اور ایسے ہی رعایت اور محافظت قواعد ملت کہ جس
ملت کے قایم کرنے کے واسطے بعثت اس پیغمبر کی ہوئی ہے اس تبدیل کو چاہتی ہے مثل ملت ابراہیمی علی نبینا

وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیچ حق خاتم المرسلین کے اور اسی سبب سے ہے کہ استقبال کعبہ کا
ناسخ استقبال بیت المقدس کا ہوگیا تو تھے یہ کہ بیچ تبدیل احکام کے اور نقل کرنے ایک
تکلیف سے طرف دوسری تکلیف کے بالتدریج سہولیت ہو اسواسطے کہ انتقال کرنا ایک بات
محض سے طرف تکالیف شاقہ کی اکثر نفوس کو گوارا نہیں ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ اول ساتھ
سبک اور خفیف تکلیفون کے خوگر کیا جاوے تاکہ رفتہ رفتہ امور شاقہ اور ثقیلہ کو بھی اٹھا سکین
اور بیچ اس تدریج کے نسخ سکر بھی واسطے اسی حکمت کے وارد ہوئی ہے کہ بیچ ستہ کے
آور ظاہر ہوتا اس تدریج کا ثمر کی حدیث مین ظاہر ہے اور بیچ تقسیم ترکہ اور فرض سہام کے
واسطے والدین اور بنات کے بھی دوسرے تنزل وسے اکتفا ع اور پاس ال کے ہے پھر
کہ یہہ وجوہات اور سبب واسطے نسخ کرنے احکام اور ... کی تسلی ... والی خاطر کی ہوئی لیکن
فراموش کرنے الفاظ قرآن کے کہ وہ محض ... نفع ... واسطے کہ موجب ثواب اور ذریعہ
حصول قرب اور رضامندی الہی کا ہے کس سبب سے سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہوکہ جو اسباب
پہلی قسم مین بیان ہوچکے بیچ نسخ تلاوت کے کہ فراموش کرنا الفاظ کا مراد اسی سے ہے جاری
نہین ہوتے ہین اور پیش نہین جاتی ہین اور کچھ اس کو دخل نہین جواب اسکا یہہ ہے کہ سبب اس قسم
کے نسخ کا نہایت دقیق ہے بدون تمہید مقدمہ کے ذہن نشین نہین ہوتا ہے اور اس مقدمہ کو
سُننا چاہیے اس طرح کہ طریق القاے علوم کا غیب سے اور ہے اور طریق القاے الفاظ
اور کلمات مولفہ کا اور ہے اسواسطے کہ القا علوم کا اولا اوپر مدرکہ کے ہوتا ہے اور وہان
سے طرف خیال کے آتا ہے اور الفاظون کے پیرایہ مین آن کر زبان کے اوپر جاری ہوتے
ہین اور طریق القا الفاظ اور کلمات مرتبہ کا اس طرح کہ قوت خیالیہ مین اس قدر بسط اور فراخی
ہوجاتی ہے کہ الفاظ اور کلمات بڑے بڑے عبارت والے اُس مین گنجایش کرسکتے ہین پس
بیچ القاے الفاظ کے ترقی ہے باعتبار قریب ہونے اُنکی کے عالم غیب سے بہ نسبت القاے
علوم کے کہ ایک درجہ نیچے مقام تعقل سے تنزل کرکے بیچ سرحد تخیل کے داخل ہوتا ہے اور
اسی واسطے یہہ نوع القاء الفاظ کا مخصوص ساتھ اولوالعزم پیغمبرون کے ہے علی الخصوص ساتھ
خاتم المرسلین علیہ السلام کے اسواسطے کہ اکثر وحی متلو پہلے نبیون پر اس طرح بر آئی تھی

تفسیر خلیلی

گری چیز اٹھائی جاے ہان چپکے سے اوسے ہمکو اٹھانا البتہ درست ہے اور خرکے سوا اور کوئی لقطہ نسی اٹھاوے (فائق)

وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

اور ہمنے ابراہیم اور اسمٰعیل پر تاکید کردی کہ میرے گھر (کعبہ) کو طواف کرنے والون اور اعتکاف کرنے والون

کہ کتاب الٰہی تختیون پر لکھی ہوئی اور پترون پر حروف اُسکے کُھدے ہوئے پُہنچتے تھے آور بیچ حق
اس فضل سولون کے مصور حروف عالیات کا کہ روح القدس ہے بجاے تختیون زبرجدی کے
صفحۂ خیال مقدس انکے کو بناکر صورتین حرفون کی منقش کردیتا تھا اور جب کہ اس قسم کا القا
بہ نسبت قواے بشریہ کے نہایت نادر اور غریب تھا ناچار بعضی اوقات مین واسطے امتحان او
عادت کروانیکی کوئی کلام مرتب القا ہوتا تھا اور باقی رہنا اُس کلام کا تختی خیال مین منظور ہوتا
تھا اور مثال اسکی بلاتشبیہ یہہ ہے کہ لڑکون کو ابتدا مین تعلیم کے وقت نیے نیے نمونے اور
عجائب مسودے ذہن سے نکالے ہوے اور قاعدے ہجے کے سکھلائے جاتے ہین اور ان
چیزون کے سکھلانے سے اور کچھ مطلب نہین ہوتا ہی فقط آزمائش اور صورتین حرفون کی
ذہن نشین کرتے ہین ایسے ہی اس جگہ بھی ہوا اور اسی واسطے فرمایا ہی سنقرئک فلا تنسیٰ
الا ما شاء اللہ یعنی قریب ہی کہ پڑھاوین ہم تجھکو پس نہ بھولے گا تو مگر وہ کہ چاہے اللہ بھلانا
جسکا اب اس چیز کا بیان کرتے ہین خاص انھین الفاظون کے بھلانے کی وجہ کیا ہی حالانکہ مضامین
تمام آیتون کے یاد رکھنے مین ایک دوسرے کی برابر یا قریب قریب ہین پس یہہ سوال ایسے جواب کو
چاہتا ہے کہ نہایت تفصیل اور تطویل اُس مین ہے کہ حوصلہ اس تفسیر کا گنجائش اسکی نہین رکھتا
ہے آور اس جگہ اوپر اسی اجمال کے کہ یعنی تفصیل سے ہے قناعت کرنی چاہیے اور اگر
بعضے نکتون کو نفس تقاضا شدید کرے اس قدر سننا چاہیے کہ بعضے وقت مین ہول اور خوف
مضمون اُس وحی کا مقتضی اسکا ہوتا ہی کہ بار بار کان اُس کو نہ سُنے جیسے کہ الشیخ والشیخۃ اذا
زنیا فارجموہما یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جس وقت زنا کرین پس سنگسار
کرو تم اُن کو کہ اس مین بیان سخت تر عذاب کا ہے اور کبھی لفظ دوسرا کہ مختصر اور چھوٹا وحی
پہلی یا پچھلی مین موجود ہوتا ہے پس حاجت اسکی نہین رہتی ہے اور واسطے سمجھانے فی الحال
کے حاجت نازل کرنے اس لفظ کے پڑی تھی کہ فرصت تامل کرنے کی بیچ وحی سابق کے
یا انتظاری وحی لاحق کی نہ تھی مثل لا ترغبوا عن اباءکم فانہ کفر بکم ان
ترغبوا عن اباءکم کی کہ اُس کے بعد اس کلام کے وقضی ربک الا تعبدوا الا
ایاہ وبالوالدین احسانا الخ حاجت نرہی اور اسی کی مانند ہے نسخ

لو کان لابن آدم وادٍ من ذھب کی آخر تک کہ الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر باوجود اختصار عبارت کے اس سے مستغنی کرتا ہے اور کبھی تسلی اور تشفی خاطر پژمردہ اور غم کھینچے ہووں کی منظور ہوتی ہے اور یہی باب سبب نازل کرنے کسی کلام کا ہوتا ہے اور بعد تسلی اور تشفی اور دور ہونے غم کے چندان حاجت طرف اس کے نہین رہتی ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف رقعہ لکھے اور جو شخص حاضر ہون ہین اپنا اپنا سلام بھی اس خط مین لکھوا دے اگر مکتوب الیہ مضمون اس خط کا معلوم کرنیکے واسطے نقل اس خط کی کرے البتہ اس سلام اور عبارت کو ساقط اور حذف کریگا اور یہی باعث نسخ کرنے بلغوا عنا قومنا الخ کا واسطے تسلی زندون کے مردون کی طرف سے پیغام پہونچانا منظور تھا اور وہ ہو گیا ایسے ہی باقی آیتون فراموش کی ہوئی کو قیاس کرنا چاہئے سوال تیسرا یہ کہ اقسام نسخ کے اصول والون کے نزدیک تین قسم ہین ایک یہ کہ فقط نسخ حکم کی ہو مثل آیت صدقہ کے بیچ نجوی کے یعنے وقت پوشیدہ باتین کرنے کے بیچ کان مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری قسم فقط نسخ تلاوت کی مثل آیت الرجم کے اور تیسری قسم نسخ دونو چیزون کی تلاوت کی نہین اور حکم کی بھی مثل عشر رضعات یحرمن اور اس آیت مین اشارہ طرف دو قسم اس کی کے فرمایا ہے اور حکم کے منسوخ ہونے کا نام نسخ رکھا ہے اور نسخ تلاوت کو انسا کہا اور قسم تیسری کو تعرض نکیا سبب اسکا کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت مین اقسام نسخ کی بھی دونو ہین کہ مذکور ہوئی اور قسم تیسری انہین دونو قسمون کے ملانے سے حاصل ہوئی قسم حقیقے نہین اور اسی واسطے انہین دونو قسمون کے اندر داخل ہے گویا ایسا ارشاد ہوا کہ ما ننسخ من آیۃ سواء انسیناھا او ننسھا سواء نسخنا ھا اولا نات بخیر منھا او مثلھا او رموید اس اشارہ کا یہ ہے کہ صاحب تحصیل کے کہتے ہین کہ تقسیم کے اندر وحدت مقسم کی معتبر ہے اور اسیواسطے کرنے دو قسمون کی سے قسم دوسری برہم پیدا نہین ہوتی ہے والا کوئی تقسیم منحصر نہ ہو اس واسطے کہ مجموع دو قسمونکا قسم دوسری ہو جاتی ہے سوال چوتھا یہ ہے کہ جسوقت منسوخ التلاوۃ کو فراموش کیا ہے پس چاہئے کہ وہ آیتین بالکل فراموش ہو جا دین اور کسی کو

تفسیر حلی اس جگہ کچھ کو بامن کرے اور یہان سے اس کہنے والے کو جو اس کو اور قیامت کو مانے اسکو میوہ کہلا اللہ نے قبول کیا اور فرمایا اور جو نا مانے یہان اس کا کلام تھوڑے دن چلا دونگا پھر اس کو ہانک کے عذاب مین بے بس کر دونگا اور وہ برا ٹھکانا ہے

حالانکہ آیتین منسوخ التلاوۃ اب تک یاد ہین کہ نقل کرتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ فراموش کروانا
اون آیتون کا اسطرح نہین کہ کوئی لفظ اور معنی اوسکا ذہن مین نہ رہی بلکہ معنی اسکے یاد رہے تمام
عبارت اُن آیتون کی علی الترتیب یاد نہ رہی اور بعضے لفظون مین یا ترتیب مین اشتباہ پڑجائی
اور جب کہ شبہ اوسمین پڑگیا منزل ہونا اوسکا یقینًا ثابت نہوا اور حد قرآن کی سے کہ منزل بالیقین ہے
نکل گیا اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ فراموش ہونا حافظہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سی دلیل نسخ
تلاوت کی ہی لیکن یہہ فراموش ہونا تین قسم پر ہے ایک یہ کہ تلاوت اوس آیت کی اتنے آدمیونکو
نہین پہونچی کہ تواتر کی حد کو پہونچین اور پہلے ہی وہ آیت فراموش ہوئی اور دوسری یہ کہ
اگرچہ تبلیغ تلاوت کی طرف عدد تواتر کی ہوئی لیکن وقت بھول جانے حافظہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سے اورون کے ذہن سی بھی فراموش ہوئی مگر سب کے ذہنون سے فراموش ہونا
اوسکا نہین ہوا بلکہ اتنے آدمیون کے ذہنون سے تلاوت اوسکی فراموش ہوئی کہ بعد اسکے
عدد تواتر کا نرہا گو بعضون کو تلاوت اوسکی یاد بھی رہی اور ان دونو قسم مین نسخ متحقق ہے
اور تیسرے یہ کہ بعد فراموش ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر آدمیون کو
وہ آیت یاد رہی کہ عدد تواتر کا بسبب اونکے باقی رہے پس یہ دلیل نسخ تلاوت کی نہین
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا بیچ بعضی آیتون کے شبہ ہوگیا تھا جیسے کہ بیچ
قرأت فجر کے سورہ روم اور اور سورتون مین سی بہت آیتین چھوڑ گئے تھے اور بعد نماز کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آیا تم مین ابی بن کعب نہتا کہ مجھہ کو لقمہ دیتا اور اون
آیتون کو کہ مین چھوڑ گیا تھا یاد دلاتا اور جس وقت ابی بن کعب نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ مین حاضر تھا لیکن جانا مین نے کہ ان آیتون کو جب حضرت نے موقوف کیا
شاید منسوخ ہوئین اس سبب سے مینے لقمہ نہین دیا ارشاد فرمایا کہ انما انا بشر انسی کما
تنسون فاذا نسیت فذکرونی یعنے سوا اسکے نہین کہ مین بشر ہون بھولتا ہون
مین جیسے کہ تم بھولتے ہو پس جسوقت بھولون مین پس یاد دلایا کرو مجھکو اور یہہ بھی فرمایا کہ اگر
یہہ آیتین منسوخ ہوجاتین تو مین تم کو اسکی خبر دیتا ھکذا رواہ بعض اصحاب السنۃ
پس معلوم ہوا کہ فراموش ہونا آیت کا حافظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے باوصف

## تفسیر خلیلی

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کعبے کی نیو دھرنے لگے تو دعا کی کہ اے ہمارے رب تو ہمارا یہ عمل قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے

باقی رہنے اسکے کی بیچ حافظہ جماعت کثیرہ کے کہ تواتر کی حد اُن مین پائی جاتی ہے موجب نسخ تلاوت
اُسکی کا نہین ہوتا ہی اور جو لوگ کہ مطلقاً فراموشی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل نسخ آیت
کی جانتے ہین بیچ جواب اس قصہ اللہ مانند اُسکی کے کہتے ہین کہ نسیان اور شے ہے اور سہو اور
ذہول یعنی غفلت اور شے ہے نسیان اُس وقت پایا جاتا ہے کہ بالکل آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حافظہ مین نرہی اور یہہ بات بیچ غیر منسوخات کے موجود نہین ہوئی اور قرات
سورہ روم وغیرہ کے اندر فراموشی ہوگئی تھی فقط سہو اور شبہ تھا بالکل بھول نہ گئے تھے
اور دلیل اس کی یہ ہے سنقرئك فلا تنسى الا ما شاء الله ۰ اور فرق سہو اور نسیان
مین یہہ ہے کہ بیچ مجرد سہو کے خبردار کرنا کفایت کرتا ہے کہ جس وقت مدرکہ نے التفات کیا
اُس آیت کو حافظہ مین پاتا ہے اور نسیان مین فقط التفات اور خیال کرنے سے یاد نہین
آتی ہے جب تک نئے سرے سے الفاظ اُسکے نہ سُنے اور از سر نو یاد نکرے اور ظاہر ہو کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن مواضع مین ایسی ہی حالت عارض ہوئی تھی واسطے
لقمہ دینا اور خبردار کرنا فائدہ نکرتا البتہ عرف مین اس حالت کو بھی بطریق مشابہت کے کبھی
نسیان کہدیتے ہین اور موافق اسی اطلاق عرفی کے آن حضرت نے فرمایا کہ انما انا بشر
انسی کما تنسون والا نسیان قرآن کا بموجب نص ذکر کی ہوئے کے یعنی سنقرئك
فلا تنسى الخ آن حضرت سے محال تھا مگر جس وقت کہ ارادہ الٰہی تعلق پکڑتا ساتھ نسخ اُسکی کے
اور اسی تقریر سے منطبق ہوتی ہے یہہ حدیث ساتھ حدیث انی لا انسى ولکن انسى لاسن کہ
بعضے نسخون موطاء کے آیا ہے فلیفہم اور اُن حکمون مین سے کہ علماء اصول نے اس
آیت سے سمجھے ہین ایک یہہ ہی کہ نسخ احکام کی جائز ہے اور یہودی اس امر مین مخالف ہین
کہتے ہین کہ حکم شرعی کو نسخ کرنا شارع کا یا اس جہت سے ہے کہ کوئی حکمت پوشیدہ جناب
شارع پر ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوئی پس بدا لازم آوے اور بدا کے یہہ معنی ہین کہ اللہ کے
نزدیک پیشتر وہ چیز ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوگئی اور اُسکی نسبت سے یہہ بات
محال ہے اور اگر حکمت دوسری ظاہر نہوئی پس موقوف کرنا پہلے حکم کا اور لانا حکم دوسرے
کا محض عبث ہوا اور عبث ہونا شارع سے کہ وہ حکیم مطلق ہے محال ہے

اور مسلمان لوگ بیچ جواب اس کلام اُنکے کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی مالک علی الاطلاق ہی اور
لا یسئل عما یفعل شان اُسکی ہی یعنی نہین پوچھا جاویگا وہ اُس چیز سے کہ کرتا ہی اُسکو
اختیار ہی کہ جو چیز چاہے اور جس طرح چاہے فرماوے اور جس وقت چاہے خلاف اُسکا فرماوے
اور اُس کے حق مین یہہ بات مقرر کرے کہ اپنے افعال مین حکمت اور مصلحت کا اعتبار کرتا ہی
پس اُسکو مانند اپنے پابند مخلوقات اُسکی کا جانتا ہے اور وہ اس سے پاک ہی اور اگر حکمت اور
مصلحت کا بھی اعتبار کرین کہہ سکتے ہین کہ مصلحتین اور حکمتین فی نفسہا بسبب اختلاف زمانہ
اور مکان اور اشخاص کے مختلف ہوتے ہین چنانچہ کھانا دوا سے گرم کا سرد موسم مین اور
مزاج بارد مین ضرور ہے اور موسم گرم اور مزاج گرم مین ضرر کرتا ہی اور ہرگاہ کہ زمانہ تمامہ ازل
سے ابد تک اور کل جزئیات کے کہ اپنے اپنے وقت مین موجود ہونے والے ہین منطبق ہی اُنکے
حق مین اولی اور بہتر یہی ترتیب ہی اور مصلحت اسکی جناب الٰہی کی طرف عائد نہین ہوتی ہے
ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا اور آگے پیچھے ہونا اور معدوم کرنا سب باتین اہل زمان کی نسبت
سے ہین اور بہ نسبت حق سبحانہ وتعالی کے پس ازل مین سب چیزین اپنے اپنے وقت مین موجود
ہین نے تغیر اور تبدیل کے اور خلاصہ کلام کا یہہ ہے کہ علم الٰہی مین ہر حکم کی انتہا ہی لیکن
مکلفین ہرگاہ کہ اُس غایت کو نہین سمجھتے ہین اسواسطے بقرینہ احوال کے ظن کرتے ہین کہ یہہ
حکم ہمیشہ رہیگا جب شارع کی طرف سے بیان انتہا اُس حکم کا آیا ہی اور اُس حکم کو موقوف
کرتا ہی جانتے ہین کہ حکم پہلا منسوخ ہوا اور حکم دوسرا ناسخ ہوا پس یہہ تجدد اور تغیر اور تقدم اور
تاخر بہ نسبت مکلفین قاصر العلم کی ہی اور بہ نسبت اللہ تعالی کے ہر حکم اپنے وقت مین مقدر
ہے بغیر ظہور اور خفا اور تقدم اور تاخر کے بہ نسبت مقدر کے اور یہہ معاملہ فقط احکام شرعیہ
مین نہین بلکہ جو چیز دنیا مین ہے اس قسم کی ہے اور جو شخص تمام نسخہ وجود کے کو کہ حوادث
غیر متناہیہ متعاقبہ اُس کے اندر ہین نظر غور اور تعمق سے مطالعہ کرلے اُسکو مانند ایک
کتاب کے سمجھے کہ پڑھنے والا اُس سے سطر سطر پڑھتا جاتا ہے اور ایک کلمہ کو بعد دوسرے
کلمہ کے زبان سے نکالتا ہے جب کتنی سطرین یا کلمے تمام ہوتے ہین چند کلمے اور سطرین
پڑھنے مین آتی ہین اور پہلی سطرین اور کلمے وجود لفظی سے محو اور فنا ہوتے جاتے ہین

اور پچھلے ثابت ہوتی جاتی ہین اور یہ محو اور اثبات ہمیشہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ اس
کے اس نسخہ کو کتاب المحو والاثبات نام رکھتے ہین اور اگر اوس کتاب کو ساتھ ہیئت مجموعی اوسکی کے
مع اول و آخر کے جیسا کہ حکیم علیم نے مرتب کیا ہے لاحظ کرے بغیر اعتبار تلاوت اور بغیر لحاظ
گذر جانے ایک کے اور آنے دوسرے کے اسکو ام الکتاب کہتے ہین اور اسی جگہ سے ظاہر
ہے یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب کے اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ اس
مجموع مرتب کو قضا کہتے ہین اور اوس ظہور تدریجی کا قدر نام رکھتے ہین ولا مشاحۃ
فی الاصطلاح اور یہ بھی مسلمان جواب دیتے ہین کہ توریت مقدسہ مین مذکور ہے کہ
آدم کو حق تعالی نے حکم فرمایا تھا کہ اپنی بیٹیون کا نکاح اپنے بیٹون کی ساتھ کردین تاکہ نسل
جاری ہے اور یقیناً معلوم ہے کہ نکاح بہن کا ساتھ بھائی کے اور شریعتون مین حرام ہوا
پس جب نسخ کا ہونا ثابت ہوا پھر اوسکے جواز مین کیا شبہ رہا اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اکثر
گمان کرتے ہین کہ نسخ صورت نسخ کے بدا لازم آتا ہے اور اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ بدا اور
اور نسخ اور شی اسواسطے کہ نسخ مین مکلفین کی مصلحتونکا بدلنا ہے باعتبار جدی جدی وقتونکے
ہو ما مصلحت کا کہ غیر ظاہر ہے اوپر حضرت حق جانکے اور بدا مین ظہور شی غیر ظاہر کا ہے
درمیان دونوکے فرق ظاہر ہوا ہان نسخ مستلزم بدا کو اسوقت ہوتا ہے کہ اتحاد فعل
اتحاد وجہ کا اور اتحاد وقت کا اور اتحاد مکلف کا سب متحقق ہون اور ایسے نسخ کہین
پائی جائین محالات سے ہے اسواسطے کہ نسخ مین فعل مختلف ہوتا ہے مثل تحریم صوم عید یا ایجاب
اوسکیا یا وجہ فعل کی مختلف ہوتی ہے جیسے کہ روزہ عاشورہ کے دن کا ساتھ وجہ ایجاب
روزہ عاشورہ کے دن کا ساتھ وجہ وجوب یا تحریم ضرب یتیم کی ایذا کے جہت یا اباحت
یتیم کے تادیب کے جہت سے یا وقت مختلف ہوتا ہے جیسے کہ استقبال کعبہ کا ساتھ استقبال
کے کہ یہ ایک زمانہ مین تھا اور وہ دوسرے زمانہ مین تھا یا مکلف
مختلف ہوتا ہے جیسے کہ واجب کرنا زکوۃ مین چوتھا حصہ مال کا اوپر یہودیون اور واجب
چالیسوان حصہ مال کا اوپر مسلمانون کے اور تحریم مال زکوۃ کی اوپر بنی ہاشم کے اور اباحت
اوس مال کے واسطے غیرون کے وعلی ہذا القیاس دوسرا حکم یہ ہے کہ بعضے اصولیون نے کہ

اور ای رب ہیری اولاد مین اونمین مین کا ایک رسول بھیج جو انکو تیری آیتین

کہ نسخ حکم کا بغیر لانے دوسرے حکم کے اوسکے بدلے مین جائز نہین بدلیل اس لفظ کے کہ نات
بخیر منہا او مثلہا اور حق یہ ہے کہ اس لفظ سے یہ معنی سمجھے نہین جاتے ہین اسواسطے کہ یہ لفظ
دلالت نہین کرتا ہے مگر اس بات پر کہ منسوخ آیت کے بدلے مین دوسری آیت آتی ہے اور
اسی بات کے کہ دوسرا حکم بھی پہلے حکم کے بدلے مین آتا ہے اسواسطے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ جو
آیت دلالت اوپر وجوب صدقہ کے بیچ حالت نجوی کے کرتی ہے ساتھ دوسری آیت کے منسوخ
ہوئی اور حکم دوسرا اوسکے بدلہ مین نہین آیا اور ایسے ہی روزہ مین رات کو بعد سونے کے کھانا
پینا وغیرہ اول مین منع تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور آیت دوسری آگئی کہ احل لکم لیلۃ الصیام
الرفث الی نسائکم اور اوسکے بدل مین کوئی چیز اور مقرر نہین ہوئی اور اگر حکم کو عام کہین کہ جو اباحت
کو بھی شامل ہو جاوے جیسے اصطلاح اصولیونکی ہے پس ہر نسخ مین بدل پایا جاویگا اگرچہ عود اباحت
اصلیہ کا ہو اور غالب یہ ہے کہ یہ نزاع لفظی ہے تیسرا حکم یہ ہے کہ بعضے اصولیون نے واسطے
نسخ حکم کے شرط کیا ہے کہ دوسرا حکم پہلے سے خفیف ہو نہ ثقیل اسواسطے کہ اس صورت مین خیریت
اور مثلیت متحقق نہین ہوتی ہے اور اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حکم ناسخ کا چاہیئے کہ خیر یا
مثل ہو اور محققین کے نزدیک یہ معنی بھی ضروری نہین اسواسطے کہ ثقل عمل کا موجب کثرت ثواب
کا ہوتا ہے پس خیریت باعتبار کثرت ثواب کے متحقق ہوئی اور قطعاً معلوم ہے کہ تخییر درمیان
روزہ رمضان اور دینے فدیہ کے منسوخ ہوئی اور اسکے بدل مین روزہ علی التعیین واجب
ہوا حالانکہ حکم ناسخ زیادہ ثقیل ہے حکم منسوخ سے چوتھے یہ کہ نزدیک امام شافعی کی ناسخ کتاب
کا چاہیے کہ کتاب ہو موجب اسی لفظ کے کہ نات بخیر منہا او مثلہا اور کلام پیغمبر کا بہ نسبت آیت
کتاب کے نہ خیر ہے اور نہ مثل ہے اور انصاف یہ ہے کہ نات بخیر منہا او مثلہا نہین دلالت
کرتا ہے مگر اس پر کہ حکم ناسخ بہ نسبت حکم منسوخ کے بیچ کثرت ثواب اور رعایت مصالح کی یا بہتر ہوتا
ہے یا مانند اوسکی ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ ناسخ وحی متلو اور قرآن کی آیت ہو اور حقیقت مین جو حکم کہ
اللہ تعالی کی طرف سے اور پیغمبر کے کسی طرح کا ہو متلو یا غیر متلو سب لایا ہوا خدا کا ہے اور یقیناً
معلوم ہے کہ الا لا وصیۃ لوارث ناسخ وصیت اقربا کا ہوا اور یہ بات آیت مواریث
کی سی سمجھ مین آجانی موجب اسکا نہین کہ ناسخ بھی یہی ہو اسواسطے کہ دلالت ناسخ کی دلالت

اور روشن چاہیے اور ہر حکم جدید کے نزولات خفیہ پانچوان یہہ کہ مفسرین اور مجتہدین کو چاہیے کہ علم
ناسخ و منسوخ کا اُن کو ہو اور بغیر اس علم کے اُنکو دخل کرنا بیچ علوم دینیہ کے نہین جائز ہی اسواسطے
کہ بدون اس علم کے علم شرعی اور غیر شرعی کو جدا نکر سکیگا اور بہت وقت ایسا ہو جائیگا کہ حکم منسوخ کو
حکم شارع کا جانکر فتوی دیگا اور غلطی مین پڑیگا اسیواسطے ابو جعفر نحاس نے حضرت امیر المؤمنین
مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ حضرت علیؓ ایک دن کوفہ کی مسجد مین داخل ہوے
دیکھا کہ ایک شخص وعظ کہتا ہی پوچھا کہ یہہ کون ہی آدمیون نے عرض کی کہ یہہ واعظ ہی کہ آدمیون کو
خدا سے ڈراتا ہی اور گناہون سے منع کرتا ہی فرمایا کہ غرض اس شخص کی یہہ ہے کہ اپنے تئین
انگشت نما آدمیون کا کرے اُس سے پوچھا کہ ناسخ و منسوخ کو علیحدہ علیحدہ تو جانتا ہے یا
نہین اُسنے کہا کہ یہہ علم مجھکو نہین فرمایا کہ اسکو مسجد مین سے نکال دو اور دارمی نے بیچ مسند
اپنی کے حضرت حذیفہ بن الیمان سے کہ صاحب راز پیغمبر کے تھے روایت کی کہ اُنسے کسی نے
مسئلہ پوچھا اور عرض کی کہ اس مین حکم فرماؤ اُنھون نے کہا کہ فتوی دینے والا اور حکم کرنیوالا
تین قسم کے آدمیون مین سے ہوتا ہی اول وہ شخص کہ ناسخ و منسوخ کو قرآن مین سے پہچانے اور
اس قسم کا شخص اس زمانہ مین حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ ہی دوسرے وہ شخص کہ اُسکو
قاضی بنایا ہو چار و ناچار یہہ کام اُسکے ذمہ پڑا تیسرے وہ احمق کہ اپنے تئین بہ تکلف عالمون
اور مفتیون اور مجتہدون مین داخل کرتا ہی سو مین قسم اول سے خود نہین اور نہ دوسری قسم سے
میری طبیعت خوش ہوتی ہے اگر ہون تو قسم تیسری سے ہون اسبات کو میرا دل نہین چاہتا ہی چھٹا یہہ کہ بیچ آیت
ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل کی ارشاد ہوا کہ سوال کرنا پیغمبرون سے ممنوع
اور برا ہے حالانکہ بغیر سوال کرنے کے اور دریافت کرنیکے پیغمبرون سے مقدمات
دین اور ایمان کے ظاہر نہین ہوتی ہین اور راہ باطل حق سے جدا نہین ہوتی ہے اور
تشفی اُمت کے لوگون کی بھی حاصل نہین ہوتی ہی پس سوال کرنا پیغمبرون سے کس واسطے
برا ہوا اور اس سوال سے بطریق کنایہ کے منع فرمایا جواب اس کا یہہ ہی کہ سوال پیغمبرون سے
مطلقا ممنوع نہین بلکہ سوال تبدیل احکام الٰہیہ کا ممنوع ہی چنانچہ تفسیر مین گذرا البتہ جو سوال کہ
مفسدہ اُسکے اندر ہوتا ہی بیچ مقدمات دین کے اسی سوال کے ساتھ ملحق ہے

## تفسیر خلیلی

ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین یعنی صدقات و نفقات وغیرہ دیتے ہین) اور دل اُن کے اس سبب سے ڈرتے رہتے ہین کہ وہ اپنے رب کی طرف پھر جانے والے ہین"۔ ابراہیم کی یہہ دعا بھی قبول ہوئی کہ انکی اولاد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم

جیسے کہ سوال کرنا معجزون کا کہ بلاحاجت اُن کو طلب کیا جاوے جیسے کہ مشرکین کہتے تھے کہ
لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعًا او تکون لک جنة من نخیل وعنب
فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی
باللہ والملئکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن
نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ یعنی کہا اُنہون نے نہ مانین گے تیرا
کہا جب تک کہ نہ بہاوے تو ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے
واسطے ایک باغ کہجور اور انگور کا پھر بہاوے تو اُس کی نہرین چلاکر یا گراوے آسمان ہمپر
جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اسد کو اور فرشتون کو ضامن یا ہو جاوے تجھکو ایک
گھر سنہری یا چڑھ جاوے آسمان مین اور ہم یقین نکرین گے تیرا چڑھنا یہانتک کہ نہ اُتار لاوے
ہمپر ایک لکھا جو ہم پڑھ لین اُسکو یا فرمائش نزول وحی کے ساتھ اُس وضع کے کہ ہم چاہتے
ہین چنانچہ اہل کتاب کہتے تھے قال اللہ تعالے یسالک اہل الکتاب ان تنزل علیہم
کتابا من السماء فقد سألوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرة یعنی کہا
اسد تعالی نے سوال کرتے ہین تجھسے اہل کتاب اس بات کا کہ اُتارے تو اوپر اُنکے کتاب
آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا موسیٰ سے اس سے بڑھ کر پس کہا تھا دکھلادے توہکو
اسد کو سامنے یا مقرر کرنا احکام جدیدہ اور اپنی طبیعتون سے نکالے ہوؤن کا بغیر مرضی الٰہی
کے جیسے کہ ایک گروہ جہال مسلمین کی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ واسطے ہمارے ایک درخت
تقرر فرماؤ کہ ہم ہتیارون اپنے کو اُس درخت پر لٹکاوین جیسے کہ مشرکون کے واسطے ایک درخت ہے
کہ ہتیار اپنے کو اُس مین لٹکاتے ہین اور اس درخت کو ذات انوات خطاب دیا ہے اور
یہہ قصہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ سوال جہال بنی اسرائیل کے کہ کہتے تھے واجعل لنا
الٰہا کما لہم آلہة یا سوال کرنا غیب کی باتون خاص خاص کا کہ اُنکے دریافت کرنے
سے کچھ فائدہ نہین جیسے کہ بعضے ضعیف الایمان امتحان کے واسطے یا واسطے دور کرنے
کسی گمان کے پوچھتے تھے کہ عورت میری حاملہ ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور باپ
میرا کون آدمی تھا اور فلانی چیز گم ہوئی کہان ہے حاصل یہہ کہ سوال ممنوع ایسا سوال ہے

کہ باعتبار کسی وجہ کے وجوہات مذکورہ سے مشابہت رکہی ساتھ سوالات بنی اسرائیل کے
حضرت موسیٰ سے اونھون نے کئے تھے اور اس قسم کے سوال ہوای بیادبی کے خالی نہ
کا بہی رکھتی ہین اور اہل کتاب کہ بیچ مقدمہ نسخ آیتون اور الفاظ قرآن کے شبہی ہوای ڈالتی
ہین ونکو یہ منظور نہین کہ ہمکو ہدایت حاصل ہو اور شبہی ہمارے دفع ہو جائین تا کہ ہر ایک سوال
کا جواب پا جاوے بلکہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنے دوست رکھتے ہین اکثر اہل کتاب
باوجود اسکے کہ کتاب کے واقف ہین اور احوال پہلے نبیون کے سے خوب واقف ہین اور
حکمونکی اونکی کتابون مین بہی موجود ہے جیسے کہ بیچ نسخ نکاح بہنون کے ساتھ بہائیون
حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین اور نسخ کرنا اونکا پچہلی شریعتون مین اور جیسے کہ حکم
مطلق گاو ذبح کرنے کی کہ بنی اسرائیل کو پہلے یہ حکم ہوا تہا کہ کسی گاو کو ذبح کر لین اگر قاتل
معلوم ہو جاوے بسبب سوالات پوچہنے کے یہ حکم منسوخ ہوا اور گاو خاص کے ذبح کرنے
واسطے امر کیا گیا تو یہ دنی نکتہ یعنے کاش پہیر دیوین تمکو بسبب شبہون ڈالنی کے من بعد
یعنی پیچھے ایمان تمہارے کے کُفَّارًا یعنی کافر ہو جاؤ تم جیسے کہ خود وہ اپنی کتاب کے
کرتے ہین اور اس غرض فاسد اونکی کا کوئی باعث اور محرک تمہاری طرف سے وقوع مین
بلکہ حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم ط یعنے حسد کی راہ سے کہ اونکی طرف سے پیدا ہوا
بلا سبب کے اور اونکو بہی تمہارے دین مین شک اور شبہہ باقی نہ رہا کہ پہر نا تمہارا دین
سے انکے زعم مین ثواب اور مستحسن ہوتا بلکہ مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ — یعنے بعد اس
کہ ظاہر ہو چکا اون کو حق ہونا بیچ دین تمہارے کے اور مقتضا اس شرارت اور بد
انکی کا یہ ہے کہ تم درپے انتقام لینے کے ان سے ہو لیکن تمکو چاہیے کہ بیچ تابعداری
مرضیات الہی کے سرگرم رہو اور نفسانیت کو اپنی طرف راہ نہ دو اور بغیر حکم اللہ تعالیٰ
ساتھ مقابلہ کرو فَاعْفُوا یعنی پس عفو کرو تم یہ گناہ اونکے اور طرف شبہون کے انکے
کے التفات نکرو وَاصْفَحُوا یعنی درگذر کرو اونکی جنگ جدال اور گالیان اور برائی
حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یعنی یہانتک کہ لاوے خدا تعالیٰ حکم اور فرمان اپنا واسطے جنگ
اونکے یا ہدایت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے بیچ جس حکم کی واسطے عجز کے فرمایا سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ اور

یعنے ابراہیم وہ شخص ہین کہ خدا نے انکو تمام جہان سے چنا اور ہدایت کے خدمت ان کے متعلق کے اپنا جانے دوست کا

شرانکی کی فی الحال بہی قادر ہے بلکہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنے تحقیق اللہ تعالی اوپر ہر چیز کے
قادر ہے اور دور کرنا شرانکی کا اُسکی قدرت کے آگے کیا بڑا کام ہے لیکن حکمت الٰہی واسطے
تاخیر اس امر کے تقاضا فرماتی ہے اسواسطے کہ اگر اسوقت تمکو اُنکے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا اور
حال آنکہ ابتک مشرکین عرب خصوصًا سردار مکے کے تمہارے ساتھ نزاع اور خصومت رکھتے
ہیں آدمیوں کے ذہنوں میں بدگمانی آجاویگی کہ یہہ مرد نہایت بدخو ہی کہ ہر کسی سے
لڑتا ہے اور طریقہ خاطرداری اور تالیف قلوب کا بالکل اسمیں نہیں اور جسوقت مشرکین
عرب اور سردار مکے کے بعد عاجز ہونے اور مقاتلہ کے اس دین میں داخل ہوں یا ساتھ صلح
اور صفائی کی آنا جانا کریں اور طریقہ خاطرداری اور تالیف قلوب کا بہی پیغمبر تمہاری کے
طرف سے بہی خاص اور عام کو معلوم ہو جاوے اسوقت اُنسے انتقام اور بدلا لینا اصوب
اور انسب ہے اور اگر تمکو شوق جہاد کا زیادہ تر ہے پس جب تک کہ حکم جہاد کا آوے
نفس کے جہاد کرنے میں مشغول ہو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یعنے اور قایم رکہو تم نماز کو اسواسطے کہ یہہ
عبادت بدن کی اوپر بہت شاق ہے اور نفس کو زیروزبر کرتی ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنے
اور دو تم زکوۃ کو کہ خرچ کرنا مال کا زیادہ تر نفس کے اوپر گران اور شاق ہوتا ہے مشقت
بدن کی سے اور اگر اسپر بہی تمکو قناعت نہو بلکہ اور بڑہ کر مجاہدہ کو دل چاہے پس بندگیان
نفل خواہ بدنی ہوں خواہ مالی بجالاؤ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ یعنے اور وہ چیز کہ آگے
بہیجتے ہو تم واسطے نفع جانوں اپنے کے قسم نیکی اور بہلائیوں کے تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ
یعنے البتہ پاؤگے تم نزدیک اللہ تعالی کے اگرچہ [illegible] اہل کتاب کے تمہارے
عملوں کو ضائع اور رائگاں جانیں اسواسطے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنے تحقیق خدا تعالی
جس چیز کو کرتے ہو دیکھ رہا ہے نیک نیتی اور شوق [illegible] کا جانتا ہے اور موافق
اُسکے جزا دیتا ہے اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ اکثر مفسرین [illegible] نزول ان دونو آیتوں کا
ایسا نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو احد کی لڑائی پڑی [illegible] بن [illegible] اور
بن قیس اور ایک گروہ یہود [illegible] حذیفہ بن الیمان [illegible] سے کہا کہ دیکہو
تمکو کیا آفت پہونچی [illegible]

یہہ شکست تمکو ہوئی پس بہتر یہہ ہی کہ طرف اُسی دین قدیمی اپنے کے رجوع کرو اور اگر پیروی پیغمبرون کی چاہتے ہو ہمارے دین مین داخل ہو جاؤ کہ دین ہمارا سب دینون سے افضل ہے اور ہمکو ہدایت الٰہی مدت دراز سے ہوئی آئی ہی عمار بن یاسرؓ نے اُنکے جواب مین کہا کہ مین تم سے پوچھتا ہون کہ عہد کا توڑنا تمھارے نزدیک کیسا ہے اچھا ہی یا بُرا اُنھون نے کہا کہ عہد کا توڑنا سخت گناہ ہی عمارؓ نے کہا کہ مینے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باندھا ہی کہ جب تک زندہ ہون اُس سے نہین پھرونگا اور اُس سے منکر نہین ہونگا یہودیون نے کہا کہ اسنے خوب جواب دیا اور حذیفہؓ نے کہا کہ اگر مجھسے حال پوچھتے ہو پس مین ساتھ خدا اپنے کے راضی ہوا کہ وہ پروردگار میرا ہی اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہوا مین کہ وہ رسول میرا ہے اور ساتھ اسلام کے راضی ہوا مین کہ وہ دین میرا ہے اور ساتھ قرآن کے راضی ہوا مین کہ وہ امام اور پیشوا میرا ہے بعد اسکے مجھکو پروا کسی مصیبت کی اور آفت کی نہین جب یہہ دونون دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچے اور ماجرا عرض کیا آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خوب کہا تمنے اور نجات اور فلاح پانیوالے ہوے حق تعالیٰ نے یہہ دونون آیتین بھیجین اور اس آیت مین مذمت حسد کی بیان ہوئی اسواسطے کہ بسبب حسد کے کافر ہونا اور گمراہ کرنا دوسرے کا چاہا اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنی حسد نیکیون کو ایسا کھاتا ہی جیسے کہ آگ لکڑیون کو کھا لیتی ہے اور یہہ بھی حدیث مین ہے کہ بعضے آدمی خدائے تعالیٰ کی نعمتون کے دشمن ہوتے ہین لوگون نے دریافت کیا یارسول اللہ ایسا کون بدبخت ہوگا کہ اللہ کی نعمتوں کا دشمن ہو فرمایا جو لوگ کہ دوسرون کی خوشحالی کو دیکھکر ناخوش ہوتے ہین اور حسد کرتے ہین اور علم والون مین یہہ خصلت ناشائستہ کثرت سے ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ یہہ لوگ اللہ کی نعمتون کی قدر خوب جانتے ہین اور جب کہ کوئی نعمت اپنی پاس نہین پاتے اور دوسرے کے پاس دیکھتے ہین کمال اذیت اور رنج انکو ہوتا ہی اور انکی طبیعتون مین حسد آجاتا ہے اور اسی واسطے تجربہ کرنے والون نے کہا ہی کہ چھ گروہ بے حساب دوزخ مین جاوینگے امیر لوگ بسبب ظلم کے اور عرب کے لوگ بسبب تعصب اور حمیت کے اور گانو کے لوگ بسبب تکبر اور غرور کے اور تاجر لوگ بسبب خیانت کے اور جنگل کے رہنے والے بسبب جہالت کے اور علم والے بسبب حسد کے

تفسیر خلیلی

اور کون پھریگا

اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ

جب اُسکو کہا اسکے رب نے فرمانبردار ہو جا عرض کی مین تمام جہان کے پروردگار کا فرمانبردار ہوگیا

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹون کو

بیان حسد کی برائی کا

[illegible]

اور غرض اس کہنے والے کی یہہ ہے کہ یہہ خصلتین ان لوگون مین بیشتر پائی جاتی ہین کوئی شخص ان قسمون کی آدمیون مین سے ان خصلتون سے خالی نہین ہوتا ہے مگر جسکو اللہ محفوظ رکھے سو حاجت حساب اور پرستش کی نہین ہوگی آور بعضی کتابون بنی اسرائیل سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج روحانی اپنی مین ایک شخص کو عرش کے سایہ مین دیکھا کہ نہایت قرب تجلی الٰہی کا اُسکو حاصل ہی عرض کی کہ بارخدایا یہہ شخص کون ہی اور یہہ مرتبہ اس شخص کو کس سبب سے حاصل ہوا اور کیا عمل اسنے کیا ارشاد ہوا کہ نام اس کا روبرو تیرے نہین لیتا ہون لیکن تین عمل اُسکے ہماری درگاہ مین مقبول ہوے کہ اُسکے سبب سے اس رتبہ کو اُسکو ہمنے پہنچایا اوّل یہہ کہ کسی نعمت کا کہ کسی شخص کے پاس ہو یہہ شخص حسد نہین کرتا تھا دُوسرے یہہ کہ ما اور باپ اپنے کی نافرمانی نہین کرتا تھا تیسرے یہہ کہ چغل خوری اور بات لگائی نہین کرتا تھا آور عبد اللہ بن عون رضہ سے مروی ہی کہ ایک روز فضل بن مہلب کی محفل مین داخل ہوا اور فضل بن مہلب اُن روزون مین جمعہ ہوا واسطے کا تھا اور اُنھون نے اُسکے پاس آکر یہہ بات فرمائی کہ مین چاہتا ہون کہ کچھ تجھکو نصیحت کرون خبردار ہوا اور مین کہ تکبر مت کیجو اس واسطے کہ تکبر ایسا گناہ ہی کہ پہلے پہلے جہان مین یہی ہوا ہے اور شیطان بسبب اسی گناہ کے ملعون ہمیشہ کے واسطے ہوا چنانچہ حقتعالیٰ نے اُسکے حق مین فرمایا ہی فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس استکبر و کان من الکافرین اور حرص اور طمع سے اپنے تئین بچا اس واسطے کہ حرص ایسا گناہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسی بات نے بہشت سے نکالا اور دنیا کی محنتون مین ڈالا اور حسد سے بھی دور رہ کہ قابیل نے بسبب حسد ہی کے ہابیل کو مار ڈالا تھا آور عبد اللہ بن الزبیر نے کہا ہی کہ حسد کسی پر کرنا نچاہیے اسواسطے کہ اگر وہ شخص بہشتی ہی پس مال اور اسباب اور نام اور جاہ دنیا کا جنت کی نعمتون کے روبرو نہایت بے قدر ہے پس ایسی ذلیل چیز پر کیا حسد کیا جاوے جب کہ بہشت اُسکو ملے گا یہہ بھی اگر مل گیا تو مل جاوے کچھہ بڑی شئی نہین اور اگر وہ شخص دوزخی ہے سو اُس کے اوپر حسد کرنا محض بیجا ہے اس واسطے کہ انجام ان سب نعمتون کا دوزخ ہے علماء نے کہا ہے کہ حسد کے چار مرتبے ہین علی الترتیب اوّل یہہ کہ دوسرے کی نعمت کو چاہے کہ اُس کے پاس نرہے خواہ میرے پاس آوے نہ آوے اور یہہ سب مرتبون مین بڑھ کے حسد کا مرتبہ ہے اور مسلمان صالح کے

حق میں اس طرح کا حسد کرنا نہایت مذموم اور کبیرہ ہے اور کافر اور فاسق کے حق میں
مباح ہے بسبب اسکے کہ اسکو بسبب اس نعمت کے قوت اوپر کفر اور گناہ کے حاصل ہو دوسرا
مرتبہ حسد کا یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت مجکو ملجاوے مثلاً کسی کے باغ کو چاہے کہ میں مالک اسکا
ہوجاؤں اور کسی کی عورت کو چاہے کہ میرے نکاح میں آجاوے اور ریاست کسی کی میرے پاس
پہنچ جاوے اس صورت میں غرض اولی اور مطلوب بالذات یہ ہے کہ یہ چیز مجکو ملجاوے اور مقصود
بالتبع یہ ہے کہ اس شخص کی نعمت کو زوال ہو مسلمان کے حق میں ایسا حسد بہی حرام ہی تیسرا مرتبہ
حسد کا یہ ہے کہ دور ہونا نعمت کا دوسری سے نچاہے لیکن چونکہ وہ شخص عاجز ہی کہ اسکو وہ نعمت
حاصل نہیں آرزو کرتا ہے کہ کاش یہ نعمت دوسرے کے پاس بہی نہو کہ اسکو میرے اوپر فوقیت
نہو چوتہا مرتبہ یہ ہے کہ آرزو اس بات کی کرے کہ جیسی نعمت اسکے پاس ہے مجکو بہی ملجاوے اور
دور ہونا اُس نعمت کا دوسرے یا آجانا اُسکی نعمت کا اپنی طرف دل میں نہو اور اُسکو غبطہ اور
تنافس کہتے ہیں اور ایسا حسد کرنا دین کی باتوں میں جیسے کہ ایمان اور نماز اور روزہ اور اسکے راہ
میں خیرات کرنا اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور دلالت پایا جاتا ہے اور اچہا ہے بلکہ بعضے وقت
واجب بہی ہوجاتا ہے اور حرام نہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے وفی ذلک فلیتنافس
المتنافسون اور صحیحین کی حدیث میں بہی آیا ہے کہ لاحسد الا فی اثنین رجل اٰتاہ اللہ مالا
فانفقہ فی سبیل اللہ ورجل اٰتاہ اللہ علما فہو یعمل بہ ویعلم الناس یعنے حسد نہیں لائق ہے
مگر دو شخصوں کے اوپر ایک وہ شخص کہ دیا اللہ نے اُسکو مال پس خرچ کیا اُسکو اللہ کی راہ میں اور
اور دوسرا شخص وہ ہے کہ دیا اللہ نے اُسکو علم پس آپ بہی وہ عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بہی
سکہلاتا ہے اور یہ بہی علما نے کہا ہے کہ اسباب حسد کے بعد تفتیش کرنیکے معلوم ہوا کہ سات چیزیں
ہیں اول سبب حسد کا عداوت اور بغض ہے سو اسلئے کہ آدمی کی جبلت میں یہہ بات پڑی ہوئی ہے
کہ جسوقت کسی سے اُسکو ایذا اور تکلیف پہونچتی ہے دل سے اُسکو دشمن رکہتا ہے اور کینہ اُسکا
دلمیں بیٹہہ جاتا ہے اور ہروقت ارادہ اسبات کا کرتا ہے کہ بدلا اسکا لوں تاکہ تشفی مجکو حاصل
ہو اور جبکہ اُس شخص کو قدرت اس بات کی نہیں ہوتی آخر کو یہہ چاہتا ہے کہ غیبی مار اُسکو پڑے
اور جان اور مال اسکا تلف ہوجاوے جیسے کہ حق تعالے نے ایسے حاسدوں کے

حق مین فرمایا ہے کہ ان تمسسکم حسنة تسوهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها۔
یعنے اگر پہونچے تم کو بھلائی ناخوش ہوتے ہین اُس سے اور اگر پہونچے تم کو برائی خوش
ہوتے ہین اُس سے اور بھی حسد باعث تنازع اور لڑائی کا ہوجاتا ہے دوسرا سبب
حسد کا تکبر اور برائی ہے کہ اپنے ہمسرون کا منصب اور بلند مرتبہ نہین دیکھہ سکتا ہے پس چاہتا
ہے کہ وہ منصب اور رتبہ اُسکا جاتا رہے تاکہ وہ اور مین برابر ہوجاوین اور اسی حسد کے سبب
سے کفار کہتے تھے لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یعنی اور کیون
نہ اوترا قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے یعنے مکہ اور طایف کے سردار پر تیسرا سبب
یہ ہے کہ آدمی کی جبلت مین یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اور لوگ میرے تابعدار رہین اور
خادم میرے ہون اور یہ بات بدون اسکے حاصل نہین ہوتی ہے کہ جب تک دوسرا
اُسکی طرف محتاج نہو اسواسطے خواہ مخواہ چاہتا ہے کہ دوسرون سے وہ نعمت جاتی رہے
چنانچہ کفار یہ نسبت مسلمانون کے کہتے تھے کہ اهؤلاء منّ الله علیهم من بیننا چوتھا
سبب یہ ہے کہ تعجب آوے کسی کی نعمت دیکھکر اس جہت سے کہ وہ شخص اسکے نزدیک لیاقت
اس نعمت کی نہین رکھتا تھا اور اسبات کو چاہتا ہے کہ وہ نعمت اُس سے جاتی رہے تاکہ
تعجب دور ہوجاوے جیسے کفار پیغمبرون کے حق مین یہی بات خیال کرتے تھے جیسے کہ
حق تعالے فرماتا ہے اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم یعنی کیا
تعجب کرتے ہو تم اسبات سے کہ آئی تمہارے پاس نصیحت اوپر ایک آدمی کے تم مین سے تاکہ
ڈراوے تم کو پانچوان سبب یہ ہے کہ دوسرے شخص کی نعمت یا کمال دیکھکر خیال کرتا ہے کہ اسکی
سبب سے میرے مطلب مین قصور آجاوے گا اور اس جہت سے چاہتا ہے کہ یہ مرتبہ اور
نعمت اُس سے دور ہوجاوی جیسے ہر پیشہ والے کو اپنے ہر جنس کے ساتھہ یہی بات درپیش آتی
ہے مثل اسی کی کہ کئی عورتین ہین ایک مرد کی کہ آپسمین اُنکو حسد ہوتا ہے اور ایسے ہی کئی طبیب کہ ایک
شہر مین ہون اور ایسے ہی کئی وعظ کہنے والے ایک مسجد مین چھٹا سبب یہ ہے کہ محبت ریاست
کی اسبات کو چاہتی ہے کہ دوسرے کی ریاست جاتی رہے اور طبیعت مین یہ بات ہوتی ہے کہ اپنے کمال
مین بے نظیر ہون اور میرے برابر دوسرا نہ نکلے لیکن یہ بات اُسکو کبھی میسر نہین ہوتی ہے بلکہ فوق ہونا

سب سے کمالات میں اور بے مثل ہونا خاصہ ذات باری کا ہے تو ان سبب کذب کی
فرومایگی نفس کی اور بخل کمال درجہ کا ہوتا ہی کہ فیضان خدا کی نعمتوں کا دیکھکر ملول ہوتا ہے
اور ابتری دوسرون کی سے بالطبع خوش ہوتا ہی اور یہہ حسد سب حسدون سے بدتر ہے اور اللہ
سبھی حسدون سے پناہ دے اور جس وقت کئی چیزین ان چیزون مین سے جمع ہو جاوین
زیادہ تر ہو جاویگا اور یہودیون کی گروہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب آنحضرت
کے ساتھ کئی باتین حسد کی جمع ہو گئی تھین اسی واسطے حسد اُن کی طبیعتون مین خوب محکم ہوا
چنانچہ لفظ من عند انفسھم کا اسی امر کی طرف اشارہ کرتا ہے اب اس مقام مین
جاننا چاہیے کہ حسد ایک مرض عالمگیر ہے کہ کم لوگ اس سے خالی ہین چنانچہ حدیث شریف
بھی ایسا ہی مضمون آیا ہے کہ ما منا احد الا و یحسد و ما منا احد الا و ینظر و لکن
اذا حسدت فلا تحقق و اذا نظرت فلا یتبع یعنی نہین ہے ہم مین سے کوئی کہ حسد نکرے اور
نہین ہے کوئی ہم مین سے کہ نظر نہ کرے طرف نامحرم کے لیکن جس وقت حسد کرے
پس مت ٹھہر تو اُس حسد پر بلکہ دل سے دور کر دے اس کو اور جس وقت نظر کرے
تو نامحرم پر پس دوبارہ مت نظر کر طرف اُس کی اور علاج اُس مرض روحانی کا دو چیز
مین علم اور عمل لیکن علم دو قسم ہے اجمالی اور تفصیلی اجمالی یہہ ہے کہ ہر چیز کو بحکم قضا
الٰہی سے یہہ بات ہے اور اس عقیدہ کو اپنے دل مین حاضر رکھے کہ ما شاء اللہ کان و ما لم
یشأ لم یکن یعنی جو چاہے اللہ سو ہو جاتا ہے اور جس کو اللہ نچاہے وہ نہین ہوتا ہی اور یہہ
بات سمجھی کہ کسی کے ناخوش ہونے اور مکروہ جاننے سے تقدیر نہین ٹل سکتی ہی جس کی
مین خوشحالی اور حصول نعمتون کا ہے البتہ وہ ضرور ہووے گا چاہے دوسرا شخص خوش
یا ناخوش اور علم تفصیلی یہہ ہے کہ حسد کو ایسا سمجھے کہ ایمان کی آنکھ مین گویا تنکا اور خار
جا پڑی کہ آنکھ بسبب گر پڑنے ایسی چیزون کے بکار ہو جاتی ہے اس واسطے کہ حسد
مین ناخوشی حکم الٰہی کی اور نارضامندی قضا اور قدر الٰہی سے لازم آتی ہے اور
بھائیون ہم جنس کی بدخواہی کرنی پڑتی ہے اور حسد کرنے والے کو ہر وقت کا
اور نکد رحواس اور وسواس کا ہمیشہ رہنا حاصل ہے اور یہہ بات حسد کرنے والے کی

تفسیر خطی

بیٹون سے پوچھا کہ تم لوگ میرے بعد کس کو پوجو گے بولے ہم لوگ اُسی اکیلے معبود کو پوجینگے جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کا رب ہے اور ہم لوگ اُسی اللہ کے تابعدار ہین

ف

یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ تم لوگ ابراہیم اور [illegible] کے دین پر قائم نہین اور وہ لوگ یہودی اور نصرانی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کر دیا

اختیار مین نہین کہ حسد کرکے کسی شخص کو کچھ ضرر پہنچا سکے نہ دین مین اور نہ دنیا مین بلکہ اُلٹا حسد کرنے
والے کو دنیا مین بھی ضرر ہے کہ بسبب حسد کرنے کے نعمت اسکی جاتی رہیگی اور آخرت
مین بھی اسکے واسطے ضرر ہی کہ یہہ ظالم ہوا اور جس کا حسد کرتا ہی وہ مظلوم اور قیامت مین ظالم کی
نیکیان مظلوم کو دی جاوینگی اور حکماؤن نے واسطے سمجھانے حاسد کے ضرر کے ایک مثال ذکر
کی ہی اور حقیقت مین یہہ بات اُنھون نے درست کہی ہی کہ حسد کرنیوالے کی مثال ایسی ہی کہ
کوئی اپنے دشمن کی طرف پتھر اُسکے مارنے کے واسطے چلاوے اور وہ پتھر اُلٹا پھر کر اُسکے آ لگے اور
ایک آنکھ اسکی پھوٹ دے اور یہہ بیوقوف پھر دوسرے بار پتھر چلاوے پھر وہ اُلٹا پھر کے دوسری آنکھ اسکی
پھوڑ دے اور تیسرے بار پھر کر سر اسکا توڑے اور دشمن ہر دفعہ سلامت رہے اور لوگ اس احمق کی
حرکت کو کھڑے تماشا دیکھین اور ہنسین اور یہہ تمام وبال حسد کا دنیا مین ہی ولعذاب
الاٰخرة اشد وابقی اور عذاب آخرت کا تو بہت سخت اور باقی رہنے والا ہے اور علاج حسد کا
ساتھ عمل کے اس طرح ہی کہ حسد کرنے والا محسود کے حق مین ایسے افعال کرے کہ خلاف مقتضائے حسد
کے ہون مثلاً اگر حسد بدگوئی اُسکے کا باعث ہوتا ہی چاہیے کہ بدگوئی کی جگہ ثنا اور صفت اُسکی کرے
اور اگر بہ نسبت محسود کے باعث تکبر کا ہو چاہیے کہ اسوقت تواضع اور فروتنی اُسکے آگے کرے کہ
اس حیلہ سے محبت اُس محسود کی پیدا ہوجائیگی اور حسد خود بخود زائل ہوجاویگا اسواسطے کہ محبت
حسد کی مادہ کو قطع کرتی ہی اور اس مقام مین یہہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جو نفرت دلی محسود کی طرف
سے حاسد کو حاصل ہی سو اس بات مین اسکو کچھ اختیار نہین پس اُس نفرت کے اوپر اُسکو مواخذہ
نہوگا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور تکلیف شرعی بھی بہ نسبت اسکے نہین بلکہ حاسد
مکلف اس بات کا ہی کہ اُس نفرت دلی اپنے کو ناخوش جانے اور یہہ تدبیر کرتا ہے کہ وہ
نفرت جاتی رہے اور اُس نفرت کو بتکلف دل سے ہٹا دے۔

باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہی کہ مسلمانون کو اس آیت مین اللہ
تعالی خطاب کرتا ہی کہ فاعفوا واصفحوا یعنی عفو کرو کافرون سے اور درگذر کرو اور کافرون کا
اس وقت مین زور اور غلبہ تھا اور معاف کرنا اور درگذر کرنا اُس جگہ ہوتا ہے کہ
قدرت اور طاقت انتقام کی اُس شخص کو حاصل ہو اور مسلمانون کو اُس وقت مین کچھ

طاقت نہی تاکہ یہ بات اسے کہی جاتی کہ معاف کرو جواب اس کا یہ ہے کہ امر عفو کا ہر مسلمان کو
ہے کہ ہر کافر کو درگذر کرے اور یہ بات ممکن نہی کہ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو ایذا پہونچا دے تو وہ
مسلمان اُس کی ہمراہی کر کے بدلا اُس سے لیوین سو قدرت انتقام پر متحقق ہو گئی اور علاوہ اسکے
یہ بات بہی تہی کہ خدائے تعالے نے وعدہ کر لیا تھا کہ مسلمانون کو غلبہ اور فتح حاصل ہوگی اور
کافرون کا غلبہ اور شوکت تھوڑے دنون مین جاتی رہی گی پس مسلمانون کے
اعتقاد مین قدرت انتقام کی محکم ہو گئی تہی اور یقینًا جانتے تھے کہ جسوقت کافرون سے
مقابلہ کرینگے فتح پا دین گے اور اسی واسطے ایک مسلمان دس دس کافرونکو جواب دیتا تہا
اور کچھہ خوف نکرتا اور بعضے مفسرین نے مراد عفو و صفح سے یہ لی ہے کہ دعوت اسلام کے
ساتہ حسن طریقہ کی اور بجا اوری نصیحت او شفقت اور نرمی کلام کے اور ترک کرنا درشتی
خوئی اور سختی کا ہو اور یہ معنے ہر طرح بلا تکلف صحیح ہو جاتے ہین خواہ مسلمانون کو قدرت انتقام
کے ہو خواہ عجز ہو مگر لفظ حتی یاتی الله بامرہ کا ان معنے پر اس مراد لینے سے روکتا ہے مگر یہ کہ
کہا جاوے کہ اس امر سے مراد امر غلظت اور تشدد اور ترک کرنا نرمی اور مدارا کا ہو
بسبب عناد اور سرکشی ان کی کی و الله اعلم اور جب کہ ان دونو آیتون
مین مذکور ہوا کہ اکثر اہل کتاب چاہتے ہین کہ تمہارے تئین دین تمہارے سے پہیر دین
اور اسی غرض کے واسطے شبہہ نسخ کا اور دوسرے اعتراضات واہیہ تمہارے دل مین ڈالتے
ہین اب دلیل اُن لوگون کی کہ اپنے نزدیک انہون نے ٹہرا رکہی ہے بیان فرماتے ہین
کہ وقالوا یعنے واسطے پہیر دینے تمہارے کی دین اپنے سے کہتے ہین اہل کتاب کہ یہود
اور نصاری ہین لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنے ہرگز نہ آوے گا بہشت مین کوئی اگرچہ فرمان برداری
احکام آلہی کی بہی کرے اور ساتہ تمام پیغمبرون کے ایمان لا دے اور تمام عمر اپنی عبادت اور
بندگی مین صرف کرے اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا یعنے مگر وہ شخص کہ یہودی ہوا ور طریق اپنا موافق
اعتقاد اور عمل یہودیون کی درست کرے اور یہ مقولہ یہودیون کا تھا کہ اہل کتاب کا پہلا گروہ
یہی ہے اور ہود اصل مین جمع ہائد کی ہے اور ہائد لغت مین بمعنے توبہ کرنیوالے کی ہے چنانچہ
سورہ اعراف مین واقع ہوا ہے انا ھدنا الیک اور یہودی توبہ کرنے مین نہایت

تفسیر خلی
وہ ایک جماعت تہی گذر گئی جو اُس نے کیا وہ اُسکے لئے تہا اور جو تمنے کیا وہ تمہارے لئے ہے اور اُنکے کام کی تم سے کچھ پوچھ نہو گی
ف یعنے اے اہل کتاب تمہارے اگلے جو انبیا اور صلحا تہے اُنکی بزرگی تمہارے کچھ کام نہ آئیگی اُن کے اعمال اُنکے ساتہ تمہارے اعمال تمہارے ساتہ تم جیسا کروگے ویسا پاؤگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا عمل

بیان سے غلط ہونا یہود اور نصاری کا

مشکل کام عمل مین لائے تھے کہ گوسالہ پرستی کے بدلے مین اپنی جانون کو ہلاک کیا تھا اسواسطے
یہ لقب انکے واسطے دیا گیا او کے یعنے یا کہتے ہین کہ ہرگز بہشت مین داخل نہوگا مگر وہ شخص کہ ہووے
نصاری اور موافق طریق نصرانیون کے اعتقاد اور عمل اپنا درست کرے اور یہ مقولہ نصاری
کا تھا کہ دوسرا فرقہ اہل کتاب کا یہی ہے اور نصاری جمع نصران کی ہی اور نصران اور ناصر
کے ایک معنی ہین اور حواریون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عہد کرلیا تھا کہ ہم تمھارے
ساتھ رہین گے اور نصرت تمھاری کرین گے چنانچہ سورۂ صف اور اور سورتون مین
مذکور اس کا ہے اسواسطے یہ لقب انکا ہوا پس اہل کتاب کے دو گروہ ہین ہر ایک گروہ ان دونو
کلامون مین سے ایک ایک کلام کرتا ہے یہودی تم سے کہتے ہین کہ بہشت مین کوئی داخل
نہین ہوگا سوای فرقہ یہودیون کے اور نصاری کہتے ہین کہ بہشت مین سوای فرقہ نصاری
کے کوئی نہین جاویگا اور غرض انکی یہہ ہے کہ تمکو فریب دیکر اور بہشت کا شوق دل مین
ڈالکر اپنی طرف کھینچ لین اگر یہودیون کے کلام کی تصدیق کرو یہودی ہوجاؤ اور اگر نصاری
کے کلام اچھے معلوم ہون انکی طرف مائل ہوجاؤ پس لفظ او کا اسجگہ واسطے تقسیم دونو
قولون کے ہے یعنی گروہ اہل کتاب کی کہ یہود اور نصاری ہین ایک گروہ کا ایک مقصود ہے
اور دوسری گروہ کا دوسرا مقولہ چنانچہ اسکی مثال یہ ہی کہ ایک شہر یا ایک محلہ مین کوئی
شخص مارا گیا اور شہر کے رہنے والے تعیین کرنے قاتل مین مختلف ہوئے اور ہر ایک گروہ کہنے
لگے کہ اس شخص کو اونہون نے مارا اور دوسرا گروہ پہلے گروہ کی طرف نسبت کرے اور اس
تقریر سے جو اعتراض کہ اس عبارت پر وارد ہوتا تھا مندفع ہوگیا اور بیان اس اعتراض کا اس
طرح ہی کہ کوئی اہل کتاب مین سے نہین کہتا ہے کہ بہشت مین داخل نہین ہونگے مگر یہودی یا
نصرانی اسواسطے کہ یہودی نصاری کے دین کو باطل جانتے ہین اور نصاری یہودیون کے
دین کو منسوخ شمار کرتے ہین اور دلیل اس دعوی کی اگلی آیت ہے کہ وقالت الیہود لیست النصاری علی شیء
وقالت النصاری لیست الیہود علی شیء پس اہل کتاب کی طرف سے یہ کلام نقل کرنا صحیح
نہوا البتہ یہ کلام اسوقت صحیح ہوتا کہ یہود اور نصاری آپس مین ایک دوسرے کو سچا سمجھتے اور اختلاف
نہ کرتے چنانچہ مسلمان لوگ چارون مذہب والون کو برحق جانتے ہین لیکن یہود اور

نصاری آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب و تکفیر و تضلیل کرتے ہیں اور طریق دور ہو جائے اس
اشکال کا جیسا کہ تفسیر میں گذرا یہ ہے کہ لفظ او نصاری کا ھودا کے اوپر معطوف نہیں تاکہ یہ بھی
قول کے مقول میں داخل ہوتا اور مخالفت واقع کی لازم آتی بلکہ عطف اوپر مجموع مقولہ قول کے ہوا
جب کہ مدار تفرقہ کا درمیان دونوں قولوں کے یہی لفظ یہود اور نصاری کا تھا اور باقی اجزا کلام کے
دونوں قولوں میں مشترک ہیں اعادہ اس مشترک کا تکرار محض جانکر ساقط کر دیا اور حرف او کا
نصاری کے اوپر داخل کر دیا چنانچہ مثال مذکور میں گذر گیا پس تقدیر کلام کی اس طرح سے
وقال اهل الكتاب لن يدخل الجنة الا من كان هودا وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان نصارى
اور حاصل اس عطف کا تقسیم ان دونوں کلاموں کے اوپر مجموع اہل کتاب کی ہوگی اور
یہ مطابق واقع کے ہے اس واسطے کہ ایک فرقہ اہل کتاب سے ایک کلام کہتے ہیں اور دوسرا
فرقہ دوسرا کلام اور جمہور مفسرین کہ او نصاری کا عطف ھودا کے اوپر جانتے ہیں انہوں نے
دفع اس اشکال کا اس طرح سے کیا ہے کہ کلام کی بنا لف و نشر کے اوپر ہے پہلے دونوں گروہ
یہود اور نصاری کے قالوا کی ضمیر میں جمع کر دئے اور لف کیا بعد اس کے من کان ھودا او
نصاری میں نشر اس کا کیا لیکن اس توجیہ میں ایک خدشہ قوی ہے کہ جن چیزوں کو لف
میں جمع کرتے ہیں نشر میں بھی ان کو جمع کرتے ہیں پس اس طرح عبارت ہوتی کہ لن یدخل
الجنة الا من كان هودا و نصارى ساتھ حرف واو کے نہ ساتھ حرف او کے چنانچہ تمام
مثالوں لف و نشر میں اسی طرح ہوتا ہے مثلاً اس بیت میں ؎ سیہا بہ و انارہ ترنج
لف و نشر دل را و معدہ را و جگر را مقوی است ✤ اور اس بیت میں ؎ کہف اسلوت
حقف و غصن ✤ و غزال لحظا و قدا و ردفا اور جیسا کہ اس آیت میں
ومن رحمته جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله على هذا القياس
مگر اس کا جواب اس طرح دیا جاوے کہ او اس جگہ بمعنی واو کے ہے اور تعیین اس بات کی
قول یہودیوں کا پہلا قول ہے اور قول نصاری کا دوسرا ہے ادنیٰ التفات سامع کی
سے معلوم ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ہر ایک فرقہ ان دونوں فرقوں میں سے ایک
دوسرے کو گمراہ کہتا ہے اور اپنے اپنے دین کی رغبت دلاتا ہے اور مثل اس آیت کے

**تفسیر خلیلی**

اور نصاری مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ تو مشرک ہے اور ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے تو ثابت ہو گیا کہ اے اہل کتاب تم ان کے پاک دین پر نہیں ہو پھر کوئی یہود یا نصاری کیوں ہو

قولوا آمنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی

آیت دوسری بھی ہے کہ آخر سے پارہ کے آئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ قالوا کونوا ھودا او نصارٰی
تھتدوا حاصل کلام یہہ ہے کہ مسلمان شخص کو چاہئے کہ اس دعوے بے دلیل انکی سے فریب
نہ کھاوے اور یہہ بات اپنے دل مین جانے کہ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یعنی یہہ تمام آرزوئین ہے اصل انکی
ہین مانند آرزوؤن اُس شخص کی کہ تنہائی مین بیٹھکر خیالات باطلہ دل مین باندھکر خود بخود خوش ہووے
اور اگر یہہ لوگ حماقت کی راہ سے ان آرزوؤن اپنی کو بطریق مذہب اور اعتقاد کے روبرو تیرے بیان
اور ظاہر کرین پس اُنکے جواب مین اسطرح قُلْ یعنی کہہ کہ ہر ایک مدعی کو اپنے دعوے پر دلیل چاہیے
اور بغیر دلیل کے دعوے باطل اور نامسموع ہے پس هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ یعنی لاؤ تم دلیل روشن
اپنے دعوے پر کوئی نص کتاب الٰہی سے یا قیاس عقلی کہ مرکب ہو مقدمات صادقہ سے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر ہو تم راست گو اس دعوے اپنے مین آور ھات کا لفظ اصل
مین اٰت تھا کہ صیغہ امر کا ہے باب افعال سے اور مصدر اسکا ایتا ہے یعنی آوردن ہمزہ کو
بسبب قرب مخرج کے ھا کے ساتھ بدل کیا ھات ہوگیا اور یہہ قلب اسکے تمام صیغون مین
آتا ہے اس طرح سے کہ ھات ھاتیا ھاتوا ھاتی ھاتیا ھاتین آور بعضے اہل عربیت اس لفظ کو
اسم فعل جانتے ہین لیکن جب کہ تصریف اسکی تصریف فعل کی سی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسم فعل نہین بَلٰى یعنی البتہ اس قدر موافق دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت ہے اور نزدیک
تمام اہل حق کے مسلم کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ یعنی جس نے فرمانبردار کیا اور جھکا دیا منہ اپنا
واسطے خدا کے اور آیتون اور حکمون اُسکی کے ہر زمانہ مین اور جس پیغمبر کی زبان سے احکام
الٰہی اور فرمان اُسکے سُنے اپنے سر اور آنکھون پر رکھے اور سمراہی قوم اپنے کی کہنے دین
ہون اُسنے کی اور اپنے طریق اور آئین کو دین کی بات مین دخل نہ دیا اور باوجود اس کے
وَهُوَ مُحْسِنٌ یعنی وہ شخص نکوکار بھی ہو نہ مرتکب افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ کا فَلَهٗ اَجْرُهٗ
یعنی پس واسطے اُس کے ہے اجر عمل نیک اُسکی کا کہ بہشت اور رضوان الٰہی اور قرب آثار
اُس اجر کا ہے عِنْدَ رَبِّهٖ یعنی نزدیک پروردگار اُس کی کے کہ اُس کی اطاعت کی اور
موافق امر اُسکے کی کام کیا اگرچہ مخالفون کے نزدیک اُس کے واسطے کچھ اجر نہین اور
اعمال اُس کے کو حبط جانین وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنی اور کچھ ڈر نہین اس قسم کے

لوگون کو مخالفون کے ڈرانے سے اور اس بات سے کہ وہ مخالفین عمل انکے بے فائدہ سمجھین و
لا ھم یحزنون یعنی اور نہ یہ غمگین ہوتے ہین طعن و تشنیع مخالفون لینے سے اور قیل و
قال بیہودہ انکی سے اسواسطے کہ اون کو اپنے پروردگار کے ساتھ کام ہے کہ وہ قدردان عمل کا
ہے اور دانا ہر ایک نیت اور عقیدہ کا اور خلق سے کچھ کام نہین پس اس قسم کے لوگ کسی گروہ کے
ہون خواہ یہودی ہون خواہ نصاری یا اور کوئی مستحق دخول جنت کے ہین اور حصر کرنا اس بات کا
کہ بہشت مین فلانے ہی دین اور آئین والے داخل ہونگے باطل ہے بلکہ انحصار دخول بہشت کا
دین کے لوگون کے واسطے اوسوقت متحقق ہو کہ سوائے اوس دین کے تمام دین قیامت تک منسوخ
ہوتے اور کوئی دین سوای اوس دین کے قیامت تک موجود نہوتا اور جب کہ یہودیت اور نصرانیت
مین یہ دونو وصف متحقق نہین انحصار بہشت کا اون کے اندر کسی وجہ سے صحیح نہین اس مقام مین
جاننا چاہیے حق تعالی نے اجر ثابت کرنے کے واسطے اور دور ہونے خوف اور حزن کے دو
شرطین ذکر فرمایئن اول اسلام لوجہ اللہ دوسری احسان اکثر مفسرین نے اسلام لوجہ اللہ سے مراد تصحیح
عقائد لکھا ہے اور دوسرے یعنی احسان سے مراد اصلاح عمل اور نیک کرنا اوسکا لیا ہی پس یہ
مفاد آیت الذین آمنوا و عملوا الصالحات کا مضمون ہوا کہ قرآن مجید مین جا بجا اوس
کا وعدہ اسی عنوان پر مرتب ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ اسلام علاوہ اسلام عام کے ہی اسواسطے
کہ اسلام عام کے معنی تصدیق کرنے ساتھ مضمون کلمہ طیبہ کے اور اقرار کرنا ساتھ اوس کے ہے اور
قائم کرنا نماز اور روزہ کا اور دینا زکوۃ کا اور حج خانہ کعبہ کا موافق حدیث صحیح کے کہ الاسلام
ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتؤتی
الزکوۃ وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا وتصوم رمضان اور جو اسلام کہ اس آیت مین مذکور ہے
اوسکے معنی خاص ہین اور حقیقت اوسکی یہ ہی کہ مسلمان شخص مع تمام اعضا اور قوی اپنے کے
تمام حالات اور اوقات مین یقین کلی کئے او مطیع او فرمان بردار کامل اپنے پروردگار کے
اور اسی اسلام کی حضرت ابراہیم نے درخواست کی تھی کہ اس آیت مین کہ اسکا ہے واذ قال لہ
ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین اور طرف اسی کے اشارہ ہی حدیث نبوی مین المسلم من سلم
المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان وہ ہے کہ سلامت رہین مسلمان زبان اسکی سے اور ہاتھ اوسکے سے

تفسیر ظاہری

فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم

اسواسطے کہ وجہ بمعنی ذات کی ہی اور اگرچہ تعبیر ذات کی کبھی ساتھ گردن کے اور کبھی ساتھ سر کے
اور کبھی ساتھ اور اعضا کے بھی کرتے ہین لیکن وجہ کہ بمعنی چہرہ کی ہی اوسمین خصوصیت ایسی ہی کہ دوسرے
اعضا مین وہ خصوصیت نہین پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ چہرہ آدمی کا اشرف اعضا اوسکے کا ہی اور
مبدا تمام حواس ظاہرہ اور باطنہ کا اور مقام فکر اور تخیل اور منشا قوی مدرکہ اور محرکہ کا ہی ہی اور تمام عبادتون
مین سے جو بہتر ہے یعنی سجدہ ایسے عضو کے ساتھ حاصل ہوتا ہی پس یہ عضو گویا خلیفہ اور قائم مقام
ذات کے ہی اور جب کہ آدمی نے اس عضو شریف کو کسی کے واسطے جھکا دیا اور فرمان بردار کیا معلوم
ہوا کہ تمام اعضا اور قوی اپنے فرمان بردار کیئے اور یہ مرتبہ اسلام کا حاصل نہین ہوتا ہے جبتک کہ
توکل پورا پورا اور بھروسا اللہ کے اوپر نہو اور امید اور خوف اور محبت اور نفرت اپنے کو تابع
امر اوسکے کے نہ کرے اور ایسا ہی یہ احسان بھی جو کہ اس آیت مین مذکور ہے علاوہ اوس
احسان کے ہی جو مشہور ہے اور حقیقت اس احسان کی یہ ہے کہ درمیان حدیث سوال جبرئیل کے
آیا ہے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی نیک کرنا عمل کا یہ ہے
کہ عبادت خدا کی اس طرح کرے کہ گویا اوسکو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اوسکو نہین دیکھتا ہے تو وہ
خود تجھکو دیکھتا ہے اور دیکھنا اوسکا کافی ہے کہ تو اچھی طرح آداب عبادت کے نگاہ رکھے اور
اس دیکھنے کو یہ بات لازم ہے کہ عمل اپنے مین تین طرح سے خلل نہونے دے اول خلل نیت کا کہ بالکل نقصان نیت
اوسمین نہو دوسری خلل کم و بیشی کا کہ ہرگز اوسمین نہ پایا جاوی اور جسطرح وہ عمل شروع ہے اوسی طرح سے
صورت اوسکی قائم رہے اور اوپر وجہ مسنون کی مع رعایت تمام شروط اور آداب کے اوس عمل کو بجا
لاوی اور تیسری بعد بجا لانے اوس عمل کے ایسی حرکت اور گناہ نہ کرے جسکے سبب سے اوس عمل کا ثواب
کم ہو جاوی یا اصل سے جاتا رہے اور جب کہ اس طرح اوس عمل کو بجا لاویگا مستحق اجر اور ثواب کا جو اوسکے
واسطے موعود ہے ہوگا اور خوف اور غم عدم مقبولیت اوسکی کا زائل ہو جاویگا حاصل کلام اس آیت
مین اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ حال یہود اور نصاری اس زمانہ کا ہرگز بہشتیون کے احوال کے
ساتھ نہین ملتا ہے اسواسطے کہ یہ لوگ نہ اسلام لوجہ اللہ رکھتے ہین کہ احکام اوسکے کو جو ناسخ ہین پہلے حکمونکو
قبول کرین اور پیغمبر وقت کے اوپر ایمان لاوین اور نہ احسان عمل کا نصیب انکے ہی اسواسطے کہ انہون نے
اپنی طرف سے نئے نئے حکم اختراع کیئے ہین اور جو شریعت کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اوسکو

بدل ڈالا پس جب تک کہ اسی حالت پر ہین توقع دخول بہشت کی کرنی خیال خام اُنکا ہی اور یہ بات
بہت بعید ہی کہ خاص یہی لوگ مالک بہشت کے ہون اور دوسرون کو بہشت مین داخل ہونے دین البتہ
اگر طریق اپنے کو بدل ڈالین اور بالکل فرمانبردار احکام الٰہی کے ہو جاوین اور مطابق شریعت پیغمبر وقت
کے نیک عمل کرین ضرور اجر اور ثواب کے لائق ہونگے اور کس طرح سے اہل کتاب کے دعوے
جھوٹے بلا طلب دلیل اور حجت کے مسموع اور مقبول ہون اور خود آپس مین ایک دوسرے کو کاذب
اور جھوٹا کہتے ہین وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہین یہودی کہ نہین
ہین نصاریٰ اوپر کسی شی کے کہ کچھ دین اور ہدایت ان مین نہین بلکہ محض گمراہی اور ضلالت پر
ہین نہ اعتقاد ان کا درست ہی اور نہ عمل ہی صحیح ان کا ہی اور یہہ بات یہود اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہین جانتے ہین اور نہ انجیل مقدس کو کتاب الٰہی سمجھتے ہین وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ
الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہین نصاریٰ کہ نہین یہودی اوپر کچھ دین اور ہدایت کے
اور نصاریٰ یہہ کلام اس واسطے کہتے ہین کہ توریت اور احکام اُسکے بسبب مبعوث ہونے حضرت
عیسیٰ کے اور اُترنے انجیل کے منسوخ ہوے اور اس مین ہدایت نہین رہی پس اگر دونون گروہ کے
قول سچے ہون اس صورت مین تمام اہل کتاب درجہ اعتبار سے ساقط ہوتے ہین اور دونون
کتابون مین سے کوئی کتاب لائق اقتدا کے نہین رہتی ہی اور ایک گروہ کے قول کو اعتبار کیا جاوے
اور دوسرے کو لغو اور ساقط قرار دیا جاوے ترجیح بلا مرجح لازم آوے اسواسطے کہ دونون گروہ اپنی اپنی
کتاب کے علم مین برابر ہین اور کسی کو اوپر دوسری کے ترجیح نہین وَهُمْ اور یہہ لوگ خواہ یہودی خواہ
نصاریٰ يَتْلُونَ الْكِتَابَ یعنی تلاوت کرتے ہین اور پڑھتے ہین کتاب الٰہی کو جس وقت ایک
دوسرے کو آپس مین جھوٹا کہتے ہین اور کتاب الٰہی کو دلیل اپنے دعوے کی ٹھہراتے ہین پس اگر کوئی
شخص چاہے کہ محض اہل کتاب کے قول سے حق اور باطل جدا جدا کرے ہرگز یہہ بات ممکن نہین بلکہ
اگر قول انکا معتبر ہو دونون مذہب باطل ہو جاوینگے مذہب یہودیون کا نصاریٰ کے قول سے اور
دلائل اُنکی سے اور مذہب نصاریٰ کا یہودیون کی دلیلون سے اور اسی واسطے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما جس وقت اس آیت کو تلاوت کرتے تھے فرماتے تھے صدقوا واللہ یعنی سچے ہین
دونون گروہ قسم اسکی یعنی اس بات مین کہ دونون گروہ ہدایت اور دین پر قائم نہین ہین بلکہ ہدایت

تفسیر خلیلی

الحق من اللہ صبغۃ
یعنی کہ دیا ابن وقت

ت

ہمکو خدا نے
(اپنے رنگ مین)
رنگ دیا اور اسد
سے اچھا کس کا
رنگ ہی اور ہم
اسی کو پوجتے ہین

ف

یہود و نصاریٰ مین
اصطباغ کی رسم
جاری تھی تو اسد
فرماتا ہے کہ میرا
اصطباغ لو یعنی
خدا کے رنگ مین
رنگ جاؤ جیسا کہ
رنگ پر سے کے
ظاہر اور باطن مین

ف اہل کتاب جب کسی کو دین مین لاتے تو [illegible] زرد رنگ [illegible] اسی کو اصطباغ کہتے ہین (فتح) ۱۲

اور دین دوسرے طریق ہین موجود ہے علاوہ ان دونون طریقون کے بہرحال بسبب اس تکاذب و تجاحد دونون فریق کے قول انکے قابل اعتبار کے نہے بلکہ اگر تامل کیا جاوے معلوم اور ظاہر ہووے کہ عرب کے جاہلون اور مشرکین مکہ سے اہل کتاب کو کسی طرح کی فوقیت نہین اسواسطے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی اسی قسم کے کلام بیہودہ کہتے ہین وہ آدمی کہ مطلق علم کتاب کا نہین رکھتے ہین جیسے کہ بت پرست لوگ اور آتش پرست اور ستارہ پرست بعینہ مانند کلام انکے کی بلاتفاوت اور جب کہ علما انکے مانند جاہلون کی بیہودہ گو ہوے پھر کیا اعتبار رہ گیا کہ انکے کلام سے حق بات دریافت ہوجاوے اور علاوہ اسکے اپنے کلام بھی انھین کے نزدیک جھوٹے ہین اس واسطے کہ یہودی جانتے ہین کہ نصاریٰ کے بعضے اعتقاد ویسے ہی ہین کہ انبیا رسابقین کے تھے اور بعضے اعمال توریت کے بھی یہہ مانتے ہین اور جھٹلاتے ہین اور باوجود اسکے دعویٰ کرتے ہین کہ نصاریٰ بالکل جھوٹے ہین اور ایسے ہی نصاریٰ بھی یہودیون کو ایسا ہی سمجھتے ہین اور باوجود اسکے بالکل جھوٹا بھی کہتے جاتے ہین پس دونون گروہ اپنے نزدیک بھی اس امر مین کاذب ہوے کہ دوسرے فریق کو لاشے محض قرار دیا اور یہہ قول ان دونون فریق کا تعصب کی راہ سے سرزد ہوا اور تعصب کام جاہلون نے فہم کا ہے اور اسی واسطے اگر علما تعصب کرنے لگتے ہین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوجاتے ہین اور قول ایسے عالمون کے قابل سند کے نہین رہتے ہین اور جب کہ دونون گروہ اہل کتاب کے بسبب کمال تعصب کے یا بسبب بیہودہ گوئی جاہلون کے ہمرنگ ہوے اور جاہل پہلے ہی سے نے دلیل اور برہان ہین پس انکے طریق مین امتیاز حق کی باطل سے محال ہوئی فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی پس خدائے تعالیٰ حکم قطعی فرماویگا درمیان ان دونون گروہ اہل کتاب کی اور جاہلون کی قیامت کے دن کہ ہرایک کو جزا بقدر گناہ اسکے کے پہنچاویگا فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنی جس جس چیز کے اندر دنیا مین وہ اختلاف کرتے تھے جاہل لوگ دونون گروہ اہل کتاب کی کو باطل جانتے تھے اور اہل کتاب جاہلون کو اور ایسے ہی ہر فرقہ اہل کتاب کا آپسمین ایک دوسرے کو کاذب اور گمراہ جانتے تھے اور جب کہ حال ایسا ہے کہ معلوم ہوا پس قول اہل کتاب کا کہ لن یدخل الجنة الا من كان هودا او نصارىٰ اپنے ہی اس قول سے باطل ہوا اسواسطے کہ موافق قول یہودیون کے نصاریٰ بہشت مین نہین جاوینگے

اور موافق قول نصاریٰ کے یہودی اور جب کہ دونو اہل کتاب ہیں دونو کے قولوں کا اعتبار
چاہیئے پس جمع بین النقیضین لازم آئی اور یہ محال محض ہے پس ثابت ہوا کہ حق الامر دربارۂ
دین قول اہل کتاب کا معتبر نہین باقی ہے اس مقام مین کئی سوال جواب طلب اول یہ کہ لفظ
شی کا نکرہ ہے تحت نفی کے واقع ہوا اور نفی عام کے دونو گروہ کے نزدیک صحیح نہین اس واسطے
کہ اگرچہ مذہب مخالف کا باطل ہووے لیکن شی مین داخل ہے اور اگر قرینہ مقام شی عام سے
شی بعتد بہ اور صحیح مراد لیجاوے پھر بھی نفی عام کی صحیح نہین ہو واسطے کہ بعضے اعتقاد نصاریٰ کے
یہودیون کے نزدیک اور یہودیون کے بعضے اعتقاد نصاریٰ کے نزدیک بھی مطابق واقع
کے ہین اور صحیح العقیدہ ہین جواب اسکا یہ ہے کہ مقصود اس کلمہ کا ان دونو گروہ سے وقت مخاصمہ
مجادلہ کے تعصب کی راہ سے ہوا تھا اور کچھ مذہب انکا نتھا اور اہل تعصب اس قسم کے کلام
بے اصل کہ اپنے نزدیک بھی اسکو باطل سمجھتے ہین زبان پر لایا کرتے ہین ابن اسحاق اور ابن جریر
وغیرہما نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جسوقت نصاریٰ نجران کی آنحضرت صلعم کی ملاقات کے
واسطے آئے جو کہ دانشمند یہود کے کہ آنحضرت صلعم کے قرب جوار مین رہتے تھے وہ بھی انکے دیکھنے کو
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور روبرو آنحضرت صلعم کے دونو فریق نے درمیان
مذہب کی باتون مین مناظرہ اور تنازع شروع کیا رافع ابن حرملہ کہ یہود کے دانشمندون سے
تھا اوسنے نصاریٰ سے کہا کہ تم کسی شی پر نہین ہو اسواسطے کہ عیسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور انجیل کو
کلام الٰہی سمجھتے ہو اور واقع مین نہ عیسیٰ پیغمبر تھا اور نہ انجیل کتاب اللہ پس اصل مین مذہب تمہارا
لغو ہے یہہ بات سنکر ایک شخص نجران کے نصاریٰ مین اوٹھا اور کہا کہ تم بھی ہمارے نزدیک
شے کے اوپر نہین ہو اسواسطے کہ موسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور توریت کو کتاب الٰہی کہتے ہو
نہ موسیٰ پیغمبر تھا اور نہ توریت کتاب الٰہی آنحضرت صلعم ان دونو کے کلام سے بہت ناخوش ہوئے
اور فرمایا کہ تعجب ہے تم دونو اپنی اپنی کتاب کے عالم ہو اور ہر ایک کتاب مین تصدیق دوسری
کتاب کی اور دوسرے پیغمبر کی موجود ہے حقتعالیٰ نے مطابق جواب آنحضرت صلعم کے آیت
بھیجی اور بعضی مفسرین نے اس کلام کو محمول ہر ہر گروہ کے مذہب پر کیا ہے اور اس طرح مضمون
اس کلام کا بیان کیا ہے کہ مراد نصاریٰ کی نفی ہدایت یہودیون کی تھی کہ یہود اس

تفسیر ظلیلی

اس خدائی رنگ کو جاننا چاہیئے کہ وہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دل مین ایسی بات پیدا کرے جس سے اسکو خدا سے ہر طرح کا لگاو ہو جھک جھک جانے کا شوق پیدا ہو جائے اور حضور اور اپنی بات کی پیچ اور دو صد کا اور رسم و رواج کا خیال نہ کیا جاتا ہے اور کسی عبادت مین

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲
۱۲۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲
۱۲۱۲ ۱۲ ۱۲

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد دین یہودیت پر قایم ہین کچھ نصیب اور حصہ ہدایت سے انکو حاصل نہین
گو پہلے منسوخ ہونے اس دین کی ہدایت پر ہون اور مراد یہودیون کی نفی ہدایت نصاری
کی سی یہہ ہے کہ مابہ الامتیاز دین نصاری کا یہود سے باطل اور بے اصل ہے یعنی کوئی شی انکے
مذہب مین ایسی نہین جسکے سبب سے یہودیونکے دین سی انکا دین جدا ہو گو حضرت موسیٰ اور دوسرے
انبیا پر ایمان انکا ہو اور احکام توریت کے بہی قبول کرین سو اس بات سے کچھ خوبی انکی مذہب کی
نہین نکلتی ہی اسواسطے یہ بات یہود مین موجود ہے مع اور رذم ہر فرقہ کی خاص شئی کے سبب سے نکلتی ہی
کہ اُسی مین وہ چیز پائی جاوے دوسری مین نپائی جاوے سوال دوسرا یہ ہے کذلک کلمہ تشبیہ کا
ہے تشبیہ مرکب کاف تشبیہ اور ذلک سی کہ اسم اشارہ ہی اور یہ امر ظاہر ہے کہ مشار الیہ اسجگہ وہی کلام پہلا ہے پس
لفظ مثل قولہم کا محض تکرار ہو گیا اسواسطے کہ کاف تشبیہ کا مرادف مثل کی ہے اور قولہم بجای ذلک
کے واقع ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے واسطے دفع کرنے اس تکرار کے دو طریق اختیار کیے
ہیں اول یہ ہے کہ مثل قولہم کے لفظ کو تاکید کذلک کی مقرر کرتے ہیں اسواسطے کہ بسبب آنے موصول
اور صلہ کے فاصلہ بہت درمیان مین آیا دوسرے یہ کہ کذلک اور مثل قولہم کا مدلول متغایر مقرر کرتے ہیں
اسطرح کہ کذلک مین تشبیہ قول کے ساتہ قول کی ہے اور مثل قولہم مین تشبیہ مقولہ کے ساتہ مقولہ کے یا
بالعکس یا اختلاف وجہ تشبیہ مین ہے کہ کذلک سے مراد تشبیہ بطلان اور فساد مین ہے اور مثل قولہم
مین وجہ تشبیہ کی کونہ ناشیا عن العداوۃ ہووے حاصل کلام یہ ہے کہ غرض لانے ان دو لفظون سے
بیان اس بات کا ہے کہ اس قول مین کئی وجہ سے ان دونو فریق نے مشابہت ساتہ جاہلون
مشرکین مکہ اور مجوس اور ہنود کی حاصل کی ہے کہ دین حق کے منکر ہوتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے حال
کو تامل کرین فی الفور معلوم ہو جاوے کہ بیان حق اور اتباع انبیا کی سے ہم کمال دور ہیں اسواسطے کہ تمام
دانشمندون بنی آدم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعظیم مساجد کی واجب ہے اور منع کرنا اور بند کرنا
ذکر اللہ سے حرام ہے اور یہہ دونو کام کرتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ یعنے اور کون
بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجدون خدا کی کو کہ یہ مسجدین اُسی کے گہر ہین اور
دوسرے کی ان مین شرکت نہین اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ یعنے اس بات سے کہ یاد کیا
جاوے اُن مین نام پاک اُسکا خواہ دل سے خواہ زبان سے اور خواہ ساتہ تمام اعضا کے

جیسا کہ نماز مین اسی طرح ہوتا ہی بلکہ اسکے اوپر بھی کفایت نکی اور یہہ بات چاہی کہ خانہ ہاے خدا کو بیخ
بنیاد سے اکھیڑین وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اور سعی کی بیخ خراب کرنے ان سجدون کے اور یہہ
حرکتین فقط تعصب کی راہ سے کرتے ہین کہ مخالف ہمارے ان سجدون مین آکر عبادت کرتے ہین پس
جو شخص ایسا ہو کئی طرح سے ظلم اسکے اندر پاے گئے اول یہہ کہ انواع ظلم کے بہت ہین ظلم مالی اور ظلم عرضی
اور ظلم جانی اور اعلیٰ مراتب ظلم کا یہہ ہے کہ کسی کے گھر کو کوئی غصب کرے اور اسی واسطے وقت بیان کرنے
شدت ظلم کے اس ظلم کو زبان پر لاتے ہین کہ فلانے شخص نے فلانے کا گھر چھین لیا اور اُس کو گھر سے
نکال دیا اس واسطے کہ جب غصب گھر کا پایا گیا غصب تمام متعلقات اُسکے کا ہوا دوسرے یہہ کہ
غصب کسی کی چیز کا بھی کئی طرح سے ہوتا ہے غصب عین کا ہوتا ہے اور غصب منافع کا اور اعلیٰ
مراتب غصب کا یہہ ہی کہ جو مقام ذکر اُسکا ہوا اُسکو بھی نہونے دے تیسرے یہہ کہ بعد غصب کرنے
تصرفات غاصب کے کئی طرح سے ہوتی ہین کبھی دعویٰ ملکیت کا کرتے ہین اور کبھی دعویٰ اولویت
کرتے ہین اور جب شی کو اصل سے خراب کر دیا کمال ظلم ہوا اور یہہ بات ظاہر ہے کہ تمام ظلمون سے
بڑا سخت ظلم یہہ ہے کہ بہ نسبت خالق اور منعم اپنے کے ظلم کرے اور جب کہ یہہ لوگ بہ نسبت خالق
اپنے کے اس قسم کے ظلم کے مرتکب ہوے کہ اُس کے گھرون کو غصب کرین اور نام اُسکا نہ لینے
دیوین پھر اُس گھر کو خراب کرین اور گرا دیوین اس سے زیادہ کون شخص ظالم ہوگا اور ایسا ظلم
اہل کتاب مین سے نصاریٰ کی گروہ سے سرزد ہوا کہ جس وقت یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
قتل کرنیکی فکر مین ہوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا نصاریٰ بارادہ انتقام کے
طیطوس رومی کے پاس گئے اور اُسکو معتقد حضرت عیسیٰ کا بنایا اور شام کی طرف اُس کو لائے اور
یہودیون کو قتل کروایا اور یہودیون کی دشمنی کے سبب سے بیت المقدس کو بھی خراب کیا اور نجاستون
اور خس و خاشاک سے بھر دیا اور کوڑا اور نجاستین اُسی جگہ ڈالتے تھے باوجودیکہ بیت المقدس
بنایا ہوا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تھا اور اُسی وقت سے ہمیشہ عبادت گاہ
انبیاء بنی اسرائیل کا رہا اور ذکر خدا کا ہمیشہ اُس مین ہوتا تھا اور جس جگہ توریت کو پایا جلا دیا اور
بیت المقدس کے بدلے شرق کی جانب کہ جس جگہ مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا
عبادت گاہ مقرر کی اور بیت المقدس تا زمانہ پھیلنے اسلام کے خراب رہا کہ آخر کو حضرت

تفسیر خلیلی

دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت اُن کا خون اسی آیت شریفہ پر گرا (ابن ابی حاتم)

قُلْ اَتُحَاجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ

کہو کیا اب تم ہم سے خدا کے بارے مین جھگڑتے ہو کہ عربی آدمی کو کیون نبی بنایا)

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس شہر کو فتح کیا اور بذات خود اور صحابہ نے اُس مسجد کو
نجاستون سے پاک کیا اور پانی سے خوب طرح پاک صاف کر کے خوشبوؤن سے معطر کیا اور محل
عبادت اور نماز کا اُسکو ٹھیرایا اور ایسا ہی ظلم مکہ کے جاہلون سے بھی سرزد ہوا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو مسجد الحرام مین آنے سے اور نماز پڑھنے سے اُس جگہ مین مانع ہوے بلکہ
کسی مسلمان کو جو نماز پڑھتے ہوے اُس جگہہ دیکھتے تھے یا ذکر کرتے ہوے اُسکو گالیان دیتے اور
مارتے اگرچہ ظاہر مین عمارت اُسکی کو خراب نکیا لیکن جب کہ اُسکو ذکر الٰہی سے معطل کیا اور بتون کو
اُس مقام مین رکھا اُسکو ساتھ نجاست معنوی کے آلودہ کیا پس حقیقت مین یہہ بھی خراب کرنا اور ویران
کرنا ہے اور یہی روش اور فرقون کفار مین ہے جیسے کہ ہنود اور مجوس رائج ہوے کہ جب کسی
شہر پر اہل اسلام کے شہرون مین سے مسلط ہوتے تھے اذان اور جماعت کو منع کرتے ہین اور ذکر
الٰہی سے معطل کرتے ہین اور ذلیل کارخانہ اُس مین رکھتے ہین اور ہر چند کہ یہودیون نے صریح یہہ
ظلم نہین کیا لیکن جس وقت اُنھون نے مشرکین مکہ کی امداد کی در پردہ یہہ بھی مرتکب اس امر شنیع
کے ہوے باوجودیکہ تینون فرقون کے نزدیک مسجدون کی ہتک حرمت کا کرنا جائز نہین اور ذکر
الٰہی سے روکنا اور بند کرنا بُرا ہے خصوصاً مسجدون مین کہ محض اسی کام کے واسطے بنی ہوئی ہین اور
مقرر ہین بلکہ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ یعنی یہہ گروہ نہین جائز تھا ان کے دین اور آئین مین بھی
اَنْ یَّدْخُلُوْھَا یہہ کہ داخل ہون خدا کے گھرون مین اور مسجدون مین اِلَّا خَآئِفِیْنَ یعنی مگر خوفناک
اور ڈرنے والے اس سبب سے کہ مبادا ہمسے اس مکان کی تعظیم کرنے مین کوئی قصور نہو جاوے
اور صاحب خانہ کے روبرو ہمکو شرمندگی حاصل ہو چنانچہ دیوان عام اور دیوان خاص بادشاہون
کی مین اسی طرح کا خوف اور ہراس دل مین ہوتا ہے اور اِن ظالمون کا کیا ٹھکانہ ہے کہ اس قدر ہتک
حرمت مسجد کی کرتے ہین اور بالکل اِن کو خیال نہین پس اس قسم کے آدمی اگر مشرک ہین سو
اُنھون نے شرک کے ہمراہ بے ادبی کو بھی ملا لیا اور سب سے زیادہ ظالم ہوے اور اگر مدعی توحید
اور اتباع ملت کے ہین پس کار ان کا مخالف گفتار کے ہوا اس واسطے کہ تعظیم معبود کی اُس وقت
ہوگی کہ تعظیم عبادت اُسکی کی ہو اور تعظیم عبادت کو عبادت گاہ کی تعظیم واجب ہے اور
جب کہ عبادت گاہ کو خراب اور ویران کیا اس سے انکار عبادت کا پایا گیا

اور انکار عبادت سے انکا معبود کا سمجھا گیا اور جس وقت قول انکا مخالف فعل کا ہوا خصلت
نفاق کی انکے واسطے ثابت ہوئی اور گروہ دینداروں کے سے باہر ہوئے سو اس ظلم کی مکافات
مین لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ یعنی واسطے انکے ہے دنیا مین واسطے عبرت دوسرونکے نہ اسواسطے کہ دار
الجزا ہے خِزْيٌ یعنے رسوائی سخت بسبب قتل کئے جانے اور قید کرنے اور جلا وطن کرنے کے اور
چھین جانے ملکون اور شہرون کی ان کے ہاتھون سے اور منع کئے جانے اسبات سے کہ مکانات
متبرکہ مین داخل ہون مگر ڈرتے ہوئے اور خوفناک چنانچہ یہی مشرکین مکہ کے حق مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین درپیش آیا کہ نوین سال مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حسب ارشاد جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موسم حج مین منادی کی اب آئندہ کو کوئی
مشرک اس مقام پاک مین داخل نہو اور اگر اتفاقاً دیگا مارا جاویگا اور وقت خلافت حضرت
فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصارٰی کے حق مین یہی بات وقوع مین آئی کہ ملک شام
کو ان کے ہاتون سے چھین لیا اور بیت المقدس سے نہایت اہانت اور ذلت کے ساتھ نکال
کیا اور رفتہ رفتہ بنی امیہ بنی عباس کی بادشاہت مین قسطنطنیہ و اندلس و سوریہ اور روسیہ بھی ان کے قبضہ
سے باہر ہوئی اور جزائر فرنج مین فرار ہوکر آوارہ اور پریشان ہوئے اور فقط اسی رسوائی
پران لوگون کے حق مین بس نہین بلکہ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنے اور واسطے
اُن کے تیار ہے آخرت مین کہ دار الجزا اور مکافات کا ہے عذاب نہایت بڑا کہ اُس عذاب
کے روبرو دنیا کی رسوائی بالکل ہیچ ہے اور کچھ حساب مین نہین اور اسی واسطے دنیا کی رسوائی
کو عذاب نکہا لیکن ان لوگون نے کہ جو دنیا مین ظلم اور تعدی کرتے ہین تمام وبال اسکا انکی جان پر ہے
اور جناب پاک بارتعالے کی اس سے بلند ہے کہ کوئی شخص بسبب ظلم کرنے کے کچھ نقصان اُس کو
پہونچاوے اور ایسے ہی بسبب گرا دینے اور ویران کرنے مسجدون کے کچھ عبادت اسکی موقوف نہین
ہوجاتی ہے اور خاص مکانکے ویران کرنے سے بالکل امکنہ عبادت اسکی کی معدوم نہین ہوجاتے
ہین اس واسطے کہ اُس کے واسطے کوئی مکان نہین کہ ایک مکان مین جاوے قرار ہو کر وہ
اُس کے کے بے گھر ہو جاوے اور مسافرون کی طرح سے جنگل جنگل مین پھرے بلکہ اُس کی
نسبت سے تمام مکانات برابر ہین اور عبادت اُس کی جس مکان مین کی جاوے مقبول

تفسیر علمی
یعنی ہمارے ہی ہاتھ مین ہوا کہ اس کو ہم نے مسکون مین زندہ کرکے اوپر کو دنیا کی زندگی مین جیسے جہان کا چاہا بنایا آم...
[illegible]

سے ہے اور ایسے ہی خراب کرنے مسجدون کی سے کچھ مسلمانون اور عبادت کرنے والون کو بھی
نقصان نہین پہونچتا ہے اس واسطے کہ تمام زمین کو مسلمانون کے واسطے بمنزلہ مسجد کے مقرر
کیا گیا ہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یعنے اور واسطے خدا کے ہے مشرق اور مغرب زمین ہر جگہہ
کی عبادتگاہ اس کی ہے اور اس کی نسبت جیسے کہ بیت الحرام اور بیت المقدس کے ساتھ ہے ویسے
ہی نسبت دوسرے مکانون کے ساتھ ہے اسواسطے کہ تمام مکانات مملوک اور مخلوق ہونے اُسکے
مین برابر ہین اور کوئی مکان جاے سکونت اس کی کا نہین پس اے مسلمانون خراب کردینے مسجدونکے
جاے عبادت اُس کی کی معدوم نہین ہوسکتی ہے فَاَیْنَمَا یعنے پس جس جگہہ کھڑے ہو کر تُوَلُّوْا یعنے مُنہ
اپنا اسکی طرف پھیرو اور متوجہ طرف اُسکے ہو فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنے پس اس مکان مین ہے حضور
اللہ تعالے کا اور قرب اُسکا اسواسطے کہ جناب باری عز اسمہ جسم اور جسمانی نہین کہ اگر
ایک مکان مین موجود ہو دوسرے مکان مین موجود نہو بلکہ ہر وقت ہر جگہہ موجود ہے اور
روحانی مقید بھی نہین کہ بسبب تنگی حوصلہ کی ایکطرف متوجہ ہونے سے توجہ اُسکی دوسریطرف
نپائی جاوے بلکہ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ یعنے تحقیق اللہ تعالے فراخ حوصلہ ہے کہ کسی چیز کی فراخی کو اُسکے
فراخی سے نسبت نہین اسواسطے کہ جتنی جسم اور جسمانیات اور روحانیات ہین اگرچہ فراخی حسی یا معنوی
اُن مین پائی جاوے مگر فراخی اُن کی خاص کسی قسم کی ہوگی علے العموم فراخی نہین مثلاً شعاع
آفتاب کی باوجود اس قدر وسعت کے ظل مخروطی زمین کی مین کچھ کارگر نہین ہوتی ہے اور
فراخی حوصلہ جبرئیل کی ان کامون مین کہ متعلق ملک الموت کے ہین پیش نہین جاتی اللہ تعالیٰ
کی ایسی شان ہے کہ تمام فراخیون کو کہ ممکن ہین گو کہ غیر متناہی ہین گھیرے ہوئی ہے اور اگر یہ
فراخیان اس کی تمہارے ذہن مین نہین آسکتی ہین پس اس قدر خود یقینا جانتے ہو کہ اللہ تعالے
عَلِیْمٌ جاننے والا ہے تمام ظاہر اور پوشیدہ کو پس اگر حضور اُس کا ہر مقام مین تمہارے
فہم مین نہین آسکتا ہے اس قدر ضرور تم کو معلوم ہے کہ ہر چیز جس مکان مین ہو تحت
علم اس کے کی ہے اور واسطے قبول کرنے عبادتون کے احاطہ علمی اُس کا بھی کفایت
کرتا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہ ایک مکانمین رہتے ہین اور حالات تمام ملک
کے زیر حکومت ان کے سب خوب طرح جانتے ہین اور موافق اُسی علم کے ہر کسی کی ساتھ ویسا ہی معاملہ

کرتے ہین اور مطیع کو نافرمان سے جدا کرتے ہین پس خداے تعالی کہ تمام بادشاہون کا بادشاہ ہی کیونکر
احوال تمام بندون اپنے کے سے غافل ہے کا باقی رہین اس مقام مین چند بحثین کہ ذکر انکا واجب ہے
اول بحث یہہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مسجد کو ذکر اور نماز سے معطل کرے
اور ویرانی ظاہری یا باطنی اس کی کرے وہ بڑا ظالم ہے اور اجماع اہل شرع سے یہہ ثابت ہوا ہی
کہ کفر اور شرک تمام گناہون سے بڑا گناہ ہے اور سب ظلمون سے بڑھکر ظلم ہے چنانچہ آیت
ان الشرك لظلم عظیم ۰ سے بھی اس بات کی طرف اشعار ہی پس وجہ تطبیق کی کیا ہی کہ مسجد کی
ویرانی کو بھی بڑا ظلم کہا گیا اور شرک اور کفر کو بھی بڑا ظلم ٹھیرایا جواب اسکا یہہ ہی کہ ایک اعتبار سے
مشرک اور کافر بڑے ظالم ہین اور دوسرے اعتبار سے خراب کرنے والا اور ویران کرنے والا مسجد کا
بڑا ظالم ہے مشرک اور کافر اس وجہ سے ظالم ہین کہ انھون نے اپنے نفسون کو ہلاک ابدی مین گرفتار کیا
اور حق پروردگار اپنے کا بھی تلف کیا اور خراب کرنے والا مسجد کا اس وجہ سے بڑا ظالم ہی کہ آدمیون کو
اس سعادت عمدہ سے محروم رکھا اور معرفت معبود کی جہان سے معدوم کی اور مشرک اور کافر اگرچہ
کہ معرفت توحید اور نبوت کی نہین رکھتے ہین لیکن معرفت معبود کی سے مانع نہین ہین اور دوسرون کو
بھی اس سعادت سے محروم نہین کرتے ہین بخلاف اس شخص کے سو اپنے حال کے اعتبار سے مشرک
اور کافر بڑے ظالم ہین اور بہ نسبت دوسرون کے خراب کرنا مسجد کا بڑا ظلم ہی جیسے کہ ظاہر ہی اور اسم
تفضیل کے مفہوم مین کہ اس مقام مین لفظ ظلم کا ہی زیادتی بوجہ من الوجوہ کفایت کرتی ہی اور تمام
اعتبارات سے زیادتی درکار نہین پس کچھ اختلاف اور تعارض نہین دوسری بحث یہہ ہی کہ جو شخص
ذکر خدا کے سے منع کرے اور آدمیون کو قائم کرنے دین اور شعار شرع کی سے کسی وجہ سے باز رکھے
اس وعید شدید مین داخل ہی پس ہر مسلمان کو اس بات سے کمال احتراز چاہیے اور مقدمات اور دواعی
اور اسباب قریبہ اور بعیدہ اس کام کے سے نہایت احتیاط رکھے تیسری بحث یہہ ہے کہ لفظ من کا مفرد
ہی اور اشارہ کے مقام مین لفظ اولئك ساتھ صیغہ جمع کے لائے یہہ استعمال کس طرح سے درست ہی
جواب اس کا یہہ ہی کہ اگرچہ لفظ من کا مفرد ہے لیکن جمع کے معنی مین مستعمل ہوا پس اشارہ کرنا
اس کی طرف ساتھ صیغہ جمع کے درست ہوا اور اشارہ کی جگہ صیغہ جمع کے لانے مین ایک نکتہ اور
یہہ ہی کہ اکثر مقام خوف کا تنہائی کے وقت ہوتا ہی اور اجتماع مین کمتر خوف ہوتا ہی

تفسیر علیمی

السد مطالب کلام سے نسلے ختم نہیں ہے

ف حسن بصری علیہ الرحمۃ نے کہا ہو توراۃ مین پڑھتے تھے کہ بیشک بین السلام اچھی ہے اور محمد اسکے رسول ہین اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام اور ان کی اولاد سب یہودیت اور نصرانیت سے بری تھے ان

اور جب کہ اجتماع کے وقت مین بھی خوف متحقق ہوا معلوم ہوا کہ اسباب اُس خوف کے کس قدر قوی اور
غالب ہین کہ اجتماع بھی اُسکا مانع نہین چوتھی بحث یہہ ہی کہ اعادہ لفظ لھم کا درمیان ولھم
عذاب عظیم کے کس واسطے کیا باوجودیکہ چندان درکار نتھا اس واسطے لھم فی الدنیا خزی ولھم
فی الاخرۃ عذاب عظیم۔ بھی کفایت کرتا ہی اس لفظ کے زیادہ کرنے مین کیا نکتہ ہے
جواب اسکا یہہ ہی کہ لفظ لھم کے دوبارہ لانے سے یہہ فائدہ ہوا کہ رسوائی دنیا کی بھی خاص انکے
واسطے ہی اور عذاب آخرت کا بھی خاص انکے واسطے ہی اور اگر لفظ لھم کا زیادہ نکرتے اس صورت مین اختصاص
مجموع کا پایا جاتا نہ اختصاص ہر ہر واحد کا علیحدہ علیحدہ اور اوپر تقدیر اختصاص مجموع کے احتمال اس بات کا باقی
تھا کہ رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا علیحدہ علیحدہ اورون مین بھی موجود ہی اور لفظ لھم کے لانے سے
یہہ بات حاصل ہوئی کہ ہر ایک دونون مین سے خاص انھین کے واسطے ہے نہ وہ رسوائی دوسرون مین
پائی جاتی ہی اور نہ وہ عذاب اور جگہہ متحقق ہی اسیواسطے یہ رسوائی پس عوض اُس اہانت اور ذلت کے ہی کہ
ساتھ خانہ خدا اور نام خدا کے اپنے زعم مین عمل مین لائی اگرچہ اثر اُسکا جناب پاک باری کو نہ پہنچا
اور دوسرے لوگون نے ارادہ ایسی اہانت اور ذلت کا نہین کیا پس مستحق اُس رسوائی کے بھی نہوے
اور عذاب عظیم آخرت کا عوض ظلم اور محروم رکھنے آدمیون کا اس سعادت عمدہ سے ہے کہ اورون
مین یہہ ظلم متحقق نتھا پانچوین بحث یہہ ہی کہ اضافت مساجد کی طرف خدا کے واسطے تشریف اور
تعظیم کی ہی اور اگر یہہ بات کہین پس مسجدین آدمیون کی بنائی ہوئی ہین اور جاے سکونت مؤذنون
اور اماموں کی اور اگر یہہ امر خیال کیا جاوے کہ حقیقت مین مسجدین ملک خدا کی ہین پس اس طرح
سے تمام جہان مملوک اور مخلوق اُس کی ہے چنانچہ فرماتے ہین ولله المشرق والمغرب
پس یہہ اضافت محض شرافت اور تعظیم کے واسطے ہے چنانچہ خانۂ کعبہ کو بیت اللہ اور حضرت
صالحؑ کی اونٹنی کو ناقۃ الله فرمایا ہے اور سِر اس کا یہہ ہی کہ ملک ابتدائی اللہ تعالی کی سب
چیزون مین یکسان ہے لیکن ان مکانات متبرکہ مین ملک ابتدائی کے ساتھ ملکیت ثانوی بھی
مل گئی اس واسطے کہ اول اُن مقامات کو آدمیون کی ملکیت مین داخل کیا اور آدمیون نے بعد مالک
ہونے کے اللہ کے حکم سے برضا و رغبت حسبۃ لله اپنی ملکیت سے نکال کر اُسکی عبادت اور ذکر کے واسطے
وقف کیا جیسے کہ جانور قربانی کے اُن کا بھی یہی حال ہی پس ان مقامات کو بہ نسبت اور چیزون کے

ایک نوع کا امتیاز حاصل ہوا اور نسبت الی اللہ اُن مین زیادہ تر بہ نسبت اور مقامات کی متحقق
ہوئی اور اسی واسطے اُن مکانون کو تشبیہا بیوت اللہ اور خانہ خدا نام رکھتے ہین اور اس سبب
صحیحین کے حدیث مین آیا ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ
یعنے دوسترین شہر کے مکانون مین سے اللہ کے نزدیک مسجدین ہیں اُس شہر کی اسواسطے
کہ خدا وہان جانے سے یاد آتا ہے اور دل کو طرف اللہ کے متوجہ کرتے ہین اور ناخوش ترین
شہر کے مکانون مین سے بازار اُس شہر کے ہیں کہ اُنکی یاد سے دل کو روکتے ہین اور دنیا کی
باتون مین راغب کرتے ہیں اور وہان جانے سے طرح طرح کی خواہشین نفسانی طرف اکل و
اور خرید اور فروخت اور دیکھنے لڑکون اور عورتون نامحرم کے پیدا ہوتے ہین چھٹی بحث اور
تحقیق یہہ ہے کہ جسوقت خراب کرنیوالے مسجد کے حق مین یہ وعید شدید فرمائے بطریق مقا
کے سمجھا گیا کہ آباد کرنیوالے مسجدون کے واسطے صفت عمل اور ایمان کی ثابت ہوگی چنا
اس آیت مین کہ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ ذکر اسکا انشاءاللہ ویگا اسی واسطے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا رایتم الرجل یتعاھد والمسجد فاشھدوا
لہ بالایمان یعنے جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ خبرگیری مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس مقام
متبرک مین آتا ہے پس واسطے اُسکے گواہی ایمان کی دو تم ساتوین بحث یہ ہے کہ جو چیزین
کی تعظیم کے واسطے شرع شریف مین آئی ہین اور وہ کئی چیزین ہین مسلمان شخص کو چاہیے
اُن چیزون مین جو اس سے ہوسکتی ہو وسیع کرے اور بجالاوے تاکہ مسجد کے خراب کرنیوالوں
مین داخل نہو اور آباد کرنے والون کی گروہ مین شمار کیا جاوے اول پیادہ پا جانا واسطے
فرض کے مسجد مین وقت تاریکی کے کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ تاریکی کے وقت مسجد
سبب کفارہ گناہون کا ہے اور یہی حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی اپنے گھر مین طہارت
پاکیزگی اچھی طرح سے کرے پھر مسجد کی طرف محض بہ نیت ادائے فرض کے روانہ ہو ہر ہر قدم
اُسکا ایک ایک گنا جاتا ہے ایک قدم سے ایک گناہ دور ہوتا جاتا ہے اور دوسرے قدم
سے درجہ بہشت مین بلند ہوتا جاتا ہے دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد اور کوڑے سے اور
اور مکروہات طبعی اور نجاسات شرعی سے پاک رکھے اور سبب روشن کرنے

تفسیر حقانی
وہ ایک جماعت تھی
گذر گئی جو اسے کیا وہ
اسکے لیے ہے اور جو
تم نے کیا وہ تمہارے لیے
ہے اور انکے اعمال
کی کچھ پوچھ نہوگی
ف یہی آیت پہلے
رکوع مین پہلے ہی گذری
وہان یہ مطلب بتا
کہ بہت سارے
اعمال و افعال کسی طرح
تمہارے الگون کے موافق
نہین ہین اور انکی کچھ پوچھ
تمہارا عمل ہے اور
یہان یہ مطلب ہے

وغیرہ کی معطر کرے اور فرش ستھرا اور پاک بغیر تکلف کی اُسمین بچھا وے اور حدیث شریف مین ہے کہ خس و خاشاک مسجد سے دور کرنا اور جاروب کشی اس مکان کی کرنی بہشت کی حوروں کا مہر ہے لیکن اس امر مین ایسی احتیاط کرے کہ نوبت زینت کی حد سے بڑھ کر نہ پہونچے اور سونیکے پانی سے مطلا نکرے اور پھول بوٹے نہ نکالے اور لاجورد وغیرہ سے رنگین نہ کرے اسواسطے کہ ان چیزون کے سبب سے حکم مسجد کا نرہیگا اور تماشا گاہ مین داخل ہو جاویگی اور اسواسطے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی نے جسوقت مسجد نبوی مقدس نئے سرے سے تعمیر کروائی معمار کو ارشاد کیا کہ اکن الناس من المطر وایاك ان تحمر او تصفر لتفتتن الناس یعنے بنا ے مسجد کو اسقدر محکم کر کہ خوف ٹپکنے پانی کا دور ہو جاوے اور خبردار ہو کہ اس مسجد کو سرخی اور زردی کے ساتھ رنگین نکرے تو کہ آدمی فتنہ مین پڑینگے اور عبادت کے وقت نقش اور نگار کی طرف مشغول ہونگے اور عبادتوں میں قصور ہوگا تیسرا یہ کہ جب مسجد مین داخل ہو اگر وقت ادا ے فرض اور سنت کا ہے فبہا کہ انہین کے ادا کرنے مین مشغول ہو والا دو رکعت تحیت المسجد پڑھے بموجب حدیث ابی قتادہ کی کہ صحاح ستہ مین موجود ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس یعنے جسوقت داخل ہو کوئی تم مین سے مسجد مین پس چاہیے کہ پڑھے دو رکعتین بیشتر بیٹھنے سے اور اگر فرض اور سنت اور نفل دوسرے ادا کیے تحیت المسجد ساقط ہوئی اور اگر ایسے وقت مسجد مین جاوے کہ نماز پڑھنے اسوقت مین ممنوع ہے جیسے کہ وقت استواء اور طلوع اور غروب کی بالاجماع یا بعد فجر اور عصر کے نزدیک حنفیہ کے پس ایسے وقت مین چاہیئے کہ ایک ساعت خفیفہ قبلہ رو بیٹھ کر ساتھ ذکر اور تسبیح کے مشغول ہو پھر اپنی حاجت کے واسطے چلا جاوے اور نماز اسوقت نہ پڑھے چوتھے یہ کہ جب مسجد مین آوے داہنا پیر اول رکھے اور جب مسجد سے نکلے بایان پیر اول نکالے اور یہ روایت حضرت خاتون قیامت فاطمہ زہرا صلے اللہ علی ابیہا وعلیہا کی آیا ہے کہ مسجد کے داخل ہونیکے وقت کہے صلی اللہ علے محمد وسلم رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور نکلتے وقت کہے صلے اللہ علے محمد وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك پانچوین یہ کہ بیٹھنا مسجد مین واسطے انتظار کی نماز جماعت کے عبادت ہے اور ایسے ہی بعد ادا کرنے

نماز کے واسطے ذکر اور تہلیل و تسبیح کی اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب تک مصلی بعد نماز کے اپنی جگہ
بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے حق مین یہہ دعا کرتے رہتے ہین اللھم اغفر له وارحمه
یعنی بارخدایا بخش اُسکو اور رحم کر اُسپر لیکن یہہ دعا فرشتون کی اُس وقت تک ہے کہ
وضو اُس کا شکستہ نہو چھٹے یہہ کہ مسجد مین حتی المقدور خرید فروخت اور دوسرے معاملات دنیا
کی مثل اجارہ وغیرہ کی نکرے اور آدمیون کو چاہیے کہ مسجد مین نماز سے پہلے حلقہ کرکے دنیا کی
باتین اور ہزلیات بے فائدہ اور قصے امیرون اور بادشاہون کے بیان نکرین بلکہ سب کے سب
قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز کی شکل پر بیٹھین اور ذکر مین مشغول ہون اور گم ہوئی چیز کو مسجد مین
آواز بلند سے نڈھونڈین بلکہ بلا سبب مسجد مین آواز بلند نکرین اور بیہوش لڑکون اور دیوانون
کو مسجد مین آنے ندیوین اور ہتھیار مسجد مین نلاوین اور اندر حمام اور مادہ اور خانہ جنگی نکرین اور
فقیرون کو مسجد مین سوال کرنا حرام ہے اور اُن فقیرون کو جو مسجد مین مانگتے ہین دینا
مکروہ ہے تاکہ اس فعل کی عادت نکرلین اور شعرون کا پڑھنا مسجد مین ممنوع ہے مگر وہ شعر
جسمین توحید باری تعالی کی اور نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یا وعظ اور نصیحتین ہون وہ درست ہے
اور صحن مسجد مین گناہگارون کو سیاست نچاہیے کرنا اور سونا مسجد مین بغیر ضرورت کے مکروہ ہے
اور وقت حاجت کے کچھ مضائقہ نہین اور تھوک ڈالنا مسجد مین گناہ ہے اور اگر ڈال بھی دیا جلدی
سے وہان سے اُٹھالین اور اُس مکان کو پاک کرین اور اگر زمین مسجد کی نرم ہے اُس تھوک کو
زمین کھود کر دفن کرین اور کاریگر کو بیٹھکر مسجد مین کام کرنا ممنوع ہے لیکن اگر معتکف ہے
اور بدون پیشہ اپنے کے قوت اُس کو میسر نہین ہوتا ہے تو اُس وقت درست ہے اور غسل
اور وضو اور حجامت مسجد مین اس طرح سے کہ مستعمل پانی سے زمین اُس کی آلودہ ہوجاوے یا
بال اور میل بدن کا اُس مین گرے ممنوع ہے اور پیاز اور لہسن کچا کھاکر مسجد مین آنا اور حقہ کی بو منہ
مین لیکر بغیر مسواک کے مسجد مین جانا مکروہ ہے ساتوین یہہ کہ مقدور کے موافق مسجد کی عمارت
مین جس مقام مین کہ حاجت اُس کی ہے مال اور جان سے مدد کرنی ثواب عظیم ہے اور ایسے
ہی درست کرنا سامان طہارت کا مثل بنا غسلخانہ اور تعمیر چاہ مسجد کی اور بدررو ہا کا
اُس کے کی اور فرش بوریا وغیرہ کا ڈالنا اور روشن کرنا چراغ کا جب تک آدمی

تفسیر مولانا شاہ عبد القادر صاحب المعروف موضح القرآن
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو اللہ صاحب بہت مہربان مہربانی کرنے والا ہے
الحمد للہ رب العالمین
سب تعریفین اور بڑائیان خاصی سے خاصی اور ستھری سی ستھری اول سے آخر تک جو ہوئی ہین اور ہونگی

اُس مین رہین عبادت ہی اور حدیث صحیح مین ساتھ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آیا ہی کہ
امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور وان تطیب وتنظف یعنی حکم فرمایا
رسول اللہ صلعم نے واسطے بنا مسجدون کے مکانات مین اور اُن مسجدون کو پاک اور صاف
رکھنا چاہیے اور خوشبو سے معطر کرنا چاہیے اُس مقام مین جاننا چاہیے کہ اکثر فقہائے لفظ
اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين سے استنباط کیا ہی کہ غیر اہل قبلہ کو
خواہ یہودی ہون خواہ نصاریٰ یا اور مشرکین مثل ہنود اور مجوس کی مسجد مین نہ آنے دیوین اور
وجہ اس استنباط کی یہہ ہے کہ خبر ایسے مقامات مین مرادف نہی کی ہوتی ہے مانند ما كان
لكم ان تؤذوا رسول الله ـ وما كان للمشركين ان يعمروا مساجد الله اور جب نہی
متعلق ساتھ کافر کے ہووے کہ حکم تکلیفی کی تصدیق نہین کرتا ہی گویا اس صورت مین نہی
متعلق اُن لوگون کے ساتھ ہوتی ہے جو کہ قبول کرنیوالی تکلیف کی ہین کہ اُس کافر کو
یہہ کام نکرنے دیوین پس حاصل کلام کا یہہ ہوگیا کہ ای مسلمانو تم کو جائز نہین کہ اُس قوم کے
لوگون کو مسجدون مین آنے دو مگر جس وقت کہ مضطر اور لاچار اور ذلیل اور ڈرنیوالے ہون
جیسے کہ وقت محاکمہ اور مخاصمہ اور ثابت کرنے قصاص و حد کے جس صورت مین کہ قاضی مسجد
مین بیٹھا ہوا اور اسی واسطے امام مالک رح نے موافق اس حکم مستنبط کے عمل کیا ہی اور کہتے ہین کہ
کسی کافر کو کسی وقت مین مسجد مین داخل کرنا جائز نہین اور امام شافعی رح خاص کرتے ہین اس حکم کو
ساتھ مسجد الحرام کے کہ اُس مسجد پاک مین کسی وقت کسی کافر کو آنے نہ دینا چاہیے اور دوسری مسجدون مین اگر
مسلمان لوگ کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے آنے دین مضائقہ نہین اور امام اعظم رح فرماتے ہین کہ
آنا کافر کا سب مسجدون مین درست ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین مہمانون کو گو کافر ہوتے مسجد مین اُتارا کرتے تھے چنانچہ ثقیف کے ایلچی اور دوسرے
ایلچیون کو بھی اور بھی بتواتر معلوم ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین بغیر پروانگی اور اذن
کے آنحضرت صلعم کی ملاقات کے واسطے مسجد مین آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور ثمامہ بن اثال حنفی
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی حالت مین ایک مسجد کے ستون سے باندھ کر چھوڑ دیا تھا
اور کوئی ناسخ اس عمل دائمی کا نہوا اور یہہ آیت قطعاً اس حکم پر دلالت نہین کرتی ہی اور ثبوت

اس معنی کا اُس سے ظاہر نہین اسواسطے کر تفسیر اس آیت کی مین معنی دوسری بیان کیے گئے اور
سیاق کو زیادہ تر وہی معنی چسپان ہے پس ان احتمالی معنی سے عمل مستمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی کس طرح نسخ ہوسکے اور بہی استثنا اِلَّا خَائِفِیْنَ کا اس معنی کے موافق تکلف سے درست ہے
چنانچہ ظاہر ہے بحث آٹہوین یہہ ہے کہ آیت و للہ المشرق والمغرب سالے آخر باہر چند کہ
تسلی اور تسکین مسلمانون کی نازل ہوئی ہے تاکہ مسلمان بسبب بند کرنے اور روکنے اُنکی سے
مسجدون متبرکہ مثل مسجد الحرام اور مسجد بیت المقدس کی اور ویران اور خراب کرنے اُن مکانات کو
سے ملول نہون اور خوشی دل سے عبادت کرتے رہین لیکن جب اس آیت سے یہ سمجہا گیا کہ حق تعالے
کو نسبت سب مکانون کے ساتہ برابر ہے اور اس سے لازم آیا کہ نسبت اللہ تعالے کے سب جہتون
سے بہی برابر ہے اسواسطے کہ جہات حقیقت مین اطراف مکانون کی ہین اور عبادت اُسکی جیسے کہ ہر جگہ
مین مقبول ہے ایسے ہی جس طرف کو متوجہ ہو کر بجا لاوے مقبول ہے پس اس صورت مین تعیین جہت
قبلہ کی نماز مین محال معلوم ہوتی ہے اسی واسطے مفسرین صحابہ نے اس لازم کے صحیح کرنے کو
چند صورتین بیان کی ہین اول یہ کہ یہ آیت اس مقدمہ مین اُتری ہے کہ بیت المقدس کی جہت منسوخ
ہوئے اور کعبہ کی طرف نماز کا حکم ہوا اپنے استقبال قبلہ کو اصل عبادت مین کہ وہ تولی الی اللہ ہے
دخل نہین بلکہ یہ استقبال محض واسطے درست کرنے توجہ کے عوام کی ذہنون مین مقرر ہوا
ہے پس منسوخ کرنے استقبال ایک جہت کی طرف دوسری جہت کی تغیر اور تبدل اصل عبادت
اور بندگی مین نہین ہوتا ہے دوسری یہہ کہ جب کوئی شخص اندہیری رات مین اپنے اندازہ
سے کسی سمت کو جہت کعبہ معظمہ کی جانکر استقبال کرے اور اُسی سمت کو نماز پڑہے اور بعد اُسکے
ظاہر ہو کہ وہ سمت جہت کعبہ کی نہ تہی وہ نماز درست ہے اور اعادہ اُس نماز کا لازم نہین آتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو اسی آیت سے استنباط فرما کر آدمیونکو تبلایا ہے
کہ اکثر حاضرین اُسوقت نے گمان کیا کہ یہ آیت اسی مقدمہ مین نازل ہوئی چنانچہ ترمذی اور
ابن ماجہ مین ساتہ روایت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے وارد ہے کہ ہم لوگ ہمراہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ایک جہاد کے سفر مین تہے اور وقت رات کا تہا اور بہت تاریکی اُس رات مین تہی
کہ ستارے نہین دکہلائی دیتے تہے اور جہت قبلہ کی معلوم نہوتی تہی سب آدمیون نے اپنی اپنی اٹکل سے

نماز پڑہی اور نشان کے واسطے جس طرف نماز پڑہی خط کہینچدیا اور اُن خطون پر پتہر رکہدیے تہے جب صبح ہوئی معلوم کیا کہ قبلہ کی طرف کوئی خط نتہا ہمنے یہ ماجرا روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عرض کیا اور شکایت کی کہ یارسول اللہ ہم سبہون نے خطا کی اور طرف سوای قبلہ کے نماز پڑہے حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری نماز درست اور مقبول ہوئی اور دارقطنی نے اسی طرح جابر بن عبداللہ سے بہی روایت کی ہی تیسرے یہ کہ ایک جماعت نے قدماء مفسرین میں سی کہاہے کہ پہلے متعین ہونے قبلہ سے آدمی مخیر تہے جس سمت کو چاہتے تہے نماز پڑہ لیا کرتے تہے بعد اسکے یہ حکم منسوخ ہوا لیکن سند اس تخییر کی از روی روایات صحیحہ کے ثابت نہین ہوتی ہے محض احتمال ہے البتہ قتادہ اور عبدالواحد بن زید نے کہاہے کہ بعد شب معراج کے مسلمانون کو اختیار تہا خواہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑہین خواہ کعبہ کی طرف دونو طرف نماز جائز تہی بعد یہ تخییر منسوخ ہوئی چوتہے یہہ کہ مدلول اس آیت کا خاص ہے مسافر نوافل گذار کیلیے کی جسوقت نماز نفل سواری کے اوپر پڑہے جسطرف سواری اُسکی متوجہ ہو نماز اُسکی درست ہے اور آنحضرت صلعم نے بہی سفر مین ایسی نماز پڑہی ہی چنانچہ صحیحین مین اور دوسری صحاح مین مروی ہے پانچوین بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی سے روایت کی ہے کہ کسی نے اُنکے روبرو یہ آیت پڑہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اُنہون نے فرمایا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ اِذَا تَوَجَّهْتَ قِبَلَ الْبَيْتِ یعنے درمیان مشرق اور مغرب کے قبلہ ہے جسوقت متوجہ ہو تم طرف بیت اللہ کے پس حاصل اُسکا وسعت اور فراخی ہی اسبات مین کہ استقبال عین کعبہ کا تخصیص کرکے ضرور نہین بلکہ کعبہ کی طرف کو اگر نماز پڑہ لے کفایت ہے چہٹے بعضے اہل تدقیق نے کہاہے کہ جو موضع مقاصر مکہ کا ہے اُس موضع مین جسطرف مُنہ اپنے کو متوجہ کرے استقبال قبلہ کا حاصل ہوتا ہے چنانچہ اوپر دانایان فن ہیئت کی پوشیدہ نہین ساتوین یہ کہ مضمون اس آیت کا اُس آدمی کے حق مین ہے کہ خانہ کعبہ اُسکے روبرو ہے جس طرف سے چاہے متوجہ کعبہ کی ہوکر نماز پڑہ سکتا ہے آٹھوین یہ کہ نزول اس آیت کا بیچ حق دعا کے ہے نہ بیچ حق نماز کے چنانچہ حسن بصری اور مجاہد اور ضحاک رضی سے مروی ہے کہ جب آیت ادعونی استجب لکم نازل ہوئی یعنے دعا مانگو تم قبول کرونگا مین دعا تمہاری آدمیون نے پوچہا کہ کس طرف متوجہ ہوکر دعا کرین

موضح القرآن
الٰہی ایسا ہی ہو جو اچہے لوگون کی چلنے کی توفیق سے ہمکو اور بُرے لوگون کی راہ نہ چلین ہم فائدہ جنپر تونے فضل کیا اُنسے چار فرقے مراد ہین نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین اور جنپر غصے ہوا اُنسے یہود اور گمراہون سے نصارے مراد ہین یہ سورہ خدا تعالےٰ نے بندون کی زبان سے بیجا اور سکہایا ہے بندون کو جو اسطرح کہا کرین

اُنکے جواب مین یہہ آیت نازل ہوئی روایت کیا اسکو ابن جریر نے اور ابن المنذر نے مجاہد سے اور
اوروں نے بھی روایت کی ہی غیر مجاہد سے تو ین یہہ کہ نزول اس آیت کا حق عبادت مین انکی
بلکہ بھاگنے اور گریز کرنے مین ہے اور خطاب بیچ لفظ تولوا کے واسطے آدمیون کے ہے کہ منع کرتے
ہین ذکر خدا سے اور سعی کرتے ہین بیچ خراب کرنے مسجدون کے اور مراد یہہ ہی کہ اگر تم رسوائی
دنیا اور عذاب آخرت کی سے کہ تم چاہو کہ گریز ہو کر خلاص ہو جاؤ یہہ بات تمھارے واسطے ممکن
نہین اس واسطے کہ مشرق اور مغرب زمین کا کل خدا کی تصرف مین ہے جس طرف کو بھاگو گے
رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا کہ تمھارے حق مین مقدر کیا ہوا خدا کا ہے روبرو تمھارے
آوے گا اس واسطے کہ تصرف اور قدرت اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہے اور علم اُس کا ہر ایک
مکان کو گھیرنے والا ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی صورت متصور نہین ہو سکتی ہے حاصل کلام
یہہ ہے کہ دونون فرقے اہل کتاب کے خواہ یہود ہون خواہ نصاریٰ خواہ اور فرق باطلہ
جیسے جہلاء مکہ کے اور ہنود اور مجوس بسبب ارتکاب ایسے ظلم کے کہ تمام ظلمون سے
سخت ہی استحقاق دخول بہشت کا نہین رکھتے ہین اور جب کہ اُنھون نے استحقاق دخول کا نہ رکھا
یہہ کسطرح ہو سکے کہ سوائے اُنکے کوئی بہشت مین نہ جاوے اور بہشت اُنھین کے حصہ مین آوے اس واسطے
کہ یہہ لوگ اپنے پروردگار کے حق مین سب اور شتم کا وظیفہ رکھتے ہین اور یہہ ظلم پہلے ظلم سے بھی
بڑھکر ظلم ہے وَقَالُوا یعنی اور کہا ان سب نے خواہ یہود ہون خواہ نصاریٰ خواہ مشرکین عرب
کے کہ الذین لا یعلمون سے مراد یہی لوگ ہین اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی رکھتا ہی اللہ تعالیٰ اولاد
یہودی کہتے ہین کہ عزیر بیٹا خدا کا ہے اور نصاریٰ کہتے ہین کہ مسیح بیٹا خدا کا ہے اور مشرکین عرب کے
کہتے ہین کہ فرشتے بیٹیان خدا کی ہین اس واسطے کہ کام خدائی کے کرتی ہین اور کسی کی نظر
مین نہین آتی ہین اگر بیٹے ہوتے پردہ نشینی اختیار نکرتے اور اولاد کا ہونا جانورون اور آدمیون
مین کچھ عیب نہین اور آدمیون کو اس کی طرف نسبت کرنے سے سب اور شتم نہین ہوتا ہی لیکن
باری عز شانہ کے حق مین اولاد کا ہونا بڑا سخت عیب ہے اور نہایت درجہ کی دشنام ہی جیسے
متفرش ہونا عورتون کی حق مین عیب نہین اور مردون کے حق مین دشنام ہی اور اسی واسطے
صحیح بخاری اور دوسرے صحاح مین ساتھ روایت ابن عباس کی حدیث قدسی مین آیا ہے

موضح القرآن
سورۂ بقرہ مدنیہ
وہی مأتان
و ست و ثمانون
آیۃ
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الم
یہہ حرف جدا جدا
جیسے قرآن شریف
کا اسم صاحب اور
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے درمیان
ہر کوئی اس بھید سے
واقف نہین پر بعضے
عالمون نے کہا ہی کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے
یعنی مین خدائے تعالیٰ
خوب جانتا ہون کہ

کہ حق تعالی نے فرمایا کہ تہمت جھوٹ کی کرتا ہے میری طرف آدمی اور ہرگز اُس کو یہ بات لائق نہین
اور دشنام دیتا ہے مجکو آدمی اور ہرگز اُس کو یہ بات نچاہیے تہمت جھوٹ کی اس طرح ہے کہ
کہتا ہی آدمی کہ اللہ تعالی پھر مجکو زندہ نکریگا جو پہلے مجھکو پیدا کیا ہی حالانکہ دوبارا پیدا کرنا میرے اوپر
پہلے بار پیدا کرنے سے زیادہ دشوار نہین تاکہ یہ شبہ اور تکذیب دل مین خطور کرلی آور دشنام
اس جہت سے ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ پروردگار میرے کو اولاد ہے مانند جانورون اور
آدمیون کی حالانکہ مین خداے یگانہ بے نیاز ہون مین نکسی سے مین تولد ہوا ہون اور نہ کوئی
مجھسے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی ہمسر میرا ہوسکتا ہی اور اس حدیث قدسی مین واسطے بطلان اس
قول کے پانچ دلیلین اشارۃً نکلتی ہین آول احدیت و یگانگی کہ درمیان اُسکے اور تبعض اور
تجزی کی منافات ہی اور اولاد بغیر جدا ہونے نطفہ کے والد سے نہین ہوتی ہی دوسری صمدیت اور
بے احتیاجی کہ منافی احتیاج کی ہی اور اولاد ہونیکے واسطے احتیاج ضرور ہی سو واسطے کہ شخص کو ضعیفی او
کبرسنی کے وقت یا بعد موت کے یا وقت مرض اور سفر کرنے کے یا واسطے کسی اور سبب کے چاہیے کہ کوئی
قائم مقام اُسکے ہو اور جس شخص کو کچھ احتیاج نہو یا موت اور فوت اور سفر اور ضعف اور عجز اور
کبرسنی اُسکو لاحق نہو البتہ اولاد سے وہ مستغنی ہے مثل آسمان اور زمین اور ستارہ کے تیسری
لم یلد اس واسطے کہ جب ولد پیدا ہوتا ہی تغیر ایک حال سے طرف دوسرے حال کے والد کے اندر
پہنچتا ہے اور جو قدیم ہے اور مطلق تغیر سے پاک ہی اُسکے واسطے تولد ممکن نہین چوتھی لم یولد سو واسطے
کہ جس شخص کے پیٹ سے دوسرا پیدا ہوتا ہی ضرور ہے کہ آپ بھی دوسرے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو
حقیقۃً بطن سے نکلتا ہی یا حکماً جیسے کہ آدمؑ اور حوا کہ زمین سے پیدا ہوے ہین اور جو شخص کسی چیز سے پیدا
نہوا ہو اُس سے کسطرح دوسری شی جدا ہو کر پیدا ہو جاوے پانچوین لم یکن لہ کفوا احد اس واسطے کہ
حقیقت اولاد کی بدون زوج یا زوجہ کے ممکن نہین اور زوج ہمسر زوجہ کے ہے اور زوجہ ہمسر
زوج کی اور ولد بھی ہمسر والد اپنے کا ہوتا ہے پس جو کوئی ولد نہ رکھے ہمسر نہ رکھے والد بھی نرکھے
اور اگر آدمی غور اور تحقیق کرے اور معنی خدائی کی کہ یکتائی اُس کو لازم ہے اُس کے دل مین
تصدیق آجاوے بالکل خیال توالد اور تناسل کا بہ نسبت اللہ جل شانہ کے جاتا رہے اور
اسی واسطے جو کہ بڑے بڑے عقل والے ہین بمجرد سننے اس عقیدے باطلہ کے حیرت عظیم اُن کو

موضح القرآن

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ

حاصل ہوتی ہے اور ہرگز اُن کی عقل مین یہ بات نہین کہ آدمی باوجود عقل رکھنے کے اس قسم کے
لغو کلام زبان پر لاوے اسی واسطے قرآن مجید مین بعد نقل اس ہذیان کی طرف برائی اور عیب
اس قول کے اشارہ فرمایا ہے حتی کہ سورہ مریم مین فرمایا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا یعنے قریب ہے
کہ آسمان پھٹ جاوین اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈھہ کر اس پر کہ پکارتے ہین
رحمن کے نام پر اولاد اور نہین لایق ہے رحمن کو کہ رکھے اولاد اور صحیحین مین ساتھ روایت ابو موسی
اشعری کے آیا ہے کہ کوئی شخص زیادہ تر صابر اللہ تعالےٰ عز وجل سے نہین کہ آدمی اس کے
حق مین اولاد اور بیٹے اور بیٹیان ثابت کرتے ہین باوجود اس کے رزق بھی ان کو دیتا ہے
اور عافیت سے رکھتا ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ساتھ روایت ایک شخص کے اہل شام
سے روایت کرتے ہین کہ اسکو کسی سے خبر پہونچی ہے کہ ابتداء پیدایش زمین اور دریا فیہا کی کوئی درخت خاردار
نہ تھا اور کوئی میوہ تلخ اور بدمزہ اور بدبودار نہ تھا اور کسی جگہ کھاری پانی نہین نکلتا تھا جب سے کہ
بدبخت آدمیون نے یہ کلمہ زبان سے نکالا اور خدائے عز وجل کے حق مین یہ دشنام قبیح عمل مین لائے درخت
خاردار ہونے لگے اور میوہ تلخ اور بدبودار ہوگئے اور شور پانی بھی نکلنے لگا اور اسواسطے کمال شناعت
اس کلمہ کی ہر مسلمان کو چاہئے کہ بعد سننے اسکے یا نقل اسکی کے کافرون سے فی الفور کہے
سبحانہ یعنے پاک جانتے ہین ہم جناب اس کی کو اس بات سے کہ اسکی اولاد ہو اور یہ کلمہ ایسا ہے
جیسا کہ رائج ہے کہ بعد ذکر مصیبت دنیاوی یا دینی کے معاذ اللہ اور نصیب دشمنان اور مانند
اس کے کہتے ہین اور اس جگہہ یہ کلمہ خدائے تعالےٰ نے واسطے تلقین مسلمانون کے ارشاد فرمایا
اور معنے اس کلمہ کے موافق اسکے کہ بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے تنزیہ جناب الہی کی ہر چیز سے
کہ لایق شان اسکے کے نہین اخرج الحاکم والبیہقی عن طلحة بن عبید اللہ قال سألت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن تفسیر سبحان اللہ فقال هو تنزیه اللہ من کل سوء
یعنے تخریج کیا ہے حاکم اور بیہقی نے طلحہ بیٹے عبید اللہ کے سے کہا انہون نے پوچھا مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تفسیر سبحان اللہ کی پس فرمایا کہ وہ پاکی ہے اللہ کی ہر ایک برائی
سے واخرج عن عبد بن حمید عن یزید بن الاصم قال جاء رجل

موضح القرآن
ان باتون پر کہ خدا
تعالی کا کوئی شریک
نہین کسی کام مین
اور قیامت کا دن
مقرر آویگا اور پیغمبر
بیشک اسکے بھیجے
ہوئے ہین اور قایم
رکھتے ہین نماز کو یعنے
ہمیشہ وقت پر
ادا کرتے اور جو ہمنے
روزی دی ہے
انکو اسمین سے
کچھ بانٹ دیتے
ہین محتاجون کو
وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ شاہ
اور وہ لوگ جو

ابن عباس فقال لا اله الا الله نعم فهانه لا اله عبرة ولحمد لله نعم فها ان النعمة كلها منه وهو المحمود عليها والله اكبر نعم فهانه لاشئ اكبر منه فما سبحان الله قال ابن عباس وما تنكرمنها هي كلمة رضيها الله لنفسه وامر بها ملئكة وفرع اليها الاخيار من خلقه اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبحان الله اسم لا يستطيع الناس ان ينتحلوه یعنے اس کلمہ کو مخلوقات اپنے حق میں استعمال نہیں کرسکتے ہیں اسواسطے کہ پاکی ہر شئے نالایق سے شان خالق کے ہے فقط بخلاف حمد اور تکبیر کے کہ مخلوقات آپس میں بھی اس کا استعمال کرتے ہیں اور دلیل پاک ہونے جناب عزاسمہ کی اس خیال خام سے یہ ہے کہ اگر اُس کے فرزند ہو پس دو حال سے خالی نہیں یا اُسکے واسطے بھی منصب خدائی کا ثابت کیا جاوے پس فی ذاتہ وہ مستقل اور قایم بذاتہ ہوا اور اُس کو تعلق جناب باری کے ساتھ نہ رہے اور فرزند ہونیکے ضرور ہے کہ اُس کو تعلق اصل کے ساتھ ہو پس لازم ہوا کہ باوجود خدائی ثابت کرنے کے فرزندیت ثابت نہیں ہوسکتی ہے یا اُس کو فی حد ذاتہا خدا اور واجب الوجود نہ کہو تو ضرور ہوا کہ جناب باری نے اُسکو پیدا کیا ہو سو اس صورت میں عبد ہونا اُسکا لازم آیا اور فرزند عبد نہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہو تمام والد معبود ہوجاویں اور یہ بات ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ مرتبہ خدائی کا ایسا رتبہ ہے کہ فرزندیت غیر کی اسکے واسطے قرار دینی محال ہے اسواسطے کہ فرزند کو چاہیئے کہ ہم جنس والد اپنے کے ہو اور اگر ہم جنس نہوگا فرزند نہوگا اور جناب باری کسی شئے کے ساتھ ہم جنس نہیں ہوسکتا ہے بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے بلکہ اُس کے واسطے ہے جو کچھ کہ تمام آسمانوں میں اور زمین میں ہے از روے ملکیت اور پیدایش کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مملوک اور مخلوق ہم جنس مالک اور خالق کا نہیں ہوسکتا ہے اور اسی واسطے شرع شریف میں مقرر ہے کہ جو شخص مالک کسی قریب اپنے کا ہوجاتا ہے پس درمیان عبدیت اور فرزندیت کی مباینت کلی ہے اور یہ بات بھی اولاد کے حق میں واجب ہے کہ اپنے والد کے بندے نہوں اور واقع میں کوئی شخص آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے اُسکی بندگی سے خارج نہیں بلکہ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ یعنے تمام لوگ خواہ آسمانوں کے رہنے والے خواہ زمین کے اُس کے مطیع اور فرماں بردار ہیں بعضے برضا و رغبت جیسے کہ انبیا اور فرشتے اور مومنین صالح

موضح القرآن

علیٰ هدًی من ربهم و اولئك هم المفلحون

اور بعضے زور سے اطاعت کرتے ہین جیسے کہ کفار اور شیاطین اور فاسق اور مومن گنہگار کہ
جس وقت خداے تعالیٰ اُن کو چاہے زندہ کرے اور جس وقت چاہے مار ڈالے جب تک چاہے
تندرست رکھے اور جب چاہے بیمار کر دے اور جب چاہے غنی کر دے اور جب چاہے فقیر اور
مفلس کر دے جیسا وہ حکم کرے کوئی اسکو دفع نہین کر سکتا ہے اُسکے حکم کی ضرور اطاعت کرنی
پڑتی ہی گو اپنے دل مین کسی بات سے ناخوش ہوں اُنکی ناخوشی پیش نہین چلتی ہی اور اگر سرکش لوگ
کہین کہ ہمارے نزدیک ایک دلیل ہی اس بات کی کہ بعض مخلوقات کو اس کی فرزندی کا مرتبہ
جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے اور آدمی کے واسطے ضرور
کوئی پدر اُس کا ہو پس حضرت عیسیٰ کا باپ بجز خدا کے کون ہے اور ایسے ہی حضرت عزیر علیہ السلام
کہ بغیر تعلیم اُستاد کے توریت کو ازبر پڑھتے تھے اور آدمی کو بغیر تعلیم معلم کے اتنی بڑی
کتاب ازبر پڑھنی ممکن نہین ہے پس انکو خداے تعالیٰ نے بلا واسطہ اس کتاب کو پڑھا دیا جیسے
اپنے فرزندون کو تعلیم کرتے ہین اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکو مرتبہ فرزندی کا حاصل ہے
اور ایسے ہی فرشتے اس قدر اُسکی اطاعت مین محو ہو گئے ہین کہ اپنے ارادہ کو تابع اُسکے ارادہ کے کر دیا
اور اُنسے ایسے ایسے افعال صادر ہوتے ہین کہ مخلوق کی قدرت سے باہر ہین اور اتحاد ارادہ و
فعل کا ان کے فرزند ہونے کی دلیل ہی جواب اس کا یہہ ہے کہ معرفت صفات اور افعال الٰہی مین کم
قصور تمہارا ہے اس سبب سے اس شبہات مین گرفتار ہو گئے ہو اگر یہہ افعال اور صفات
تمکو ہوتا اس قسم کی بیہودہ گوئی نکرتے اور اگر صفات اور افعال عمدہ اُسکے نہین سمجھتے ہو کہ ان
بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی از سر نو پیدا کرنے والا آسمانون اور زمین کا ہی بغیر اس کے
پہلے سے مادہ انکی پیدائش کا موجود ہو پس اُسکے نزدیک یہہ بات کیا مشکل ہی کہ آدمی کو بغیر
باپ کے پیدا کر دے یا کسی شخص کو بلا واسطہ بشر کی تعلیم کتاب پڑھنے کی کرے یہہ باتین کچھ فرزندی
پر موقوف نہین اور اگر غور اور تامل سے نظر کرو معلوم کر لو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے
محتاج طرف مادہ اور اسباب کے نہین بلکہ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا یعنی جب سرانجام دینا
کسی کام کا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ یعنی پس طریق اُس کا یہی ہی کہ فرماتا ہے چیز کو کہ ہو
وہ چیز اسکے فرمانے سے توقف اور ڈھیل نہین کرتے فَیَكُوْنُ یعنی پس ہو جاتی۔

موضح القرآن

وہ لوگ جنکا بیان کیا سیدھی راہ پر ہیں اور اپنے پروردگار کا فضل ہے اور انکی توفیق وہی لوگ چھٹکارا پانے والے ہیں عذاب سے اور مطلب کو پہنچنے والے ہیں یہ آیت مومنون کے حق میں تھی اب آگے کی کافرون کے حق میں فرماتا ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ بیشک وہ لوگ جو کافر ہے یعنی جنہون نے خدا اور رسول کو نمانا

وہ چیز فی الفور پس اگر فرزند ہووے کسی شی کی یہی دلیل ہو کہ بغیر مادہ اور اسباب کے پیدا ہونے سے فرزند خالق کا ہو جاوے پس ہر چیز مین دعوی ولدیت اور فرزندی کا لازم آوے گا اور حضرت عیسیٰ اور عزیرؑ اور فرشتون کی خصوصیت نہوگی اس واسطے کہ پیدائش سب کی امر کے ساتھ ہے نہ اسباب کی جہت سے گو نظر ظاہر مین کسی شی کو جو بعد اُسکے شی دوسری پیدا ہو سبب ٹھہرا لیوے باقی رہین اس مقام مین چند بحثین کہ مفسرین تعرض اُنکا کرتے ہین اول یہہ کہ ان آیتون سے یہہ معلوم ہوا کہ ثبوت ولد کا واسطے جناب باری کے صریح خلاف عقل کے ہی پس اس قدر جماعت کثیر کہ بڑے بڑے عقلمند بھی ان مین تھے کس طرح اس عقیدہ پر اصرار رکھتے اور اس خدشہ کے واسطے بعضے علما محققین اس طرف گئے ہین کہ اس فرقہ گمراہ کو یہہ اعتقاد نہ تھا کہ حقیقت مین اللہ کے ولد ہی بلکہ خلاصہ کلام اُنکے کا اسی قدر تھا کہ بعضے مخلوقات مین ایک مرتبہ عبدیت سے بڑھ کر ہی اور اُس مرتبہ کو ولدیت کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اُن کو متبنی خدا کا جانتے تھے لیکن اس توجیہ مین دو وجہ سے خلل ہے اول یہہ عقیدے کے رد کرنے کے واسطے جابجا قرآن مین ایسے الفاظ وارد ہوتے ہین کہ صراحۃً دلالت اس بات پر کرتے ہین کہ حقیقت مین اللہ تعالیٰ ولد رکھتا ہے جیسے کہ اس آیت مین انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ یعنی کس طرح ہو اللہ کے واسطے ولد اور نہین ہی اُسکے بی بی اور بعضی جگہ قرآن مین ایسی ہے کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ یہہ لوگ ولد ثابت کرتے اُس سے متبنی مراد نہین جیسے کہ اس آیت مین وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا یعنی اور ٹھہرایا اُنھون نے اُس مین اور جنون مین ناتا اس واسطے کہ متبنی مین نسب نہین ہوتا ہے دوسرا خلل یہہ ہی کہ اگر اعتقاد ان کا فقط متبنی کا ہوتا پس حقیقت مین ظاہر خطا تعبیر لفظی مین ہوئی اور باعتبار معنی کے کچھ خطا نہوئی اس واسطے وجہ اصطفائی اور محبوبیت کا مسلمانون کے نزدیک بھی بعضی مخلوقات کے واسطے ثابت ہی اور اسی اصطفا اور محبوبیت کو وہ لوگ متبنی کے ساتھ تعبیر کرتے تھے پس اس قدر عتاب شدید بابت اس خطاب لفظی کے اُن کے اوپر کس واسطے متوجہ کیا مگر اس خلل کا جواب اس طرح کہہ سکتے ہین کہ اصطفا اور محبوبیت عبدیت کے ساتھ منافی نہین اور متبنی اور ولدیت کسی طرح سے منافی عبدیت کی ہی اور وجہ فرق کی یہہ ہے کہ اصطفا اور محبوبیت مصطفےٰ اور محبوب کو اُسی کے مرتبہ سے خارج نہین کرتی ہے بلکہ اُس کے درجون مین سے اعلیٰ درجہ کو پہنچاتی ہے مثلاً کوئی

متن القرآن

ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم

شخص غلامون یا کنیزون مین سے پسند خاطر اور مقبول اپنے مالک کا ہوجاوے سوا اُسکے یہی معنی ہین
کہ حق غلامی یا کنیزکی اپنی کا خوب ادا کرتا ہے بخلاف تبنی اور ولد بنانے کے کہ اسکے واسطے ضرور
لازم ہے کہ متبنی کو اپنے مرتبے سے نکالنا اور اُسکو قایم مقام اپنے کرنا ہے اور اس بات مین ضرور
لازم آتا ہے بخلاف اصطفا اور محبوبیت کے تحقیق دوسری یہ ہے کہ لفظ کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ
کا دلالت اسپر کرتا ہے کہ تمام اشخاص خواہ زمین کے رہنے والے مطیع اور فرمانبردار جناب
حضرت باری تعالی کے ہین چنانچہ ابو نعیم اور طبرانی اور ابو یعلی اور ابن حبان اور احمد نے
ساتھ روایت ابو سعید خدری کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے لاتے ہین کہ کُلُّ حَرْفٍ فِی
الْقُرْاٰنِ يَذْكُرُ فِيْهِ الْقُنُوْتَ هُوَ الطَّاعَةُ یعنی ہر حرف قرآن کا کہ اُس مین ذکر قنوت کا ہے پس مراد
اس سے طاعت ہی حالانکہ بہت مخلوقات جیسے کہ شیاطین اور کفار اصلا مطیع اور فرمانبردار احکام
الہی کے نہین ہین اور اسی واسطے مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا سوال کیا تو
جواب فرمایا کہ قیامت کے دن مطیع اور فرمانبردار ہوجاوینگے دوبارہ اُن سے سوال کیا کہ
اطاعت اور فرمانبرداری خاص مکلفین کے واسطے ہو کہ انہین کے اوپر طاعت واجب ہے اور مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہر شے کو شامل ہے خواہ مکلف ہو خواہ غیر مکلف اُنہون نے جواب اس
طرح معنے اس عبادت کے بیان فرمائے کہ معنے قنوت کے یہ ہین کہ جتنی چیزین جہان کی ہین کل
باری کے وجود کے اوپر دال ہین اسواسطے کہ خود بخود علامات حدوث اور احتیاج کے اُنکے اندر
ہین اور آثار قدرت اور حکمت کے اون مین جلوہ گر ہین یا معنے اسکے یہ ہین کہ تمام موجودات
قبضہ اور تصرف مین ہین جس طرح چاہے اُن مین تصرف سے باہر نہین نکل سکتا ہے چنانچہ
معنے تفسیر مین گزرے اور تحقیق یہ ہے کہ اس آیت مین کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ آیا ہے اور یہ
نہین آیا ہے کہ کُلٌّ لِّاَحْکَامِهٖ قَانِتُوْنَ اور کفار اور شیاطین کہ احکام شرعی کے
ہین اور تابعداری نہین کرتے ہین اول اُن احکام کو احکام الہی نہین جانتے ہین اور اگر دیدہ
و دانستہ انکار اُس کے احکام کا کرتے ہین لیکن انکار وجود اور صفات کمال اُسکی کا ہرگز نہین کرتے
ہین ہر شخص خواہ اہل حق سے ہو خواہ اہل باطل سے اُنکی جبلت مین یہی ہے کہ معرفت ذات
کی اور اعتقاد کمال صفات کا اُس کو ہو گو طریق خطا کا اُسنے اختیار کیا اور افراط اور

موضح القرآن
یہ آن دونون سے کہے در
جا اعتدا صحابہ کا دونون کی
ذکر سے بیچ مین منافقون
کے حق مین تیرہ آیتین
اُتری ہین دو مین کافرون
کی تُعْنُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا
هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ؕ
اور بعضے دونون مین
سے وہ ہین جو کہتے ہین
زبان سے کہ ہم ایمان
لاے ہین خدا تعالی
پر یعنی خدا تعالے
کو ایک اور بے نظیر
جانتے ہین اور قیامت
کے دن کو سچ
جانتے ہین اور
وہ اصل دل
سے ایمان
نہین لائے

تفریط سرزد ہوئی اور ہر شے کے واسطے کہ آسمانون مین اور زمین مین ہین رُوح شافی اور دراک ہے کہ بسبب اُس کے اس معرفت سے محروم نہین ہے مکلّف ہو یا غیر مکلّف حیوان ہو یا جماد اور دلیل اس کی یہ ہے وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ وکل قد علم صلوتہ وتسبیحہ اور بحث تیسری یہ ہے کہ لفظ مَا کا ما فی السموٰت مین واسطے غیر ذوی العقول کے ہی اور کل لہ قانتون صیغہ جمع سالم مذکر ذوی العقول کا ہے اس عنوان کے بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہی کہ مملوکیت کے بیان کرنے کے واسطے لفظ غیر ذوی العقول کا ذکر کیا اور مانند عروض اور ثمن کے قرار دے کر کلمہ مَا کا استعمال کیا کہ اسکو مناسبت اس مقام کی ساتھ بہت ہے اور مقام بیان قنوت مین کہ یہ فعل ذوی العقول کا ہے ذوی العقول کو تغلیب دی کہ اس جگہ مناسب یہی ہے پس تفنن عبارت مین کمال بلاغت پائی گئی واللہ اعلم باسرار کلامہ بحث چوتھی یہ ہے کہ جملہ فیکون کا اوپر قرأت رفع کے کہ جمہور قراء نے اسی کو اختیار کیا ہے معطوف یقول کے اوپر ہے یا ابتدا کلام ہے اور تقدیر اسطرح ہے فھو یکون لیکن ابن عامر کی قرأت پر کہ فیکون کو منصوب پڑھتے ہین بڑا اشکال لازم آتا ہے اس واسطے کہ ما بعد امر کا بغیر سببیت کے منصوب نہین ہوتا ہے اور اس جگہ سببیت معقول نہین ہے اس واسطے کہ وجود شے کا سبب اپنے ہی وجود کا نہین ہوتا ہے کہ سببیت شے کی اپنے نفس کیواسطے باطل ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مقرر کیا ہے کہ جواب امر کا چاہیئے کہ کسی وجہ سے مخالف امر کے ہو جیسے کہ اذھب تنتفع یا فاعل مین مخالف ہو جیسے کہ اذھب یذھب زید یا دونو چیزونمین مخالف ہو جیسے کہ اذھب ینفعک زید اور جسجگہ دونو فعل مین بھی متحد ہون اور فاعل مین بھی متحد ہون اُس جگہ نصب جائز نہین رکھا ہے اس واسطے کہ الشئ لا یکون شرطا لنفسہ یعنے شے نہین ہوتی ہے شرط واسطے نفس اپنے کے پس معنے ان فعلت فعلت کے کہ شرط صحت جواب بالفاکے ہی متحقق نہونگے جواب اسکا یہ ہے کہ جو غرض مترتب اوپر امر کے ہے کبھی ایسی چیز ہوتی ہے کہ مغایر فعل امر کے ہو چنانچہ اکثر اوقات اسی طرح وقوع مین آتا ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مخالفت فعل یا فاعل کی شرط کی ہے اور کبھی غرض مترتب امر کے اوپر بعینہ وہی فعل ہووے پس اُس فعل کو جواب امر کے ڈالنے مین خبردار کرنا اس بات کے اوپر ہے کہ غرض ہمارے اس امر سے کوئی شئے دوسرا سوا اُس فعل کے نہین جیسے کہ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اذھب تذھب یعنے سکے یہ ہین کہ غرض ہماری

اس امر سے مقصد جانا تیرا ہے نہ چیز دوسری اور اس آیت میں ہرگاہ کہ امر کن سے مقصود طلب کرنا
نفس وجود کا ہی کان تامہ کو جواب کان تامہ کا کیا اسی غرض کے واسطے اور یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ
علماء نحو نے نصب اپنے فا کا اس طرح بھی جائز رکھا ہے کہ جواب ایسے خبر کی بعد آوے کہ بمعنی امر کے ہے یا
ایسی خبر کے بعد کہ الفاظ اس کے متضمن امر کی لفظ کو ہوں چنانچہ پہلے کی مثال یہہ ہے اتق اللہ
امرا وافعل خیرا فیثاب علیہ اور دوسرے کی مثال یہہ ہے قلت لزید تذہب فیذہب فی اسواسطے
صحت اس جواب کی اوپر معنی کے ہے اور لفظ کے پس جو خبر کہ بمعنی امر کی ہے حقیقت میں وہ امر ہے
اور ایسے ہی جو خبر کہ متضمن امر کے لفظ کو ہے اس کو مشابہت تامہ ہے ساتھ امر کے اس باعث
کہ سبب بعد لفظ امر کے واقع ہوا اگرچہ وہ سبب امر کا نہیں ہے بلکہ سبب مضمون خبر کا ہے
پس اس قاعدے کے موافق نصب فیکون کا بھی اوپر تشبیہ اسکی کے ساتھ جواب امر کے ہی ہو واسطے
یہاں بھی فیکون بعد انما یقول لہ کن کے واقع ہوا اور یہہ خبر ہے کہ متضمن لفظ امر کو ہے اور
کہنا کن کا سبب ہے واسطے مدلول فیکون کے لیکن اس صورت میں کہ فیکون تتمہ مقول
کی ہے ہوا صواب یہہ تھا کہ فیکون ساتھ تاء خطاب کے ہوتا مثل اذہب فتذہب لیکن
نکتہ غائب کے صیغہ لانے میں یہہ ہے کہ اس امر حادث کو اس کلام میں دو بار ساتھ لفظ غیبت
کے ذکر فرمایا اول امرا کا لفظ کہا اور دوسرے لہ کا اور ایک بار اوپر طریقہ خطاب کے بیچ لفظ کن
کے پس اس جگہہ بھی جانب غیبت کو تغلیب دی تاکہ تعادل خطاب اور غیبت کا حاصل ہوا اور
یہہ بھی وجہ ہے کہ جب یہہ جواب مشابہ جواب امر کے ہے اور حقیقتہً جواب امر کا نہیں ہے پس چاہیے
خطاب اور غیبت کی بہ نسبت ان آسیون کی کرنی چاہیے کہ اصل کلام ساتھ انکے یکجائی ہے اور
مخاطب ساتھ اصل کلام کے کہ متضمن اس امر کو ہے وہ مکلفین ہیں کہ مدت ہائے دراز سے خلعت
وجود کا پہن کر لیاقت تخاطب کی انہوں نے حاصل کی ہے اور حادث متجدد کو اس مقام سے حقیقت
پس باعتبار اس حقیقت کے استعمال صیغہ غائب کا متعین ہوا بحث پانچویں یہہ کہ کلمہ کن کا کنایہ
کرنے سے ہے اور لفظ فیکون کا دلالت اوپر سرعت وجود اشیاء کے بعد تعلق ایجاد کی ہے اس واسطے کہ
موضوع ہے واسطے تعقیب مع الوصل کے پس حاصل کلام یہہ ہوا کہ اذا قضی امرا فلا یحتاج
الی شیٔ الا الایجاد فیوجد فیوجد بلا مہلۃ پس وجود اشیاء کا ساتھ فعل ایجاد کے

موضح القرآن

ہے پھر زیادہ کی ملاقات
سے ہماری انکے دلون
میں یعنی جون جون
قرآن شریف اترتا ہے
تون تون حسد انکے
دلون میں زیادہ ہوتا
ہے اور انکے واسطے
عذاب دکھ دینے والا
تیار ہے یہہ عذاب اس
سبب سے ہوگا جو مسلمانون کو
جھوٹا کہتے ہیں آپس میں
اور مسلمانون کے روبرو
کہتے تھے کہ ہم تم ہی سے
مسلمان ہیں و اذا قیل
لہم لا تفسدوا
فی الارض قالوا انما
نحن مصلحون
اور جب کہتے مسلمان
ساتھ انکے کہ خرابی مت
کرو

نہ ساتھ کلمہ کن کے اور نسبت اس کی طرف کلمہ کن کی تمثیل کی قبیل سے ہے اور حقیقۃ تخاطب نہین گویا
امر تکوین کو ذہن مین مانند بندہ مامور مطیع اور فرمانبردار کے قرار دیا ہی کہ ہرگز فرمان خداوندی سے
ایک دم توقف نہین کرتا ہی اور بمجرد حکم کے امتثال کرتا ہے اور اس بیان مین بڑی تاکید نکلی اس
امر کی کہ جناب اُس کی پاک ہی فرزند بنانے سے اس واسطے کہ جسکو اس مرتبہ کی قدرت حاصل ہو اُسکو
کیا حاجت ہی کہ مانند اور جانورون اور آدمیون کی اُسکے فرزند ہون اور پرورش اُن کی کرے
اور حاجت جماع اور حمل اور رضاع اور فطام کی اُسکو ہو تعالی شانہ وعظم برہانہ اور جو لوگ کہ
ان معنی تمثیلی سے بے خبر ہین اور ظاہر لفظ کی طرف نظر اُنکی مقصود ہی بہت اشکالات کی تنگی مین اس
مقام مین گرفتار ہوے ہین منجملہ اُن اشکالات کے ایک یہہ ہی کہ مخلوق مخاطب ساتھ کلمہ کن کے
کس وقت ہوتی ہی قبل وجود سے صلاحیت خطاب کی اُس کو نہین اور بعد وجود کے طلب وجود کے
ساتھ کلمہ کن کی کرنی تحصیل حاصل کی ہی اور بعض اشکال یہہ ہی اگر مخلوق جماد ہے تکلیف اُس کی
غیر معقول ہی اور بعض اشکال یہہ ہے کہ کلمہ کن کا قدیم نہین ہو سکتا ہی اس واسطے کہ مرکب
اجزاء غیر قارہ سے ہے اس سبب کہ پہلے کاف ہی اور نون اُسکے پیچھے ہے اور جسوقت کاف
زبان پر تھا نون اُسوقت نتھا اور جب یہہ کلمہ حادث ہوا محتاج ہوا طرف دوسرے کن کے وہکذا
فیلزم الدور والتسلسل اور بعض اشکال یہ ہی کہ قادر مطلق اگر قطع نظر تکلم اس کلمہ سے کر سکتا ایجاد اشیاء کا
کر سکتا ہی پس یہہ کلمہ محتاج الیہ نرہا اور محض لغو ہوا اور اگر نہین کر سکتا ہی پس قادر مطلق نرہا اور
بعض اشکال یہہ ہی کہ ہم اپنے حال کو قطعًا جانتے ہین کہ اگر ہزار بار اس کلمہ کو کہین بالکل ہیچ پیدائش
کسی فعل کے فعلون مین سے تاثیر نہین کرتا ہی پس حال ہر قادر مرید کا یہی ہی اور ان اشکالات کے جواب
دینے مین بڑی حیرت ہوئی ہی اور چپ و راست ہاتھ مارے ہین مثلاً کہتے ہین کہ یہہ کہنا عام نہین کہ
ہر مخلوق مین پایا جاوے بلکہ خاص ہی ساتھ اُن شخصون کے کہ موجود ہو چکے ہین اور ایک حال سے
طرف دوسرے حال کے انتقال کرتے ہین مانند اُن آدمیون کے کہ حق تعالی نے اُنکو فرمایا ہے
کونوا قردۃ خاسئین اور یہی کہتے ہین کہ ھذا اللفظ امر للاحیاء بالموت وللموتی بالحیوۃ
یعنی یہہ لفظ امر ہے زندون کو ساتھ مر جانے کے اور امر ہے واسطے مُردون کے ساتھ زندہ ہونیکے
اور فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہی کہ تکلم ساتھ اس کلمہ کے واسطے ایجاد کے نہین بلکہ اوپر وجہ

جریان سنت الٰہی کی ہے واسطے اعلام ملاء اعلیٰ کے تاکہ جب اس کلمہ کو سنیں معلوم کر لیں کہ حق تعالیٰ
نے کسی شے کو پیدا کیا ہے اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اُس چیز کے کہ حدیث صحیح میں ہے
ان ربنا اذا قضی امرا سمعت الملٰئکة صوتا کانہ سلسلة علی صفوان الی آخر الحدیث
اور یہی کہتے ہیں کہ یہ امر تکلیفی نہیں تاکہ فہم خطاب کا اور وجود اور دوسری شرط درکار ہو بلکہ
امر تسخیری ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعد تحقیق معنے تمثیلی کے یہ کلام تمام تکلفات بارد سے بے
بعد ہی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ ایک دعا کرنے والا بیچ
مسجد آنحضرت صلعم کے دعا کرتا تھا اس طرح سے کہ اللھم انی اسئلک باسمک الذی لا الہ الا
انت الرحمن الرحیم بدیع السموت والارض واذا اردت امرا فانما یقول لہ کن فیکون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو سن کر فرمایا کہ اس دعا کرنے والے کو خبر پہونچاؤ کہ دعا اس
کی ساتھ اسم اعظم کے واقع ہوئی اور مقبول ہوئی اور اب تک کہ مذکور ہوئے اقوال یہود اہل
کتاب کے سمجھے کہ دانا اُس کے مثل نادانوں کے ہوئے اور مشابہت اپنی عرب کے جاہلوں
مشرکین سے پسند کر کے بیہودہ گوئی کرتے ہیں وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے اور کہتے ہیں وہ لوگ
کچھ نہیں جانتے ہیں اہل کتاب اور مشرکین مکہ اور دوسرے بت پرست اور نہیں جانتے ہیں کہ
قابلیت ہمکلامی کے ساتھ عزوجل کے کیا شرط ہے اور کس شخص میں وہ شرطیں پائی جاتی ہیں
اگر حق تعالیٰ کو ثابت کرنا رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تصدیق دعوی کی منظور ہے تو لَوْلَا يُكَلِّمُنَا
اللّٰهُ یعنے کس واسطے نہیں کلام کرتا ہے ہم سے خدائے تعالیٰ بالمشافہ کہ فلانے کو میں نے بھیجا
اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے جھوٹ نہیں کہتا ہے جیسا کہ کلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ فرشتوں کے اور ساتھ موسی علیہ السلام کے اس واسطے کہ یہ راہ
سہل ہے واسطے حصول اس مطلب کے اور حکیم شخص جب قصد حاصل کرنے کسی مطلب کا کرتا
اقرب طرق اور اسہل اُن کا اختیار کرتا ہے اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ یعنے کس واسطے نہیں آتی ہے روبرو
ہمارے علامت کہ بسبب اُس علامت کے لاچار ہو کر حقیقت اُس کی معلوم کریں جیسے کہ زمین
میں کہ بے آب محض ہے چشمے جاری ہو جاویں یا اُس زمین میں یکدفعہ باغ پیدا ہو جاویں یا آسمان
ٹکرے ٹکرے ہو کر ہم پر گرے یا فرشتے صفیں کی صفیں ہمارے سامنے نمودار ہوں یا محمد کو

موضح القرآن
وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ
جب کہتے ہیں نافہموں
کو کہ ایمان لاؤ صدق
دل سے جیسے کہ ایمان
لائے ہیں اور سمجھ
بوجھ نہیں کیا ہم
ایمان لاویں اس طرح
جیسے کہ ایمان لائے
ہیں احمق بے وقوف
اب خدا تعالیٰ فرماتا
ہے کہ جانو اسے
مسلمانو کہ وہی بیوقوف
احمق ہیں اور نہیں
جانتے اپنے تئیں
احمق اور منافق وہ
لوگ ہیں وَاِذَا لَقُوا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ
قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ
...

گھر سونے اور چاندی کا پیدا ہووے یا محمدؐ آسمان پر جا کر ایک نسخہ کتاب ہمراہ اپنے لاوے کہ ہم اوسکو پڑہین اور منشا اس گفتگو اونکی کا جہل ہے اسواسطے کہ وہ نہین سمجھتے ہین کہ رتبہ ہمکلامی کا اللہ کے ساتھ بہت بڑا ہے اب تک اس مرتبہ کو نہین پہونچی بلکہ پہلا پایہ کہ ایمان ہے وہ بھی حاصل نہین اور مرتبہ خاص ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کے واسطے ثابت ہے اور اورون کو میسر نہین ہوتا ہے پس فرمایش ہمکلامی کی خدا کے ساتھ گویا فرمایش اسبات کی ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالی انبیا یا فرشتے بنا دیوے اور یہ فرمایش ان نادانون سے مستبعد نہین اسواسطے کہ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی ایسی ہی کہہ کر چلے گئے وہ لوگ کہ پہلے انسے تہے مانند گفتار انکی کی بے تفاوت اسواسطے کہ اوایل اور متقدمین انکی کی نے حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت مین اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً و اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ کہا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ کہکر چلے گئے ہین اور دوسری امتون کے جاہل لوگون نے بھی پیغمبرون اپنے سے اس قسم کی فرمایشین کی ہین پس اگرچہ کفار اس زمانہ کے اور پہلے زمانہ کے کفار باعتبار زمان اور مکان اور قوت اور جسم اور طول عمر کی اختلاف بہت رکھتے ہین لیکن تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی ہمرنگ ہین دل انکی جیسے کہ پہلے کفار کے دلون مین شبہات واہیہ اور انکار معجزات پیغمبرون کا ہوتا تھا اس زمانہ کے کفارون کے دلون مین بھی واقع ہوتی ہین پس طلب ہمکلامی کی خدا کے ساتھ کہ ان مین پائی جاتی ہے صریح آثار جہل کے سے ہے حاجت جواب کی نہین البتہ ہم متوجہ ہوتے ہین طرف فرمایش علامت اور معجزہ کے پس جواب اسکا یہ ہے کہ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ یعنی بتحقیق واضح اور روشن کردین ہمنے علامتین اور معجزات اس پیغمبر کے جیسے کہ انشقاق قمر اور سلام اور کلام کرنے حجر کے اور آجانا درخت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے اور رونا ستون کی چوب کا بسبب فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تسبیح کرنے سنگریزون کے ہاتھ مبارک مین اور اوس کے یارون کے ہاتھ مین اور روان ہونے چشمے پانی کے انگلیون مبارک سے اور شکایت اونٹنی اور ہرنی کے اور دوسرے جانورون کے زبان کے روبرو آنحضرتؐ کے اور گواہی دینی سوسمار اور گرگ کے اوپر صدق دعوی اوسکی کے اور سیر ہوجانا لشکرون کا تہوڑے کھانے سے بسبب برکت آنحضرتؐ کے اور دور ہوجانا سخت

بیماریون کا سبب پہنچانے ہاتھ کے اور نزول ہدایت کا اس کلام معجز نظام سے اور قلب مقدس انکے
کی باوجود امی ہونے اور حرف نہ پہچاننے کے وعلی ہذا القیاس لیکن یہ تمام علامتین۔ شبہ اور معجزے
لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ یعنی واسطے اُن لوگون کے ہین کہ ارادہ حاصل کرنے یقین کا رکھتے ہین واسطے
اُن لوگون کے کہ تعصب و عناد مین مشغول ہین اور ارادہ تعجیز کا کرتے ہین اور اگر ساتھ نظر تامل کے
دیکھین جان لین کہ علامات اور معجزات پیغمبرون کے مین یہ شرط نہین کہ موافق فرمائش منکرون کے
آوے یا اضطرار کی حد کو پہنچاوے یعنی لاچاری کے سبب سے یقین کرنا پڑے بلکہ اس طرح
کی ایمان کی صحت مین خلل پیدا کرتا ہے اس واسطے کہ ایمان صحیح وہی ہے کہ اپنے اختیار سے ہو نہ اضطرار
کے ساتھ البتہ بیچ علامات اور معجزات پیغمبرون کے اس قدر شرط ہے کہ قابل اندازہ تشبیہ کے
ہون اور یہ بات اُن علامات اور معجزات مین کہ ہاتھ تیرے پر ظاہر ہوئی متحقق ہے اس واسطے
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ یعنی تحقیق بھیجا ہے ہمنے تجکو ساتھ معجزات حقہ کے اور اوپر وجہ صواب کے
اور ساتھ اُس چیز کے کہ مقتضائے حکمت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ تجکو یہ قدرت نہ دی کہ انکو مجبور
کرے اس واسطے کہ جبر کی صورت مین فائدہ ایمان کا حاصل نہوگا اور اس وقت ایمان اُن کا مثل ایمان
فرعون اور ہامان کے ایمان یاس کا ہوگا پس چاہیے کہ حال تیرا اس سے تجاوز نکرے
بَشِيرًا یعنی بشارت دینے والا ہو تو ہر شخص کو کہ اپنے اختیار سے بلا جبر و اکراہ اور بغیر
معائنہ عذاب کے تیری متابعت کرے وَنَذِيرًا یعنی اور ڈرانیوالا ہو تو اُس کو کہ اپنے اختیار
سے تیری متابعت نکرے وَلَا تُسْأَلُ عَنْ یعنی اور تجھسے پرسش نہوگی کہ منکرین تیرے کیون
راستی پر نہ آئے اور کس واسطے اُنھون نے عناد قبول کیا اگرچہ وہ منکرین و معاندین داخل ہو
درمیان أَصْحَابِ الْجَحِيمِ یعنی مصاحبان آگ جلانے والے کے ہان اگر تجکو قدرت اس بات کی
دیتے کہ جبر سے ایمان قبول کرا دے اور پھر یہ لوگ اوپر انکار اور عناد اپنی کے باقی رہتے البتہ تجھے
پرسش ہوتی کہ کس واسطے ان کو ایمان پر نہ لایا تو باقی رہی اس جگہ چند بحثین اول یہ کہ فرق تشابہ
تشبیہ مین کیا ہی اور اس آیت مین لفظ تشابہ کا کس واسطے اختیار فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ
کفار اس زمانہ کے اور پہلے زمانہ کے کافرون کے یکسان تھے کہ انکے درمیان مین نسبت
واسطے اثبات برابری کے لفظ تشابہ کا مناسب ہوا بخلاف تشبیہ کے کہ دلالت اوپر مخالفت

موضح القرآن
وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ
خدا تعالیٰ ہنسی کا بدلا دیگا
مزا دینے والا ہے ان کو
اور ڈھیل چھوڑتا ہے انکو
سرکشی اور گمراہی مین
حیران بہکے ہوئے یعنی
جبتک اُنکی عذاب کا وقت
نہ آوے تب تک ڈھیل دیجو
اپنے غرور مین خراب ہین
أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ
... لوگ جن کا
بیان کیا

مشبہ اور مشبہ کی کرتی ہے اسی واسطے شعرا کو جس وقت بیان برابری اور مساوات کا منظور
ہوتا ہے تشبیہ سے عدول کر کے لفظ تشابہ کا لاتے ہین چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے ~~~
رق الزجاج ورقت الخمر • فتشابہا وتشاکل الامر • فکانما خمر ولا قدح • وکانما قدح ولا خمر
دوسری بحث یہہ ہے کہ بیچ آیت قد بینا الآیات لقوم یوقنون کے ظاہر مین اشکال وارد
ہوتا ہے اس واسطے کہ اہل یقین کو بیان کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ بیان واسطے اہل تردد
اور شک کے چاہیے اہل یقین کے روبرو بیان کرنا تحصیل حاصل کی ہے جواب اس کا
عین تفسیر مین گزرا کہ مراد اہل یقین سے وہ آدمی ہین کہ مستعد حصول یقین کے اور درپے تحصیل
اس کی کے ہین نہ وہ آدمی کہ جنکو بالفعل یقین حاصل ہے تیسری یہہ ہے کہ بیچ قرآت نافع اور یعقوب
کے لفظ ولا تسأل عن اصحٰب الجحیم بصیغہ نہی حاضر کے آیا ہے اور اکثر مفسرین نے معنی اسکے
اس طرح بیان کیے ہین کہ استفسار مت کر حال دوزخیون کے سے کہ نہ زبان تحمل بیان اسکی کا رکھتی
ہے اور نہ گوش طاقت سننے اسکے کی اور مراد اس نہی سے بیان کرنا شدت عذاب دوزخیون
کی ہے لیکن عبد الرزاق اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور داؤد بن ابی حاتم سے
روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کاش جان لون مین کہ
انجام والدین میری کا کیا ہوا حق تعالی نے یہہ آیت بھیجی انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسأل عن اصحٰب الجحیم سو بعد آن حضرت صلعم نے کبھی مذکور اپنی والدین کا نفرمایا یہانتک
کہ انتقال فرما گئے اور شیخ جلال الدین سیوطی رح نے بعد ذکر ان دو روایتون کے کہا ہے کہ باوجود ارسال
سند کے اسناد انکی ضعیف بھی ہے اور باوجود اسکے سیاق کلام کے ساتھ بھی چندان چسپان نہین
واللہ اعلم اور اگر کسی کے دل مین یہہ خطرہ گزرے کہ اگر علامات اور معجزات اس پیغمبر کے کہ
واسطے بشارت اور انذار کے بھیجے گئے ہین مانند علامات اور معجزون دوسرے پیغمبرون کی صلاحیت
بشارت اور انذار کے رکھتے تھے ضرور ہے کہ ان علامات اور معجزات کو اہل علم اور کتاب اللہ کے جاننے
والے پسند کرنے کو جاہل اور نافہم انکار اور عناد کی راہ چلین لیکن علامات اور معجزات
اس پیغمبر کے اہل کتاب کہ یہود اور نصاریٰ ہین بھی قبول اور پسند نہین کرتے ہین پس واسطے
دفعہ اس وسوسہ کے جان کے قبول نکرنا معجزات تیرے کا کہ یہود اور نصاریٰ سے وقوع

مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمٰت لا یبصرون

مین آیا اس سبب سے نہین کہ علامات اور معجزات مین کچھ قصور ہے بلکہ اس جہت سے ہے کہ یہ دونو گروہ
راضی نہین مین او محض تعصب و عناد کا پردہ اونکی بصیرت پر آگیا کہ معجزات تیرے کو سچا سمجھین اور
اگر تو چاہے تو اونکو اپنے ساتھ رضامند کرے ہرگز یہ بات ہوت نہین آئی ہے وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ
وَلَا النَّصٰرٰى یعنی اور ہرگز راضی ہونگے تجھسے یہودی اور نہ نصاری تاکہ معجزات تیرے کو قبول کرین
ہو اسطے کہ یہ دونون اپنے تئین اہل علم جانتے مین اور خلائق کے نزدیک یہہ بات مشہور ہے کہ کتب
الہیہ نہین کے پاس ہین پس اس سبب سے یہ امر چاہتے ہین کہ جو کوئی ہاسے سوا ہے جہان مین ہے
تمام ہمارے تابعدار ہین اور ہم سب کے متبوع ہون پس تجھسے کس طرح راضی ہونگے کہ تو اونکو اپنا
تابع بناتا ہے البتہ یہ لوگ راضی ہونگے حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یعنی یہانتک پیروی کرے تو دین
منسوخ اونکی کی اور دین او آئین اور تراشے ہوے اونکے کی اور یہ امر ہرگز تجھسے وقوع ہوگا بلکہ اگر
اس خیال خام اور طمع کا ذب سے ناامید کر قُلْ یعنی کہہ کہ پیغمبر کو لائق نہین کہ کسی چیز کی پیروی کرے
سوائے ہدایت الہی کے اِنَّ هُدَى اللّٰهِ یعنی تحقیق ہدایت خدا کی ہر زمانہ مین هُوَ الْهُدٰى
یعنی وہی ہدایت ہے کہ پیغمبر اوس زمانہ کے لائے ہین اور سوا ہے اون ہدایتون کے اور ہدایتین
اگرچہ قبل نسخ سے ہدایت ہین لیکن بعد نسخ کے ہدایت نہ ہین بلکہ منجملہ خواہشات نفسانی ہے
ہوئین وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یعنی اور اگر بالفرض تبعیت کرے تو خواہشون نفسانی اونکی
کی بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آیا تیرے پاس علم قطعی ساتھ اسباب کے
کہ اس زمانہ مین انحصار ہدایت کا اوسی مین ہے جس ہدایت کو تو لایا ہے اور سوائے اوس ہدایت
کے سب منسوخ ہین مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ یعنی نہین ہے واسطے تیرے عذاب خدا کی سے
دوست کہ بسبب سعی اور تلاش اپنی کے تجکو اوس سے رہائی دے وَلَا نَصِیْرٍ یعنی اور نہ یاری کر
کہ زور سے اوس عذاب کو دفع کرے یہانتک کہ موسی اور عیسی کہ بسبب متابعت ملت اپنی کے
حمایت تیری نہین کر سکتے اور معہذا تمام کہنا بیچ اور پر انکار تیرے کے متفق نہین ہین اور معجزات
تیرے کو رد نہین کرتے ہین بلکہ اہل کتاب خواہ یہود ہون خواہ نصاری دو قسم ہین اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ
الْکِتٰبَ یعنی وہ آدمی ہین کہ دی ہمنے اونکو کتاب اور حقیقت مین قدر کتاب کی
جانتے ہین اور اوس کے معنی کو سمجھتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہین کہ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

موضح القرآن

[illegible] پھر جب کر دہ آگ اجالا کرے اس پاس اوسکا لے گیا اللہ ان کی روشنی کو اور چھوڑ دے ان کو اندھیرے مین ... کی رات مین جو دیکھیں اس پاس اپنا یعنی کچھ نظر نہ آوے ان کو وہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ بہرے ہین جو سمجھ بات نہین سنتے گونگے ہین جو سچ بات نہین کہتے اندھے ... سچ

یعنی پڑھتے ہین اوس کتاب کو حق تلاوت اوسکی کا بغیر تحریف لفظی یا معنوی کے اور ساتھ محافظت حروف
اور کلمات اور تصدیق محکمات اور متشابہات کی اور نہایت احتراز کرتے ہین تغیر مدلولات کے سے
باوجود غور اور تامل کرنے کے بیچ تقریر اور سمجھنے مرادات اور اشارات اوسکے کے اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ یہ گروہ اہل کتاب کا البتہ ایمان لاتا ہے ساتھ اوس حق کے کہ ہمراہ تیرے ہمنے بھیجا ہے اور ساتھ
اوس علم اور ہدایت کے کہ اوپر دل تیرے کے ہمنے نازل کیا ہے بلکہ ایمان اونکا ساتھ اس حق
منزل کے عین ایمان کا ساتھ کتاب اپنی کی ہے اور اون کے واسطے یہی بات کافی ہے کہ کمال
معجزات تیرے کا اعتقاد کرتے ہین اور صلاحیت بشارت اور انذار کی تیرے اندر جانتے ہین
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ یعنی اور جو کوئی کافر ہوتا ہے ساتھ اس حق منزل کے اور وہ دوسری قسم سے
اہل کتاب کی فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی پس وہی گروہ ہین زیانکار کہ ایمان بھی ساتھ
اس حق منزل کے اونکے ہاتھ سے گیا اور اپنی کتاب کے ساتھ بھی اون کو ایمان نہوا اور دنیا سے
بھی بے بہرہ ہوے اس سبب سے کہ مقتول اور مقید ہوے اور جلاوطنی ہونا اولاد کا پیش اون کے آیا اور
آخرت مین بے نصیب ہے کہ بسبب کفر اور عناد کے قعر دوزخ مین جا کے اونکی ہوئی پس اگر یہہ لوگ باوجود
کمال خسارت اپنی کے بیچ معجزات اور علامات پیغمبری تیری کے شکوک اور شبہات وارد کرین اور
اونکو قبول نہ رکھین کچھ اندیشہ کا مقام نہین کہ حقیقت مین اہل کتاب مین سے یہ لوگ نہین ہین گو
ظاہر مین مثل حمار کے حامل اوسکے ہون مصرعہ کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد + باقی رہین اس
جگہ چند بحثین کہ واجب التعرض ہین اول یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور
روشن ہونے براہنون کے تقلید باطل ہے اسواسطے کہ اتباع ہوائے کا بعد علم آنے کے ہے اور اسی
سبب سے ہے کہ عالم مجتہد کو تقلید غیر کی حرام ہے دوسرا یہ کہ اس آیت سے یہ بہی نکلتا ہے کہ اگر معلوم
ہووے کہ فلانا شخص یہ حرکت نہین کرنیکا لیکن اوس شخص کو منع کرنا اور خوف دلانا بد انجامی اوسکی سے
موافق حکمت کے ہے چنانچہ اس جگہ یہ بات معلوم تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے اتباع اہل ہوی کا
وقوع مین نہ آوے گا اور باوجود اسکے وعید سخت اوسکے اوپر فرمائی اور نہی بلیغ کی اور مانند
اسی آیت کے آیت دوسری ہی لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
اور بہید اس مین یہ ہے کہ شاید علم الہی مین باز رکھنے والا اوس فعل سے بھی تاکیدات

بلیغہ اور تخویفات ہائلہ ہوئی ہین بالسبب ان تاکیدات کے عصمت انکی قوی تر اور زیادہ ہو جاوے
اور یہہ سبب بھی ہی کہ ایسی بڑی تاکیدین اس واسطے کرتے ہین کہ عصمت انکی قوی ہو جاوے
اور یہہ بھی سبب ہی کہ ایسی ایسی تاکیدین معصومین کے حق مین اسواسطے ہوتی ہین کہ اور لوگون کو
زجر شدید حاصل ہوا اور جان لین کہ صاحبان مراتب عالیہ کے اگر صدور ان افعال کے ہووین انکے
واسطے یہہ بدحالی موجود ہی جنے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہین کیا کس طرح مطمئن ہون
حاصل یہہ ہی کہ یہہ معاملہ عکس اس معاملہ کا ہی کہ ابولہب کو کافر جانتے ہین اور ایمان لانے مین
ترغیب فرماتے ہین اور ساتھ نیک وعدون کے اس کو طامع کرتے ہین تاکہ حجت پوری ہو جاوے
اور عذر کی گنجائش نرہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ علم الٰہی بسبب اس بات کی باطل نہین کرتا
اس واسطے کہ اس کے علم مین سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب وار متحقق ہے پس علم اللہ
تعالیٰ کا سو کہ سببیت اسباب کا ہے نہ مبطل انکا اور بسبب دریافت اسی سر کے علم انبیاء
وارثین انبیاء کا ممتاز ہے مجذوبون کے علم سے کہ انھون نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر
طلب اور تلاش مبادی اور اسباب کی سے دھو دیا ہے اور دروازہ تسبیب کا اپنے منہ پر باندھا ہی بخلاف
انبیاء کے کہ ہمیشہ مزاولت اسباب کی کرتے ہین اور ترک اسباب سے نہی فرماتے ہین انھون نے قدرت
اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الٰہی سے کہ رابطہ مسبب کے ساتھ سبب انکے کی ہی چشم پوشی کی اور
لوگ دونون کارخانے ملاحظہ کرتے ہین اور رعایت دونون جانب کی منظور نظر رکھتے ہین تیسرے
اس سورہ مین اس جگہہ بعد الذی جاءک من العلم واقع ہوا ہے اور سورۂ آل عمران مین
فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ مین بیچ مقدمہ
نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءک من العلم اور سورۂ رعد مین بعد ما جاءک من العلم واقع
پس بیچ ادا کرنے اس مرام کے کبھی لفظ من کا لاتے ہین اور کبھی ترک کرتے ہین اور کبھی الذی
فرماتے ہین اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہین اس تفنن مین کیا نکتہ ہے اور اقتصار ہر مقام مین ان عبارات
کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہہ ہی کہ کلمہ الذی سے کا لفظ ما کی نسبت سے تعریف
مین زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہہ کلمہ کبھی منکر نہین ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب
بخلاف ما کے کہ کبھی نکرہ بھی ہوتا ہی اور یہہ بھی ہی کہ کلمہ من کا دلالت اوپر تبعیض کے کرتا

موضح القرآن

منافقون کی فرماتا ہے
اوکصیب من السماء
فیہ ظلمت ورعد
وبرق یجعلون
اصابعہم فی اذانہم
من الصواعق حذر
الموت واللہ محیط
بالکفرین
یعنی ان کی ایسی
ہو جیسے زور کا مینہ
پڑتا ہوا آسمان سے
اسمین اندھیری ہو اور
گرجنا ہو اور بجلی ہو رہے
دیتے انگلیاں اپنے کانون
مین ڈر سے بجلی کی
کڑک کے وقت مرنے کے
ڈر سے اور خدا تعالیٰ
گھیرنے والا ہی کافرون
کو یعنی ان کے

جس وقت لفظ بعد کے اوپر داخل ہو دلالت اوپر توقیت وقت اور تعیین اُسکی کرتا ہی اور لفظ بعد کا بدون من کے دلالت اوپر شیوع اور اوقات استیعاب اوقات کی رکھتا ہی جب کہ یہ دونوں قاعدے معلوم ہوئے مناسبت ہر مقام کے ساتھ اُس عبارت کی کہ اُس جگہ اختیار فرمائی ہی بسہولت نکل سکتی ہے مثلاً اس جگہہ علم سے مراد ہدایت الٰہی ہے کہ شامل ہے تمام اُمور دینیہ کو یعنی عقائد ذات اور صفات اور نبوات اور معاد اور شرائع اور احکام اور یہہ علم دو کمال رکھتا ہے اول کمال عموم کا دوسرا کمال استمرار کا کہ ابتداے زمانۂ بعثت سے آخر تک باقی ہے بغیر تغیر اور تبدل کی پس لفظ الذی کا کہ تعریف مین زیادہ تر ہے مناسب ہوا واسطے افادہ تعریف اُس علم کے اور لفظ من کا کہ واسطے ابتدا غایت کی ہے مناسب نہوا اس واسطے کہ یہہ علم موقت ساتھ کسی وقت کے نہین تا ابتداے غایت اُسکے کی بیان کیجاوے پس عبارت بعد الذی جاءک من العلم لائق اس مقام کے ہوئے اور قبلہ کے مقدمہ مین مراد علم سے علم خاص ہے کہ متعلق ساتھ امر قبلہ کے ہے اور وہ علم سابق نہ تھا بلکہ سابق اُس سے علم وہ تھا کہ استقبال بیت المقدس کو مقتضی تھا پس اُس جگہہ لفظ من بعد ما جاءک من العلم چسپان ہوا اور ایسے ہی سورۂ آل عمران مین مراد علم خاص ہی متعلق ساتھ امر قولہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور وہ علم بھی موقت بعد گفت وگوے وفد نجران کے نازل ہوا پس اُس جگہہ بھی یہی عبارت مناسب ہوئی اور سورۂ رعد مین ہر چند مراد علم خاص ہے متعلق ساتھ نزول حکم عربی کے کہ عبارت قرآن سے ہی لیکن وہ علم بھی مانند علم ہدایت اور دین کے موقت نہین بلکہ ابتداے زمان بعثت سے اخیر تک مستمر اور باقی ہی پس باعتبار خصوصیت علم کے لفظ ما کا لائے کہ اُسکی تعریف مین قصور ہے اور ایک نوع کا ابہام اسی سے ٹپکتا ہے اور باعتبار استمرار اور دوام اُسکے کے لفظ من کو حذف کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ خاص مانند عام کے مستمر اور دائم ہے اس کے واسطے ابتدا نہین واللہ اعلم باسرار کلامہ چوتھی یہہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً معصوم ہین پس اتباع خواہشات کفار کا اُنسے قطعاً منتفی ہے اور جو شرط کہ مجزوم العدم ہے محل استعمال لو کا ہے نہ محل استعمال ان کا حرف ان کا اس جگہہ کس واسطے لائے جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ خطاب ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر وجہ تحقیق کی نہین کہ قطعیت وقوع شرط یا انتفا شرط کی اُس مین رعایت کی جاوے اور نہ واسطے شرط کی

جو کہ مناسب ان دونون کے ہون اختیار کیا جاوے بلکہ جملہ شرطیہ سمجھکر و اصلی غرض محال کی
مقام فرض مین وقوع شرط مین شک ہوتا ہے اور ایسی جگہہ استعمال لفظ ان کا کیا جاتا ہے اور
ترجیح مثل ان کان زید حمارًا فهو ناهق لفظ ان کا مستعمل ہوتا ہے نہ لفظ لو البتہ اگر خطاب
وجہ تحقیق اور بیان واقع کے ہوتا ہے بسبب قطعیت انتفاء شرط کے استعمال لو کا متعین ہوتا
لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور جبکہ وہ بات نہین ہے استعمال لو کا بھی نکیا
یہ کہ حق تلاوت کلام اللہ کا کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ درباب ادای حق تلاوت کے چند چیزون
اعتبار ہے چنانچہ بیچ تفسیر مین اشارہ اوسکی طرف گزرا لیکن تفصیل ان چیزون کی روایات صحیح
وارد ہے منجملہ اونکے یہہ ہے کہ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اونہون نے
حق تلاوت مین فرمایا ہے یُحِلُّوْنَ حَلَالَهٗ وَیُحَرِّمُوْنَ حَرَامَهٗ وَلَا یُحَرِّفُوْنَهٗ عَنْ مَوَاضِعِهٖ
یعنی حلال کرتے ہین حلال اوسکی کو اور حرام کرتے ہین حرام اوسکی کو اور نہین تحریف کرتے ہین
موضع اوسکے سے اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی
کہ اونہون نے فرمایا یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اَیْ یَتَّبِعُوْنَهٗ حَقَّ اِتِّبَاعِهٖ یعنی تابع ہوتے ہین اوسکے
اتباع اوسکے کا ثم قرء ابن عباس رض والقمر اذا تلاها یقول تبعها اور منجملہ اونکے یہہ ہے کہ روایت
کی ابن ابی حاتم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رض سے کہ اونہون نے اس آیت کی تفسیر مین
اذا مر بذکر الجنة سأل الله الجنة واذا مر بذکر النار تعوذ بالله من النار
حق تلاوت کا یہہ ہے کہ جب گزرے اوپر ذکر بہشت کے خدا سے اوسکو سوال کرے اور
گزرے اوپر ذکر آگ کے پناہ مانگے اوس سے ساتھ خدا کے اور خطیب نے بیچ کتاب الرواة
کے مالک سے ساتھ روایت ابن عمر رض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تلاوت کلام اللہ کا یہہ ہے کہ حلال اوسکے کو حلال
مقرر کرے اور حرام اوسکے کو حرام جانے اور پڑھے اوسکو جیسے کہ نازل ہوا ہے اور کلمات
کو اوسکے تحریف نکرے اور معانی اوسکے تاویل فاسد نکرے اور احکام اوسکے کو بپاس خاطر دنیادار
پوشیدہ نکرے اور منجملہ اونکے ہے روایت ابن جریر اور وکیع کی حسن بصری رض سے کہ اونہون نے
کہا کہ حق تلاوت کلام اللہ کا وہ ہے کہ ساتھ محکمات اوس کے ایمان

موضح القرآن

ان کی آنکھون مین منافقون
کی مثل ان لوگون
کے سے مثال بیان
کیا ہے جو اندھیری
رات کو جنگل
مین ... اور
... بجلی اور

ایمان لاوے اور موافق اوسکے عمل کرے اور اوپر متشابہات اوسکے کے ایمان لاوے اور جس چیز کا سمجھنا اوسپر مشکل ہو اوسکو مفوض عالمون کے کرے اور نہیچ رد اور قبول اور تاویل اور تمثیل کے ساتھہ عقل اپنے کی دخل نکرے اور اسجگہ سے معلوم ہوا کہ حقیقت مین اہل کتاب وہی اشخاص ہین جنہون نے تلاوت کتاب کے ساتھہ اس روش کی لازم پکڑی ہے اور نفسانیت اور تعصب خاندان اور قوم اپنی یا محافظت وضع اور آئین اپنی کے تئین حجاب معرفت کا نہین کیا ہے نہ وہ لوگ جنہون نے کتاب کو وسیلہ نخوت اور تکبر کا کیا اور مثل سگ گزندہ کے ہرکسی سے لپٹتی ہین اور نہیچ حجاب خود بینی اور غرور کے گرفتار ہین اور دعوی اس بات کا کرتے ہین کہ ہم سب لوگون کے متبوع ہین پہر بار دوسری تمکو خطاب کرتے ہین ای بنی اسرائیل جیسے ابتدا کلام مین تمکو خطاب کیا تھا اور کہتے ہین ہم یَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ یعنی ای بنی اسرائیل تمکو ایسا زعم ہو گیا ہے کہ ہم سب کے متبوع ہین اور تمام خلائق ہمارے تابع رہے یہانتک کہ جو تمام رسولون سے افضل رسول اور کامل سب سے ہین اونکو بھی تکلیف متابعت اپنے کی دیتے ہو اور یہ نہین سمجھتے ہو کہ ایسی شان اور مرتبہ تمکو کس طرح حاصل ہوا اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ یعنی یاد کرو تم اوس نعمت کو جو تمکو ہمنے عطا کی اور اوسی سبب سے یہہ دعوے لینے چوڑے تمکو یاد آ گئے وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اور یاد کرو اسکو کہ تحقیق مینے بزرگی وہی تھی تمکو سارے جہان پر اور جو چاہون مین اوس بزرگی کو تم سے چھین لون اور دوسرے کو بخشدون کچھ یہہ بزرگی اصلی اور ذاتی تمہاری نہین کہ تم سے جدی نہ ہو سکے پس حق اوس نعمت کا اور خوبی اوس فضیلت کی یہہ نہین کہ تم آیتون اور رسولون ہمارے کو نمانو اور بسبب انکار کے ناشکری نعمتون میری کی کرو وَاتَّقُوْا یعنی اور ڈرو تم اس مقدمہ مین یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ یعنی اوس دن سے کہ کام نہ آوے گا کوئی نفس کامل گو تمکو بسبب نسبت رکھنے کے ساتھہ اوسکے فضیلت اور بزرگی حاصل ہوئی ہو خواہ نسبت ظاہری مثل یعقوب علیہ السلام کے اور خواہ نسبت معنوی مثل نفس موسی اور ہارون علیہما السلام کے عَنْ نَّفْسٍ یعنی کسی نفس سے گو وہ نفس یہہ پکو تابع اور منسوب اوس نفس کا جانے اگر خدا اور رسولون اوسکے کی اطاعت نہین کی اور انکار کیا ہے شَیْـًٔا یعنی کچھہ کام آتا کہ تہوڑا سا عذاب کم کرا دے یا کچھہ تخفیف حساب مین اوسکی سعی سے ہو جاوے وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی اور ہرگز قبول نہ کیا جائیگا

اُس نفس سے کچھ عوض کہ بابت تلافی تابع اپنی کے داخل کرے اگرچہ تمام اعمال نیک اپنے فدیہ کے
وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ یعنی اور کچھ نفع نہ دیگی اُس کو شفاعت اور سفارش کرنی ایسے تابعین کی
بیچ جو آیات اللہ اور رسولون کے منکر ہیں گو اوروں کے حق میں نافع ہوگی کا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ
یعنی اور نہ وہ یاری دیئے جاوینگے اس بات میں جناب الٰہی سے اگر مواخذہ حقوق لوگون
کا کسی نے حق انکا تلف کر لیا ہو یا یاری دیئے جاوینگے بموجب اس آیت کے اِنَّا لَنَنۡصُرُ
رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ یعنی البتہ ہم مدد
رسولون اپنے کی اور ایمان والون کی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے اور ظاہر
ہے کہ ضمیر منہا اور تنفعہا اور ہم کی دوسری نفس کی طرف کو راجع ہو یعنی جو کہ گرفتار
عذاب کا ہے اور معنی آیت کے موافق اسکے ظاہر اور روشن ہیں چنانچہ پوشیدہ نہیں
ہے باقی رہی اس جا چند سوال جواب طلب اول سوال کہ یہ آیت بعینہا بیچ ابتداء قصہ
بنی اسرائیل کے گزری اعادہ اسکے سے اسجگہ کیا غرض واقع ہوئی جواب اسکا یہ ہے
اُس مضمون کا اول حصہ میں واسطے یاد دلانے نعمتون کی تھا تاکہ کفران اُن نعمتون کا
کر کے راہ شکر اور طریق حق شناسی منعم کے اختیار کریں اور ذکر اس مضمون کا بیچ تمہ قصہ
واسطے باطل کرنے دعوے انکے کی ہر کہ اپنے تئین متبوع مقرر کر کے درخواست متابعت
افضل المرسلین سے کرتے تھے اس واسطے کہ جب نعمت الٰہی کو اپنے حق میں یاد کرینگے ا
بات بھی تصور کرینگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو بزرگی تمام جہان پر عطا کی سو اس سے معلوم
کرینگے کہ منشاء اس دعوے کا کوئی چیز ذاتی ہماری نہیں اور نہ بزرگی نسبت اور نسب
بزرگون کے سے پائی ہے اور ایک دن ہمارے پیچھے درپیش ہے کہ اس دن میں کوئی
اور نسب کام نہ آوے گا بدون متابعت طریقہ حق کی پس کسی کا رکی نہین ہوگی اور
راہ نجات کی بظاہر نہوگا اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ صدر قصہ میں غرض اس
آیت سے وہ تھی کہ اجمالا جمیع نعمتون الٰہی کو جو حق بنی اسرائیل کے ہیں یاد دلا کر
اُسکا درخواست کریں اور اسدن سے کہ نسبت اور نسب بزرگان سلف کا کچھ کام
نہ آوے گا ڈراوین بعد ازان تقسیم اُن نعمتون کی بحسب اوقات و اشخاص اس فرقہ کے

## مصحف القرآن

جگہ اور عزیز دونکا ذکر دونون
سے کرنا منظور تعالیٰ کی ہوا
یعنی سورہ بقرہ کی شان ا
جمالاً اول میں اور تفصیل
کرنا ہو بیچ اسکے شان
یعنی عزت کا ان کا ذکر
اور تفصیل کی مسلمانون
سے شان قربت جو ظاہر ہیں
مسلمان کو سکھنے کو جب
حکم ہوتا کہ کا ذکر دونون کو
قبل اور بعد ازطن کرو
تو ورلا کر کا دونون میں
اتنیکیان بیچ سبب جو
قرآن شریف کو نہیں
اور جب فتح ہوئی اور
دوسرے سال تا
ہوتا قرن کی ترتیب
کر ساتھ اسلام

شیوع تمام کے بیان کی بطریق تحریر اجمال او تفصیل جمع وخرچ اہل حساب کے آخر اس قصہ مین بھی
اعادہ کرنا اسی مضمون کا مناسب ہو پس لانا اس آیت کا اول اور آخر اس قصہ طویلہ کے اُس
قبیل سے ہی کہ اہل حساب ورسیاق کہ اوّل فرد جمع اور خرچ کے بطریق یادداشت تحریر کرتے ہین
کہ جمع اس قدر تھی اور خرچ اس قدر ہوا بعد اُسکے تفصیل اور تقسیم تاریخوار اور بابت کے کرکے
ہین جو حساب سے فارغ ہوتے ہین پھر اُسی جمع خرچ کو خلاصہ کرکے اعادہ کرتے ہین دوسرے
وہ کہ اس آیت مین بہ نسبت آیت گذشتہ کے تین چیز مین تفاوت واقع ہوا اوّل وہ کہ
آیت سابقہ مین لا یقبل منہا شفاعۃ فرمایا ہے اور اس آیت مین لا تنفعہا شفاعۃ
دوسرے وہ کہ آیت سابقہ مین لا یؤخذ منہا عدل فرمایا ہی اور اس آیت مین لا یقبل منہا عدل
تیسرے وہ کہ آیت سابقہ مین شفاعت مقدم فرمائی ہی اور اس آیت مین نفی فدیہ کی مقدم فرمائی
نکتہ اس تفاوت کا کیا ہی جو آپ سکا یہ ہے کہ بعضی نکات اس تغیر سلوب کے آیت سابقہ کی
گزری یاد کرنا چاہیئے اور جو کہ حاضر الوقت ہے یہ ہے کہ شفاعت کا سودمند ہونا دو چیز پر
موقوف ہی اوّل یہ کہ شفاعت بذات خود نافع ہو نہ مضر دوم یہ کہ وہ شفاعت جسکے روبرو
لیجا وین قبول بھی ہو کیونکہ ظاہر ہی کہ اگرچہ شفاعت بذات خویش نافع ہو جیسا کہ دینا مال کا یا خلاص کرنا
قید سے مگر وہ شخص اُس شفاعت کو قبول نہ کرے کچھ فائدہ اُس شفاعت مین نہ ہوگا
اور لغو محض ہوگی اور ایسی ہی اگرچہ شفاعت مقبول ہو لاکن وہ بذات خود مضر ہو مثل
شفاعت چور کی روبرو حاکم کے تو اُس کو سزا پہنچاوے وہ شفاعت بے نفع محض ہے
پس ایک جا نفی قبول کی فرمائی اور ایک جا سلب نفع کیا تاکہ دونو طرح کے انتفاع کی نفی
ہو جاوے اور تحقیق اُس کی یہ ہے کہ انبیا اور صلحا کے اُس دن مین شفاعت ہوگی لیکن
شفاعت عامہ انکی کہ بمنزلہ بیان قاعدہ کلیہ کے ہے مثل اغفر الذین امنوا وعملوا الصلحت
یا ربنا اغفر لمن تبعنی ولمن عصانی اور امثال اسکی ہرگز کافرون کے کام نہ آوے گی
اگرچہ مقبول ہوگی اور شفاعت خاصہ انکے حق مین ہر ہر کافر کی مثل شفاعت ابراہیم علیہ السلام
کی بیچ حق آذر کے مقبول نہوگی پس دونون وجہ کی شفاعت اسلاف کی سکو نکو ناامید کیا
لاکن تخصیص آیت اولی کے ساتھ نفی قبول کی اور اس آیت کے ساتھ نفی نفع کے

پس اس سبب سے ہے کہ سابق آیت اولی مین ذکر کفر کا تصریح کیا ہے کہ لا تكونوا اول كافر به پس
نفی قبول کی اوس جا مناسب تر ہوئی اور بیچ ما سبق اس آیت کے ذکر انتساب اور اتباع کا ہے کہ
اوسکو وسیلہ شفاعت متبوعین اور منسوب الیہم اپنے کا جانتے ہین پس نفی نفع کی اسجا بیان مین
گویا ایسا فرمایا کہ ہر چند شفاعت انبیا اور اسلاف تمہارے کے حق مین تابعین اور منسوبین اپنے کی مقبول
لاکن با وجود کفر تمہارے کے نافع نہوگی کہ تم اونکے تبعیت سے خارج ہوئے گا اور بہی ذکر عدل
اخذ اور قبول مین ملازمت نہین ہے بلکہ جدا جدا ہو سکتی ہین کیونکہ جائز ہے کہ اخذ ہو لیکن بطور
تردد کے کہ رد کردوں یا قبول کروں اور قبول نہو اور ایسے ہی جائز ہے کہ قبول ہو اور اخذ
بلکہ بعد قبول سے اخذ نہ کرین اور آیت اولی مین جو نفی قبول شفاعت کے سابق گذری
اور غالبا دنیا مین جو شفاعت قبول نہین کرتے ہین غرض اخذ عوض ہوتا ہے اوسکو سات
اخذ کے نفی فرمایا کہ یہ توہم بھی دور ہو جاوے اور اس آیت مین جو نفی شفاعت کی سابق
ہوئی عوض کو سات لفظ قبول کے نفی فرمایا کہ اوس جا دنیا عوض کا مقبول بھی نہوگا
اخذ کے کسواسطے کہ اخذ بعد قبول کے ہے لیکن وجہ تقدیم و تاخیر شفاعت و عوض کی لیس
کہ ابتداء سے حادثہ مین شفاعت کو عوض دینے پر مقدم کرتے ہین اور جو حادثہ اشتداد پکڑتا
کرتا ہے اور استمرار پکڑتا ہے دینے عوض کو اوپر شفاعت کے مقدم کرتے ہین اور آیت
اولی مین ابتداء حادثہ ہے اور اس آیت مین انتہا اوس کا اور اللہ دانا تر ہے ساتہ مراد
کلام اپنے کی اور کہتے ہیں مدار فرق کا اسلوب دونوں آیتوں مین ایک غرض ہے کہ جسکے لیے
لایا گیا ہے اسواسطے کہ آیت سابق مین غرض تحریص بنی اسرائیل کے اوپر متابعت آن حضرت
علیہ السلام کے ہے اور ترک افعال شنیعہ کا مثل تحریف کتاب اور حق کو ساتھ باطل
ملا دینا اور پوشیدہ کرنا نعت پیغمبر علیہ السلام اور ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ اور آدمیوں کو
ساتھ نیکی کے کہنا اور آپ موافق اوسکے عمل نکرنا اور دام طمع اور حرص مین گرفتار
اور صبر نکرنا اور ملاقات خدا سے بے پروا رہنا اور بیچ اس آیت کی غرض دفع اون کے
ہے کہ رسالت مین پیغمبر وقت کی کرتے تھے اور اپنے کو بالاتر اتباع اوسکے سے دیکھتے
بلکہ آپ کو متبوع مطلق اور ناجی محض گمان کرتے تھے اور فضل اور بزرگی کو ذاتی اپنے

موضح القرآن
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور جو تم سے پہلے تھے ان کو بھی شاید تم بچاؤ میں آؤ
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ

بہشت اور نعیم آخرت کو بالذات واسطے اپنے سمجھتے تھے اور اسی واسطے بعد اس آیت کے بیچ
اس مقام کے تذکیر نعمتون کا نہین فرماتے ہین بلکہ واسطے دفع خیال تبوعیت مطلقہ اور امامت
اونکے کی کہ جڑ دشمنی اور کفر اونکے کی بھی خیال تھا ارشاد کرتے ہین وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهٖمَ
یعنی اور یاد کرو تم اوس وقت کو کہ بطریق آزمایش کے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیٹا تارخ
بن ناحور کا تھا اور تارخ کا آزر بھی لقب تھا ابراہیم علیہ السلام اوسکے گھر مین وقت سلطنت نمرود
بن کنعان کے قصبہ کوثی مین کہ مضافات شہر بابل کا تھا بیچ سنہ ٩١٧٠ استرہ سو نوسال تاریخ طوفان نوح
علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور طفولیت سے آثار رشد کے اون مین ظاہر ہوئے ساتھ باپ کے اور قوم
اپنی کی بابت بُت پرستی کی بحث اور حجتین کین یہا نتک کہ بتون کو توڑا اور قوم اوسکی نے مقام
کینہ کشی مین چاہا کہ اونکو آتش مین جلا دین آتش بہت بھڑکائی اور اونکو اوس آگ مین ڈالا
پروردگار اونکو صحیح و سالم اوس آگ سے باہر لایا پہر باپ اور قوم اونکی اونکی دشمن ہوئی یہانتک کہ
جان و مال اپنا واسطے خدا کے ترک کر کے بسمت حران اور وہان سے بسمت شام اور فلسطین کی
ہجرت کر کے اوس سرزمین کو اپنا وطن کیا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اون کو بعوض اوسکے کہ جان
و تن اپنا واسطے میرے جلانے کو دیا اور خان و مان اور تبار اپنے کو بیچ راہِ حق کے ترک
کر کے بیوطن ہوا مرتبہ بس بلند کہ کسی کو آدمیون سے وہ مرتبہ اوس وقت تک حاصل تھا
عطا فرماوے پس ساتھ فرمانے بعضے سخنان کے استعداد کامل اونکی کو منصۂ ظہور پر لایا رَبُّهٗ
یعنی پروردگار ابراہیم علیہ السلام نے کہ طفلی سے پہر اونکو طرح طرح کی تربیت فرما کر بمرتبۂ نبوت
اور خلت کی پہونچایا اور ہر وقت مین تربیت اوسکی ابراہیم علیہ السلام کا رنگ دوسرا پیدا
کرتے تھے بعد ہر تربیت کے استعداد بلند اور استحقاق مرتبہ ارجمند اون سے ظاہر ہوتا تھا
یہانتک کے اونکو مامور فرمایا بِكَلِمٰتٍ یعنی ساتھ سخن چند کے کہ بسبب بجا آوری اون سخنون
کے نزدیک ملائکہ علوی اور سفلی کے ظاہر ہو کہ یہہ شخص لائق اس مرتبہ کے تھا اور
شان حکمت سے دینا اس منصب کا اس شخص کو واجب اور لازم دکھلاتا تھا اور بھی
یہہ عادت الٰہیہ مستمرہ کہ بمحض علم اپنے کی دینی مرتبون اور منصبون اور جزاؤن اور اجرون
کے اکتفا نہین فرماتا ہے جبتک کہ استحقاق اور استعداد اوس کا ظاہر نہ کرے اور

اس وجہ سے ظاہر کرے کہ جمیع سکان ملک اور ملکوت کی اس قضا حتمی کو ساتھ زبان قال اور حال کے
واسطے اسکے تقاضا کریں اور یہہ معاملہ ازبسکہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ امتحان اور آزمائش کے
تسمیہ اسکا ساتھ لفظ ابتلا کے بہت چسپان اور مناسب ہے ورنہ اس تعالیٰ کو کہ علام الغیوب ہے اور
مستقبلات نزدیک علم اسکے کے حکم ماضی کا رکھتے ہین کیا حاجت امتحان اور آزمائش کی ہے اور خلاصہ
سخن کا ابراہیم علیہ السلام کو بطریق امتحان کے ساتھ اسکے امور فرمایا اور استعداد کامن اُن کے
ساتھ بجالانے ان باتون کے ظاہر کیا اس کے کئی چیزون کے ساتھ تعلق اُن کا تھا اول ساتھ
قوت علمیہ اور فکریہ اُنکی کے کہ واسطے مناظرہ اور مخاصمہ بت پرستون کے مامور کیا اور اونھون نے
مہم کو اچھی طرح سے سرانجام دیا اول آفتاب ورماہتاب اور ستارہ بحکم حدوث اور تغیر کے ایک
حال سے طرف دوسرے حال کے لیاقت معبودیت سے باہر کیا اور ثانیا بتون کو توڑا اور عجز ا
بہ نسبت قوت آدمی کے کہ ضعف قوت مخلوقات رب الارباب ہے مبرہن کیا اور ثالثا واسطے ا
آتش پرستون کے تن اپنا جلانے کو دیا تاثیر آتش کو بقوت الٰہیہ کے باطل فرمایا اور روح آتش کو
تاثیر طبعی اپنی سے متغیر کرکے ساتھ خنکی اور سردی کے بدلا اور ساتھ اس ترتیب عجیب کے ردحانیا
اور سفلی کو لیاقت معبودیت سے معزول کیا اور اسباب جسمانیہ اور روحانیہ کو مقابلہ ارادہ مسبب
قہار کے بیکار دکھلایا یہان تک کہ زبان اُنکی سے یہہ دعوی ظاہر کرایا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِل
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور واسطے امتحان صدق ا
کے اُن کو ساتھ چند چیزون کے مبتلا کیا تا کہ روح اُنکی کو اوپر کسوٹی امتحان اور معرفت کے ا
اول بیزاری قوم اور قبیلہ اپنے سے حاصل ہوئی بلکہ کل ما سوی اللہ سے جیسا کہ شان د
خالص اور خلیل صادق کی ہے کہ ما سوی المحبوب سے بیزار ہوتا ہے اسواسطے فرمایا اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
اور بھی فرمایا کہ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ وَاَنَا بُرَآءُ مِنْكُمْ بلکہ بحالت بشری کی ہمہ عداوت ہوئی کہ فا
عدو لی الا رب العالمین دوسرے رفع کردینا وسائط کا اور بلا حجاب متوجہ ہو
محبوب حقیقی کے یہانتک کہ جبرئیل سے بیچ وقت کمال شدت حاجت کے فرما
الیک فلا حاجة لی تیسرے تسلیم کرنے امر الٰہی کے اور خوش ہونا باوجود نقد
جان اور مال اپنی کے اُنکی رضامندی مین چنانچہ وقت ہجرت کے وطن او

اور امر ذبح فرزند دلبند کا انکے ظہور مین آیا اور مہمانی مہمانون اور ایثار گدایون کو علی سبیل الدوام اُنسے ظاہر ہوتا تھا اور ظاہر ہے کہ عزیز ترین کامون دنیا کا نزدیک آدمیون کے یہی چار چیز ہین جان و مال و فرزند و وطن کہ مجمع اقارب و عشائر کا ہوتا ہے اور واسطے محافظت ان چیزون کی کیا کیا بے صبریان کیجاتی ہین جب ان چار چیز کو رضاے مولا اپنے مین خرچ کیا صدق محبت اور خلت اُسکی کمال مرتبہ کو ثابت ہوئی اور واسطے اسی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر ان کلمات مبہمہ کے کہا ہے الکلمات التی ابتلی بہا ابراھیم فراق قومہ فی اللہ حین امر اللہ بمفارقتہم ومحاجۃ نمرود فی اللہ حین قال انا احیی و امیت و صبرہ علی قذفہم اياہ فی النار لیحرقوہ فی اللہ والہجرۃ بعد ذلک من وطنہ و بلادہ حین امرہ بالخروج عنہم و ما امرہ بہ من الضیافۃ والصبر علیہما و ما ابتلی بہ من ذبح ولدہ اور جو معاملہ اس جناب علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات نے ساتھ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی عین صغر سنی مین اور ساتھ مادر انکی یعنی حضرت ہاجرہ رض کے محض بحکم خدا کے کیا ہے تامل کیا جاوے طاقت بشری سے خارج دکھائی دیتا ہے بالجملہ ان تکلیفات شاقہ سے منظور اظہار جودت حال قوت عاملہ اُن کی کا اور انقیاد جمیع لطائف اور قولے روحیہ انکی کا واسطے حکم الٰہی کے تھا کہ مجملاً در جواب خطاب اسلم کے عرض کیا تھا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پھر بدن اور جسد اپنے کو بھی داغ محبت کا کیا جیسے کہ عاشق واسطے معشوق کے گل و داغ بدن اپنے پر لیتے ہین اور بسبب اُسکے صدق دعوی عشق کا ان سے ثابت ہوتا ہے اور عمدہ ترین ان داغون کا ختنہ تھا کہ محل شہوت بہیمہ جماع اور وقاع کو قطع کرتا ہے تاکہ یاد رہے کہ اس عضو کو کہ داغی رب العزت کا ہے بیچ مصرف نامرضی اسکی کے صرف نجاہیئے کرنا اور واسطے اسی کے توریت مین آیا ہے کہ ختنہ داغ خدا کا ہے اوپر ابراہیم اور اولاد ابراہیم علیہ السّلام کے مانند داغ گھوڑون اور جانورون بادشاہی کے اور منجملہ ان داغون کے موے لب کا لینا اور موے زہار کا اور ناخن کا کٹوانا اور اکھاڑنا موے بغل اور پاک کرنا جا بول و براز کو وقت استنجا کے اور مضمضہ اور استنشاق وضو مین اور مداومت اوپر مسواک کے وقت نماز اور ذکر کے اور مانگ سیر بالون کے ساتھ شانہ کی اور استعمال عطر اور خوشبو اور لطیف رکھنا جامہ پوشاکی کا اور دھونا بند گاہ بدن کا ہر جمعہ مین ایک روز پھر واسطے لازم پکڑنے

برخی عبادت اور ذکرون اور خلقون کی اونکو تاکید ہوئی اور وہ تمام تیس خصلتین ہین کہ نام اون کا
سہام الاسلام کیا ونکی اون مین سے سورہ برات مین مذکور ہین توبہ عبادت حمد سیاحت رکوع
سجود امر بالمعروف نہی عن المنکر نگاہ رکھنا حدود مقرری کی ہوئی خدا کو ہر کام مین ایمان اور دس
اونکی سورہ احزاب مین اسلام ایمان قنوت صدق صبر خشوع صدقہ دینا روزہ رکھنا حفظ
شرمگاہ کا زنا اور لواطت او سحاق سے اور نظر کو اجنبی سے ذکر کثیر زبان دل سے علی الدوام
اور دس اونکی سورہ مومنین اور سال سائل مین ایمان تصدیق کرنی روزہ جزا کی اور خوف کرنا
عذاب الہی سے دائما خشوع نماز مین محافظت آداب سنن اور مستحبات اوسکی کے لغو اور
اور لعب اور ہزل سے احتراز اور اعراض کرنا ادا کرنا زکوۃ کا بخوشی دل حفظ شرمگاہ کا حرام
اور مملوک اپنے سے اور پورا کرنا عہد کا ادا کرنا امانت کا قائم ہونا واسطے شہادت کے ہر حال
اس خصائل سے کہ مذکور ہین ان صورتون مین متداخل ہین لاکن احتمال ہے کہ بسبب مقید
اور خاص ہونے اور ملنے کے ساتھ مقارنات اپنے کے حکم خصائل متباینہ اور متفاوتہ کا پیدا
اور ہر جا جدا گانہ شمار ہون پس انکو حکم ہوا کہ ہر سال مین ایک بار آپ کو والہ و شیدا کے
عاشق کردار واسطے طواف خانہ محبوب اپنے کے برہنہ سر اور برہنہ تن اور برہنہ پا ژولیدہ
پریشان حال گرد آلودہ شام سے زمین حجاز مین پہونچکر کبھی پہاڑ پر اور کبھی زمین پر منہ
طرف خانہ محبوب کے کرکے کھڑے ہون اور کبھی دشمن اوسکے کو اپنے خیال کرکے سنگ لین اور
اور بیزاری کو اوپر اوسکے ڈالین اور عوض جان عزیز ترین مملوکات اپنے کو واسطے اوسکے
کرین اور مین بعد گرد خانہ تجلی آشیانہ اوسکے کے طواف کرین اور بار بار کھینچ اوس خانہ کو ا
تاکہ معنی عشق اور محبت کے کہ باطن مین انکے کامن ہین لباس ظاہری مین جلوہ گر ہون اور
عام کے اوپر ظاہر ہوا اور اس حالمین نعرہ لبیک کو ساتھ آواز بلند کی مارین اور آتش محبت دل کی
کے ساتھ روشن کرین اور واسطے اظہار اس کیفیت کے مناسک حج واسطے انکے مقرر ہوئی اور
اور سعی درمیان صفا اور مروہ اور آمد و رفت مزدلفہ اور عرفات اور اقامت منی مین اور حج او
او تلبیہ اور احرام شروع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تمام تکلیفات کو کہ بعضی عقل ناقص
مین مستحسن دکھلائی دیتے تھے اور اکثر دریافت عقل بشری سے بالاتر ہین دل دہا

موضح القرآن

وبشر الذين امنوا وعملوا الصلحت ان لهم جنت تجري من تحتها الانهر كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا

دل وجان سے کمال بشاشت اور خوشی کے ساتھ قبول کیا فَاَتَمَّهُنَّ پس تمام اور کمال بجالائے
ان تمام باتوں کو ابراہیم علیہ السلام بغیر کم وبیشی اور کاہلی اور تغافل کے یہاں تک کہ حق میں اُن
کے جانب دوسری فرمایا ہے وابراھیم الذی وفّی اور بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور
دوسری کتابوں حدیث میں آیا ہے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ما ابتلی بھذا الدین احد
فقام به كله الا ابراھیم یعنے نہیں مبتلا ہوا ساتھ اس دین کے کوئی پس پورا پورا اُس کو بجالایا
ہو مگر ابراہیم علیہ السلام اور ابوالشیخ کتاب عقیقہ میں ساتھ طریق موسی بن علی ابن رباح کی کہ اُنھوں
نے باپ اپنے سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حکم ختنہ کا فرمایا یہ اُس
وقت میں اسّی برس کے تھے کمال تعجیل سے ساتھ تیشہ کے کہ گھر میں موجود تھا ختنہ کیا بعد اُسکے
نہایت درد ہوا جناب الٰہی میں دعا کی حق تعالے نے وحی بھیجی کہ تم نے اس کام میں شتابی کی کہ
ابھی تک تم کو طریق اور آلہ اسکا تعلیم نہیں کیا تھا خود بخود آپ کو محل ہلاکت میں ڈالا اُنھوں نے
عرض کیا کہ بارخدایا مکروہ جانا میںنے کہ بیچ بجالانے حکم تیرے کے ایک دم بھی توقف کروں میں
اور بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابراہیم عم نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے روز ساتویں تولد
سے ختنہ کی اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے تیرہ برس کے سن میں اور آنحضرت علیہ السلام نے حضرت
حسنین رض کے روز ہفتم تولد سے ختنہ کی اور بیہقی نے زہری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ
السلام نے فرمایا جو کہ اسلام لاوے چاہیئے کہ ختنہ کرے اور حاکم اور بیہقی نے بطرق صحیح کے روایت
کی ہے کہ حضرت ابراہیم اول اُن شخصوں میں سے ہیں کہ رسم ختنہ کی جاری کی اور پہلے انبیا
ختنہ کیئے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور اول اُن شخصوں میں سے ہیں جن کے بال سفید ہوئے حضرت
ابراہیم علیہ السلام ہیں جب اُنھوں نے اپنے بالوں میں سفیدی دیکھی عرض کی بارخدایا یہ کیا ہے حکم ہوا
یہ وقار ہے عرض کی کہ رب زدنی وقارا اور اول اُن شخصوں میں سے جنھوں نے موے لبوں کے
لئے اور ناخن کتروائے اور موے زیر ناف دور کئے اور ان باتوں کو رواج دیا اور اپنے اوپر لازم
پکڑا حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں اور اول جنھوں نے کہ ازار سیکر پہنی اور اُس کا سروال نام رکھا
بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں پیشتر ان سے عادت لنگی کی تھی اور بیچ مسند وکیع کے
مروی ہے کہ اوحی الله تعالى الى ابراھیم انك اكرم اهل الارض

علی فاذا سجدت فلا تری الارض عودتک فاتخذ سروالاً یعنی وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف
ابراہیم کے کہ تو بزرگ تر اہل زمین کا ہے نزدیک میرے جس وقت سجدہ کرے تو نہ دیکھے زمین شرمگاہ
تیری پس اختیار کر تو ازار کو اور دیلمی ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اس شخص نے کہ خضاب حنا اور وسمہ کا کیا حضرت ابراہیم
اور ابن ابی شیبہ بیچ تصنیف اپنی کے لایا ہے کہ اول جسنے خطبہ منبر کے اوپر پڑھا ابراہیم خلیل الرحمن
اور بزار اور طبرانی ساتھ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
جو میں منبر واسطے اپنے بناؤں مضائقہ نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی واسطے اپنے بنایا تھا
اور جو میں عصا اپنے ہاتھ میں لوں بھی مضائقہ نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی لیا ہے
اور ابن عساکر ساتھ روایت جابر وغیرہ کے لایا کہ اول جسنے کہ راہ خدا میں جہاد کیا ابراہیم
علیہ السلام ہے اور اول جسنے کہ لشکر کو لڑائی میں تعبیہ کیا او میمنہ اور میسرہ اور قلب قرار
دیا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ واقعہ اس وقت میں تھا کہ رومی لوگ حضرت لوط علیہ السلام
قید کر کے لے گئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اونکے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام
چھوڑا لائے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس لفظ کے ساتھ آیا کہ اول من عقد الالویۃ
ابراهیم علیہ السلام اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا بسبب کثرت مہمانداری کی ابو الضیفان نام ہوا تھا اور انکے مکان کے چار دروازے
تھے جس دروازہ سے چاہے مہمان آوے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چاہتے کہ طعام چاشت
نوش فرماویں چہار طرف وطن اپنے کے ایک ایک کوس تک تلاش مہمان کی فرماتے تھے
جب تلک مہمان نہیں پہنچتا تھا طعام چاشت تناول نہیں فرماتے تھے کہ شاید کہ وقت چاشت
مہمان کے آنے کا وقت نہیں ہے اور مسند امام احمد میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
جناب الٰہی میں عرض کیا کہ بار خدایا سوا میرے زمین میں کوئی نہیں کہ عبادت تیری کرے حق تعالیٰ
نے تین ہزار فرشتے نازل کیے کہ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے شریک عبادت کی ہوں حضرت
ابراہیم علیہ السلام تین روز تک امامت فرشتوں میں مشغول رہے اور ابن ابی سعید نے روایت
کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو وسعت مال اور خادموں کی بہت دی تھی اول جس نے کہ ...

موضح القرآن
یعنی ۔۔ کہیں کے میوے یہیں جو کھاتا تھا ہمکو اس سے پہلے دنیا میں اور دیا جاوے میوہ اسی صورت کا جیسے دنیا میں تھا سو تھے ہر مزہ ایک میوہ میں سب طرح کا ہوگا اور بہشتیوں کے واسطے بہشت میں عورتیں ہونگی حوریں ستھری پاکیزہ اور وہ لوگ بہشت میں ہمیشہ رہینگے ان نعمتوں کی خوشخبری دی
ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین دیلمی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول اُس کسینے کہ
ثرید بنائی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کہ واسطے مہمانون اپنے کے پکاتے تھے اور کھلاتے تھے
اور خطیب اپنی تواریخ مین بروایت تمیم داری کی آن حضرت ع سے لایا کہ آدمیون نے اُس جناب
علیہ السلام سے سوال کیا کہ معانقہ کہ اب ہین کہ مرد مرد کے ساتھ کرے کیا فرمایا تمہو فرمایا کہ معانقہ
درست ہے اور پہلے سے تھا اور علامت خلوص دوستی اور تمام تحیت اور ملاقات کی تھی
اور اول اُس کسی نے کہ وقت اظہار دوستی کے معانقہ کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے
اور قصہ اُسکا ایسا تھا کہ ایک روز واسطے طلب چراگاہ مواشی اپنی کے کوہستان بیت المقدس مین
سیر فرماتے تھے تو کہ کوئی مکان واسطے رہنے مواشی اپنی کے تلاش کرین اس درمیان مین ایک آواز
حزین اور رقیق سُنی کہ ذکر کرنے والا خدا کا ذکر کرتا ہے اور اوصاف تقدیس و ربانی اُس جناب کی
کر رہا ہے بمجرد سماعت اُس آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا اور طرف اُس آواز کے متوجہ ہوئے
دیکھا کہ ایک پیر دراز قامت کہ اُسکے تمام بدن پر بال ہین کھڑا ہوا توحید جناب عزّ وجل کی بیان کرتا ہے
آگے اُسکے گئے اور دریافت کیا کہ اے شیخ خدا تیرا کون ہے کہ تو اُس کو یاد کرتا ہے کہا خدا میرا
آسمانون مین ہے پوچھا کہ زمین مین بھی وہی خدا ہے یا دوسرا کہا کہ زمین مین بھی وہی خدا ہے
کوئی سوا اُس کے لیاقت خدائی کی نہین رکھتا پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کہان ہے کہا طرف کعبہ کے
پھر پوچھا کہ کہان سے کھاتا ہے تو کہا کہ جس وقت کہ دانہ خود رو صحرا کا کہ آخر موسم گرما مین پکتا ہے
مین باہر آتا ہون اور اُن دانون کو جمع کر کے رکھتا ہون مین تو جاڑون مین کام آوے اُسی کو
کھاتا ہون مین پھر پوچھا کہ کوئی اہل و عیال تیرے سے باقی رہا ہے کہ خدمت تیری بجا لاوے
کہا نہین پھر پوچھا کہ گھر تیرا کہان ہے کہا ایک غار مین اُس پہاڑ کے گزر کرتا ہون مین پھر فرمایا کہ
چل نشان اُس غار کا دے تو ہمراہ تیرے گھر چلون اور سمت قبلہ تیرے کی دیکھون کہا
درمیان اس مکان اور اُس غار کے ایک چشمہ ہے نہایت عمیق کہ آدمی کا اُس سے گزر ممکن نہین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تو کس طرح اُس چشمۂ عمیق سے عبور کرتا ہے کہا کہ مین بطریق
خرق عادت کے اُس پانی پر چلا جاتا ہون اور پانی میرا فرمان بردار ہو جاتا ہے کہ سوا کف پا
میری کے تر نہین ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آؤ تمھارے گھر چلین شاید کہ

اُس پانی کو جس نے واسطے تیرے مسخر کیا ہے واسطے ہمارے بھی مسخر کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور وہ شیخ دونو روانہ ہوئے جو کہ کنارے آب کے اُوپر آئے دونو پانی سے عبور کر گئے اُس
پیر نے تعجب کیا جو غار میں ہوپنچے سمت قبلہ مسجد اُس کی کو موافق سمت کعبہ کے پایا نہایت
خوش ہوئے بعد اُس کے پوچھا کہ اے شیخ کا ہے کو کہ کونسا دن سخت زیادہ دنوں کا ہے پیر
نے کہا کہ وہ روز جس روز حضرت رب العزت کرسی اپنی کو واسطے حساب خلایق کے رکھے اور
دوزخ کو بھڑکاوے یہاں تک کہ کوئی فرشتہ مقرب و پیغمبر مرسل مگر کہ مونھ کے بل زاری کرتا گرا
اور حال اپنے سے سراسیمہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نیکبخت واسطے میرے اور
واسطے اپنے دعا کر کہ حق تعالے ہمارے تئیں ہول اُس دن سے امن اور اطمینان نصیب فرماوے پیر نے
کہا کہ دعا میری کس کام آوے گی مجھ سے دعا کی مت خواہش کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیوں
کہا کہ میں تین سال سے ہر وقت و ہر لحظہ دعا کرتا ہوں اور ہرگز مقرون باجابت نہیں ہوئی فرمایا کہ
وہ دعا کیا ہے کہا ایک دن میں اسی بیابان میں کہ مجھ سے ملاقات کی ہے کھڑا تھا کہ ایک نوجوان
مواشیوں کے یہاں آیا تھا اور بال اُس جوان کے پریشان بکھرے ہوئے کہا میں نے کہ کہاں سے آیا
تو اور یہ مواشی کس کے ہیں کہا خانہ دوست خدا ابراہیم علیہ السلام سے آتا ہوں میں اور مواشی ملک اُنکا
ہے میں اُس وقت سے دعا میں مشغول ہوں کہ بارخدایا جو زمین میں دوست تیرا ہے مجھکو زیارت اُسکی
کروا پہلے اس سے کہ اس جہان سے کوچ کروں میں ساتھ دیدار اُس کے کے مشرف ہوں میں ابتک
اُس کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی
آ تو کہ ساتھ تمہارے معانقہ کریں ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پیر کو طرف اپنی کھینچا اور معانقہ
کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اُسی روز سے معانقہ رایج ہوا اور قبل اسکے رسم سجود کی تھی کہ مقام تعظیم
میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے پھر اسلام میں مصافحہ رایج ہوا بالجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
بجمیع وجوہ کمال کہ ممکن بشر کے ہوں جہت قوت علمیہ اور نظریہ اور فکریہ اور بھی جہت قوت عملیہ
خلقیہ اور حالیہ اور بھی جہت طہارت بدن اور ستھرائی اُسکے اور بھی جہت صفائی فطرت روح اور
سر اور دیگر لطایف کے مکمل ہوئے اور استعداد پوشیدہ اُن کے نے خوب وجہ سے ظہور کیا
یعنی فرمایا پروردگار اُن کے نے ساتھ اُنکے کہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنے میں بنانے والا ہوں [illegible]

موضح القرآن
بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ
سو لوگ جو ایمان لائے جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے حق ہے پروردگار کے پاس سے اُنکے
وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا
اور وہ لوگ جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کہ کیا مطلب چاہا اللہ تعالیٰ نے اس مثل سے اور راہ نہیں جانتے
یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ
گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ

تجکو واسطے تمام آدمیوں کے کہ بعد تیرے آویں گے امام اور پیشوا مطلق کہ ہر چیز میں تیری پیروی
کریں اور متابعت تیری اوپر تمام کافہ انام کے واجب ہوئی گویا اقتدا اور اتباع تیرا دلیل حقانیت
اُن کی کا ہوا اور مخالفت تیری دلیل گمراہی اور علامت بطلان کی اور یہ امامت مطلقہ خواص حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ہے چنانچہ خاتمیت خواص حضرت افضل المرسلین علیہ السلام کا ہے اسی
واسطے ہر وقت اور ہر جا بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق نے ظہور کیا اور جو پیغمبر مرسل ہوئے
اور کتاب نازل ہوئی ساتھ تبعیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اقتداء اُن کے کی مقرون ہوئی یہود
اور نصارا اور صابئین تمام تعظیم میں اُس جناب کے اور بیچ قصد اتباع اور اقتدا ان کے کے کوشش
کرتے ہیں اور افعال اور اقوال اُن کے کو بوجہ کلی قانون تشرع اور دستور تدین کا جانتے ہیں اگرچہ جزئیات
متغیرۃ الحکم میں بسبب مصلحت وقت کے ظاہر ا مخالفت کرتے ہیں وہ مخالفت بھی اُس قانون کلی اور دستور
کلی کے اندر داخل ہے اور حکم موافقت میں معدود و مشابہ اوسکے کہ یونانی قاطبہ علم طب میں ابن سینا کو امام
اپنا جانتے ہیں اور قاعدہ کلیہ اُس سے لیتے ہیں اور اگر بمقتضائے وقت اُسکے مخالف چلتے ہیں بموجب
قاعدہ مقررہ اُسکے کے چلتے ہیں علے ہذا القیاس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حنفی امام اپنا جانتے ہیں اگر کسی
وقت فتوے اور فعل صاحبین یا زفر بن ہذیل رحمہ اللہ کے دیتے ہیں اُسکو بھی قانون حنفی اور قاعدہ مذہب
امام سے خارج نہیں جانتے اور بیچ قاعدہ عامہ مقررہ اُس امام کے مثل قول استحسانی اور اعتبار
عموم بلوے اور امثال اُسکے درج کرتے ہیں اور اسی تقریر سے واضح ہوا فرق درمیان ملت
ابراہیمی اور دین مصطفوی علیہ السلام کے کہ ملت ابراہیمی حال میں بوجہ کلی واجب الاتباع ہے اور
دین مصطفوی علیہ السلام بعد نسخ یہودیت اور نصرانیت کے اوپر وجہ جزئیت کے لازم القبول ہے
اور جو اشکال کہ یہاں وارد ہوتا تھا دور ہوا بیان اشکال کا یہ ہے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
واجب الاقتدا اور اتباع ہے عوام الناس کے حق میں پس فرق درمیان حضرت ابراہیم اور جناب افضل
المرسلین علیہ السلام کے عام دعوت میں نرہا اور یہودیت اور نصرانیت بھی اپنے وقت میں ادیان
حق سے تھے حالانکہ بہت سے اموروں میں مخالفت ملت ابراہیمی اون میں جلوہ کرتے تھے اگر امامت
مطلقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد تھی پس یہ مخالفت کس واسطے جایز ہوتی وجہ زوال اس اشکال
کی اُس مذکور سے جو بیان ہو چکا پر ظاہر ہے اور آثار اس امامت مطلقہ کا کہ مخصوص کے ساتھ

الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض

ابراہیم علیہ السلام کے ہے وہی کہ ان کو دن قیامت کے پہلے تمام خلق کے ساتھ لباس خلعت
کی نوازش فرماوینگے جیسے عادت بادشاہون کی ہو کہ سردار اور پیشوا ہر قوم کو پہلے سب
دوسرے لوگون اُس قوم سے خلعت پہناتے ہین بخاری او مسلم اور دیگر صحاح مین روایت کی
گئی کہ روز حشر کے تمام خلائق برہنہ سر اور برہنہ بدن اور برہنہ پا اُٹھینگے اول اُس کسی کو کہ جامہ پہنایا جائیگا
حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونگے اور مصنف ابی شیبہ مین اور کتاب الزہد امام احمد مین آیا کہ بعد اُنکے اول
جناب خاتم المرسلین علیہ السلام کو جامہ مخطط کہ اُسکو حبیرہ کہتے ہین لباس پہناوینگے اور صحیح مسلم اور دیگر
صحاح مین وارد ہو کہ ایک شخص نے آنحضرت علیہ السلام کو خطاب کیا کہ یا خیر البریۃ آنحضرت نے
فرمایا کہ لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیم ہین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین بطریق صحیح کے روایت
کی گئی ہو کہ ایک سال سالون سے بیچ بلاد حضرت ابراہیم کے قحط غلہ کا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام
واسطے طلب غلہ کے دوسرے شہر کو گئے ہرچند تلاش کیا نہ پایا مایوس ہو کر پھرے اور راہ مین
درمیان ایک میدان کے پہنچے ریگ سرخ اُس میدان مین تھا غلامون اپنے کو فرمایا کہ اس
ریگ سرخ سے گون اور جوالون کو پر کرو تا آدمی ہمکو خفیف و حقیر جانین کہ جوالون کو خالی لائے
اُس ریگ کو لدوا کر لائے جس وقت آدمی دریافت کرتے تھے اُس جوالون مین کیا غلہ بھر لائے
جو لائے ہو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے کہ گندم سرخ غلامون نے جو اُن جوالون کو گھر مین
کھولا وہ ریگ گندم سرخ ہو گئی تھی حق تعالی نے نہ چاہا کہ کلام حبیب اپنے کا دروغ کرے اور خاصیت
اُس گندم سرخ کی یہ تھی کہ جس وقت اُس گندم کو بوتے تھے سر سے قدم تک درخت اس کے
دانہ گندم کے جمتے تھے امام احمد بیچ کتاب زہد کے اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء مین اور ابن ابی شیبہ روایت
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لائے ہین کہ کافرون نے ایک بار اوپر ابراہیم علیہ السلام کے دو
گرسنون کو چھوڑ دیا اُن دونون شیرون نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سر اپنا واسطے
سجدہ کے ڈالا اور چاٹنا قدم مبارک خلیل اللہ کا شروع کیا اور یہی آثار امامت مطلقہ سے ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پدر تمام مسلمین کا کیا ہے باعتبار ملت کے جیسا فرمایا
ملۃ ابیکم ابراھیم ھو ابو الملۃ کما ان محمدا علیہما السلام ابو الشفقۃ والرحمۃ قال
علیہ السلام انما انا لکم مثل الوالد لولدہ وقال اللہ وازواجہ امہاتہم اور ایسی

موضح القرآن

لوگ بدر کر کے توڑتے ہین قول خدا تعالی کا مضبوط باندھے کے پیچھے اور یہ قول تورات مین بنی اسرائیل سے لیا تھا جو آخری زمانے کے پیغمبر پر ایمان لانا سو وہ قول اُنھون نے توڑا اور کاٹتے ہین اُس چیز کو جسے فرمایا خدا تعالی نے جوڑنے کو اور خرابی کرتے ہین شہرون مین وہی لوگ ہین نقصان پاتے ہوئے یعنی اپنا ہی کچھ کھوتے ہین ان باتون سے خدا اور رسول کو کیا پروا ہے

کہ مسند امام احمد مین اور حاکم اور بیہقی اور دوسری محدثین معتبرین مین وارد ہوا کہ اولاد المومنین فی الجبل فی الجنة یکفلهم ابراهیم وسارة علیهما السلام حتی یردهم الی آبائهم یوم القیمة اور مسند سعید بن منصور بروایت مکحول شامی کی مروی ہے ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان ذراری المسلمین فی عصافیر خضر فی شجر الجنة یکفلهم ابراهیم علیه السلام بالجملہ اس قصہ سے واضح ہوا کہ قابل امامت اور متبوعیت مطلقہ کے وہی آدمی ہوتا ہی کہ بوقت امتحان الٰہی مین درست نکلے اور لیاقت قبول کرنے فرمان الٰہی کی اُس مین ہو کہ عند الامتحان یکرم الرجل او یهان بیت

تا برده رنج گنج میسر نمی شود ❊ مزد او گرفت جان برادر که کار کرد ❊ بے رنج کے اُٹھائے خزانہ ہات آئے ❊ مزدوری پاتا وہ ہے جو کرتا ہے کام کو ❊

یہودیون اور نصرانیون کو دعوی امامت اور متبوعیت مطلقہ کا کیا لائق ہے کہ اب تلک قید خودبینی اور خودرائی مین گرفتار ہین اور پایہ اولین ایمان کا کہ اطاعت حکم پیغمبر وقت اپنے کی ہے بجا نہین لاتے اور دلیل صریح بے لیاقتی انکی کی اس منصب بزرگ سے وہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ اس منصب عظیم کے نوازا چاہا کہ یہہ منصب خاندان میرے مین موروثی ہو قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي یعنی عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے جناب مین پروردگار اپنے کی کہ کر تو اولاد میری سے بھی امام ہر زمانہ مین تو کسی وقت زمین سلسلہ امامت میری سے خالی نرہی اور یہہ غرض انکے واسطے اسکے تھی کہ مجکو امام تمام آدمیون کا کیا ہے اور بقا میری تا قیامت ممکن اور عادی نہین پس صورت بقا اس امامت کی ساتھ اس رنگ کے قرار دو ن ہین کہ ہمیشہ نسل میری سے امام زمین مین موجود ہو کہ کار امامت اور اس منصب عظیم مین قیام کرے حق تعالیٰ نے جواب مین انکے قَالَ یعنی فرمایا کہ بعضے زمانہ مین تمام نسل تیری ظالم ہوگی اور کوئی انکے سوا ظالم کے نہوگا پس قابل دینے امامت کی اولاد تیری سے ایک بھی نہوگا کس واسطے کہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ یعنی نہین پہنچتا عہدہ خدمت اور منصب میری کا ظالمون کو خواہ نبوت ہو خواہ امامت خواہ خلافت خواہ ولایت بلکہ قضا اور افتا اور احتساب اور بادشاہت اور امارت اور حکومت بھی بموجب حکم شرع شریف کے ظالمون اور فاسقون کو ندینا چاہیے کس واسطے کہ اس خدمت کو اور منصبون مین

عدالت اور تقوے شرط ہے اور ظاہر ہے کہ یہودی اور نصرانی اسوقت اشد انواع ظلم کے مرتکب
ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ و قالو اتخذ اللہ ولدا سبحانہ وغیرہما من الآیات
اوپر اس کے دلالت کرتے ہیں پس کیونکر لیاقت اس منصب کے رکھتے ہوں پس جوکہ ان کو
باوجود ظالم ہونے کے امام اپنا پکڑے وہ بھی ظالم ہوتا ہے اور مضمون ولئن اتبعت اھواءھم
من بعد ما جاءک من العلم انک اذا لمن الظالمین اس قصہ سے بوجہ احسن
ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ جو کہ حجب ثلثہ سے کہ حجاب رسم
اور حجاب طبع اور حجاب غلط فہمی وسوء المعرفہ ہے گرفتار ہو اور لذات نفسانیہ میں مثل حب جاہ
مال کی منہمک یا ہمت اُسکی مقصور مصالح خیر پر ہو اور مصالح کلیہ کو کہ حق تعالے نے شرع کے
اُن کی رعایت فرمائی نظر نہ کریں یا اصل فطرت اُس کی میں استقامت نہ ہو بلکہ کجرو اور کج فہم ہو
لیاقت نبوت اور وصایت نبوت کے کہ عبارت امامت اور پیشوائی سے ہے نہ رکھے اور جو کوئی
پیشوائی کا بیچ کسی امر کے امور دین سے ہو اور ساتھ مرضوں روحانیہ کے مبتلا ہو یقین جانے
کرنا کہ دعوے اس کا باطل ہے اور وہ نالایق ہے اور یہ سخنے یہود اور نصارے کے پیغمبر علیہ السلام
ہمارے کے زمانہ میں مثل آفتاب کے روشن تھے پس حقیقت میں یہ لوگ بخلاف مرتبہ امامت کے
موصوف تھے اور جمیع موانع اُس منصب عالی کے بیچ اپنے جمع کئے دوسری توقع اس منصب کی کرنا
نادانی محض اور جہل صرف تھا چنانچہ درخواست ہمکلامی کے ساتھ خدا کے جاہلوں اُنکی کی کہ لولا
یکلمنا اللہ میں گذرا باقی رہی اس جگہ میں تفتیش چند کہ اکثر اوقات سامع منتظر اوس کا رہتا
ہے اول یہ کہ اول سورہ سے اس جگہ تک خطاب ساتھ بنی اسرائیل کے چلا آتا ہے اور آخر سپارہ
تک بھی خطاب ساتھ ان کے ہے کہ ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت درمیان خطاب
بنی اسرائیل کے قصہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بنانے خانہ کعبہ کا کہ ان سے اور حضرت
اسمعیل علیہ السلام سے واقع ہوا کس واسطے توسیط فرمایا یہ خطاب لایق بہ قریش تھا کہ مجاوران خانہ کعبہ
کے اور اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واقع ہیں اور نعمتیں کہ متعلق ساتھ بنائے کعبہ اور تفضیل اسمعیل
کی ہیں ان کے حق میں قدر اور وقع رکھتے ہیں نہ حق میں بنی اسرائیل کے جواب اس کا یہ کہ منظور
بیان اس قصہ سے شمار نعمتوں کا نہیں ہے جیسا کہ درمیان اکثر قصہ سابقہ کے ہے بلکہ ثابت کرنا نبوت

موضح القرآن
[illegible]

نبوت خاتم المرسلین ص کا ہے اور وجوب انقیاد اس دین مبین کا اوپر بنی اسرائیل کے اسواسطے
کہ یہہ ہرچند اولاد سے حضرت اسمٰعیل ع کی تہی لیکن ولدیت حضرت ابراہیم ع کو فخر اپنا جانتی تہی اور
معتقد تہی کہ بناے کعبہ معظمہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل ع نے کی ہے اور
اسوقت میں واسطے اولاد اپنی کی دعائیں کین اور وہ دعائین مقرون باجابت ہوئیں پس ذکر کرنا
اس قصہ میں انکی پیشے بنی اسرائیل کے چہار غرض عمدہ منظور ہیں کہ وہ چارون غرض تعلق ساتھہ
بنی اسرائیل کے رکہتی ہیں پہلے وہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالے نے اول ساتھہ
تکلیفات شاقہ کے آزمایا جب عہدہ اس تکلیف سے تمام وکمال بوجہ احسن برائی منصب اقتدا اور
امامت کا لقب انکو عطا فرمایا پس معلوم ہوا کہ مناصب دینیہ حاصل نہیں ہوتی ہیں مگر بترک تمرد و عناد کی
اور قبول احکام الٰہیہ کے ہر وقت میں کہ پیغمبر اس زمانہ کا ارشاد کرے گو وہ قبول بسبب نخوت
و تکبر و ریاست اپنی کے اوپر نفس کے شاق اور گران ہو دوم وہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
منصب امامت کو چاہا فرمان پہنچا کہ ظالمون کو اولاد تمہاری سے یہہ منصب نپہونچیگا پس جو کہ طالب
منصب امامت یا کسی منصب کا منصبون دینیہ سے ہو مثل ولایت اور ارشاد اور افتا اور احتساب انکو
ضرور ہے کہ تعصب بیمحل اور مجادلہ اور سخن پروری اور کج بحثی کو چھوڑی اور درپے شکست و ضرر بندہ
گروہ ہائے خدا کی نہو تا کہ لیاقت اس منصب مطلوب کی اپنی سی دور نہ پڑے اور تمکو یہہ معنی میسر نہیں
ہوسکتے مگر جو بدل وجان ناصر و معین اور محب اور خیرخواہ اس پیغمبر علیہ السلام کی ہو تم سیوم وہ کہ
قبلہ کو بیت المقدس سے تحویل فرما کر طرف کعبہ کے قرار دو ان میں تمکو نہین پہونچتا کہ زبان طعن کے
کہولو اور نبوت مین اس پیغمبر علیہ السلام کے شبہات واہیہ القا کرو کسواسطے کہ کعبہ بھی قدیم الایام
سے مکان تعظیم اور مسجد ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کا ہوا ہے کہ امام تمہیں ملل اور فخر تمہارا
ہے اور حق مین اس شہر اور اس مقام کے ابراہیم علیہ السلام نے دعائین کی ہین چہارم وہ کہ
ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام نے وقت بناے اس کعبہ معظمہ کے موافق درانست [illegible] کے بھی
دعا کی ہے کہ اولاد ہماری سے امت پیدا ہو تابعدار حکم الٰہی کی اور انکی ان مین آوین [illegible]
کتاب اور تعلیم کنندہ دین اور رشد اور طریق یقین کی اور یہہ دعا و پیغمبرون عالی مقدار کی
کہ اسوقت مین کہ بناے کعبہ کی ہوتی ہوگی یقین ہے کہ مقرون باجابت ہوئی ہے پس وجود

کسی امت اور کسی پیغمبر کا نسل مین اسمٰعیل علیہ السلام کی ضرور ہوا تمہارے زعم مین بہی پہر اگر تم
انکار اس پیغمبر اور اس امت کا کرو اس صورت مین اعتقاد عظمت ابراہیم اور اجابت دعا کی
سے دست بردار ہوگی اور فخر اپنا ہات سے دوگے اور اسی تقریر سے واضح ہوا کہ اول
امامت حضرت ابراہیمؑ کا کسو واسطے لائے اور بعد اسکے ساتہ مقرر کرنے خانہ کعبہ کے واسطے
اسکے کہ عبادت گاہ جہانیون کا ہو کس واسطے انتقال فرمایا اور اس سے بعد ذکر دعا
ابراہیمؑ کا اس شہر کی آبادی کے حق مین اور بیان اسکا کہ ایک وقت میں کفر اس شہر میں غالب
ہوگا کسو واسطے لائے اور ختم سخن کا اوپر دعا کے وجود امت اور بعدہ رسول کے
کیا اور اللہ داناتر ہے ساتہ مقصودون کلام قدیم اپنی کے تفتیش دوسری وہ کہ
حضرت ابراہیمؑ کا وہ تہا کہ بعضے اولاد میری کو بہی امامت حاصل ہو بدلیل من ذریتی
پس ارشاد الہی اسکی جواب میں کہ لا ینال عهدی الظالمین کونسی قبیل سے ہے ردہے یا قبول
اگر رد ہے پس خلاف واقع ہے کسو واسطے کہ اولاد امجاد حضرت ابراہیمؑ کی انبیا
بہت گذری ہیں مثل حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف
اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت ایوب اور حضرت یونس
اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاسؑ کی پہر اشرف اور افضل
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو قبول ہی پس طریق اسکا وہ تہا کہ فرماتے نعم
ینال عهدی المؤمنین الصالحین جواب اسکا وہ ہے کہ عین تفسیر مین گذرا کہ دعا
ابراہیم علیہ السلام کا وہ تہا کہ ہر وقت میں اولاد میری سے کوئی امام اور پیروی دین
موجود ہو یہہ معنے قبول جناب الہی کی نہ ہوئی لاکن اسکو بطریق برہان کی فرمایا
وضع کی کہ امامت عہد میرا ہے اور عہد میرا ظالمونکو نہین پہونچتا پس اگر اولاد تیری
وقت مین وقتون سے ظلم اختیار کرے اور کوئی ان مین سے اوپر طریقہ عدالت اور
کے قایم نہ رہے لیاقت اس منصب کی بہودہ پڑی اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ یہ
دلالت اوپر قبول دعا کے کرتا ہے کسو واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تہے
میری لایق اس منصب کے نہوگی اور ایسی جماعت کثیر ظالم بہی پیدا ہوگی پس طلب اکی

موضح القرآن

مگر وہ کہ منصب امامت کا بعض اولاد میری کو بھی پہونچی اور واقع اسی طرح ہوا پس سوال انکا مقبول ہوا اسے ہم اوپر جواب اس سوال کے نعم ینال عہدی المومنین الصالحین کس واسطے ارشاد نہ فرمایا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ جو لفظ نعم فرماتے صریح معلوم نہوتا کہ وہ بعض کہ لیاقت امامت کے رکہتی ہیں صالح ہونگی یا فاسق عادل ہونگی یا ظالم واسطے تصریح اسکے کہ ظالم لایق امامت کے نہیں یہ عبارت ارشاد ہوئی اور ایسی ہی اگر ینال عہدی المومنین الصالحین فرماتے یہہ معنے صراحۃً واضح نہوتے اسواسطے کہ مدلول اُس عبارت کا سلب لیاقت کا ظالم سے نہوتا لیکن بطریق مفہوم مخالف کے نہ بطریق منطوق کلام کے اور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہین کہ یہ عبارت سراسر ہدایت تاکید مطلب حضرت ابراہیمؑ کی ہے کسواسطے کہ غرض انکی نہتی مگر طلب امامت کے واسطے صلحا اولاد اپنی کے اسواسطے کہ بعد پہونچنے اس مرتبہ عالیہ کے امامت مطلقہ ہے کسطرح اس مسئلہ کو نہ جانتے ہوں کہ کافر اور ظالم لائق امامت کے نہتے پس یہہ جواب مانند اسکے ہے کہ کوئی شخص قریب الموت کو کہے کہ واسطے بیٹے اپنے کے وصیت کر وہ جواب مین کہے لا یرث منی اجنبی یعنے جو کچہ مجہسے باقی رہیگا ملک پسر میرکی ہے اجنبی کو نہیں پہونچیگا پس حاجت وصیت کی نہیں تفتیش سوم وہ کہ لفظ من ذریتی ظاہر ہے کہ عطف اوپر محذوف کے ہے یعنے قال ابراہیم اجعلنی اماما وبعضا من ذریتی ایمۃ جو امام کرنا ابراہیمؑ کا نص صریح میں انی جاعلک للناس اماما موعود تہا پس دعا امامت اپنی کے کیا درکار تہی جواب اسکا یہ ہے کہ واو عطف کا واسطے جمع کے ہے پس حقیقت مین یہہ دعا واسطے جمع امامت اپنی اور امامت ذریت اپنی کی ہے نہ واسطے فقط امامت اپنی کے اور جو کہ موعود تہی امامت حضرت ابراہیمؑ کی تہی فقط نہ جمع امامتین اور کشاف مین مذکور ہی کہ ومن ذریتی عطف ہی اوپر کاف جاعلک کی مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے سا کرمک اور سامع جواب مین اسکے کہے وزیدا یعنے نکرمنی وزیدا لیکن اس توجیہ میں اشکال قوی ہے کسواسطے کہ جو اس صورت مین لفظ ومن ذریتی ہے مفعول جاعلک کا ہوگا پس تقدیر کلام کے اس طرح ہوئی کہ انی جاعلک وجاعل بعض ذریتی اور یہہ کلام صریح الفساد ہے اور اگر کہین کہ حاصل تقریر کا یہ ہے انک جاعل بعض ذریتی ائمۃ اور عطف اوپر

جملہ انی جاعلک للناس اماما کی قرار دین اور وہ جملہ مقول قال اسکا ہے پس یہ جملہ
مقول اسی قال کا ہوگا نہ مقولہ حضرت ابراہیمؑ کا حال آنکہ یہہ جملہ بلاشبہ مقولہ حضرت ا
کا ہے پس وجہ صحیح وہی ہے کہ عطف اوپر محذوف کے رکہیں اور ہمارے توجیہ کلام صا
کا یہہ ہے کہ اس جا حکایت عطف کی ہے نہ ایقاع عطف کا اور حکایت میں ذمن ذریتی
واو عطف کے واقع ہوا لیکن حقیقت میں عطف صدر کلام کی ہے اوپر وجہ تلقین کے
کوئی کہے سا کرمک اور مخاطب کہے و زیدا بر وجہ تلقین کے کہ معنے اسکے وہ
سا کرمک و زیدا پس عامل زیدا مین وہی اکرمک ہوکہ کلام قائل میں تہا لاکن یہہ
اسواسطے کلام قایل کا بر وجہ اختیار کے ہے اور کلام مخاطب کا اوپر وجہ طلب کے
عمل عامل کے معطوف علیہ اور معطوف مین تعلق اصل حال کا شرط ہے نہ بقائے کیفیت کا
قامت ھند و زید وقام زید لا عمرو و ما قام زید لکن عمرو کہ کلام اول مین کیفیت
کے اور کلام دوم مین کیفیت اثبات کی اور کلام سوم مین کیفیت نفی کی باقی نہ رہی اور
یہہ استعمال مثل استعمال اسکن انت و زوجک الجنۃ کی ہے جیسا کہ سابق گذرا
معنے اسکے اسکن انت ولتسکن زوجک الجنۃ مقرر ہے تفتیش چہارم وہ کہ حضرت
یونسؑ اور حضرت آدمؑ بموجب نص قرآنی کی موصوف ساتھ ظلم کے تہی قال اللہ تعالیٰ
عن یونس لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقال اللہ تعالیٰ حکایۃ
ربنا ظلمنا انفسنا الخ حالانکہ اعلے مراتب امامت کا کہ نبوت ہے انکو حا
پس کلمہ لا ینال عہدی الظالمین کا برہم ہوا جواب اسکا اوپر مذاق جمہور اہل
وہ ہے کہ وہ ظلم کہ ان دونو بزرگون نے طرف اپنی نسبت کیا ظلم حقیقی نہ تہا بلکہ
آیت میں مراد ظلم حقیقی ہے کہ فسق ہے اور وہ عبارت ارتکاب گناہ سے ہے
مذاق اہل تحقیق کے وہ ہے کہ ظالم اور جمیع مشتقات افعال اختیاریہ سے مثل ضارب
وغیرہا کے حقیقۃً اوس شخص کے حق مین مستعمل ہوتے ہین کہ قصد اُن افعال کا کر
ذات انبیا مین اصلا قصد معصیت کا نہین ہوتا بلکہ قصد کسی مباح یا طاعت کا کر
بسبب مجاورت اور قرب کے وہ طاعت معصیت میں پڑتی ہے پس ارتکاب اس

حق مین انکی معصیت نہین ہوتا بسبب نہانے قصد کے لاکن بسبب مشاکلت صوری اُنکی کے
اُس زلت کو بنابر کسر نفس اور تواضع اور انکسار کے ظلم اور معصیت کہتے ہین اور لفظ زلت کا
جسکے معنے لغزش پا ہے اُس تحقیق سے خبر دیتا ہے تفتیش پنجم وہ کہ بموجب اس نص صریح کے
عدالت اور تقوی واسطے ہر منصب کے منصبون شرعیہ سے شرط ہے اور اسی واسطے فقہانے
اسپر اجماع کیا ہے کہ بادشاہت اور حکومت اپنی اختیار سے کسی فاسق کو نہ دینا چاہیے البتہ
جو کوئی فاسق تغلب سے سلطنت اور حکومت پر مستولی ہو خروج اُسپر جائز نہین کسواسطے کہ ہونا
برپا ہونے فتنہ کا ہے بالیقین اور عزل اُسکا موہوم ہے پس مصلحت موہومہ کے لیے یقینی
مفسدہ کو اختیار نکرنا چاہیے اور ایسے ہی قاضی اور مفتی او محتسب اور امام نماز کو لایق ہے
کہ فاسق اور فاجر نہو باوجود اسکے جو کوئی نماز مین فاسق کی اقتدا کرے نماز اُسکی فاسد نہین
ہوتی ہے یہہ ہے مذہب اکثر علماء اسلام کا اور ابن مردویہ بروایت حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ کی لایا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے تفسیر مین لا ینال عھدی الظالمین
کی فرمایا ہے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ لا طاعۃ الا فی المعروف اور ابن ابی حاتم
نے ابن عباس سے روایت کی قال قال لا براھیم انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی
فابی ان یفعل قال لا ینال عھدی الظالمین اور روایت مین ابن اسحق اور ابن جریر کی ابن عباس
سے ساتھ اس لفظ کے ہے کہ یخبرہ انہ کائن فی ذریتہ ظالم لا ینال عھدہ ولا ینبغی لہ
ان یولیہ شیأ من امرہ لیکن اس جا فرقہ امامیہ نے افراط کی راہ طی کی ہے
اور کہا ہے کہ صحت امامت مین عصمت کہ جو بمعنی خطائی القیم اور امتناع صدور گناہ عمل مین شرط ہے
اور یہہ عصمت ظاہری اور باطنی خلق کو معلوم نہین ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا چاہیے
کہ خدا کیطرف سے ہو نہ مخلوق کیطرف سے لیکن یہ ظاہر ہے کہ مقابلہ ظلم کا عدالت اور تقوی
ہے نہ عصمت البتہ جو آیت شریفہ لا ینال عھدی من کان ممکن الظلم ومحتمل المعصیۃ
واقع ہوتی تو یہہ فہمید گنجائش رکھتی حالانکہ لفظ الظالمین واقع ہے امامت بغیر ظالم کی
خواہ معصوم ہو خواہ متقی درست رہے اور یہی اگر عہد کو عام رکھین پس چاہیے کہ قاضی
اور مفتی اور محتسب اور امیر اور حاکم میں بھی عصمت شرط جانین اور جو عہد کو خاص کرتے ہین ساتھ

کسی قسم کی قسمون سے پس دوسری بہی شرط کرنی عصمت بعضے اقسام عہد مین شریک ہے
کس واسطے کہ نبوت مین بالاجماع عصمت شرط ہے اور جو کہ اُنکی خاطر مین پہونچا ہے کہ عصمت
امامت مین شرط ہو اور مرد متقی کو امامت کے ساتہہ منصوب کرین اور اُسکی طاعت
مخلوق پر فرض ہو محتمل ہے کہ وہ متقی چونکہ مثل معصوم کے نہین یا طریقہ تقوی سے عدول
اور ظلم کا رستہ اختیار کرے اور آدمی بسبب طاعت اُسکی کے کہ فرض ہو بہی ظلم مین
ہوں اور غرض امامت سے حاصل نہو پس نہایت سخن رکیک ہے کسواسطے کہ احتمال معصیت
امام کا اُسوقت اُمت کو ضرر کرتا ہے کہ طاعت اُسکی بے قید اور بے شرط کی اور اُسکی فرض
اور ایسا نہین بلکہ اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہے ساتہ اُن چیزونکی کہ معصیت ہونا اُنکا شرع
معلوم نہو والا اطاعت امام کی فرض نہ ہے اور رجوع ساتہ احکام قرآن اور اوامر
نواہی پیغمبر کے نہ کیا چاہیے بدلیل یا ایہا الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی
الامر منکم فان تنازعتم فی شی فردوہ الی الله والرسول ان کنتم تومنون بالله والیوم
وبدلیل حدیث لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق پس طاعت امام کی رعایا کے حق مین
طاعت مالک کے حق مملوک مین ہے اور طاعت شوہر کی بیچ حق زوجہ کے اور
والدین کی اولاد کے حق مین اور طاعت امیر اور حاکم اور قاضی اور مفتی اور محتسب
بیچ حق زیردستون اپنی کے مقید او مشروط ہے نہ مطلق البتہ انبیا علیہم السلام کی
مطلق ثابت ہے اور اس جا عصمت شرط ہے بسبب اُسکے کہ مبدء سلسلہ تبلیغ کا وہ
ہے اگر عصمت اُنہین شرط نہو تدارک خطا اُنکی کا کر ساتہ رجوع احکام شرعیہ کی ہو
کسواسطے کہ طریق معرفت احکام شرعیہ کا بدون توسیط کے ممکن نہین بخلاف ائمہ
اور اشخاص واجب الاطاعت کے کہ مذکور ہوئی اسواسطے کہ یہہ لوگ بیچ مبدء تبلیغ کے
نہین ہیں تاکہ طریق معرفت احکام کا بدون وساطت اُنکی کے نہو پس فیما بین تفرقہ
اور کتاب نہج البلاغۃ میں کہ معتبرات امامیہ سے ہے حضرت امیر المومنین رضی الله عنہ
نص صریح موجود ہے کہ لا بد للناس من امیر بر او فاجر یعمل فی امرته المومن و
ویامن فیہ السبیل لے تفرد اس افراط سے عجیب زیادہ وہ ہے کہ انہون نے

موضح القرآن

اور یاد کرنے کو حضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم [illegible]

تسترؔ رحمہ کے اس آیت سے یہہ بات نکالی ہے کہ امام کو چاہیئے کہ کسیوقت کفر نہ کیا ہو
اور ابتدا سن بلوغ سے روش اسلام پر ہو حالانکہ جو کافر مسلمان ہوا اور کفر سے توبہ کی ہرگز اُسکو
کافر اور ظالم نہیں کہہ سکتی ظالم وہی ہے کہ اپنے ظلم میں آلودہ ہو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ
قاعدہ مقرر شرع کا ہے اور جو کوئی کافر سالہا سال سے مسلمان ہوا ہو اور توحید میں قدم
راسخ پیدا کیا ہو اُسکو ہرگز کافر کہنا چاہیئے اور جو کہ بعضے نافہم واسطے تائید مذہب امامیہ کے
کہتے ہیں کہ حالت خواب میں مرد باایمان کو مومن کہتے ہیں حالانکہ اُس حالت میں اُسکو
ایمان کہ بمعنے تصدیق کی ہے بالیقین حاصل نہیں باعتبار اُسی تصدیق سابق اُسکے کے یہہ
استعمال صحیح ہے پس ظالم باعتبار ظلم سابق کے صحیح الاستعمال ہوا اور یہی کلام کنندہ
اور ناشی کہ حصول مبادی انکی کا دفعۃً ممکن نہیں بلکہ تماما مود اغیر قارۃ استعمال اُس کا
بہی حصول مصادر کے صحیح ہے پس جواب اُسکا وہ کہ مرد باایمان کو حالت خواب میں چیز
کہ ازالہ تصدیق اُسکی کا کرے حاصل نہیں اسواسطے وہ تصدیق سابق اُسکی شرعاً معتبر ہی
اور ساتہ اُسی اعتبار کے لفظ مومن کا حق میں اُسکے موافق اصطلاح شرعی کے صحیح الاستعمال
ہے کسواسطے کہ شرعی لفظوں کے استعمال مین معانی شرعیہ متحقق ہوا کرتے ہیں اُس ظالم
یا کافر کی کہ ظلم اور کفر اپنے سے توبہ کی ہوا ور مزیل کفر او ظلم اُسکے کا شرعاً ثابت ہوا استعمال
لفظ ظالم اور کافر کا اُسکے حق میں کسطرح کرسکتے ہین کہ نہ لغت مجوز اُسکا ہے اور نہ شرع اور
باوجود اسکی حالت خواب مین غفلت اور بے التفاتی ہے تصدیق سے نہ زوال تصدیق کا خزانہ
اور حافظہ سے اور وہ حصول کہ صحت استعمال مومن کی نتین شرط ہے حصول خزانہ اور حافظہ مین ہے
نہ ادراک اسکا بالفعل والا عالم کو وقت اشتغال نماز کے جاہل کہنا صحیح ہوا اور رئیس مالدار کو جسکے ہاتہ مین بہت
سا مال نہوگا اُسکے خزانہ مین مال بہت موجود ہو مفلس کہنا صحیح ہوا اور یہہ باطل بالاجماع ہے
اور ایسے ہی مشتقات غیر قارہ بسبب اُسکے کہ حصول مبادی اُنکے کا دفعۃً محال ہے قصد
اور ارادہ تحصیل اُس مبادی کا استعمال اِن مشتقات میں قائم مقام حصول مبادی اُسکا
عرفاً اور لغۃً اور شرعاً کہا جاتا ہے بخلاف مشتقات ممکنۃ الوصول کہ قائم کرنا بدل کا بیچ
استعمال اُسکی کے جائز نہیں ہے واسطے ممکن ہونے اصل کے مانند اُسکے کہ حق میں مریض کے تیمم جائز ہے

اور حق مین صیغہ مقیم کے غیر جائز اور یہی حصول کہ استعمال مشتقات مین شرط ہے عام ہے اس سے
کہ حصول تدریجی ہو یا حصول دفعی اور امور غیر قارہ مین حصول تدریجی متحقق ہو تا ہے اور صیغہ
کے کو دفعی نہین تفتیش ششم وہ ہے کہ اس آیت مین تحذیر سخت اور تخویف بلیغ ہو دانی
ظلم سے کسواسطے کہ یہ خصلت شنیعہ اولا شخص کو رتبہ نبوت اور امامت و ریاست شرعیہ
سے دور ڈالتی ہے کہ لا ینال عہدی الظالمین اور ثانیا وجہ ولایت سے کہ الا لعنۃ
اللہ علی الظالمین اور ثالثا نفرت خلائق اور دلون انکی سے کہ جبلت القلوب علی حب من احسن
الیہا و بغض من اساء الیہا اور رابعا حظ نفس اپنی سے کہ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم
یظلمون اور خامسا ذکر خیر اور برکت سے متروکات انکی مین کہ دار الظالم خراب ولو بعد
حین اور سادسا شفاعت حمایت اسلاف اور نسب کریم سے کہ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر
صالح والعیاذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اور جو اہل کتاب کہین کہ ہم اپنے واسطے دعوی عصمت
مطلقہ اور امامت عامہ کا نہین کرتے ہین تاکہ بسبب لیاقت امامت کے ہمکو ملزم کرین بلکہ غرض ہماری
وہ ہے کہ حکم الہی متبدل نہین ہوتا ہے پس ہر پیغمبر کو اور ہر امت کو چاہتا ہے کہ سابقہ احکام کتابہای
سابق کیطرف رجوع کرین اور عمدہ ان کتابون کی توریت اور انجیل ہین جو ہماری پاس موجود ہین
اس پیغمبر اور اسکی امت کو چاہیئے کہ احکام اُن دونو کتاب کی تحقیق کرین کسواسطے کہ یہ لوگ
محض ہی کتاب کو نہیں جانتے اور یہی دعوی نسخ اُس احکام کا کرین جیسا کہ انبیا سابق کہ
بنی اسرائیل میں گذرے ہین اسی طور تبعیت احکام توریت کی کی ہے جواب میں انکی کہیے کہ یہ دعوی
تمہارا بھی غلط ہے کسواسطے کہ حکم الہی موافق ہر زمانہ کے ہیچ رنگ دوسری سے آتا ہے اور خود تم
اقرار رکھتے ہو اس مین کہ توریت مین بعضے احکام ملت ابراہیمی کو نسخ کیا گیا پس جو پیغمبر دوسرا اور
کتاب دوسری ناسخ احکام توریت کی آوے کیا جاے استبعاد اور تعجب ہے اور واسطے اسی
کے یاد کرو تم دوسرے قصہ کو وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ یعنی یاد کرو تم اُسوقت کو کہ کر دیا ہے ہم نے
کعبہ کو کہ اسوقت تک شہر مکہ میں موجود ہے اور بہت خلائق واسطے تعظیم اور احترام اور
طواف اور قصد امر اُسکے کے مشغول ہے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ یعنے جاے جمع ہونیکے واسطے
آدمیوں کے تاکہ ہر سال میں واسطے ادائے حج اور طواف کے نزدیک اُس خانہ مطہر کے جمع ہوا کرین

اور اس جمع ہونے مین انکو فائدہ دین اور دنیا اور روحانی اور جسمانی حاصل کر دین کسواسطے
کہ حقتعالی نے نوع انسانکو ساتہ ایسی وضع کے پیدا کیا ہے کہ علوم اور کمالات انسانیہ انکی
ساتہ اختلاط اور ہم صحبتی نوع اپنی کے زیادہ ہوئے ہین اور اسیواسطے بادیہ نشین اور صحرا کے پہرنیوالے
اکثر کمالات انسانیہ سے عاری رہتی ہین پس عین حکمت ہے کہ تمام جہان کے لوگونکو حکم اجتماع کا
ایک مکان اور ایک مان مین فرمادین تو ہر ایک کمال دوسری سی فائدہ حاصل کری اور جو کہ سکان
ایک اقلیم کے صفتون اور پیشیون اور علمون اور عبادتون کو اپنی فکر سے یا الہام آلہی سی بلائی ہون سکان
اقلیم دوسری کی بسبب اجتماع کے اس مکان مین اسپر مطلع ہون اور تحسین و تقبیح اس فکر تازہ کا ساتہ اجتماع
راؤن اور عقلون کے مشخص اور منقح ہوا اور جو قابل اخذ ہے تمام اسکو سیکہین اور یہی ارواح انسانیہ
مثل شیشون متقابلہ کے ہین کہ عکس ایک کا دوسری مین پڑتا ہے اور استعداد ایک کے دوسرے
سرایت کرتی ہے پس عبادات اور کیفیات کسو ہر ایک کو دوسری بہی ساتہ حکم اجتماع کے حاصل
ہوگی نورانیت عظیم بہم پہونچادین مانند بہت سے چراغون کے کہ ہیئت اجتماعیہ نور ہر ایک کو
اضعاف و مضاعف کرتے ہین اور واسطے اسی نکتہ کے جمعہ اور جماعت مشروع ہوئی لیکن جماعت
پنجگانہ جامع اہل ایک محلہ کی ہوتی ہے اور بس اور جمعہ اور جامع اہل ایک شہر کے اور یہ جماعت جامع
اہل ہفت اقلیم کی ہے اور محتمل ہے کہ لفظ مثابۃ مشتق ثواب سی ہو یعنی جائی تحصیل ثواب کی واسطے
آدمیوں کے اور ظاہر ہے کہ یہ گہر واسطے تحصیل ثواب کے ایک نسخہ عجیب ہے اسلیئے حج اس گہر کا
موجب دور ہونے جمیع گناہونکا ہے بحکم حدیث شریف کے من حج اللہ فلم یرفث ولم یفسق رجع
کیوم ولدتہ امہ اور عمرہ اس گہر کا بہی کفارہ ہے بحکم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما
اور نماز کہ بہترین اسباب تحصیل ثواب کثیر کا ہے صحت اسکی مشروط ساتہہ استقبال اس گہر
کے ہے اور طواف اور قربانی کہ یہی عمدہ اسباب تحصیل ثواب سے ہین خصوصیات اسی گہر کی سی
ہین اور تمام نیکیان خواہ جنس روزہ یا صدقہ یا دوسرے وجوہ خیر کے ہون حوالی اس گہر کی
ادا کرتیمین ثواب مضاعف ہے بحدیکہ ایک ایک نیکی اسجگہ مین برابر لاکہہ نیکی کے ہے جگہ دوسری مین
چنانچہ تاریخ ازرقی اور اور کتب حدیث مین بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اسجا مین محض مجاورت اسمقام متبرک اور نظر طرف اس خانہ

تجلی آشیانکی سی ثواب بیحد حاصل ہوتا ہے چنانچہ اسی کتاب متبرک میں مروی ہی کہ حضرت حق تعالی ہر روز اس گہر پر ایک سو بیس رحمت نازل فرماتا ہے ساٹھہ واسطے طواف کرنیوالونکی اور چالیس نماز گذارونکے واسطے اور بیس دیکھنے والوں کے واسطے اور یہی حدیث شریف مین وارد ہی النظر الی الکعبۃ اور جو یہہ خانہ مکان حصول ثواب کا ہوا لا بد محل ازدحام اولاد کا بہی ہوگا کسواسطے کہ عقلائے بنی آدم تحصیل ثواب مین رغبت کرتے ہیں اور جس جا کو ہو اپنا پاتے ہین ازدحام کرتے ہیں اسی پہ کہا ہے ❊ ہر کجا چشمہ بود شیرین ❊ مردم و مرغ و مور گرد آیند ❊ اور اسیواسطے کیا ہے اس گہر کو امن یعنے جاے امن کی تاکہ جو لوگ کہ واسطے تحصیل فائدوں دینی اور دنیوی اور کسب ثواب کی اسکے حوالی مین جمع ہون خوف سوا میں ہون والا اجتماع اور اختلاط ممکن نہو کسواسطے کہ خوف کی صورت میں آدمی عادی اور مجبول فرار اور گریز پر ہے اور دفع ضرر کو جلب نفع پر مقدم جانتا ہے اور ہر چند امن ہر جگہہ روی زمین پر روے شریعت کے واجب ہے اور بغض ہیوجب آپس مین خواہ جانی ہو یا مالی یا عرضی حرام ہے لیکن اسجگہ اس بقعہ کو خصوصیت ہی کہ کسی جاے دوسرے کو نہین مانند قلعہ پادشاہی کی بہ نسبت دیگر ممالک محروسہ کے اور اسیواسطے شکار کرنا حد حرم میں موجب گناہ اور کفارہ کا اور حدیث صحیح میں ہی کہ ان اللہ حرم مکۃ وانہا لم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد بعدی وانما احلت لی ساعۃ من نہار وقد عادت حرمتہا الیوم کحرمتہا بالامس فہی حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیمۃ اور اسیواسطے نزدیک امام اعظمؒ کے جو کوئی مرتکب حد یا قابل قصاص کا مکہ میں داخل ہو اس سی اس مقام میں تعرض نہ چاہیے کرنا بلکہ اسپر اسکے کام کو تنگ کرنا چاہیے اور اہل مکہ کو معاملہ اسکے سے منع کرنا چاہیے یعنے اسکے ساتھ بات نہ کرین اور اسکے ہاتہہ کوئی چیز فروخت نہ کریں وہ تنگ ہو کر حرم سے باہر آوے اس وقت اس سے قصاص لیوین اور حد جاری کرین اور ظاہر ہے کہ یہہ احکام مذکورہ شریعت یہود میں اصلا موجود نہین اور توریت میں اس احکام کی ہوئی تہی البتہ یہہ احکام ذریت حضرت اسمعیل علیہ السلام اور اتباع انکی میں ثابت تہی یہانتک کہ انپر فرض کیا تہا ہمنے کہ ہر سال واسطے حج اس گہر کے آؤ تم اور آپس میں تم کسی سے اگر دشمنی رکہتے ہو تو تعرض ساتہ قتل اور نہب کے نہ کرو تم وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

یعنی پکڑو تم جگہہ کہڑے ہونے ابراہیمؑ کو کہ ایک سنگ پر حضرت ابراہیمؑ کہڑی ہوکر بنای کعبہ
فرماتے تہے بعد اُسکے اُسی سنگ پر کہڑے ہوکر اذان حج کے دی اور ہر دو قدم مبارک حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُس سنگ میں منقش ہوئی اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ سنگ اسود
اور یہ سنگ دونو بہشت سے آئے ہیں ہمراہ حضرت آدمؑ کی اور دن قیامت کے دونونکو آنکہیں
اور زبان اور لب ہونگے تو ساتہہ آواز بلند کے واسطے اُس شخص کے کہ برضامندی حق کی زیارت
انکی کے ہے گواہی دینگے مُصَلًّى یعنے نمازگاہ کہ پیچہے طواف خانہ کعبہ کے دو رکعت تحیۃ الطواف
اِس پتہر کے پیچہے کہڑے ہوکر گذارنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیام
قیامت تک جاری ہوا اور بہی جب ابراہیم علیہ السلام نے اُس سنگ پر کہڑے ہوکر اذان حج کے دی
تہی پس بعد رحلت حضرت ابراہیمؑ کے اُس پتہر کے نزدیک کہڑا ہونا اور عبادت خدا کی بجا لانا گویا
نزدیک انکے حاضر ہونا ہی اور بحضور انکی عبادت خدا کی بجا لانا ہے اور یہہ حکم بہی بیچ بنی اسرائیل
کے نہ تہا پس کیا عجب ہو کہ بعد انبیاء بنی اسرائیل کی بنی اسمعیل میں سے کوئی پیغمبر پیدا ہوا اور احکام
خاصہ بنی اسرائیل کو نسخ کرے جیسا کہ توریت اور انبیاے بنی اسرائیل نے احکام خاصہ بنی اسمعیل
کو نسخ کیا تہا اور جو کہیں کہ تقرر خانہ کعبہ کا واسطے اور وجوب اجتماع کے اُس مکان متبرک میں
ہر سال اور استقبال اس خانہ کا ہر نماز میں اور ادای نماز طواف مقام ابراہیمؑ کی پیچہے احکام الہی سے تہا
بلکہ آدمیون نے باجتماع رایوں اپنی کے یہہ احکام مقرر کئے تہے البتہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل
نے اس مکان کو واسطے عبادت کے مانند اور مسجدوں اور معابد کے بنا کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہہ خیال
تمہارا غلط ہی کسواسطے کہ جس طرح ہمنے دل آدمیوں میں شوق زیارت اس مکان اور اجتماع اس مقام کا
ڈالا ہے ایسی ہی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیلؑ کو ہمنے واسطے حج اور نماز کے فرمایا ہے وَعَهِدْنَا
إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ یعنی ہمنے وحی بہیجی طرف ابراہیم اور اسمعیلؑ کی جو مشابہ عہد لینے کی تہی تاکید
اور مبالغہ میں أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ یعنے یہہ کہ پاک رکہو تم گہر میری کو ناپاکیوں سے اور اُس چیز سے
کہ طبع سلیم اُسکے دیکہنے سے نفرت کرتی ہے مثل آب دہن اور آب بینی اور خس و خاشاک
لِلطَّائِفِينَ یعنے واسطے طواف کرنیوالونکے کہ گرد اُسکے پہرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ طواف
دین تمہارے میں نہیں کسواسطے کہ طواف واجب یا ضمن میں حج کے ہوتا ہے یا ضمن میں عمرہ کے اور ان دونوکو تم

مشروع نہیں جانتے ہو والعاکفین یعنے اور واسطے اعتکاف کرنیوالوں کے اُس مکان میں
اور تم اعتکاف کو اُس مکان میں بہتر اعتکاف مسجد دن دوسری سے نہیں جانتی ہو والرکع
السجود یعنے اور واسطے نمازیوں کے کہ رکوع اور سجود کرتے ہیں اور دین تمہاری میں اصلا
رکوع نہیں اور سجدہ تمہارا بھی سجدہ مقتضی نہیں کہ پیشانی کو تمام زمین پر پہنچاؤ تم بلکہ
ایک کلہ کو زمین پر رکھتے ہو تم پس جب تم اسبات کے قائل ہوکر دین حضرت ابراہیم اور
اولاد انکی پہلے تورات آنے تورات کے یہہ احکام منسوخ ہوے ہیں تحقیق ساتہہ آنے کسی کتاب دوسری کے
بعضے احکام توریت کے منسوخ ہونیکا کس واسطے تعجب کرتے ہو تم باقی رہین اسجا پر یہہ بات
وہ کہ مدلول واذ جعلنا البیت مثابة للناس کا یہہ ہے کہ اس خانہ مبارک کو مجمع قرار دیا خلق کا
ہے یہہ لیکن وقت اس حکم کا کونسا تہا ظاہر اسباق اور سیاق اس آیت سے وہی کہ ابتداء اس
حکم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے تہی لیکن تواریخ کی رو سے ثابت ہوکر ابتدا بنائے
اس خانہ معظمہ کی حضرت آدم کی عہد میں وقوع میں آئی اور اسوقت سے ہمیشہ یہہ مقام انبیاء اور
صلحا کی عبادت گاہ اور دعا کے مقبول ہونیکا محل رہا اور تاریخ ازرقی اور کتاب العظمة ابو الشیخ اور تاریخ
ابن عساکر اور دوسری کتابوں اس فن کی میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدم بہشت سے زمین پر پہنچے جناب
الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا میں تسبیح اور تکبیر اور تہلیل ملائکہ کو زمین پر نہیں سنتا ہوں جیسا کہ آسمان میں
سنتا تہا اور نہ کوئی طواف گاہ رکہتا ہوں جیسا کہ فرشتوں کا آسمان میں طوافگاہ دیکھتا تہا کہ بیت المعمور
ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور جس مکان کا کہ نشان دیں ہم خانہ کعبہ کو بنا کر اور گرد اُسکے طواف کر اور طرف
اُسکے نماز گذار اور حضرت جبرئیل کو حکم ہوا کہ ہمراہ حضرت آدم کے جاوین اور اُنکو نشان دین حضرت
حضرت آدم علیہ السلام کو مکان کعبہ معظمہ میں لائے اور اُس زمین پر پر اپنا مارا کہ ساتویں زمین کے نیچے
اور پہنچ تک بنیاد اُسکی پڑ گئی اور اُس بنیاد کو فرشتوں نے ایسی بڑے بڑے پتہروں سے کہ ایک پتہر تیس
مردوں سے بھی نہ اُٹھے پُر کر دیا اور یہہ پتہر پانچ پہاڑ کے تہے کوہ لبنان اور طور سینا اور جودی
اور حرا یہاں تک کہ وہ بنیاد برابر روے زمین کے پہونچی اُسوقت حق تعالی نے بیت المعمور کو
آسمان سے نازل فرمایا اور اُس بنیاد پر اُسکو رکہا اور حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد
گرد اُسکی طواف کریں اور طرف اُسکے نماز گذاریں اور یہہ خانہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام تک

## موضح القرآن

ان نعمتوں کو جو انعام کیں اور بخشیں ہیں تم پر یعنے تمہارے اگلے باپ دادوں پر جنکے تم اولاد ہو اور قول پورا کرو تم میرا جو مجھ سے کیا تہا تو پورا کروں میں قول تمہارا جو تم نے کیا ہے اور مجھسے ڈرو قصہ یعقوب کا نام اسرائیل تہا اُسکے بارہ بیٹے تہے اُنکو بنی اسرائیل کہتے ہیں سورہ یارہ ۱۲ فرشتے اور احسان اور انعام یہ کیا تہا کہ یہ ساری قوم بنی اسرائیل کی فرعون کی اور اُسکی قوم کی مغلوب تہی اور محتاج تابعدار

موجود تہا اور وقت طوفان کے اُس خانہ کو پہر آسمان پر لیگئی پیچہے اسکے مکان کعبہ معظمہ مثل ٹیلہ بلند کے تمام زمین سے جدا معلوم ہوتا تہا لیکن اُسکے اوپر کوئی اور بنا نہ تہی اور اہل آفاق اُسی مکانکا قصد کرتے تہے اور محل اجابت مکان جانتے تہے یہانتک کہ ابراہیمؑ کو واسطے بناے کعبہ کے حکم ہوا اور ہمراہ انکے سکینہ نے بصورت ابر کے سایہ ڈالا اور سبب اُس سایہ کے حد کعبہ معظمہ کی معین ہوئی اور حضرت جبرئیلؑ نے بمقدار دَوْر سایہ کے خط کہینچا اور اسی خط سے حضرت ابراہیمؑ واسطے کہودنے زمین کے مشغول ہوئی یہانتک کہ بنیاد حضرت آدمؑ کی نمودار ہوئی پہر اُسکے اوپر بنیاد بناے خانہ کے عمل مین لائے اور جسوقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس گہر کو تعمیر فرماتے تہے تو اُسکی بلندی نو گز کی کی اور دور اُسکا حجر اسود سے رکن شامی تک تینتیس گز اور رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز اور رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تہا پس شکل کعبہ معظمہ کی اُسوقت میں شکل مستطیل تہی کہ طول اُسکا عرض اُسکی سے زیادتی ظاہر رکہتا تہا اور باہم طول طرفین میں کہ شرقی اور غربی ہے نیز اختلاف تہا لیکن غیر محسوس اور اسیطرح عرض کی دو نو جانب میں کہ شمالی اور جنوبی ہے اختلاف غیر محسوس تہا اور دروازہ اُس خانہ کا اُسوقت میں ساتہ زمین کے چسپان تہا نہ بلند اور فضای محض تہا کواڑ وغیرہ نہ تہے یہانتک کہ تبع حمیری نے واسطے اُس دروازہ کے کواڑ اور زنجیر اور قفل بنایا تہا اور بہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس خانہ کے اندر آنے والے کے دائیں جانب ایک حفرہ بنا چہوڑا تہا تو بمنزلہ خزانہ اُس گہر کے ہو اور جو کچہ نذر اور تحائف واسطے اُس خانہ کے آویں اُس خزانہ میں رکہیں اور بانی اُس خانہ کے حضرت ابراہیمؑ تہے اور مزدور حضرت اسمعیلؑ کہ گلابہ کرتے تہے اور پہتر کوہ ابو قبیس اور حرا اور ورقان سے لاتے تہے یہانتک کہ عمارت اُس خانہ کی قد آدم سے بلند ہوئی اور احتیاج اُس چیز کی ہوئی کہ اُسپر کہڑے ہو کر بنا کریں حضرت اسمعیلؑ کو فرمایا کہ واسطے میرے کوئی پتہر لا تو اُسپر کہڑا ہو کر کار عمارت مین مشغول ہوں حضرت اسمعیل علیہ السلام کوہ ابو قبیس پر واسطے تلاش پتہر کے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے راہ میں انسے ملاقات کی اور کہا کہ آؤ میں تمکو دو بڑے پتہر دونکا نشان دون کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے دنیا میں آئے ہیں اور برکت عظیم رکہتے ہیں حضرت ادریس نبی نے اُن دونوں پتہروں کو بخوف آنے طوفان کے اس پہاڑ مین مخفی کر کے دفن کیا ہے

ایک کو واسطے کہڑا ہونے ابراہیمؑ کے لیجا اور دوسرے کو کنج خانہ کعبہ جانب راست دروازہ کی
جو کہ طواف اس خانہ کا کرے اول اس پتہر کو بوسہ دے اور طواف شروع کرے حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کی فرمانے کے موافق اُس پہاڑ میں آئی اور اُن دونوں پتہروں
کو پیچہے ایک دوسرے کے لائے اور حضرت جبرئیلؑ بہی ہمراہ حضرت اسمٰعیلؑ کی آگے حضرت ابراہیمؑ کی
اور واسطے رکہنے سنگ سیاہ کے خانہ کعبہ کے گوشہ میں حکم کیا جب حضرت ابراہیمؑ ایک پتہر پر کہڑی
بنائے عمارت کرتے تہے وہ پتہر بقدر بلندی عمارت کے بلند ہوتا جاتا تہا تا تمام ہوئی عمارت کے
پتہر کیطرف حاجت نہ پڑی اور اثر انگلیوں ہر دو قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُس پتہر میں نقش
ہوا اور پتہر دوسرا کہ خانہ کعبہ کے گوشہ میں کہا ایک نور عظیم اُس سے منتشر ہوا اور ہر چہار طرف خانہ کعبہ
کے نور اُسکے نے سرایت کے ایک مسافت تک وہ نور پہونچتا تہا ہر چہار طرف سے حدود حرم
کی مقرر ہوئی کہ بعد فراغ بنای کعبہ کے اُس حد کا نشان مقرر کر دیا اور حدیث صحیح میں ہر وایت
ابن عمرؓ کے آیا ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تہے الرکن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنۃ
طمس اللہ نورھما ولولا ذلک لاضاء ما بین المشرق والمغرب یعنے رکن اور مقام
دو یاقوت ہیں جنت کے یاقوتوں سے محو کر دیا اللہ نے نور اُنکا اور اگر ایسا نہوتا روشن
کر دیتی مابین مشرق اور مغرب کو اور یہی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ کالے پتہر کا رنگ کہ جسکو
حجر اسود کہتے معروف ہی ابتدا میں نہایت سفید اور نورانی تہا بنی آدم کے گنہگاروں کے ہاتہ
لگنے سے یہانتک سیاہ ہوگیا اور قتادہ سے مروی ہی کہ قبل اسلام سے عبادت نہ تہی کہ مقام ابراہیم
کو کوئی ہات پہونچا دے اور مسح کرے اس امت میں یہہ امر رائج ہوا اور اون آدمیوں نے
کہ قبل اسلام سے اس نیک پتہر کو دیکہا تہا نقل کرتے تہے کہ اثر ہر دو پاشنہ حضرت ابراہیم
اور انگلیون انکی کا اس پتہر میں ظاہر اور نمودار تہا اب بسبب ہات پہونچانے آدمیوں کے
وہ امر بخوبی ظاہر نہیں اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زبیر سے نقل کی کہ اُنہوں نے
جماعت کو دیکہا کہ مقام ابراہیم کو مسح کرتے تہے کہا تمکو خدا تعالے نے ساتھ مسح کرنے
پتہر کے نہیں فرمایا بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ متصل اسکے نماز گذارو تم اور بیہقی نے سنن اپنی میں
روایت کی ہی کہ یہہ پتہر زمانہ میں آنحضرت صلعم اور زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

موضح القرآن
[illegible]

موضع القرآن

متصل خانہ کعبہ کی تہا اور حضرت عمرؓ کی زمانہ مین متصل نہ رہا اور سبب اسکا آنا سیل عظیم کا تہا
کہ اسکو سیل ام نہشل کہتے ہیں اور یہہ پتہر سیل کے پانی کے زور سے مکان اپنے سے بہا ہوا اور دور پڑا تہا
حضرت عمرؓ خود تشریف لائے ایک مکان واسطے اس پتہر کے تجویز کیا گرداگرد اس پتہر کے پتہر
ثبت کرکے درمیان مین اُس پتہر کو رکہا اور اُسوقت سے اسی مقام میں ہی اور یہی بات اہل تاریخ
روایت کرتے ہیں پس اول بنای خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام سے واقع ہوئی اور جو کہ مشہور ہے
کہ اول بنائے خانہ معظمہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی ہی پس بنا اُسکے ہی کہ اُس
موضع کو بصورت خانہ کے کہ چہار دیوار اور سقف رکہتا ہوا انہوں نے بنایا ہے اور عہد میں حضرت
آدمؑ کے سوا بنیاد اُسکی کے کچہ نہ تہا اور اُس بنیاد کے اوپر بیت المعمور کو رکہا تہا کہ بصورت
خیمہ کے تہا یاقوت مجوف سے اور عمارت پتہر مٹی کی نہتی لیکن آدمؑ سے پہلے بہی یہ مقام محل
تعظیم و احترام کا تہا بلکہ خلقت زمین اور ما فیہا سے بہی پہلے چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ میں کہتا ہی
حدثنی عبد اللہ بن ابی سلمۃ قال حدثنی الواقدی قال حدثنا ابن جریج عن بشیر ابن عاصم
الثقفی عن سعید ابن المسیب قال قال علی ابن ابی طالب خلق اللہ البیت قبل
الارض والسموات باربعین سنۃ فکان غثاء علی الماء یعنے پیدا کیا اللہ نے بیت اللہ
کو پہلے زمین اور آسمانوں سے چالیس برس پس تہا مثل کف کے اوپر پانی کے اور بہی فاکہی
نے اپنی سند بن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی الکعبۃ خلقت قبل الارض بالفی
عام قیل وکیف خلقت قبل الارض وهی من الارض فقال انہ کان علیها ملکان
یسبحان باللیل والنهار الفی سنۃ فلما اراد اللہ ان یخلق الارض دحاها من تحت
الکعبۃ وجعل الکعبۃ وسط الارض اور جو کہ بعضے اہل تواریخ نے کہا ہے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹوں نے کعبہ کو پتہر مٹی سے تعمیر کیا ہے بعد وفات حضرت
آدمؑ کے اور ہونا بیت المعمور کا اُس مقام میں حیات آدم علیہ السلام تک تہا پس چندان
قابل اعتماد نہین کسواسطے کہ انتہا سند اس روایت کے وہب بن منبہ تک ہے کہ بیشتر
اسرائیلیون سے نقل کرتے ہیں اور تحقیق یہہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کسینے اس خانہ کو
خانہ نہ بنایا ہے اور از روی کتاب اور سنت صحیحہ مشہورہ کے یہی بات ثابت ہی اور اسیواسطے شیخ عمادالدین

بن کثیر تفسیر اپنی میں کہتے ہیں کہ لم یرد وہن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل یعنے نہیں روایت کی گئی کسی معصوم سے کہ تحقیق بیت تہا بنایا ہوا قبل خلیل علیہ السلام کی لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پس نزدیک اہل تاریخ کی ایسا مقرر ہے کہ عمالقہ اور جرہم نے بہی اُسکو بنایا ہے اور پہر قصی بن کلاب نے بہی اُسکو بنا کیا اور سقف اُسکی کو دوم کی لکڑی سے کہ درخت مقل کو کہتے ہیں پوشش کی اور کہجور کی لکڑی کو بجائے تختوں کے رکہدیا پس جسوقت کہ آنحضرت علیہ السلام پچیس سال کے تہے قریش نے پہر اس خانہ کو بنا کیا اور سبب اُسکا یہہ تہا کہ ایک عورت خوشبو کا پوشش کعبہ کو دیتی تہی شرارہ آتش سے اُٹہا اور خانہ کعبہ کی چہت کی لکڑیوں کو اکثر جلادیا اور پہلے اس سے سیل عظیم آئے تہے اور اُسکے صدمہ سے دیوارین کعبہ کی بہی شق ہوئیں تہیں پس دراں قریش جمع ہوئے ولید بن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور کعبہ کو ہدم کرکے از سر نو بنا کے اور آپس میں ایسا قرار دیا گیا کہ سوای مال حلال کے اس مین خرچ نہ کرین اور جو اُسوقت مین اکثر مالدار سودخوار تہے مال حلال بہت کم بہم پہونچا اور اس بنا مین تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اوّل یہ کہ عرض کعبہ سے چند گز زمین کو چہوڑا اور حطیم مین داخل کیا دوم یہ کہ اُسکے دروازہ کو زمین سے بہت بلند کیا تاکہ جسکو چاہیں آنے دین جسکو چاہیں نہ آنے دین سیوم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ لکڑی کے ستون دو صف استادہ کئے اور ہر صف میں تین تین ستون تہے چہارم یہ کہ خانہ کعبہ کی بلندی بالا سر دوچند کیا اٹہارہ گز نو گز اوپر ارتفاع حضرت ابراہیمؑ کے زیادہ کیا پنجم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کی زینہ قائم کیا کہ اوپر بام کعبہ کے اُس سے پہونچ سکین اور یہ بہی سابق نہ تہا پہر اس میں عبداللہ بن زبیر نے اُس خانہ کو بنا کیا اور بدعات جاہلیت کو موقوف کیا مطابق اُس حدیث کے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سُنی تہی اور بجائے گلابہ کے اس کہ گل خوشبودار یمن میں ساتہ گچ محکم کے مخلوط کرکے صرف کی اور حطیم کو خانہ کعبہ مین داخل کیا اور اُس خانہ کے دو دروازہ بنائے ایک غرب کی جانب اور ایک شرق کی طرف اور جب بنا سے فارغ ہوئے سراسر باہر اور اندر مشک اور عنبر سے کہگل کی اور دیبا کے پوشش چڑہائی اور فراغت اس عمارت سے ستائیس رجب سنہ ۶۴ چونسٹہہ کو واقع ہوئی پہر بیچ وقت حجاج کے بناے اس خانہ معظمہ کو واقع ہوئی لیکن اسیقدر کہ جانب شامی کعبہ کو ہدم کرکے بنیاد قریش کو بلند کیا اور زمین کعبہ کو بشکل مربع

موضح فرقان

مت کہو اور مت ملاؤ سچ میں جھوٹ
وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ اور مت چھپاؤ
سچی بات کو جو توریت میں
صفت محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی لکہی ہے ساتھ
جھوٹ کے جو تم نے
بنائی ہے اور تم جانتے
ہو کہ محمد رسول اللہ برحق
ہے وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا
مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝
اور قائم رکھو نماز کو
اور دو مال زکوٰۃ کا
اور جہکو نماز میں جہکنے والوں کے
ساتھ یعنے جماعت سے
نماز پڑہا کرو أَتَأْمُرُونَ
النَّاسَ

پرکر کے شرقی اُسکا بلند کیا اور دروازہ غربی اُسکا بند کیا اور دوسری جانب کعبہ
کے متعرض نہوئے اور یہہ بنا سنہ چوہتر میں واقع ہوئی اور پہر عہد سلطان مراد ابن
احمد خان تک تجدید بنای واقع نہوئی مگر ملوک اور سلاطین ترمیم اور اصلاح بنائے
حجاج کی کرتے تہے یہان تک کہ سلطان مراد نے پہر بنا کی تجدید کی سوائے حجر اسود اور
اُس گوشہ کے تمام کعبہ کو منہدم کر کے عمارت بنائی اور یہہ عمارت بیچ سنہ یک ہزار
اور چالیس کے واقع ہوئی اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن اوپر وضع بنائے حجاج
کے ہے بحث دوسری وہ کہ لفظ مثابۃ سے لغت عرب کے اعتبار سے دو چیزین مفہوم
ہوتی ہین اول وہ کہ مجمع ہو دوم وہ کہ بار بار آدمی اُسجا آوین اور ایک بار آنے میں سیر
نہون اسی جا سے ہے کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد اور دیگر مفسرینؒ نے کہا ہے
کہ شوق زیارت اس خانہ کا دل میں آدمیوں کی ڈالا ہے تو دیکہنے اور طواف
اُسکے سے سیر نہون اور جسوقت اُس گہر سے جاوین دل اُنکے مشتاق زیارت
اس گہر کے ہون جیسا کہ ساتہ تجربہ کے پہونچا ہے کہ جو ایک بار حج اُس خانہ کا کرتا ہے
اور اُس گہر کو دیکہہ آتا ہے پہر مدت العمر مشتاق مراجعت کا طرف اُس خانہ کے
رہتا ہے ہر چند راہ میں سختیان کہینچی ہوئے ہون اور تکلیفات بیشمار چلنی ہون اور تعظیم
اس خانہ کے بعد دیکہنے اُسکے سے گویا بے اختیار تہ دل سے جوش کرتی ہے اور وہ
تعظیم مانند امور جبلیہ عزیزیہ کی محسوس ہوتی ہے کہ تصور کسی نفع یا دفع ضرر کے اوپر
موقوف نہین اور اسی سے ہے کہ حیوانات نے بہی اُس گہر کے تعظیم کے واسطے قیام
کیا ہے ارزقی بروایت طلق بن حبیب کے لایا ہے کہ ایک دن ہم ہمراہ عبداللہ بن عمرؓ
کے سایہ کعبہ مین بیٹہی تہی یہانتک کہ سایہ بسبب بلند ہونے آفتاب کے معدوم ہوا
اور آدمی مجلس سے اُٹہے ناگاہ ایک سخت چمک مسجد الحرام کے دروازہ کے ایک جانب سے
ظاہر ہوے دیکہا ہمنے کہ ایک سانپ آتا ہے تمام حضار مجلس نے چشم اپنی کو طرف
اُس سانپ کے متوجہ کیا وہ سانپ سیدہا طرف خانہ کعبہ کے آیا اور سات مرتبہ طواف
ادا کیا بعد اُسکے مقام ابراہیم کے پیچھے گیا اور دو رکعت نماز گذارین اور عبداللہ ابن عمرؓ

اور دوسرے بزرگان مجلس نزدیک اُس سانپ کے گئے کہ اے عزیز طواف تیرا ادا ہوا لیکن اس شہر مین آدمی نا واقف اور غلام اور خدمتگار بہت ہین بہتر وہ ہے کہ آپ کو نظر آدمیون سے پوشیدہ رکھیے توکہ مبادا تجکو ایذا پہونچا دین بمجرد سننے ان کلام کے سر اپنا اپنی دم سے لپیٹ کر طرف آسمان کے اُڑ گیا یہان تک کہ نظر ہمارے سے غائب ہوا اور بہی ابو الطفیل سے روایت ہے کہ ایک نوجوان صالح جنون مین سے کہ موضع ذی طوی مین رہتا تہا اکثر آپ کو بصورت سانپ بنا کر واسطے طواف خانہ کعبہ کے آتا تہا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچہے نماز گذارتا اور مادر اُسکی کہ جنات سے تہی اُسکو اسکار سے منع کرتی تہی اور ڈراتی تہی کہ مبادا تجکو آدمی نشان جان کر مار ڈالین وہ باز نہیں آتا تہا یہان تک کہ ایک جماعت بنو سہم نے اُسکو مارا بمجرد مارنے اُسکے کے مکہ مین ایک غبار عظیم برپا ہوا اور ایک سخت آندہی چلی اور اُس جماعت بنو سہم کو اپنے گہرون مین مردہ پایا اور بہی تواریخ مکہ مین کتاب جمل لطائف مشہور ہے خلاصہ اُس حکایت کا وہ ہے کہ سنہ آٹھہ سو پندرہ ہجرت شریفہ سے ماہ جمادی الثانی مین ایک شتر شترون جمال فارق سے مالک اپنے سے بہاگا اور قصد مکہ معظمہ کا کیا اور مسجد الحرام مین داخل ہوا آدمی بہت گرد اگرد اُسکے دوڑتے تہے اور چاہتے تہے کہ اُسکو پکڑین وہ ہرگز کسی کی طرف توجہ نہین کرتا تہا یہانتک کہ سات دفعہ طواف بجا لایا اور دو تین اسبوع تمام کیے اُسوقت طرف حجر اسود کے گیا اور اُسکو بوسہ دیا اور بعد اُس کے مقام ابراہیم کی طرف متوجہ ہوا اور مقابل میزاب الرحمۃ کے کہڑا ہوا اور رونا شروع کیا یہان تک کہ اُسکی آنکھوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت مین آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کرنیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو اس حالت مین دیکہتے تہے بعد مرنے کے اُسکو اُٹہایا اور صفا اور مروہ مین لیجا اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوع خلائق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہے کہ دعا چند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیون نے تجربہ کیا ہے اور اُسکے

موضح القرآن

علمائے محققین اور موجود جانا ہو خدا تعالی سے سارا جسم اور عقل کی بین مصیبتوں برادر نماز روزہ سے بین مضبوط سو اگر خدا تعالی سے التجا کرو تو سب کام اسان ہوں اور البتہ وہ بڑی مصیبت دل پر ہو بڑی بیماری ہو مگر انہیں آسان ہے جو عاجزی کرتے ہیں ... عاجزی کرنیوالے الذین یظنون ... کہ بعضے وہ ... ذرا چہوٹی وہ لوگ بین جنکو خیال اور دہیان ہے اس بات کا جا ملنا ہے اور دو ...

حصول مطالب دینی اور دنیوی اپنی کے دعا اُس مقامات کے قوی ترین وسایل
کا جانتی ہیں چنانچہ حسن بصری رضہ سے بروایت صحیح ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ میں پندرہ
مکان ہین کہ دعا اُس جا مستجاب ہوتی ہے ملتزم کے پاس اور میزاب کے نیچے اور نزدیک
رکن یمانی اور اوپر صفا او مروہ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ اور منی
اور مزدلفہ میں اور عرفات مین اور نزدیک جمرات ثلثہ اور آب زمزم کے چشمہ کے پاس اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ انکانت الامة من بنی اسرائیل لتقدم مکة
فاذا بلغت ذا طوی خلعت نعالها تعظیما للحرم اور یہی مذکور ہے کانت الانبیاء
اذا اتوا علم الحرم نزعوا نعالهم اور ابو نعیم نے حلیة الاولیا مین مجاہد سے
روایت کی کہ بعضے اوقات لاکہہ لاکہہ آدمی بنی اسرائیل سے واسطے حج کے
آتی ہی اور جب حد حرم میں پہونچتی تہی برہنہ پا ہوتے تہے اور ارزقی اور
ابن عساکر نے ابن عباس رضہ سے روایت کی ہے کہ حواریوں نے بھی حج اسجا
کا کیا ہے جب حرم مین داخل ہوئی سواریوں سے نیچے اُتر کر پیادہ روی
اختیار کے اور ارزقی نے خویطب بن عبدالعزے سے روایت کی ہے کہ ہم ایک
روز ایام جاہلیت میں سایہ میں کعبہ کے بیٹھی تہی ناگاہ ایک عورت آئے
اور کعبہ کا پردہ پکڑکے فریاد کرنے لگی کہ بار خدایا میں ہاتہہ شوہر اپنی سے نالاں ہوں کہ مجکو
بیجرم مارتا ہے مجرد اس دعا کے ہاتہہ شوہر اُسکے کا خشک ہوا میں اُسکو ایام اسلام
مین خشک دیکہتا تہا اور تواریخ مین مقرر ہے کہ اساف اور نائلہ مرد و عورت تہی وقت
داخل ہونے کعبہ کے مرد نے عورت کو بوسہ دیا دونو بصورت سنگ مسخ ہوئی
آدمی اُن دونو نکو کعبہ سے باہر لائے واسطے عبرت آدمیوں کے باہر کعبہ کے کہڑا کیا
اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ آدمی مکہ کے موسم حج
مین باہر آئی تہی ایک چور نے مکان کو خالی دیکہہ کر زر گہر سے لیکے اندر کعبہ کے گیا
جو وقت مراجعت کے کعبہ میں واسطے لینے اُس قطعہ زر کے داخل ہوا اور ہنوز
سر اُسکا اندرون کعبہ کے تہا اور باقی اعضا اُسکے باہر کہ خانہ کعبہ نے اُسکو برد

موضح القرآن

دیا یا سر اسکا تن سے جدا ہوا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھا سر اور تن اسکا
باہر لا کر کنوؤں کے آگے ڈالا اور بہی ازرقی تاریخ اپنی مین ساتہہ سند صحیح کے لاہے
کہ ایک عورت تہی جاہلیت میں کہ اپنے کنبے میں سے ایک لڑکے کو پالا تہا اور وہ عورت
واسطے کسب معاش کے گہر سے باہر کے جاتی تہی اور وہ طفل تنہا رہتا تہا ایک
دن اس طفل نے شکایت تنہائی اپنی کی اس عورت نے کہا کہ بیٹا جو کوئی ظالم
تجہپر حالت تنہائی مین ظلم کرے پس جان کہ مکہ مین ایک خانہ ہے آپ کو اس
گہر مین پہنچا اور فریاد کر کہ اس خانہ کا ایک صاحب ہے کہ فریاد رس ہے اتفاقا
اس بچے کو ایک ظالم تنہا پا کر قید کر کے لیگیا اور ایک مدت ساتہہ اپنے رکہا
اور بہ تقریب تجارت کے مکہ معظمہ میں پہونچا اور وہ بچا ہمراہ اسکے تہا جو ہین اس
خانہ کو دیکہا آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہہ گہر کسکا ہے کہا خدا کا گہر ہے اسکو اپنی
مان کی بات یاد آئی اور اس ظالم کے ہاتہہ سے بہاگ کر نزدیک خانہ کعبہ کے آیا اور
بہر دون اس خانہ کو محکم پکڑا اسکے پیچہے پیچہے اسکا مالک پہنچا چاہا کہ اسکو کہینچ کر لیجاوے
پہلے سیدہا ہاتہہ اپنا دراز کیا تاکہ اس لڑکے کو پکڑے اسکا سیدہا ہاتہہ خشک ہو
پہر بائین ہاتہہ کو دراز کیا وہ بہی خشک ہوا جب حال اس طریقہ پر دیکہا آگے سرداران
قریش کے گیا اور کہا کہ مین اس آفت مین گرفتار ہوا اب تم گواہ رہو کہ مینے اس بچے
کو چہوڑا اور ساتہہ اسکے متعرض ہوون جسجا چاہے چلا جاوے لیکن علاج دونو ہاتہہ کا
فرماؤ تم بزرگان قریش نے فرمایا کہ ہر ہات اپنے سے ایک ایک شتر قربانی
کر اسنے ایساہی کیا دونو ہاتہہ اسکے اچہے ہوئے اور بہی ازرقی نے عبدالمطلب
بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اور ایک
ہمزادہ اپنے کے ظلم بہت کرتا تہا وہ ہرچند ساتہہ خدا اور قرابت کے پناہ چاہتا
تہا وہ ظالم ایذا اسکے سے باز نہین رہتا تہا ناچار ہو کر خانہ کعبہ مین پناہ لیگیا
اور دعا کی کہ بار خدایا فلانا میرے اوپر ظلم کرتا ہے اور مین بیچ گہر تیرے کے
پناہ لایا ہون مین اسکو ایسی درد مین مبتلا کر کہ لادوا ہو یہہ دعا کی اور اپنے

شفاعۃ ولا یؤخذ منہا
عدل ولا ہم
ینصرون ۵ اور ڈرو
اس دن کے عذاب سے جس دن
کچھ کام نہ آویگا کوئی کسی
کے ذرہ بہی اور قبول کیا
نہ جاویگا تخفیف کا کسی
کا واسطے حق میں یعنی اگر
کوئی کافر کسی کافر کو
بخشوا دے تو قبول
نہوگا اور نہ لیا جاویگا
کسی کافر کے عذاب کے
بدلے کچھ یعنی اگر کافر
چاہے کہ کچھ دے کر عذاب
سے چھوٹے تو یہ بھی نہوگا
اور نہ کافر مسلمان مدد
پہنچائے جاوینگے یعنی ان
کوئی انکے ہمراہی اور
حمایت نہ کریگا

پھر گیا دیکھا کہ شکم ظالم کا ورم کر آیا ہے اور مانند مشک کے ہو گیا ہر چند دوا کرتا تھا مفید نہوتی
تہی یہان تک کہ شکم اُسکا شق ہوا اور مر گیا اور عبد المطلب کہتے ہین کہ مینے اس قصہ کو روبرو
حضرت ابن عباسؓ کے نقل کیا اُنہون نے فرمایا کہ مینے بہی ایک شخص کو دیکہا کہ روبرو خانہ کعبہ
کہڑا ہوا اور اپنے ظلم کرنیوالے پر بددعا کی کہ اندہا ہو فی الفور اندہا ہو گیا اور اُسکو آدمی کہینچ کر لے گئے
اور ایسے ہی کرشمہ تہے کہ یہہ مکان ہمیشہ جاے امن رہا ہے کسواسطے کہ آدمی بخوف عقوبت
عاجلہ کی تعرض سے ساتہ آدمیون اس شہر کے اور ہتک حرمت اس شہر کے سے اجتناب
اور احتراز کرتے تہے اور آپس مین بیچ اس مکان کے مناقشہ نہین کرتے تہے اور دوسرے
اسباب امن اس شہر کے سے وہ ہے کہ ہمیشہ قلمرو بادشاہون سے خارج رہا یہان تک
کہ نوبت اسلام کی پہونچی اور وہ آدمی کہ تعظیم اُس مکان کی زیادہ کرتے تہے مرتبہ سلطنت
کو پہونچے اُسوقت سے امن دو چند اس جا مین متحقق ہوا بحث سوم وہ کہ اس خانہ کو نسبت
خدا کی طرف کرنا جیسا کہ اس آیت مین واقع ہے کہ ان طہرا بیتی کیا معنے رکہتا ہے اگر
نسبت خالقیت اس بیت کی صحیح کرنے والے اس اضافت کے ہے پس ہر بقعہ زمین کا
یہی حکم رکہتا ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود و باش کی ہی پس ذات باری تعالی منزہ
ہے مکان سے اور اُسکو ساتہ کسی مکان کی یہہ نسبت حاصل نہین اور جو نسبت اُسکے
ہے کہ اس مکان مین اُسکے عبادت کرتے ہیں اور شان معبودیت اُسکے نے اُس جگہ
مین ظہور فرمایا ہے پس خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ یکسان ہو کہ سب مین شان
معبودیت کی ظاہر ہے کسواسطے کہ ہر جا مین طالبان حق شوق اپنی کو لباس صورت مین
ظاہر کرتے ہین جواب اُسکا یہہ ہے کہ اس گہر کا اختصاص جناب الہی کے ساتہ اس سبب سے ہے
کہ یہ گہر اُسکی عبادت کے لئے اُسکے حکم سے اور فضائے شوق طلب اُسکے کے بنایا گیا ہے
اور کسی طرح کا علاقہ ساتہہ مخلوقات کے نہین رکہتا ہے اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ
نہ بحکم اُس تعالے کے واسطے اس کار کے بنائے گئے ہیں اور نہ علاقہ مخلوقات سے
خالی ہیں اس واسطے کہ اُن تمام معابد مین نسبت نام بانکشن یا دوسری روحونکے
ملحوظ نظر وقصد کرنیوالون اُس جاکے رہتا ہے پس فرق اُس وجہت کا

واضح ہوا اور تحقیق وہ ہے کہ قید پکڑنے کو یہہ دو چیز لازم ہیں اول وہ کہ بحکم اُس تعالے کے ہو کسو اسطے نسبت ظہور الہی ہر جا ہے لیکن یہہ ظہور عام مصحح توجہ کا عبادت میں نہیں ہو تا باجماع عقلا کے پس لابد اس امر میں ظہور خاص چاہیئے اور میزان معرفت اُس ظہور کی حد عقل بشری خارج ہے بغیر توقیف شرعی سمجھا نہین جاتا پس نص شارع کی اسباب میں ضرور ہی دوم وہ کہ اس مکان کو ساتھ کسی جہہ کے وجوہ سے کسی مخلوق کے ساتھ علاقہ نہو ورنہ اُس مکان کی طرف توجہ کرتے وقت شائبہ شرک کا لازم آویگا خالص توحید اُس عبادت میں نہ رہیگی کیونکہ بعوض قبروں اور ستاروں اور آگ پانی اور درخت کو قبلہ بنانیسے سخت ممانعت آئی ہی اور معابد کفار وقت تفتیش کے یہہ دو نوصفت نہین رکھتے مثلاً ہر دوار اس جہت سے نزدیک انکے واجب التعظیم ہے کہ گنگ اس راہ سے بالا گیا اور اجودھیا اس جہت سے کہ مسکن رام چندر کا ہے اور مقام سولی سیتا کا اور اسی قیاس پر البتہ یہہ فرقہ کہ حلولی المذہب ہی اُن شخصونکو مظاہر ذات مقدس الہی کا جانتے ہیں اور منسوبات اُس اشخاص کو حکم مین منسوبات الہی کے جانتے ہیں لیکن جو حلول کی نسبت طرف حق جل کے باطل ہی یہہ خیال قبیل بناء فاسد کے اوپر فاسد کے ہوا اور جو بالفرض معابد کفار کو اصل مین شعائر الہی سے اعتقاد کریں اور کہین ہم کہ ان مقامات کی نسبت طرف مخلوقات کے کرنا ان فرقونکی تحریفون سی ہے اور ابتدا میں نسبت انکی خدا ہے کی طرف تہی اور کوئی نص صریح بہی واسطے تعین اُس موضع کے شرائع قدیمہ میں ہو پہر بہی فرق درمیان خانہ کعبہ اور اُن مکانوں کے ظاہر ہے کسو اسطے کہ تعبد اُن مکانات میں منسوخ ہوا اور منسوخ حکم کی تبعیت کرنا مخالفت صریح خدا کے ہے اور سر اسکا یہ ہے کہ مدار قبلہ کرنیکا اور قبول عبادت کی ہی اور جب قبول عبادت کو منحصر کسی مکان یا کسی سمت مین کیا پہر غیر اُس مکان میں عبادت بجالانا سعی اپنی کو رائگاں کرنا ہے بلا تشبیہ مانند اُسکے کہ ایک بادشاہ نے ایک مکان کو ولایت اپنی سے دار الخلافت قرار دیا اور رعایا پر فرض کر دیا کہ اپنی حاجتوں کو طرف اُسی مکان کی رفع کریں اور نذرین اور ہدایا کو اُسی مکان مین لیجاوین پہر بعد چندے دوسرے مکان کو دار الخلافت کیا اور بہ نسبت اُس مکان کی اسی قسم کا حکم ناطق کیا پس مکان اول کو کچہ حرمت سلطنت کی نہین رہتی اور آمد و رفت اُس جا کے بے حاصل ہوتی ہے اور نذر اور ہدایا کہ اُسجا مین لیجاوین مقبول نہین ہوتے بلکہ اگر کوئی رعایا سے اصرار کرے اور کہے کہ دار الخلافت وہی مکان ہی نہ یہہ مکان دوم

البتہ سزاوار تنبیہ اور عقوبت کا ہوتا ہے کہ مخالفت حکم بادشاہی کی کی اور جو کوئی کفار ون سے
معابد اپنی میں پرستش کرتے ہیں تفتیش کریں کہ تم کس واسطے اور کس لئے اُن معابد میں جاتی ہو البتہ
واضح ہوگا کہ یہہ ساتھ جانے سمکانات کے تقرب ساتھ کسی مخلوق کے مخلوقات سے خواہ روحانیہ ہیں خواہ
جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ سے طرف ذات خالق کے محض غافل ہیں اس قسم کا سکان کہ محض واسطے توجہ
الی اللہ کے مقرر اور معین ہو کسی جگہہ سوا خانہ کعبہ اور صخرہ بیت المقدس کی اور کوئی پایا نہیں جاتا اور
اسی واسطے انہیں دونو مکانوں کو لیاقت قبلہ ہونیکی حاصل ہوئی البتہ کفار کے عبادتخانے اگرچہ بہت سا تھے
قبور اولیا اور صلحا رہا چلہ انکی کے رکھیں ممکن ہے نہ ساتھ خانہ کعبہ اور صخرہ کی کہ ان میں بہت فرق ہے اور اسی
جاسے واضح ہوا سر تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں بیچ منع کرنے زیارت قبور سے اور شد رحال سے طرف کسی
موضع کے سوائے مساجد ثلثہ کے اور وہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیا کی قبروں کو مسجد بنائیں عابد ہے
کہ بیچ اس عمل کے اکثر جاہلوں کو وہ اعتقاد کہ مشرکین کو بیچ بزرگوں اپنی کے بہم پہونچا ہے حاصل ہوتا ہے
اور صرف توجہ الی اللہ باقی نہیں رہتی مگر پردہ میں اُن کے جو انکی اور اسقدر توجہ آخرت میں کہ وقت ظہور
صلاح و فساد نفس انسانیہ کا ہے کام نہیں آتی آئے ہم طرف اسکے کہ خاص کرنیمیں اسمکان کو ساتھ بنا اُس
خانہ کے کہ منسوب بجناب خداوندی ہو اور قبلہ عبادت اور مرجع خلائق ہو کیا حکمت ہے کس واسطے کہ شارع
حکیم علی الاطلاق ہے بے کسی حکمت کے تخصیص جزائی نہیں فرماتا ہے کہتے ہیں ہم حکمت اس تخصیص کی
تین وجہ سے ہیں کہ ناقص افراد بشر کے دلمیں گذرے ہیں اول وہ کہ اصل نوع انسان کی خاک سے ہے اور اصل
کرہ خاک یہی نقطہ ہے جیسا کہ پہلی روایت میں گذرا کہ قبل خلقت زمین سے اس مکان ز روے آب مانند کف
کے ایک جرم پیدا کیا تھا من بعد زمین بچھا تھا اس کف کے نیچے سے منبسط اور فراخ ہوئی پس اصل
جسم آدمی کا راجع طرف اُس نقطہ کے ہوا اور اسکو چاہتا ہے کہ جب جسم اپنی کو مشغول عبادت میں پروردگار
اپنی کے کرے طرف اصل تباہی اپنی کے رجوع لاوے اور جیسا کہ اوپر اصل قریب اپنی کے کہ جسجا بستر ہے
سجدہ کرتا ہے طرف اصل بعید اپنی کے بیچ وقت عبادت کے متوجہ ہو اور عمر میں یکبار ساتھ زیارت
اُس مقام کے سعی توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ کو جلوہ دے اور حق شوق کا کرے اور گرد اگرد
اُسکے پہرے اور واسطے رضاے مولا اپنی کے فرمان بجا لاوے دوسرے وہ کہ وقت عبادت میں آدمی
خلیفہ ملائکہ کا ہے کہ اصل میں بیچ شغل شریف کا انکا ہے جیسا کہ بیچ وقت غضب کے خلیفہ سباع کا ہے اور بیچ وقت شہوت

خلیفہ بہایم کا اور بیچ وقت مکر اور فریب کے خلیفہ شیطان کا اور عبادت گاہ ملائکہ کے آسمان مین بیت المعمور ہی اور یہ مقام زمین پر محاذی بیت المعمور کے ہے جیسا کہ ازرقی حسن بصری اور دیگر تابعین سے روایت لائے ہین کہ البیت بحذا ء البیت المعمور وما بینهما بحذ ائه الی السماء السابعة وما اسفل منه بحذ ائه الی الارض السابعة حرم کله یعنے بیت اللہ مقابل بیت المعمور کی ہے اور درمیان اُن دونو کے ساتوین آسمان تک اور نیچے اسکے مقابل مین ساتوین زمین تک کل حرم ہی اور دوسری طریق سی یہ ہے مضمون بروایت ابن عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے سیوم وہ کہ اس مکان عظیم الشان مین ظہور ربوبیت الہی حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ننے کہ اکبر اولاد حضرت آدم علیہ السلام اور سید رنسب حضرت خاتم المرسلین علیہ الف الف صلوۃ کے تہے عجیب رنگ مین ظہور کیا اور متصل اُس مکان کے غیبی پانی سے جسکا زمزم نام ہے حضرت جبرئیل ع کے پر مارنے سی جوش مارا اور ابتک جاری ہی پس جسوقت اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ع اور تابعان انکی چاہین کہ طرف حضرت رب العزت کی متوجہ ہوئین تو اُس مکان کو واسطے توجہ کے اختیار کرین کہ ربوبیت اُس تعالے کے انکے حق مین بے پردہ اسباب کے اسلاف کرام انکے کے حق مین کہ ساتہ نسبت کرنیکے ساتہ اُنکے مفتخر اور مباہی ہین جلوہ گر ہوئی اور آثار اُس ربوبیت کے اب تک ظاہر اور ہویدا ہین اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ع کے حق مین بہی ادلے شکر اس نعمت نے تقاضا فرمایا کہ اُسجگہ واسطے عبادت خدا کے ایک مکان مقرر کرین تاکہ جسوقت اُس مکان مین عبادت مین مشغول ہون ربوبیت اُس تعالی کے بوجہ عیان کے ملحوظ انکے ہو کہ دیکہنا مکان کا تذکیر وقایع گذشتہ مین دخل عظیم رکہے یہہ تین چیزین کہ بیچ ابتدائے تخصیص اس مکان کے واسطے خانہ خدا ہونیکی وجوہ حکمت سی معلوم شمر کے ہی لیکن بعد اُسکے سی کہ یہہ مکان معبد خلایق اور قبلہ عبادات اور مرجع عاشقون صادق اور مطاف محبون خالص کا ہوا پس عمدہ وجہ خاص کرنے اسمکان کے ظہور تجلی الہی کا ہے اُس مقام مین کہ یہہ تمام تعظیمات اور محبتین اُسپر واقع ہوتی ہین اور سہام دعاؤن گوناگون اور ذکرون رنگارنگ کا اُسپر پڑتا ہے اور وہ تجلی ہے ساتہ کمال وسعت کہ حوالی اُس بقعہ کو ساتہہ نور عظیم کے پکڑا ہے اور افواج ملائکہ کو استخدام

ع اے بنی اسرائیل من احسان کو جو ہمارا دریا کو پھاڑنے کے واسطے جنکے تمہارے نکلے باپ دادا فرعون کے ڈر سے بھاگے تھے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر تہا بچایا تمکو فرعون کے لشکر سے جو بنی اسرائیل سب پار سلامت نکلے اور ڈوبا فرعون کا لشکر نکو زن سمیت اور تم دیکھتے تھے دریا کے کنارے پر کہڑے ہوئے جو دریا مل گیا اور فرعون سارے لشکر سمیت ڈوب گیا یہ قصہ مفصل اور سورہ مین آویگا

استخدام اور استتباع کیا اور اشارہ طرف اوسی تجلی کے ہے کہ کلام مین بعضی انبیاؤن پیشین کے کہ
اوسکو کتب مین بنی اسرائیل کی روایت کرتی ہین قوله سبحان الذی تجلی علی طور سیناء و اظهر
نوره من الساعیر و استعلن من جبال فاران - فاران نام مکہ معظمہ کا ہے جیسا کہ ساعیر نام
کوہ بیت المقدس کا ہے اور معنی اس کلام کے یہ ہین کہ پاک ہے وہ خداوند جسنے کوہ طور
پر تجلی فرمائی اور اوسکا نور ساعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑون سے بے پردہ ظاہر ہوا
اور بسبب اوسی تجلی الہی کے ہے جو کہ زائران اوس خانہ معظم سے اوس خانہ مین غور سے نظر کرتا ہے سکینت
اور وقار اور عظمت کو مقرون بجلال پاتا ہے خواہ زکی ہوتا ہے خواہ بلید اور سمجھتا ہے کہ اس جگہ
مین ایک شان عظیم ہے کہ کسی مکان مین یہ شان نمودار نہین اور محبوب ہونا اوس خانہ کا دلون
مین اور انجذاب قلوب کا طرف اوسکی آثار اوسی تجلی سے ہے اذقنا اللہ الفوز بمشاهدته
ظاهرا و باطنا اور جسوقت اون تجلیات خاصہ اللہ کے حق مین کہ قلوب اولیا پر واقع ہوتے ہین اور
ہنوز شان معبودیت اور مسجودیت کی اون مین موجود نہین آدمیون نے کس کس طرحکے کلام کہے
ہون مثل قول حذیفہ بن یمان رض کے لمجلس من عمر خیر من عبادة ستین سنة اور مثل قول
مولانای روم کے مثنوی ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین + طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند
از چلہ پس حق اس تجلی عام وسیع کے کہ بمرتبہ مسجودیت اور معبودیت کے پہونچی ہے کیا سمجھنا
چاہیئے البتہ ابن ابی شیبہ اور ازرقی اور جندی اور بیہقی شعب الایمان مین عطا ابن یسار سے
لائے ہین النظر الی البیت عبادة و الناظر الی البیت بمنزلة القائم الصائم المخبت
المجاهد فی سبیل اللہ اور جندی نے عطا سے نقل کے ہے کہ ان نظرة الی البیت فی غیر
طواف و لا صلوة تعدل عبادة سنة قیامها و رکوعها و سجودها اور ابن ابی شیبہ
اور جندی نے طاوس سے نقل کے ہے کہ النظر الی البیت افضل من عبادة الصائم
القائم الدائم المجاهد فی سبیل اللہ یعنی نظر کرنی طرف بیت اللہ کے افضل
ہے عبادت روزہ دارکی سے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور اللہ کی راہ مین جہاد کرتا ہے اور ابن
عدی اور بیہقی شعب الایمان مین مع التضعیف بروایت ابن عباس رض کے آنحضرت صلعم
سے لائے ہین کہ انّ للہ تعالی فی کل یوم و لیلة مائة و عشرین رحمة

ینزلها لهذا البیت ستون منها للطائفین و اربعون للمصلین و عشرون
للناظرین یعنی تحقیق ہر رات دن مین ایک سو بیس رحمتین الٰہی اس بیت کے واسطی نازل ہوتی ہین ساٹھ
اون مین سے واسطے طواف کرنیوالون کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والون کے اور بیس واسطے
دیکھنے والون کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت اُمت
کسی پیغمبر کے پیغمبرون سابق سے ساتھہ عذاب الٰہی کے ہلاک ہوتی تھی وہ پیغمبر بیچ مکہ کے
رجوع کرتے اور مشغول عبادت مین ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدمات بادشاہی کے
جب کار اپنے سے معطل ہوتے ہین حضور بادشاہ مین رجوع کرتے ہین اور مجرا اور سلام مین حاضر
رہتے ہین اور یہی جاری ہے کہ جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ رجوع بخدا
کرے کہتا ہی کہ مین ارادہ بیت اللہ کا رکھتا ہون گویا رجوع بخدا اسات اسی طریق کے جاتا
ہے اور یہین سے لفظ مَثَابَةً لِلنَّاسِ کے دوسرے معنے ظاہر ہوئے اور ازرقی نے
مجاہد سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے شتر اونٹ پر
سوار ہوئے اور روحا سے احرام باندھا اور دو گلیم قطوانی پہنے ایک کا لنگ کیا اور دوسرے کو
چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مروہ کے یہی طواف کیا اور درمیان صفا اور مروہ
کے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے دوڑتے تھے یکایک غیب سے اونکے کان مین آواز آئی کہ لَبَّيْكَ
عَبْدِيْ اَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہون مین اے بندے میرے تحقیق مین ساتھہ تیرے ہون
حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور ابن مردویہ
اور اصبہانی ترغیب اور ترہیب مین اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضؓ کے لائے ہین کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دن قیامت کا ہو کعبہ کو فرشتے مانند عرش کے ساتھ زیب
اور زینت کے آراستہ کر کے حشرگاہ مین لیجاوین اثنا ہی راہ مین میری قبر پر گذر پڑے
پس کعبہ بزبان فصیح کہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدْ جواب مین کہون وَعَلَيْكَ السَّلَامُ
يَا بَيْتَ اللّٰهِ ساتھ تیرے امت میرے نے کیا سلوک کیا اور تو ساتھہ اونکے کیا سلوک کریگا
کعبہ کہیگا کہ ای محمد تیری اُمت مین سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس مین اوسکو کفایت
کرتا ہون اور شفیع اوس کا ہونگا اوسکی طرف سے خاطر اپنے کو فارغ رکھے

موضح القرآن
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
پھر معاف کیا ہم نے تم کو بعد اوس گناہ کے جس کا ارتکاب کیا تھا شاید کہ تم شکر بجا لاؤ خداتعالی کے احسان کا
وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ
اور یاد کرو جب دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت اور جدا کرنے والا حق کو ناحق سے عقل اسواسطے شاید تم سیدھی راہ پاؤ
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

اور جو کوئی میری زیارت کیواسطے نہین پہونچا پس تو اوسکو کفایت کرو شفیع اوسکا ہو بحث چہارم وہ کہ لفظ واتخذوا مین دو قرأت متواتر ہین نافع اور ابن عامر ساتہ فتح خا کے پڑہتے ہین اور معنی اوسکے ظاہر ہین کہ عطف جعلنا پر ہے یعنی ہمنے خانہ کو مرجع خلائق اور جائے امن واسطے انکی کیا اور انہون نے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ٹھیرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجا لاوین اور دوسرے قراء کہ ساتہ کسرہ خا کے پڑہتے ہین اوسکو صیغہ امر کا جانتے ہین عطف اوسکا اوپر جملہ جعلنا کی کہ خبر یہ ہے قبیل عطف انشا ہی اخبار پر ہوگا لہذا جمہور مفسرین کہتے ہین کہ لفظ قلنا بعد واو عطف سے مقدر ہے یعنی وقلنا اتخذوا من مقام ابراھیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر تقدیر معنے اس آیت کی معمول بہ نہین کسواسطے کہ نہ آدمی اوس پتہر پر نماز گذارتے ہین اور نہ حکم شرع کا آپہ آیا کہ اوس خاص پتہر کو نمازگاہ بنانا چاہیئے اور اسی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام ابراہیم سے تمام حرم ہی اور مصلے سے جائے دعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دعا کے ہین اور عطا نے کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منی ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے اس موضع مین کھڑی ہوکر دعا فرمائی ہے لیکن ان دونو قول مین حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف ہے اور اوس پتہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتہ مقام ابراہیم ہونے کے کسواسطے کہ اس اعجاز روشن نے اوسی پتہر مین ظہور کیا ہے اور بہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنے پر نہین ہے کسواسطے کہ استعمال صلوۃ کا دعا مین نزدیک اہل شرع کے رائج نہین گو لغت مین ہو اور حمل الفاظ قرآنیہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیئے نہ معانی لغویہ پر پس اولی وہی ہے کہ تفسیر مین گذرا اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب مؤکد متصل اوس پتہر کے ساتھ اوس وجہ سے کہ وہ پتہر بجاے امام کے اور نماز گذار بمنزلہ مقتدی کے چاہیئے گذارے اور قریب مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہی قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول بہ ہے ہر چند کہ یہ نماز امام اعظم رح کے مذہب پر واجب ہے اور نزدیک شافعی رح کے دو قول ہین ایک وہ کہ سنت ہی دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتہ اس وضع کے کہ اوس پتہر کے پیچھے ہو بالاجماع مستحب ہے ساتہ استحباب مؤکد کے حتی المقدور اوسے ترک کرنا نچاہیئے اور جو ازدحام خلق مانع ہو دوسری جگہ مین مسجد الحرام سے چاہیئے گذاری اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

کتب محدثین مین بروایت جابر رضؓ کے آیا کہ لما وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم فتح مکۃ عند مقام ابراھیم قال لہ عمر یا رسول اللہ ھذا مقام ابراھیم
الذی قال اللہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی قال نعم اور صحیح مسلم اور دیگر صحاح
مین موجود ہے کہ ان النبی علیہ السلام رمل ثلث اشواط ومشی اربعا حتی
اذا فرغ عمد الی مقام ابراھیم فصلے خلفہ رکعتین ثم قرأ واتخذوا
من مقام ابراھیم مصلے اور یہی جمیع صحاح مین موجود ہے کہ نزول اس آیت
کا موافقات حضرت عمر رضؓ سے ہے اور اونہون نے بیچ مقدمہ اسی پتھر کے عرض کی تھی
کہ نماز طواف کو اوسکے پیچھے مقرر فرمانا چاہیئے حق مین تمام حرم یا عرفات وغیرہ کے اور بعضے
ظریفون شافعیہ سے سُنا گیا ہے کہ کہتے تھے عمل اس آیت پر نصیب ہمارا ہے جمیع خلایق ہر
کہ مصلی ہمارا جانب مقام ابراہیم کے ہے اور اہل ہدایت کا مصلے دوسری طرف ہے
حنفی نے اوسکی اس ظرافت کے جواب مین کہا کہ سمت قبلہ ہماری کی موافق سمت قبلہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی کسواسطے کہ بالقطع ثابت ہے کہ قبلہ حضرت ابراہیمؑ کا
اور جمیع بلدان شامی کا طرف میزاب کے ہی اور بیچ اوسی جانب کے مصلا حنفی ہے لیکن وہ مقام
کہ بالفعل مصلی حنفی بیچ اوس جا کی ہے اصل مین مسجد الحرام سے خارج تھا اور دار الندوہ قریش کا
تھا لیکن بعد زیادہ ہونے مسجد الحرام کی اوس جگہ نے بہی حکم مسجد الحرام کا پکڑا ہے بدلیل اوس
حدیث کے کہ حق مین مسجد اپنی کی فرمائی ہے اور حکم مسجد الحرام کا وہی ہے وھو قولہ لو بنی مسجدی
ھذا الی صنعاء لکان مسجدی بحث پنجم وہ کہ تقدیم طائفین سے عاکفین اور مصلین
پر بعض مفسرین نے استنباط کیا ہے کہ مجاور مکہ کو طواف کرنا نماز پڑھنے سے بہتر ہے اخرج
جندی وابن البخاری عن جابر بن عبد اللہ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من طاف بالبیت اسبوعا وصلی خلف مقام ابراھیم رکعتین
شرب من ماء زمزم غفر اللہ لہ ذنوبہ کلھا بالغۃ ما بلغت واخرج الازرقی
عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہ جسوقت کوئی شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتا ہے ایسا ہی کہ دریائے رحمت

داخل ہو کر جاتا ہی اور جو مطاف مین داخل ہوا ایسا ہی کہ دریاے رحمت مین اوسنی غوطہ کھایا اور جسوقت طواف شروع کیا ہر قدم اوسکے مین دو نیکیان پہلا پایا اوسکو حاصل ہوتی ہین اور جسوقت قدم اُٹھاتا ہے پانسو نیکی اوسکی واسطے لکھتے ہین اور جسوقت رکھتا ہی پانسو گناہ اوس سے دُور کرتے ہین اور جب طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم مین پہونچتا ہے اور دو رکعت طواف اوسجا گذارتا ہے ایسا ہوتا ہی کہ گویا ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہی کہ کوئی گناہ نہین رکھتا اور فرشتہ مقابل آکر اوسکو کہتا ہی کہ از سر نو عمل کر باقی عمر اپنے مین کہ عمر گذری ہوئی اپنے سے فارغ ہوا تو اور اوسکو مرتبہ شفاعت ستر آدمیون کا اقارب اوسکے سے دیتی ہین بحث ششم وہ کہ حرف عطف کہ واو ہے درمیان رکوع اور سجود کے کسواسطی حذف کیا حالانکہ سلسلہ کلام سابق کا بطریق عطف کے ہی کہ للطائفین والعاکفین جواب اوسکا ظاہر ہے اور وجہ یہ ہی کہ طواف اور اعتکاف ہر دو عمل جدا گانہ ہین ایک دوسرے پر موقوف نہین بخلاف رکوع اور سجود کے کہ بدون انضمام باہمی کے عبادت نہین ہوتی ہے اور اعتبار مین نہین آتی ہے بنا بر اوسکے کہ مجموعہ ان دونو فعلونکا ایک عمل ہوتا ہے کہ وہ نماز ہے پس توسیط عاطف کی درمیان دونو کے مناسب تھی بحث ہفتم یہہ کہ اس جگہہ مین اوپر محض رکوع اور سجود نماز کے اکتفا کیا اور سورہ حج مین قیام کو بھی ذکر فرمایا ہے سبب اختلاف اس اسلوب کا کیا ہی جواب اوسکا وہ کہ حقیقت مین کہ نماز غیر نماز سے امتیاز پیدا کرے یہہ ہے دو فعل ہین رکوع اور سجود اور قیام اختصاص ساتھ نماز کے بلکہ ساتھ عبادت کے بھی نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ قیام اکثر اوقات بنا بر عبادت کے ہوتا ہی جیسا کہ قعود اور اضطجاع بخلاف رکوع اور سجود کے کہ بدون قصد تعظیم مفرط بلکہ قصد عبادت کے متحقق نہین ہوتا ہے پس رکوع و سجود کا ذکر کرنا گویا بایہ قیام نماز کا ذکر کرنا ہے اور ساتھہ ذکر ان دونو نماز کے حقیقت کی طرف اشارہ متحقق ہوا اور ذکر قیام چندان درکار نہ رہا البتہ سورہ حج مین مناسک حج منظور ہے اشباع کلام اور استیفای ارکان نماز بھی مناسب روش خطاب اوسجا کی ہے اور بھی کہہ سکتی ہین کہ خطاب سورہ حج مین ساتھہ مشرکین مکہ کے ہے کہ اصلا نماز سے آشنا نتھے بدلیل ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام پس ذکر قیام اور رکوع اور سجود تمام اوسجا چسپان پڑے کسواسطے کہ یہہ واسطے خدا کے قیام کرتے تھے اور نہ رکوع اور سجود اور خطاب بیچ اسجا کے سات اہل کتاب کے ہے

یہود اور نصاریٰ سے اور یہ نماز کو جانتے تھے اور ارکان نماز اور قیام کو بخوبی بے کم و کاست ادا
کرتے تھے اور جو کوئی اوس میں خلل کرتا تھا انہیں دو رکن میں یعنی رکوع اور سجود میں کرتا کسواسطے
کہ رکوع کو اصلا نہیں کرتے تھے اور سجود اوپر وجہ مشروع کے ادا نہیں کرتے تھے پس قیام کا ذکر
انکے نزدیک اصلا درکار نہ تھا بحث ہشتم وہ کہ اسجا میں عاکفان کو بھی ہمراہ طائفین کے مذکور فرمایا ہے
اور سورہ حج میں عاکفان کو موقوف کیا اور پر ذکر طائفین اور مصلین کے اکتفا کیا سبب اس اختلاف کا
کیا ہے جواب اسکا وہ کہ سورہ حج میں تھوڑا سا پہلے اس لفظ کے مسجد الحرام کے حق میں گذرا
ہے کہ جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ اور یہاں ذکر عاکف کا مکرر تھا بخلاف
طائفوں اور نمازیوں کے کہ ہر دو قسم ابتداءً مذکور ہیں اور یہی سورہ حج میں اول سے
مذکور تمام مسجد حرام کا ہے اور اعتکاف تعلق ساتھ تمام مسجد کے رکھتا ہے عاکفین کو متصل
ذکر مسجد کے لانا مناسب تھا اور ذکر طواف اور نماز کا کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ کے ہے باعتبار
دوران اور استقبال کے متصل ذکر خانہ کعبہ کے لانا چاہیے معلوم ہوا اور اس سورہ میں پہلے
مسجد الحرام کا ذکر نہیں گذرا ہے بلکہ ذکر خانہ کعبہ کا ہے کہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ
مَثَابَةً لِّلنَّاسِ پس ذکر عاکفین کا کہ ایک نوع تعلق ساتھ اوس خانہ کے رکھتے اگرچہ وہ
تعلق بعید ہے ضرور پڑا بحث نہم وہ کہ محققین نے کہا ہے کہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کا
مقام قلب تھا اور احکام لطیفۂ قلب کی اونپر غالب اور بیت المعمور بمثال قلب کے ہے شخص
اکبر میں اور اسیواسطے موافق بعضے روایات کے آسمان چہارم میں جاے اوسکی ہے کہ وسط
عالم کبیر کا ہے پس آدم علیہ السلام کو اوس بیت کے طواف کے واسطے فرمایا اور تیار کرنے اوسکے
کی صورت دوران اونکے اوپر کامل کرنے لطیفۂ قلب کے تھے کہ اونسے ساتھ اس رنگ کے
ظہور کیا اور عہد میں ادریس کے لطیفۂ عقل کے اوپر روے کار کے آیا اور احکام اوسکے غالب
ہوئے اور عہد حضرت نوح علیہ السلام میں لطیفۂ روح نے استیلا کیا اور واسطے اسیکی طواف بیت المعمور
اور مناسک اس خانہ کے رو طرف اختفا کے لائے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہر متوجہ
اصلاح اس لطیفہ کے ہوئے اور احکام اوسکی کو غالب کیا عہد میں انکی احکام حج اور اقامت مناسک
کی کہ تمام جوش محبت اور شوق اور دوسری صفات قلبی سے نشان دیتے تھی ساتھ ظہور تمام کے

موضح القرآن

جلوہ گر ہوئے اور رکن اسود جو شیخ کے ہاتھ کے قائمقام ہے وقت مصافحہ مین بیعت کی اور مقام ابراہیم صورت اتباع شیخ کے جسوقت کہ وارث منصب براہیمی کا ہے حق مین مریدکے اور سیاہی رنگ رکن اسود کی دلیل اوسکی ہے کہ احکام بشریت کو شیخ مین دیکھکر گریز نہ کرے اور بے اعتقاد نہو بلکہ اوسکے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ پہچانے اور دستگیر طریقت کا جانے اور جبکہ بنی اسرائیل راہ محبت اور شوق سے بیخبر تھے غیر راہ طمع اور خوف سے کوئی راہ دوسری نہین جانتے تھے خوبی افعال حج کے نہین سمجھتے تھے اور کنہ اوس افعال کو اونہون نے نہ پایا جیسا کہ علماء قشر اور ارباب ظواہر کی کیفیت وجد اور شوق سے بیخبر رہتے ہین اور اوپر اوسکے انکار کرتے ہین حق تعالی نے انکو اس امور سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ یہہ امور ملت ابراہیمی کے اندر داخل تھے قبیل بدعات مشرکین سے اگر یہہ پیغمبر اور اوسکی امت اس سنت سنیہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کرین تو کیا کوئی اعتراض کیجگہ اور محل انکار ہی اور اگر تعظیم اس خانہ کی اور طواف اوس کا اور اعتکاف نزدیک اوسکی اور نماز طرف اوسکی اصل مین ملت ابراہیمی مین داخل نتھے حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد بنا اس خانہ کے کسواسطے بار بار اوپر القابے اس خانہ اور حرمت اوسکے کے دعائین کرتے تھے اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ یعنی اور یاد کرو اوس وقت کو کہ کہا ابراہیم نے جس وقت کہ واسطے بنا کرنے خانہ کعبہ کے موجود ہوئے اور عزم مصمم اوپر اوسکے کیا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا یعنی اے پروردگار میرے کر اس صحرای لق و دق کو کہ زیادہ چند خانہ وار سے اسجا مین سکونت کسی کی نتھی بَلَدًا یعنی شہر آباد تاکہ فائدہ بنا سے اس خانہ کا حاصل ہو کسواسطے کہ جب حوالی اوسکے مین کوئی شہر آباد نہو طواف اس خانہ کا کون کرے اور اعتکاف کون بجالاوے اور نماز کون گذارے اٰمِنًا یعنی با امن اسواسطے کہ جسوقت درد اور آفتین شہر مین ہوں ویران ہوجاوے اور بباعث خوف کے قافلے بھی دور دور سے نہ آسکین موجب ویرانی اوسکے کا ہوتا ہے پس یعنی مثابۃ للناس کے کیونکر متحقق ہونگے اور بہی یہ صحرا گھانس کے پیدا ہونیکے لائق نہین ہے تاکہ مواشی اوسجا زندگانی کرسکین اور نہ قابل زراعت کے ہے بسبب خشکی اور سنگلاخی کے تاکہ آدمی اوس جا مین ساتھ معاش کے بسر لیجاوین پس اس مکان مین امن واقع چاہئے ہی تو تجار ہر طرف سے حبوب و غلات اور امتعہ اور اقمشہ کو لاوین

اور کار معیشت مکان اسجا پر فراخ ہوا درحق تعالی نے اس دعا حضرت ابراہیم کو ساتھ اسکی مستجاب
فرمایا کہ کوئی ظالم غریب آزار اوپر اوس مکان کے دستیاب نہوا اور اگر ظالمون مین سی کسی ظالم سے
قصد اوس مکان کا کیا فی الفور ہلاک ہوا جیسا کہ قصہ مین اصحاب فیل کے واقع ہوا اور جو کوئی کہے کہ
حجاج ثقفی نے کہ ظلم اور ستم اور خون ناحق کرنے مین ضرب المثل ہے کیونکہ اوس شہر پر قبضہ پایا
اور اوس عہد مین اوسوقت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کیا اور قتل کیا کہتے مین ہم کہ غرض حجاج
کی تخریب اس شہر اور ایذاے ساکنان اوسجا کے نتہے لہذا سات آدمیون اوس شہر کے تعرض
نہ کیا وہ ظلم اور ستم کہ اوس سے واقع ہوا ابن زبیر اور اوسکے رفیقون پر واقع ہوا اور جو کہ عمارت
سے اوس خانہ معظمہ کے اس صدمہ مین شکست وریخت پائی تہی ساتہ مرمت اور اصلاح
اوسکے کی کوشش کی اور لباس کعبہ اور زیب و زینت اوسکے بہ نسبت سابق کے زیادہ کی
بالجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واسطے بقاے رسم حج کے آبادی اس شہر کی چاہے
اور واسطے آبادی کے امن کسواسطے کہ درصورت بے امنی اور ویرانی شہر کے کم ہونا نقد وقت
ہے اور بہی واسطے بقاے آبادی کے دعا دوسری فرمائی وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ
یعنی اور روزی دی ساکنان اس شہر کو میوون گوناگون اقالیم مختلفہ سے تو بسبب شوق میوہ
کہانے کے اس جنگل خشک سے آوارہ ہو کر طرف ولایت میوہ دار کے نجاوین اور اس دعا
کو انکے حق تعالی نے ساتھ اس صورت کے اجابت فرمایا کہ شہر طائف کو حضرت جبرئیل
زمین فلسطین اور شام سے پرون پر اپنے اوٹھا لائے اور اول اوسکو گرداگرد خانہ کعبہ
کے سات بار طواف کرایا اسواسطے اوسکا نام طائف ہوا بعد اوسکے مسافت ۳ روزہ راہ
کے مکہ سے ایک پہاڑ پر رکھا اور آب و ہوا اوس جا کو اوپر اصل وضع اپنی کے باقی رکھا اور
یہ قصہ عجائبون قدرت الہی سے ہے کسواسطے کہ مکہ معظمہ مین ایام تابستان مین ساتہ چلنے
ہوا گرم اور کوہستان کے پتہرون کے سوزش سے ایک حالت سخت معلوم ہوتی ہی جو اوس جاسے
کوہ پر طائف کے آتی ہین بعینہ ہوا اوس جا کے ہواے ولایت سردسیر کے ہوتی ہے اور میوہ طائف
کے بے دانہ اور دوسرے میوہ ولایت سردسیر کے بہت موجود رہتے ہین اور یہی طریق دوسرا
مستلزم استجابت اس دعا کے وہ ہوا کہ رجوع ہوئے لوگون کو کشش عظیم طرف اس شہر اور سکان اس شہر کے

موضح القرآن
یہ سب احوال مفصل سورہ اعراف مین آویگا اور اس کے اشارہ سپارہ کے قصہ
بیابان تمام ایک جنگل کا ہی جو چالیس برس بنی اسرائیل اس جنگل میں ساتھ ... کی مرضی سے وہان گرفتار ہو گئے ... تقصیر کے سبب یہ قصہ سورہ مائدہ مین مفصل ہے
وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ
اور یاد کرو جس نعمت کو کہ جب سایہ کیا ... کا جو ...

پیدا کی تو ہر طرف سے حبوب اور غلات اور فواکہ و ثمار کہینچی لاتی ہین اور پہونچاتے ہیں مصر سے
ہند سے سندھ سے اور فارس اور بصرہ سے جہاز بہر کر جاتی ہیں اور خالی آتی ہیں اسواسطے
اس شہر مین نفایس ہر ملک کے پائی جاتی ہین جو حضرت ابراہیم نے وقت اس دعا کے نیکے
یاد فرمایا کہ بیٹے واسطے اولاد اپنی کے طلب امامت کے کی تہی اور حق تعالے نے فرمایا کہ تیری
اولاد مین سی ظالمون کو امامت نہ پہونچیگی ناچار طلب رزق مین موافقت اُسکی فرماکر تخصیص
اور تقیید چاہیئے کرنی اسواسطے کہا کہ مین خاص کرتا ہون طلب رزق مین مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے صرف اُسی شخص کو کہ ایمان لایا ہے اہل شہر سے خدا پر اور آخرت پر تو غیر انکے
اس شہر مین بسبب بی معاشی کے سکونت نہ کرین اور کوئی کافر اس شہر مین اقامت نکر سکیگا
تو کہ یہہ شہر آلودگی کفر اور بُت پرستی سے خالی ہو قَالَ یعنے حق تعالی نے فرمایا کہ روزے کو
امامت پر قیاس مت کر کسواسطے کہ امامت نیابت نبوت کی ہے پس چاہیئے کہ صاحب اُسکا
ظالم اور ستمگار نہو اور روزی قبیل پرورش الہی سے ہے اور وہ رب العالمین ہے
مومن اور کافر اور ظالم اور خائن اور صالح اور فاسق کو پرورش کرتا ہے البتہ رزق اہل ایمان
ایمان دار کا دنیا مین موصول ساتہہ رزق آخرت کے ہے پس گویا ابتدائے تولد اپنے سے
ابدالابدین تک مرزوق ہین وَمَنْ كَفَرَ یعنے جو کہ کافر ہو پس اُسکو مومن سے حصول
رزق دنیاوی مین امتیاز نہین دیتا ہوں بین بلکہ وجہ امتیاز اُسکے کے وہ ہے کہ رزق
اُسکا مدت العمر ہے فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا یعنے پس بہرہ مند کرتا ہوں میں اُسکو مال اندک سے
گو رزق بہت اور نعمت بیشمار دیا جاوے لیکن یہہ تمام اُسکی زندگی تک ہے ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ
یعنے پہر اُسکو بے بس کر کے لیجاؤنگا اِلٰى عَذَابِ النَّارِ یعنے طرف عذاب آگ کے کہ ابتدا
اُسکی مفارقت روح کی بدن سی شروع ہوتی ہے اور منتہا اُسکی ابد ہے کہ نہایت نہین رکہتی
اور بسبب اُسکے کہ مجاور خانہ کعبہ کا تہا اور اس شہر مین بستا تہا کچہہ تخفیف عذاب سے اُسکو
حاصل نہو گی بلکہ نسبت دوسرونکے عذاب اُسکو مضاعف ہو گا کسواسطے کہ قرب مین میرے
گہر کے الحاد اختیار کیا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ دوزخ پہرنے کی بُری جگہ ہے کسواسطے کہ دنیا مین
جو کوئی مکان بہ نسبت مکان دوسرے کے ایک طرح سے بُرا ہوتا ہے دوسری طرح سے

موضح القرآن

یعنی ترنجبین اور بٹیری
ایک جانور کا نام
من اور سلویٰ
روزی کی ہم نے تمہاری

اچھا ہی ہوتا ہے اور وہ مکان ہر طرح سے برا ہے ساتھ کسی وجہ کی خوبی نہین کہتا اب باقی ہے اس جگہ فائدہ چند کہ اطلاع اُن فائدون پر ضرور ہے اول وہ کہ بیچ بیان ان قصوں کی ترتیب زمانی مرعی نہین کسواسطے کہ سبب مان اول بناے کعبہ تہی بعد اُس سے یہہ دعا بعد اُس سے خانہ کعبہ کو مرجع خلائق بنانا ہے پس کیا سکتہ ہے کہ اس ترتیب کو معکوس فرمایا ہے جواب اسکا وہ کہ اولا بطریق اجمال واذ ابتلی ابراھیم مین اشارہ ساتہہ اس قصہ کے فرمایا ہے بعد اسکے تفصیل اُسکی شروع کی اول ذکر امامت حضرت ابراہیمؑ کا لائے کیونکہ دینا اس منصب کا جہت شرافتون سے تمام نعمتوں پر مقدم ہے بعد اُس سے مذکور مرجعیت خانہ کعبہ اور امین ہونا اُس شہر کا لائے کسواسطے کہ مقصود بناے کعبہ سے یہہ ہی تہا اور مقاصد کو وسائل پر تقدیم ہوا کرتی ہے بعد اسکے بیان فرمایا کہ امین ہونا اس شہر کا محض سبب دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہے اور وہ بالیقین مقبول ہوئے پس دعا دوسری کہ وقت بناے اس خانہ کے کی تہی مقبول ہوئے اور ضمن مین اُس دعا کے بعثت حضرت خاتم المرسلینؐ کے بہی تہی پس ساتہہ اس ترتیب کے شاہد مقصود کا ساتہہ احسن وجوہ کی جلوہ گر ہوا دوسرا فائدہ وہ کہ اس صورت مین بلدا آمنا واقع ہوا اور سورہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام مین ھذا البلد آمنا ان دونو عبارتوں مین تفاوت کسواسطے ہے وجہ اسکی وہ کہ دعا کہ اس سورہ مین ہے قبل اُس سے تہی کہ وہ مکان آباد ہو کر صورت شہر کی پیدا کرے پس گویا دسیا عرض کیا کہ بارخدایا اس صحرائی گیاہ کو اول شہر کر دے پہر شہر با امن اور وہ دعا کہ بیچ سورہ ابراہیم کے ہے بعد آبادی شہر سے تہی پس گویا ایسی دعا کی کہ بارخدایا اس شہر آباد کو حوادث سے مامون رکہہ تیسرا فائدہ وہ کہ اسد عا سے حضرت ابراہیمؑ کو معلوم ہوا کہ کاملین بعضے اوقات مین امور دنیا کو مثل امن اور روزی اور کہلانے میوہ کے مانند ان امور کے ہے خدا سے چاہتے ہین کہ یہ چیزین باعث ازدیاد فروغ دین اور رونق شریعت ہوتی ہین کیونکہ ظاہر ہے کہ امن اور دل کی فراغت زور سی بہت ہے اور جمعیت خاطر دیکے طاعت مین ہو اور بہی اُس شہر مین کہ خوف سے امین ہین اور روزی آدمیوں اُس جاکے واسطے بیشتر کہ محل اجتماع خلائق کا اور آمد و رفت مردم کی ہر طرف سے ہوتی ہے پس درحقیقت

یہہ طلب دنیا نہین بلکہ طلب دین ہے اور طلب دنیا واسطے دین کے منافی کمال کی نہین ہے
چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ نعم المال الصالح للرجل الصالح چوتہا فائدہ وہ کہ
سابق سے ضمائر متکلم مع الغیر کی جعلنا او عہدنا مین مستعمل ہوتی آئی اور اس جگہ
کس واسطے صیغہ متکلم واحد کا امتعہ و اضطرہ مین استعمال فرمایا جواب اسکا وہ کہ اس
اسلوب کے تغیر مین ایک دقیق نکتہ اور ایک باریک اشارہ ہے یا ایسا فرماتے ہیں
کہ یہہ دینی روزی کا فرون اور فاجرون کے ایسے عذاب دینی اسکے کے بعد مرنے سی
ہرچند بندگان صالح میرے فرشتون سے اور انبیاؤں سے ساتہہ میرے رفیق ہون
اور روادار اسکے نہون کہ مین تنہا ان دو کار کو کرون مین اور سر اسکا وہ ہے کہ مخلوق ہر چند
ساتہہ اعلاے کمال کے پہنچی ہو ملاحظہ جمیع وجوہ حکمت سے عاجز ہے اور حکم مین قوے
متجاذبہ کے مجبور اگر کسیکو بر سر تمرد اور عناد دیکہتا ہے چاہتا ہے کہ فی الفور ہلاک ہو اور فرصت
ایک دم لینے کی نپاوے اور جو کسی کو شدت الم اور عذاب مین گرفتار دیکہتا ہے رقت کرتا ہے
اور پہلے گناہ اسکے سے غافل ہوجاتا ہے اور ساتہہ شفاعت اور سفارش اسکی کو اٹہتا ہے
شان حکیم علے الاطلاق کے ہے اور بس کہ مراعات ہر وجہ کو وجوہون حکمت سے بیچ وقت
لینے کے فرماتا ہے وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ یعنے اور یاد کرو تم
اسوقت کو کہ بلند کرتا تہا ابراہیمؑ دیوارون کو اس خانہ کے ساتہ ہاتہہ اپنے کے
اور اس کام کو کسی گلکار اور معمار کے حوالہ نہیں کرتے تہے تو کہ اس اجر اور ثواب مین
دوسرا شریک اسکے نہو وَإِسْمَاعِيلُ یعنے اور اسمعیل بہی اسطرح مشغول تہے ساتہ بلند کرنے
دیوارون کے ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
بجاے گلکار کے مشغول ساتہہ بناے کعبہ معظمہ کے تہے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بجاے
مزدور کے گلابہ کرتے تہے اور پتہر ونکو اٹہا کر لاتے تہے اور یہہ دونو بزرگ اسوقت مین یہہ
کرتے تہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا یعنے اے پروردگار میرے ساتہ فضل اپنے کے قبول کر ہم سے
اس محنت اور اس خدمت کو إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ یعنے تحقیق تو سننے والا ہے دعا ہماری
کو الْعَلِيمُ یعنے جاننے والا نیت ہماری کو اور فرق قبول اور تقبل مین وہ ہے کہ جو

چیز لیاقت قبول کی رکھتی ہے وہان کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر اگر وہ چیز ناقص ہوتی ہے
اور قابل اُسکے نہین ہوتی کہ اُسکو کوئی قبول کرے یون کہتے ہین اس چیز کو تقبل کر پس بابر
اُسکے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اُس جا ہوتا ہے کہ وہ چیز لیاقت
قبول کے نرکھتی ہو پس اس لفظ مین کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عمل اپنی کی ہے
گویا قابل اُسکے نہین کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ عنایت اور فضل اپنے سے اسکو قبول کرے
تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بہی بہت منقول ہے دارقطنی بروایت
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو افطار روزے کا فرماتے تہے
کہتے تہے اللھم لک صمنا وعلے رزقك افطرنا فتقبل منا انك انت السمیع العلیم
باقی رہے اسجگہ چند فائدہ اول وہ کہ اس لفظ سے کہ یرفع ابراھیم القواعد من
البیت ہے اکثر مورخین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے موجود تہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی بنیاد پر دیوار دنکو بلند کیا چنانچہ
بیہقی نے شعب الایمان میں اور ارزقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت
آدم ع اوپر زمین کے پڑے اُنکو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہونچی اور یہی زمین مین کوئی
مکان اور سقف نہین دیکہتے تہے عرض کی کہ بارخدایا مین زمین مین تنہا واقع ہوا ہون
کوئی نہین کہ ہمراہ میرے تیری عبادت مین شریک ہو اور یہی زمین مین کوئی مکان سقف
نہین دیکہتا ہوں ہین حق تعالی نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہون
اور ساتہ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہوں اور گہر بنائین لیکن چاہیئے کہ اول گہر میرے
نام کا تو بنا اور اُسکو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹہیرا من بعد واسطے
اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گہر بنائیو تو حضرت آدم ع نے عرض کیا کہ بارخدایا اس
گہر کو کہاں بناؤں مین فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تہی ہمنے اور چا
برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جا سے پہن اور دراز
کیا ہے ہمنے حضرت آدم ع نے عرض کیا کہ مجکو نشان اُس جگہ کا دینا چاہیئے حضرت
کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدم ع کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتونکو حکم کیا کہ تہ زمین

موضح القرآن

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون

بنیاد اس خانہ کی پکرلا دین جو وہ بنیاد دروی زمین تک پہنچی بیت المعمور کو کہ آسمان مین
طواف گاہ ملائکہ کا تہا نازل فرمایا اور اوپر اُسی بنیاد کے رکہا اور حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ گرد
اُسکے طواف کرین اور طرف اُسکے نماز گذارین اور بناے خانہ کعبہ کے طوفان کو زمانہ تک
اوپر اسی طریق کے تہی اور وقت طوفان کے بیت المعمور اُٹہا لیا گیا اور محاذی خانہ کعبہ کے
ساتوین آسمان پر رکہا اور فرشتہ سات طواف اور زیارت اُسکی کی مشغول ہین چنانچہ حدیث
معراج مین ذکر اُسکا آیا اور طوفان کے بعد مقام کعبہ مین ایک بڑا ٹیلا سرخ رنگ بلند زمین
سے نمودار تہا اور وہ بنیاد حضرت آدمؑ کی زیر زمین بر قرار تہی لیکن آدمی واسطے طلب حاجات
اپنی کے اور دعاے مہمات اپنی کے اُسی مکان کا قصد کرتے تہے اور نذرین اور ہدایا لاتی
تہی یہانتک کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام واسطے بناے کعبہ کے مامور
ہوے اور اسی بنیاد پر دیوار ونکو اُٹہایا اور واسطے تعین اُس مکان کے حضرت جبرئیل ایک
ابر کو لائے ساتہ سایہ اُسکے کے تشخیص اُس موضع کے اور قصہ بناے حضرت ابراہیم علیہ السلام
موافق اُسکے کہ حدیث مین آیا ہے یہہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود سے
نجات پائی اور اپنے باپ اور قوم کے ایمان سی نا اُمید ہوئے وطن چھوڑکر حران کیطرف اپنے چچا
جنکا ہاران نام تہا چلے گئے اور اُسنے دختر اپنی کو کہ حضرت سارہ نام رکہتی تہی ساتہہ
اُنکے نکاح کر دیا اور اُنکو ساتہہ تسلی اور دلجوئی کے پاس اپنی نگاہ رکہا غرض اُسکی وہ تہی
کہ اُنکو ساتہ طمع مال ومتاع دنیا اور زن وفرزند کی دین اپنی سے پہیرین جب حضرت ابراہیم
نے توحید پر اصرار کیا اور حضرت سارہ بہی ساتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متفق ہوا اور بت پرستی
کے دین کا عیب کرنا پکڑا ہاران غصہ ہوا اور دونونکو اثاث اور متاع اور لباس اور زیب
اور زینت سے برہنہ کرکے نکال دیا اُنہون نے حضرت سارہ کو ہمراہ اپنے لیا اور حضرت سارہ
نے ساتہ اُنکے عہد باندہا کہ مین ہرگز نافرمانی تمہاری نکرونگی بہ شرطی کہ تم بہی نافرمانی میری
نہ کرو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسباب مین ساتہہ اُنکے عہد دیا اور باہر آئی سوا حضرت
لوط علیہ السلام سے کہ برادر زادہ ان دونوں کے ہوتے تہے کوئی دوسرا ہمراہ نہوا اول قصد
مصر کا کیا اتفاقاً اُسجا ایک بادشاہ جبار سرکش کا مسلط تہا اور اُسکی ایسی عادت تہی کہ ہر عورت

خوش رو کو مالک اُسکے سے چہین لیتا اگر شوہر اُسکا ہوتا تہا اُسکو قتل کرتا تہا اور جو بہائی یا دوسرے وارث اُسکے ہوتے تہے قتل نہین کرتا تہا جب حضرت ابراہیمؑ اُس شہر مین داخل ہوئے اور یہہ ماجرا سُنا ڈری اسواسطے کہ حضرت سارہ حسن و جمال مین اُس زمانہ کی عورتون سے ممتاز تہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ حسن کہ حضرت آدمؑ کو دیا تہا نصف اُس سے حضرت یوسفؑ کو دیا ہے اور ششم حصہ حضرت سارہؑ کو اور باقی بیچ جمیع آدمیون کے تقسیم ہوا القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساتہ حضرت سارہ علیہا السلام سے کہا یہانکے بادشاہ کی عادت یہ ہے جو پیادے واسطے لیجانے تمہارے کے آوین تم اظہار نکیجو کہ مین شوہر تمہارا ہون بلکہ کہو تم کہ مین برادر تمہارا ہون کسواسطے کہ مین باعتبار دین و اسلام کے برادر تمہارا ہوتا ہون اور حقتعالی تمکو ساتہ اُس ظالم سے محفوظ رکہے گا اور ناموس کو ضایع نکریگا ناگاہ اُس بادشاہ کے آدمیون نے حسن و جمال حضرت سارہ کا سُنکر روبرو اُسکے عرض کیا کہ اسی شہر مین ایک عورت وارد ہوئی ہے کہ حسن مین بے نظیر ہے اُس ظالم نے کہا کہ لاؤ تم اور جو شوہر رکہتی ہو اُسکو قتل کر دو تم پیادے روبرو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آئے اور دریافت کیا کہ یہ عورت جو تمہاری ساتہ ہے تم سے کیا علاقہ رکہتی ہے کہا کہ خواہر دینی میری ہے اُنہون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چہوڑا اور حضرت سارہ کو بزور لے گئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حال اُس طریق پر دیکہا واسطے نماز کے کہڑے ہوئے اور مشغول بدعا ہوئے اور جسوقت حضرت سارہؑ روبرو اُس ظالم کے پہونچین بمجرد دیکہنے کے فریفتہ حسن و جمال انکے کا ہوا اور چاہا کہ بے ادبی کرے حضرت سارہؑ نے کہا کہ مجکو مہلت دے کہ ہنوز راہ کا غبار مجہپر لگا ہوا ہے شست و شو کرون مین اور رسم عبادت اپنی کے بجا لاؤن مین بعد اُسکے جو کچہ چاہے تو کر اُس ظالم نے فرمایا کہ آفتابہ اور طشت لاوین اور اسی مکان مین شست و شو کراوین حضرت سارہؑ نے وضو کیا اور واسطے نماز کے کہڑی ہوئی اور نماز کو دراز کیا اور مشغول بدعا ہوئی اُس ظالم نے جو دیکہا کہ نماز سے فارغ نہین ہوتین چاہا تو عین نماز مین اوپر اُنکے دست درازی کرے اور مکان کو خلوت کیا جسوقت کہ ارادہ ہاتہہ پہنچانیکا طرف اُنکے کیا ہر دو نو ہات اُسکے بند ہوگئے اور بیہوش ہوکر گر پڑا اور نفس اُسکا بند ہوا اور اُسکے مُنہ سے کف جاری ہوگئے جو حضرت سارہؑ نے دیکہا

موضح القرآن

پہر کہا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کہ مار اپنے عصا کو پتہر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب پتہر پر مارا عصا کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے بہ نکلے اُس پتہر سے بارہ چشمے جو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تہے سو پہچان لئے ہر قبیلے نے اپنے پانی پینے کی جگہ پہر فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ کہاؤ من سلوی اور پیو یہ پانی جو روزی دی خدا تعالیٰ نے اور مت پہرو زمین مین خرابی کرتے ہوئے اور وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ

کہ اس ظالم کو یہہ حالت بہم پہونچی ڈرین کہ مبادا بسبب آواز نفس شکی کی چوکیدار اسکی خبردار
ہوکر آوین اور مجکو اسکے قتل کی تہمت کرین اور مار ڈالین جناب الٰہی مین دعا کی کہ بار خدایا اس
ظالم کو چھوڑ کہ عبرت گرفتہ ہے جب وہ ہوش مین آیا تو پہر وہی ارادہ کیا پہر ویسا ہی ہوگیا پہر
ارادہ کیا پہر اسی قسم سی ہوا بعد تیسرے بار کے کہا کہ اس عورت کو بہجاؤ کہ یہ آدمی نہین جنیہ
یا ساحرہ ہے اور شہر میری سے باہر کرو تم اور اسی قسم کی ایک عورت دوسری رکہتا ہون مین
کہ اسکو قبطیون سی طلب کیا تہا مینے اور اسپر بہی دستیاب نہوا مین اس عورت کو بہی اس عورت کے
حوالہ کرو تم حضرت سارہؑ حضرت ہاجرہؑ کو لے آئین اور حضرت ابراہیمؑ اسوقت مین مشغول نماز تہے حضرت
سارہؑ کو دیکہا سلام پہیر کر پوچہا کہ مہیم یعنے کیا حال ہے حضرت سارہؑ نے کہا کہ خیر ہے حقتعالی
نے دست اس ظالم کو کوتاہ کیا اور ایک خادمہ ساتہہ ہمارے دی کہ نام اسکا ہاجرہ ہے
حضرت ابراہیم خوش ہوئے اور اسجا سے بہی کوچ فرمایا زمین فلسطین مین کہ میان شام کی ہے اقامت
قبول کی اور آدمیون نے اسجاکے آنے انکے کو غنیمت جانا زمین بہت تیار کی کہ محصولات اس
زمین کے پاس انکے پہونچتے تہے اور حضرت ابراہیمؑ کو اس مین مین فراخی بہت حاصل ہوئی
غلام بہت خریدے اور کہیتی کرنیوالے بہت آباد کئے اور مواشی بہت نگاہ رکہے اور رسم ضیافت
اور لنگر خانہ بنائے اور حضرت لوط علیہ السلام کو برسم رسالت طرف شہر روم اور دوسرے شہرون اس
ضلع کے بہیجا اس درمیان مین حضرت سارہ علیہا السلام کو اشتیاق اولاد کا غلبہ ہوا حضرت
ابراہیم سے فرمایا کہ ہاجرہ کو مین تمکو ہبہ کرتی ہون شاید اسکے پیٹ سی کوئی فرزند پیدا ہو تو ساتہہ
اسکے مشغول ہووین ہم حضرت ابراہیم نے کہا کہ مزاج مین تمہارے غیرت اور رشک غالب ہے
مبادا اس خادمہ سی کوئی فرزند متولد ہو اور تمہارے گران آوے اور تم اسپر ظلم اور ستم کرو
حضرت سارہ نے اس مدعا پر اصرار کیا یہانتک کہ ہاجرہ کے پیٹ سے حضرت اسمعیل علی نبینا علیہ السلام
متولد ہوئے اور کنار مین حضرت سارہؑ کے پرورش ہوتی تہی اور حضرت ہاجرہ انکو شیر دیتی تہی
لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بخوف حضرت سارہؑ کی نظر نہین کرتے تہے اور اجنبی کی مانند
رہتی تہی ایکروز ساتہہ حکم جبلت بشری کے مکان تنہا مین حضرت اسمعیلؑ کو کنار مین حضرت
ہاجرہؑ کی دیکہہ کر محبت پدری نے غلبہ کیا اور کنار مین اپنے چند بوسہ انکے اوپر دئے ناگاہ

موضح القرآن

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

اور یاد کرو اے بنی اسرائیل اسوقت کو کہ جب کہا تمنے نہ رہا جائے گا ہمسے ایک ہی کہانے پر یعنی کہا تمنے اے موسی علیہ السلام ہم صبر نہین کرسکتے ایک طعام کے کہانے پر جو من سلوی ہے پس دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے جو اپنی قدرت سے نکالے ہمارے واسطے ان چیزون کو جو اگتی ہین زمین مین جیسے ترکاری اور کہیرا ککڑی اور لہسن پیاز

حضرت سارہ اس امر پر مطلع ہوئین اور رشک نے انپر غلبہ کیا اور کہا کہ اسی وقت اس لڑکیکو اور اسکے ماکو میری گہر سے نکالکر ایسے جنگل مین جہان پانی اور سایہ اور گہاس کا پتا نہو چہوڑ آؤ تم حضرت ابراہیم نے ہرچند سمجہایا کچہ پیش نہ گئی جناب الہی مین التجا کے حکم ہوا کہ موافق کہے سارہ کے کرو تم حضرت ابراہیم نے دونوکو سوار کیا اور روان ہوئے منزل بمنزل طی کئے ہوئے آتے تہے یہانتک کہ اُس میدان مین کہ خانہ کعبہ بیچ اُسکے واقع ہے پہونچی حکم الہی پہونچا کہ ان دونوکو اسی مکان مین چہوڑ جاؤ تم حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل اور ماں انکی کو نزدیک خانہ کعبہ کے ایک درخت کے تنہ کے نیچے جو مقام زمزم پر تہا چہوڑا اور اُسوقت بیچ زمین مکہ کے کوئی متنفس نتہا اور نہ پانی موجود تہا حضرت ابراہیم ایک دہوڑی کہجور کی بہر کر اور چند روٹی کے ٹکڑے اور ایک مشک پانی کی بہری ہوئی نزدیک ما در حضرت اسمعیل کے چہوڑ گئے اور فرمایا کہ اس لڑکے کو شیر دے اور اسی مقام مین رہ بعد اُسکے حضرت ابراہیم پہری ما در حضرت اسمعیل اُنکے پیچہے جاتی تہی اور کہتے تہے کہ مجکو کہان چہوڑے جاتے ہو تم اس صحرا مین نہ پانی ہے نہ گہاس نہ انیس نہ مکان ہے پدر حضرت ابراہیم پشت دیئے ہوئے جاتے تہے اور طرف سخن اُسکے کے ملتفت نہین ہوتے تہے آخر ما در حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا کہ آیا تمکو ساتہہ اسکام کے کہ کیا تمنے خدا نے تعالی نے فرمایا ہے حضرت ابراہیم نے اسقدر فرمایا کہ ہان ما در حضرت اسمعیل نے کہا کہ بس مجکو پروا کسی چیز کی نہین خدا تعالی مجکو ضایع نہ کریگا فراغ خاطر کے ساتہہ پہر کر نزدیک پسر اپنے کے آئے اور دودہ دینا شروع کیا حضرت ابراہیم جو پشتہ کوہ سے گذر گئے اور جانا کہ اب مجکو حضرت ہاجر نہین دیکہتے متوجہ سمت کعبہ کے ہوئے ہاتہہ اپنے بلند کئے اور یہ چند دعائین جناب الہی مین عرض کین ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم یشکرون تک اور حضرت ہاجرہ اسوقت تک کہ پانی مشک مین موجود اور کہجورین اور روٹی باقی تہی پیتے تہے اور کہاتے تہے اور لڑکے اپنے کو دودہ دیتی تہی اور پانی پلاتی تہی جب پانی تمام ہوا تشنگی اُنپر غالب آئی اور لڑکے پر بہی یہانتک کہ آپ کو زمین پر پٹکتی تہی اور پیچ و تاب کہاتے تہے یہ حالت انپر دشوار آئی اور طرف کوہ صفا کے کہ نزدیک تر سا تہ اُس مقام سے تہا متوجہ ہوئین اور اُس کوہ پر چڑہین تو دیکہین کہ جو کسی جگہ آدمی یا کوئی جانور نظر انکے آوے سراغ پانی کا اُس سے ڈہونڈین لیکن اگر

موضح القرآن

اور مسور ہوئے ہیں ... [illegible]

پہاڑ پر اس قدر اوپر گئین کہ بچہ نظر سے غائب ہوا ہر چند دائین بائین دیکھا اور نظر ڈالی کچھہ نظر نہین آیا
مایوس ہو اوس پہاڑ سے اوتر آئین اور طرف مروہ کے متوجہ ہوئین مگر درمیان میدان کے
ان کو یہہ خطرہ گذرا کہ مبادا اس وقت مین کہ مین فرزند سے غائب ہون درندہ آدمی او میرے لڑکے کو
لیجاوے بسبب اس خیال کے نشیب اوس میدان مین کہ اوسکو بطن وادی کہتے ہین دوڑنا شروع کیا اور دامن
اپنا اوٹھا کر بہت سخت دوڑین یہانتک کہ نشیب میدان سے زمین ہموار پر آئین دوڑنا موقوف کیا کسواسطے
کہ مکان پست بچے کا اوس زمین سے چندان مستور نتھا اور جب متصل مروہ کے پہونچین اوسی قدر اوس پہاڑ
کے اوپر بھی اگر دائین بائین نظر ڈالی کسی چیز کو نہ دیکھا پہر طرف صفا کے متوجہ ہوئین اور بیچ نشیب
میدان کے دوڑین اور زمین ہموار مین آہستہ جا کر اوپر گئین اسی قسم سے سات بار انکو صفا سے مروہ
اور مروہ سے صفا کی طرف اتفاق آمد و شد کا پڑا حضرت ابن عباس رض درمیان روایت اس
قصہ کے آنحضرت علیہ السلام سے نقل کرتے تھے کہ سعی درمیان صفا اور مروہ کے اسی واسطے
مقرر ہے تا آدمی حالت بیکسی اور بیچارگی انکے کو اور فریاد رسی حضرت حق عز و علا کو یاد کرین اور
آپ کو بصورت بیچارگی اور بیکسی حضور مین اوس تعالیٰ کے عرض دین تو مورد رحمت اوس تعالیٰ کے
ہون القصہ جو آخر بار مروہ پر پہونچی ایک آواز انکی کان مین پہونچی اپنے کو خطاب کر کے کہا کہ صہ
یعنی اندیشہ سے باز رہ اور طرف آواز کے کان لگا بعد اوس کے پھر وہی آواز سنی کہا کہ آواز کا
سنانے والا کاش نزدیک تیرے چارہ کار ہمارے کا ہو اسکو کہا اور دوڑتی ہوئین اپنے بچے کے
پاس آئین دیکھا کہ فرشتہ نزدیک موضع زمزم کے پر اپنے کو یا ایڑی اپنی کو مارتا ہے اور پانی
زمین سے جاری ہے اونہون نے اوس جاری پانی کو چاہا کہ ایک حوض مین جمع کرین خاک سے
تودہ تودہ لاتی تھین اور گرداگرد پانی کے مانند حوض کے بناتی تہین اور مشک اپنی کو اوس پانی سے
پر کرتی تھین اور ڈرتی تہین کہ مبادا یہہ پانی تمام ہوا اور ہم پیاسے رہین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بعد اس قصہ کے فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ بخشے مادر اسمعیل کو اگر جلدی نہ کرتی اور اوس پانی کو
بطور اپنے مخلی بالطبع چھوڑ دیتے زمزم چشمہ جاری ہو جاتا القصہ اوس پانی کو آپ بھی پیتی تھی اور اپنے
بچہ کو بھی پلاتی تھی اور اوس فرشتہ نے ان کو تسلی اور تشفی دیکر کہا کہ تم نہ ڈرو کہ حق تعالیٰ
تمکو اس مکان مین ضائع نہ کرے گا کس واسطے کہ اس مکان مین خانہ خدا ہے کہ اوسکو یہہ بچہ

موضح القرآن

وہ جو تم مانگتے ہو
حرز ... سے بہتر ہین
وضربت عليهم
الذلة والمسكنة
اور ڈالی گئی ان پر
خواری اور محتاجی اور
وباءو بغضب من الله
کما لائے غصہ خدا کا
یعنی
لائق ہوئے
غصے کے
ذلك بانهم
كانوا يكفرون
بآيات الله
ويقتلون النبيين
بغير الحق ذلك
بما عصوا وكانوا
يعتدون

جوان ہوکر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کریگا حق تعالی اس مکان کے رہنے والون کو کسی وقت ضایع نکریگا
اور اوس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور ممتاز مانند ٹیلے کے نمودار تھا اور سیل آتی تھی اور دائین بائین
اوسکے سے گذر جاتی تھی مادر حضرت اسمعیل اور حضرت اسمعیلؑ کو اوسجا تنہا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت
قوم جرہم کی نواح یمن سے کسی طرح آوارہ دشت غربت کی ہوکر اوس نواح مین پہونچی اور
جانب مین گذر سے عبور کرکے پائین مکہ مین فرد کش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذی
کعبہ کے اوڑتے ہین باہم گفتگو کی کہ مرغ اوس جا پیتے ہین کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ
سفرون مین اس مکان سے گذرتے ہین ہمنے کسی وقت اس جگہ مین نشان پانیکا نہ دیکھا ہے ہمنے ایک قاصد
واسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان مین ایک پانی نے غیب سے جوش کیا
اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہین جماعت مذکور نے اس قصہ کو سنکر
بہی سکونت اس مکان کے رغبت کی اور نزدیک مادر حضرت اسمعیلؑ کے آئی اور اون سے اجازت
سکونت کی اس مکان مین چاہی حضرت اسمعیلؑ کی والدہ بہی اونکی ہمنشینی مین راغب ہوئین
اور چاہا کہ اس تنہائی مین کوئی انیس بہم پہونچے اون کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط سے
کہ کوئی حق پانی مین نہ رکھتا ہو اونہون نے اس شرط کو قبول کرکے سکونت اوس مکان کی اختیار
کی اور اہالی اور موالی اپنے کو بہی طلب کرکے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسمعیلؑ نے ان سے
زبان عربی سیکہی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہانتک کہ جماعت جرہم کے
سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے انکے ساتھ کیا اس عرصہ مین مادر حضرت اسمعیلؑ
نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسمعیلؑ چودہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان
حضرت سارہؑ کی شکم سے بہی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین اور حضرت سارہؑ
پرورش مین اوس فرزند کے مشغول ہوئین اور فی الجملہ رشک انکا کم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے انسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آوین اونہون نے اجازت دی لیکن ساتھ
اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اوتریں اور گھر اسمعیلؑ مین شب باش نہ ہون اور توقف زائد نکرین
حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسی شرط کی روانہ ہوئے جو اس مقام مین پہونچے تفحص کیا معلوم
ہوا کہ وہ لڑکا جوان ہوکر خانہ دار ہوا ہے اور مادر اسکی نے وفات کی خانہ اسمعیلؑ کا تلاش کیا دروازہ

موضح القرآن

اور خواری اور محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا یہ اس سبب سے کہ نہ مانتے تھے حکم خدا تعالی کا یعنی توریت کی آیتون کو نہ مانتے تھے اور مار ڈالتے تھے پیغمبرون کو ناحق یہ اس سبب سے کہ نافرمانی کرتے تھے خدا تعالی کی اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے تھے
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

انکی آئے اتفاقاً حضرت اسمعیلؑ اوسوقت شکار کے لئے جنگل کیطرف گئے ہوئے تھے اور معیشت انکی یہی تھی کہ ساتھہ تیر وکمان کے حلال جانورون کا شکار کرکے لاتے تھے اور آب زمزم مین پکاکر کھاتے تھے اور حق تعالی انکو اوسیقدر کی قناعت دیتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اسمعیلؑ کو نہ دیکھا انکی بی بی کو دروازہ پر بلاکر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہان گیا ہے اور کب آئیگا اوسنے کہا کہ وہ معاش کی تلاش مین جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو مین شام تک یہان توقف کرونگا مین حضرت اسمعیل علیہ السلام البتہ مجھکو نہ چھوڑینگے اور انکے گھر شب باش ہونگا مین پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آویگا اور مدعا احوال پرسی سے یہی بہتر ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کرکے مراجعت کرون اوپر دروازہ کے گھوڑے پر سوار کھڑے ہوکر انکی عورت سے پرسش احوال کی شروع کی یہانتک کہ گذران اور معیشت انکے سے دریافت کیا اوس عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہے اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھہ گذران کرتے ہین ہم اور شکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے اسکو سنکر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سردل کی لکڑی کو تبدیل کرے کہ یہ سردل لائق اوسکی نہین یہ فرمایا اور مراجعت کی شام کے وقت کہ حضرت اسمعیلؑ آئے کچھہ نور اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوتی تھی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہان آیا تھا کہا کہ البتہ ایک پیر مرد سوار کہ شکل اوسکی ایسی تھی اور رنگ اوسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑا ہوکر مجھکو بلایا اور احوال سے تمہاری پرسان ہوا انہون نے اپنے دل مین جانا کہ یہہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کسواسطے کہ انہون نے اپنی مان سے اونکی شمائل اور حلیہ سنا تھا القصہ حضرت اسماعیلؑ کی بی بی نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مجھسے حال وجہ معیشت ہماری کا دریافت کیا تھا مینے کہا کہ ہم کمال تنگی اور فقر وفاقہ مین گرفتار ہین حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہ پھر وہ پیر کیا فرماگئے عورت نے کہا کہ یہہ ہی فرماگئے ہین کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سردل کو تبدیل کرے حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا مجھکو فرماگیا کہ تجھکو جدا اپنے سے کرون مین جا اپنے باپ کے گھر رہو ساتھ میرے سروکار مت رکھہ جو حضرت اسمعیلؑ نے اوس عورت کو جدا کیا دوسرے لوگون نے فرقہ جرہم سے اپنی دختر کا ساتھہ انکی نکاح کردیا اور گھر مین ان کے وہ دختر

کتخدائی کرتے تھے یہانتک کہ بعد ایک مدّت دراز کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے پھر اجازت دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کی چاہی اور کہا کہ مینے پہلی بار اسمعیلؑ کو نہین دیکھا خاطر میری نے تسلی نہین پائی حضرت سارہؓ نے ساتھہ اوسی شرط کے اجازت دی حضرت ابراہیمؑ پھر واسطے دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کے روانہ ہوئے جو انکی گھر پہونچے پھر ان کو نہ پایا دریافت کیا کہ اسمعیل کہان ہے انکی نئی عورت نے دروازہ پر آن کر کہا کہ مرحبا ای حضرت آؤ تم اور فروکش ہو تم اور فرماؤ تم کہ مین سر مبارک کو دھوؤن کہ غبار راہ سے بہت گرد آلودہ ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجکو حکم اوترنے کا نہین ہے وہ عورت ایک بڑا پتھر لائے او متصل رکاب انکے کی رکھا اور اوس پتھر پر کھڑی ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پانو اپنا اوس پتھر پر رکھکر سر اپنا خم کیا اوس عورت نے سر انکی کو خوب دہو کر پاک کیا او شانہ کیا حضرت ابراہیمؑ اس درمیان مین اوس عورت سے احوال پرسی حضرت اسمعیلؑ کی فرماتے تھے اور وہ شکر گزاری اخلاق اور اوضاع اونکی کی کرتے تھے یہانتک کے حرف معیشت اور گذران کا درمیان آیا اوس زن نے بہت شکر حق تعالی کا کیا اور کہا کہ الحمد للہ ہم کمال رفاہیت اور فراخی معیشت مین گذران کرتے ہین ہمکو حق تعالی نے محتاج کسی مخلوق کا نہین کیا ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام شکار صحرا سے گوشت لاتے ہین اور آب زمزم نزدیک ہمارے موجود ہے اوس گوشت اور اس پانی سے معیشت ہماری بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق مین اوسکے دعاے خیر فرمائے کہ حق تعالی تمہارے گوشت اور پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین ہے کہ خاصیت اونکی دعا کی یہہ ہوئی کہ جو شخص مکہ معظمہ مین گوشت اور پانی پر اکتفا کرے اوسکو حاجت طرف حبوب اور غلون کے نہی اور قوت اوسکی برقرار رہتی ہے اور شہرون مین یہہ خاصیت نہین ہے القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر بسبب خوف شب باشی کی توقف زائد نفرما کر قصد مراجعت کا کیا اور عورت کو کہا کہ جو شوہر تیرا آدمی اوسکو میری طرف سے سلام پہونچا اور کہو کہ یہہ سر دل دروازہ تیری کی بہت خوب واقع ہوئی اسکو غنیمت جان اور بخوبی نگاہ رکھہ حضرت اسمعیلؑ کہ وقت شام کی آتی تھی پھر انکو انوار او برکتین معلوم ہوئین اپنی عورت سے دریافت کیا کہ آج کوئی مہمان آیا تھا ان کی عورت نے کہا کہ البتہ ایک پیر مرد ایسا اور ایسا آیا تھا مین نے

موضح القرآن

انہون نے اچھا سمجھکر اختیار کرلیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے ہین اور نشون کو ہی پوجتے ہین اور زنّار پہنتے ہین اور کعبہ کی طرف نماز نہین پڑھتے ہین ان کو صابئین کہتے ہین یہ نام اپنا کھ لیتے ہیں کہ ہم پیغمبرزادے ہین سب لوگون سے بہتر ہین سو خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے سو اوہی بہتر ہے کسی کی ذات پر موقوف نہین وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ

اوسکا سر دہویا اور تواضع اوسکی کی لیکن وہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے نہ اوترے اور کہا کہ مجھکو حکم اوترنے کا
نہین اور احوال ہمارے اور معیشت ہماری بہت دریافت کیا اور واسطے ہمارے دعاے خیر کرکے
تشریف لیگئے حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا اور کیا فرما گئے عورت نے کہا کہ یہہ فرمایا کہ شوہر اپنے
کو سلام میرا پہونچا کر کہیو کہ سردل دروازہ اپنے کو غنیمت جانکر بخوبی نگاہ رکھہ حضرت اسمعیل ع نے کہا
کہ وہ پیرمرد میرے باپ حضرت ابراہیم ع تھے اور تیرے حق مین سفارش کر گئے میرے گھر کے دروازہ
کی سردل تو ہی ہے لائق ہے کہ تجھکو ساتھہ نیک سلوک کی نگاہ رکھون مین جو اس ماجرے پر ایک مدت
گذری پھر حضرت ابراہیم ع کو اشتیاق دیکھنے حضرت اسمعیل ع کا غالب ہوا حضرت سارہ ع کو کہا کہ
مین دوبارہ واسطے دیکھنے اسمعیل ع کے گیا اور اون کو نہ دیکھا اگر اجازت دو تم اوسکو دیکھون مین
اور چند روز اوسکے پاس ہون مین کہ [illegible] خاطر میری ہو حضرت سارہ
نے بخوشی اجازت دی اور حضرت ابراہیم ع روانہ ہوکر پہونچے اور دیکھا کہ حضرت اسمعیل ع نیچے ایک درخت
کے کہ متصل زمزم کے تھا بیٹھے ہوئے تیرون کو درست کرتے تھے بمجرد دیکھنے کے حضرت اسمعیل
نے حضرت ابراہیم ع کو پہچانا بے اختیار اوٹھے اور باہم معانقہ فرمایا اور جو کچھہ لائق اور سعادت مندی
فرزند کو اپنے عالیقدر اور بزرگوار باپ کے ساتھہ کرنا چاہیئے کیا معمر بن راشد یمنی اس قصے کے ذکر مین
کہتے تھے سمعت رجلا یذکر انہما بکیا حین التقیا حتی اجابہما الطیر یعنی ان دونون نے جو باہم
ملاقات کی اسقدر روئے اور آواز انکی بلند ہوئی کہ پرند جانورون نے بیچ ہوا کے گریہ اور فغان
شروع کیا اور بعد ملاقات کے حضرت ابراہیم ع نے ساتھہ اسمعیل ع کے فرمایا کہ مجھکو حقتعالی نے فرمایا ہے کہ
اس مکان مین ایک گھر خدا کے واسطے بناؤن اور یہہ کام اپنے ہاتھہ سے کرون گا مین تو جو مدد
میری کرے تو بہتر ہو کہ کار کرنا تیرا گویا کار کرنا میرا ہے حضرت اسمعیل ع نے کہا کہ کہان
حضرت ابراہیم ع نے فرمایا کہ اس تودہ بزرگ بلند پر حضرت اسماعیل ع نے کہا کہ حکم تمہارا
اور حکم خدا کا دونو اوپر سر اور آنکھہ میرے کے البتہ اعانت تمہاری بیچ اس کام کے
کرون گا مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی بنا شروع
فرمائی اور بیچ پچیس ماہ مذکور کو وہ بنا تمام ہوئی اس درمیان مین حضرت اسماعیل علیہ السلام
پتھر انکو پہاڑون سے اوٹھا کر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنا فرماتے تھے حاکم نے

بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی
کہ ایک شخص نے انسے دریافت کیا کہ خبر دو تم مجکو خانہ کعبہ سے کہ یہ اوّل خانہ ہی کہ زمین مین بنا ہوا فرمایا
ایسا نہین پہلی بنا ہی اس خانہ سے گھر بہت آدمیون کے تہی اور آدمی واسطے سکونت اپنی کے
بناتے تھی لیکن یہ خانہ اوّل اوس خانہ کا ہی کہ واسطے عبادت خدا کے زمین مین مقرر کیا گیا اور برکت
اور نور اوسپر القا ہوا پہر قصہ بنا ے کعبہ کو شروع فرمایا ارشاد کیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضور
خداوندی سے حکم ہوا کہ اس خانہ کو بنا کرو تم تو اوسکا معین مکان نہ جانتے تہے اور متردد تہے کہ مبادا
مجہسے اس بنا مین زیادتی یا کمی واقع ہو حق تعالی نے سکینہ کو بصورت باد پیچیدہ اور کرہ خورد کے بہیجا
اور اوس قطعہ ہوا کی دو سر تہے اور اس ہوا نے مانند ابر کے زمین خانہ کعبہ پر سایہ ڈالا اور مثل سپر کی
ہوا مین معلق کہڑا ہوا بعد اوسکے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ بقدر سایہ سکینہ کی زمین کعبہ کو مقرر کرین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موافق اوسکے بنا فرمایا اور بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مدت
دراز تک وہ بنا قائم تہی یہانتک کہ بسبب سیلون کے منہدم ہوئی اور عمالقہ نے اوسکو اوپر طریقہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنا کیا پہر منہدم ہوا فرقہ جرہم نے بنا کیا پہر منہدم ہوا قریش نے بنا کیا
اور جس وقت کہ قریش بنا کرتے تھے جو نوبت رکہنے حجر اسود کے پہونچی باہم مناقشہ اور
منازعت شروع کی قریش کے فرقون مین سے ہر ایک فرقہ چاہتا تہا کہ اس پتہر کو ہم اپنے ہاتہ سے
رکہین لہذا اس جہگڑے کے قطع و فصل کے واسطے یون مقرر ہوا کہ جو شخص اوّل مسجد مین آوے
اوسکو حکم کرین کہ موافق حکم اوسکے کی عمل مین لاوین ناگاہ سب سے پہلی جو شخص آیا آنحضرت تہی کہ راہ دروازہ
بنی شیبہ سے آئے اور موافق قرارداد اپنے کے انکو حکم کیا انہون نے فرمایا کہ ایک چادر لاؤ تم اوس چادر کو بچہایا
اور حجر اسود کو اپنے ہاتہ سے اوس چادر مین چہوڑا بعد اوسکے ہر فرقہ کے سردارون کو قریش کے
فرقون مین سے فرمایا کہ ایک ایک گوشہ چادر کا پکڑ کر اوٹہاوین جو وہ چادر محاذی موضع حجر ہو
کے پہونچی آنحضرت نے اوس حجر کو اپنے ہاتہ سے اوٹہا کر بیچ اوس موضع کے رکہا اور ساتھ
اور پتہر کے وصل کیا اور ازرقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ بنی ابراہیمؑ البیت
وجعل طوله فی السماء تسع اذرع وعرضه فی الارض اثنین وثلاثین ذراعًا
من الرکن الاسود الی الرکن الشامی الذی عند الحجر من وجهه وجعل

عرض ما بین الرکن الشامی الی الرکن الغربی الذی فیہ الحجر اثنین و عشرین ذراعا وجعل
طول ظہرہا من الرکن الغربی الی الرکن الیمانی ثلثین ذراعا وجعل عرض ما بین الرکن
الیمانی الی الرکن الاسود عشرین ذراعا قال فلذلک سمیت الکعبۃ لانہا علی خلقۃ الکعب
قال و کذلک بنیان اساس آدمؑ وجعل بابہا بالارض غیر مبوب حتی کان تبع بن
سعد الحمیری وہو الذی جعل لہا بابا وجعل لہا علقا فارسیا وکساہا کسوۃ تامۃ
ونحر عندہا وجعل ابراہیمؑ الحجر الی جنب البیت عریشا من اراک تقتحمہ العنز فکان
زربا لغنم اسمٰعیلؑ وحفر ابراہیمؑ جبا فی بطن البیت علی یمین من دخل یکون
خزانۃ للبیت یلقی فیہ ما یہدی للکعبۃ وکان استودع الرکن ابا قبیس حین
غرق اللہ الارض زمن نوحؑ و قال اذا رایت خلیلی یبنی بیتی فاخرجہ فجاء بہ
جبرئیلؑ فوضعہ مکانہ و بناعلیہ ابراہیمؑ وحینئذ یتلالأ نورا من بیاضہ
وکان نورہ یضئ الی منتہی انصاب الحرم من کل ناحیۃ صحیح بخاری اور دو
صحاح معتبرہ مین مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز حضرت عائشہ رضؓ کو متصل خانہ کعبہ کے لے گئے
اور فرمایا کہ دیکھہ تیری قوم نے کہ قریش تہے کعبہ کے بنانیکے وقت اوسکو قاعدون ابراہیمؑ سے
اختصار کیا اونہون نے عرض کی یا رسول اللہ تم اوسکو تمام کرو فرمایا کہ ابہی تیری قوم تازہ اسلام
مین آئی ہے جو مین کعبہ کو ہدم کرون اور اوپر قاعدون ابراہیمؑ کے تمام کرون مین طعن کرین گے
اور کہین گے کہ اس شخص نے اپنی طرف سے اور زمین کو کعبہ مین زیادہ کیا جو یہہ خوف نہوتا البتہ
اوسکو اوپر قاعدون ابراہیمؑ کے تمام کرتا مین اور دروازہ اوسکا زمین پر چسپان کرتا اور اس خانہ
کو دو درہ کرتا مین ایک دروازہ مشرق کیطرف اور ایک دروازہ مغرب کیطرف چہوڑتا مین یہان
جاننا چاہیئے کہ خانہ کعبہ کے چار گوشہ ہین دو گوشہ کو یمانی کہتے ہین کہ ایک اون مین گوشہ
حجر اسود ہے کہ جانب شرق کے واقع ہے اور ایک اون مین سے ملقب بگوشۂ یمانی ہی کہ جانب غرب کے
واقع ہے اور دو رکن کو رکن شامی کہتے ہین ایک اون سے کہ جانب شرق کے ہی ملقب برکن عراقی ہے
اور دوم کہ بجانب غرب ہے معروف ساتہ رکن غربی کے ہی پس قریشون نے بیچ وقت بناے کعبہ کے
ہر دو رکن شامی کو قاعدون حضرت ابراہیمؑ سے ہٹا کر قدرے زمین کعبہ کے باہر چہوڑ دیا اور اوس

زمین کو وہ خل حجر کیا اور ایک دیوار گوشۂ حجر اسود سے رکن عراقی تک ہے یہی آثار اوس کے کو قدر آدم
حضرت ابراہیم سے کوتاہ کیا اس جہت سے اس جانب مین کچھ فرجی بنیا حضرت ابراہیم مانند چبوترہ دو گز
زمین سے بلند رہی اور اوسکو شاذروان کعبہ کہتے ہین اور جو عبداللہ بن زبیر نے اپنی ولایت مین
خانہ کعبہ کو منہدم کرکے بنا کیا موافق اوسکے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے مین قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ
نے اوس کا اظہار کیا تھا عمل مین لائے لیکن حجاج نے بعد غلبہ اپنے کے پھر اوسی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تواریخ مین مذکور ہے کہ ہارون رشید نے اپنے سلطنت مین حضرت امام مالک رح سے استفسار کیا تھا
کہ اگر آپ فرماوین تو مین خانہ کعبہ کو پھر بطور ابن زبیر کے کہ موافق خواہش والے آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادون اونہون نے فرمایا کہ ہر چند یہ حدیث صحیح ہے اور موافق اوس کے عمل مین لانا اتباع
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہین کہ بار بار کعبہ کو منہدم کرین اور اوسکے بنا مین تغیر و تبدل
کرین کسواسطے کہ اس صورت مین بنا کعبہ کے بازیچہ بادشاہون کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنانے
اوسکے کو رسوم بادشاہت سے جانکر اوسپر پیشقدمی کریگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جاگہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے فائدہ دوم وہ کہ تفسیر مین قواعد کے آدمیونکو سخت حیرانی پیش آئی ہے اکثر
مفسرین نے قاعدہ کو ساتھ اساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت مین رفع قواعد معقول نہین ہے
کسواسطے کہ بنا کنندہ اساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہین کرتا ہے بلکہ دیوارون کو اوسپر چنتا ہے
مگر وہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیم ع نے تہ زمین سے
بنیاد اس خانہ کو اوٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
مجازی معنے یہہ ہین کہ اوسپر دیوارین بنائی جاوین اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطرین سنگ اور خشت کی ہین کہ ہر سطر تحتانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے ہے
اور اسی واسطے لغت عرب مین اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہین اور لغت ہندی مین اوسکو
ردہ بولتے ہین ہر چند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہین لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی واقع ہے اور اصح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیوارین ہین کسواسطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب مین بکثیر معنے ستون کے مستعمل ہے اور دیوارین بمنزلہ ستون سقف

موضح القرآن

ہوتی ہیں علی الخصوص جو درمیان اُن دیوارون کی کوئی دروازہ کہولین اسی صورت این
کمال مشابہت ساتہ ستونون کی پیدا کرتی ہے **فائدہ سیوم** وہ کہ ظاہر عبارت
ایسی تہی کہ فرماتے واذ یرفع ابراھیم قواعد البیت اس عبارت
مین کہ القواعد من البیت ہے کیا لطف بلاغت کا ہے **جواب** اُسکا یہ
ہے کہ اگر لفظ مِن کا واسطے بیان کی ہے پس مدلول اس عبارت کا تبیین
بعد ابہام ہوا کسواسطے کہ حاصل معنی اس کلام کے وہ ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام بلند
کرتے تہے دیوارون کو اور وہ دیوارین خانہ کعبہ کی تہین پس اس سے تعظیم
اشتان خانہ کعبہ کی مستفاد ہوئی کہ عبارت قواعد البیت سے مستفاد نہین ہوتی
تہی اور جو لفظ من واسطے تبعیض کی ہے پس لانا اس عبارت کا اس بات کی آگاہی
کے واسطے ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تمام خانہ کو بنیاد اُسکی سے نہین بنایا بلکہ
اجزا اور ابعاض اُسکے سے فقط دیوارون کو بلند کیا اور بنیاد اُسکی سابق سے
موجود تہی اور ساتہ اسی اعتبار کے پہلے اس سے بنا اُس بیت کی بہی معین ہی
تہی چنانچہ موافق روایات کی گذرا اور عبارت سے قواعد البیت کی یہہ فائدہ
ظاہر نہین ہوتا ہے **فائدہ چہارم** وہ کہ ذکر حضرت اسمعیل علیہ السلام
کا بعد اتمام کلام کے کسواسطے لائے اور درمیان کلام کے کسواسطے درج
نہین فرمایا تو عبارت ایسی ہوتی کہ واذ یرفع ابراھیم واسمعیل القواعد
من البیت **جواب** اُسکا وہ کہ شرکت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بنا سے اس خانہ
مین برابری کی نہ تہی بلکہ شرکت تابع کے ساتہ متبوع کی اور خادم کی ساتہہ مخدوم
کے تہی دو وجہ سے اول وہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بالاصالت مامور ہوئی
تہی واسطے بنا سے خانہ کعبہ کے بخلاف حضرت اسمعیل علیہ السلام کی
حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مامور فرمایا تہا
اور خود آمر نہی دوم وہ کہ مباشرت رقم کے حضرت ابراہیم سے واقع ہوئی نہ
حضرت اسمعیل سے کسواسطے کہ حضرت اسمعیل ع بمنزلہ مزدورون کے پتہر ڈہو ڈہو کر

لاتے تھے اور بنا کو عرف میں ساتھ آمر کے نسبت کیا کرتے ہین یا ساتھ مباشر بنا کی مثلاً کہتے ہیں کہ اس قلعہ کو فلانی بادشاہ نے بنا کیا ہے یا اُس دیوار کو فلانے معمار اور گلکار نے بنایا ہے اور نسبت بنا کی طرف مزدور کی رائج نہین واسطے اظہار اس تفاوت کے حضرت اسمعیلؑ کو درمیان کلام کے ہمراہ ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درج نہ فرمایا تو شرکت مساوات کی سمجھی نہ جاوے البتہ دعا میں دونو شرکت مساوات کی رکھتی تہی کس واسطے کہ دونو برابر آرزومند قبول سعی اور محنت اپنی کی تہی اور واسطے اولاد اپنی کے خواہاں عنایات ربانی کی تہی اور اسیواسطے حکایت دعا مین صیغہ متکلم مع الغیر کا اظہار تفاوت تابعیت اور متبوعیت کی ارشاد فرمایا ہے

**فائدہ پنجم** وہ کہ دعا قبول عمل سے کہ ان دونو بزرگون سے واقع ہوئیں معلوم ہوتا ہے کہ مرتب ثواب اور تعلق رضا اُس فعل پر کہ مقرون ساتھ اخلاص اور دوسری شرطوں قبول کی ہو واجب اور لازم نہین والا طلب قبول میں باوصف جاننے اخلاص نیت اپنی کے کچھ حاصل نہ تہا اور یہ ہے مذہب اہل سنت اور جماعت کا اور معتزلہ کہ قبول کو اس صورت مین ذمہ باری تعالے کے واجب جانتی ہیں تو جواب اس دعا اور طلب کے ساتھ اس وضع کی کرتے ہیں کہ غرض ان ہر دو بزرگونکی طلب کرنے قبول اس عمل سے وہ ہے کہ اُسکو جملہ افعال مقرونہ باخلاص اور مستجمع شرائط قبول کی کرے بلکہ طلب کرنا قبول کا کنایت طلب تصحیح عمل کی سے ہے ساتھ اُس وجہ کے کہ مثمر قبول اور منتج ثواب کا ہو لیکن عاقل پر پوشیدہ نہین کہ اصل پر معتزلہ کے کہ افعال عباد کو مخلوق عباد اور وابستہ اختیار اُنکی کا جانتے ہیں تصحیح عمل اور اُسکو شایان قبول کی کرنا کار انکا انکے ہات میں تہا اُس کو جناب الہی سے درخواست کرنا کچھ حاصل نہین رکھتا اور پر ہر تقدیر کے ان دونو بزرگون نے جو ساتھ فراست صادقہ نبوت کے جانا کہ جسوقت ہم کو حقتعالے نے واسطے بنانے خانہ اپنے کے حکم فرمایا ہے البتہ اس تقریب کے رنگ دوسرا عالم مین ظہور کریگا اور وضع تازہ واسطے عبادت کے کہ شبیہ ساتھ صورت

موضح القرآن
اب آگے قصہ عامیل کا ہے ۳ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً اور یاد کرو اُسوقت کو کہ جب بنی اسرائیل مین ایک شخص عامیل نام مارا گیا تھا اور قاتل اُسکا معلوم ہوتا نہ تھا ... بنی اسرائیل چاہتے تھے کہ قاتل معلوم ہو تب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ مقرر خدا تعالی فرماتا ہے تم کو وہ ذبح کرو گائے کو اور ایک ٹکڑا اُس گائے کا اس مردے پر مارو تو وہ جی اٹھے اور آپ اپنا قاتل بتادے

پرستی اور عشق مجازی کی ہو قرار پاوے گی اور ساتھ اس وسیلہ کے معنے باطنی لباس
صورت ظاہری کا پہنے گا اور آدمی مانند ملائکہ کے حکم معاینہ اور مشاہدہ کے پکڑینگے
اور اکثر احکام اس وضع جدید معقول المعنی حضور خداوندی سے پہونچین گے اور اسرار
اور حکمتین اُس احکام کے ظاہر نظر عقل بشری مین جلوہ گر ہوگی مبادا اُن اسرار اور
حکمتوں پر عدم اطلاع کی وجہہ سے اسرار اور حکم کے یا بسبب مشابہت افعال
صورت پرستوں کی فرمانبرداریین اُن احکام کی ہم سے یا اولاد ہماری سے
تہاون کسی طرح کا یا توقف پیدا ہو دعا دوسری جناب الہی مین عرض کی
اور کہا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ یعنے اے پروردگار ہمارے
کردے ہم دونوکو منقاد احکام اپنے کا بلکہ ساتھ جس رنگ اور ساتھ جس وضع
کے وہ احکام آوین ہم اُنکو قبول کرین اور طلب اسرار اُنکا نہ کرین اور بہی
حج مین اس خانہ کی عبادت اور بندگی تیری کا قصد کرین ہم نہ عبادت اُس خانہ کا
اور بہی کر مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ یعنے اور اولاد ہم دونوکے سے ایک جماعت
منقاد احکام تیرے کے تاکہ ادا کرنے مناسک حج مین کہ بیشتر اُنکا متضمن آبروریزی
اپنی کا اور اختیار وضع مجنونانہ اور بیتابانہ ہے اور منافی وقار اور حشمت کے اور اور
حفظ وضع اور خودداری کے ہے مثل برہنہ سر اور برہنہ بدن ہونا اور ترک خوشبو
کرنا اور نعرہ تلبیہ کو اوپر ہر مکان بلند کے تند اور تیز کہنا اور اپنے تئیں والہ اور شیدا
کرنا اور چند پتھروں اور لکڑیوں کے گرداگرد پہرنا اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور بلا
سبب ظاہری کے کبھی دوڑنا اور کبھی آہستہ چلنا اور کبھی کھڑا ہونا اور بے مشاہدہ
کسی حریف کے محض اوپر خیال دشمن مستور کے نظر سے پتھر مارنے اور جاندار کو
بلا تقصیر بے جان کرنا تہاون اور تکاسل نہ کرین اور پابند وقار اور حشمت کے
نہوں اور زبان حال اُنکے مترنم ساتھ اس مقال کے ہو

گر طمع خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اور انقیاد اور اطاعت احکام اُس عبادت کے کہ متعلق ساتھ اس خانہ کے ہیں بدل و جان

موضح القرآن

معرفت احکام کی ممکن نہیں پس معرفت اُن احکام کی بہی اول ہمکو نصیب کر اور بواسطہ ہماری اولاد ہماری کو عطا فرما وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا یعنے اور دکہلا ہمکو مکان عبادت ہماری کی کہ متعلق ساتہ اس گہر کی ہون اور وقت اُس عبادت اور کیفیات اُس عبادات کی اور وہ اسرار کہ ضمن میں اُسکی مخفی اور مستور ہین گویا ان چیزون کو بعیان بصری ہماری نمودار کرنا کہ مطابق اُس کے عمل کرین ہم اور اولاد اپنی کو بہی ساتہ اُس کے امر کرین ہم یہ تفسیر مین ابن جریر اور دیگر کتب محدثین مین بطریق متعددہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا جناب آلہی مین عرض کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ صورت حج کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکہلاؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا اور احرام سے لے کر سر منڈانے تک جو کچھ ارکان حج اور سنن اور آداب اس کے بجا لانے ضرور ہین ان کو نشان دیا اول احرام بعد اُس کے طواف قدوم بعد اُس کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے بعد اُس کے منا مین مقام کرنا آٹہوین ذی الحجہ کو بعد اُس کے عرفات مین کہڑا ہونا اور تلبیہ کہنا ذی الحجہ کی آٹہوین تاریخ کو بعد اس کے طرف مزدلفہ کے پہرنا اور شب گذارنا اور دسوین تاریخ کی صبح کو وقوف کرنا بعد اُس کے مراجعت طرف منی کے اور ذبح اور نحر قربانی اور سر کے بال مُنڈاکر احرام سے باہر آنا اور بعد اُس کے لباس پہنکر واسطے طواف زیارت کے جانا اور اس درمیان مین حضرت ابراہیم کو شیطان متصل جمرۂ عقبہ کے کہ حد منی مین ہے نمودار ہوا اور سر راہ پکڑا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طرف اُسکے سات کنکریان تکبیر کہہ کر پہینکین تاکہ دفع ہوجاوے اور دوسرے اور تیسرے اور چوتہے روز تینون جمری مین شیطان نمودار ہوا حضرت جبرئیل نے اُنکو پہر واسطے پتہر مارنے شیطان کے تینون جگہ مین فرمایا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بہی اس حج مین شریک تہے اور اس قصہ کو بیہقی شعب الایمان مین بہی لایا اور سعید بن منصور نے بہی مجاہد سے نقل کی

موضح القرآن
تو بیکار بنائی پروردگار کو ہمارے واسطے تو پیدا کرے خدا تعالی ہمارے واسطے کہ وہ گائے کیسی ہے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ یعنی کہا حضرت موسی علیہ السلام نے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑہی تکی ہے اور نہ بہت نو جوان ہے بوڑہاپے اور جوانی کے درمیان ہے پہر کرو تم کام جو تمہین فرمایا ہے یعنے اُس گائے کو ذبح کرو تب قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا

ہم ابراھیم واسمعیل علیہما السلام وھما ماشیان اور جب حضرت ابراہیم
حج سے فارغ ہوئے انکو جناب الہی سے حکم ہوا کہ اذان حج کی تمام روئے زمین کے آدمیوں
کے واسطے دین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا آواز میری کس کے
کان میں پہنچے گی آدمی اطراف جہان مین منتشر ہین حکم ہوا کہ آواز کرنا ذمہ تمہارے ہے
اور پہنچانا اُس آواز کا ہمپر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پتہر پر کہ معروف
بمقام ابراہیم ہے اور بنائے کعبہ کے بہی اُسی پتہر پر کہڑے ہوکر کے تہی اور وہ پتہر
ایسا بلند ہوا کہ کوہ ابو القبیس اور اور پہاڑون سے بہی بلند ہوا کہڑے ہوکر باواز
بلند تین بار کہا کہ اے آدمیو تمہاری خدا نے زمین مین واسطے اپنے ایک خانہ
بنایا ہے اور تم کو فرماتا ہے کہ واسطے حج خانہ اُسکے کے آؤ تم خواہ سوار ہو خواہ
پیادہ حق تعالی نے اُس آواز کو کان مین تمام جہان کے لوگوں کے کہ موجود تہے
پہنچایا اور کان مین اُن ارواحون کے کہ شکم مادرون اور پشت پدرون مین تہین
بہی پہنچائی کسی نے ایک بار لبیک کہی اور کسینے دوبار اور کسینے زیادہ اور کسینے
اجابت نہ کی جسنے اجابت نہ کی اُسکو حج خانہ کا میسر نہین ہوتا اور جسنے ایک بار کہا
ایک بار حج کرتا ہے اور اسی قیاس پر سمجہنا چاہیئے ایسے ہی روایت کیا اُسکو سعید بن
منصور نے اپنی سنن مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین اور ازرقی نے اپنی
تاریخ مین مجاہد سے آور جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے ادا
کیا کہ مناسک اس خانہ کے احرام سے سرمنڈانے تک مشتمل افعالوں کثیرہ شاقہ طویلۃ الذیل
پر ہونگی اور درمیان اشتغال کے ساتھ اُن افعال کی لابد کوئی سہو اور کوئی تقصیر
ہوگی دعا دوسرے عرض کی اور کہا وَتُبْ عَلَيْنَا یعنے اور توبہ فرما ہمارے اوپر جو
مناسک میں اس خانہ کے ہمسے اور اولاد ہماری سے کوئی تقصیر واقع ہو اور
اُس تقصیر کے کفارہ سے بہی ہمکو آگاہ کر کہ تدارک اُسکا کرین ہم مثلاً احرام کی حالت میں اگر
ہم کپڑے پہنین یا ناخن تراشین یا خوشبو کو استعمال کرین یا سر کے بال تراشین
یا شکار کرین کیا کرنا چاہیئے اور جو دوڑنا صفا اور مروہ کا فراموش کرین

سہم یا طواف خانہ کا بے طہارت کرین کیا کرنا چاہیئے تاکہ اس گناہ کے بوجھ سے سبک اور خلاص ہون اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنے بہ تحقیق توہی ہے کہ بار بار توبہ قبول فرماتا ہے اور مہربانی کرتا ہے بندون گنہ گار اپنی پر اور اس دعا اپنی سے طریق تدارک خطا مناسک میں جنایات احرام وغیرہ سے واسطے مسلمانون اور اولاد اُنکی کے مشروع ہوا چنانچہ کتب فقہ مین مشروح ہے اور اس سورۃ مین بھی تھوڑا سا حال اُنکا مذکور ہوگا سیپارہ دوسرے مین انشاء اللہ تعالے باقی رہی یہان چند بحث کہ مفسرین تعرض اُسکا کرتے ہیں اگرچہ اُن بحثوں کا عین تفسیر مین گذرا اوّل وہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اس دعا مین جناب الٰہی سے چاہا ہے کہ ہم دونو کو مسلمان کر حالانکہ مسلمانی ان دونو کی بالیقین ثابت تھی پس تحصیل حاصل کی لازم آئی جواب اُسکا وہ کہ مراد اسلام سے دین مسلمانی اور اعتقاد اُسکا ہے پس غرض انکی اس دعا سے ثبات اور استقرار اُس دین اور اعتقاد کا ہے واسطے اپنی اور اکثر اوقات عرف مین دوام شے کو ساتہ لفظ اُس شے کے طلب کرتے ہیں اور اگر مراد اسلام سے انقیاد تام واسطے تکالیف الٰہی کے اور اذعان کلی اور خضوع ساتہ جمیع جوارح اور قوی کے اور راضی رہنا ساتہ قسمت اُس تعالی کے ہے پس طلب ان چیزون کا البتہ بہ نسبت ہر شخص کے مفید ہے خواہ نبی ہو خواہ غیر نبی کسو واسطے کہ یہ چیزین خارج ضبط سے ہین اور بیدون اعانت دائمی الٰہی اور توفیق شامل اُسکے کے میسر نہین ہوتی بخلاف اعتقاد کے کہ چیز مضبوط اور محدود ہے اور توفیق الٰہی یکبار حصول اُسکے مین کفایت کرتی ہے بحث دوم وہ کہ لفظ من کا وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا مین واسطے تبعیض کے ہے پس حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بعض ذریت اپنی کو کسو واسطے چاہا حالانکہ دعاء خیر مین عموم اور شمول منظور رکھنا چاہیئے نہ خاص کرنا لہذا آنحضرتؐ نے اُس اعرابی کو کہ خاص واسطے اپنی اور واسطے آنحضرتؐ کے رحمت الٰہی کے درخواست کرتا تھا اور کہتا تھا اللهم ارحمنی ومحمد ولا ترحم معنا احدا یعنے بار خدایا رحم کر مجھکو اور محمد کو اور نہ رحم کر تو ساتھ ہمارے اور کسی کو فرمایا تھا لقد حجرت واسعا

موضح القرآن

اِنْ شَآءَ اللهُ لَمُهْتَدُوْنَ

کہا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ پکار ہمارے واسطے پروردگار اپنے کو تو بیان کرے اور ہمکو کہ کیسی ہمارے واسطے جو وہ گائے کس طرح کے کام مین ہے جو مقرر اُس گائے مین شبہ پڑا ہے ہم کو جو ایسی گائین کہ جو نہ بہت بوڑھی ہو اور نہ بہت جوان ہو اور رنگ زرد ہو بہت ہین اور مقرر اگر خدا تعالی نے چاہا تو ہم راہ پانے والے ہونگے اُس گائے کی طرف تب پھر

یعنے بند کیا تو نے شئی فراخ کو ہیچ آداب امامت کے حدیث مین وارد ہے لا یخص
نفسہ بالدعاء جواب اُسکا وہ کہ اُنہوں نے ایکبار دعا، امامت مین حق تعالےٰ سے
سنا تہا کہ بعضے ذریت میری سے ظالم اور فاسق ہوینگے اور بار دوسرے دعاء
رزق مین سُنا تہا کہ بعض اُنسے کافر ہونگی پس نزدیک انکے بالیقین ثابت ہوا تہا
کہ ارادہ الہی ساتہ کافر ہونے بعض اولاد میری کے متعلق ہو اہے اور دعا کرنیوالے
کو چاہیئے کہ ارادہ الہی کے برخلاف دعا نہ کرے اس جہت سے اس دعامین تخصیص
فرمائے بحث سوم وہ کہ جو دعا امامت کے حق مین بعض اولاد انکے کے مقبول ہوے
تہے پہر دعا اسلام کے واسطے اُنکے کیا درکار تہے کہ مرتبہ امامت کا بالاتر مرتبہ اسلام
سے ہے اور موقوف اوپر حصول اسلام کے اور جو امامت اولاد اُنکی کو حاصل
ہوئی اسلام بالاولی حاصل ہوگا جواب اُسکا وہ کہ مقصود انکا اس دعا سے وہ ہے
کہ جماعت کثیر کہ اُسکو اُمت کہہ سکین مدت دراز تک مسلمانی پر قائم ہوں اور اجابت
دعاء امامت کی اگر دلالت کرتی ہے اوپر اسیقدر کے دلالت کرتی ہے کہ بعض
اولاد انکے اگرچہ یک دو کس ہوں منصب امامت کا پاوین گی گو تابع اُنکے ایک دو
شخص اجنبی ہوں نہ اولاد اُنکی سے پس دعا امامت کے اس دعا سے کفایت نہین
رکہتے تہے بحث چہارم وہ کہ امتہ مسلمۃ کا مصداق ان دونو بزرگوار کی اولاد مین سے
کون سی جماعت گذری ہے بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ فرزندان حضرت اسمعیل
علیہ السلام اور نسل اُنکی ہے کہ مدت دراز تک اوپر توحید اور اسلام کے قایم رہی
ہین اور بعضوں نے کہا ہے کہ بعض بعض اُنسے ہر وقت مین آدمی ایماندار گذرے
ہین مثل زید بن عمرو بن نفیل و عبد المطلب جد آنحضرت ؐ لیکن صحیح وہ ہے کہ مصداق
امت مسلمہ کا اصحاب آنحضرت ؐ کے ہین قریش وغیر اُنکی اور اولاد اُنکی کسواسطے
کہ دعا آیندہ مین واقع ہے کہ وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک اور یہہ صفت
اوپر فرزندان حضرت اسمعیل ؑ اور نسل قریب اُنکی کی اور ایسے ہی زید بن عمرو بن
نفیل اور قیس بن ساعدہ اور امثال اُنکی کی صادق نہین آتی بلکہ ان الفاظ

سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اُس رسول نے کتاب منزل کو اوپر اُنکے پڑہا ہے اور اُنکو
تعلیم کتاب اور حکمت فرماوے اور باطن انکی کو غفلت اور حجاب سے پاک کرے اور یہہ
صفات سوا اصحاب پیغمبر ہماری صلعم کہ اولاد حضرت ابراہیم م اور حضرت اسمعیل م کے ہین
مستحق نہین ہیں اور نہونگی اور واسطے اسیکے آخر سورہ حج مین خطاب ساتہ اصحاب کے
فرماکر ارشاد کیا ہے ملة ابیکم ابراہیم ھو سمکم المسلمین من قبل پس دعا
حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ع کے نص صریح ہے بیچ اُسکے کہ پیغمبر آخر الزمان اللہ
کی طرف سے مبعوث ہین اور امت اُسکی امت مسلمہ مقبولہ اور ایسے نص کے ساتہ الزام
یہود اور نصاری کو ہوسکتا ہے اور تنصیص بالصفات قوی تر تنصیص بالاسما اور
القاب سے ہے نزدیک محققین کے البتہ اسقدر شرط ہے کہ سیاق اُس صفات
کا ساتہ ایسے وجہ کے واقع ہو کہ کلی منحصر فرد واحد مین ہو تو احتمال شرکت کا نہ رہے
اور اسیواسطے اہل تحقیق اُسیر ہیں کہ خلافت خلفاء اربعہ مانند ان نصوص کے
منصوص ہے جب کہ تفصیل اسکے آیت استخلاف ہین کہ اندر سورہ نور کے ہے
اور آیت قتال مرتدین ہین کہ اندر سورہ مائدہ کے ہے اور آیت مخلفین مین غزوہ
حدیبیہ سے کہ اندر سورہ فتح کے ہے مذکور ہے بحث پنجم وہ کہ انبیا کی توبہ کیا معنے باوجود
گناہ سے معصوم ہیں اور توبہ بے گناہ کے متصور نہین ہے جواب وہ کہ بحکم حسنات
الابرار سیات المقربین بہت چیزہیں کہ حق میں انبیا کے حکم گناہ کا رکہتے ہین اور
حقیقت میں گناہ نہیں اور یہہ مقتضائے علو منصب انکے کا ہے جیسا کہ مضمون اس
بیت کا ہے نزدیکاں را بیش بود حیرانے ✤ ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر عنا ✤ اور واسطے
اسیکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی
الیوم مائة مرة کہ اے آدمیو توبہ کرو تم طرف اللہ کے پس تحقیق مین بہی توبہ
کرتا ہون طرف اُسکے ایک دن مین سو مرتبہ اور بعضے اہل تحقیق نے جواب دیا ہے
کہ جب حضرت ابراہیم نے دعاے اسلام مین ذریت اپنی کو ساتہ اپنی ضم کیا طلب توبہ کو
بہی ساتہ متکلم مع الغیر کے لائے واسطے اشارہ کے طرف ذریت اپنی کے اگرچہ گناہ سے معصوم

فوائد الفوائد
دُنیا کاؤ دیکھنے کو آیا
کہا بنی اسرائیل نے کہ اے
موسیٰ صفت وہ اس گائی
کی بیان کی تو نے تو لایا
ٹھیک بات جو صفات کہ اُس
قصہ سورہ گائے کا ایک
شخص کی بہی جو وہ بہی
ماں کی خدمت اور تابعداری
بہت کرتا تہا اور نیکی بیٹا
اس شخص کے وہ گائے مول لی
اُنھوں نے اُس کو جتنا بہر
کی کہال میں سونا بہر کر دیا
پہر اُس گائے کو لیکر
ذبح کیا اور ایسی نہ لگتی تہی
جو یہ کام کرین یعنے بنی
اسرائیل نہ چاہتے
تہے یعنے اُسکے
وارث جو اُس گائے کا

ہوں جیسا کہ اگر جماعت میں اکثر آدمی ایسے فعل کی جو محتاج توبہ ہوں مرتکب ہوں تو اسوقت
حقیقۃً تمام جماعت کے لئے توبہ کی درخواست صحیح ہے اور جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ قیام اسلام امت کثیرہ کا کہ رائیں مختلف
اور عقول متفاوت رکھتی ہیں اتفاق تمام کا التزام یک وتیرہ اور سلوک یک طریقہ پر بدون
کسی جامع اور کسی قاصر کے محالات عادت سے ہے واسطے حصول اس اتفاق اور بقائے
اس اتفاق کی مدت دراز تک دعا دوسری جناب الہی میں عرض کی اور کہا رَبَّنَا
وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا یعنے اے پروردگار ہمارے اور برپا کر درمیان اس امت کے
کوئی پیغمبر لیکن وہ پیغمبر بھی خارج اولاد ہماری سے نہو بلکہ مِنْهُمْ یعنے اس امت سے ہو
تاکہ رسول اور امت مقبولہ اسکی ہر دو نو ذریت ہماری میں شمار ہوں اور شرف عظیم
اور مرتبہ فخیم ہمکو حاصل ہو کیونکہ اگر امت اولاد ہماری سے ہو اور محتاج طرف کسی ایسے
رسول کے ہوں کہ اولاد ہماری سے نہیں ہے پس ہمکو کیا شرف اور مرتبہ باقی رہا
اور بھی جو وہ رسول اسی امت سے ہو مولد اور منشا اور نسب اور حسب اور اخلاق
اور اوضاع اور صدق اور دیانت اور عہد اور امانت اسکی سے خوب واقف ہونگے
اقتدا اور اتباع مین اسکے سرگرم رہیں اور متابعت اسکی سے عار نہ کریں کہ ریاست
ایک کے کہ اپنے فرقہ سے ہو سرکش آدمیوں کو چنداں دشوار نہین ہوتی ہے بخلاف
ریاست اجنبی کے اور بھی بحکم قرابت اور عمومت اور خؤولت اور مصاہرت کے بہت
طریق نصرت اور اعانت اسکی کے بہم پہونچاتے ہیں اور بیچ جاری کرنے شریعت اسکی
کے اور تمشیت امر اسکے کے نہایت درجہ کی کوشش اور سعی کرتے ہیں اور بھی جو وہ
ایسے امت سے ہو شفقت اسکے اپنر زیادہ ہو اور تعلیم اور تفہیم میں انکے مبالغہ کرے
کیونکہ آدمیوں کے نزدیک اجانب کی تربیت سے اپنے اقارب وعشائر کی ترتیب زیادہ
مقصود ہوا کرتی ہے اور حرص اور شفقت آدمی کی اوپر قوم اور قبیلہ اپنے کے زیادہ تر
ہے حرص اور شفقت اجانب سے بمقتضائے جبلت بشریہ کے لہذا حدیث شریف مین
وارد ہے کہ اول من اشفع لہ من امتی اھل بیتی ثم بنو ھاشم ثم الاقرب فالاقرب من القریش

موضح القرآن

اپنی ساری امت سے پہلے اپنی اہلبیت کی شفاعت کرونگا پہر بنو ہاشم کی پہر جو قریب ترین
پہر جو اقرب ہین قریش مین سے اور امیر المومنین عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم اگر کنجی بہشت کی میرے ہاتھہ ہو ین دین کسیکو
بنی امیہ سے باہر بہشت سے نہ چھوڑون میں اور شک نہین کہ اس قسم کا رسول
کہ مجموع اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ؑ سے مبعوث ہوا ہو غیر ذات
عالی صفات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے اور ہوا ہے
کسواسطے کہ بیچ اولاد حضرت اسمعیل ؑ کے اس زمانہ تک کوئی رسول مبعوث
نہوا تہا اور اگر کوئی حق مین زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ کی احتمال
نبوت کا رکہے احتمال رسالت کا البتہ نہ رکہے اور اگر بالفرض رسول ہی
ہوتے انکے امت مسلمہ البتہ نہ تہی اور اگر امت مسلمہ بہی انکی ہوتی یہہ اوصاف خود
البتہ ان مین متحقق نہ تہی کہ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ یعنے پڑہتا ہے اونپر آیات تیری اور
پڑہنا آیات آلہی کا بدون نزول کسی کتاب کی اسپر نہین ہوسکتا پس چاہیئے کہ
اسپر کوئی کتاب بہی نازل ہو ہر چند ساتہہ تلاوت آیتوں اس کتاب کے الفاظ
اس کتاب کے زبان پر شاگردون اسکے کے جاری رہینگے لیکن نعمت تمام نہوگی
مگر جو معانی اس کتاب سے بہی انکو مطلع کریں وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ یعنے اور سکہلاوے
انکو معانی کتاب کے کہ مدلول ظاہر عبارت اسکی ہے اور گویا جاننا ان معانی
کا جاننا نفس کتاب کا ہے کیونکہ وہ معانی بسبب کمال وضوح اور ظہور کے الفاظ
سے انفکاک نہین رکہتے اور بمجرد سننے ان الفاظوں کے ذہن میں آتی ہین
بے احتیاج کی طرف تامل اور تعمق نظر کے لیکن جاننا ان معانی اس کتاب کا
اسرارون پر اس کتاب کے خبردار نہین کرتا تو کہ لذت احکام اس کتاب
کے پاوین اور ساتہہ نشاط تمام کے فرمان بردار امر اس کتاب کی سرگرم
ہوں پس چاہیئے کہ انکو اوپر اسرار اس کتاب کے بہی آگاہ کرین وَالْحِكْمَةَ
یعنے اور سکہلاتا ہے انکو وہ سر اور حکمت کہ درمیان ہر ہر حکم اور ہر ہر لفظ

تبع من النعم ... يعقضها ... مكذلك ... الله المكولى ... بعث ... لعلكم تعقلون ... اسی کے ... (marginal notes, largely illegible)

اس کتاب کی ودیعت کئے گئے اور مستور ہیں تو علم ظاہر اور علم باطن کو جامع ہوں کیونکہ
علم باطن بغیر علم ظاہر کے بیدینی اور اتحاد کا سبب ہو جاتا ہے اور علم ظاہر بے علم
باطن کی طرف مکر اور حیلہ سازی کی کھینچتا ہے اور جو تعلیم اور تعلم ایک حد منقطعہ کہتا ہے
اسواسطے کہ نہ قوت معلم کی تعلیم میں ہر چیز کے کفایت کرتی ہے اور نہ قوت متعلم
کی بیچ حفظ ہر ہر نکتہ کے وفا کرتی ہے پس چاہیئے کہ واسطے تحصیل بلکہ اخذ علوم
غیب سے انکو بیچ مرتبہ نبوت صناعی کی کہ عبارت ولایت سے ہی پہنچاوے
وَيُزَكِّيهِمْ یعنے اور اُنکے لوح نفوس اور ارواح کو پاک کرے اُس کدورت سے کہ
حجاب معرفت عیانی کا اسمین ہوا ہے اور آئینہ استعدادات انکی کو صاف تمام کرے
تو خود بخود تعلیم و تعلم کے اُسجاسے کہ القاے غیبیہ لوح مدرکہ اُس پیغمبر پر ہوتی تھی
انپر بھی ہو اور ساتھہ اس ترتیب کی کہ نہایت کو پہنچی انکو مانند اپنی کرے انکشاف
حقایق الہیہ مین مگر اسیقدر کہ نبوت اصلی نہ رکھے گویا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیل
نے جانا کہ یہہ پیغمبر خاتم المرسلین ہو گا اور بعد اُس کے رسول نہ آویگا پس ناچار
امت میں اُسکی اثر نبوت کا کہ ولایت ہے مدتوں تک باقی رہی تاکہ وہ اُمت بقدر
امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہین ؀ بیت ؀ چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ؀ بوی
گل را از کہ جوئیم از گلاب ؀ اور ہم اسدعا کو تجہسے اُس سبب سے چاہتے ہین کہ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنے تحقیق تو نہایت صاحب عزت اور نہایت صاحب حکمت
کا ہے تو عزت تیری تقاضا نہین کرتے کہ ہر کسیکو بلا واسطہ تعلیم علوم کی فرماوے
تو اور ساتہ اُسکی ہمکلام ہو تو اور آیات اپنی کو اُسپر نازل کرے تو اور حکمت تیری
تقاضا کرتی ہے کہ کسیکو افراد بشر سے خالی معرفت ذات اور صفات اپنی سے اور شناخت
نظام صالحہ معاش اور معاد سے محروم نہ چھوڑے تو پس اجتماع ان دونو مقتضا کا ساتہ
اسی صورت کے میسر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کو درمیان سے اُنکے خاص کرے تو
ساتہ رسالت اپنی کے اور بواسطہ اُسکی اس فیض کو طرف دوسرونکی پہنچاوے
تو کہ بھی عزت تیری بجا رہی گی اور بھی حکمت تیری معطل نہو حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین

خاص کند بندۂ مصلحت عام را۔ باقی رہے اسجگہ مین کئی فائدہ اول وہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیلؑ نے کعبہ بنانے کی حالت میں تین دعائین فرمائیں اور ہر دعا کی ابتدا ربنا کے ساتھ ہو اور ذیل بدو اسم اسماے حسنیٰ کی کیا وجہ مناسبت سمیع اور علیم کے ساتھ دعاے قبول کی ظاہر ہے اور ایسے ہی مناسبت تواب اور رحیم کے ساتھ دعاے توبہ اور ثبات اسلام پر اور توفیق ادائے مناسک کے بھی روشن ہے لیکن مناسبت عزیز اور حکیم کے ساتھ دعاے بعثت رسول عم کے خوب ظاہر نہین اور اسیواسطے اکثر مفسرین نے بیان مناسبت سے اسجا میں سکوت کیا ہے اور وجہ مناسبت کے اس تفسیر مین گذرے دوم وہ کہ اوصاف میں رسولؐ کے تلاوت آیات کو اوپر تعلیم کتاب اور تعلیم کتاب کو اوپر تعلیم حکمت اور اسکو ساتھ تزکیہ کے مقدم فرمایا اس ترتیب کے رعایت میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا وہ کہ اس ترتیب مین ترقی ہی ادنی سی طرف اعلے کی کسواسطے کہ انتفاع امت کا ساتھ پیغمبر اپنے کے چار مرتبہ پر رکھا ہے بعض اسکا فوق اوپر بعض کے ہی اول وہ کہ الفاظ منزل من اللہ کو اس سی یاد کریں تو کہ ساتھ تواتر کے منقول ہو اور حفظ ان الفاظ کا اور تجوید اور ترتیل اسکی کے سعی بلیغ بیچ کار کے لیجاوین یہ ادنی مراتب انتفاع ہے کہ امت کے قاریوں اور حافظوں کو میسر ہے اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ نسبت تحصیل اس مرتبہ کے تشبیہ ساتھ پیغمبرون کے اور وراثت انکی حاصل ہوتی ہے لہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ جسکے قرآن سینہ مین ہو لقد ادرجت النبوۃ بین کتفیہ الا انہ لا یوحی الیہ البتہ تحقیق داخل ہوئی نبوت درمیان سینہ اسکی کی مگر بات یہ ہے کہ نہین وحی کی گئی طرف اسکے مرتبہ دوسرا وہ ہے کہ ہمراہ الفاظ کے ساتھ معانی ظاہر اسکے کے بھی آشنا ہو اور معانی اولیہ کو پیغمبرعم سے سلے اور تحقیق احکام اور قصص اور وعدہ اور وعید کو بوجہ احسن کرے اور یہہ مرتبہ نصیب علماؤں ظاہر کا ہے اور اس مرتبہ مین تشبیہ ساتھ پیغمبرون کے اور وراثت انکی زیادہ تر اور قوی تر ہے اور مرتبہ تیسرا وہ کہ ہمراہ اس دو مرتبہ کے اسرار اور حکمت الہی کو احکام اور معاملات اسکی مین کہ دنیا اور آخرت میں ساتھ نیکوں اور بدونکے فرما

موضح القرآن ... وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون اور بعضے پتھر ہین جنسے نہرین پھوٹ نکلتی ہین اور بعضے پتھر جو پھٹ جاتے ہین اور ان سے نکلتا ہے پانی اور بعضے پتھر ہین جو گر پڑتے ہین خدا کے ڈرسے اور نہین خدا تعالی بیخبر انکے کامون سے جو تم کرتے ہو افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد

اور فرماوے گا یاد ہے اور ہر حکم اور ہر قصہ اور ہر وعدہ اور ہر وعید کو منشا اور اصل اسکی
کے عالموں غیبیہ الٰہیہ اور نظامات کارخانوں اسکے وابستہ جانے اور شیون ظاہرہ
کو اس احکام اور معاملات میں ملاحظہ کرے اور یہہ مرتبہ اعلے مرتبوں کسبیہ وراثت
انبیا علیہم السلام کا ہے مرتبہ جو تہا وہ کہ جوہر روح اسکی مزکی اور مصفا ہو اور اس سے کہ پیغمبر
نے کہا یا ہے اسکو بہی ساتہہ تبعیت کی حصہ حاصل ہوا اور یہہ آدمی قایم مقام نبی کی ہر
اور وارث کامل امت کا کہ گویا ظل پیغمبر اور نمونہ اسکا بعد اس سے باقی ہے اور مقام لائق
خلافت اور وصایت پیغمبر علیہ السلام بعد انتقال اسکی کے ہے اور یہہ مرتبہ اعلے مرتبوں
انبیونکا ہے مطلقا لیکن وہبی ہے کسب کو حصول بین اسکی دخل نہین لیکن بطریق اعداد
اور تقریب کے واسطے اشعار کے ساتہ تفاوت اس مرتبوں کی پستی سے طرف بلندی کے
اس ترتیب کو اختیار فرمایا ہے فائدہ سوم وہ کہ لفظ واجعلنا مسلمین لک کہ ساتہہ حرف
عطف کے واقع ہے معطوف علیہ اسکا کیا چیز ہے اگر لفظ تقبل ہے پس جملہ انک انت
السمیع العلیم اور جملہ ندائیہ ربنا دونو معترضہ ہونگے الف واسطے تعلیل کے دوم واسطے
تاکید دعا اور جو معطوف علیہ اسکا محذوف ہے پس تقدیر کلام کے ایسے ہوگے
ربنا افعل ھذا واجعلنا مسلمین لک اور ترکیب ربنا وابعث فیھم کو بہی ساتہہ اسی
دستور کے سمجہنا چاہیئے آیئے ہم طرف اسکی کہ لانا حرف عطف کا ایسی صورت بین کہ محوج
ساتہ تقیید معطوف علیہ کے ہو کیا ضرور تہا نکتہ اس مین وہ ہے کہ اشعار ہو ساتہ اسکے
کہ غرض ہماری ان دعاؤں سے جمع درمیان حصول مطالب سہ گانہ کی ہے نہ حصول
یک یک مطلب تنہا کے چہارم وہ کہ حکمت کی تفسیر مین علمار کا اختلاف ہے بعضوں نے
کہا ہے کہ مراد حکمت سے صواب پر ہونا قول اور فعل کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حقیقت
حکمت کے تشبیہ ساتہ جناب حضرت حق کے ہے بقدر طاقت بشر کے اور مناسب اسی
قول کے ہے جو کہ حدیث صحیح مین واقع ہوا ہے تخلقوا باخلاق اللہ متصف ہو تم ساتہ صفات
اللہ تعالے کے قتادہ اور امام شافعی رح سے مروی ہے کہ مراد حکمت سے سنت نبی
ہے کہ رکن دوسرا ارکان شرع اور اصل عمدہ اصول دین سے ہے اور بعض نے کہا ہے

کہ مراد کتاب سے آیات محکمات ہیں اور حکمت سے آیات متشابہات بہر تقدیر تزکیہ تعلیم حکمت اور کتاب کے علاوہ چاہیئے پس وہ کیا چیز ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ مراد تزکیہ سے وعظ اور تذکیر اور وعدہ اور وعید ہے کہ آنحضرتؐ سوائے تلاوت اور تعلیم کتاب اور حکمت کی فرماتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد تزکیہ سے گواہی دینا ہے انصاف اور معتبری سے ہے کہ آنحضرتؐ دن قیامت کے واسطے اُمت اپنی کے دینگے اور دنیا مین بھی فضائل اور مناقب صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اور بعضے تابعین سے وہی ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ شہادت تلاوت اور تعلیم کتاب اور حکمت کے علاوہ بھی یہہ ہین اقوال مفسرین کے اس مقام میں اور جو کہ ساتھ سیاق وسباق اس آیت کی مناسب ہے تفسیر مین گذرا بالجملہ اس قصہ سے نص صریح حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیلؑ کے ہے صحت پر نبوت پیغمبر آخر الزمان اور مقبولی اُمت اُسکی کی اور وہ کہ مبعوث ہونا اس پیغمبرؑ کا اور پیدا ہونا اس اُمت کا ایک چیز ہے کہ ان ہر دو بزرگ عالی قدر نی ساتھہ کمال آرزو کے جناب الٰہی سے بیچ وقت مشغولی بنائے خانہ اُسکے کے کہ بلاشبہ وقت استجابت دعا کا تہا چاہا ہے لہذا امام احمد اور بیہقی بروایت صحابہ کثیر کے لائے ہین کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینه وساخبرکم عن بدء امری انا دعوة ابراهیم علیه السلام وهو یرفع القواعد من البیت ربنا وابعث فیهم رسولا منهم وبشری عیسی ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی رأت انه یخرج منها نور اضاءت له قصور الشام ببصرے اور ظاہر ہے کہ جب آنحضرتؐ حامل سر ابراہیم اور اسمعیلؑ ہوے لازم آیا کہ ملت انکی ملت ابراہیمی ہو اور جو اکثر احکام اُس ملت کی مانند مناسک حج اور قربانی حق تعین دیو کی منسوخ ہوئی تھی پس یہودیوں کی قصور استعداد کی وجہ سے تھا کہ وہ اہل ظاہر محض تھی اور اسرار باطنی سے بے بہرہ خصوصا راہ محبت اور فنا کو اصلا نہین جانتی تھی سوا طمع اور خوف کے انکو کوئی باعث امتثال احکام الٰہی کا نہ تھا

فوضح القرآن

ہنگامہ کہکر کہتے کہ اب ہمارا جی چاہے کرو جی چاہے نکرو اور مت ڈرو اور وہ جانتے ہیں کہ یہ بات جھوٹھ اپنے جی سے بنا کر ہم کہتی ہیں ف بعضے یہودی غریب مسلمانوں سے کہتے ہم بھی تم جیسے مسلمان ہیں اور خوشامد کی راہ سے آخری زمانے کے پیغمبر کی تعریف جو توریت میں لکھی تھی بیان کرتے پھر جب اپنے لوگوں میں جاتے تو وہ انکو طعن کرتے جیسے کہ صدا نے بھی تعالیٰ فرماتا ہے واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلا بعضهم الی بعض

بالضرور احکام الٰہی نے حق مین انکی ساتھہ اسی رنگ کے صدور پایا جو اہل کمال پیدا ہوے کہ جامع ہوے درمیان ظاہر اور باطن کی اور قلوب انکا مستعد محبت و وجد اور شوق کا ہوا ضرورتاً اُن احکام منسوخہ سے عود فرمایا اور ملت ابراہیمی از سر نو قایم ہوئے پس اسوقت میں اس پیغمبر کے دین و ملت سے پہرنا اور اعراض کرنا درحقیقت انحراف اور عدول ملت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَمَنْ يَّرْغَبُ یعنے وہ کون ہے کہ رغبت کرے یہہ ملت دوسری کی انحراف اور عدول کرکے عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ یعنے ملت ابراہیم سے جو تمام ملتوں سے بہت پہلے اور جملہ دینوں سے کامل ہی اور ابراہیم علیہ السلام وہ ہی کہ تمام فرقوں بنی اسمٰعیل علیہ السلام اور اسباط بنی اسرائیل کو فخر اور فضیلت ساتہ انتساب اسکی کر ہے خصوصًا اسوقت میں کہ استعداد تعبد نی ساتہہ اُس ملت کے بکمال مرتبہ کے جلوہ کیا اور اُس پیغمبر کو کہ جسکو ابراہیم علیہ السلام نے نہایت تضرع اور آرزو سی چاہا تہا مبعوث ہوے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ یعنے مگر وہی شخص کہ بیوقوفی اور حماقت کی راہ سی جاہل ہوا اور اپنے نفس کا حال نہ سمجہا کہ نفس میری میں کس کس لطیفہ کو تعبیہ کیا ہے اور کمال ہر ہر لطیفہ کا ساتہہ کس رنگ کے حاصل ہوتا ہے اور وہ ملت کہ جامع اقسام کمالات نفس میری کے ہے اور ایفاے حق جمیع لطائف نفس میرے کے کرتی ہی کون ہی اور راہ محبت اور شوق اور فناے قلب کہ مقام خلت کی سرحد تک پہنچاتی ہے کونسی ملت میں مفتوح ہے اور کونسی ملت میں مسدود اور کیونکر انحراف ملت ابراہیم سے دلیل سفاہت اور بیخبری حال نفس اپنی سے ہو وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا یعنے اور بتحقیق برگزیدہ کیا ہے ہمنے ابراہیم کو دنیا میں ساتہہ عطا کرنے جمیع کمالات نفسانیہ کے یعنے نبوت اور رسالت اور امامت اور ولایت اور سرایت نور نبوت اولاد اور اتباع اُنکی مین قیام قیامت تک اور پہنچانا مقام خلت میں اور اظہار مناسک حج کہ نمونہ وصال جناب حق تبارک و تعالیٰ ہے اور کشف اسرار اُس مناسک کا اُسپر اور باقی رہنا خانہ کا کہ اُسنے بنا کیا ہے واسطے عبادت ہمارے کے ساتہ امن و عزت کے قیام قیامت تک اور پیدا ہونا حالاں سر نبوت اور ولایات مختلفۃ المذاق اولاد اور اتباع مین

موضح القرآن

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

اور جب بعضے یہودی مسلمانون سے ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم بہی ایمان لائے ہین جیسے تم ایمان لائے ہو اور جب خلوت کرتے ہین یعنے انکی مجلس مین مسلمان کوئی نہین ہوتا تو بعضے دولتمند بعضے غریب کو کہتا ہے کہ کیا تم بیان کرتے ہو اور خبر دیتے ہو مسلمانون کو وہ جو کچہو لاسے

اُسکی دن قیامت تک یہہ ہیں اسباب بزرگیوں اُسکے کے دنیا میں اور جس شخص کو دن کی پیروی کے سبب سے صاحب ملت سے اُمید شفاعت ہو آخرت میں پس ابراہیم شایان اس اُمید کا بھی ہے وَاِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ یعنے تحقیق وہ آخرت مین اگرچہ بیچ اسوقت کے نبوت اور رسالت اور امامت اُنکی منقطع ہوگی لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنے البتہ صالحوں سے ہے ساتہ ولایت خاصہ اپنی کے جو اُسکی نبوت ورسالت کا ادنی درجہ اگرچہ نبوت اور رسالت اُنکی افضل ولایات مخصصہ سے نہو ہرچند یہ تمام کمالات اُسکی تدریج تمام کرنےمین حاصل ہوئی اور دائم ترقی مین تہی لیکن اصل اور تخم اس کمالات کا اُس مین بمجرد اسلام کے بو یا گیا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ یعنے جسوقت کہ فرمایا اُسکو رب اُسکے نے ساتہ وحی خفی کے کیونکہ تاہنوز وحی ظاہر اُسپر نہین آئی تہی اور پیغمبر نہوے تہے اَسْلِمْ یعنے منقاد ہو جمیع اسمار آلہیہ اور احکام اُنکی کا ہر زمانہ مین جس شخص کے واسطے سے کہ بہیج اور عین اس فرمانے مین اُسکو پروردگار اُسکے نے ساتہ جمیع اسمار اپنی کے جذب فرمایا اور حضرت ابراہیم نے بسبب اُس جذب قوی کی. بی اختیار قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے کہا منقاد ہوا مین ساتہہ جمیع قوی اور لطائف اور جوارح اور اعضا اپنی کے واسطے رب العالمین کے کہ ہر عالم مین ایک اسم نے اسماؤں اُسکے سے ظہور فرما کر ربوبیت اُس عالم کی کرتا ہے پس طالب ہر کمال کو توسل ساتہ اُسکے حصول مطلب اپنے مین کافی ہے اور روح ابراہیمی مین وسعت جمیع کمالات مطلوبہ کے ودیعت ہے اتباع ملت اُسکی کے اور اقتدا مشرب اُس کے سے آدمی کو طالبوں حق سے اسپر اجارہ نہیں اور اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ معنے اسلام کے کہ حضرت ابراہیم ساتہ اُسکے مامور ہوئے ورا اسلام عرفی کے ہے اور منتہاے کمالات انسانیکا ہے پس وہ اشکال کہ جسنے مفسرین کو اس آیت میں متحیر کیا ہے زائل ہوا اور تحریر اُس اشکال کی یہ ہے کہ امر باسلام حضرت ابراہیم کو نہ قبل نبوت سے نہ بعد اُس سے صحیح ہوتا ہے کیونکہ انبیا ہمیشہ مسلمان ہوتے ہیں اور کفر تبعی سے یعنے بہ تبعیت مادر اور پدر کے حکم ساتہ کفر انکی کے جائز نہیں جیسا کہ اور کافرون کو جائز ہے اور سہر اعتقاد سے

موضح القرآن

احوال خدائی تعالے نے کہا آخری زمانے پیغمبر کا اسواسطے کہ مسلمان جہگڑتے ہین اور دلیل پکڑتے ہین تم پر اس تمہاری خبر دی ہوئی سے تمہارے پروردگار کے آگے جو کہتے ہین کہ پیچھا کی ہی ایمان نلائے کیا تم نہین جانتے ایسا تو تم کو خبر نہ تکو تم پر غالب ہو جاوینگے جو تم اپنا ہی بہید دشمن کو دیتے ہو سو خدائی تعالی فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہین اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۵

معصوم ہین پس انکو اسلام کے ساتھ حکم کرنا تحصیل حاصل اور اثبات ثابت کے قبیل سے ہے اور جواب اس اشکال کا تفاسیر مین بچند وجوہ مذکور ہے اول وہ کہ مراد اس اسلام سے اسلام متعارف نہین بلکہ امر الٰہی کی اطاعت کے ساتھ یقین کرنا بیچ تحمل جفاے کفار کی ہے دوم وہ کہ یہ کلام بر وجہ تمثیل ہے نہ بر وجہ تحقیق کیونکہ ظاہر کرنا علامات قدرت اپنی کا او دلائل وحدانیت اپنی کا دل مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بمنزلہ اسکے تھا کہ کہین اسلم اور عارف ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ ذات اور صفات الٰہی کی بمنزلہ کہنے اسلمت کے تھا محققین اہل اصول نے وجہ دوسری کہی ہے کہ وہ وجہ تیسری ہے اور حاصل اسکا وہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہرچند کفر تبعی اور اعتقادی سے حالت صغر اور کبر مین معصوم رہتے ہین اور ساتھ اسلام خلقی کے موصوف لیکن ایمان تکلیفی اور ابتلائی کہ بسبب ورود امر و نواہی کے متحقق ہوتا ہے موقوف اوپر ورود اس امر و نواہی کے ہے پس مراد اسلم سے یہ ہے اسلام تکلیفی اور ابتلا ہے کہ موقوف اوپر توجہ اس امر کے تھا تحصیل حاصل کی قبیل سے نہین ہے اور یہی جو کچھ اس تفسیر مین گذرا اشکال دوسرا بھی زائل ہوا کہ جمہور مفسرین جواب مین اسکے بھی اضطراب رکھین اور تحریر اسکی یہ ہے کہ کلمہ اذ ظرف ہے اور تعلق اسکا ساتھ اصطفا کے از روے معنے کے درست نہین آتا ہے کیونکہ اصطفا مقید ساتھ کسیوقت کے نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے مقید ساتھ اسوقت کے نہین ہوسکتا حاصل جواب اس اشکال کا وہ ہے کہ اصطفا ہرچند ہمیشہ سے ہے لیکن بیچ بعض اوقات کے تمام آدمیوں پر آثار اسکے ظاہر ہوتے ہیں پس تقیید اسکے ساتھ اسیوقت کے کہ ابتداے ظہور اسکے کا اسوقت میں ہوا ہو مخالف دوام اسکے کا نہین چنانچہ کہتے ہیں زید شجاع فی المعرکۃ وعمرو بحر فی المدرسۃ وبشر جواد عند المسئلۃ وبکر کریم فی وقت المعاملۃ اور جو کلمہ اذ کو ظرف فعل محذوف کا رکھین یا متعلق ساتھ قال کے کرین یہہ اشکال وارد نہین ہوتا اور احتیاج جواب اسکے کی نہین رہتی بالجملہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ملت ابراہیمی اس قبیل سے نہین کہ کوئی اس سے اعراض اور عدول کرے اور جو اس ملت کے منکر ہین خصوصا

موضح القرآن

یہود اور نصاری کہین کہ نزدیک ہمارے بہی مسلم ہے کہ ملت ابراہیمی اکمل ملتون اور افضل
انکی کا ہے اور جامع ترین ملتون کمالات انسانیہ کا ہے لیکن یہ ملت خاص تہی ساتھ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے کہ طرف اوج کمال کی پہونچی تہی اور مقام خلت مین مشرف ہوے
یا خاص ہے ساتھ انبیاے عالی قدر کی اولاد انکی سے عوام کو نہین پہونچتا کہ اتباع
اُس ملت کی کرے کسو اسطے کہ وہ نوع استجماع کمالات کا دائرہ استعداد انکی سی خارج
ہے مثل اسکے عوام امت کو نہین پہنچتی کہ ساتھ مخصوصات انبیا علیہم السلام کی اقتدا کرین جیسے
چار عورتون سے زیادہ نکاح کرنا اور مانند اسکے پس حق مین دوسرون کے وہ ملت لازم
العمل نہین انکے اس اعتراض کے جواب مین کہنا چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا خود
ساتھ اس ملت کے عمل فرماتے ظاہرا دوسرونکو اتباع اور اولاد اپنی سے بہی ساتھ اس ملت
کے تکلیف دیتی تہی پس معلوم ہوا کہ وہ ملت مخصوصات انکی سے نہ تہی بلکہ جیسا حیات کی
اپنے ساتھ اس ملت کی تکلیف دی ہے بعد وفات سے بہی ساتھ اسی ملت کے امر فرمایا
وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ اور وصیت فرماگئی ہین ساتھہ اسی ملت کے ابراہیم علیہ السلام
اپنے فرزندون کو جو آٹھہ شخص تہے اور ان سب مین بڑے حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین
جنکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ قبطیہ اور حضرت اسحق ہین جنکی مادر حضرت سارہ دختر عم حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کہ ہاران نام رکہتی تہی اور یہہ ہر دو پیغمبران عالی قدر تہی اور چہہ دوسرے
بطن قنطورا دختر یقطن کنعانیہ کہ نسل عرب عاربہ سے تہے اور وہ چہہ مدین اور مدان اور یقشان
اور زمران اور اسبق اور سشوخ ہین یہ چہون کے چہون پیغمبر نہین ہوے پس معلوم ہوا کہ وہ ملت
بہی حضرت ابراہیم اور بہی اوپر انکے اور بہی وفات انکی سے واجب العمل تہی اور ابن سعد
نے کلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل ع کو مکہ معظمہ مین ساکن
فرمایا اور نسل انکی وہان جاری رہی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو کنعان مین ہمراہ
اپنے ساکن فرمایا اور مدین کو شہر مدین مین کہ بنام اسکے ملقب ہے اور اولاد اسکے
وہان تہی حضرت شعیب علیہ السلام اولاد انکی سے ہین اور مدان اور دوسرے
انکے فرزندون کو شہرون شام اور روم مین متفرق کیا ہے پسران دیگر نے خدمتین

موضح القرآن
جیسے کہ بہشت مین سوائے یہودیون کے اور کوئی نہین جانے کا اور باپ دادا انکے جو پیغمبر ہین وہ سب گناہ بخشوا لیوینگے اور نہین ہین وہ لوگ اس بات کے سمجھنے مین مگر گمان رکھنے والے یعنے یہ باتین اپنے گمان سے کہتے ہین کچھ دلیل نہین اُس پاس فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرض کیا کہ تمنے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو جوار
بیت اللہ خانہ خدا کی جگہہ دی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو ہمراہ اپنے رکہا تمنے اور ہم
سب کو جدا کر کے نہین وحشت اور غربت مین ڈالا تمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ مجکو جناب الٰہی سے اسی قسم حکم ہوا ہے ناچار ہوں میں لیکن میں تم مین سے
ہر ایک کو اسماء الٰہیہ میں سے ایک اسم تعلیم کرونگا مین کہ حل مشکلات اور طلب حاجات مین
کفایت کریگا پس ہر ایک کو اُنہنے ایک اسم اسماء الٰہی سے تعلیم فرمایا کہ جب وقت قحط
کے ساتہ اُس اسم کے دعا کرتی تہی تو مینہ آتا تہا اور وقت مقابلہ دشمنوں کے ساتہ
اُس اسم کے توسل ڈہونڈہتے تہے تو نصرت پاتی تہی اور اتباع اس ملت کی
مخصوص ساتہ اولاد صلبی حضرت ابراہیم کے نہ تہے بلکہ وَیَعْقُوْبُ یعنے اور یعقوب
بہی کہ بیٹے حضرت اسحق علیہ السلام کی دختر حضرت لوط علیہ السلام سے تہے اور بیٹے
حضرت ابراہیم کے تہی اسی قسم بارہ فرزند اپنی کو کہ روبین جہنس وبیل بہی تہے ہیں
اور شمعون اور لاوے اور یہودا تہے لیا دختر لایان کے پیٹ سے کہ خال حضرت
یعقوب علیہ السلام کی ہوتی تہی اور یوسف اور بنیامین راحیل دختر دوم لایان کے پیٹ سے
اور [illegible] اور [illegible] اور روان اور تفتالی اور کاد اور اشر کہ جو کنیزوں کے پیٹ سے
تہی سب کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جمع کیا وقت وفات اپنی کے مصر میں اور کہا
یَا بَنِیَّ یعنے اے لڑکو میرے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ یعنے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ
نے واسطے تمہارے چنا اور برگزیدہ کیا ہے اس دین کو کہ اسلام ہے اور گویا غیر
اُسکے دین نہین اور کوئی اعتقاد اور کوئی عمل کہ مخالف اُسکے ہو مقبول نہین
فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یعنے پس چاہیے کہ نہ مرو تم مگر اُس حالت مین
کہ تم اوپر دین اور اسلام کی قایم ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب جد بنی اسرائیل
کے تہی اور اولاد اپنی کو ساتہ یہودیت اور نصرانیت کے وصیت نہین فرمائے بلکہ ساتہ
اسلام اور انقیاد احکام الٰہی کے جس طرح کے کہ زمانہ مین اوپر زبان ہر پیغمبر کے پائی
باقی رہا یہاں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ موت اضطراریہ امورون سے ہے

اور نہی کو چاہیئے کہ متعلق ساتہ امور اختیاری کے ہو اس کلام مین نہی موت سے
کیونکر واقع ہوئی جواب اُسکا وہ کہ یہاں نہی سے مطلق نہی مراد نہین بلکہ نہی اُس موت سے
جو غیر حالت اسلام کے طریق پر ہو اور گویا درحقیقت یہہ ہی امر ہے دوام رہنا اوپر حالت
اسلام کے تاکہ موت غیر اُسحالت مین نہ آوے جیسا کہ کہتے ہیں لا تصل الا وانت
خاشع یہاں نماز سے نہی نہین ہے بلکہ نماز مین خشوع کے ساتہ امر ہوا ہے اور صحاح مین
بروایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ سُنے آنحضرت علیہ السلام سے سُنا کہ قبل تین دن وفات اپنی
سے فرماتے تھے لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن بربہ یعنے نچاہیئے کہ مرے کوئی
تم میں سے مگر اس حالت مین کہ گمان نیک رکہتا ہو ساتہہ پروردگار اپنے کے اور عفو اور
رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے یہودیوں
نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلواۃ اللہ وعلے نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوبؑ
کا سُنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیمؑ کی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتہ کس چیز کے تہی
لیکن حضرت یعقوبؑ خود اس جہاں سے نگئے ہین جب تک کہ وصیت دین یہودیت
کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالے نے جواب مین اُنکے فرمایا کہ آیا تم دعوی
کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تہی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہو اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ
یعنے یا تہے تم حاضر اور گواہ اِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ یعنے جسوقت کہ نزدیک آئے
یعقوبؑ کو موت خصوصا اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ یعنے جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو مَا تَعۡبُدُوۡنَ
مِنۡۢ بَعۡدِىۡ یعنے کس چیز کی عبادت کروگے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچہنے سے
وہ تہی کہ لڑکے روبرو انکے اقرار ساتہہ توحید کے کریں اور یہہ اُنسے اس اقرار پر عہد و
پیمان مضبوط لیوین چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجہا قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ یعنے کہا انہوں نے
ہم عبادت کرین گی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُسکے زبان تیری سے ہمنے سُنے
ہیں اور دلائل قطعیہ اُس اوصاف کے پہچانیں ہیں ہمنے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع
خیال اور منحوت وہم تیری کا نہین بلکہ وہ معبود معبود جمیع اہل حق کا ہے اور واسطے اسی
کہتے ہیں ہم وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ یعنے اور عبادت کریں گے ہم معبود بڑے بڑوں تیرے

موضح القرآن
پارہ ۱۰ مکہ مین پیدا نہ ہو
یہہ جہان بال پیدا ہوگا
اُنہون نے اس صفت کو
پہمکر یون کہا اپنے
ہاتہ سے کہ آخری زمانے
کا پیغمبر انہا قریش کی ایک
ہم ہے اور الا بہت گورا
لنبے بال ہوگا سو یہ
صفت دجال کی ہے
یہہ بات دینا کے عیش
کیواسطے کی سو عیش
دینا کا بہت تہوڑا ہے
آخرت کے عیش کے
مقابلے مین قوی تہوڑا
رہا لیکت ایک تہہر
دُوبل کہیر رہا یہانتک
پہر بڑا عذاب اور خواری
ہے اُن کو جنہون نے
کہا ہے اپنے ہاتہ سے
صفت پیغمبر کی اور

کے لیکن نہ وہ پدر جو مشرک گذرے ہیں اور اُسکی ذات کی معرفت سے دُور تھے
ہین مثل آزر کے بلکہ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ جب لڑکے حضرت یعقوب کے
ڈرے کہ مبادا اضافت کی تعدد سے توہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اِلٰهًا وَّاحِدًا
یعنے عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نرکہے اور عبادت کو بھی
ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر مین بھی تابع حکم الٰہی کے ہونگے
ہم وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنے اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں حکم اُسیکا
ہر زمانہ مین کہ زبان پر جس پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب القبول جانتے ہیں ہم اور
مقابلہ مین اُسکے اصرار و لجاج ہر وضع کا مالوف اپنی کے نہین کرتے ہیں ہم اور تم اے
اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تمہارے انقیاد انکی سے کچھ
حصہ اور بہرہ نہین تمکو پہونچتا ہے کہ ساتھ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
اپنی بزرگی اور فضیلت ساتھ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کس واسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
قَدْ خَلَتْ یعنے یہ گروہ ایک جماعت تھی کہ گذری اور اثر وصیت اُنکی کا درمیان تمہارے
کچھ باقی نہین لَهَا مَا كَسَبَتْ یعنے واسطے اُس جماعت کے ہی جو کچھ کہ کسب کر گئے اور اعمال اور اوصاف
اور اخلاق سے وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ یعنے واسطے تمہارے ہے جو کچھ کہ تم کسب کرتے
ہو تم اور تمکو انتساب اُنکے ساتھ کچھ فائدہ نہین کرتا کیونکہ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ یعنے اور سوال نکئے جاؤگے تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تھے اگر بالفرض
گناہ کیا ہو پس ایسی ہی نیکیان انکی بھی تمکو نفع نہ کرینگے جبتک تم وصیت پر انکی
قائم نہ تھے تفاسیر مین مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب مصر مین داخل ہوئے
دیکھا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکھتے ہین بعضے بت پرست اور بعضے
ستارہ پرست اور بعضے آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بھی صحبت میں اُن
آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت وفات لینے کے سبکو جمع کرکے اس
طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزندونکا یہ ہی تھا کہ معبود اپنے کو حلول سے مخلوقات
مین پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالے کے ہر زمانہ مین جس طرح سے کہ آوے

بچالاوینگے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصرانیت سے
منزلوں دور ہے اور اسیکا نام اسلام ہے پس دعوی کرنا اسکا کہ حضرت یعقوبؑ
نے اپنے فرزندوں کو ساتھ یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افترا محض ہے انبیاؑ پر
باقی رہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیلؑ پدران حضرت یعقوبؑ سے
نہ تھے کسلیئے پدران حضرت یعقوبؑ مین شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحقؑ پر لائے
جواب اسکا وہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہرچند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
یعقوبؑ کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
کو بمنزلہ ماں کے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ الخالۃ بمنزلۃ الام اور یہی حدیث
میں وارد ہے کہ اکرموا العباس فانہ بقیۃ آبائی یعنے تعظیم کرو تم حضرت عباسؓ
کے کس لئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث مین وارد ہے کہ
عم الرجل صنو ابیہ یعنے آدمی کا چچا ہمدوش اسکے باپ کے ہے وہ سلوک کہ ساتھ پدر
کے کرتا ہے اسکے ساتھ بھی کرنا چاہیئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت ہے
یا مجاز نزدیک امام شافعی رح کے مجاز ہے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ عینی بھائی اور
بہنین دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہین اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
محمد رح کا بھی یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
اور عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضؓ کا ہے اور نزدیک امام اعظم علیہ الرحمۃ کے
حقیقت ہے اور اسیواسطے نزدیک انکے عینی بھائی بہنین دادا کے ہوتے وارث نہین
ہوتے بلکہ تمام مال کو دادا لیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
ابوبکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطا کا
ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہین کرسکتے جیسا کہ
بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کسواسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلاشبہ مجاز ہے
بدلیل ذکر حضرت اسمعیلؑ کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی مین تقلید
رسول اور امام کی بھی کفایت کرتے ہیں کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

موضح القرآن
جواب مین کرتے ہیں تو
بیان ہے خدائی تعالی
کے پاس سے اتنی مدت
کے عذاب کا جو اس سے
زیادہ نہوگا جو اگر یہ ہم
سے تو قول سے پہر نے
کا نہین خدائی تعالی نے
اپنے نام کہتے ہو آپ
ہی اپنی خوشی سے
خدائی تعالی سے یہ وہ جو
نہین جانتے تم یہ وہ
نہین ہے جو یہودی
کہتے ہین کہ کئی دن
سے زیادہ دوزخ
مین نہین رہینگے ہم یہ
جہوٹہ ہے بلی من
کسب سیئۃ و احاطت
بہ خطیئتہ فاولئک
اصحٰب النار

ہیں اوصاف ذات پاک الٰہی کے اسکے علاوہ اور کچھ نہ کہا کہ معبود تیرا معبود پدروں تیرا کا
ہے جواب اسکا وہ کہ معرفت ذات الٰہی انکو راہ دلائل سے حاصل تھی لیکن جو اس مقام
میں تسلی خاطر حضرت یعقوبؑ مقصود تھی اور اسی صفت پر اکتفا کیا تو کہ خاطر انکے
اطمینان قبول کرے کہ میرے طریقہ پر اور پدروں میرے کے قائم رہیں گے اور
اہل کلام میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ معنے اس عبارت کے وہ ہیں کہ نعبد الٰہ الا
لہ الذی دل علیہ وجودک ووجود ابائک کقولہ اعبدوا ربکم الذی خلقکم
والذین من قبلکم کہ عبادت کریں گے ہم اُس اللہ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے
وجود تیرا اور وجود باپوں تیرے کا مثل قول اللہ تعالےٰ کے کہ عبادت کرو تم
رب اپنے کی وہ رب کہ پیدا کیا تمکو اور اُن لوگوں کو کہ پہلے تم سے ہیں اور تحقیق وہ
ہے کہ دلیل معرفت الٰہی ہر آدمی کی نسبت جدی ہے جو کوئی حق میں کسی شخص کے کہ
سات دیکھنے اوضاع اور اطوار اور کمال صدق اور راستی اور وفور عقل
و کیاست اور تجربہ اور اصابت رائے اُسکی کے اعتقاد بہم پہونچاوے کہ
بمجرد کہنے کے اُسکو دلیل قوی جاننے دور نہیں اور جو مراد تعلیمیہ سے یہی ہے
پس نزاع ساتھہ اُنکی نزاع لفظی ہے کیونکہ یہ تقلید درحقیقت تحقیق ہے تقلید وہ ہے
کہ بے دلیل کی اتباع کسیکا کرے والا حق یہ ہے انبیاؑ کے کہ دلائل صدق انکے معجزات
اور خوارق اور راستی اوضاع اور اخلاق اور اجتناب خطا اور کذب سے اظہر
من الشمس ہوتی ہے اتباع فرض ہے اور تقلید کے باب سے نہیں اور عجب وہ ہے
کہ اہل کتاب باوجود اعتراف اور اقرار کے بکمال ملت ابراہیمؑ اور رسانہ فضائل
اس جناب کے ہرگز اتباع اُس ملت کو ہدایت نہیں گنتے بلکہ ضلالت جانتے
ہیں کیونکہ ہدایت کو منحصر غیر میں اُس ملت کے کہا ہے وَقَالُوا یعنے اور کہا اہل کتاب
نے یہودی اور نصاری میں سے بطریق توزیع کے کہ کُونُوا هُودًا یعنے ہو تم
مذہب یہود پر اور یہ مقولہ یہود کا ہے اَوْ یعنے یا کہا کہ ہو تم نَصَارٰی اور یہ مقولہ
نصاری کا ہے پس ہر فرقہ ان سے کہتا ہے کہ راہ ہماری اختیار کرو تم کہ

توراۃ پاؤ تم اور ہدایت حاصل کرو تم زہرا کہ ہدایت منحصر ہے ہماری راہ مین قُلْ یعنے کہو
جواب میں انکے کہ ہدایت منحصر تمہارے راہ مین نہین بَلْ یعنے اتباع کرونگا میں مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ
ملت ابراہیم ع کی کہ یہودیت اور نصرانیت سے کامل تر ہے اور انواع ہدایات کو جامع تر
خصوصاً یہ صفت ابراہیم کی کہ تہا حَنِيْفًا یعنے مائل طرف خدا کے کل ماسوا سے اور یہودیت
اور نصرانیت تمہاری میں میلان طرف غیر خدا کے بہت ہی کبھی طرف عزیر کے میل
کرتے ہو تم اور کبھی طرف مسیح کے اور کبھی طرف پیشواؤں اپنے کے بی تحقیق صدق
اور راستے انکے کے میل کرتے ہو تم اور احکام اُنکے کو مانند احکام خدا کی جانتے ہو تم
جیسا کہ آیت دوسری میں مصرح ہی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یعنے
پکڑا اُنہوں نے عالموں اور عابدوں اپنے کو رب سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور نہین
امر کیئی گئی وہ مگر یہہ کہ عبادت کرین ایک معبود کے نہین ہی کوئی معبود سوا اُسکے پاک ہے
وہ اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں حالانکہ ابراہیم اس تمام وجوہ شرک اور کفر سے بَری
تہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تہی ابراہیم علیہ السلام مشرکون سے نہ عبادت مین اور نہ
خلق اور تدبیر میں اور نہ تحلیل و تحریم میں اور تم سب عبادت مین عزیر اور مسیح علیہما السلام کو شریک اُسکا
کرتے ہو تم اور یہی خلق اور تدبیر میں اسلاف اپنے کو شریک کرتے ہو تم اور جانتے ہو تم کہ
وہ بخلاف مرضی اُس تعالی کے ہمکو فتح اور نصرت دیتے ہیں اور روزی پہنچاتے ہیں اور
اولاد دیتی ہیں اور آخرت میں ساتھ زور کے عذاب سے چھوڑاینگے اور یہی سحر میں استعانت
ساتھ ارواح خبیثہ جنیوں کی کرتے ہیں اور ارواح کواکب کو مدبر جانتی ہین اور تحلیل
اور تحریم مین پیشواؤں اپنی کو احبار اور رہبان سے ساتھ اُسکے شریک کرتے ہو تم اور حلال
اور حرام کیئی اُنکی کو مانند حلال و حرام کیئی ہوئی خدا کی جانتے ہو تم اور باوجود پائے
نصوص کتاب کے برخلاف اُسکے تقلید انکی نہین چھوڑتے ہو باقی رہیں یہاں چند بحثین
اول وہ کہ ملت ابراہیم ع عین ملت پیغمبر آخر الزمان ع کی ہے اصول اور فروع مین ہر دو
اصول میں متفق ہیں مثل توحید اور نبوت اور معاد اور غسل جنابت اور ختنہ اور اصول مکارم اخلاق

موضح القرآن
یعنے فرمانبرداری پیغمبر کی بجا لاوے وہ لوگ بہشت کے رہنے والے
ن سووہ لوگ بہشت میں ہمیشہ رہینگے
وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ
اور یاد کرو جب لیا ہم نے

یعنی صبر اور رضا بقضا اور تسلیم لامر اللہ اور مانند ان امور کی اور فروع مین مختلف ہین اگر پہلی شق کو اختیار کرین
لازم آتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان صلعم صاحب شریعت جدیدہ کا ہو اور مانند انبیائی بنی اسرائیل کہ مروج دین
موسوی تہے وہ بہی مروج دین سابق کا ہو اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر دوسری شق کو
اختیار کرین پس اتباع ملت ابراہیمی کہ جابجا قرآن مجید مین ساتھہ اوسکے حکم فرماتے ہین کیا معنے
رکہے اسواسطے کہ تینون ملت کہ یہودیت اور نصرانیت اور اسلام ہے اس اصول مین متفق ہین
بلکہ اصول مین تمام شرایع اور ملتین اتفاق رکہتی ہین بدلیل شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا
وَّالَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور بہی اس صورت مین لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر صلعم اور یہ امت بہی نیچ فروع کے
ملت ابراہیمی سے منحرف ہو کسواسطے کہ اعتراف ساتہ اصول کسی ملت کے موجب اعتراف ساتہ
تمام اوس ملت کے نہین ہوتا والا یہودی اور نصرانی بہی تابع ملت ابراہیمی ہون جواب مین
اس بحث کے علماء محققین نے دو مسلک اختیار کئے ہین اکثر محققین نے کہا ہے کہ اتفاق ان
دونون ملتون کا اصول مین ہے فقط لیکن اصول جیسا عقائد کو کہتے ہین ایسے ہی قواعد کلیہ شریعت
کو جس سے جزئی نکل سکتے ہین بہی کہتے ہین اصول ملت ابراہیمی ساتھ اس معنی کے شریعت
مین مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ محفوظ ہین کچہہ تفاوت نہین اگر فروع متخرجہ مین
اون سے بحسب مصلحت زمانہ کوئی فرق آگیا ہے مضائقہ کی بات نہین مثلاً سہولت اور سماحت
اور سلوک راہ اعتدال کی تہذیب مین نفس کے بے افراط و تفریط اور رعایت مصالح
نظام معاش اور معاد ہر دو معاً اور عدم تقیید عبادات اور عادات اور اعیاد اور رسوم
منزلی اور مدنی ساتھہ قیود دشوار کے اور احتراز ابطال کسی قوت کا قوای طبعیہ سے
اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرہ نوع سے نیچ ہر حکم اس شریعت کے مرعی ہے
اور معنی اتباع ملت کے یہی ہین نہ وہ کہ فروع جزیہ کو بعینہا باقی رکہین بلکہ وقت تحقیق
کے ملت نام اونہی قواعد مرعیہ کا ہے نہ نام فروع جزئیہ کا لہذا ہم کہتے ہین کہ ملت
ہم لوگون کی ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے یہہ نہین کہتے کہ دین اور آئین اور
شریعت ہم لوگون کی شریعت اور دین اور آئین ابراہیم علیہ السلام کے ہے

سواسطے کہ شریعت اور دین اور آئین مین ملاحظہ اوس فروع کا بھی ہوتا ہے اور فروع بعینہا محفوظ نہین اور شان عام فہم اس اتباع کی وہ ہے کہ ہر دو شاگرد حضرت امام اعظم رح کہ صاحبین ہین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بلا شبہ بروش اجتہاد اور استنباط مین تابع امام اپنے کے ہین اور مسائل کے نکالتے وقت اونکے قواعد کی رعایت رکھتے ہین لہذا اجتہاد ان کا اجتہاد امام شافعی رح سے ممتاز ہے اور امام شافعی رح کو کوئی تابع امام اعظم رح نہین کہتا باوجود اسکے صاحبین فروع مستخرجہ مین مخالفت امام اپنے کے کرتی ہین ایسے ہی شارع شریعت مصطفویہ نے مسطر ابراہیمی اور قانون حنفی کو ہیچ وقت القاے اس شریعت کے مرعی رکھکر اوپر اوسی قانون کے بنا فرمایا ہے گو مزیج بعضے مقامون کے فروع مستخرجہ اسوقت کے مخالف فروع مستخرجہ اوسوقت کی واقع ہوئی اوسی واسطے دوسری آیت مین ارشاد ہوا۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور حاصل اس جواب کا فرق ہے ملت اور شریعت مین پس ہماری ملت ابراہیمی ہے اور شریعت ہماری شریعت محمدی ہے اور ہم مامور ساتھ اتباع شریعت اوسکے صلعم اور یہود اور نصاری کو شرائع دوسری بحسب استعداد اون کے حضور خداوندی سے عنایت ہوئے کہ اون ملت ابراہیمی پر نہ تھی اور قواعدات ابراہیمی بسبب قصور استعداد اون کے جریان سے موافق اوس قاعدہ کے اوس شرائع مین مرعی نتھے گو اصول عقائد موافق ہون پس تمام ملتون اور دینون کا اصول عقائد مین باہم متفق ہونا مانند توافق جمیع مجتہدین کے ہے تمسک سے ساتھ اصول اربعہ کے کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور اجماع اور قیاس اور توافق اس شریعت کا ساتھ ملت ابراہیمی کے مانند توافق امام اعظم اور صاحبین کے ہے قواعد استنباط مین مثل الزیادۃ علی الکتاب نسخ فلا یثبت الا بالخبر المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی اور استحسان اور مانند اوسکی اور جب فرق ملت اور شریعت مین واسطے اتباع ملت کے بھی منکشف ہوئے ظاہر ہوا کہ اختلاف شریعت کو انحراف ابراہیمی سے نہ چاہیئے کہنا انحراف وہ ہے کہ اصول اور قواعد اوسکے سے تجاوز کیا جاوے چند محققین اس طرف گئے ہین کہ شریعت خاتم المرسلین علیہ الصلوۃ وا

بعینہا شریعت ابراہیمی ہے اور فرق ملت اور شریعت مین نکیا ہے اور کہا ہے کہ اصول و فروع اس شریعت کے موافق اصول او رفروع شریعت ابراہیمی کے ہین بالا تفاوت لیکن ساتھ اس معنی کے کہ احکام ملت ابراہیمی تمامہا اس شریعت مین محفوظ ہین گو بہت خبرین اوسپر زیادہ کی ہون اور وہ خبرین بھی مخالف اوس احکام کے نہین بلکہ شرح اور بسط او رتتمیم او رتکمیل اوسی احکام کے ہین پس ملت ابراہیمی حکم متن کا رکھے اور شریعت مصطفوی ع حکم شرح اوس متن کا ہے اور ساتھ اسی معنی کے شارح کو تابع ما تن کا کہا جاتا ہے مثلاً مشکوٰۃ والے کو تابع صاحب مصابیح کے جانا جاتا ہے البتہ ہمکو ملت ابراہیمی کے احکام کی تفصیل راہ دوسری سے سوائے اس شریعت کے معلوم نہوی اور اس شریعت مین وہ احکام ساتھ احکام زائد کے مخلوط ہوئے اس سبب سے تمیز فیما بین ان دونون کے دشوار ہوئی لیکن ازروے نصوص صریحہ کتاب اور سنت کے کہ آیات بسیار اور احادیث بیشمار ہین اسقدر تیقن ہے کہ آنحضرتؐ اوسی شریعت کو لائی ہین پس بعض اون آیتون سے یہ آیت ہے **قولہ** ملة ابیکم ابراھیم اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ثم اوحینا الیك ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا الی غیر ذلك اور احادیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اتیتکم بالحنفیة السمحة البیضاء اور بھی ازروے احادیث اور سیر کے کہ بیان اوس کا اس مقام مین طول طویل چاہتا ہے ثابت ہوتا ہے اور جہاد اعداء اللہ اور توڑنا بتون کا اور ختنہ اور عقیقہ اور آداب ضیافت اور لبس ثیاب اور اتخاذ زینت وقت عبادت کے اور رفع یدین نماز مین اور تکبیر وقت پستی او ربلندی کے اور نماز چاشت چہار رکعت اور تحریم مہینون حرام کے حرمت محرمات کے نکاح مین اور ایجاب مشہور اور مہر کا اوس مین اور رکوع قبل سجود کے نماز مین اور جدا کرنا حصہ کا مالون سے واسطے خدا کے کہ عبارت زکوٰۃ سے ہے اور وجوب ستر عورت اور حرمت زنا اور لواطت اور سحاق ورد وسرے کبائر کے اور کعبہ کو قبلہ پکڑنا اور مناسک حج تمامہا اور خصال فطرت جمیعا اور آداب قربانی اور ہدی اور احکام نجوم کے معتقد نہ ہونا اور منجمون سے ساعت نہ پوچھنا اور تفحص سعد اور نحس ساعات اور ایام شہور او رتواریخ مین نہ پڑنا اور برا شگون نہ پکڑنا اور کہانت کا معتقد نہ ہونا او رنذر نام بتون اور دیوون اور پریون کے نہ باندھنا اور ذبح واسطے اون کے نہ کرنا

اور رزق اور شفا اور موت اور حیات کو بلا واسطہ مسبب الاسباب سے جاننا اور صبر بیچ وقت مصیبت
کے اور ترک جزع اور فزع اور نوحہ اور شیون کا نزدیک موت اقارب اور دوستون کے اور جان
اپنی کو راہ مین خدا کے دینا اور پدر کو بدلے گناہ پسر کے اور پسر کو بدلے گناہ پدر کے نہ پکڑنا
اور جامہ اور بدن اور خانہ اور مسکن کو پاک اور لطیف رکھنا اور معطر کرنا اور لہو ولعب سے احتراز
کرنا اور تصویر بنانی اور نگاہ سے کہنے اوسکے سے اجتناب کرنا اور ترک نکاح اور ترک لذائذ اطعمہ
اور نفائیس لباس کا اور گوشہ گیری آدمیون سے معتبر نہ جاننا اور ایسی سخت ریاضت کر
کہ جسمین اپنے نفس کی حق تلفی یا اہل وعیال کی حق تلفی کا سبب ہو پسند نہ جاننا اور معاش حلال
کرنا اور سوال سے بلا ضرورت احتراز کرنا اور مثال اسکی احکامون ملت ابراہیمی سے ہی
کہ اس شریعت مین بعینہا باقی ہے بلکہ انہی امور مین کہ اصل اس شریعت اور قاعدے
ین کے ہین اور ہر ایک ان امورون مذکورہ سے فروع بہت مستخرج ہوتے ہین
ید احاطہ تمام شریعت کا کرین البتہ احکام ملت ابراہیمی بسبب مٹنے آثار اوس کے
کے اور عدم تدوین اوسکے کے کتابون مین اور پڑنے اون احکام کے ہاتھ مین جاہلون
کے اور نسخ ہونا اکثر اون احکام کا زمانہ مین حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور فیما بین
ان دونون کے کہ مدت طویلہ تہی عالم سے ایسے پوشیدہ ہوگئے تہے کہ اطلاع اون احکامون
بدون وحی جدید کے بشر کو ممکن الحصول نہ تھے خاتم المرسلین نے اون احکامون کو
بواسطہ وحی کے تلقی فرمایا تھا اور اوس مقام سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نزول
پایا تھا اوس خطاب پر بھی بہ تجدید نزول پایا پس وہ خطاب ساتھ اس معنے کے خطاب
شریعت جدیدہ ہوئے کسواسطے کہ جدید ہونے شریعت مین یہہ امر ضرور نہین کہ احکام
اوس شریعت کے بھی کسی وقت مین دقتون سے عالم مین ظاہر نہوا ہو بلکہ احکام شریعت
مندرسہ کو از سر نو عالم غیب سے تلقے کرنا بھی تجدید شریعت سے کفایت کرتا ہے
اہی معنی سے آنحضرت ناسخ ادیان دوسرے کے ہوئے کہ ناسخات اوس شریعت
منسوخہ کو پہر ساتھ اوس شریعت منسوخہ کے نسخ فرمایا البتہ جدید ہونے کتاب مین
یہ بھی ضرور ہے کہ قبل اوس سے وہ کتاب دوسری پر نازل ہوئی ہو اوسواسطے

حضرت عزیرؑ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہین یا توریت اوپر اونکے نازل ہوئے تھے
اس فرق کو اچھی سمجھنا چاہیئے اور ظواہر آیات بسیار اور احادیث بیشمار کو ہاتھہ سے نہ دینا چاہیے
کہ صراحۃ اتحاد پر دو نو شریعت کے دلالت کرتے ہین اور انبیاے بنی اسرائیل کہ مروّج شریعت
موسویہ ہوئی ہین اوس شریعت مدونہ کو از روے کتب اور محفوظات البشر سے پکڑتے
تھے نہ راہ وحی الٰہی کی عالم غیب سے پس وہ ہی صاحب شریعت جدیدہ کے ہوئی اور یہی
وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہوئی آنحضرتؐ کے وہ تہی کہ آنحضرتؐ نے ملّت
ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محتسبین اور عمال جزیہ اور خراج
اور قسمت فی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھہ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات مین تعمق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لائے ہین اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
جدید کے ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیاؤن پر بنی اسرائیل کے غیر احکام توریت سے
کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہین ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
انبیاؤن بنی اسرائیلؑ کے بکمال انجلا کے ساتھہ واضح ہوا بلکہ یہ لانے مین اس شریعت
کے مانند حضرت موسیٰؑ کے ہین کہ یہہ بھی فی الجملہ قواعد ملّت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہین
اور اوس قاعدون پر تفریع کرتے ہین پس عند التحقیق آج شریعت مستقلہ یہی دو شریعتین
ہین موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدون
ملت ابراہیمی کے نہین اور شریعت مصطفوی علیہ السّلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
کو تمام گھیرے ہوئے ہین اور اوسپر کچھہ زیادہ کرکے اوسکو تتمیم اور تکمیل کیا اور شریعت
عیسوی وہی شریعت موسویؑ ہے لیکن ساتھہ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
اور گویا نزول شریعت عیسویؑ کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتدائی
رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہے
کہ قبل مطلب سے نشان اوس مطلب کا دیتے ہین اور ساتھہ اوس طرف کھولتے ہین

یہ ہے مذاق اہل تحقیق کا جواب میں اس بحث کے بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ اتباع ملت ابراہیمی سے مراد کہ جا بجا قرآن مجید میں مذکور ہے اعتقاد کو موافق عقائد اوس ملت کے کرنا ہے اور بس اسواسطے عقائد اوس ملت کے عقائد جمیع طوائف امم سے مثل ہنود اور یونانی اور صابئین اور مجوس کے امتیاز تمام رکھتے ہیں اور وہ عقائد یہہ ہیں جیسے ان المعبود واحد وانه لا یجوز اتخاذ الکواکب والعناصر والموالید قبلة ولا یجوز اتخاذ الهیاکل والارواح والتوجه الیهما حین العبادة وان الله تعالی یرسل الرسل ویظهر المعجزات علی ایدیهم وان الملائکة رسل الله الی الخلق وانهم وسائط بینه وبین مخلوقاته وانهم عباد الله معصومون عن الکذب والخیانة فی تبلیغ الاحکام وان لله تعالی احکاما تکلیفیة عبادیة یجازی بها وعلیها یوم البعث والنشور بالجنة والنار وان الساعة اٰتیة لا ریب فیها وانه لا یعود الارواح الی الابدان غیر ابدانها بطریق التناسخ وان السجدة لغیر الله تعالی حرام والذبح لغیر الله حرام وتعظیم الصور المصنوعة باسماء الصالحین واتخاذها قبلة حرام یعنی تحقیق معبود ایک ہے اور تحقیق نہیں جائز ہے مقرر کرنا کواکب اور عناصر اور موالید کو قبلہ اور نہیں جائز ہے ٹھیرانا ہیکال اور ارواح کا اور متوجہ ہونا طرف اونکے وقت عبادت کے اور تحقیق اللہ تعالے بھیجتا ہے رسولوں کو اور ظاہر کرتا ہے معجزے اون کے ہاتھوں پر اور تحقیق فرشتے رسول ہیں طرف خلق کے اور تحقیق وہ رسول واسطے ہیں درمیان اوس کے اور درمیان مخلوقات اوس کے کے اور تحقیق وہ بندے اللہ کے ہیں پاک ہیں کذب سے اور خیانت سے بیچ پہونچانے احکام کے اور تحقیق واسطے اللہ تعالے کے احکام تکلیفی ہیں اوپر بندوں اوس کے کے جزا دیتا ہے ساتھ اون کے اور اوپر اون کے دن قیامت کے ساتھ جنت اور آگ کے اور تحقیق قیامت آنے والی ہے بے شک اور تحقیق نہیں داخل ہوتے ہیں روحیں

موضح القرآن

پھر جب کہ ماننے تم مانند جو بعض علم اور نیت کا

نہ ماننے تم بعض علم اور نیت کا

اور بدنون مین سوای بدن اپنے کے بطریق تناسخ کے اور تحقیق سجده واسطے غیر الله کے حرام ہے
اور ذبح لغیر الله حرام ہے اور تعظیم صورتون کی که صالحین کے نام پر بناتے ہین آون کا
قبله مقرر کرنا حرام ہے اور جو اصول ملت ابراہیمی سے یہه بھی ہے که حق تعالی آخر زمانه مین
ایک رسول کو بھیجے گا اور دین اوس کا تمام مخلوق کو واجب القبول ہوگا اور اتباع اور
نصرت اوسکی سب پر فرض ہوگی پس اعتقاد نبوت اس پیغمبر ع اور اتباع دین اوسکے کا
بھی جمله اصول عقائد ملت ابراہیمی سے ہوا مانند اعتقاد نزول عیسیٰ ع اور خروج مہدی ع
اور وجوب اتباع ان دونون کا واسطے شریعت مصطفویه ع کے لهذا ان دونون باتونکو
کتب عقائد مین لاتے ہین اور ساتھه دلیلون کے ثابت کرتے ہین اور موید اس قول کا
ہے جو که تفاسیر مین بیچ سبب نزول آیت کے و من یرغب عن ملة ابراهیم
الا من سفه نفسه کے مرقوم ہے که عبد الله بن سلام رضی الله عنه نے اپنے
دونون بھتیجون سے جنکا سلمه اور مہاجر نام تھا کہا قد علمتما ان الله تعالی قال
ابراهیم علیه السلام انی باعث من ولد اسمعیل نبیا اسمه احمد فمن امن به
اهتدی و رشد و من لم یومن به فهو ملعون اور سلمه بمجرد سننے اس حکم کے ایمان
لایا اور مہاجر نے انکار کیا اوسکے حق مین یہه آیت نازل ہوئی لیکن اس تقریر مین ایک
خدشه آتا ہے اور وه یه ہے که نبوت انبیا قاطبةً جمیع شرائع اور ادیان مین اصول
عقائد سے ہی جیسا که متاخرین کو پہلے انبیاء کی اطاعت فرض ہے اسی طرح متقدمینون
کو لاحق کے انبیا پر ایمان لانا فرض ہے تفصیلا فیما علم تفصیلا و اجمالا فیما علم اجمالا
پس یه معنی خاص ساتھه ملت ابراہیمی کے ہین پس جمیع انبیا سے ماتقدم نے ساتھه
وجود باجود آنحضرت ع اخبار فرمایا ہے اور امت اپنی کو ساتھه نصرت اور اعانت
انکی کے تاکید کی اور اوسپر عہد اور مواثیق لئے پس ساتھه اس اعتبار کے اعتقاد
نبوت خاتم المرسلین صلعم اصول جمیع ملل اور ادیان سے ہوگا نه اصول ملت
ابراہیمی سے فقط بیچ جواب اس خدشه کے کہه سکتے ہین که طلب بعثت رسول
آخر الزمان کے اور پیدا کرنا امت اوس حضرت اور نزول کتاب کا ان پر

داخل صلب مین ملت ابراہیمی کے تھا ایک طرح کا کمال ابراہیمی موقوف اوپر اس کے تھا
پس رسول آخر الزمان گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیمؑ کے ہوئے اور امامت حضرت
ابراہیمؑ کی ساتھہ رسالت اونکی کے تمام ہوئی اور احکام دین اوسکے کے گویا احکام
حضرت ابراہیمؑ کے تھے اس زمانہ مین بخلاف انبیاؤن دوسرون کے کہ خالی
اس امر کی ہوئے ہین اور صلب ملت اون کے مین یہہ درخواست نہ تھی البتہ
ساتھہ اوس کمال موعود حضرت ابراہیمؑ امتون اپنی کو بشارت دیتے تھے اور تاکید
اور نصرت اور اتباع اوس جنابؑ کی کرتے تھے پس فرق واضح ہوا لیکن اب تک بھی
الفاظون آیات قرآنی مین مثل اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم و ملۃ
ابیکم ابراھیم اور الفاظ احادیث مثل اتیتکم بالحنیفۃ السمحۃ البیضاء
اس تقریر سے ایک منافرت باقی ہے کسواسطے کہ عقائد اپنے کو موافق عقائد اوس ملت
کی کرنا داخل اتباع اوس ملت کے نہین اور باوجود اسکے اگر معنی اتباع کے یہی ہون
پس امر فرمانا پیغمبر آخر الزمانؑ کا ساتھہ اس تباع کے خالی تکلف سے نہین اور بھی
ساتھہ اس تباع کے جمیع انبیا بھی مامور تھے خصوصیت کچھہ ساتھہ جناب خاتم المرسلین
کے نہ رکھی خلاصہ کلام کا وہ ہے کہ ہر ایک شریعت تین چیزون کو شامل ہوا کرتی
ہے اول اصول عقائد یعنی توحید اور نبوت اور معاد اور یہ چیز بیچ تمام برحق ملتون اور
سچے دینون کے مشترک ہے اور تمام انبیاؑ اوسپر اتفاق رکھتے ہین کسواسطے کہ یہہ خبر ایکی
ہے کہ مختلف نہین ہوتا ساتھہ اختلاف اعصار اور ازمان کے اور اس معنی کر ہر ملت متاخر
کو تابع ملت متقدمہ کہہ سکتے ہین خصوصیت ساتھہ ایک نبی اور ساتھہ ایک امت کے نہ
دوم قواعد کلیہ شریعت کہ جزئیات احکام وفروع مسائل ساتھہ اوسکے ہوتا ہے اور
کے کلیات کے رعایت اور لحاظ رہتا ہے اور حقیقت مین ملت نام اوس
ہے اور اتباع ہر امت اور اس پیغمبر کے ساتہ ملت ابراہیمی کے ساتھ
ای ی حس کے ہے کہ لا یوجد فی غیر ھذا النبی والامۃ بالنسبۃ الی ملۃ
ابراھیم سیوم تمام اوضاع مقرر شرع کلیات اور جزئیات سے اور قاعدہ

موضح القرآن
اور نہین ہے خدا تمھارا
بیخبر ذرا بھی اُن کامون
سے جو تم کرتے ہو
اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ
اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ
الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ
فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ
الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ
یُنْصَرُوْنَ وہ لوگ
ہی ہین جو خریدتے
تا دنیا مین زندگانی
کو یعنی دنیا کے عیش
کو خریدتے ہین آخرت
کے بدلے پس نہ ہلکا اور
کم ہوگا اُن پر سے
عذاب دوزخ کا
اور نہ ...
... کی سفارش
یا طاقت نہ رکھیگا

فروع سے ساتھ اس معنی کے آنحضرت صاحب شریعت جدیدہ کے ہین اور انبیای بنی اسرائیل ساتھ اس معنی کے تابع شریعت موسویہ تھے بحث دوسری وہ کہ بل حرف عطف ہے واتبعوا ملة ابراهيم یا نتبع ملة ابراهيم کہ تقدیل سے مقدر ہے عطف اوس کا اوپر کونوا هودا او نصارى کے صحیح نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ یہہ مقولہ یہود اور نصاریٰ کا ہے اور واتبعوا یا نتبع مقولہ پیغمبر کا ہے اور عطف اوپر کلام غیر کے صحیح نہین جواب وہ کہ عطف اوپر کلام غیر کے اوپر وجہ تلقین کے جائز ہے جیسا کہ کوئی مخاطب کو کہے اگر یک مخاطب جواب مین اوسکے کہے وزیدا قل وزیدا جیسا کہ کوئی کہے اضرب زیدا جواب مین اوسکے کہے تو بل اکرم ای قل بل اکرم زیدا بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ یہہ کلام غیر کے کلام پر عطف کرنے کی قبیل سے ہے لیکن اوپر وجہ رد اور انکار کے یعنے لا تقولوا لنا ذلك واتبعوا انتم ملة ابراهيم یا لا نکون هودا او نصارى بل نتبع ملة ابراهيم اور صاحب کشاف نے اس عطف کو مانند عطف ومن ذريتي کی جاعلك پر کیا ہے جیسا کہ تحت مین اوس آیت کے گذرا اور تحقیق لف اور نشر کی هودا او نصارى کو وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارى پر قیاس کر کے سمجھنا چاہیئے اور کلام کو اوپر توزیع دو قوم کے اوپر ہر دو فرقہ اہل کتاب کے محمول کہا چاہیئے نہ اوپر لف و نشر کے کسواسطے کہ حرف آو اوسکا انکار کرتا ہے بحث سیوم وہ کہ جملہ وما كان من المشركين کہ دلالت اوپر نفی شرک کے حضرت ابراہیمؑ سے کرتا ہے بظاہر مستدرک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ساری مخاطبین اوپر اعتقاد کمال حضرت ابراہیمؑ کے متفق تھے احتمال شرک کا حضرت ابراہیمؑ مین ہوکر مخطور کسی کا نتھا لانا اوس جملہ کا واسطے کس غرض کی ہے جواب اوسکا وہ کہ لانا اس جملہ کا واسطے تعریض کے ہے اوپر حال اون لوگون کے کہ آپ کو تابع حضرت ابراہیمؑ کا تو کہتے تھے مگر شرک کیا کرتے تھے مثل یہود کے کہ ساتھ تشبیہ کے قایل تھے اور حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مثل نصاریٰ کے تثلیث کے قائل تھے اور حضرت مسیحؑ کو ابن الله کہتے تھے اور مثل جاہلون مکہ کے قریش سے کہ صریح بت پرستی کرتے تھے گویا ایسا فرماتے ہین کہ تم ابراہیمؑ سے نہایت دور پڑے ہو کسواسطے کہ اول

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد دوسرے اور عملون اور اخلاق دوسرے اونکے کیا پہونچی بحث چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل ملۃ ابراھیم کو اوپر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدار دین کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس دلائل توحید کو اوپر اس دین کے قائم کیا ہے اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہ باب تقلید مین اولی اور بہتر ہے مختلف فیہ سے اور یہود و نصاری مین سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم کے متفق ہین اور صحت مین دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہین اور صحت مین نصاری کے یہود اور صحت مین ان ہر دو نو دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین ابراہیم کہ حق ہونا اوس کا نزدیک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود اور نصاری ساتھ سننے اس تعریض اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمنے یہودیت اور نصرانیت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تعریض ساتھ مشرک ہونے اون دونون کے کی تمنے پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسیٰ اور عیسیٰ کے کافر ہو تم پس بیچ جواب انکے قُوۡلُوۡۤا یعنے کہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہین کرتے ہین ہم ساتھ کسی چیز کے ارکان ایمان سے کسواسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوسکے کے اور ساتھ جمیع پیغمبرون اوسکے کا ہے لیکن اس ایمان تفصیلی مین ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہین جو افضل و اولی ہے پھر اوس شخص کو جو اوسکا تابع ہے کسواسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت کا ہے پس اس حیثیت سے مقدم کرتے ہین ایمان مین کتاب اپنے کو اور کہتے ہین ہم وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا یعنی اور ایمان لائے ہین ہم ساتھ جمیع اوسکے کے کہ نازل کی گئی ہین طرف ہمارے آیات اور اون احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی ہین وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس شریعت کاملہ ہماری کے رکھے اور پیغمبر ہمارے مامور ساتھ اتباع اوسکے کے ہین وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ یعنی اور جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق

موضح القرآن

جیسے مردے کا جلانا اور غیب کی خبر بتانا اور قوت دی ہمنے عیسی علیہ السلام کو ساتھ روح پاک کے جو حضرت جبرئیل ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے یا اسم اعظم روح پاک تھا جس سے مردوں کو جلاتے تھے افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون یعنی جب آیا تم پاس کوئی پیغمبر ہماری طرف سے اور لایا وہ چیز جسکو

اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کے که دوازده کس تھے اور پیغمبر قطعی اون سے یوسف علیه السلام تھے اور پیغمبری مین دوسرون کے خلاف ہے اور اصح وہ ہے که پیغمبر نه تھے لیکن جبکه اون مین ایک آدمی پر نازل ہوا تو گویا اوپر تمام اونکے کے نازل ہوا اور طبرانی اور ابونعیم آنحضرتؐ سے روایت لائے ہین که فرماتے تھے که جو مین قسم کھاؤن مین جانتا ہون مین اوپر اوسکے که قبل پیشیده ستون امت ہیبری سے کوئی بہشت مین نجائیگا مگر چند آدمی که کم بیس سے اور زیاده دس سے ہین ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور مریمؑ بہرحال یه جماعت که مذکور تابع شریعت ابراہیمی کے تھے اور جوکه اپنر وحی ہوتی تھی متمم اور مکمل شریعت ابراہیمی تھے پس اس جہت سے وحی انکی کو ایمان مین مقدم کرتے ہین اور پھر کہتے ہین ہم وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی یعنے اور جوکه دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰؑ کو توریت اور انجیل اور احکام شریعت سے اور ہرچند یه دونو بزرگ بعض من تقدم سے افضل ہین لیکن جوکه انکو دیا گیا ہے موافق مقدار استعداد امتون انکے کے دیا گیا ہے پس شریعت انکی پشت پر شریعت سابقین سے ہے اور اسیواسطے انکو موخر کیا ہمنے البته ساتھ کمال انکے کے اور تفصیل شرائع انکے کی ایمان مستقل مفصل اوپر اسکے لائے ہین ہم اور اجمال مین داخل نکیا اور ایسے ہی بطریق اجمال کے ایمان لائے ہین ہم بجمیع مَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ یعنی جوکه دیا گیا ہے تمام پیغمبرون کو پروردگار اپنے سے صحیفے اور احکام اور شرائع اگرچه اوس مین تفاوت ساتھ فاضلیت اور مفضولیت کے ہی لیکن لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ یعنے ہم فرق نہین کرتے درمیان کسی ایک کے اون مین سے که ساته بعضے کے ایمان لائین ہم اور ساتھ بعضے کے کفر کرین ہم اور کس طرح یه فعل شنیع ہم سے ہو سکے گا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنی اور ہم خاص واسطے خدا کے منقاد ہین ہم ہر حکم اوس کا ہر زمانه مین ساتھ زبان اس پیغمبر کے که آوے سر اور آنکھون ہماری پر ہے اگرچه وہ احکام امتون کی تفاوت کی وجه سے فضیلت اور کمال مین متفاوت ہون باقی رہے اس جا فائدے چند اول وہ که ذکر ایمان مین ساتھ کتابون اور شرائع منزله کے جو ترتیب زمانی منظور رکھین پس ذکر مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا مقدم سب پر کسواسطے لائے کسلیئے که سب سے

موخر ہے اور جو ترتیب شرافت اور بزرگی منظور ہے پس چ کر مَا اُوْتِیَ مُوْسیٰ وَعِیْسیٰ اور ذکر

مَا اُنْزِلَ اِلٰی اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ مقدم چاہیئے تھا لانا کسواسطے کہ

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ اولوالعزم سے ہین اور کتابین انکی کہ توریت اور انجیل ہے وحی ان انبیا

مذکورین سے بالاجماع افضل اور اشرف ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہین تفسیر مین گذرا کہ ان

ذکران انبیاؤن مذکورین کی اوپر ذکر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے نہ اس جہت سے ہی کہ یہ دو

حضرات سب سے افضل ہین نہ جہت افضل ہونے وحی اون کے کے کتابون سے ان دو

کے بلکہ بواسطہ اوسکے ہے کہ وحی انکی تاکید وحی ابراہیمی کے تھے اور وحی ابراہیمی وحی

موسوئی اور عیسوئی سے اشرف اور افضل ہے اور موکد افضل کا بھی بہ تبعیت افضل ہوتا

ہے گویا بالاستقلال افضل ہو مانند اوسکے کہ رفقا کسی امیر کے بیچ دخل پانے دربار حضور

بادشاہی کے بہ تبعیت اوس امیر کے مقدم ہوتے ہین اور امیر دوسرے کے گو مرتبہ

مین اوس سے امیر پست تر ہوتے ہین امام احمد اور بخاری نے کتاب اوسپا مین بروایت

ابن عباس کے ذکر کیا کہ آدمیون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ

ای الادیان احب الی اللہ فرمایا الحنیفۃ السمحۃ اور ابی بن کعب کے قرآن مین سورہ

لم یکن مین یہ آیت تھی کہ منسوخ التلاوۃ ہوئی ہے اور اکثر صحابہ سے ساتھ شہرت کے ہونا

اس آیت کا قرآن مین اوسی صورت مین ثابت ہوا کہ ان ذات الدین عند اللہ

الحنیفۃ السمحۃ لا الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ اور بعضے

محققین نے کہا ہی کہ ایمان ساتھ خدا کے اوس سبب سے مقدم لائے ہین کہ معرفت پیغمبر اور

وحی اور کتاب تمام موقوف اوپر معرفت اوسکے کی ہے اور اسی لئے وہ معرفت عقلی ہے

موقوف سمع پر نہین اور یہہ طریق پہلے نبیون کی معرفت کہ سمعی محض ہے نسبت ساتھ

ہماری معرفت پیغمبر اپنے کے اور وحی اور کتاب اپنی کے ہے اور یہہ معرفت حکم دلیل کا

رکھتی ہے اور معرفت نبوت انبیاؤن ماتقدم کے حکم مدلول کا رکھتی ہے اور دلیل کو اوپر مدلول

کے تقدم ہے اس جہت سے ذکر مَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا کو مقدم اوپر تمام کے فرمایا بعد اوسکے تفصیل

انبیا مین تقدم زمانی ملحوظ ہے اور اجمال مین لازم ہے کہ بعد اوسکے تفصیل واقع ہو تو متعو

معنی صحیح القرآن
غلاف مین ہین یعنی بات سمجھتے نہین سواے اپنے دین کے سو خدا تعالی نے لعنت کی ہے کہ وہ جہوٹے ہین بلکہ لعنت کی ہے خدا تعالی نے انکے کفر کے سبب پھر تھوڑے سے ایمان لاتے ہین

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ما بقی کا ہو پس ترتیب احسن وجوہ ذکر ایمان تفصیلی اور اجمالی ہے فائدہ دوم وہ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان ساتھ شرائع جمیع انبیا اور کتب جمیع انبیاء کی فرض ہے جیسا کہ ایمان یہ پیغمبر اور کتاب اپنی کے فرض ہے بلا تفاوت فرق یہہ ہے کہ اتباع پیغمبرؑ اور کتاب اپنی کا بھی فرض ہے اور اتباع پیغمبرون اور کتابون دوسری کا فرض نہین جیسا کہ ابن ابی حاتم نے معقل بن یسار سے روایت کی کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے امنوا بالتورٰىة والزبور والانجيل وليسعكم القرآن یعنی ایمان ساتھ تمام ان کتابون کے لاؤ تم لیکن متابعت قرآن کی تمکو کفایت کرتی ہے اسی سبب سے ضحاک اور دوسرے علما کہتے ہین کہ زنان اور اولاد اور غلامون اور کنیزون اور خادمون اپنے کو نام اون پیغمبرون کے کہ کتاب مجید مین مذکور ہین تعلیم کرو تم تو اونپر ایمان لاوین کسو واسطے کہ حق تعالی نے اس ایمان کو فرض کیا ہے جس جا کہ فرماتا ہے قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ تک اور اسی سے ہے کہ امام احمد اور مسلم اور دوسرے محدثین نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ آنحضرتؐ دو رکعت سنت فجر مین ان دو آیت کو پڑھتے تھے اول مین قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ اور دوسری مین قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا تو امت اپنی کو سکھلاوین کہ ہر صبح ایمان اپنے کو ساتھ ان پیغمبرؑ کے تازہ کرین فائدہ سیوم وہ کہ سبط لغت مین بمعنی قبیلہ کے ہے اولاد حضرت یعقوبؑ کو کسو واسطے اسباط فرمایا کہ ہر ایک اون سے قبیلہ تھا جواب اوسکا وہ کہ جو ایک ایک شخص ہے اونمین سے ایک ایک قبیلہ کلان بہم پہونچا ہر ہر آدمی کو اون سے قبیلہ نام کیا جیسا کہ ابن جریر نے تفسیر مین اپنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ الاسباط بنو یعقوبؑ كانوا اثنا عشر رجلا كل واحد منهم ولد سبطا وامة من الناس اور ساتھ اسی معنے کے حضرت حسنین کو بھی سبطین کہتے ہین اسلئے کہ دو قبیلہ کلان حسنی اور حسینی انسے پیدا ہوئے اور بعضے روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضہ کو بالتخصیص ساتھ اس لقب کے ملقب فرمایا ہے شاید اوسکے کثرت اولاد انکی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح مین وارد ہے کہ انا من حسين وحسين مني حسين سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث مین اشارہ ہے ساتھ اوس کے کہ

شرافت اور طہارت اور علم اور تقوی اولا دین اون کے بہت رہے گا چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا
اور معنی لفظ سبط شرافت اور کرم اخلاق اور صلاح اور تقوی اولا دین انبیاء کے ہوا ہی
موافق عرف شرع کے معتبر ہے گم کردگان اس شرط کو سبط نہین کہہ سکتے جو ایمان انبیا
جیسا کہ لائق اور سزاوار ہو درست کیا تمنے فَاِنْ اٰمَنُوْا یعنی پس جو ایمان لاوین یہہ یہود
اور نصاری کہ ہدایت کو دنیا اپنے مین حصر کرتے ہین بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ یعنی مانند
اوسکے جیسا کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اوس کے استیعاب جمیع انبیا اور رسل اور کتب کے تفا
اور بے تفاوت کے فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنی پس تحقیق انہون نے بہی ہدایت پائی
اور لفظ مہتدی ان پر صادق آیا اگرچہ منحصر نہیں ان کے ہوا وَاِنْ تَوَلَّوْا یعنی اور جو
روگردان ہون یہہ مثل اس ایمان کے پس اگرچہ بظاہر دعوی اتباع موسیٰ اور عیسیٰ
کا کرتے ہین لیکن فی الواقع تابع ہر دو کے نہین ہین فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ یعنی
پس نہین ہین یہہ مگر بیچ مخالفت موسیٰ اور عیسیٰ کے کسلئے کہ موسیٰ اور عیسیٰ نے
ساتھ ایسے ایمان کے فرمایا ہے پس اگر ساتھ تیرے رسول مجادلہ کرین فَسَيَكْفِيْكَهُمُ
اللّٰهُ یعنے پس عنقریب کفایت کرے گا تجکو شر ان کے سے اللہ وَهُوَ السَّمِيْعُ
اور وہ ہے سننے والا کہ اقوال اون کے کو سنتا ہے الْعَلِيْمُ ط یعنے دانا کہ نیت انکی
کو جانتا ہے اور کچھ کید اور مکر حق مین تیرے پوشیدہ کرتے ہین نزدیک اوسکے
معلوم ہے اور بھی دعا تیری سنتا ہے اور نیت تیری اعلاے کلمہ حق مین جانتا
ہے پس تجکو ساتھ تمام جہت کے اوپر ان کے مظفر اور منصور کرے گا اور ان کو
مغلوب اور منکوب آئے ہر طرف اوسکے کہ لفظ مثل کا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ مین
کیا معنے رکھتا ہے کسواسطے کہ ایمان مقبول واحد ہے تعدد نہین رکھتا ہے تو لفظ مثل
اوس مین استعمال کیا جاوے جواب مین اس سوال کے مفسرین نے چند وجہ
کہین ہین اول وہ کہ یہہ کلام مبنی اوپر فرائض اور تقدیر کے ہے یعنی اگر یہہ کوئی
ایمان دوسرا مثل اس ایمان کے حاصل کرین پھر بھی راہ ہدایت کے پاوین لیکن
سخن اس مین یہی کہ ایمان دوسرا سواے اس ایمان کے عالم مین موجود نہین

موضح القرآن
یا یہ من نسخ ... پھر جب آیا یہود یون کے پاس جسکو پہچانتے تھے نشانیون سے یعنی توریت مین جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اور نشانیان جو لکھی تھین سب درست پائین تو کافر ہوئے اور نہ مانا پھر لعنت خدا تعالی کی ہے کافرون پر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے یہودیون کو گمان تھا کہ آخری زمانے کا پیغمبر ...

مانند اوسکے کہ مقام مشورت مین کہتے ہین کہ جو تدبیر کوئی دوسری مانند اس تدبیر کے خاطر مین
تمہاری پہونچی موافق اوسکے عمل کرو تم اور غرض وہ ہوتی ہے کہ کوئی تدبیر سوای اس تدبیر کے
رہت نہ آوسے گی دوم وہ کہ ما بیچ مَا اٰمَنْتُمْ کے مصدریہ ہے نہ موصولہ اور لفظ با واسطے
استعانت کی ہے یعنی اگر یہ بھی ایمان مثل ایمان تمہارے کی لاوین اخلاص اور بے
نفاقی مین اور ثبات اور استقرار مین البتہ راہ یاب ہوں سیوم وہ کہ لفظ مثل کا اس جا
واسطے تعظیم اور تفخیم کے زائد واقع ہوا جیساکہ مثلك لا یبخل مین کہا ہے کہ معنے اوسکی
انت لا تبخل ہے اور مؤید اس توجیہ کی ہے وہ کہ بیہقی نے کتاب الاسما اور صفات مین
ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ کہتے تھے لا تقولوا فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به
فان الله لا مثل له ولکن قولوا فامنوا بالذی اٰمنتم به یعنی معنی اس آیت
کے ایسی نہ سمجھو تم بلکہ ایسا سمجھو کہ لفظ مثل زائد ہے چہارم وہ کہ مومن عبارت ہے معنے
قضیہ سے کہ متعلق حکم اور تصدیق کے ہے اور معنی قضیہ کے باعتبار قیام کے ساتھ ذہنوں
تصدیق کرنیوالوں متعدد اور متغایر کے ہوتے ہین زیراکہ تشخص اعراض کا تابع تشخص موضوعات
اونکے کے ہے پس یہ معنی قضیہ کے قائم ساتھ ذہنوں مومنین کے ہے غیر اوس معنی کا ہے
کہ قائم ساتھ ذہنوں اہل کتاب کے ہوگا نہایت کار کا وہ کہ باعتبار اتحاد طرفین اور
نسبت فیما بینہما کے مماثلت متحقق ہے پس استعمال لفظ مثل کو ساتھ نظر اس مغایرت کے
محل صحیح ظاہر ہوا گو عرف مین مغائر جانین لکن حقائق لا تنتقض من العرفیات
پنجم وہ کہ حرف با بیچ لفظ مثل اور ایسی ہے لفظ بہ بین واسطے ترتیب کے ہے نہ صلہ ایمان
کا اسی صورت مین معنی کلام کے ایسے ہوئے کہ جو اہل کتاب ایمان لاوین بمانند اوس
دلائل کے کہ تم ساتھ اوس دلائل کے ایمان لائے البتہ راہ یاب ہوں اور شبہ نہین کہ ایمان
ہر چند بمعنی مومن بہ کے واحد ہے لیکن دلائل اوسکے بیشمار ہین جیساکہ مومنین کو دیکھنا
اور سننا احوال پیغمبر اپنے کا اور معجزات اوسکے کا دلیل ایمان کے بہیج سمعیات سے ہے
ایسے ہی یہود یون کو دیکھنا اور سننا احوال اور اوضاع پیغمبر اپنے کا اور کتاب اپنی کا
دلیل ہو سکتا ہے اور ایسے ہی نصاریٰ کو اور منظور تحصیل ایمان ہے ساتھ

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

ان چیزون کے کہ مذکور ہوئین نہ تعیین طریق اور دلیل کا بتایا۔ اور اسکے لفظ مثل کا لانا فرو
ششم وہ کہ مراد مثل سے ایک ترتیب دوسری ہے ورائے اس ترتیب کے اور حاصل کلام کا
ہے کہ ایمان ساتھ جمیع ان چیزون کے ضرور ہے خواہ ساتھ اس ترتیب کے ہو خواہ ساتھ
ترتیب دوسری کے مثلاً اگر یہود اول ساتھ توریت اور حضرت موسیٰ کے ایمان
لاوے بعد اوسکے ساتھ نبیاؤن دوسرون کے اور شریعتون اون کے
بھی جائز ہے اور ایسے ہی نصاریٰ اگر اول ساتھ عیسیٰ کے ایمان لاوین اور
اس سے ساتھ نبیاؤن دوسرے اور شریعت اونکے کے بھی جائز ہے اسجگہ جا
چاہیئے کہ آیت مین فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ کے وعدہ کفایت عاجلہ کا فرمایا
اور بعد نزول اس سورہ سے بیچ چند سال کے موافق اس وعدہ کے متحقق ہوا
کو یہودیون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل فرمایا اور بنو نضیر کو جلا
فرمایا اور اہل خیبر کو بھی خراب کیا اور وہ آدمی کہ وہان رہے ساتھ کمال ذلت اور
خواری جزیہ کے مبتلا ہوئے یہی حال ہے یہودیون کا لیکن نصاریٰ پس ہم
کے مصدر کسی کید اور شر کے نہوے تھے بلکہ بادشاہ حبش نجاشی نام مسلمان ہوا
اور اہل نجران نے ساتھ صلح اور قبول جزیہ کے تن کو ساتھ اطاعت کے دیا
اور قیصر بادشاہ روم نے بھی تکبر اور عناد سے قبول کیا اس جہت سے صدمہ قہر الٰہی
مین گرفتار نہ ہوئے اور حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ
انہون نے کہا کہ مین ایک روز روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا کہ ناگاہ
حضرت عثمان رضہ آئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان تو مارا جائیگا اوس حالت مین کہ
بقر پڑھتا ہوگا اور ایک قطرہ خون تیری سے اس آیت پر پڑیگا کہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ
اللّٰهُ اور ابن ابی داؤد کتاب المصاحف مین اور دوسرے محدثین معتبر سے روایت کی ہے
کہ جب مصری لوگ گھر مین حضرت عثمان رضہ کے واسطے قتل کے آئے مصحف
مجید روبرو اونکے تھا اور پڑھتے تھے اول اون اشقیاؤن نے اوپر ہر دو دست
اونکے شمشیر ماری اور خون اون کے جاری ہوا اور اسی آیت پر پڑا ساتھ

موضح القرآن

ساتھ اوس چیز کے سو وہ چیز ہے جو کافر ہوئے ساتھ اوس چیز کے جو بھیجا ہے قرآن خدا تعالیٰ نے یعنی قرآن سے منکر ہوئے بسبب اوس حسد اور ضد کے جو بھیجا خدا تعالیٰ نے قرآن اپنے فضل سے جس پر چاہا اپنے بندون سے جسکو لائق اوسکے بتایا تھا سو پھر ہوئے یہودی ساتھ غصہ خدا تعالیٰ کے اوپر غصہ کے یعنی یہودی غصہ پر غصہ کے لائق ہوئے اور

بہی ایک ہاتھ سے اوس خون کو مصحف سے دور کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ قسم بخدا کہ یہہ ہاتھ اول
وہ ہاتھ کا ہے کہ لکھا ہے مفصّل قرآن کو اور ابن ابی حاتم نے نافع بن ابی نعیم سے نقل کیا کہ
ایک روز مصحف عثمان رض خلفا مین سے ایک خلیفہ کے روبرو واسطے زیارت کے
لائے تھے مین اوس وقت مین حاضر تھا مین نے خلیفہ سے کہا کہ آدمی کہتے تھے کہ مصحف
لنا مین ان کے تھا بیچ وقت شہادت کے اور خون انکا اوپر آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ
اللّٰهُ کے پڑا ہے اوس خلیفہ نے اس آیت کو کہولا مینے بچشم خود دیکہا کہ اثر خون کا
اوپر اس آیت کے تھا اور عبداللہ بن احمد زوائد مین زید کے بیٹے عمرہ بنت ارطاۃ
عدویہ سے لائے ہین کہ مین ہمراہ حضرت عائشہ رض کے واسطے حج کے اوس سال
مین کہ حضرت عثمان شہید ہوئے گیا تھا جو مکہ سے مدینہ مین مراجعت کی مینے اوس
مصحف کو کہ بیچ وقت شہادت کے بغل مین ان کے تھا اور اول قطرہ خون کا اوپر
پڑا تھا دیکہا مینے کہ اسے آیت پر پڑا تھا عمرہ کہتا ہے کہ اثر اس واقعہ کا ایسا ہوا کہ
کوئی قاتلون ان کے سے ساتھ موت صحیح کے نہ مرا سب بری موت سے مرے باقی رہا یہان
سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہے کہ یہی آیت کا آخر سیپارہ سوم سورہ آل عمران مین اعادہ
فرمایا ہے اور دو جا مین تغیر اسلوب کا کیا ہے اول وہ کہ بجائے إِلَيْنَا عَلَيْنَا
لائے ہین دوم وہ کہ لفظ وَمَا أُوتِيَ ماقبل النبیون سے حذف کیا نکتہ اس
تغیر اسلوب کا کیا ہے اور مناسبت ہر کلام کی ساتھ مقام اپنے کے ساتھ کس طرح
کے سمجہ سکین جواب اوس کا وہ کہ مخاطب اس آیت مین جمیع مومنین ہین بدلیل
قُولُوا اور مخاطب اوس آیت مین فقط پیغمبر علیہ السلام ہین بدلیل قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ اور
نزول کو جو متعدی ساتھ إلی کے کرتے ہین معنے اوسکے وصول اور انتہا کے ہوتے ہین
اور جو متعدی ساتھ علی کے کرتے ہین معنے اوس کے وقوع بلا واسطہ ہوتے ہین اور مومنین
کو قرآن نازل ہو کر بواسطہ پیغمبر ع پہونچا ہے نہ بلا واسطہ اوپر اون کے واقع ہوا
اور اوپر قلب پیغمبر ع کے بلا واسطہ وارد ہے اس جہت سے اس آیت مین
نزول حرف إلی کا کیا اور اوس آیت مین حرف علی لیکن جو اول مین متعدیہ نزول کا اس

اور عیسیٰ کے لفظ مَآ اُوْتِیَ لائے یہہ فرق کس راہ سے ہے جواب اوسکا وہ کہ اوپر حضرت
ابراہیمؑ اور اولاد اونکی کے طریق القاے احکام غیب سے نزول ملک حامل وحی تھا پس
جیساکہ اوپر آنحضرتؐ کے بہی ساتھہ اسی طریق کے القای علوم ہوتا تھا جیساکہ سیر سے
معلوم ہے اور ساتھہ موسیٰؑ کے دو طریق ہبا بین مسلوک تہی اول دینا الواح منقوش
زبرجد سے کہ اوپر اوسکے توریت لکہی ہوئی تہی دوم کلام سننا بلا واسطہ فرشتہ کے نازل
ہوتا تھا جناء المحضر بین کہ خیمہ اور بارگاہ تجلی الٰہی تھا ان دونو طریق مین نزول عروج نتھا
اور ایسی ہی ساتھہ حضرت عیسیٰؑ کے بہی دو طریق مسلوک تھے اول دینا انجیل کا دوسرے
روح القدس کا اون کے سینہ مین پہونکنا اور تکلم ساتہ زبان انکی کی اور ان دو طریق مین
بھی نزول محسوس نہین ہوتا تھا بلکہ یہہ معاملہ قبیل وادوستد سے تھا بنابر تفاوت اس طریق
کے ذکر مین حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے لفظ مَآ اُوْتِیَ کو لائے ہین اور جو اس لفظ
کو ذکر مین انکی استعمال کیا اجمال انبیا مین بھی اسی لفظ کو کار مین لی گئی کہ رجوع متروک
لفظ کی طرف نہوا اور انتشار نظم کلام کا حاصل نہو ساتھہ صحت معنے کے اس جا تک کہ مذکور
ہوا ارکان ایمان اور واجبات اعتقادی تھا اب فرماتے ہین کہ مومنین کو چاہیئے ہے کہ
اوپر اسیقدر کے قناعت نکرین اور اس مرتبہ سے بالاتر ترقی ڈھونڈین اور کہین کہ ہمنے
اختیار کیا صِبْغَةَ اللّٰهِ یعنی رنگ خدا کو اور اپنے کو ساتھہ رنگ اوس کے رنگین کیا ہمنے
جیساکہ رنگ ظاہر اور باطن جامہ مین نفوذ کرتا ہے اور بسبب اوسکے وہ جامہ جامون دوسرے
سے ممتاز ہوتا ہے ایسے ہی توحید الٰہی رگ اور پوست ہمارے مین پیٹہ گئے اور جوارح
اور اعضا ہمارے کو اوسنے پکڑ لیا پس ظاہر اور باطن اور قلب اور قالب ہمارا ملک اوسکی ہی ہوا
جیساکہ نصاری جب کسیکو اپنے دین مین داخل کرتے تھے یا کوئی فرزند نو پیدا ہوتا تھا اوسکو
نصرانی کرتے تھے رنگ زرد کہ اوسکو معمودیہ نام کرتے ہین ایک ظرف مین ڈالتے تھے
اور اوس نوآموز کو اوس مین غوطہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اب یہہ شخص نصرانی ہوا
اور ادیان دوسرے سے پاک ہوا لیکن رنگ اونکا دو تین روز مین بسبب غسل اور
ہوسنے کے زائل ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر جلد پر ہے فقط اور رنگ ہمارا رنگ خدا ہے

رہتا ہی بلکہ روز بروز ترقی پر ہے علی الخصوص عبادت بروجہ اخلاص ہو بے آمیزش ریا اور عجب
اور تعصب قومیت اور محافظت ہر اسم کی کہ چہلنے مین رنگ کے آئینہ باطن سے تریاق
مجرب ہے آئے ہم اسبات کی تحقیق پر کہ یہہ خدا کا رنگ جسکی ساتہ مومنونکو اختیار کیا ہی اس سے مراد
کیا ہی صحیح وہ ہے کہ وہ رنگ بلکہ انقیاد اور اطاعت اور اطمینان ساتہ اوامر اور نواہی اوسکی کی ہے
غرض شانہ کہ بیچ ہر حکم اوسکے کی باعث اوپر امتثال کی ساتہہ کمال نشاط اور رغبت کے ہوتا ہی
اور تعصب اور سخن پروری اور حفظ وضع اور آئین اپنی کے ساتہ رسم اور آئین آبا اور اجداد اپنی کے
یا ہستی یا تحمل مشقت سی ساتہہ قبول خلاف وضع اور گرانی غیر مالوف باقی نہین چہوڑتے اور یہہ ملکہ
غیر ایمان سے ہی بسبب ورزش اور کمال ایمان کی حاصل ہوتا ہی اور طاعات اور عبادات او حالات
محمودہ خوف اور حیا اور محبت اور شوق اور انکسار اور تواضع اور دوام حضور اور نگرانی اور تورع اور
تقوی تمام آثار اسکے سی ہے اور قلب سینے غالبا تک کو محیط ہوتا ہے اور واسطے اسیکے اوسکو تشبیہ
ساتہ رنگ کے دی ہی اور اسی سے ہی کہ جو کوئی ساتہ اس حلہ کے طرح مرضی کسی کا ہوتا ہے کہتے
ہین کہ فلانا ساتہ رنگ فلانی کے رنگین ہوا ہی اور دوسرے مفسرین نے اس رنگ کی تفسیرین
رنگا رنگ گوناگون کے ہین بعضے نے کہا ہی کہ قبول دین اسلام کو بنا بر مشاکلت فعل نصاری کے
کہ لڑکون اور اولاد اپنی کو ساتہ آب زرد کے رنگین کرکے کہتے تہے ہٰذا صار نصرانیا حقاً اس عبارت
مین رنگ خدا نام کیا ہی اور بعضے نے کہا ہی کہ مراد صبغۃ اللہ سے فطرت اللہ ہے کہ ہر فرد انسانی کو
اوپر اوسکے پیدا کیا ہی جیسا کہ جابجا ارشاد ہوا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا
لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ اور فطرت جو مقرر کی ہوئی خدا کی ہے بے صنع آدمیون کے شباہت
ساتہ رنگ طبع کے رکہتی ہے اور مذہب اور ملل متصرفہ مثل یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت
یا ساتہ القای شیطانی کے بیچ نفس کے جا پکڑتی ہے یا ساتہ اغوای مادر اور پدر کے اور قوم اور قبیلہ
کے حدیث شریف مین وارد ہی کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یہودانہ و ینصرانہ و
یمجسانہ اور بعضے نے کہا ہی کہ مراد وس سے ختنہ ہی کہ اثر ظاہر انقیاد دین الہی کا بدن پر بمنزلہ رنگ کے
اوپر جامہ کے ہی اور بعضے نے کہا ہی صبغۃ اللہ عبارت ہے کیفیت نفسانیہ سے کہ بندہ کو
ساتہ خالق کے بہم پہونچتی ہے اور بسبب دوام اوس دولت کے حکم رنگ کا پکڑتی ہے باطن اور ظاہر مین

ون یعنی از کمال جہل و سخن پروری سے کہتے ہو تم اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
اط یعنی بتحقیق ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد اوسکی باوجود اوسکے کہ قبل نزول توریت
و قبل تقرر یہودیت اور نصرانیت کے گذرے ہین کَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی یعنی تھے یہودی
اور یہہ دونون شقین باطل ہین اور جو اہل کتاب بنا بر سخن پروری اور تعصب اپنے کے اسی شق کو
با وجود بطلان ہونے اوسکی کی اختیار کرین اور کہین کہ البتہ یہہ جماعت یہودی اور نصرانی تہی بسبب
ہونے کے کہ شریعت معمولہ انکی موافق شریعت یہودیت اور نصرانیت کی تھی گو قبل توریت اور انجیل اور
یہودیت اور نصرانیت کے گذرے ہین پس جواب مین انکی قُلْ یعنی کہہ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ
تم دانا تر ہو یا خدا اُنے ہمکو خبر دی ہے کہ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ
كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور یہی وجہ قصہ بنا سے کعبہ کے فرمایا ہے کہ حضرت
اور حضرت اسمٰعیل نے دعا کی ہے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے
السجود اور شریعت مین یہودیون اور نصرانیون کی مناسک حج خانہ کعبہ کے کہان ہین اور رکوع
کہان بلکہ توریت اور انجیل مین نصوص جلیہ موجود ہین اس مضمون پر کہ حضرت ابراہیم اور اولاد انکی
حقیقت حنفیت کے تھے اور حرمت سبت و دیگر خواص یہودیت کے اوپر انکی مقرر نہ تھا اور علیٰ ہذا
لوازم نصرانیت مثل تعظیم یوم الاحد شریعت مین انکی نہتی لیکن تم اوس نصوص صحیحہ کو بیچ وقت مناظرہ
کے بنا بر تعصب اور سخن پروری اپنے کی چھپاتے ہو تم اور ظاہر نہین کرتے تو خفیفا اور ملزم نہو تم و
ظلم مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً یعنے اور کون ہے ظالم تر اوس شخص سے کہ مخفی رکہا اور چھپاوے ایک شہادت
ثابت ہو عِنْدَهٗ یعنے نزدیک اوسکی کہ وہ شہادت مِنَ اللّٰهِ طرف سے خدا کے ہی اور تم ان تمام
یون صحیحہ کو چھپاتے ہو اور اوپر اسیقدر کے بھی اکتفا نہین کرتے ہو تم بلکہ تحریف اور تغیر اور تبدیل
نصوص کا کرتے ہو تم وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اور نہین خدا غافل اوس چیز سے کہ کرتے
ہو کتمان اور تحریف اور تغیر مین دیکھو اگر ہرکارہ بادشاہ ذی اقتدار کا تم پر نگہبان ہو اوس سے ڈر کر
فرمان مین اوسکے جعل و تلبیس نہین کرتے ہو اور اوس بادشاہ بادشاہون سے کہ اقتدار بادشاہ
ایکی اقتدار کی نسبت کچھ نہین اور وہ آپ اوپر تمہارے نگہبان اور مطلع ہی نہین ڈرتے ہو تم اور بعضے
کلام مین جعل و تلبیس کرتے ہو تم اور اوپر اوسکی غرہ ہوتے ہو تم کہ ہم اولاد انبیا کی ہین اور

موضح قرآن